
بسلسلہ
اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام
بسم اللہ الرحمن الرحیم
اضافہ واصلاح شدہ
جدید ایڈیشن
ماہِ رمضان
کے فضائل واحکام
رمضان کریم
ادارۂ غفران
راولپنڈی پاکستان
مصنف
مفتی محمد رضوان
ماہِ رمضان کے فضائل واحکام
مفتی محمد رضوان
ادارۂ غفران

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام   اضافہ واصلاح شدہ ساتواں ایڈیشن

ماہِ رمضان

کے

فضائل واحکام

اس کتاب میں قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں اسلامی سال کے نویں مہینہ ’’ماہِ رمضان‘‘ اوراس سے متعلق فضائل واحکام ،منکرات وبدعات کوتفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ رمضان کے مہینہ کے فضائل واحکام، چاند کے فضائل واحکام، روزہ کے فضائل واحکام،سحری کے فضائل واحکام،افطاری کے فضائل واحکام، لیلۃ القدر کے فضائل واحکام اوران سے متعلق رائج منکرات واصلاحات کومدلل ومفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے، ساتھ ہی تراویح اور مسنون اعتکاف کی فضیلت واہمیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

نام کتاب: ماہِ رمضان کے فضائل واحکام

مصنّف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: رمضان ۱۴۲۲ھ نومبر 2001ء طباعتِ ہشتم: جمادی الاخریٰ 1438ھ مارچ 2017

صفحات: ۶۲۰

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی۔فون: 051-5507270
ادارہ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔فون: 042-37353255
کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔فون: 051-5771798
دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔فون: 021-32631861
مکتبہ سید احمد شہید: 10-الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 042-37228196
مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایبٹ آباد۔فون: 0992-340112
ادارہ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔فون: 061-4514929
ادارۃ المعارف: دارالعلوم کراچی۔فون: 021-35032020
مکتبہ سراجیہ: چوک سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا۔فون 048-3226559
مکتبہ شہید اسلام، متصل مرکزی جامع مسجد (لال مسجد) اسلام آباد۔فون: 0321-5180613
ملت پبلیکیشرز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔فون: 051-2254111
ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان۔فون: 061-4540513
مکتبہ العارفی: نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔فون: 041-8715856
کتب خانہ شمسیہ، نزد اپری گیشن مسجد، سریاب روڈ، کوئٹہ۔فون: 0333-7827929
مکتبہ معارف القرآن، دارالعلوم کراچی۔فون: 021-35123130
تاج کمپنی، لیاقت روڈ، گوالمنڈی، راولپنڈی۔فون: 051-5774634
مکتبۃ القرآن: گورومندر، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔فون: 021-34856701
مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرانوالہ۔فون: 055-4212716
مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد۔فون: 041-2601919
اسلامی کتب خانہ، پھولوں والی گلی، بلاک نمبر 1، سرگودھا۔فون: 048-3712628
اسلامی کتاب گھر: خیابانِ سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی۔فون: 051-4830451
مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، 17، اردو بازار، لاہور۔فون: 042-37232536
الخلیل پبلشنگ ہاؤس: اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔فون: 051-5553248
قرآن محل، اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔فون: 0312-5123698 0321

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(از مؤلف)

بعد حمد وصلوٰۃ کے عرض ہے کہ بندہ نے بعض حضرات کی خواہش پر بفضل اللہ تعالیٰ ماہِ رمضان کے فضائل ومسائل کے موضوع پر ایک رسالہ ''ماہِ رمضان المبارک کے فضائل واحکام'' ۱۴۲۲ھ، نومبر 2001ء میں تالیف کیا تھا، جس کی کئی مرتبہ اضافہ واصلاح کے ساتھ اشاعت ہوچکی ہے۔

اس سے پہلے بندہ بعض عربی اور اُردو فتاویٰ اور کتابوں پر اعتماد کی بنیاد پر کئی مسائل اور حوالہ جات ان سے لے لیا کرتا تھا، لیکن بعد میں امہاتُ الکتب اور قرآن وسنت کے دلائل کی طرف مراجعت کرنے سے سابقہ طرز وطریقہ سے مناسبت نہ رہی، اور اس میں کافی کمزوریاں محسوس ہوئیں۔ اور اندازہ ہوا کہ جب تک اصل دلائل، ماخذ ومراجع تک رسائی نہ ہو، اس وقت تک تحقیق کا کام ایک حد تک مکمل نہیں ہو پاتا۔

اس لئے بندہ نے اپنی دیگر سابقہ کتب کی طرح ماہِ رمضان والی اس کتاب پر بھی تحقیق کا کام کیا، اور متعلقہ اصل عبارات کو متن اور حواشی میں شامل کرنے کا اہتمام کیا، اور ساتھ ہی شریعت کی طرف سے بیان کردہ ایک اہم ہدایت کو بھی پیشِ نظر رکھا، جس میں آسانی پیدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور تنگی ودشواری پیدا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ [1]

---

[1] مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ (سورة المائدة، آيت ٦)
وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (سورة الحج، آيت ٧٨)
وَما جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ اى ضيق وتكليف يشتد القيام به عليكم......قلت ويمكن ان يقال معنى قوله تعالى ما جَعَلَ الله عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ انه تعالى رفع عنكم كلفة التكاليف الشرعية حتى صارت التكاليف الشرعية ارغب إليكم من المرغوبات الطبعية(التفسير المظهرى، ج٦ ص ٣٥٤،٣٥٥،ملخصاً، سورة الحج)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس لئے جہاں تک شرعی حدود میں رہتے ہوئے ضرورت منداور مجبور لوگوں کے لئے تخفیف وآسانی کا راستہ نکل سکتا تھا، اس کا لحاظ کیا گیا۔

نیز روزہ فاسد ہونے نہ ہونے سے متعلق جدید طبی تحقیقات کو بھی ملحوظ رکھا گیا، اسی کے ساتھ کوشش کی گئی کہ آسان اور عام فہم ہونے کے ساتھ مضامین کو اصولی اور فروعی دونوں طریقوں سے مرتب وذکر کیا جائے۔ اس طرز وتحقیق کے نتیجہ میں کتاب کا حجم غیر معمولی ضخیم ہوگیا، جس کی وجہ سے تراویح اور اعتکاف کے فضائل واحکام کی تفصیلی بحث کو اس کتاب سے الگ الگ کر کے شائع کرنے کی ترتیب بنائی گئی۔ اس طرح اب اس کتاب کا موجودہ ایڈیشن سابقہ ایڈیشنوں کے مقابلہ میں بندہ کے نزدیک راجح اور مستند ہے، اور اس کے مقابلہ میں سابقہ ایڈیشنوں کے ساتھ متضاد حوالہ جات وتحقیقات سے بندہ رجوع کرتا ہے۔

اوراب ساتویں مرتبہ اشاعت سے پہلے مسائل کی تلاش ودستیابی کی سہولت وآسانی کے لئے تفصیلی فہرست بھی تیار کی گئی۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنے حضور قبول ومنظور فرمائیں۔ اورسب مومنین ومومنات کی دنیاوی واخروی صلاح وفلاح اور کامیابی وکامرانی کا ذریعہ وسبب بنائیں۔ آمین۔ فقط۔

محمد رضوان

مؤرخہ: ۷/ جمادی الاولیٰ/ ۱۴۳۵ھ۔ 09 / مارچ 2014ء بروز اتوار

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا، وَلاَ تُنَفِّرُوا (بخاری، رقم الحدیث ۶۹، عن انس بن مالک)

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ، قَالَ :بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا، وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا (مسلم، رقم الحدیث ۱۷۳۲ "۶"، عن ابی موسیٰ)

وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّينِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۵۱، عن ابن عباس)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ " :عَلِّمُوا، وَيَسِّرُوا، وَلَا تُعَسِّرُوا (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۳۶، عن ابن عباس)

فی حاشیة مسند احمد: حسن لغيره

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہِ رمضان کے فضائل واحکام

ماہِ رمضان اسلامی سال کا نواں مہینہ

رمضانُ المبارک کا مہینہ اسلامی سال کے لحاظ سے ترتیب میں نواں مہینہ ہے۔

اسلامی سال کے مہینوں کے بالترتیب نام یہ ہیں:

(۱)......مُحرَّم (۲)......صفر (۳)...... ربیعُ الاول (۴)...... ربیعُ الاُخر (۵)...... جمادی الاُولیٰ (۶)...... جمادی الاُخریٰ (۷)...... رجب (۸)...... شعبان (۹)...... رمضان (۱۰)......شوال (۱۱)......ذوالقعدہ (۱۲)......ذوالحجہ۔

اورجس طرح اسلام کے دوسرے اہم احکام اسلامی مہینوں سے متعلق اور وابستہ ہیں، اسی طرح روزے، لیلۃُ القدر اوراعتکاف وغیرہ کے احکام بھی اسلامی مہینے یعنی ’’رمضانُ المبارک‘‘ سے وابستہ ہیں، اور اسلامی مہینوں کا نظام قمر یعنی چاند کے ساتھ وابستہ ہے۔

رمضان کی لفظی ومعنوی تحقیق

’’رَمَضَان‘‘ عربی کا لفظ ہے، اس میں رَ، مَ اور ضَ، تینوں حروف پر زبر ہے۔

یہ لفظ ہمیشہ مذکر استعمال ہوتا ہے، ’’رَمَضَان‘‘ عربی کے لفظ ’’رمض‘‘ سے بنا ہے، اور رمض کے معنیٰ جلنے اور جلانے کے آتے ہیں۔

اس مہینے کا یہ نام اس لئے تجویز کیا گیا ہے کہ اس مہینہ کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ مہینہ مسلمانوں کے گناہوں کو جلانے اور معاف کرانے کا ذریعہ ہے، کیونکہ اس مہینے میں دلوں میں آخرت کی فکر اور تیاری کی حرارت وگرمی پہنچتی ہے۔

جیسا کہ سورج کی حرارت سے مٹی، ریت اور پتھر کو گرمی پہنچتی ہے۔

بشرطیکہ رمضان کا پورا احترام اور اس کے اعمال کا اہتمام کیا جائے۔ [1]

رمضان کو ’’مُبارک و معظّم‘‘ کہنے کی وجہ

رمضان کے ساتھ ’’مبارک و معظم‘‘ کا لفظ لگا کر ’’رمضانُ المبارک و رمضانُ المعظم‘‘ بولا جاتا ہے، مبارک کے معنٰی ہیں، برکت والی چیز، اور کیونکہ یہ مہینہ شریعت کی نظر میں برکت والا مہینہ ہے، اس لئے اس مہینہ کو ’’رمضانُ المبارک‘‘ کہا جاتا ہے۔

بعض اوقات مبارک کے بجائے معظم کا لفظ بھی لگایا جاتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے ’’رمضانُ المعظم‘‘، معظم ’’عظمت والی چیز‘‘ کو کہا جاتا ہے اور کیونکہ یہ مہینہ شریعت کی نظر میں عظمت والا

---

[1] قوله :فی "الرمضاء " "الرمضاء :"الرمُل الحارة ، من الرمض ، وهو شده وقع الشمس على الرمُل وغيره، والأرض رمضاء ، وقد رمض يومُنا -بالكسُر -يرمَض رمضاً :اشتد حرة، ورمضَتُ قدمُه من الرمضَاء أى :احترقت، ومنه اشتقاق الرمضان(شرح سنن أبى داود لبدر الدين العينى، ج۳ص ۳۵، كتاب الصلاة، باب فضل المشى إلى الصلاة)

وَاخْتُلِفَ فِی تَسْمِيَةِ هَذَا الشَّهْرِ رَمَضَانَ فَقِيلَ لِأَنَّهُ تُرْمَضُ فِيهِ الذُّنُوبُ أَیُ تُحْرَقُ لِأَنَّ الرَّمْضَاءَ شِدَّةُ الْحَرِّ وَقِيلَ وَافَقَ ابْتِدَاءُ الصَّوْمِ فِيهِ زَمَنًا حَارًّا وَاللَّهُ أَعْلَمُ(فتح البارى لابنِ حجر، ج۴ص ۱۱۳، قوله باب هل يقال)

وقيل انما سمى رمضان لانه يرمض الذنوب اى يحرقها بالاعمال الصالحة من الارماض وهو الاحراق.....وقيل لان القلوب تأخذفيه من حرارة الموعظة والفكرة فى امر الأخرة كما يأخذ الرمل والحجارة من حرالشمس (تفسير قرطبى ج ۲ ص ۲۹۱ ملخصاً،تحت آيت ۱۸۵ من سورة البقرة)

رمضان: بفتحاتِ ثلاثہ ماخوذ از رمض کہ بمعنی سوختن ست، چون ماہِ صیام گناہان رامیسوزد، لہٰذا بایں اسم مسمّٰے گشت از رسالۂ علم نجوم کہ کمال معتبر بودنوشتہ شد یا آنکہ مشتق از رمض ست ومعنی رمض سوختہ شدن پاے از گرمی زمین چون ماہ صیام موجب سوختگی وتکلیف نفس ست لہٰذا بایں اسم مسمّٰی گشت از شرحی معتبر نوشتہ شد ودر نصاب رمضان بمعنی سنگ گرم ست واز سنگ گرم پائے روندگان میسوزند وشاید کہ بوقت وضع ایں اسم ماہِ صیام در شدت گرما باشد (غیاثُ اللغات ص ۲۳۶)

رمضان ومنع الصرف للتعريف والالف والنون (عمدةالقارى، ج ۱۰، ص ۲۸۵، باب شهرا عيد لا ينقصان)

مہینہ ہے، اس لئے اس مہینہ کو رمضانُ المعظم بھی کہا جاتا ہے۔

اور ہماری زبان میں رمضان کے ساتھ شریف کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے ''رمضان شریف''

شریف کے معنٰی ہیں ''شرافت والی چیز''۔

اور یہ مہینہ کیونکہ تمام مہینوں میں سب سے زیادہ شَرَف رکھنے والا ہے، اس لئے اس کو رمضان شریف بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ ۱؎

۱؎ هذا باب يقال فيه :هل يقال؟ أى :هل يجوز أن يقال :رمضان من غير شهر معه؟ أو يقال :شهر رمضان؟ قوله :(هل يقال) ؟ على صيغة المجهول، رواية الأكثرين، وفى رواية السرخسى والمستملى :باب هل يقول، أى :الإنسان أو القائل .قوله :(ومن رأى كله واسعا) من جملة الترجمة أى :من رأى القول بمجرد رمضان أو بقيده بشهر واسعا أى :جائزا لا حرج على قائله، وفى رواية الكشميهنى :ومن رآه بهاء الضمير، وإنما أطلق الترجمة ولم يفصح بالحكم للاختلاف فيه على عادته فى ذلك، فالذى اختاره المحققون والبخارى منهم لا يكره أن يقال :جاء رمضان، ولا صمنا رمضان، وكان عطاء ومجاهد يكرهان أن يقولا :رمضان، وإنما كانا يقولان كما قال الله تعالى :شهر رمضان، لأنا لا ندرى لعل رمضان إسم من أسماء الله تعالى، وحكاه البيهقى عن الحسن أيضا، قال :والطريق إليه وإلى مجاهد ضعيفة، وهو قول أصحاب مالك .وقال النحاس :وهذا قول ضعيف لأنه صلى الله عليه وسلم نطق به، فذكر ما ذكره البخارى .وفى (التوضيح) : وهناك قول ثالث، وهو قول أكثر أصحابنا إن كان هناك قرينة تصرفه إلى الشهر فلا كراهة وإلا فيكره.

قالوا :ويقال :قمنا رمضان، ورمضان أفضل الأشهر، وإنما يكره أن يقال :قد جاء رمضان، ودخل رمضان، وحضر، ونحو ذلك .فإن قلت :فى (كامل) ابن عدى عن أبى سعيد المقبرى عن أبى هريرة، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :(لا تقولوا رمضان، فإن رمضان اسم من أسماء الله تعالى، ولكن قولوا :شهر رمضان؟) قلت :قال أبو حاتم :هذا خطأ، وإنما هو قول أبى هريرة وفيه أبو معشر نجيح المدنى، وضعفه ابن عدى الذى خرجه، وقال بعضهم :أشار البخارى بهذه الترجمة إلى دفع حديث ضعيف، ثم ذكر هذا الذى خرجه ابن عدى .قلت :هذا القائل أخذ هذا الذى قاله من كلام صاحب (التلويح) فإنه قال :وإنما كان البخارى أراد بالتبويب دفع ما رواه أبو معشر نجيح فى (كامل) ابن عدى، وهو الذى ذكرناه، وهل هذا إلا أمر عجيب من هذين المذكورين؟ فإن لفظ الترجمة :هل يقال رمضان أو شهر رمضان؟ من أين يدل على هذا؟ فمن أى قبيل هذه الدلالة؟ وأيضا :من قال :إن البخارى اطلع على هذا الحديث أو وقف عليه حتى يرده بهذه الترجمة؟(عمدة القارى للعينى، ج۱۰ ص۲۶۵، باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان ومن رأى كله واسعا)

ماہِ رمضان کے فضائل

رمضان کا مہینہ انتہائی عظیمُ الشان اور فضیلت والا مہینہ ہے، اس مہینے میں قرآن مجید نازل کیا گیا، اور اس مہینہ میں روزوں اور دیگر نیک اعمال مثلاً تراویح، اعتکاف وغیرہ کی بہت فضیلت ہے۔

رمضان میں قرآن مجید کا نزول

رمضانُ المبارک کی فضیلت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ قرآن مجید رمضانُ المبارک کے مہینے میں نازل کیا گیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (سورة البقرة، آیت ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ ہے، جس میں قرآن کو نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے، اور ہدایت اور (حق وباطل کے درمیان) فرق کرنے والے دلائل ہیں (سورہ بقرہ)

قرآن مجید دراصل رمضان کے مہینے میں لیلۃُ القدر میں نازل کیا گیا، جیسا کہ سورہ قدر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ. وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ. لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ. تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ. سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (سورة القدر، پارہ ۳۰)

ترجمہ: بے شک ہم نے اس (قرآن) کو لیلۃُ القدر میں نازل کیا ہے اور آپ

کو معلوم ہے کہ لیلۃُ القدر کیا ہے؟ لیلۃُ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے ہر امر کو لے کر نازل ہوتے (اور اترتے) ہیں، سراپا سلام ہے وہ (لیلۃُ القدر اور اس کی برکت) طلوعِ فجر (یعنی صبحِ صادق) تک رہتی ہے (سورہ قدر)

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أُنْزِلَتْ صُحُفُ إِبْرَاهِيمَ أَوَّلَ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ لِسِتٍّ مَضَيْنَ مِنْ رَمَضَانَ وَأُنْزِلَ الإِنْجِيلُ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَ الزَّبُوْرُ لِثَمَانَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَ الْقُرْآنُ لأَرْبَعَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ (المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے (آسمانی کتابچے ورسائل) رمضان کی پہلی تاریخ میں اور تورات رمضان کی چھٹی تاریخ میں، اور انجیل تیرہویں تاریخ میں، اور زبور اٹھارویں تاریخ میں، اور قرآن مجید چوبیس تاریخ گزرنے کے بعد (یعنی اس کے بعد کی کسی رات میں) نازل ہوا (طبرانی، مسند احمد)

اس سلسلہ میں اور روایات بھی ہیں، اور بعض روایات میں دیگر آسمانی کتابیں نازل ہونے کی تاریخوں میں کچھ اختلاف ہے، لیکن ان آسمانی کتابوں کے رمضان کے مہینے میں نازل ہونے کی وہ بھی تائید وتصدیق کرتی ہیں۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ١٨٥، واللفظ لهٗ، المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحديث ٣٧٤٠، مسند احمد رقم الحديث ١٦٩٨٤، شعب الايمان للبيهقی رقم الحديث ٢٠٥٣، فضائل القرآن لمحمد بن نصر المروزی رقم الحديث ٣٢، فضائل القرآن لمحمد بن الضريس رقم الحديث ١٢٥.

[2] عن ابن عباس قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) أنزلت الصحف على إبراهيم فى ليلتين من شهر رمضان وأنزل الزبور على داود فى ست من رمضان وأنزلت التوراة على موسى لثمان عشرة من رمضان وأنزل القرآن على محمد (صلى الله عليه وسلم) لأربع وعشرين من رمضان (تاريخ دمشق لابن عساكر، ج٦، ص ٢٠٢، رقم الحديث ١٤٧٦)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوران روایات کی سند پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے، لیکن رمضان کے مہینے میں آسمانی کتابیں نازل ہونے کے مضمون کے متعلق یہ روایات ایک دوسرے کی تائید وتصدیق کرتی ہیں، اس لئے اس حدتک یہ روایات معتبر ہیں۔ ۱

تمام آسمانی کتابیں، یہاں تک کہ سب سے افضل واعلیٰ آسمانی کتاب ''قرآن مجید'' کے نازل ہونے کے لئے رمضان کے مہینے کا انتخاب فرمانا اس مہینے کی فضیلت واہمیت کی واضح دلیل ہے۔

گویا کہ جومقام وشرف آسمانی کتابوں کودوسری کتابوں پراورقرآن مجید کودوسری آسمانی کتابوں پرحاصل ہے وہی مقام وشرف رمضانُ المبارک کے مہینے کودوسرے مہینوں پر حاصل ہے۔

قرآن مجید کےاس مہینے میں نازل ہونے کی اسی نسبت کی وجہ سے رمضان کے مہینے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا جابر بن عبد الله ، قال : أنزل الله صحف إبراهيم فى أول ليلة من رمضان ، وأنزلت التوراة على موسى لست خلون من رمضان ، وأنزل الزبور على داود فى إحدى عشرة ليلة خلت من رمضان ، وأنزل القرآن على محمد صلى الله عليه وسلم فى أربع وعشرين خلت من رمضان (مسند ابويعلىٰ الموصلى، رقم الحديث ۲۱۹۰)

قال البوصيرى:هذا إسناد ضعيف، لضعف سفيان بن وكيع بن الجراح .وله شاهد من حديث واثلة بن الأسقع رواه أحمد بن حنبل فى مسنده .(اتحاف الخيرة المهرة،تحت رقم الحديث ۴۱۵، كتاب العلم،باب فى علم النسب ،وكذافى كتاب الصوم،تحت رقم الحديث ۲۲۰۱،باب صوم شهر الصبر وثلاثة أيام بعده)

عن أبى مليح ،ثنا جابر بن عبد الله قال : أنزل الله صحف إبراهيم فى أول ليلة من شهر رمضان ، وأنزل التوراة على موسى لست خلون من شهر رمضان ، وأنزل الله الإنجيل على عيسى فى ثمان عشرة ليلة من شهر رمضان ، وأنزل القرآن على محمد صلى الله عليه وسلم لأربع وعشرين خلت من شهر رمضان (حديث هشام بن عمار رقم الحديث ۱۳)

۱ قال الهيثمى:رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ ، وَفِيهِ عِمْرَانُ بْنُ دَاوُدَ الْقَطَّانُ ، ضَعَّفَهُ يَحْيَى، وَوَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ ، وَقَالَ أَحْمَدُ :أَرْجُو أَنْ يَكُونَ صَالِحَ الْحَدِيثِ .وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۴۶۸)

وقال الالبانى:قلت :و هذا إسناد حسن ، رجاله ثقات ، و فى القطان كلام يسير .و له شاهد من حديث ابن عباس مرفوعا نحوه .أخرجه ابن عساكر(۲/۱۶۷/۱و۵/۳۵۲/۱)(سلسلة الاحاديث الضعيفة تحت رقم الحديث ۱۵۷۵)

میں تلاوت کی فضیلت بھی زیادہ ہے۔

قرآن مجید کے نازل ہونے کی تاریخ کا تعین لیلۃُ القدر کے متعیّن ہونے پر موقوف ہے، جس کا ذکر آگے لیلۃُ القدر کے بیان میں آ رہا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن مجید لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر تو لیلۃُ القدر میں نازل ہوا، اوراس کے بعد وہاں سے تھوڑا تھوڑا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا جاتا رہا۔ [1]

جس میں امت کے لئے کئی حکمتیں اور فائدہ کی باتیں تھیں۔ [2]

جنت کے دروازوں کا کھُلنا، جہنَّم کے دروازوں کا بند ہونا

رمضانُ المبارک کے بابرکت مہینے میں جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنَّم کے تمام دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔

---

[1] عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ " :أُنْزِلَ الْقُرْآنُ جُمْلَةً إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ، ثُمَّ أُنْزِلَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي عِشْرِينَ سَنَةً، قَالَ :(وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا)وَقَرَأَ (وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا)
(السنن الكبرىٰ للنسائی، رقم الحديث ۱۱۳۰۸، واللفظ لهٗ؛ شعب الايمان للبيهقی رقم الحديث ۲۰۵۴؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث ۲۸۷۹)
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.
وقال الذهبي: صحيح.

[2] ثم إن ما ذكر من إنزاله فی تلک الليلة أراد به إنزاله إلى اللوح المحفوظ فإنه نزل عليه فيها جملة ثم أنزل منه منجما فی نيف وعشرين سنة وسره كما قال الفخر الرازی أنه لو نزل جملة واحدة لضلت فيه الأفهام وتاهت فيه الأوهام (لو أنزلنا هذا القرآن على جبل لرأيته خاشعا متصدعا من خشية الله) فهو كالمطر لو نزل دفعة لقلع الأشجار وخرب الديار وقال السيد :فی تنزيله منجما تسهيل ضبط الأحكام والوقوف على حقائق نظم الآيات قال ابن حجر :وهذا الحديث مطابق لقوله تعالى (شهر رمضان الذی أنزل فيه القرآن) ولقوله (إنا أنزلناه فی ليلة القدر) فيحتمل أن تكون ليلة القدر فی تلک السنة كانت تلک الليلة فأنزل فيها جملة إلى سماء الدنيا ثم أنزل فی اليوم الرابع والعشرين إلى الأرض أول (اقرأ باسم ربک)(فيض القدير للمناوی تحت رقم حديث ۲۷۳۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے، تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ (مسلم) [3]

ترجمہ: (رمضان کی آمد پر) رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (مسلم)

جنت بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، اس لئے جنت ورحمت کے دروازے کھول دیئے جانے والی دونوں قسم کی روایات میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔

اور رحمت کا راستہ آسمان سے گزر کر آتا ہے، اس لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جانے سے مراد بھی رحمت وجنت کے دروازے کھلنا ہی ہے۔

---

[1] رقم الحديث ١٨٩٨، كتاب الصوم، باب: هل يقال رمضان أو شهر رمضان، ومن رأى كله واسعا.

[2] رقم الحديث ١٨٩٩، كتاب الصوم، باب: هل يقال رمضان أو شهر رمضان، ومن رأى كله واسعا.

[3] رقم الحديث ١٠٧٩، كتاب الصيام، باب فضل شهر رمضان؛ نسائی، رقم الحديث ٢١٠٠.

بہر حال ان احادیث سے رمضان کے مہینے کی یہ خصوصیت معلوم ہوئی کہ اس مہینے میں جنت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کی بارش برستی ہے، اور جہنم کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ ۱

لہٰذا اس بابرکت اور بارحمت مہینے اور اس کے ہر لمحہ کی قدر کرنی چاہئے۔ ۲

---

۱ قوله :(فتحت أبواب السماء) ، قد ذكرنا معنى :فتحت، وهنا، قال :(أبواب السماء) ، وفى حديث قتيبة الماضى قال :(أبواب الجنة) ، وقال ابن بطال :المراد من السماء الجنة بقرينة ذكر جهنم فى مقابلة .قلت :جاء فى رواية :(أبواب الرحمة) ، ولا تعارض فى ذلك، فأبواب السماء يصعد منها إلى الجنة لأنها فوق السماء ، وسقفها عرش الرحمن كما ثبت فى (الصحيح) . وأبواب الرحمة تطلق على أبواب الجنة، لقول النبى، صلى الله عليه وسلم، فى الحديث الصحيح(عمدة القارى، ج١٠ ص٢٧٠، كتاب الصوم، باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان ومن رأى كله واسعا)
(عن أبى هريرة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-إذا دخل رمضان ") أى وقت شهره، وهو مأخوذ من الرمضاء ، فى القاموس :رمض يومنا كفرح :اشتد حره، وقدمه احترقت من الرمضاء للأرض الشديدة الحرارة، وسمى شهر رمضان به لأنهم لما نقلوا أسماء الشهور عن اللغة القديمة سموها بالأزمنة التى وقعت فيها، فوافق زمن الحر، أو من رمض الصائم :اشتد حر جوفه، أو لأنه يحرق الذنوب، ورمضان إن صح أنه من أسماء الله -تعالى -فغير مشتق، أو راجع إلى معنى الغافر، أى يمحو الذنوب ويمحقها "فتحت "بالتخفيف، وهو أكثر كما فى التنزيل، وبالتشديد لتكثير المفعول "أبواب السماء "قيل :فتحها كناية عن تواتر نزول الرحمة وتوالى طلوع الطاعة، ويؤيده رواية أبواب الرحمة، قال الزركشى :إلا أن يقال :إن الرحمة من أسماء الجنة، قال : والأظهر أنه على الحقيقة لمن مات فيه أو عمل عملا لا يفسد عليه، (وفى رواية " :فتحت أبواب الجنة ") ، وهو كناية عن فعل ما يؤدى إلى دخولها "وغلقت "بالتشديد أكثر "أبواب جهنم " وهو كناية عن امتناع ما يدخل إليها، لأن الصائم يتنزه عن الكبائر، ويغفر له ببركة الصيام الصغائر، وقد ورد :الصيام جنة ، قال التوربشتى :فتح أبواب السماء كناية عن تنزيل الرحمة، وإزالة الغلق عن مصاعد أعمال العباد تارة ببذل التوفيق، وأخرى بحسن القول، وغلق أبواب جهنم عبارة عن تنزه أنفس الصائم عن رجس الفواحش، والتخلص من البواعث على المعاصى بقمع الشهوات، فإن قيل :ما منعكم أن تحملوا على ظاهر المعنى؟ قلنا :لأنه ذكر على سبيل المن على الصوام وإتمام النعمة عليهم فيما أمروا به وندبوا إليه، حتى صار الجنان فى هذا الشهر كأن أبوابها فتحت، ونعيمها أبيحت، والنيران كأن أبوابها غلقت وأنكالها عطلت، وإذا ذهبنا فيه إلى الظاهر لم يقع المن موقعه، ويخلو عن الفائدة لأن الإنسان ما دام فى هذه الدنيا فإنه غير ميسر لدخول إحدى الدارين(مرقاة المفاتيح ج۴ص١٣٦٠، ١٣٦١، كتاب الصوم)

۲ وغلقت أبواب النار فلم يفتح منها باب "كالتأكيد لما قبله "وفتحت أبواب الجنة فلم يغلق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

شیاطین کا قید ہونا

رمضانُ المبارک میں شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے، جس کا کئی احادیث میں ذکر پایا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ جَاءَ كُمْ رَمَضَانُ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفَتَّحُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغَلَّقُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجَحِيْمِ، وَتُغَلُّ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ، فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا، فَقَدْ حُرِمَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۷۱۴۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ آچکا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں، اس مہینہ میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنّم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس مہینہ میں شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے، اس مہینہ میں ایک رات (یعنی لیلۃ القدر) ایسی ہے جو کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس رات کی خیر (کو حاصل کرنے) سے محروم ہو گیا تو وہ پورا محروم ہے (مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجِنَانِ كُلُّهَا فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ إِلٰى آخِرِ الشَّهْرِ وَغُلِّقَتْ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

منها باب "ولعلها أبواب مخصوصة منهما، أو أبوابهما في غير رمضان، قد تفتح وتغلق، بخلافها في هذا الزمن المبارك، تعظيما لشأنه، وفيه إشارة إلى أن الأزمنة الشريفة والأمكنة اللطيفة لها تأثير في كثرة الطاعة وقلة المعصية، ويشهد به الحس والمشاهدة، فلتغتنم الفرصة (مرقاة المفاتيح ج۴ ص ۱۳۶۴، كتاب الصوم)

[1] في حاشية مسند احمد: صحيح، وهذا إسناد رجاله رجال الشيخين.

أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنهَا بَابٌ إِلٰى آخِرِ الشَّهْرِ وَسُلْسِلَتْ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءٌ عِنْدَ وَقْتِ كُلِّ فِطْرٍ يَعْتِقُهُمْ مِنَ النَّارِ (المعجم الأوسط للطبراني) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے، تو جنتوں کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اوراس کا کوئی دروازہ اخیر مہینے تک بند نہیں کیا جاتا، اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، اس کا کوئی دروازہ اخیر مہینے تک کھولا نہیں جاتا، اوراس مہینہ میں سرکش شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے، اوراللہ تعالیٰ کے لئے ہر افطار کے وقت ایسے آزاد افراد ہوتے ہیں، جن کواللہ تعالیٰ آگ (یعنی جہنّم) سے آزاد فرماتے ہیں (طبرانی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رمضانُ المبارک کے مہینے میں شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے اور جنت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور جہنم کے تمام دروازے بند کردیے جاتے ہیں، اور پورے مہینے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش برستی ہے۔

یہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اس مہینے میں شیاطین کو قید اور بند کردیا جاتا ہے، تو پھر اس مہینے میں بہت سے لوگ گناہوں میں کیوں مبتلا رہتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو شیاطین کے قید ہونے کی یہ خصوصیت اس شخص کے حق میں ہے جو رمضان کے روزوں اور دیگر احکام کو شرائط اور آداب کی رعایت رکھ کر پورا کرے۔

اور جو خلاف ورزی کرے وہ اس نعمت اور خصوصیت سے محروم رہتا ہے۔

دوسرے بعض احادیث میں سرکش شیطانوں کو قید کرنے کا ذکر آیا ہے۔

اس بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو زیادہ سرکش شیاطین ہیں، وہ تو قید کردیئے جاتے ہیں، اور جو

---

[۱] رقم الحديث ۸۱۳۹، باب الميم، من بقية من أول اسمه ميم من اسمه موسى.
قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، وفيه ابن لهيعة، وحديثه حسن، وفيه كلام، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، ج۳ص ۱۴۳، باب احترام شهر رمضان ومعرفة حقه)

زیادہ سرکش نہیں ہیں، ان کو قید نہیں کیا جاتا۔

تیسرے اگر ہر قسم کے شیطانوں کا قید ہونا مراد لیا جائے اور یہ کہا جائے کہ ہر شیطان سرکش ہی ہوتا ہے تو پھر رمضان میں گناہوں کا سبب صرف شیطان اور سرکش جنات ہی نہیں ہوتے بلکہ اور بھی مختلف اسباب ہوتے ہیں، مثلاً:

(۱)...... نفس کا بہکاوا (۲)...... بُرے لوگوں کی صحبت

(۳)...... گندی عادتیں (۴)...... ذاتی خباثت۔

لہٰذا شیاطین کے قید و بند کئے جانے سے گناہ اور ان کے اسباب کم تو ہو جاتے ہیں لیکن ختم نہیں ہوتے۔

چوتھے گیارہ مہینے شیاطین انسانوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کی صحبت رہتی ہے اس لئے اس مبارک مہینہ میں ان کے قید و بند ہونے کے باوجود ان کی صحبت کا اثر باقی رہتا ہے۔ اگر چہ کچھ کم ضرور ہو جاتا ہے، جیسا کہ گرم لوہا آگ سے نکالنے کے بعد بھی کچھ دیر تک گرم رہتا ہے اگر چہ آہستہ آہستہ اس کی گرمی کم ہو جاتی ہے۔

ان وجوہات کی بناء پر بعض بدقسمت لوگ رمضان میں شیطانوں کے قید و بند ہونے کے باوجود گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [۱]

---

[۱] فإن قلت :قد تقع الشرور والمعاصی فی رمضان کثيرا، فلو سلسلت لم يقع شیء من ذلک . قلت :هذا فی حق الصائمين الذين حافظوا علی شروط الصوم وراعوا آدابه، وقيل :المسلسل بعض الشياطين وهم المردة لا كلهم، كما تقدم فی بعض الروايات، والمقصود تقليل الشرور فيه، وهذا أمر محسوس، فإن وقوع ذلک فيه أقل من غيره، وقيل :لا يلزم من تسلسلهم وتصفيدهم كلهم أن لا تقع شرور ولا معصية، لأن لذلک أسبابا غير الشياطين، كالنفوس الخبيثة والعادات القبيحة والشياطين الأنسية(عمدة القاری شرح بخاری ج ۱۰ ص ۲۷۰، کتاب الصوم،باب:هل يقال رمضان أو شهر رمضان، ومن رأی كله واسعا)

(عن أبی هريرة قال :قال رسول الله -صلی الله عليه وسلم " :-إذا كان أول ليلة من شهر رمضان صفدت ") بالتشديد ويخفف أی قيدت "الشياطين ومردة الجن "جمع مارد كطلبة وجهلة وهو المتجرد للشر، ومنه الأمرد لتجرده من الشعر، وهو تخصيص بعد تعميم، أو عطف تفسير وبيان

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نیک اور برے کام کے طالب کے لئے اعلان

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان میں ہر دن خیر کا عمل کرنے والے کو آگے بڑھنے اور بُرا عمل کرنے والے کو باز رہنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے۔

حضرت عرفجہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: فِيْ رَمَضَانَ تُغَلَّقُ فِيْهِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَتُفَتَّحُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُصَفَّدُ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ. قَالَ: وَيُنَادِىْ فِيْهِ مَلَكٌ. يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَبْشِرْ، يَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كالتتميم، وقال الطيبى :المارد هو العاتى الشديد، وتصفيد الشياطين إما فى أيام رمضان خاصة، وإما فيها وفيما بعدها من الأيام اهـ كلام المختصر، وفيه أنه إن أراد بالأيام ضد الليالى فيرده هذا الحديث بعينه، حيث قال :إذا كان أول ليلة، وإن أراد بها الأوقات فهو صحيح، لكن لا معنى لقوله وإما فيها إلخ هذا، ثم رأيت الطيبى ذكر فى الشرح :روى البيهقى عن الإمام أحمد عن الحليمى أنه قال :يحتمل أن يكون المراد به أيامه خاصة، وأراد الشياطين التى هى مسترقة السمع، ألا تراه قال : مردة الشياطين، لأن شهر رمضان كان وقتا لنزول القرآن إلى سماء الدنيا، وكانت الحراسة قد وقعت بالشهب، كما قال -تعالى- وحفظناها الآية، والتصفيد فى شهر رمضان مبالغة للحفظ، ويحتمل أن يكون المراد به أيامه وبعده، والمعنى أن الشياطين لا يتخلصون فيه من إفساد الناس ما يتخلصون إليه فى غيره لاشتغال أكثر المسلمين بالصيام الذى فيه قمع الشهوات، وبقراءة القرآن وسائر العبادات اهـ ويرد على الاحتمال الأول ما تقدم، وأيضا يلزم منه اختصاص هذا الوصف بأيام نزول الوحى، وهو زمن حياته -صلى الله عليه وسلم- وهو مع بعده وكونه خلاف ظاهر التصفيد ينافى الإطلاق، ولا يلائمه بقية الأوصاف الآتية على طريق الاستحقاق، وقيل :الحكمة فى تقييد الشياطين وتصفيدهم كيلا يوسوسوا فى الصائمين، وأمارة ذلک تنزه أكثر المنهمكين فى الطغيان عن المعاصى ورجوعهم بالتوبة إلى الله -تعالى، وأما ما يوجد من خلاف ذلک فى بعضهم فإنها تأثيرات من تسويلات الشياطين أغرقت فى عمق تلک النفوس الشريرة، وباضت فى رء وسها، وقيل :قد خص من عموم "صفدت الشياطين "زعيم زمرتهم، وصاحب دعوتهم لمكان الإنظار الذى سأله من الله، فأجيب إليه، فيقع ما يقع من المعاصى بتسويله وإغوائه، ويمكن أن يكون التقييد كناية عن ضعفهم فى الإغواء والإضلال (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۶۲، كتاب الصوم)

حَتّٰی یَنْقَضِیَ رَمَضَانُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۷۹۵) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ رمضان میں جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، اور رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور رمضان میں شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں، اوراس مہینے میں فرشتہ پکار کر یہ کہتا ہے کہ اے خیر کوطلب کرنے (اور نیکی کا ارادہ کرنے) والے! تو خوشخبری حاصل کر (اورآگے بڑھ) اوراے شر کوطلب کرنے (اور گناہ کا ارادہ کرنے) والے! تو رُک جا (یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے) یہاں تک کہ رمضان ختم ہوجائے (مسنداحمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ:

اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ، وَیَابَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَآءُ مِّنَ النَّارِ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَةٍ (ترمذی) [2]

ترجمہ: رمضان کی پہلی رات ہی سے شیطانوں اورسرکش جنوں کوقید کردیا جاتا ہے اور جہنم کے دروازوں کو بند کردیا جاتا ہے اوران میں سے کوئی دروازہ بھی کھلا نہیں رکھا جاتا اور جنت کے دروازوں کوکھول دیا جاتا ہے اوران میں سے کوئی دروازہ

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح.

[2] رقم الحدیث ۶۸۲، ابواب الصوم، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان، واللفظ لهٗ؛ ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۱۶۴۲؛ ابن حبان، رقم الحدیث ۳۴۳۵؛ بیهقی شعب الایمان، رقم الحدیث ۳۳۲۷؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۵۳۲، صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۳۴۳۵.
قال الترمذی :وَفِی الْبَاب عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَلْمَانَ (حواله بالا)
وقال الحاکم: هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ، وَلَمْ یُخَرِّجَاهُ بِهٰذِهِ السِّیَاقَةِ.
وقال شعیب الانؤوط: إسناده قوی، رجاله ثقات رجال الشیخین غیر أبی بکر بن عیاش فمن رجال البخاری(حاشیة ابنِ حبان)

بند نہیں کیا جاتا اور اللہ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ ''اے خیر (یعنی نیک کام) کو طلب کرنے والے آگے بڑھ اور اے شر (یعنی بُرے اور گناہ کے کام) کو طلب کرنے والے رُک جا'' اور اللہ کی طرف سے آگ (یعنی جہنّم) سے بہت سے لوگ آزاد کیے جاتے ہیں اور یہ واقعہ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے

(ترمذی، ابنِ ماجہ، ابنِ حبان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجِنَانِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ الشَّهْرَ كُلَّهُ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ الشَّهْرَ كُلَّهُ، وَغُلَّتْ مَرَدَةُ الْجِنِّ، ثُمَّ يَكُوْنُ لِلّٰهِ عُتَقَاءُ يَعْتِقُهُمْ مِنَ النَّارِ عِنْدَ وَقْتِ كُلِّ فِطْرٍ عَبِيْدٌ، وَإِمَاءٌ (مصنف عبدالرزاق) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کے مہینے کی پہلی (یعنی چاند) رات ہوتی ہے، تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جنت کے دروازوں میں سے کوئی دروازہ رمضان کے پورے مہینہ بند نہیں کیا جاتا، اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی دروازہ پورے رمضان کے مہینے کھولا نہیں جاتا، اور سرکش جنات کو بند کر دیا جاتا ہے، پھر اللہ کے لئے ہر افطار کے وقت بہت سے بندوں اور عورتوں کو (جہنم سے) آزاد کیا جاتا ہے (عبدالرزاق)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک کام کے کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کا اور بُرے کام کے کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کا خاص اعلان

---

[1] رقم الحديث ٧٣٨٥، كتاب الصيام، باب سلسلة الشياطين وفضل رمضان.

وانتظام کیا جاتا ہے۔

اوراس کا مشاہدہ عام ہے کہ رمضانُ المبارک کے مہینے میں بے شمار لوگ اپنے گناہوں کو چھوڑ دیتے یا کمی وتخفیف کردیتے ہیں، بہت سے لوگ ہمیشہ کے لئے اپنے گناہوں سے تائب ہوجاتے ہیں، اور بہت سے لوگ اس مہینے کی برکت سے نماز اور دوسری عبادات کے پابند ہوجاتے ہیں۔

البتہ کچھ بدقسمت لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے محروم رہتے ہیں۔ [1]

جہنَّم سے آزادی، دعا کی قبولیت، گناہوں کی مغفرت

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رمضانُ المبارک کے ہر دن بے شمار مسلمانوں کو جہنَّم سے آزادی عطا کی جاتی ہے، گناہوں کی مغفرت کی جاتی ہے، اور دعا بھی قبول کی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ یا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلّٰہِ عُتَقَاءَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ، لِکُلِّ عَبْدٍ مِنْھُمْ دَعْوَۃٌ مُسْتَجَابَۃٌ (مسند احمد) [2]

---

[1] قوله "وينادى مناد "أى بلسان الحال أو ببيان المقال من عند الملك المتعال "يا باغى الخير "أى طالب العمل والثواب "أقبل "أى إلى الله وطاعته، بزيادة الاجتهاد فى عبادته، وهو أمر من الإقبال أى تعال فإن هذا أوانك، فإنك تعطى الثواب الجزيل بالعمل القليل، أو معناه يا طالب الخير المعرض عنا وعن طاعتنا أقبل إلينا وعلى عبادتنا، فإن الخير كله تحت قدرتنا وإرادتنا "ويا باغى الشر "أى يا مريد المعصية "أقصر "بفتح الهمزة وكسر الصاد أى أمسك عن المعاصى وارجع إلى الله -تعالى -فهذا أوان قبول التوبة وزمان الاستعداد للمغفرة، ولعل طاعة المطيعين وتوبة المذنبين ورجوع المقصرين فى رمضان من أثر النداء ين، ونتيجة إقبال الله -تعالى -على الطالبين، ولهذا ترى أكثر المسلمين صائمين حتى الصغار والجوار، بل غالبهم الذين يتركون الصلاة يكونون حينئذ مصلين مع أن الصوم أصعب من الصلاة، وهو يوجب ضعف البدن الذى يقتضى الكسل عن العبادة، وكثرة النوم عادة، ومع ذلك ترى المساجد معمورة، وبإحياء الليالى مغمورة، والحمد لله ولا حول ولا قوة إلا بالله (مرقاة المفاتيح ج۴ص ۱۳۶۴، كتاب الصوم)

[2] رقم الحديث ۷۴۵۰، واللفظ لهٗ، فضائل شهر رمضان لابنِ شاهين، رقم الحديث ۱۰.
فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين، والشك فى صحابى الحديث لا يضر.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے لئے (رمضان کے) ہر دن اور رات میں (بے شمار لوگ جہنّم سے) آزاد کئے جاتے ہیں، اور ہر بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلصَّائِمُ لا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۰۱۸۳) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے دار کی دعا رَد نہیں کی جاتی (مسند احمد)

رمضان میں مسلمان روزے سے ہوتا ہے، اور روزے دار کی ویسے ہی دعا قبول کی جاتی ہے، اور رمضان کی برکت کے روزے کے ساتھ شامل ہونے کی وجہ سے دعا کی قبولیت ونورانیت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، اور چار چاند لگ جاتے ہیں۔ [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجِنَانِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَّاحِدٌ الشَّهْرَ كُلَّهُ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَّاحِدٌ الشَّهْرَ كُلَّهُ، وَغُلَّتْ عُتَاةُ الْجِنِّ، وَنَادٰى مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ إِلٰى انْفِجَارِ الصُّبْحِ، يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ يَمِّمْ وَأَبْشِرْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ،

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح بطرقه وشواهده.

[2] (إن لله تعالى عتقاء) من النار (فی كل يوم وليلة) يعنى من رمضان كما جاء فی رواية أخرى (لكل عبد منهم) أی لكل إنسانمن أولئک العتقاء (دعوة مستجابة) أی عند فطره أو عند بروز الأمر بعتقه وهذه منقبة عظيمة لرمضان وصوامه وللدعاء والداعی >تنبيه <قال الحكيم: دعاء كل إنسان إنما يخرج على قدر ما عنده من قوة القلب فربما يخرج شديد النور شمس تطلع وقد يخرج دعاء بمنزلة قمر يطلع ودعاء يخرج ببعض تقصير فنوره كالكواكب (فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۲۳۴۸)

وَأَبْصِرُ هَلُ مِنُ مُسْتَغْفِرٍ نَغْفِرُ لَهُ، هَلُ مِنُ تَائِبٍ نَتُوبُ عَلَيْهِ، هَلُ مِنُ دَاعٍ نَسْتَجِيبُ لَهُ، هَلُ مِنُ سَائِلٍ نُعْطِي سُؤْلَهُ، وَلِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ مِنُ شَهْرِ رَمَضَانَ كُلَّ لَيْلَةٍ عُتَقَاءُ مِّنَ النَّارِ سِتُّونَ أَلْفًا، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْفِطْرِ أَعْتَقَ مِثْلَ مَا أَعْتَقَ فِي جَمِيعِ الشَّهْرِ ثَلَاثِينَ مَرَّةً سِتِّينَ أَلْفًا سِتِّينَ أَلْفًا (شعب الایمان للبیهقی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پس جنت کا کوئی دروازہ بھی پورے مہینے بند نہیں کیا جاتا، اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، پس جہنم کا کوئی دروازہ بھی پورے مہینے کھولا نہیں جاتا، اور سرکش جنات کو قید کردیا جاتا ہے، اور آسمان سے پکارنے والا ہر رات صبح ہونے تک یہ پکارتا ہے کہ اے خیر کو طلب کرنے والے! آگے بڑھ اور خوشخبری حاصل کر، اور اے شر کو طلب کرنے والے! رُک جا اور دیکھ، اور ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا، جس کی ہم مغفرت کریں، ہے کوئی توبہ کرنے والا، جس کی ہم توبہ قبول کریں، ہے کوئی دعا کرنے والا، جس کی ہم دعا قبول کریں، ہے کوئی مانگنے والا، جس کو ہم مانگی ہوئی چیز دیں، اور اللہ عزوجل کے لئے پورے رمضان میں افطار کے وقت ہر رات میں جہنم سے ساٹھ ہزار لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے، پس جب عیدُ الفطر کا دن ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں کو آزاد فرماتے ہیں، جتنے لوگوں کو پورے مہینے تیس مرتبہ ساٹھ ساٹھ ہزار کو آزاد فرمایا (شعب الایمان)

مطلب یہ ہے کہ یوں تو نیک اعمال کی برکت سے اللہ تعالیٰ روزانہ ہی بے شمار لوگوں کو جہنّم

---

[1] رقم الحدیث ۳۳۳۴، کتاب الصیام، باب فضائل شهر رمضان.
قال المنذری: رواه الْبَيْهَقِيّ وَهُوَ حَدِيث حسن لَا بَأْس بِهِ فِي المتابعات فِي إِسْنَاده ناشب بن عَمْرو الشيبان وثق وَتكلم فِيهِ الدَّارَقُطْنِيّ (الترغيب والترهيب، ج ۲ ص ۶۳، ۶۴)

سے آزاد فرماتے ہیں، لیکن جب بندے پورے رمضان کا نصاب اور کورس پورا کر لیتے ہیں، تو عیدُ الفطر کے دن، جو انعام کا خاص دن ہے، اتنی کثرت سے لوگوں کو جہنّم سے آزاد فرماتے ہیں کہ جتنے لوگوں کو پورے مہینے ہر روز آزاد فرمایا۔

ممکن ہے کہ ساٹھ ہزار کا عدد کثرت کو بیان کرنے کے لئے ہو کہ اللہ تعالیٰ بہت کثرت سے جہنّم سے آزاد فرماتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَلصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَابَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَ الْكَبَائِرُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات فرمایا کرتے تھے کہ پانچ نمازوں میں سے ہر نماز دوسری نماز تک اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں جب تک کہ وہ کبیرہ گناہ نہ کرے (مسلم، مسند احمد)

اس قسم کی احادیث کے پیشِ نظر اہلِ علم حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ نیک اعمال کی برکت سے صغیرہ گناہ معاف ہوا کرتے ہیں، پس رمضان کے مہینے کے اعمال کی برکت سے پورے سال کے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

گویا کہ رمضان کا مہینہ پورے سال کے دوسرے مہینوں کے صغیرہ گناہوں کی مغفرت کے اعتبار سے محسِن ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۳۳"۱۶"كتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة، ورمضان إلى رمضان مكفرات لما بينهن ما اجتنبت الكبائر، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ۹۱۹۷، مستخرج ابی عوانه، رقم الحديث ۲۶۹۵.

[2] (شهر رمضان يكفر ما بين يديه) من الخطايا (إلى شهر رمضان المقبل) يعني يكفر ذنوب السنة التي بينهما أي الصغائر كما تقرر (فيض القدير للمناوی تحت رقم الحديث ۴۹۰۴)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صِيَامُ رَمَضَانَ إِلٰى رَمَضَانَ كَفَّارَةُ مَا بَيْنَهُمَا (المعجم الكبير للطبراني) ؎۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک رمضان کے روزے دوسرے رمضان کے درمیان والے حصہ کے گناہوں کا کفارہ ہیں (طبرانی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رمضانُ المبارک جہنم سے آزادی، دعا کی قبولیت اور مغفرت حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔

لہٰذا اس مہینے میں نیک اعمال کر کے اور گناہوں سے بچ کر اور توبہ واستغفار کا اہتمام کر کے اپنی مغفرت اور جہنّم سے نجات کا سامان کرنا چاہئے۔ ؎۲

اب اگر کوئی مسلمان رمضان کا مہینہ پائے اور اپنی مغفرت کا سامان نہ کر سکے، تو وہ بہت محروم اور بدقسمت انسان ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُّغْفَرَ لَهُ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهُ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ

؎۱ رقم الحديث ۵۴۴۵،باب السين، واللفظ لهٗ؛ فضائل شهر رمضان لابن شاهين، رقم الحديث ۳۰.
قال الهيثمي:رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ ، وَفِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قُرَيْظٍ ، ذَكَرَهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَقَالَ :يَرْوِي عَنْهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ .وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد ج۳ص ۱۴۲)

؎۲ (الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان) قال الطيبي :المضاف محذوف أى صلاة الجمعة منتهية إلى الجمعة وصوم رمضان منتهيا إلى صوم رمضان وقوله (مكفرات) عن الكل و (لما بينهن) معمول لاسم الفاعل ولذا دخلت اللام و (إذا اجتنبت الكبائر) شرط وجزاء دل عليه ما قبله اه وقال النووى :معناه أن الذنوب كلها تغفر إلا الكبائر فلا تغفر لأن الذنوب تغفر ما لم تكن كبيرة فإن كانت لا تغفر إلا صغائره ثم كل من المذكورات صالح للتكفير فإن لم يكن له صغائر كتب له حسنات ورفع له درجات(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۵۱۷۰)

اَلْجَنَّةَ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَاَظُنُّهٗ قَالَ اَوْاَحَدَهُمَا (ترمذی) ؎۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذلیل وخوار ہو وہ شخص جس کے سامنے میرا نام لیا گیا اور پھر اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا اور ذلیل وخوار ہو وہ شخص جس کو رمضان کا مہینہ حاصل ہوا اور رمضان گزر بھی گیا مگر اس نے اپنی مغفرت کا سامان نہیں کیا اور ذلیل وخوار ہو وہ شخص جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا لیکن وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرا سکے (ترمذی، مسند احمد)

بعض روایات میں کچھ تفصیل کے ساتھ یہ مضمون آیا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بددعاء دراصل جبریل علیہ السلام نے کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا تھا۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيَ الْمِنبَرَ فَقَالَ: آمِيْنُ، آمِيْنُ، آمِيْنُ ، فَقِيْلَ لَهٗ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا كُنْتَ تَصْنَعُ هٰذَا فَقَالَ: قَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ: أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَ عَبْدٍ، أَوْ بَعُدَ، دَخَلَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ، فَقُلْتُ: آمِيْنُ، ثُمَّ قَالَ: رَغِمَ أَنْفُ عَبْدٍ، أَوْ بَعُدَ، أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا لَمْ يُدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، فَقُلْتُ: آمِيْنُ، ثُمَّ قَالَ: رَغِمَ أَنْفُ عَبْدٍ، أَوْ بَعُدَ، ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: آمِيْنُ (صحيح ابنِ خزيمة) ؎۲

؎۱ رقم الحديث ۳۵۴۵، ابواب الدعوات، واللفظ لهٗ؛ مسند احمد، رقم الحديث ۷۴۵۱؛ ابن حبان، رقم الحديث ۹۰۸.

قال الترمذی: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَأَنَسٍ :هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَرِبْعِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ هُوَ :أَخُو إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، وَهُوَ ثِقَةٌ، وَهُوَ :ابْنُ عُلَيَّةَ وَيُرْوَى عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ : إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً فِي الْمَجْلِسِ أَجْزَأَ عَنْهُ مَا كَانَ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ.

فی حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح.

؎۲ رقم الحديث ۱۸۸۸، كتاب الصيام، باب استحباب الاجتهاد فی العبادة فی رمضان، واللفظ لهٗ؛ السنن الكبرىٰ للبيهقی، رقم الحديث ۸۵۰۴؛ مسند البزار، رقم الحديث ۸۱۱۶؛ المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۸۹۹۴.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے، اور فرمایا کہ آمین، آمین، آمین۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ یہ عمل تو نہیں کیا کرتے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریل امین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو ذلیل وخوار کرے، یا رحمت سے دور کرے، جس پر رمضان آ گیا، اور اس نے اپنی مغفرت کا سامان نہیں کیا؛ جس پر میں نے آمین کہا، پھر جبریل امین نے فرمایا کہ ذلیل وخوار یا دور ہو وہ شخص، جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا، جو اس کو جنت میں داخل نہ کرا سکے، جس پر میں نے آمین کہا، پھر جبریل امین نے فرمایا کہ ذلیل وخوار یا دور ہو وہ شخص، جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا، پھر اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا، تو میں نے کہا کہ آمین (ابنِ خزیمہ، بیہقی، بزار، طبرانی)

اور بعض احادیث میں یہ تفصیل آئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سب کو منبر کے قریب آنے کے لئے فرمایا، اور پھر منبر کی پہلی سیڑھی پر اور دوسری سیڑھی پر اور تیسری سیڑھی چڑھتے ہوئے آمین آمین کہا تھا۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الأعظمی فی تعلیق ابن خزیمة :إسناده جید.

وقال الهيثمی: رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَفِيهِ كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ الْأَسْلَمِيُّ، وَقَدْ وَثَّقَهُ جَمَاعَةٌ، وَفِيهِ ضَعْفٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۱۹)

[۱] عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :احْضَرُوا الْمِنبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقَى دَرَجَةً قَالَ :آمِينَ ، فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ :آمِينَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ :آمِينَ ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا :يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ قَالَ " :إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَرَضَ لِي فَقَالَ :بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَغْفَرْ لَهُ قُلْتُ :آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ قَالَ :بُعْدًا لِمَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ قُلْتُ :آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّالِثَةَ قَالَ :بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ :آمِينَ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۷۲۵۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض اور احادیث میں بھی تھوڑے الفاظ کے فرق کے ساتھ یہ مضمون آیا ہے۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الحاكم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ .

وقال الذهبي: صحيح.

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ :ارْتَقَى النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم عَلَى دَرَجَةٍ مِنَ الْمِنبَرِ فَقَالَ :آمِينَ، ثُمَّ ارْتَقَى دَرَجَةً أُخْرَى فَقَالَ آمِينَ، ثُمَّ ارْتَقَى الثَّالِثة فَقَالَ :آمِينَ، ثُمَّ جَلَسَ قَالَ :فَسَأَلُوهُ :عَلامَ أَمَّنْتَ يَا رَسولَ اللهِ؟ قَالَ :أَتَانِي جِبْرِيلُ فقال :رغم أنف امرىء ذُكِرتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ قُلْتُ:آمِينَ وَرَغِمَ أَنْفُ امْرِءٍ أَدْرَكَ أَحَدَ أَبَوَيْهِ، أَوْ كِلاهُمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ .قُلْتُ :آمِينَ .وَرَغِمَ أنف امرىء أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ .قُلْتُ: آمِينَ . وَلا نَعْلَمُ رَوَى أَحَادِيثَ سَلَمَةَ بِهَذِهِ الأَلْفَاظِ غَيْرُهُ، عَنْ أَنَسٍ، ولاَ عَن غَيْرِ أَنَسٍ وَسَلَمَةُ صَالِحٌ وَأَحَادِيثُهُ لَمْ يَرْوِهَا غَيْرُهُ كَأَنَّهَا يستوحش منها (مسند البزار، رقم الحديث ٦٢٥٢)

قال الهيثمي: رواه البزار، وفيه سلمة بن وردان، وهو ضعيف، وقد قال فيه البزار :صالح، وبقية رجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٧٣١٦)

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ :صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ، فَلَمَّا رَقِيَ عَتَبَةً، قَالَ :آمِينَ ثُمَّ رَقِيَ عَتَبَةً أُخْرَى، فَقَالَ : آمِينَ ثُمَّ رَقِيَ عَتَبَةً ثَالِثَةً، فقَالَ :آمِينَ ثُمَّ، قَالَ :أَتَانِي جِبْرِيلُ، فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ، مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْتُ :آمِينَ، قَالَ :وَمَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا، فَدَخَلَ النَّارَ، فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْتُ :آمِينَ، فقَالَ :وَمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ :آمِينَ، فَقُلْتُ :آمِينَ (صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٤٠٩)

في حاشية ابن حبان: حديث صحيح لغيره.

؎ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ :صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ :آمِينَ آمِينَ آمِينَ قَالَ " :أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ مَنْ أَدْرَكَ أَحَدَ وَالِدَيْهِ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللهُ قُلْ آمِينَ، فَقُلْتُ :آمِينَ، قَالَ :يَا مُحَمَّدُ مَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَمَاتَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَأُدْخِلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللهُ قُلْ آمِينَ، فَقُلْتُ :آمِينَ، قَالَ :وَمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللهُ، قُلْ آمِينَ، فَقُلْتُ :آمِينَ " (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٢٠٢٢)

قال الهيثمي: هذا أو نحوه رواه البزار عن شيخه :محمد بن حوان ولم أعرفه، وبقية رجاله وثقوا، وفي قيس بن الربيع خلاف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٧٣١٥)

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ :صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنبَرَ، فَقَالَ :آمِينَ آمِينَ آمِينَ ، فَلَمَّا نَزَلَ قِيلَ لَهُ، فَقَالَ " :أَتَانِي جِبْرِيلُ، فَقَالَ :رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ رَمَضَانَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اول تو حضرت جبریل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بددعا ہی کیا کم تھی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے تو اس کو جتنی سخت بددعا بنا دیا وہ ظاہر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمادیں اوران برائیوں سے محفوظ رکھیں، ورنہ ہلاکت میں کیا شک ہے۔

بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا ہو تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بددعا تو ثابت ہوگئی۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ أَوْ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ :آمِينَ، فَقُلْتُ :آمِينَ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ فَلَمْ يُدْخِلاهُ الْجَنَّةَ أَوْ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ :آمِينَ، قُلْتُ :آمِينَ، وَرَجُلٌ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ :آمِينَ، فَقُلْتُ :آمِينَ "وَهَذَا الْحَدِيثُ لا نَعْلَمُهُ يُرْوَى عَنْ عَمَّارٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ (مسند البزار، رقم الحديث ۱۴۰۵)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ :آمِينَ، آمِينَ، آمِينَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قِيلَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَقَدْ رَأَيْنَاكَ صَنَعْتَ شَيْئًا مَا كُنْتَ تَصْنَعُهُ، قَالَ " :إِنَّ جِبْرِيلَ تَبَدَّى لِي فِي أَوَّلِ دَرَجَةٍ، فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ، مَنْ أَدْرَكَ أَحَدَ وَالِدَيْهِ فَلَمْ يُدْخِلاهُ الْجَنَّةَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ ثُمَّ أَبْعَدَهُ، قَالَ :فَقُلْتُ :آمِينَ ثُمَّ قَالَ لِي فِي الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ :وَمَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، ثُمَّ أَبْعَدَهُ، فَقُلْتُ :آمِينَ ثُمَّ تَبَدَّى لِي فِي الثَّالِثَةِ، فَقَالَ :إِنَّ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ ثُمَّ أَبْعَدَهُ، فَقُلْتُ :آمِينَ " (مسند البزار، رقم الحديث ۳۷۹۰)

قال الهيثمی: رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَالطَّبَرَانِيُّ بِنَحْوِهِ، وَفِيهِ مَنْ لَمْ أَعْرِفْهُم (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۱۴)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :ارْتَقَى عَلَى الْمِنْبَرِ فَأَمَّنَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ :تَدْرُونَ لِمَ أَمَّنْتُ؟ قَالُوا :اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ .قَالَ " :جَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَأَخْبَرَنِي :أَنَّهُ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ دَخَلَ النَّارَ، فَأَبْعَدَهُ اللهُ وَأَسْحَقَهُ، فَقُلْتُ : آمِينَ، وَمَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا، فَلَمْ يَبَرَّهُمَا دَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللهُ وَأَسْحَقَهُ، فَقُلْتُ :آمِينَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ دَخَلَ النَّارَ، فَأَبْعَدَهُ اللهُ وَأَسْحَقَهُ، فَقُلْتُ : آمِينَ " (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۲۵۵۱)

قال الهيثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَفِيهِ إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَيْسَانَ، وَفِيهِ ضَعْفٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۱۳)

وہ تین شخص جن کو بددعا دی گئی ہے یہ ہیں:

ایک وہ شخص جس کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ پڑھے۔

اس میں شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک سن کر درود شریف نہ پڑھنے والے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری ارشادات اس قدر سخت ہیں کہ ان کی برداشت وتحمل مشکل ہے، اور کیوں نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات امت پر اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ ان کو شمار میں لایا جا سکے۔

اس کے علاوہ خود درود شریف کے فضائل اتنے عظیمُ الشّان ہیں کہ ان سے محرومی ہی مستقل بدنصیبی ہے۔

اس قسم کی احادیث کے پیشِ نظر فقہائے کرام کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے یا سنے تو اس پر درود شریف واجب ہو جاتا ہے۔

البتہ اگر ایک مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ایک سے زیادہ مرتبہ آئے، تو صرف ایک مرتبہ درود پڑھنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے، لیکن مستحب اور افضل یہ ہے کہ جتنی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرے، یا سنے، ہر مرتبہ درود پڑھے۔ [۱]

دوسرا شخص جس پر بددعا فرمائی گئی وہ ہے کہ جس کے بوڑھے والدین میں سے دونوں یا ایک موجود ہوں اور وہ ان کی اس قدر خدمت نہ کرے کہ جس کی وجہ سے جنت کا مستحق ہو جائے۔

---

[۱] ومن الواجب عند الاكثرين عنده ذكره او سماع اسمه عليه الصلاة والسلام ، كما ذهب اليه الطحاوى، واختاره فى التحفة، للاحاديث المذكورة آنفا، ولو تكرره ذكره الشريف فى المجلس ففى شرح المنية عن الكافى: لم يلزمه الا مرة واحده فى الصحيح ، لان تكرار اسمه واجب لحفظ سننته التى بها قوام الشريعة، فلو وجبت الصلاة فى كل مرة لافضى الى الحرج ، غير انه ندب تكرارها، انتهىٰ.

وسنة اصحاب الحديث الذين هم اكثر الناس تكرارا لذكره الشريف ، هو تكرار الصلاة عند تكرار الذكر قراءة وكتابة، وهو الاولىٰ والاحرىٰ (احكام القرآن للفقيه المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ ج٣ ص ٤٨٩، سورة الاحزاب)

والحديث يدل على وجوب الصلاة عليه كلما جرى ذكره وإليه صار جمع من المذاهب الأربعة وقيل يجب ذلک فى العمر مرة فقط (فيض القدير شرح الجامع الصغير تحت حديث رقم ٨٦٧٨)

والدین کے حقوق کی بھی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے۔

تیسرا شخص جس پر بددعا کی گئی، وہ ہے کہ جس پر رمضانُ المبارک کا مہینہ آکر گزر جائے اوراس کی بخشش نہ ہو یعنی رمضانُ المبارک جیسا خیر اور برکت کا زمانہ بھی غفلت، فضولیات اور گناہوں میں گزر جائے، جبکہ رمضانُ المبارک میں مغفرت اوراللہ جل شانہٗ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے۔

پس جو شخص رمضانُ المبارک جیسا خیر و برکت کا مہینہ بھی غفلت اور گناہوں میں گزار دے اور اپنی بداعمالیوں اورکوتاہیوں کی وجہ سے وہ مغفرت سے محروم رہے تو اس کی مغفرت کے لئے اورکون سا وقت ہوگا؟

رمضانُ المبارک کے عظیم فضائل کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس پورے مہینہ کو اللہ کی عبادت واطاعت اور گناہوں سے بچنے کے ساتھ گزارا جاتا، لیکن بہت سے لوگوں کی حالت یہ ہے کہ انہیں اس مہینہ کی قدر و قیمت کا پوری طرح احساس نہیں ہوتا اور وہ اس مہینہ میں فرض نمازیں تک قضاء کر دیتے ہیں، اور بعض لوگ خاص طور پر فجر اور مغرب کی نماز یا جماعت چھوڑ دیتے ہیں، اور ایسے تو بے شمار لوگ ہیں جو رمضان کی خاص عبادت، روزہ جیسے فریضہ اور تراویح جیسی مؤکدہ سنت کو چھوڑنے میں مبتلا ہوتے ہیں، ان لوگوں کو نہ تو عبادت کی توفیق ہوتی اور نہ ہی گناہوں کو چھوڑنے کی۔

اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اس مبارک مہینے میں روزہ، نماز، صدقہ وخیرات اور ذکر وتلاوت کا تو اہتمام فرماتے ہیں، مگر گناہوں اور معصیتوں میں حسبِ سابق منہمک رہتے ہیں۔ تاجر حسبِ معمول جھوٹ، دھوکہ ملاوٹ، کم تولنے کم ناپنے، جھوٹی قسمیں کھانے میں مبتلا رہتے ہیں۔ ملازمین ڈیوٹی کے اوقات پورے نہ دینے، کام پورا نہ کرنے، رشوت لینے اور بلاوجہ مالک کو پریشان کرنے میں لگے رہتے ہیں اور عام لوگ جو دوسری نوعیت کے گناہوں کے عادی ہیں جیسے گانا سُننے میں مبتلا رہتے ہیں۔

اسی طرح بعض لوگ افسانے ناولیں اور ڈائجسٹ پڑھنا بدستور جاری رکھتے ہیں بعض لوگ مختلف فضولیات اور گناہوں میں وقت گزارنے اور روزے کی مشقت اور احساس کو دور کرنے کے بہانے سے مبتلا رہتے ہیں، چنانچہ بہت سے لوگ کرکٹ اور دوسرے کھیلوں کے کھیلنے یا دیکھنے اور سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

خوب سمجھ لیجئے! رمضان کھیل کود اور وقت گزاری کا زمانہ نہیں اور اس مہینے میں گناہوں میں مبتلا ہونا بہت محرومی اور کوتاہی کی بات ہے، کیونکہ اس مہینہ میں گناہوں پر پکڑ بھی زیادہ ہے۔

بعض لوگ صرف رمضان کے مہینہ کی حد تک کچھ گناہوں سے رک جانے کا ارادہ کرتے ہیں، مثلاً صرف رمضان میں موسیقی وگانا نہیں سُنتے، ڈاڑھی نہیں منڈاتے، یا شراب نہیں پیتے، لیکن رمضان کے بعد پھر ان گناہوں کو کرنے کی نیت ہوتی ہے، یہ بھی رمضان کی صحیح اور پوری قدردانی اور کامل توبہ نہیں (اگرچہ رمضان میں گناہ کرنے سے تو بہتر ہے) کیونکہ گناہ سے توبہ کے لئے ضروری ہے کہ توبہ کرتے وقت آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کی نیت ہو۔

ماہِ رمضان کی دوسرے مہینوں پر فضیلت

رمضانُ المبارک کے مہینے میں قرآن مجید نازل کیا گیا، اور اسی مہینے میں سال کی انتہائی مبارک رات'' لیلۃُ القدر'' ہوتی ہے، اور اسی مہینے کے ساتھ اسلام کے ایک اہم رکن'' روزہ کی فرضیت'' وابستہ ہے، اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اور بے شمار لوگوں کی مغفرت کی جاتی ہے، اور پورے مہینے جنت کے دروازے کھلے رہتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند رہتے ہیں، اور شیاطین کو قید رکھا جاتا ہے۔

ان سب چیزوں سے رمضان کی دوسرے مہینوں پر فضیلت واضح ہے، بعض احادیث میں صراحتاً بھی رمضان کی دوسرے مہینوں پر فضیلت کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف یا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَفَضَّلَهُ عَلَى الشُّهُوْرِ (سنن النسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینے کا ذکر فرمایا، اور اس مہینے کی دوسرے مہینوں پر فضیلت بیان فرمائی (نسائی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

إِنَّ سَيِّدَ الْأَيَّامِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ، وَسَيِّدَ الشُّهُوْرِ رَمَضَانُ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

ترجمہ: دِنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے، اور مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے (ابنِ ابی شیبہ)

اس روایت کی سند پر اگرچہ بعض محدثین نے کلام کیا ہے، مگر واقعہ یہ ہے کہ دوسری روایات سے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے، اس لئے معنیٰ کے اعتبار سے یہ روایت درست ہے۔ [3]

---

[1] رقم الحدیث ۲۲۰۸، کتاب الصیام، باب ثَوَابُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَصَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا.

[2] رقم الحدیث ۵۵۵۲، کتاب الصیام، باب فِی فَضْلِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِهَا، واللفظ لہٗ، مصنف عبدالرزاق ، رقم الحدیث ۷۸۹۴، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۹۰۰۰، شعب الایمان للبیهقی ، کتاب الصیام، باب فضائل شهر رمضان، الفوائد الشهیر للغیلانیات لابی بکر الشافعی، رقم الحدیث ۱۶۳ .

[3] علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۳۴۵)

مگر اوّلاً تو امام بیہقی اور امام عبدالرزاق وغیرہ نے ابوعبیدۃ کے بجائے ھبیرۃ بن یریم کے واسطہ سے اس کو روایت کیا ہے، اور ان کو اگرچہ بعض نے ضعیف کہا ہے، لیکن امام احمد اور علامہ ابنِ حجر نے ان کے بارے میں لاباً س بحدیثہٖ فرمایا ہے، اور بعض نے ان کی توثیق بھی فرمائی ہے، اور امام ترمذی نے ان کی متعدد احادیث کو معتبر قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ ہیثمی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ خَلَا هُبَيْرَةَ بْنَ يَرِيْمَ وَهُوَ ثِقَةٌ (مجمع الزوائد، ج۵ص ۱۱۸)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَعَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ قَالَ : كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- يَغْسِلُ رَأْسَهُ ثُمَّ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

سَیِّدُ الشُّھُوْرِ شَھْرُ رَمَضَانَ وَاَعْظَمُھَا حُرْمَۃً ذُوالْحِجَّۃِ (شعب الایمان للبیھقی) [۱]

ترجمہ: تمام مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے اور تمام مہینوں میں زیادہ معظّم ومحترم ذوالحجہ کا مہینہ ہے (بیہقی)

اس مضمون کی دوسری روایات سے بھی تائید ہوتی ہے۔ [۲]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

یَتْرُکُ شَعْرَہُ مِنْ وَرَاءِ اُذُنَیْہِ . رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ وَرِجَالُہُ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد، ج۵ ص ۱۶۵)

اور علامہ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ:

هبيرة بن يريم بتحتانية أوله وزن عظيم الشبامي بمعجمة ثم موحدة خفيفة ويقال الخارفي بمعجمة وفاء أبو الحارث الكوفي لا بأس به (تقريب التهذيب ج۲ ص ۲۶۲)

اور علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ:

(هبيرة بن بريم أبو الحارث الشبامي) ويقال الخارفي الكوفي .روى عن :علي، وطلحة، وعبد الله بن مسعود .روى عنه :أبو إسحاق السبيعي، وأبو فاختة .وقال الإمام أحمد :لا بأس بحديثه .وقال غيره :توفي سنة ست وستين .وقال ابن خراش :ضعيف (تاريخ الاسلام للذهبي ج۵ ص ۲۶۴، حرف الهاء، تحت ترجمة هبيرة بن بريم)

دوسرے علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے ابوعبیدہ کے اپنے والد سے سماعت نہ ہونے کے قول پر کلام کرتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ کی اپنے والد سے روایت کو معتبر قرار دیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

ويقال ان اباعبيدة لم يسمع من ابيه، لكن هو عالم بحال ابيه متلق لآثاره من اكابر اصحاب ابيه وهذه حال متكررة من عبدالله، رضي الله عنه، فتكون مشهورة عند اصحابه فيكثر المتحدث بها ولم يكن في اصحاب عبدالله من يتهم عليه، حتى يخاف ان يكون هو الواسطة، فلهذا صار الناس يحتجون برواية ابنه عنه، وان قيل انه لم يسمع من ابيه (مجموع فتاویٰ ابنِ تیمیه جلد۲ ص ۵۴، فصل رؤية المؤمن ربهم)

[۱] **رقم الحديث ۳۴۷۹، كتاب الصيام، باب تخصيص ايام العشر من ذى الحجة بالاجتهاد بالعمل فيهن الخ، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض، فضائل الاوقات رقم الحديث ۱۲۶، كشف الأستار عن زوائد البزار للهيثمي، تحت رقم الحديث ۹۶۰.**

[۲] علامہ ہیثمی نے بزار کی سند میں یزید بن عبدالملک نوفلی کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

حضرت کعب احبار رحمہ اللہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

اِخْتَارَ اللّٰهُ الْبِلَادَ فَأَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ الْبَلَدُ الْحَرَامُ، وَاخْتَارَ الزَّمَانَ فَأَحَبُّ الزَّمَانِ إِلَى اللّٰهِ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ، وَأَحَبُّ الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ إِلَى اللّٰهِ ذُو الْحِجَّةِ، وَأَحَبُّ ذَوِى الْحِجَّةِ إِلَى اللّٰهِ الْعَشْرُ الْأَوَّلُ، وَاخْتَارَ اللّٰهُ الْأَيَّامَ فَأَحَبُّ الْأَيَّامِ إِلَى اللّٰهِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، وَاخْتَارَ اللَّيَالِىَ مِنْهَا فَأَحَبُّ اللَّيَالِى إِلَى اللّٰهِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ، وَاخْتَارَ اللّٰهُ السَّاعَاتِ فَأَحَبُّ سَاعَاتِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَى اللّٰهِ سَاعَاتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ، وَاخْتَارَ اللّٰهُ الْكَلَامَ فَأَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ :لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ (تعظيم قدر الصلاةلمحمد بن نصر المروزی) [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

رَوَاهُ الْبَزَّارُ ، وَفِيهِ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ النَّوْفَلِيُّ (مجمع الزوائدج۵ص۳۴۵)

مگرعلامہ سیوطی نے جامع صغیر میں اس کی تحسین کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

رمز المصنف لحسنه وليس كما قال فقد قال الهيثمى :فيه يزيد بن عبد الملك النوفلى ضعفوه (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۴۷۴۹)

اس لیے اس روایت کی دوسری روایات سے تائید ہونے کی بناء پر یہ ضعف مضر نہیں، اور علامہ سیوطی کی تحسین درست معلوم ہوتی ہے۔

اور علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے ابنِ معین کی ایک روایت یزید بن عبدالملک نوفلی کی توثیق کی نقل کی ہے۔

وفيه يزيد بن عبد الملك النوفلى، وقد ضعفوه كلهم :البخارى، ويحيى وفى إحدى الروايتين عنه، والنسائى، ووثقه ابن معين فى رواية (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۷۱)

رواه البزار وقال :اختلف فيه على زيد بن أسلم، قلت :وفيه يزيد بن عبد الملك النوفلى ضعفه أحمد والبخارى والنسائى وابن عدى، ووثقه ابن معين فى رواية، وضعفه فى أخرى (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۶۸)

[1] ساعات الصلاة أفضل من غيرها، رقم الحديث ۲۲۶،مكتبة الدار -المدينة المنورة؛واللفظ لهٗ؛ حلية الاولياء، الجزء السادس، صفحة ۱۵ .

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے شہروں کو چُنا، جن میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب شہر بلدِ حرام (یعنی وہ شہر جو کہ حرم کی حد میں واقع ہے جو کہ مکہ مکرمہ) ہے، اور اللہ تعالیٰ نے زمانوں کو چُنا، جن میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب زمانہ عظمت والے (چار) مہینے ہیں (یعنی ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) اور ان عظمت والے چار مہینوں میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ذی الحجہ کا مہینہ ہے، اور ذی الحجہ کے مہینے میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب پہلا عشرہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے دِنوں کو بھی چُنا، اور دِنوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب جمعہ کا دن ہے، اور اللہ تعالیٰ نے راتوں کو بھی چُنا، جن میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب لیلۃ القدر ہے، اور اللہ تعالیٰ نے (دن رات کی) ساعتوں اور گھڑیوں کو بھی چُنا، پس اللہ تعالیٰ کو دن رات کی سب سے زیادہ محبوب ساعتیں فرض نمازوں کی ساعتیں (یعنی فرض نمازوں کے اوقات) ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے کلام کو بھی چُنا، پس اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کلام ''لا الٰہ الا اللہ'' اور ''اللہ اکبر'' اور ''سبحان اللہ'' اور ''الحمد للہ'' ہے (تعظیم قدر الصلاہ)

بعض روایات میں مہینوں میں سے رمضان کے مہینے کو، اور زمین کے خطوں میں سے مساجد کو چُننے کے ذکر کا اضافہ ہے (شعب الایمان، باب الصوم فی أشھر الحرم، رقم الحدیث ۳۴۶۵)

اس قسم کی روایات سے رمضان کے مہینے کی فضیلت وعظمت ظاہر ہوتی ہے۔ [1]

---

[1] رمضان سید الشھور، فیه بدأ نزول القرآن، وھو شھر الطاعة والقربة والبر والإحسان، وشھر المغفرة والرحمة والرضوان، فیه لیلة القدر التی ھی خیر من ألف شھر، وبه عون المؤمن علی أمر دینه وطلب إصلاح دنیاہ، وھو موسم تکثر فیه مناسبات إجابة الدعاء (الفقه الاسلامی وادلتهٔ ج ۳ ص ۱۶۲۰، لدکتوروھبة الزحیلی)

ولکن اللہ یعظم من امرہ ماشاء وقال (قتادة) ان اللہ اصطفی صفایا من خلقه اصطفی من الملائکة رسلا ومن الناس رسلا واصطفی من الکلام ذکرہ واصطفی من الارض المساجد واصطفی من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بسندِ ضعیف روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَجَبُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ رَمَضَانَ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رجب کا مہینہ داخل ہونے پر یہ دعا کرتے تھے کہ:

اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرمائیے، اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الشهور رمضان والاشهر الحرم واصطفى من الايام يوم الجمعة واصطفى من الليالى ليلة القدر فعظموا ما عظم الله فانما تعظم الامور بما عظمها الله عند اهل الفهم واهل العقل (تفسير طبرى ج ١١ ص ٤٤٤، تحت سورة التوبة)

(سيد الشهور شهر رمضان) أى هو أفضلها (وأعظمها حرمة ذو الحجة) لأن فيه يوم الحج الأكبر ويوم عيد الأضحى قال شيخ الطريقين السهروردى :رمضان أفضل من الحجة وإذا قوبلت الجملة بالجملة وفضلت إحدى الجملتين على الأخرى لا يلزم تفضيل كل أفراد الجملة ويؤيده أن جنس الصلاة أفضل من جنس الصوم وصوم يوم أفضل من ركعتين (فيض القدير للمناوى تحت رقم الحديث ٤٧٤٩)

[1] رقم الحديث ٢٢٢٨، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ؛ شعب الإيمان للبيهقى، رقم الحديث ٣٨١٥؛ المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ٣٩٣٩؛ مسند بزار، رقم الحديث ٦٤٩٤.

قال البيهقى: تفرد به زياد النميرى و عند زائدة بن أبى الرقاد قال البخارى زائدة بن أبى الرقاد عن زياد النميرى منكر الحديث .

وقال الهيثمى: رَوَاهُ الْبَزَّارُ ، وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ ، وَفِيهِ زَائِدَةُ بْنُ أَبِي الرُّقَادِ ، وَفِيهِ كَلَامٌ ، وَقَدْ وُثِّقَ (مَجْمَعُ الزَّوَائِدِ ، ج٣ص ١٤٠، باب فى شهور البركة وفضل شهر رمضان)

قلت :وقال البزار .لا بأس به، وإنما نكتب من حديثه ما لم نجد عند غيره، كذا فى التهذيب، وفيه أيضاً زيادة النميرى، وهو ضعيف (مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح لابى عبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفورى، ج٤ص ٣٤٣)

اللهم بارك لنا اى فى طاعتنا وعبادتنا فى رجب وشعبان وبلغنا رمضان اى ادراكه بتمامه والتوفيق لصيامه وقيامه (مرقاة المفاتيح، لملاعلى قارى ج ٣ ص ١٠٢٢، كتاب الصلاة، باب الجمعة)

اس حدیث کو علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ (متوفیٰ ۹۸۶ھ) نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الموضوعات'' میں ضعیف قرار دے کر فرمایا کہ:

ويجوز العمل فى الفضائل بالضعيف (تذكرة الموضوعات ،كتاب العلم، باب الفاضلة من الاوقات الخ)

ہمیں رمضان کے مہینے تک (سلامتی کے ساتھ) پہنچا دیجئے (مسند احمد)

یعنی ان مہینوں میں ہماری عبادت میں برکت عطا فرمائیے، اور ہماری عمر لمبی کر کے رمضان نصیب فرمائیے، تاکہ رمضان کے اعمال روزہ اور تراویح وغیرہ کی سعادت حاصل کر سکیں۔ [1]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ أَنْ يَّقُوْلَ أَحَدُنَا: اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنِيْ مِنْ رَمَضَانَ، وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِيْ، وَتَسَلَّمْهُ مِنِّيْ مُتَقَبَّلًا (الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث ۹۱۲) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رمضان کی آمد پر یہ دعائیہ کلمات سکھاتے تھے کہ ہم یہ کہا کریں کہ:

"اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنِيْ مِنْ رَمَضَانَ وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِيْ وَتَسَلَّمْهُ مِنِّيْ مُتَقَبَّلًا"

اے اللہ! مجھے رمضان کے لئے اور رمضان کو میرے لئے صحیح سالم رکھیئے اور رمضان کو میرے لئے سلامتی کے ساتھ قبولیت کا ذریعہ بنا دیجئے (طبرانی) [3]

اسی قسم کی دعا بعض محدثین اور سلف سے بھی مروی ہے۔ [4]

---

[1] (وبلغنا رمضان) ای ادراکه بتمامه والتوفیق لصیامه وقیامه (مرقاة المفاتیح ج۳ص ۱۰۲۲، ۱۰۲۳)

[2] قال المتقی الهندی: طب فی الدعاء والدیلمی وسنده حسن (کنز العمال، رقم الحدیث ۲۴۲۷۷)

[3] رقم الحدیث ۹۱۲، باب القول عند دخول رمضان. دار الکتب العلمیة، بیروت.

[4] عَنْ مَكْحُولٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ: اللَّهُمَّ سَلِّمْنِي لِرَمَضَانَ، وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِي، وَتَسَلَّمْهُ مِنِّي مُتَقَبَّلًا (الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث ۹۱۳)

عَنْ أَبِي عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: كَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ "يَدْعُو حَضْرَةَ شَهْرِ رَمَضَانَ: اللهُمَّ سَلِّمْنِي لِرَمَضَانَ وَسَلِّمْ لِي رَمَضَانَ، وَتَسَلَّمْهُ مِنِّي مُتَقَبَّلًا (حلیة الاولیاء ج۳ص ۶۹)

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، قَالَ " : كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَدْعُونَ عِنْدَ حَضْرَةِ شَهْرِ رَمَضَانَ: اللَّهُمَّ أَظَلَّ شَهْرَ رَمَضَانَ وَحَضَرَ، فَسَلِّمْهُ لِي، وَسَلِّمْنِي فِيهِ، وَتَسَلَّمْهُ مِنِّي، اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي صِيَامَهُ وَقِيَامَهُ، صَبْرًا وَاحْتِسَابًا، وَارْزُقْنِي فِيهِ الْجِدَّ وَالِاجْتِهَادَ وَالْقُوَّةَ وَالنَّشَاطَ، وَأَعِذْنِي فِيهِ مِنَ السَّآمَةِ وَالْفَتْرَةِ وَالْكَسَلِ وَالنُّعَاسِ، وَوَفِّقْنِي فِيهِ لِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَاجْعَلْهَا خَيْرًا لِي مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث ۹۱۴)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ الْـجَـنَّةَ لَتُـزَخْـرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ إِلَى الْحَوْلِ الْمُقْبِلِ، فَـإِذَا كَـانَ أَوَّلَ لَيْـلَةٍ مِـنْ رَمَـضَـانَ هَبَّـتْ رِيْحٌ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ، فَـنَسَـفَـتْ وَرَقَ الجَنَّةِ، وَتَجِيْءُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ يَقُلْنَ: يَا رَبِّ، اِجْعَلْ لَنَا مِـنْ عِبَـادِكَ أَزْوَاجًـا تَـقَرُّ بِهِمْ أَعْيُنُنَا وتَقَرُّ أَعْيُنُهُمْ بِنَا (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: بلاشبہ جنت رمضان کے لئے شروع سال سے اخیر سال تک سجائی جاتی ہے، پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے، تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا اٹھتی ہے، پھر وہ جنت کے درخت کے پتوں کو اُڑاتی ہے، تو (اس حسین وجمیل منظر کو دیکھ کر) حوریں کہتی ہیں کہ اے ہمارے رب! اپنے بندوں میں سے ہمارے شوہر مقرر کردیجئے، جن کے ذریعہ سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، اور ہمارے ذریعے سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں (طبرانی)

اس حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے، لیکن رمضانُ المبارک کے اعمال اوران کے اجر وثواب پر اس قسم کے فضائل حاصل ہونا بعید نہیں ہے، جبکہ بعض دیگر روایات میں بھی اس قسم کا مضمون آیا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۳۶۵۵، مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب، واللفظ لهٗ؛ المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۶۸۰۰؛ مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحديث ۹۱؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۳۳۶۰؛ فضائل شهر رمضان لابنِ شاهين، رقم الحديث ۱۳، الفوائد لتمام الرازی، رقم الحديث ۳۲.

[2] اس حدیث کی سند میں ولید بن ولید قلانسی ہیں، جن کو اکثر حضرات نے ضعیف اور بعض نے متروک قرار دیا ہے، لیکن ابوحاتم نے ان کو صدوق قرار دیا ہے۔

قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير والأوسط باختصار، وفيه الوليد بن الوليد القلانسی وثقه أبو حاتم، وضعفه جماعة (مجمع الزوائد، رقم الحديث ۴۷۸۴، ج۳، ص ۱۴۲)

الوليد بن الوليد بن زيد العنسی الدمشقی القلانسی، أبو العباس. عن ابن ثوبان، والاوزاعی. وعنه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْجَنَّةَ لَتُزَيَّنُ مِنَ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ لِشَهْرِ رَمَضَانَ، وَإِنَّ الْحُوْرَ الْعِيْنَ لَتَتَزَيَّنُ مِنَ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ لِشَهْرِ رَمَضَانَ، فَإِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ، قَالَتِ الْجَنَّةُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِيْ هٰذَا الشَّهْرِ مِنْ عِبَادِكَ سُكَّانًا، وَيَقُلْنَ الْحُوْرُ الْعِيْنُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِيْ هٰذَا الشَّهْرِ مِنْ عِبَادِكَ أَزْوَاجًا (المعجم الاوسط للطبرانی) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت پورے سال رمضان کے مہینے کے لئے سجائی جاتی ہے، اور رمضان کے مہینے کے لئے پورے سال حوروں کو مزین کیا جاتا ہے، پھر جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو جنت (اللہ تعالیٰ سے) عرض کرتی ہے کہ اے اللہ! اس مبارک مہینہ میں اپنے بندوں میں سے کچھ بندے میرے اندر قیام کرنے والے مقرر فرما دیجئے! (جو عبادت کر کے میرے اندر داخل ہو سکیں) اور (اسی طرح) حوریں عرض کرتی ہیں کہ اے اللہ! اس مہینے میں اپنے بندوں میں سے ہمارے واسطے شوہر مقرر فرما دیجئے (طبرانی)

اس حدیث کی سند بھی فی نفسہٖ ضعیف ہے، لیکن مذکورہ مضمون کی گزشتہ حدیث سے تائید ہوتی ہے، اس لئے رمضان اور اس کی فضیلت کی حد تک اس حدیث کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الذهلی، وعباس الترقفی، وجماعة.قال أبو حاتم :صدوق. وقال الدارقطنی وغیره :متروک.وروى له نصر المقد ؟ ؟ فی أربعینه حدیثا منکرا، وقال :ترکوه.وقال صالح جزرة :قدری.(میزان الاعتدال لأبی عبدالله محمد بن أحمد بن عثمان، ج۴،ص ۳۵۰، تحت رقم الترجمة ۹۴۱۷)

[۱] رقم الحدیث ۳۶۸۸،واللفظ لهٗ،شعب الایمان، کتاب الصیام، باب فضائل شهر رمضان، رقم الحدیث ۳۳۵۹، الفوائد لتمام الرازی، رقم الحدیث ۱۰۴۴.

[۲] قال الطبرانی:لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، إِلَّا أَحْمَدُ بْنُ أَبْيَضَ الْمَدَنِيُّ، تَفَرَّدَ بِهِ :زُهَيْرُ بْنُ عَبَّادٍ (طبرانی، حواله بالا) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے ملتی جلتی ایک حدیث حضرت ابومسعود غفاری رضی اللہ عنہ سے بھی کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ مروی ہے۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ " :لَمْ نَكْتُبُهُ مِنْ حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ :وَرَأَيْتُهُ بِإِسْنَادٍ آخَرَ مِنْ حَدِيثِ الشَّامِيِّينَ مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ "قَالَ أَحْمَدُ ": فِي إِسْنَادِهِ ضَعْفٌ، وَكَذَلِكَ فِيمَا بَعْدَهُ (شعب الإيمان،حواله بالا)

قال الهيثمي:رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ :لَمْ يَرْوِهِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ إِلَّا أَحْمَدُ بْنُ أَبْيَضَ ، قُلْتُ : وَلَمْ أَجِدْ مَنْ تَرْجَمَهُ ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ مُوَثَّقُونَ (مجمع الزوائد ج٣ص ١٤٣)

وقال المنذري:

رَوَاهُ الشَّيْخ ابْن حبَان فِي كتاب الثَّوَاب وَالْبَيْهَقِيّ وَاللَّفْظ لَهُ وَلَيْسَ فِي إِسْنَاده من أجمع على ضعفه(الترغيب والترهيب ج٢ص ٦٠)

أقول :وللحديث شاهد آخر من حديث ابن عباس أخرجه أبو الشيخ في كتاب الثواب، والبيهقي أيضا، قال المنذري :وليس في إسناده ممن أجمع على ضعفه، فاختلاف طرق الحديث يدل على أن له أصلا (مرقاة، تحت رقم الحديث ١٩٦٧، كتاب الصوم)

[1] چنانچہ امام طبرانی اور ابونعیم اصبہانی نے اس کو روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ سُورَةَ الْبَغْدَادِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ، ثنا الْهَيَّاجُ بْنُ بِسْطَامٍ، ثنا عَبَّادٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ أَهَلَّ شَهْرُ رَمَضَانَ :لَوْ يَعْلَمُ الْعِبَادُ مَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لَتَمَنَّى الْعِبَادُ أَنْ يَكُونَ شَهْرُ رَمَضَانَ سَنَةً ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ :يَا رَسُولَ اللهِ حَدِّثْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِنَّ الْجَنَّةَ تُزَيَّنُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ إِلَى رَأْسِ الْحَوْلِ حَتَّى إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ هَبَّتْ رِيحٌ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ فَصَفَّقَتْ وَرَقَ شَجَرِ الْجَنَّةِ فَنَظَرَ الْحُورُ الْعِينُ إِلَى ذَلِكَ فَقُلْنَ :يَا رَبِّ، اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ فِي هَذَا الشَّهْرِ أَزْوَاجًا تَقَرُّ أَعْيُنُنَا بِهِمْ وَتَقَرُّ أَعْيُنَهُمْ بنا، وَمَا مِنْ عَبْدٍ صَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا زَوَّجَهُ اللهُ زَوْجَةً فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ الْمَقْصُورَاتِ فِي الْخِيَامِ عَلَى كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ سَبْعُونَ حُلَّةً لَيْسَ مِنْهَا حُلَّةٌ عَلَى لَوْنِ الْأُخْرَى وَيُعْطَى سَبْعُونَ لَوْنًا مِنَ الطِّيبِ لَيْسَ مِنْهُ لَوْنٌ يُشْبِهُ الْآخَرَ، وَكُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ عَلَى سَرِيرٍ مِنْ يَاقُوتٍ مُوَشَّحٍ بالدُّرِّ عَلَى سَبْعِينَ فِرَاشًا بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ وَفَوْقَ السَّبْعِينَ فِرَاشًا سَبْعُونَ أَرِيكَةً، وَلِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ سَبْعُونَ وُصَفَاء يَخْدِمُنَهَا وَسَبْعِينَ وُصَفَاءَ لِلُقِيِّهَا وَوُجَهَاء مَعَ كُلِّ وَصِيفٍ صَحْفَةٌ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا لَوْنٌ مِنَ الطَّعَامِ يَجِدُ لِآخِرِهِ مِنَ اللَّذَّةِ مِثْلَ الَّذِي يَجِدُ لِأَوَّلِهِ، وَيُعْطَى زَوْجُهَا مِثْلَ ذَلِكَ عَلَى سَرِيرٍ مِنْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ مُوَشَّحٌ بِالْيَاقُوتِ الْأَحْمَرِ هَذَا لِكُلِّ يَوْمٍ صَامَهُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ سِوَى مَا عَمِلَ مِنَ الْحَسَنَاتِ "(المعجم الكبير للطبراني،رقم الحديث ٩٦٧، واللفظ له، معرفة الصحابة لابي نعيم، رقم الحديث ٧٠٢٣)

مگر وہ سند کے لحاظ سے غیر معمولی ضعیف قرار دی گئی ہے۔ [1]

[1] اس روایت میں ہیاج بن بسطام پر محدثین نے جرح فرمائی ہے۔

الهياج بن بسطام التميمي : كنيته أبو خالد، من أهل هراة، وهو والد خالد ابن الهياج، يروى عن إسماعيل بن أبى خالد وسفيان الثورى، روى العراقيون وأهل بلده، كان مرجئا داعية إلى الارجاء وكان ممن يروى عن المعضلات عن الثقات، ويخالف الاثبات فيما يرويه عن الثقات، فهو ساقط الاحتجاج به، وعند الاعتبار فإن اعتبر به معتبر أرجو أن لا يجرح فى ذلك.

سمعت محمد بن محمود يقول :سمعت الدارمي يقول :سألت يحيى بن معين عن هياج بن بسطام.فقال :ليس بشىء(كتاب المجروحين لابنِ حبان ج۳ص ۹۶)

قال أبو داوود :تركوا حديثه .وقال ابن حبان فى الثقات :يروى المعضلات عن الثقات .وقال أحمد بن حنبل .متروك(تاريخ الاسلام للامام الذهبى، ج ۱۱ ص ۳۹۴)

اور بعض روایات میں جریر بن ایوب بجلی ہیں، ان پر بھی محدثین نے غیر معمولی جرح فرمائی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَّانِيُّ، ثنا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ أَبُو عَتَّابٍ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَا :ثنا جَرِيرُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَجَلِيُّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ نَافِعِ بْنِ بُرْدَةَ، عن أبى مسعود قال أبو الخطاب الغفارى :قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ح وقال سعيد بن أبى يزيد ، عن أبى مسعود ، عن النبى صلى الله عليه وسلم -وهذا حديث أبى الخطاب -قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ذات يوم وقد أهل رمضان ، فقال : لو يعلم العباد ما رمضان لتمنت أمتى أن يكون السنة كلها ، فقال رجل من خزاعة :يا نبى الله ، حدثنا ، فقال : إن الجنة لتزين لرمضان من رأس الحول إلى الحول ، فإذا كان أول يوم من رمضان هبت ريح من تحت العرش ، فصفقت ورق الجنة ، فتنظر الحور العين إلى ذلك ، فيقلن :يا رب اجعل لنا من عبادك فى هذا الشهر أزواجا تقر أعيننا بهم ، وتقر أعينهم بنا قال :فما من عبد يصوم يوما من رمضان إلا زوج زوجة من الحور العين فى خيمة من درة مما نعت الله :(حور مقصورات فى الخيام) على كل امرأة سبعون حلة ، ليس منها حلة على لون الأخرى ، تعطى سبعون لونا من الطيب ، ليس منه لون على ريح الآخر ، لكل امرأة منهن سبعون ألف وصيفة لحاجتها ، وسبعون ألف وصيف ، مع كل وصيف صحفة من ذهب ، فيها لون طعام ، تجد لآخر لقمة منه لذة ، لا تجد لأوله ، لكل امرأة منهن سبعون سريرا من ياقوتة حمراء ، على كل سرير سبعون فراشا ، بطائنها من إستبرق ، فوق كل فراش سبعون أريكة ، ويعطى زوجها مثل ذلك على سرير من ياقوت أحمر ، موشح بالدر ، عليه سواران من ذهب ، هذا بكل يوم صامه من رمضان سوى ما عمل من الحسنات وربما خالف الفريابى سهل بن حماد فى الحرف والشىء فى متن الحديث ، ثنا محمد بن رافع ، ثنا سلم بن جنادة ، عن قتيبة ، نا جرير بن أيوب ، عن عامر الشعبى ، عن نافع بن بردة الهمدانى ، عن رجل من غفار قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نحوه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نیز ایک اور سند سے بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے۔ [1]

مگر وہ روایت بھی غیر معمولی ضعیف ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إلى قوله :(حور مقصورات فی الخیام) (صحیح ابنِ خزیمة رقم الحدیث ۱۸۸۶، واللفظ لهٗ؛ شعب الایمان، رقم الحدیث ۳۳۶۱؛ فضائل الاوقات للبیهقی رقم الحدیث ۴۷؛ فضائل شهر رمضان لابنِ شاهین رقم الحدیث ۱۸؛ مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۵۲۷۳، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ بالفاظ مختلفة)

قلت :تفرد به جریر بن أیوب ، وهو ضعیف جدا ، وقد أخرجه ابن خزیمة فی صحیحه ، وقال :إن صح الخبر ، فإن فی القلب من جریر بن أیوب ، وكأنه تساهل فیه لكونه من الرغائب ، وابن مسعود لیس هو الهذلی المشهور ، وإنما هو آخر غفاری (المطالب العالیة للحافظ ابن حجر عسقلانی ،باب فضل شهر رمضان)

وقال البیهقی: قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ " :وَرَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِي كِتَابِهِ وَجْهَيْنِ، عَنْ جَرِيرٍ، وَمِنْ حَدِيثِ سَلْمِ عَنْ قُتَيْبَةَ، عَنْ جَرِيرٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ :عَنْ نَافِعِ بْنِ بُرْدَةَ الْهَمَدَانِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ غِفَارٍ ثُمَّ قَالَ :وَفِي الْقَلْبِ مِنْ جَرِيرِ بْنِ أَيُّوبَ :قُلْتُ وَجَرِيرُ بْنُ أَيُّوبَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ النَّقْلِ، وَرَوَاهُ أَيْضًا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ أَيُّوبَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقُلِ الْغِفَارِيَّ (شعب الایمان، تحت رقم الحدیث ۳۳۶۱)

وقال الأعظمی فی تعلیق ابنِ خزیمة :إسناده ضعیف بل موضوع جریر بن أیوب البجلی قال عنه البخاری :منكر الحدیث (ابنِ خزیمة، حواله بالا)

وقال السیوطی : موضوع. آفته جریر (اللآلی المصنوعة، ج۲، ص۸۵، الناشر :دار الكتب العلیمة)

[1] أخبرنا أبو عمرو :عبد الوهاب، أنبأ والدی، أنبأ أبو عمرو :أحمد بن سلمة بن الضحاك بمصر، ثنا محمد بن میمون بن كامل الزیات، ثنا محمد بن إسحاق الأسدی، ثنا الأوزاعی، عن مكحول والقاسم بن مخیمرة وعبدة بن أبی لبابة قالوا :سمعنا أبا أمامة الباهلی وواثلة بن الأسقع وعبد الله بن بسر -رضی الله عنهم -سمعوا رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول):(إن الجنة تزین من الحول إلى الحول لشهر رمضان، ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :من صان نفسه ودینه فی شهر رمضان زوجه الله من الحور العین وأعطاه قصراً من قصور الجنة، ومن عمل سیئة أو رمی مؤمناً ببهتان أو شرب مسكراً فی شهر رمضان أحبط الله عمله سنةً .ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :اتقوا شهر رمضان؛ لأنه شهر الله، جعل لكم أحد عشر شهراً تشبعون فیها وتروون، وشهر رمضان شهر الله فاحفظوا فیه أنفسكم(الترغیب والترهیب للاصبهانی، رقم الحدیث ۱۸۲۴)

[2] ق محمد بن محصن العكاشی نسب إلى جده الأعلى وهو محمد بن إسحاق بن إبراهیم بن محمد بن عكاشة بن محصن الأسدی روى عن إبراهیم بن أبی عبلة ویحیى بن سعید الأنصاری

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک حدیث میں یہ مضمون وارِد ہوا ہے کہ رمضان میں ذکر کرنے والے کی مغفرت کی جاتی ہے، اور اللہ سے سوال کرنے والے کو محروم نہیں کیا جاتا۔ ۱؎

مگر اس حدیث کی سند پر محدثین کا غیر معمولی کلام ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والأعمش وابن عجلان وجعفر بن برقان والأوزاعي والثورى وعبد الرحمن بن زياد الإفريقي روى عنه أبو هاشم محمد بن خداش الموصلي ومعلل بن نفيل وأبو خيثمة مصعب بن سعيد وسليمان بن سلمة الخبائرى ومحمد بن ميمون الحمراوى وهاشم بن القاسم الحرانى ويحيى بن سعيد العطار الحمصى قال البخارى عن يحيى بن معين كذاب وقال البخارى منكر الحديث وقال أبو حاتم كذاب وقال فى موضع آخر مجهول وقال ابن حبان شيخ يضع الحديث على الثقات لا يحل ذكره إلا على سبيل القدح فيه وقال الدارقطنى متروك يضع وروى له أبو أحمد أحاديث ثم قال وهذه الأحاديث مع غيرها لمحمد بن إسحاق كلها مناكير موضوعة روى له ابن ماجة حديثه عن إبراهيم عن الديلمى عن حذيفة لا يقبل الله تعالى لصاحب بدعة صوما ولا صلاة الحديث قلت وقال ابن حبان أيضا يروى المقلوبات عن الثقات لا يكتب حديثه إلا للاعتبار والأحاديث التى أوردها ابن عدى فى بعضها حدثنا محمد بن إسحاق ونسبه كما هنا وفى بعضها ثنا محمد بن محصن وقال ابن أبى حاتم رأى أبى معى أحاديث من حديثه فقال هذه الأحاديث كذب موضوعة وقال العقيلى الغالب على حديثه الوهم والنكارة،وأورد له بسند صحيح إلى أبى بكر الصديق حديث من أكرم مؤمنا فكأنما أكرم الله تعالى وقال حديث باطل لا أصل له وقال الأزدى منكر الحديث واستدركه النباتى على بن عدى ثنا على أنه آخر وخلطه بعضهم بمحمد بن عكاشة الكرمانى وعندى أنه غيره قد بسطت ترجمة محمد بن عكاشة فى لسان الميزان(تهذيب التهذيب،لابن حجر العسقلانى،ج۹،ص۴۳۰،محمد مع الميم فى الآباء)

۱؎ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَنِيفَةَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ :نا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ :نا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ قَيْسٍ الضَّبِّيُّ قَالَ :ثنا هِلَالُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :ذَاكِرُ اللَّهِ فِي رَمَضَانَ مَغْفُورٌ لَهُ، وَسَائِلُ اللَّهِ فِيهِ لَا يَخِيبُ.

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ إِلَّا هِلَالُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ قَيْسٍ، وَلَا يُرْوَى عَنْ عُمَرَ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ " (المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۶۱۷۰، واللفظ لهٗ؛ الترغيب والترهيب لقوام السنة، رقم الحديث ۱۷۷۸؛ فضائل الاوقات للبيهقى، رقم الحديث ۶۹، ج۱، ص۱۴۳)

۲؎ فى عمدة القارى: وفى إسناده :هلال بن عبد الرحمن، ضعفه العقيلى، بقوله: منكر الحديث (عمدة القارى، ج۱۰، ص۲۶۹، و۲۷۰، كتاب الصوم، باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان ومن رأى كله واسعا)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ منافقین پر رمضان سے زیادہ کوئی مہینہ سخت نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ رمضان کا اجر اور منافقین کے گناہوں پر اصرار اور بدبختی پہلے سے لکھ دیتے ہیں۔

مگر اس حدیث کی سند بھی ضعیف ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال المناوى: (طس هب عن ابن عمر) بن الخطاب قال الهيثمى :فيه هلال بن عبد الرحمن وهو ضعيف وقال الذهبى فى الضعفاء :منكر الحديث وأقول :فيه أيضا عبد الله بن على بن جدعان قال الدارقطنى :لا يزال عندى فيه لين وقال الذهبى فى الضعفاء :قال أحمد ويحيى :ليس بشىء وأبو زرعة :غير قوى (فيض القدير، تحت رقم الحديث ۴۳۱۲)

عَبْد الرَّحْمَن بن قيس الضبى..........قال مُحَمَّد بْن يحيى الذهلى :سألت عَبْد الصمد بْن عَبْد الوارث عنه، فقال :كان عَبْد الرحمن بْن مهدى يكذبه .وَقَال عَبد اللَّه بْن أحمد بْن حنبل، عَن أبيه: كان جارا لحماد بْن مسعدة يحدث عَنِ ابن عون، رأيته بالبصرة وقدم علينا إلى بغداد وكان واسطيا ثم خرج إلى نيسابور، وحديثه ضعيف، ولم يكن بشىءٍ، متروك الحديث .وَقَال أَبُو زُرْعَة: كذاب. وقَال البُخارِيُّ :ذهب حديثه .وَقَال مسلم :ذاهب الحديث .وَقَال النَّسَائى :متروك الحديث . وَقَال زكريا بْن يحيى الساجى :ضعيف، كتبت عَنْ حوثرة المنقرى عنه، كان قد أكثر عنه .وَقَال صَالِح بْن مُحَمَّد الْبَغْدَادِيّ :كَانَ يضع الحديث .وَقَال أَبُو أحمد بْن عدى :عامة ما يرويه لا يتابعه الثقات عليه. روى لَهُ التِّرْمِذِيّ فِي "الشمائل "حَدِيثًا واحِدًا عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّد بن سيرين، عَن أَبِي هُرَيْرة كان لنعل رَسُول اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قبالان ...الحديث(تهذيب الكمال ج۱۷ ص ۳۶۶،۳۶۷)

۱؎ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، قَالَ :حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :بِمَحْلُوفِ رَسُولِ اللهِ مَا أَتَى عَلَى الْمُسْلِمِينَ شَهْرٌ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْ رَمَضَانَ، وَلَا أَتَى عَلَى الْمُنَافِقِينَ شَهْرٌ شَرٌّ لَهُمْ مِنْ رَمَضَانَ، وَذَلِكَ لِمَا يُعِدُّ الْمُؤْمِنُونَ فِيهِ مِنَ الْقُوَّةِ لِلْعِبَادَةِ، وَمَا يُعِدُّ فِيهِ الْمُنَافِقُونَ مِنْ غَفَلَاتِ النَّاسِ وَعَوْرَاتِهِمْ، هُوَ غُنْمُ الْمُؤْمِنُ يَغْتَنِمُهُ الْفَاجِرُ "(مسند احمد، رقم الحديث ۸۳۶۸)

فى حاشية مسند احمد:إسناده ضعيف، كثير بن زيد ليس بالقوى، يكتب حديثه للمتابعات، وعمرو بن تميم، قال البخارى عن حديثه هذا :فيه نظر، وقال العقيلى :لا يتابع عليه، وأبوه تميم -وهو ابن يزيد مولى بنى زمعة -مجهول.

اور ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا وَحَضَرَ رَمَضَانُ :أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرُ بَرَكَةٍ، فِيهِ خَيْرٌ يُغَشِّيكُمُ اللَّهُ فِيهِ، فَتَنْزِلُ الرَّحْمَةُ، وَتُحَطُّ الْخَطَايَا، وَيُسْتَجَابُ فِيهِ الدُّعَاءُ، فَيَنْظُرُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

رمضان میں عبادت، سخاوت اور نیک اعمال کی فضیلت

مخلوقات میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ماہِ رمضان کی قدر و قیمت سے کون واقف ہوگا؟

اسی وجہ سے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان میں عبادت، سخاوت اور دوسرے نیک اعمال میں بہت زیادہ اہتمام کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَادَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّمِئْزَرَهٗ ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهٗ حَتّٰى يَنْسَلِخَ (شعب الایمان للبیہقی) [1]

ترجمہ: جب رمضان کا مہینہ داخل ہوجاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ازار بند کس لیتے، پھر (آخری عشرہ میں) اپنے بستر مبارک پر نہ آتے یہاں تک کہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اللَّهُ إِلَى تَنَافُسِكُمْ، وَيُبَاهِي بِكُمْ مَلَائِكَتَهُ، فَأَرُوا اللَّهَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ خَيْرًا، فَإِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ حُرِمَ فِيهِ رَحْمَةَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (مسند الشامين للطبرانی ، رقم الحديث ٢٢٣٨، واللفظ لهٔ؛ المجالس العشرة للحسن الخلال، رقم الحديث ٦٠؛ المسند للشاشی، رقم الحديث ١١٦٤)

مگر یہ روایت سند کے لحاظ سے انتہائی کمزور ہے۔

وَفِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي قَيْسٍ ;وَلَمْ أَجِدْ مَنْ تَرْجَمَهُ(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٤٧٨٣)

مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الشَّامِيُّ، وَأُرَاهُ أَبُو عَمْرٍو الْعَبْسِيُّ الْمَعْرُوفُ بِالْمَصْلُوبِ(معرفة الصحابة لابی نعیم تحت ترجمة أَبُو لَيْلَى الْأَشْعَرِيُّ حَدِيثُهُ عِنْدَ :عَامِرِ بْنِ لُدَيْنٍ الْأَشْعَرِي)

محمد بن سعيد بن أبي قيس الشامي المصلوب وهذا الرجل كان كذابا يضع الحديث ويفسد أحاديث الناس صلب على الزندقة(الضعفاء والمتروكين لابن من اسم محمد)

[1] رقم الحديث ٣٣٥٢،كتاب الصيام، باب فضائل شهر رمضان ، واللفظ لهٔ،فضائل الاوقات للبيهقی رقم الحديث ٦٧، صحيح ابنِ خزيمة رقم الحديث ٢٢١٦،الكامل لابن عدی، ج٦ص٢٠٧.

رمضان گزر جاتا (بیہقی)

مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے مہینوں کے مقابلہ میں رمضان میں انتہائی اہتمام اور کثرت سے عبادت میں مشغول ہوتے تھے۔ ۱

ملحوظ رہے کہ مذکورہ روایت سند کے لحاظ سے درست ہے۔ ۲

---

۱ عبادت کی کثرت تو پورے رمضان ہی کیا کرتے تھے، البتہ بستر پر نہ آنے کا معمول آخری عشرے میں تھا، جس کا ذکر دوسری روایات میں موجود ہے، یا یہ کہا جائے کہ شروع میں جب پورے مہینے کا اعتکاف فرمایا، اس وقت آپ اپنے گھر میں بستر پر تشریف نہ لاتے تھے، اس طرح دونوں قسم کی روایات میں تطبیق ہوجاتی ہے، اور کوئی ظاہری تعارض نہیں رہتا، اور اس روایت کو ضعیف کہہ کر اس کو دوسری احادیث کے مقابلے میں مرجوح قرار دینا درست نہیں، کیونکہ یہ روایت سند کے لحاظ سے درست ہے، اور حضرت عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایات بھی اس کی مؤید ہیں۔

۲ چنانچہ سنن بیہقی کی سند درج ذیل ہے:

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى، قَالَا :حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، أخبرنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنْ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَائِشَةَ(بيهقى حواله بالا)

اور ابنِ خزیمہ کی سند درج ذیل ہے:

حدثنا الربيع بن سليمان ، حدثنا ابن وهب ، حدثني سليمان وهو ابن بلال ، حدثني عمرو وهو ابن أبي عمرو ، عن المطلب بن عبد الله ، عن عائشة ، زوج النبي صلى الله عليه وسلم ، أنها قالت(ابن خزيمه،حواله بالا)

اور ابنِ عدی کی سند مع متن اور عمرو بن ابی عمرو، راوی کی توثیق کے درج ذیل ہے:

ثنا أبو مصعب عن عبد العزيز بن محمد عن عمرو بن أبي عمرو عن المطلب بن عبد الله عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم وثلاثمائة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل رمضان شد مئزره فلم يأو إلى فراشه حتى ينسلخ رمضان وعمرو بن أبي عمرو له أحاديث عن أنس غير ما ذكرت وروى عنه مالك وهو عندي لا بأس به لأن مالكا لا يروي إلا عن ثقة أو صدوق(الكامل حواله بالا)

یہی وجہ ہے کہ علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں اس حدیث کے حسن ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن امام مناوی نے یہ فرمایا کہ اس روایت میں ربیع بن سلیمان ہیں، اگر وہ صاحب امام شافعی ہوں تو ثقہ ہیں، اور اگر بصری ہوں تو وہ ضعیف ہیں۔

-(هب عن عائشة) رمز المصنف لحسنه فيه الربيع بن سليمان فإن كان هو صاحب الإمام الشافعي فثقة أو الربيع بن سليمان البصري الأزدي فضعيف قال يحيى :ليس بشئي (فيض القدير للمناوى،تحت رقم الحديث ٦٦٨٠)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک دوسری سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مگر تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ اس روایت میں ربیع بن سلیمان، بن عبد الجبار ہیں، جو کہ صاحبِ امام شافعی اور ثقہ ہیں، کیونکہ یہ ابنِ وہب سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے محمد بن یعقوب روایت کرتے ہیں، اور مذکور روایت میں یہ دونوں راوی موجود ہیں، جبکہ ابنِ عدی کی روایت میں یہ سرے سے موجود ہی نہیں، کما مر۔

چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

الربيع بن سليمان (د، ق، س، ت) ابن عبد الجبار بن كامل، الامام المحدث الفقيه الكبير، بقية الاعلام، أبو محمد، المرادى، مولاهم المصرى المؤذن، صاحب الامام الشافعي، وناقل علمه، وشيخ المؤذنين بجامع الفسطاط ومستملي مشايخ وقته .مولده فى سنة أربع وسبعين ومئة أو قبلها بعام .سمع عبدالله بن وهب(سير اعلام النبلاء، ج ۱۲ ص ۵۸۷)

اور تہذیب الکمال میں، محمد بن یعقوب کے ان کے شاگرد ہونے کی بھی تصریح ہے۔

وأبو العباس محمد بن يعقوب الاصم النيسابورى (تهذيب الكمال، ج ۹ ص ۸۷)

اور اگر اس روایت میں ربیع بن سلیمان بن داؤد مراد ہوں تو وہ بھی ثقہ ہیں۔

البتہ ربیع بن صبیح کو بعض نے سئ الحفظ قرار دیا ہے، اور ظاہر ہے کہ وہ اس روایت میں موجود نہیں۔

چنانچہ علامہ ابن حجر نے ان تینوں حضرات کا آگے پیچھے اس طرح تذکرہ فرمایا ہے۔

الربيع بن سليمان بن داود الجيزى أبو محمد الأزدى المصرى الأعرج ثقة من الحادية عشرة مات سنة ست وخمسين د س.

الربيع بن سليمان بن عبد الجبار تالمرادى أبو محمد المصرى المؤذن صاحب الشافعي ثقة من الحادية عشرة مات سنة سبعين وله ست وتسعون سنة .

الربيع بن صبيح بفتح المهملة السعدى البصرى صدوق سيء الحفظ وكان عابدا مجاهدا قال الرامهرمزى هو أول من صنف الكتب بالبصرة من السابعة مات سنة ستين خت ت ق(تقريب التهذيب لابن حجر، ج ۱ ص ۲۹۴)

اور ناصر الدین البانی صاحب نے بھی اس روایت کے رجال کو ثقات شمار کیا ہے، لیکن ساتھ ہی عبد المطلب بن عبد اللہ کو مدلس قرار دیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

قلت :و هذا إسناد ضعيف ، و رجاله ثقات ، غير أن عبد المطلب بن عبد الله ، كان كثير التدليس و الإرسال ، كما فى "التقريب(السلسله الضعيفة تحت حديث رقم ۲۳۴۶)

البانی صاحب نے جب اس کے رجال کا ثقات ہونا تسلیم کر لیا تو یہ روایت سند کے لحاظ سے درست ہوئی اور رہا تدلیس

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

وَكَثُرَتْ صَلَاتُهُ، وَابْتَهَلَ فِي الدُّعَآءِ، وَأَشْفَقَ مِنْهُ (شعب الايمان للبيهقى) ؎۱

ترجمہ: جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدل جاتا تھا اور آپ کی نمازوں میں زیادتی ہو جاتی تھی اور دعا میں تضرّع وزاری بڑھ جاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سرخ ہو جاتا تھا (بیہقی)

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ اسی مضمون کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔

اور یہ روایت اس سے پہلے ذکر شدہ روایت کے مضمون کے مطابق ہے، لہٰذا یہ حدیث بھی کم از کم حسن درجے میں داخل ہے۔ ؎۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کا معاملہ تو وہ مذکورہ روایت میں فقہائے کرام کے نزدیک مضر نہیں۔

بلکہ ایک مقام پر خود البانی صاحب نے عمرو بن ابی عمرو کی مطلب بن عبداللہ سے عنعنہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہی روایت کو شیخین کی شرط کے مطابق ہونا تسلیم کیا ہے۔

أخرجه أبو داود (۴۷۹۸) و ابن حبان (۱۹۲۷) و الحاكم (۱/۶۰) من طريق عمرو بن أبى عمرو عن المطلب بن عبد الله بن حنطب عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :فذكره .و قال الحاكم " :صحيح على شرط الشيخين . "و وافقه الذهبى .قلت :و هو كما قالا لولا أنه اختلف فى سماع المطلب من عائشة فقال أبو حاتم ":روايته عنها مرسلة و لم يدركها . "و قال أبو زرعة " :نرجو أن يكون سمع منها . "لكن الحديث على كل حال صحيح بما تقدم و قد وجدت له طريقا أخرى عنها موصولة، أخرجه ابن عدى فى "الكامل "(۱/۱۴۹) عن اليمان بن عدى حدثنا زهير بنمحمد عن يحيى بن سعيد عن القاسم عنها به .و قال " :لا أعلم يرويه عن زهير غيريمان . "قلت :و فيهما ضعف غير شديد ، فحديثهما فى الشواهد لا بأس به (السلسلة الصحيحة تحت حديث رقم ۷۹۵)

مگر تعجب ہے کہ البانی صاحب نے مبحوث فیہ حدیث کو شواہد کے ہوتے ہوئے ضعیف کہہ دیا، جس سے ہمیں اتفاق نہیں۔

پس اس روایت کو ضعیف قرار دینا درست نہیں، اور امام سیوطی کے فیصلے کے مطابق یہ روایت کم از کم حسن کے درجے میں داخل ہے، بالخصوص جب کہ اس کے ساتھ آگے آنے والی روایات کو بھی جمع کر لیا جائے۔

؎۱ رقم الحديث ۳۳۵۳، كتاب الصيام، باب فضائل شهر رمضان ،، فضائل الاوقات للبيهقى رقم الحديث ۶۸.

؎۲ چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے متن میں مذکور حدیث کی سند اس طرح بیان فرمائی ہے کہ:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت اور نماز کی حالت سے زیادہ واقف تھیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت نماز و عبادت گھر پر ادا فرمایا کرتے تھے۔

مذکورہ روایت میں رمضان کی رات کی نماز کے بارے میں کثرت کا لفظ موجود ہے، جس سے معلوم ہوا کہ رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز وعبادت دوسرے دنوں کی رات کی نماز کے مقابلے میں تعداد میں زیادتی ہو جاتی تھی۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَحْيَى، قَالَا :أخبرنا أَبُو الْحُسَيْنِ عَبْدُ الْبَاقِي بْنُ قَانِعٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَرَّازُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَائِشَةَ الخ

امام مناوی رحمہ اللہ نے اس روایت کے بارے میں فرمایا کہ:

فيه عبد الباقي ابن قانع قال الذهبي :قال الدارقطني يخطء كثيرا .(فيض القدير،تحت رقم الحديث ٦٦٨١)

مگر اس سے مذکورہ روایت کا ضعیف ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ امام بیہقی رحمہ اللہ مندرجہ بالا حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

وَرَوَاهُ خَلَفُ بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :كَانَ فَذَكَرَهُ

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ هَانِئٍ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ الْحَسَنِ، حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ أَيُّوبَ . . . . .فَذَكَرَهُ(حواله بالا)

اور ظاہر ہے کہ دوسری سند میں ابنِ قانع موجود نہیں۔

اور دوسری سند کے اتصال سے یہ بات واضح ہو چکی کہ ابنِ قانع نے اس روایت کے نقل کرنے میں کوئی خطا نہیں کی۔

اس تقریر کے بعد اگر دوسری سند میں کوئی راوی ضعیف بھی ہو تو وہ مضر نہیں، کما ھو ظاہر باصول الحدیث۔

۱ لہٰذا یہ مطلب مراد لینا کہ تعداد تو اتنی ہی رہتی تھی، جتنی دوسرے مہینوں میں ہوتی تھی، اور صرف قیام اور رکوع وسجود کے طویل ہونے کے باعث لمبی ہو جاتی تھی، یہ اس حدیث کے الفاظ کے خلاف ہے۔

اور ویسے بھی یہ مفہوم مراد لینا اس لئے درست نہیں بنتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اور دنوں میں بھی لمبی لمبی نمازیں پڑھا کرتے تھے کہ لمبے قیام کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک ورم کر جاتے تھے، پھر اس میں رمضان کی کیا خصوصیت ہوگی، اور رمضان کی قیامِ لیل والی خاص نماز کا کیا ذکر رہے گا، جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترغیب منقول ہے؟

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ، وَكَانَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ، حَتّٰى يَنْسَلِخَ، يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ(بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں صدقہ خیرات کے کاموں میں سب سے زیادہ سخی تھے، اور آپ کی زیادہ سخاوت رمضان کے مہینے میں اس وقت ہوتی تھی، جب آپ سے جبریل ملاقات کرتے تھے، اور آپ سے جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے، یہاں تک کہ رمضان ختم نہ ہو جاتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام کو قرآن سناتے تھے، پس جب آپ سے جبریل علیہ السلام ملاقات کرتے تھے، تو آپ صدقہ وخیرات کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جایا کرتے تھے (بخاری)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ (بخاری) [2]

---

[1] رقم الحديث ١٩٠٢، كتاب الصوم، باب: أجود ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يكون في رمضان، واللفظ لهٗ، مسلم، رقم الحديث ٢٣٠٨ "٥٠"، كتاب الفضائل، باب كان النبي صلى الله عليه وسلم أجود الناس بالخير من الريح المرسلة.

[2] رقم الحديث ٦، باب بدء الوحي، واللفظ لهٗ؛ نسائي، رقم الحديث ٢٠٩٥؛ مسند احمد، رقم الحديث ٢٦١٦.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضانُ المبارک میں جب جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے تو آپ بہت زیادہ سخی اور فیاض ہوجاتے تھے اور جبرئیل آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کا دور کرتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی اور خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ فیاضی وسخاوت فرماتے تھے (بخاری؛ مسند احمد)

حضرت جبریل سے ملاقات کے بعد سخاوت کی تیزی کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ فرشتہ آپ کو بحکمِ الٰہی سخاوت کی ترغیب دیتے ہوں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت کی بھی خاص فضیلت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کو رمضان کے مہینہ سے خصوصی تعلق ہے، کیونکہ یہ اسی مہینے میں نازل کیا گیا ہے۔ [1]

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضانُ المبارک میں بہت سخاوت فرماتے تھے، اور آپ کی اتباع میں رمضانُ المبارک میں کثرت سے صدقہ، خیرات

---

[1] حضرت حکیم الامت صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:
قرآن کو شروع ہی سے رمضان سے خصوصیت ہے: شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ (رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن شریف نازل کیا گیا ہے ۱۲) اس سے خصوصیت باعتبار نزول کے ثابت ہوئی، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام سے دَور رمضان ہی میں کرتے ہیں۔ نیز فقہاء نے لکھا ہے کہ رمضان میں ایک قرآن ختم کرنا تراویح میں مسنون ہے، نیز ان تمام نصوص سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت رمضان میں زیادہ مطلوب ہے، یہ خصوصیت تو تشریعی ہے، تکوینی خصوصیت یہ ہے کہ اس ماہ میں ہر شخص خود بخود قرآن کی طرف راغب ہوجاتا ہے اس لئے میں ذاکرین کے واسطے بھی اس ماہ میں اسے ذکر سے افضل سمجھتا ہوں میرا یہ مطلب نہیں کہ ذکر نہ کریں وہ بھی کریں مگر زیادہ قرآن کی تلاوت کریں کیونکہ ذکر تو بارہ مہینے یکساں ہے اور رمضان میں قرآن پڑھنے میں خاص برکات نازل ہوتی ہیں، جس طرح مکہ میں جاکر طواف بکثرت کرنا چاہئے اور عبادات کو بھی کرنا چاہئے، مگر طواف سب سے زیادہ، اسی طرح رمضان میں قرآن (خطبات حکیم الامت ج ۱۶ ص ۱۲۱، وعظ روح القیام)

اور سخاوت کرنا بہت مبارک عمل ہے۔ ؎۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الصَّوْمِ أَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ فَقَالَ شَعْبَانُ لِتَعْظِيمِ رَمَضَانَ قِيلَ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ صَدَقَةٌ فِي رَمَضَانَ (ترمذی) ؎۲

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ رمضان کے بعد کون سا روزہ افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ شعبان کا روزہ؛ رمضان کی تعظیم کی وجہ سے، پھر سوال کیا گیا؛ کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

؎۱ وَفِي هَذَا الْحَدِيث فَوَائِد مِنْهَا بَيَان عِظَم جُوده صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَمِنْهَا اِسْتِحْبَاب إِكْثَار الْجُود فِي رَمَضَان . وَمِنْهَا زِيَادَة الْجُود وَالْخَيْر عِنْد مُلَاقَاة الصَّالِحِينَ وَعَقِب فِرَاقهمْ لِلتَّأَثُّرِ بِلِقَائِهِمْ . وَمِنْهَا اِسْتِحْبَاب مُدَارَسَة الْقُرْآن (شرح النووی علیٰ مسلم ،ج۱۵ ص ۶۹،کتاب الفضائل، باب جوده صلی الله علیه وسلم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ أَطْلَقَ كُلَّ أَسِيرٍ، وَأَعْطىٰ كُلَّ سَائِلٍ (شعب الایمان للبیهقی، رقم الحدیث ۳۳۵۷، کتاب الصیام، باب فضائل شهر رمضان؛ کشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحدیث ۹۶۸،بَابٌ :فِعْلُ الْخَيْرِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، الکامل لابنِ عدی، ج۴ ص ۳۴۳؛ فضائل الاوقات للبیهقی، رقم الحدیث ۷۰، اخبارِ اصبهان عن عائشة وابنِ عباس رقم الحدیث ۴۰۴)

مگر اس حدیث کی سند پر محدثین نے غیر معمولی کلام کیا ہے۔

قَالَ الْبَزَّارُ :لا نَعْلَمُ رَوَاهُ هَكَذَا إِلا الْهُذَلِيُّ، وَلَمْ يَكُنْ حَافِظًا، وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. وقال الهیثمی: رَوَاهُ الْبَزَّارُ ، وَفِيهِ أَبُو بَكْرٍ الْهُذَلِيُّ ، وَهُوَ ضَعِيفٌ .قُلْتُ :وَتَأْتِي أَحَادِيثُ فِيمَنْ يَتَصَدَّقُ وَهُوَ صَائِمٌ ، أَوْ يَعُودُ مَرِيضًا ، أَوْ يَشْهَدُ جِنَازَةً إِنْ شَاءَ اللّٰهُ (مجمع الزوائد ج۳ص ۱۵۰)

قال ابن طاهر المقدسی:رواه أبوبکر الهذلی :عن الزهری ، عن عبید الله بن عبد الله ، عن ابن عباس .وهذا عن الزهری لایعرف إلا من روایة أبی بکر الهذلی هذا ، وهو متروک الحدیث(ذخیرة الحفاظ ، تحت رقم الحدیث ۱۵۶۰)

؎۲ رقم الحدیث ۶۶۳،ابواب الزکاة، باب ماجاء فی فضل الصدقة، واللفظ لهٗ؛ بیهقی فی شعب الایمان، رقم الحدیث ۳۳۵۸، و ۳۵۳۹، کتاب الصیام، باب فضائل شهر رمضان؛ مسند البزار، رقم الحدیث ۶۸۹۰.

قال الترمذی:هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَصَدَقَةُ بْنُ مُوسَى لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِذَاكَ الْقَوِيِّ (ترمذی، حواله بالا)

کہ رمضان میں صدقہ کرنا (ترمذی)

حضرت راشد بن سعد رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنْبَسِطُوْا فِي النَّفَقَةِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَإِنَّ النَّفَقَةَ فِيْهِ كَالنَّفَقَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (فضائل رمضان لأبن أبى الدنيا) [1]

ترجمہ: رمضان کے مہینے میں (اپنے اور بیوی بچوں وغیرہ کے) نان ونفقہ کے متعلق وسعت سے کام لو، اس لئے کہ اس میں نان ونفقہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا (ابنِ ابی الدنیا)

نان ونفقہ میں فراخی اور وسعت بھی رمضان میں سخاوت کا حصہ ہے، اور صدقہ خیرات میں اپنے ضرورت منداہل وعیال مقدم ہیں، اس لئے یہ مضمون بھی اسی سخاوت کے اصول کے تحت داخل ہے۔

پس رزقِ حلال سے اپنے محلے میں غریبوں، دوستوں اور عزیز واقارب میں جونادار، بیماراور غریب ہوں، اوراسی طرح اپنے اہل وعیال پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہئے۔

بعض لوگ حرام کما کراس کو سخاوت کا ذریعہ بناتے ہیں، بلکہ نعوذ باللہ تعالیٰ رمضان کی برکت سمجھتے ہیں، یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔

رمضان کے مبارک مہینہ ہونے، اوراس مہینہ میں عبادت کے انتہائی فضیلت کا باعث ہونے کی وجہ سے اس مہینہ میں عمرہ کرنے کی بھی بڑی فضیلت ہے۔

حضرت امِ معقل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۲۴، الناشر :دار السلف، الرياض -السعودية.
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ :سَمِعْتُ مَشْيَخَتَنَا، يَقُولُونَ ": إِذَا حَضَرَ شَهْرُ رَمَضَانَ، فَقَدْ حَضَرَ مُطَهِّرٌ، وَيَقُولُونَ :انْبَسِطُوا بِالنَّفَقَةِ فِيهِ، فَإِنَّهَا تُضَاعَفُ كَالنَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَيَقُولُونَ :التَّسْبِيحَةُ فِيهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ تَسْبِيحَةٍ فِي غَيْرِهِ (فضائل رمضان، لابن أبى الدنيا، رقم الحديث ۲۵، الناشر :دار السلف، الرياض -السعودية)

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً (ترمذی) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر (فضیلت رکھتا) ہے (ترمذی)

اس قسم کے مضمون کی اور روایات بھی ہیں۔ [۲]

عمرہ کے حج کے برابر ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس عمرہ سے فرض حج ادا ہو جائے گا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ عمرہ کے ساتھ رمضانُ المبارک کی فضیلت شامل ہو جانے کی وجہ سے حج کے ثواب کے برابر ہو جاتا ہے۔ [۳]

ملحوظ رہے کہ کسی بھی عمل کی جو فضیلت ہوتی ہے، وہ اس کی ذات کے اعتبار سے اور اس عمل کو

---

[۱] رقم الحديث ۹۳۹، ابواب الحج، باب ماجاء في عمرة رمضان.

قال الترمذی: وَفِي البَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ، وَوَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ " :وَيُقَالُ: هَرِمُ بْنُ خَنْبَشٍ "، قَالَ :بَيَانٌ، وَجَابِرٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ وَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ، وقَالَ دَاوُدُ الأَوْدِيُّ :عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ هَرِمِ بْنِ خَنْبَشٍ، وَوَهْبٌ أَصَحُّ، وَحَدِيثُ أُمِّ مَعْقِلٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ، وقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ :قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً ، قَالَ إِسْحَاقُ :مَعْنَى هَذَا الحَدِيثِ مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ " :مَنْ قَرَأَ :قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَقَدْ قَرَأَ ثُلُثَ القُرْآنِ (ترمذی)

[۲] أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، قَالَ :سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُنَا قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ :إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فِيهِ، فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً (نسائی، رقم الحديث ۲۱۱۰)

عَنْ وَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ، تَعْدِلُ حَجَّةً (ابنِ ماجه، رقم الحديث ۲۹۹۱، واللفظ لهٗ؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۵۹۹)

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ، تَعْدِلُ حَجَّةً (ابنِ ماجه، رقم الحديث ۲۹۹۵)

[۳] فالحاصل أنه أعلمها أن العمرة فی رمضان تعدل الحجة فی الثواب لا أنها تقوم مقامها فی إسقاط الفرض للإجماع علی أن الاعتمار لا يجزء عن حج الفرض (فتح الباری لابن حجر، ج۳، ص۶۰۴، تحت رقم الحديث ۱۷۸۲، قوله باب عمرة فی رمضان)

اخلاص کے ساتھ اورٹھیک انجام دینے کی صورت میں ہوتی ہے، وہ فضیلت نہ تو دوسرے عمل کے تقابل کے اعتبار سے ہوتی اور نہ ہی اس عمل کو بغیر اخلاص اور غلط طریقہ پر کرنے کی صورت میں ہوتی، یہی معاملہ رمضان میں عمرے کا بھی ہے۔

جب غریب اور مستحق لوگ تعاون کے زیادہ محتاج ہوں (جیسا کہ آجکل اکثر جگہ ایسا ہے) تو اِن غریبوں کا تعاون کرنا اس رقم کو بار بار کے نفلی حج وعمرے میں خرچ کرنے سے افضل ہوتا ہے۔ [1]

ماہِ رمضان اصلاحی کورس اور اس کے معمولات

گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ رمضان کا مہینہ انتہائی عظیم مہینہ ہے، تو اس کی قدر کرنی چاہیے، سال کے گیارہ مہینے انسان اپنی مادی مصروفیات میں اتنا منہمک رہتا ہے کہ وہی مصروفیات اس کی توجہ کا مرکز بن کر رہ جاتی ہیں اور اس کے دل پر روحانی اعمال سے غفلت کے پردے پڑنے لگتے ہیں۔

عام دنوں کا حال یہ ہے کہ چوبیس گھنٹے کی مصروفیات میں خالص عبادتوں کا حصہ عموماً بہت کم ہوتا ہے اور اس طرح انسان اپنے روحانی سفر میں جسمانی سفر کی بنسبت پیچھے رہ جاتا ہے۔

رمضان کا مہینہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ ایک مسلمان اس مبارک مہینے میں جسمانی غذا کی مقدار کم کرکے روحانی غذا میں اضافہ کردے اور اپنے جسمانی سفر کی رفتار ذرا دھیمی کرکے روحانی سفر کی رفتار کو بڑھادے، اور تیز کردے۔

رمضان صرف سحری اور افطاری کا نام نہیں بلکہ یہ ایک تربیتی نصاب اور کورس ہے جس سے ہر سال مسلمانوں کو گزارا جاتا ہے۔

اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق و مالک کے ساتھ مضبوط ہو، اسے ہر معاملے

[1] ہم نے اس مسئلہ کی تفصیل اپنے الگ مضمون میں بیان کردی ہے، جو ماہ ذیقعدہ اور حج کے فضائل میں شاملِ اشاعت ہے۔ محمد رضوان۔

میں اللہ سے رجوع کرنے کی عادت پڑے، اور وہ ریاضت اور مجاہدہ کے ذریعے اپنے بُرے اخلاق کو کچلے اور اعلیٰ اوصاف واخلاق کو اپنے اندر پیدا کرے، اس کے اندر نیکیوں کا شوق اور گناہوں سے پرہیز کا جذبہ بیدار ہو، اس کے دل میں اللہ کا خوف اور آخرت کی فکر کی شمع روشن ہو، جو اسے رات کی تاریکی اور جنگل کے ویرانے میں بھی غلط کاریوں سے محفوظ رکھے۔

اسی کا نام ''تقویٰ'' ہے اور قرآنِ کریم نے اسی کو روزوں کا اصل مقصد قرار دیا ہے۔

رمضانُ المبارک کا مہینہ نفس کی ریاضت اور باطن کے تزکیہ وصفائی کا مہینہ ہے، یہ طاعت وعبادت کا خوگر بنانے اور دل ونفس کو چمکا دینے کا ''تربیتی نظام'' ہے۔

اس مبارک مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی گھٹائیں برستی ہیں، ہدایت ومغفرت کے فیصلے ہوتے ہیں، اور گناہوں کا میل چُھٹتا ہے۔

اس مبارک مہینے کی خصوصیت یہ ہے کہ عبادت وبندگی کا راستہ آسان ہوجاتا ہے اور گناہوں و نافرمانیوں سے قدم رُکنے لگتے ہیں، اجروثواب کے خزانے لُٹتے ہیں۔

روزے کے ثواب کو تو ہر طرح کے پیمانے سے بالاتر قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ:

ابنِ آدم کے ہر نیک عمل کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک کردیا جاتا ہے سوائے روزے کے، اس کے بارے میں اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ یہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (مسلم) [1]

اور اعتکاف بھی اس مبارک مہینے کا بہت پُرکیف عمل ہے کہ رب کا بندہ مسجد میں ڈیرے ڈال کر اس کی چوکھٹ تھام کر بیٹھ جاتا ہے کہ یہاں سے کچھ لے کر ہی جاؤں گا۔

---

[1] عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ، الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَة ضِعْفٍ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ :إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِی وَأَنَا أَجْزِی بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِی ""لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ :فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ " (مسلم، رقم الحدیث ۱۱۵۱، باب فضل الصیام، واللفظ لہٗ؛ ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ۳۸۲۳؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۹۷۱۴؛)

اس مہینے میں تراویح کی نماز ایک خاص تحفہ ہے، جس پر بخشش کا وعدہ ہے، اور لیلۃُ القدر کی فضیلت کا تو کیا ہی ٹھکانہ۔

یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کے شب وروز اور اس کی مقدس گھڑیاں دعا کی قبولیت کے لئے خاص اہمیت رکھتی ہیں۔

گویا کہ رمضانُ المبارک کا مہینہ "مَجمَعُ النُّوْر" ہے۔

اسی وجہ سے صوفیائے کرام کے نزدیک یہ مہینہ تزکیۂ نفس اور اصلاح کے لئے بے حد مفید ثابت ہوا ہے۔

کیونکہ اس مہینہ میں جسمانی مجاہدے کے چاروں ارکان یعنی "کم کھانا پینا، کم سونا، کم ملنا جلنا، کم بولنا چالنا" پر بآسانی عمل ہوسکتا ہے۔

رمضانُ المبارک کا مہینہ بہت ہی خیر وبرکت کا مہینہ ہے، اور آخرت کی کمائی کا بہت بڑا موسم اور سیزن ہے، جیسا کہ ہر چیز کا ایک موسم اور سیزن ہوتا ہے، جس میں اس چیز کی خوب کمائی ہوتی ہے۔

مثلاً سردی کے زمانے میں گرم کپڑوں اور رمضان میں پکوڑوں، سموسوں والوں کی خوب آمدنی اور بکری ہوتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت کی کمائی کے لئے مختلف مواقع فراہم ہوتے رہتے ہیں، ان میں سے ایک اہم اور عظیم موقع بلکہ عظیم نعمت رمضانُ المبارک کا مہینہ ہے اور (جیسا کہ پہلے گزرا کہ) دراصل یہ پورے سال کے لئے ایک تربیتی نصاب اور کورس کی سی اہمیت رکھتا ہے، لہٰذا اس مبارک مہینہ کی کوئی ساعت اور کوئی لمحہ ضائع نہیں جانا چاہئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو رمضان کے آنے سے پہلے ہی اس کا شوق وذوق اور انتظار رہتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو شعبان کے مہینہ میں ہی کثرت سے روزے رکھنا شروع فرمادیا کرتے تھے تاکہ رمضان کا استقبال زیادہ سے زیادہ بہتر طریقہ پر ہوسکے۔

لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ زندگی کے قیمتی لمحات کو غنیمت سمجھتے ہوئے رمضانُ المبارک کے لئے پہلے سے تیاریاں شروع کردیں۔

اس سلسلہ میں چند اصولی ہدایات پر اپنے اپنے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عمل کیجئے:

(۱)...... رمضانُ المبارک شروع ہونے سے پہلے ہی اس کے استقبال اور طلب کے لئے دل سے آمادہ ہوجایئے اور ذوق وشوق کے ساتھ اس کے انتظار میں لگ جایئے، اور رمضانُ المبارک کے احکام کا علم حاصل کرنے اور پہلے سے حاصل شدہ علم میں تازگی پیدا کرنے کے لئے پھر سے مطالعہ اور زبانی معلومات کا اہتمام کیجئے۔

(۲)...... رمضانُ المبارک شروع ہونے سے پہلے ہی اس نعمت کے حاصل ہونے اور اس کی صحیح قدر وقیمت بجالانے کی اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیجئے۔

(۳)...... اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کیجئے۔

(۴)...... دنیاوی مشاغل اور مصروفیات کو کم کرنے کی کوشش کیجئے تاکہ رمضان کے موسم اور سیزن میں زیادہ سے زیادہ وقت نیک اعمال میں لگا کر آخرت کی زیادہ سے زیادہ کمائی کی جاسکے۔

(۵)...... رمضانُ المبارک کا بابرکت مہینہ شروع ہونے کے لئے انتیس شعبان ہی کی شام کو رمضان کا چاند دیکھنے کا اہتمام وکوشش کیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ رمضانُ المبارک کا چاند نظر بھی آجائے اور آپ کو خبر ہی نہ ہو اور اس طرح غافل لوگوں میں شمار نہ ہوجائیں۔

(۶)...... جب رمضانُ المبارک کا چاند نظر آجائے یا چاند نظر آنے کا فیصلہ ہوجائے تو سمجھ لیجئے کہ رمضانُ المبارک کا بابرکت مہینہ شروع ہوگیا ہے اور انتظار کی گھڑیاں ختم ہوچکی ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے اور اس مہینہ کی قدر کرنے کی توفیق حاصل ہونے اور اس مہینے کو سلامتی وعافیت کے ساتھ حاصل کرنے کی رب تعالیٰ کے حضور دعا کیجئے۔

(۷)...... رمضان کے آغاز پر دوسرے مسلمانوں کو مبارک باد دینا درست ہے، بشرطیکہ

اسے ضروری نہ سمجھا جائے۔ [1]

مندرجہ ذیل معمولات کو رمضان المبارک میں ذرا اہتمام سے شروع کردیجئے۔

(۱)...... سچے دل سے گناہوں سے توبہ واستغفار کرتے رہیے۔

(۲)...... روزہ رکھنے اور تراویح پڑھنے کا اہتمام کیجئے اور بلا عذر ناغہ نہ کیجئے۔

(۳)...... رمضانُ المبارک اور خاص کر روزے میں ہر قسم کے گناہوں سے آنکھ، کان، ناک، دل، دماغ اور دوسرے اعضاء کو بچا کر رکھئے۔

(۴)...... عورتوں کو وقت کی پابندی اور مردوں کو باجماعت نماز کا اہتمام کرتے رہنا چاہیئے۔

(۵)...... فرض اور سنت نمازوں کے علاوہ اشراق، چاشت، اوابین، صلوٰۃ التسبیح، تحیۃُ المسجد، تحیۃُ الوضوء اور تہجد کے نوافل کا حسبِ سہولت واستطاعت اہتمام کرنا چاہیئے۔

(۶)...... نیک صحبت کا اہتمام، بُری صحبت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

(۷)...... جس قدر ہوسکے قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیئے۔

(۸)...... اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کی خیر اور بھلائی کی دعائیں مانگتے رہیے، خاص کر جنت کا سوال اور جہنَّم سے پناہ مانگتے رہیے۔ تمام مسلمانوں کی فتح ونصرت اور ظلم وستم سے نجات کی دعاء کیجئے۔

---

[1] التهنئة بشهر رمضان: "اخرج الاصبهانی فی الترغیب عن سلمان الفارسی قال خطب رسول اللهﷺ صلی الله علیه وسلم فی آخر یوم من شعبان فقال "ایهاالناس انه قد اظلكم شهر عظیم شهر مبارک فیه لیلة خیر من الف شهر" الحدیث. هذاالحدیث اصل فی التهنئة بشهر رمضان (الحاوی للفتاویٰ ج ا ص ۹۳، کتاب الصلاة، باب العید، وصول الامانی باصول التهانی)

(عن أبی هریرة قال: قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم " -أتاكم ") أی جاء كم "رمضان " أی زمانه أو أیامه "شهر مبارک "بدل أو بیان، والتقدیر هو شهر مبارک، وظاهره الإخبار أی كثر خیره الحسی والمعنوی، كما هو مشاهد فیه، ویحتمل أن یكون دعاء أی جعله الله مباركا علینا وعلیكم، وهو أصل فی التهنئة المتعارفة فی أول الشهور بالمباركة، ویؤید الأول قوله -صلی الله علیه وسلم " :-اللهم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان "، إذ فیه إیماء إلی أن رمضان من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۹)...... فوت شدہ حضرات کے لئے سنت کے مطابق ایصالِ ثواب اور مغفرت کی دعاء کیجئے۔

(۱۰)...... چلتے پھرتے مختلف اذکار مثلاً ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اور ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ'' کا ورد کیجیے اور درود شریف بھی پڑھتے رہیے۔

(۱۱)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سنت پر عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔

(۱۲)...... حسبِ قدرت صدقہ وخیرات میں حصہ شامل کیجئے۔

(۱۳)...... رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔

(۱۴)...... ممکن ہو اور کوئی عذر نہ ہو تو آخری عشرہ میں اعتکاف کی بھی کوشش کیجئے۔

(۱۵)...... رمضان کے قیمتی لمحات اور اوقات کو فضول کاموں اور فضول باتوں سے محفوظ رکھنے کا بہت اہتمام کرنا چاہئے۔

آج کل بہت سے لوگ رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ کی قیمتی گھڑیاں اِدھر اُدھر گھومنے پھرنے، بے جا خرید وفروخت میں خرچ کر دیتے ہیں، جو کہ بہت نقصان کی بات ہے، اس قسم کی حرکات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھئے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أصلـه مبـارک فلا يحتاج إلى الدعاء ، فإنه تحصيل الحاصل، لكن قد يقال :لا مانع من قبول زيادة البركة "فـرض الله عليكم صيامه "أى بالكتاب والسنة وإجماع الأمة " (مرقاة،ج۴ص۱۳۶۵، تحت رقم الحديث ۱۹۶۲، كتاب الصوم، الفصل الثالث)

رمضان کے چاند کے فضائل واحکام

چاند کی تاریخ کو زندہ اور باقی رکھنا سب مسلمانوں پر فرضِ کفایہ ہے، کیونکہ (مہینے اور سال کے سلسلے میں) شرعی احکام کا دارومدار چاند کے حساب پر ہے۔

چنانچہ رمضانُ المبارک کی ابتداء وانتہاء بھی چاند سے ہوتی ہے جس میں روزے کی فرضیت، اعتکاف اور لیلۃُ القدر جیسے احکام کی تفصیل داخل ہے۔

اسی طرح عیدُ الفطر، عیدُ الاضحیٰ اور اس طرح کے دوسرے اسلامی احکام بھی چاند کی تاریخوں سے وابستہ ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۹)

ترجمہ: لوگ آپ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ وہ لوگوں کے لئے اوقات (کے پہچاننے) اور حج (کے وقت کے جاننے) کا ذریعہ ہے (سورہ بقرہ)

یعنی چاند کے ذریعے تاریخوں اور مہینوں کا حساب معلوم ہوتا ہے، جس پر معاملات اور عبادات، بطورِ خاص حج وغیرہ کی بنیاد ہے۔ [1]

اسی مضمون کو سورہ یونس کی آیت میں اس عنوان سے بیان فرمایا گیا ہے کہ:

---

[1] ان كان السؤال عن الحكمة فى اختلاف حال القمر وتبدل امره فقد طابق الجواب السؤال حيث امر الله سبحانه بان يجيب بان الحكمة الظاهرة فى ذلک ان يكون معالم للناس يوقتون بها أمورهم ومعالم للعبادات الموقتة كالحج والصوم وغير ذلک يعرف بها أوقاتها -وان كان السؤال عن علة تبدل احوال القمر وهو الظاهر فهو جواب على اسلوب الحكيم تنبيها بان اللائق بحال السائل ان يسئل بالفائدة دون العلة إذ لا فائدة فى ذلک السؤال إذ حينئذ يلزمه الاشتغال بما لا يعنيه وهذا يدل على ان الاشتغال بالعلوم الغريبة كالهيئة والنجوم وغير ذلک مما ليس فيه فائدة دينية معتدة بها لا يجوز والمواقيت جمع ميقات اسم فمعز الدولة من الوقت والمراد به ما يعرف به اوقات الحج والصوم وآجال الديون وانقضاء العدة وغير ذلک (التفسير المظهرى، ج ا، ص ٢١٠، سورة البقرة، تحت رقم الآية ١٨٩؛ الناشر :مكتبة الرشدية -الباكستان)

وَقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ (سورہ یونس، آیت ۵)

ترجمہ: اور (اللہ تعالیٰ نے) چاند کی منزلوں کو مقرر فرمادیا تاکہ تم سالوں کے عدد اور حساب کو جان سکو (سورہ یونس)

اسی وجہ سے چاند کے دیکھنے کو بھی عبادت قرار دیا گیا ہے کیونکہ چاند کی تاریخوں کی حفاظت چاند دیکھنے سے ہی ہوسکتی ہے۔ ۱

نیا چاند دیکھنے کے وقت کی احادیث میں مستقل دعائیں بھی موجود ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أُحْصُوْا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ (ترمذی) ۲

ترجمہ: تم رمضان (کے حساب) کی وجہ سے شعبان کے چاند (اور اس کی تاریخوں) کے حساب کو خوب اچھی طرح محفوظ رکھو (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ رمضان کی خاطر شعبان کا چاند دیکھنے اور اس کی تاریخیں یاد رکھنے کی خاص فکر اور خاص اہتمام کیا جائے اور جب شعبان کا چاند دیکھ کر اس مہینے کے انتیس دن ہوجائیں تو رمضان کا چاند دیکھنے کی پوری کوشش کی جائے۔ ۳

---

۱ وقدره منازل والضمير لكل واحد اى قدر مسير كل واحد منهما منازل -او قدر كل واحد منهما ذا منازل -او للقمر وتخصيصه بالذكر لمعائنة منازله واناطة احكام الشرع من الصوم والزكوة والحج به -ولذلک عللـه بقوله لتعلموا عدد السنين يعد الأشهر المنوطة بسير القمر والحساب اى حساب الأوقات من الأشهر والأيام فى معاملاتكم وتصرفاتكم (التفسير المظهرى، ج ١، ص ٢١٠، سورة يونس، تحت رقم الآية٥؛ الناشر :مكتبة الرشدية -الباكستان)

۲ رقم الحديث ٦٨٧،ابواب الصوم، باب ما جاء فى إحصاء هلال شعبان لرمضان، واللفظ لهٗ؛ سنن دارقطنى، رقم الحديث ٢١٧٤؛ السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ٧٩٤٠؛ مستدرک حاكم، رقم الحديث ١٥٤٨.

قال الحاكم: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

۳ (وعنه) أى عن أبى هريرة (قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-أحصوا ") بفتح الهمزة أمر من الإحصاء ، وهو فى الأصل العد بالحصا أى عدوا "هلال شعبان "أى أيامه " لرمضان "أى لأجل رمضان أو للمحافظة على صوم رمضان، وقال ابن الملک :أى لتعلموا دخول

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اگر کوئی بھی کوشش نہ کرے گا تو سب گنہگار رہوں گے۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَالَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهٖ ثُمَّ يَصُوْمُ لِرُؤْيَةِ رَمَضَانَ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّثَلٰثِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ صَامَ (ابوداؤد) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان (کے چاند اور اس مہینے کی تاریخوں) کو جتنے اہتمام سے محفوظ رکھتے تھے، اتنے اہتمام سے کسی دوسرے مہینے (کی تاریخوں) کو محفوظ نہیں رکھتے تھے، پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزے رکھتے تھے اور اگر (انتیس شعبان کو) چاند دکھائی نہ دیتا تو (شعبان کے) تیس دن پورے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رمضان، قال الطيبى :الإحصاء المبالغة فى العد بأنواع الجهد، ولذلك كنى به عن الطاقة فى قوله - صلى الله عليه وسلم " :-استقيموا ولن تحصوا "اهـ، ويمكن أن يقال :معناه ولن تعدوا استقامتكم شيئا معتدا به لأن المدار على فضل الله -تعالى، قال ابن حجر :أى اجتهدوا فى إحصائه وضبطه بأن تتحروا مطالعه وتتراء وا منازله لأجل أن تكونوا على بصيرة فى إدراك هلال رمضان على حقيقته حتى لا يفوتكم منه شىء (مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۳۷۷ ،باب رؤية الهلال)

(أحصوا) بضم الهمزة (قوله أحصوا بضم الهمزة :هو خطأ والصواب بفتح الهمزة لأنه من الاحصاء أه) عدوا واضبطوا والاحصاء أبلغ من العد فى الضبط لما فيه من إعمال الجهد فى العد (هلال شعبان لرمضان) أى لأجل صيامه والهلال ما يرفع الصوت عند رؤيته فغلب على الشهر الذى هو الهلال ذكره الحرانى وفى القاموس الهلال غرة القمر أو لليلتين أو لسبع والمراد أحصوا هلاله حتى تكملوا العدة إن غم عليكم أو تراؤوا هلال شعبان وأحصوه ليترتب عليه رمضان بالاستكمال أو الرؤية فإن قيل حديث العدد لا يقع فيه اضطراب فالأخذ به أولى ورد بالمنع وإن سلم فحديث الرؤية مثله بل أولى وقد قال أحصوا إلى آخره لأن فيه إظهار الشعار دونه(فيض القديرج ۱ ص۱۹۳ ،حرف الهمزة)

[1] (وَيَجِبُ أَنْ يَلْتَمِسَ النَّاسُ الْهِلَالَ فِي التَّاسِعِ وَالْعِشْرِينَ مِنْ شَعْبَانَ وَقْتَ الْغُرُوبِ) وَهُوَ الْمَأْثُورُ عَنْهُ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -وَعَنِ السَّلَفِ.(الاختيار لتعليل المختار ،ج ۱ ص۱۲۸ ، كتاب الصوم)

[2] رقم الحديث ۲۳۲۵ ،كتاب الصوم، باب اذا اغمى الشهر، واللفظ لهٗ؛ مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۱۶۱ صحيح ابن حبان رقم الحديث ۳۴۴۴.

فى حاشية مسند احمد:إسناده صحيح على شرط مسلم

کر کے پھر (رمضان کے) روزے رکھتے تھے (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اہتمام کی وجہ سے شعبان کا چاند دیکھنے اور اس کی تاریخیں یادرکھنے کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو (یعنی عید مناؤ) پھر اگر (انتیس رمضان کو) چاند نظر نہ آئے تو تم تیس دن روزہ رکھو (مسلم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّهْرُ يَكُوْنُ تِسْعَةٌ وَّعِشْرِيْنَ وَيَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ (سنن نسائی، رقم الحديث ۲۱۳۸، کتاب الصيام)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور تیس دن کا بھی، پس جب تم (رمضان کا) چاند دیکھو تو (رمضان کے) روزے رکھو، اور جب تم (شوال کے مہینے کا) چاند دیکھو تو افطار کرو (یعنی عید الفطر مناؤ اور رمضان کے روزوں کی پابندی کو ختم سمجھو) اور اگر تم کو چاند دکھائی نہ دے،

---

[1] عن عائشة -رضي الله عنها -قالت : كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يتحفظ من شعبان) أي يتكلف في عد أيام شعبان لمحافظة صوم رمضان (ما لا يتحفظ من غيره) لعدم تعلق أمر شرعي بغيره إلا شهر الحج، وهو نادر لا يحتاج إليه كل أحد في كل سنة، مع أن ضبطه قد يبتنى على ضبطه (ثم يصوم لرؤية رمضان، فإن غم عليه) أي شعبان (عد ثلاثين يوما ثم صام) (مرقاة، كتاب الصوم، باب رؤية الهلال، الفصل الثالث)

[2] رقم الحديث ۱۰۸۱ "۱۷" كتاب الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال.

تو (تیس دنوں کی) تعداد پوری کرو (نسائی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا تُقَدِّمُوْا الشَّھْرَ حَتّٰی تَرَوُا الْھِلَالَ، أَوْ تُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ، ثُمَّ صُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُا الْھِلَالَ، أَوْ تُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مہینے کو جلدی شروع نہ کرو (مثلاً رمضان کا روزہ نہ رکھو) جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو، یا (تیس دنوں کی) تعداد پوری نہ کرلو، اس کے بعد (یعنی چاند دیکھ کر یا تیس دن پورے کر کے رمضان کے) روزے رکھو (پھر روزے اس وقت تک رکھتے رہو) جب تک تم (شوال کا) چاند نہ دیکھ لو، یا (تیس دنوں کی) تعداد پوری نہ کرلو (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَحْصُوْا ھِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ وَلَا تَخْلِطُوْا بِرَمَضَانَ إِلَّا أَنْ یُّوَافِقَ ذٰلِکَ صِیَامًا کَانَ یَصُوْمُہٗ أَحَدُکُمْ وَصُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ فَإِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَإِنَّھَا لَیْسَتْ تُغْمٰی عَلَیْکُمُ الْعِدَّۃُ (سنن دارقطنی) [2]

---

[1] رقم الحدیث ۲۳۲۶، کتاب الصوم، باب اذا اغمی الشھر.

[2] رقم الحدیث ۲۱۷۴، کتاب الصیام، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت.

قال الألبانی فی "السلسلة الصحيحة ۲/۱۰۳ : أخرجه الدارقطنی (ص ۲۳۰) و الحاكم (۱/۴۲۵) و عنهما البيهقی (۴/۲۰۶) و البغوی فی "شرح السنة " (۲/۱۸۲/۲-۱) من طريق أبی معاوية عن محمد بن عمرو عن أبی سلمة عن أبی هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكره .و قال الحاكم " :صحيح على شرط مسلم . "و وافقه الذهبی .و أقول :إنما هو حسن فقط للخلاف فی محمد بن عمرو و لأن مسلما لم يحتج به و إنما روى له متابعة .ثم إن الحديث بهذا التمام للدارقطنی وحده و ليس عند البغوی قوله " :و صوموا لرؤيته " ...الخ .و عند الحاكم الفقرة الأولى منه فقط .و كذلك أخرجه الترمذی (۱/۱۳۳) و أعله بقوله " :لا نعرفه مثل هذا إلا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم شعبان کے چاند کو رمضان کے لیے محفوظ کرو (تاکہ رمضان کی ابتداء میں دشواری اور گڑبڑ نہ ہو) اور تم (شعبان کے آخر میں روزہ رکھ کر) رمضان کے ساتھ خلط ملط نہ کرو، مگر یہ کہ یہ دن کسی کے اُس روزے کے موافق ہوجائے کہ تم میں سے کوئی اُس دن کا (نفلی) روزہ رکھتا تھا، اور تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو (یعنی رمضان کو شروع کرو) اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑو (یعنی شوال کو شروع کرو) پھر اگر تم پر موسم اَبرآلود ہوجائے (جس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے) تو تم پر تعداد غائب نہیں ہوتی (یعنی تم کو تیس دن پورے کرنا مشکل نہیں) (دارقطنی)

شعبان کے آخر میں اور رمضان شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنا منع ہے، تاکہ رمضان کے مہینے پر زیادتی اور اسلامی تقویم میں خرابی اور باطل مذاہب کے ساتھ تشبہ لازم نہ آئے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ احکام کی مقدار یا کیفیت میں زیادتی وغلو سے کام لیا تھا، جس کا نتیجہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کے احکام میں تحریف کی شکل میں ظاہر ہوا۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

من حديث أبى معاوية و الصحيح ما روى عن محمد بن عمرو عن أبى سلمة عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال " :لا تقدموا شهر رمضان بيوم أو يومين . " و هكذا روى عن يحيى بن أبى كثير عن أبى سلمة عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم نحو حديث محمد بن عمرو الليثى . " قلت :لما لم يقع للترمذى من الحديث إلا طرفه الأول كما أشرنا قام فى نفسه أن أبا معاوية وهم فيه فقال " :احصوا هلال شعبان لرمضان "مكان قوله " :لا تقدموا " ...الخ .و لذلک حكم عليه بالوهم و لست أرى ذلک لأن رواية الدارقطنى قد جمعت بين الفقرتين غاية ما فى الأمر أنه وقع فيها "و لا تخلطوا برمضان "بدل قوله "لا تقدموا شهر رمضان بيوم أو يومين "و لا يخفى أن المعنى واحد ، لاسيما و لفظه عند البغوى " :و لا تصلوا رمضان بشىء إلا أن يوافق ... "الخ . و كأنه لما ذكرنا سكت البيهقى عن الحديث فلم يعله بشىء .على أنى قد وجدت لأبى معاوية متابعا أخرجه الضياء المقدسى فى "المنتقى من مسموعاته بمرو "(ق۷/۹۷)من طريق يحيى بن راشد حدثنا محمد بن عمرو به .و يحيى بن راشد هو المازنى البراء و هو ضعيف يصلح للاعتبار و الاستشهاد ، فثبت أن الحديث حسن .و الله أعلم(السلسلة الصحيحة الكاملة، تحت حديث رقم ۵۶۵)

البتہ اگر کسی کا مخصوص دِنوں (مثلاً پیر، جمعرات وغیرہ) میں نفل روزے رکھنے کا معمول ہو، اور یہ دن (مثلاً پیر، جمعرات وغیرہ) اتفاق سے انتیس یا تیس شعبان کو واقع ہو رہا ہو، تو اُس کو اپنے اس معمول کے مطابق ان دِنوں میں نفلی روزہ رکھنے میں حرج نہیں، بشرطیکہ اس کو رمضان کا روزہ نہ سمجھا جائے، بلکہ معمول والا نفلی روزہ سمجھا جائے، اور اس کے روزہ رکھنے سے کسی دوسرے کے لئے رمضان کا روزہ ہونے کی غلط فہمی بھی پیدا نہ ہو۔ [1]

قرآنی آیات اور احادیث کے بعد اب چاند سے متعلق چند ضروری مسائل ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ نمبر ۱...... احادیث سے معلوم ہوا کہ مہینے کے اگر انتیس دن پورے ہونے کے بعد چاند دکھائی نہ دے تو پھر تیس دن پورے کیے جائیں۔

مسئلہ نمبر ۲...... قمری یعنی چاند والے مہینے کے شروع اور ختم ہونے کا معیار فلکیات وغیرہ کے حساب پر نہیں بلکہ رؤیت پر ہے، جبکہ وہ معتبر اور صحیح ہو اور رؤیت یا تو انتیس دن کے بعد ہوتی ہے یا پھر تیس دن مکمل ہونے پر شرعاً معتبر سمجھی جاتی ہے، اس لئے شرعاً مہینے کے ثبوت کے لئے اصل اعتماد رؤیتِ ہلال پر ہوگا، البتہ فلکی حسابات اور فلکی رصد گاہوں سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے، تاکہ احادیثِ نبوی پر بھی عمل ہو، اور سائنسی حقائق کی بھی رعایت ہو سکے (جدہ فقہ اکیڈمی کی قراردادیں اور سفارشات، صفحہ ۴۹، اسلامی فقہ اکیڈمی، جدہ، سعودی عرب) [2]

---

[1] قال الترمذی: وَفِی البَابِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .رَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ هَذَا .حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، "وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ :كَرِهُوا أَنْ يَتَعَجَّلَ الرَّجُلُ بِصِيَامٍ قَبْلَ دُخُولِ شَهْرِ رَمَضَانَ لِمَعْنَى رَمَضَانَ، وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يَصُومُ صَوْمًا فَوَافَقَ صِيَامُهُ ذَلِكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ عِنْدَهُمْ.

[2] رابطہ عالمِ اسلامی کی المجمع الفقہ الاسلامی نے ۱۹ تا ۲۱ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ، بمطابق 11 تا 13 فروری 2012ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد عالمی کانفرنس میں غور و فکر کے بعد اس سلسلہ میں جو قرارداد منظور کی، اس کی شق نمبر ۱، ۳، ۴، ۸، ۱۰ درجِ ذیل ہے:

(۱)...... قمری مہینے کے آغاز اور اختتام کے ثبوت کے لئے اصل (معیار) چاند کو دیکھنا ہے، چاہے وہ نری آنکھ سے ہو، یا رصد گاہوں اور دیگر فلکی آلات کے ذریعہ ہو، اور اگر چاند نظر نہ آئے تو مہینہ کے تیس دن مکمل کئے جائیں گے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۳...... رمضان کے چاند کی طرح انتیس رمضان کو شوال کا چاند دیکھنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ ل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(۳)...... یہ ضروری ہے کہ گواہی دینے والے شخص میں گواہی کو قبول کرنے کی معتبر شرائط پائی جائیں، اوراس کے موانع اس میں نہ ہوں، نیز نگاہ کی تیزی کے بارے میں اطمینان کیا جائے، اوراس بات کا بھی اطمینان کیا جائے کہ چاند دیکھنے کے وقت رؤیت کی کیا کیفیت تھی، اوراس جیسی باتوں کا اطمینان کیا جائے، جس سے اس کی شہادت کے بارے میں شک کی گنجائش نہ رہے۔

(۴)...... فلکی حساب ایک مستقل علم ہے، جس کے اپنے اصول اور قواعد ہیں، جس کے بعض نتائج کی رعایت رکھنا مناسب ہے، جیسا کہ چانداور سورج کے اقتران کا وقت، چاند کا سورج کی ٹکیہ سے پہلے یا بعد میں غائب ہونا، اور یہ کہ چاند کی اونچائی اس کے سورج کے ساتھ اقتران ہونے کے بعد والی رات میں کتنی ہوگی؟؟

اسی وجہ سے چاند دیکھنے کی گواہی کو قبول کرنے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ چاند کا نظر آنا علمِ ہیئت کے مسلّم اور قطعی حقائق جو معتبر فلکی اداروں سے صادر ہوتے ہیں، ان کے مطابق ناممکن نہ ہو، مثلاً (چانداور سورج کے) ٹھیک اقتران کے وقت، یا غروبِ آفتاب سے پہلے چاند غروب ہونے کی صورت میں۔

(۸)...... لوگوں کے مصالح اور معاملات (میں آسانی) کی خاطر شریعت جدید علوم، جیسے ترقی یافتہ فلکی حساب اور فلکی رصد، سے استفادے کو منع نہیں کرتی، کیونکہ اسلام، سائنس اوراس کے حقائق سے معارض نہیں۔

(۱۰)...... مسلمان حکومتوں کواس بات کی ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ رؤیت کے وسائل اور چاند کی جستجو کے لئے کچھ اداروں کو مختص کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

(ماخوذ: ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی، جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ، اپریل 2012ء، بعنوان ''رؤیتِ ہلال پر رابطہ عالمِ اسلامی کی عالمی کانفرنس اوراس کے نتائج''، مضمون: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم)

اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قمری مہینے کا شروع ہونا چاند دیکھنے پر موقوف ہے، فلکیات کے فن سے اتنی مدد تو لی جاسکتی ہے کہ آج چاند ہونے کا امکان ہے یا نہیں، لیکن جب تک (حقیقی یا حکمی) رؤیت کے ذریعے چاند ہونے کا ثبوت نہ ہوجائے، محض فلکیات کے حساب سے چاند ہونے کا فیصلہ نہیں ہوسکتا، مختصر یہ کہ چاند ہونے میں رؤیت کا اعتبار ہے، فلکیات کے حساب کا اعتبار بغیر رؤیت کے نہیں (آپ کے مسائل اوران کا حل، جلد سوم، صفحہ ۲۶۱؛ مکتبہ: بینات، کراچی نمبر۵)

ل قوله" :يجب "الظاهر منه الافتراض لأنه يتوصل به إلى الفرض وكذا يجب التماس هلال شوال في غروب التاسع والعشرين من رمضان قوله" :التماس الهلال "أي طلب رؤيته (حاشية

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۴...... اگر کسی نے انتیس شعبان کو رمضان کا چاند دیکھ لیا، مگر اس کی گواہی قاضی یا مجوزہ رویتِ ہلال کمیٹی نے قبول نہیں کی تھی، اور اس نے اپنی رؤیت کی بناء پر اگلے دن یعنی تیس شعبان کو رمضان کا روزہ رکھ لیا، اور پھر تیس روزے پورے ہونے پر بھی رؤیت نہ ہوئی، تو یہ شخص اکتیسواں روزہ بھی رکھے گا، اور دوسروں کے ساتھ ہی عید کرے گا (کذا فی احسن الفتاوٰی، جلد۴، صفحہ ۴۲۸و۴۲۹) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح، صفحہ ۶۴۶، کتاب الصوم، فصل فیما یثبت به الهلال وفی صوم یوم الشک)

قال فی الهدایة :وینبغی للناس أن یلتمسوا الهلال فی الیوم التاسع والعشرین من شعبان أی یجب علیهم، وفیه تساهل، فإن الترائی إنما یجب لیلة الثلاثین لا فی الیوم الذی هو عشیته کذا فی الفتح قال فی الحواشی السعدیة :وفیه بحث فإنه یبدأ بالالتماس قبل الغروب اهـ. (منحة الخالق، جلد۲، صفحه ۲۸۴، کتاب الصوم، بما یثبت شهر رمضان)

رابطہ عالم اسلامی کی المجمع الفقہ الاسلامی نے ۱۹تا۲۱ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ، بمطابق 11 تا13 فروری 2012ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد عالمی کانفرنس میں غور وفکر کے بعد اس سلسلہ میں جو قرارداد منظور کی، اس کی شق نمبر۲ درج ذیل ہے:

سال کے ہر مہینہ میں چاند کی جستجو واجب علی الکفایہ ہے، کیونکہ اس عمل پر دیگر واجبات موقوف ہیں، اس بات کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور تقریر سے ہوتی ہے (ماخوذ: ماہنامہ "البلاغ" کراچی، صفحہ نمبر۳۴، جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ، اپریل 2012ء، بعنوان "رؤیتِ ہلال پر رابطہ عالمِ اسلامی کی عالمی کانفرنس اور اس کے نتائج"، مضمون: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم)

[1] (تَنْبِیهٌ) : لَوْ صَامَ رَائِی هِلَالِ رَمَضَانَ وَأَکْمَلَ الْعِدَّةَ لَمْ یُفْطِرْ إلَّا مَعَ الْإِمَامِ لِقَوْلِهِ -عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -صَوْمُکُمْ یَوْمَ تَصُومُونَ وَفِطْرُکُمْ یَوْمَ تُفْطِرُونَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُهُ وَالنَّاسُ لَمْ یُفْطِرُوا فِی مِثْلِ هَذَا الْیَوْمِ فَوَجَبَ أَنْ لَا یُفْطِرَ نَهْرٌ (قَوْلُهُ وُجُوبًا وَقِیلَ نَدْبًا) قَالَ فِی الْبَدَائِعِ الْمُحَقِّقُونَ قَالُوا :لَا رِوَایَةَ فِی وُجُوبِ الصَّوْمِ عَلَیْهِ، وَإِنَّمَا الرِّوَایَةُ أَنَّهُ یَصُومُ وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَی النَّدْبِ احْتِیَاطًا .اهـ.

قَالَ فِی التُّحْفَةِ :یَجِبُ عَلَیْهِ الصَّوْمُ .وَفِی الْمَبْسُوطِ عَلَیْهِ صَوْمُ ذَلِکَ الْیَوْمِ وَهُوَ ظَاهِرُ اسْتِدْلَالِهِمْ فِی هِلَالِ رَمَضَانَ بِقَوْلِهِ تَعَالَی (فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ)وَفِی الْعِیدِ بِالِاحْتِیَاطِ نَهْرٌ وَمَا فِی الْبَدَائِعِ مُخَالِفٌ لِمَا فِی أَکْثَرِ الْمُعْتَبَرَاتِ مِنْ التَّصْرِیحِ بِالْوُجُوبِ نُوحٌ.

قُلْت :وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْوُجُوبِ الْمُصْطَلَحُ لَا الْفَرْضُ؛ لِأَنَّ کَوْنَهُ مِنْ رَمَضَانَ لَیْسَ قَطْعِیًّا وَلِذَا سَاغَ الْقَوْلُ بِنَدْبِ صَوْمِهِ وَسَقَطَتْ الْکَفَّارَةُ بِفِطْرِهِ وَلَوْ کَانَ قَطْعِیًّا لَلَزِمَ النَّاسَ صَوْمُهُ .عَلَی أَنَّ الْحَسَنَ وَابْنَ سِیرِینَ وَعَطَاءً قَالُوا لَا یَصُومُ إلَّا مَعَ الْإِمَامِ کَمَا نَقَلَهُ فِی الْبَحْرِ فَافْهَمْ (ردالمحتار، ج۲، ص ۳۸۴، کتاب الصوم، سبب صوم رمضان)

مسئلہ نمبر۵...... اگر کسی نے انتیس رمضان کو عید کا چاند دیکھا لیکن اس کی گواہی کسی شرعی وجہ سے قبول نہیں کی گئی تو اس کو اگلے دن تیس رمضان کا روزہ رکھنا ضروری ہے (کذا فی احسن الفتاویٰ، جلد۴، صفحہ۴۲۸) [1]

مسئلہ نمبر۶ ...... رمضان اور عیدین کا معاملہ چونکہ ایک اجتماعی حیثیت رکھتا ہے جس میں انتظامی مضبوطی اور فیصلے کی بھی ضرورت ہے۔

لہٰذا شریعت نے مسلمان حاکم یا قاضی (یا اس کے مجوزہ فرد یا کمیٹی) کو چاند کی گواہی لینے کے بعد شرعی اصولوں کے مطابق فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے، پس جہاں اس کا انتظام ہو وہاں اس کے فیصلے کو ہی اجتماعی اعتبار سے معیار قرار دیا جائے گا (مگر یہ کہ وہ فیصلہ ہی شرعی اصولوں کے خلاف ہو، جس کی تحقیق اہلِ علم حضرات کا کام ہے)

آج کل پاکستان میں ''مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی'' کو یہ ذمہ داری سپرد کی گئی ہے (اور اہلِ علم حضرات کے فتوے کی رو سے عموماً اس کمیٹی کا فیصلہ شرعی اصولوں کے مطابق ہوتا ہے) پاکستان کی موجودہ مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی جو رمضان وعیدین اور دیگر قمری مہینوں کے چاند کے نظر آنے کا فیصلہ کرتی ہے، اس کی حیثیت قضاءِ قاضی کی ہے جو ملک کے باشندگان کے لئے حجتِ شرعیہ ہے، اس لئے اس کے برخلاف باشندگانِ ملک کا انفراداً یا کسی متوازی کمیٹی کے فیصلے کی بنیاد پر چاند کی رؤیت کا عمومی فیصلہ صادر کرنا بالخصوص عید کروا کر روزہ چھڑانا درست نہیں ہے۔ [2]

---

[1] (رَأَى) مُكَلَّفٌ (هِلَالَ رَمَضَانَ أَوْ الْفِطْرِ وَرُدَّ قَوْلُهُ) بِدَلِيلٍ شَرْعِيٍّ (صَامَ) مُطْلَقًا وُجُوبًا وَقِيلَ نَدْبًا (فَإِنْ أَفْطَرَ قَضَى فَقَطْ) فِيهِمَا لِشُبْهَةِ الرَّدِّ (الدر المختار مع شرحه ردالمحتار، ج۲، ص ۳۸۴، كتاب الصوم، سبب صوم رمضان)

[2] رابطہ عالمِ اسلامی کی المجمع الفقہ الاسلامی نے ۱۹ تا ۲۱ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ، بمطابق 11 تا 13 فروری 2012ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد عالمی کانفرنس میں غور وفکر کے بعد اس سلسلہ میں جو قرارداد منظور کی، اس کی شق نمبر۷ اور ۹ درجِ ذیل ہے:

(۷)......قمری مہینوں کے آغاز کا فیصلہ کرنا، جبکہ اس کے ساتھ عبادات کا تعلق ہو، ایک شرعی معاملہ ہے، چنانچہ اس کی ذمہ داری علمائے شریعت پر عائد ہوتی ہے، جنہیں بااختیار اداروں نے مقرر کیا ہو، یا ایسے لوگوں نے جو بااختیار اداروں کے حکم میں ہوں، اور ماہرینِ ہیئت اور فلکی اداروں کی ذمہ داری چاند کی ولادت، اس

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۷...... جو ممالک غیر مسلموں کے زیرِ تسلط ہیں، اور وہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، وہاں مسلمانوں کا کوئی معتبر ادارہ یا اہلِ علم حضرات کی مستند ومعتبر جماعت اگر چاند کی رؤیت کا شرعی اصولوں کے مطابق اعلان اور فیصلہ کرے، تو اُس پر عمل کرنا چاہئے، اور اگر اس طرح کا کوئی انتظام نہ ہو، اور چاند کی رؤیت کے بارے میں فیصلہ کرنے میں دشواری کا سامنا ہو، تو وہاں کے مسلمانوں کو قریب ترین مسلمانوں کے ملک کی رؤیت کے مطابق عمل

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

کے مقام اور کرۂ ارضیہ میں کسی بھی جگہ رؤیت کے حالات کے سلسلہ میں دقیق حساب اور دیگر معلومات فراہم کرنا ہے، جو کہ ان خاص شرعی اداروں کے لئے صحیح اور دقیق فیصلہ صادر کرنے میں معین ثابت ہو۔

(۹)...... جب کسی مہینے کا آغاز کسی شرعی ادارے کے ذریعے ثابت ہو جائے، اور اس پر مسلمان ملک کے سربراہ نے اعتماد کیا ہو، تو اس کے بارے میں بحث ومباحثہ میں پڑنا اور شکوک پیدا کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے، جس میں حاکم کے فیصلے سے اختلاف ختم ہو جاتا ہے (ماخوذ: ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی، صفحہ نمبر ۳۵، جمادی الاولی ۱۴۳۳ھ، اپریل 2012ء، بعنوان ''رؤیتِ ہلال پر رابطہ عالمِ اسلامی کی عالمی کانفرنس اور اس کے نتائج''، مضمون: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم)

اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۱)...... رؤیتِ ہلال کمیٹی اہلِ علم پر مشتمل ہے، یہ حضرات ثبوتِ رؤیت کے مسائل ہم سے تو بہر حال زیادہ ہی جانتے ہیں، اس لیے ہمیں ان پر اعتماد کرنا چاہیے (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد سوم، صفحہ ۲۵۶؛ مکتبہ: بینات، کراچی نمبر ۵)

(۲)...... جہاں تک مجھے معلوم ہے رؤیتِ ہلال کا فیصلہ شرعی قواعد کے مطابق ہوتا ہے، اور یہ پورے ملک کے لیے واجبُ العمل ہے، اور جب تک یہ کام لائق اعتماد ہاتھوں میں رہے اور وہ شرعی قواعد کے مطابق فیصلے کریں، ان کے اعلان کے مطابق عمل لازم ہے (ایضاً صفحہ ۲۵۷)

(۳)...... مردان وغیرہ علاقوں میں ایک دو دن پہلے رؤیت کیسے ہو جاتی ہے؟

یہ معمہ ہماری سمجھ میں بھی نہیں آیا؛ بہر حال جب ملک میں رؤیتِ ہلال کمیٹی مقرر ہے اور سرکاری طور پر مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کو چاند ہونے یا نہ ہونے کے فیصلے کا اختیار دیا گیا ہے، تو مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے فیصلے کے خلاف کسی عالم کا فیصلہ شرعاً حجتِ ملزمہ نہیں، اس لیے ان علاقوں کے لوگوں کا فرض ہے کہ مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے فیصلے کی پابندی کریں اور ان علاقوں میں چاند نظر آ جائے تو باضابطہ شہادت مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی یا اس کے نامزد کردہ نمائندہ کے سامنے پیش کر کے اس کے فیصلے کی پابندی کریں (ایضاً ۲۵۷)

تفصیلی دلائل کے لئے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ: ''پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت''

کر لینا درست ہے۔ ۱

مسئلہ نمبر ۸...... ایک شخص کا رمضان مثلاً سعودی عرب میں موجود ہوتے ہوئے شروع ہوا، اور رمضان کے درمیان وہ شخص مثلاً پاکستان یا ہندوستان میں آ گیا۔

اور سعودی عرب میں رمضان کا آغاز ایک یا دو دن پہلے ہو چکا تھا، تو اب یہاں پر آنے کے بعد وہ شخص یہاں والوں کے ساتھ روزے رکھے گا (خواہ اس کے روزے اکتیس ہو جائیں) اور فاضل روزے نفلی شمار ہوں گے۔

اگر کوئی اس کے برعکس رمضان میں سعودی عرب چلا گیا تو وہ وہاں کے اعتبار سے عید کرے گا اور باقی ماندہ روزہ کی بعد میں قضا بھی کرے گا (احسن الفتاویٰ، ج ۴ص ۴۳۳؛ فتاویٰ عثمانی، ج ۲ ص ۱۷۶، ۱۷۷، خیر الفتاوی ج ۴ص ۴۵؛ آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۳ص ۳۲۷)

چاند سے متعلق چند قابلِ اصلاح وقابلِ توجہ پہلو

(۱)...... آج کل بہت سے مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ چاند دیکھنے کا ذرا اہتمام نہیں کرتے بلکہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ چاند کا کونسا مہینہ چل رہا اور کونسا آنے والا ہے، بلکہ عیدین اور رمضان وغیرہ کی تعیین اور پہچان کے لئے بھی انگریزی وعیسوی تاریخوں اور مہینوں کو بنیاد بنایا جاتا ہے کہ رمضان فلاں عیسوی مہینہ کی فلاں تاریخ سے شروع ہو رہا ہے اور عید

---

۱ رابطہ عالمِ اسلامی کی المجمع الفقہ الاسلامی نے ۱۹ تا ۲۱ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ، بمطابق 11 تا 13 فروری 2012ء کو مکہ مکرمہ میں منعقد عالمی کانفرنس میں غور وفکر کے بعد اس سلسلہ میں جو قرارداد منظور کی، اس کی شق نمبر ۵، ۶ میں ہے کہ:

(۵)...... ایک ملک کی مسلم اقلیتوں کے لئے اس ملک کے بعض علاقوں میں چاند کو دیکھنا باقی علاقوں کے مسلمانوں کے لئے کافی ہوگا، تاکہ ان کا روزہ اور عید ایک ساتھ ہو۔

(۶)...... جن ممالک میں مسلم اقلیتیں مقیم ہیں، اور انہیں چاند نظر آنا کسی وجہ سے ممکن نہیں، تو وہ قریب ترین مسلمان ملک کی رؤیت پر عمل کریں، یا ایسے قریب ترین ملک کی رؤیت پر جہاں مسلمان آبادی ہو، اور جہاں رؤیت کا ثبوت اس مسلمان آبادی کے کسی نمائندہ ادارے، مثلاً مرکز اسلامی وغیرہ، کی طرف سے صادر ہوا ہو (ماخوذ: ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی، صفحہ نمبر ۳۵، جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ، اپریل 2012ء، بعنوان ''رؤیتِ ہلال پر رابطہ عالمِ اسلامی کی عالمی کانفرنس اور اس کے نتائج''، مضمون: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم)

عیسوی مہینہ کی فلاں تاریخ میں آرہی ہے وغیرہ وغیرہ۔ چاند کی تاریخوں اور مہینوں سے اتنی غفلت قابلِ افسوس بات ہے، جس کی اصلاح ہونی چاہئے۔

(۲)...... انتیس شعبان گزر کر جب تک چاند کا باضابطہ اعلان نہیں ہوجاتا اس وقت تک بہت سے لوگ غافل اور بے فکر رہتے ہیں بلکہ سمجھتے ہیں کہ روزہ شروع ہونے کے بعد رمضان کا آغاز ہوتا ہے۔

حالانکہ چاند نظر آتے ہی رمضان شروع ہوجاتا ہے، اسی طرح اگر چاند کا اعلان سورج غروب ہونے کے بعد کسی وجہ سے تاخیر سے ہوا ہو تو سورج غروب ہونے پر رمضان کی بابرکت گھڑیاں شروع ہوجاتی ہیں۔

لہٰذا انتیس شعبان کو غروب ہونے سے پہلے ہی رمضانُ المبارک کی تیاری کرلینی چاہئے۔

(۳)......بعض لوگ چاند نظر آنے (یا چاند کا اعلان ہونے پر) آتش بازی یا اسلحہ سے چاند کا اعلان یا خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ جبکہ یہ طریقہ شرعاً ثابت نہیں بلکہ ناپسندیدہ اور خطرناک گناہ ہے۔

(۴)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ جس دن رجب کے مہینے کی چوتھی تاریخ ہو اس دن رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔

مگر یاد رکھئے کہ شریعت میں اس بات کا کچھ اعتبار نہیں ہے اگر چاند نہ ہو تو روزہ نہ رکھنا چاہئے (بہشتی زیور حصہ سوم) [۱]

(۵)......بعض لوگ چاند دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ چاند بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے۔

یہ کہنا بُرا ہے؛ حدیث میں ایسا کہنے کو قیامت کی علامات ونشانیوں میں شمار کیا گیا ہے۔

---

[۱] (قَوْلُهُ :وَلَا عِبْرَةَ بِقَوْلِ الْمُؤَقِّتِيْنِ) أَیُ فِی وُجُوبِ الصَّوْمِ عَلَی النَّاسِ بَلُ فِی الْمِعْرَاجِ لَا يُعْتَبَرُ قَوْلُهُمْ بِالْإِجْمَاعِ، وَلَا يَجُوزُ لِلْمُنَجِّمِ أَنْ يَعْمَلَ بِحِسَابِ نَفْسِهِ، وَفِی النَّهْرِ فَلَا يَلْزَمُ بِقَوْلِ الْمُؤَقِّتِينَ أَنَّهُ أَیُ الْهِلَالَ يَكُونُ فِی السَّمَاءِ لَيْلَةَ كَذَا وَإِنْ كَانُوا عُدُولًا فِی الصَّحِيحِ كَمَا فِی الْإِيضَاحِ (ردالمحتار، ج ۲، ص ۳۸۷، کتاب الصوم، سبب صوم رمضان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ اِنْتِفَاخُ الْأَهِلَّةِ، حَتّٰى يُرَى الْهِلَالُ لِلَيْلَتِهِ، فَيُقَالُ: هُوَ لِلَيْلَتَيْنِ (المعجم الاوسط للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی چاند کا بڑا دِکھائی دینا ہے، یہاں تک کہ چاند اسی رات کا نظر آئے گا، مگر یہ کہا جائے گا کہ وہ دوراتوں کا ہے (طبرانی)

(۶)...... چاند دیکھتے وقت اس کی طرف اشارہ کرنا مناسب نہیں۔ [2]

(۷)...... بعض لوگ رمضان کے مہینہ کے انتیس یا تیس دن کا ہونے کے بارے میں مختلف نظریات وخیالات رکھتے ہیں، اوراس سلسلے میں مختلف بحثوں اور تبصروں میں مبتلا پائے گئے ہیں۔

چنانچہ بعض لوگ اس بے جا کوشش اور جستجو میں رہتے ہیں کہ کسی طرح رمضان کا مہینہ انتیس دن کا ہوجائے، اوراس کے لئے دعائیں بھی کرتے ہیں، اور مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ رمضان اور روزہ کی پابندیاں ختم ہوجائیں، حالانکہ رمضان اور روزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

---

[1] رقم الحديث ۶۸۶۴، دارالحرمين، القاهرة، واللفظ لهٗ، المعجم الصغير للطبرانی، رقم الحديث ۸۷۷، مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحديث ۳۳۵۶.

قال الالبانی: الحديث صحيح عندی على كل حال، فإن له شواهد تقويه (السلسلة الصحيحة للالبانی، تحت حديث رقم ۲۲۹۲)

[2] (فَرْعٌ) إذَا رَأَوْا الْهِلَالَ يُكْرَهُ أَنْ يُشِيرُوا إلَيْهِ لِأَنَّهُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ كَمَا فِي السِّرَاجِيَّةِ وَكَرَاهَةِ الْبَزَّازِيَّةِ (الدر المختار مع شرحه رد المحتار، ج۲ص ۳۹۴، كتاب الصوم، سبب صوم رمضان)

(قَوْلُهُ: يُكْرَهُ) ظَاهِرُهُ وَلَوْ بِقَصْدِ دَلَالَةِ مَنْ لَمْ يَرَهُ وَظَاهِرُ الْعِلَّةِ أَنَّ الْكَرَاهَةَ تَنْزِيهِيَّةٌ ط وَاَللَّهُ أَعْلَمُ (ردالمحتار، ج۲ص ۳۹۴، كتاب الصوم، سبب صوم رمضان)

وفى الفتاوى الظهيرية وتكره الإشارة عند رؤية الهلال تحرزا عن التشبه بأهل الجاهلية (البحر الرائق، ج۲ص ۲۸۴، كتاب الصوم، بما يثبت شهر رمضان)

وَتُكْرَهُ الْإِشَارَةُ إلَى الْهِلَالِ عِنْدَ رُؤْيَتِهِ، لِأَنَّهُ فِعْلُ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ (فتح القدير للكمال ابن الهمام، ج۲ ص ۳۱۳، كتاب الصوم، فصل فی رؤية الهلال)

ایک عظیم نعمت اور دولت ہے اس کے گزر جانے پر خوشی کے بجائے حسرت ہونی چاہیے، نہ یہ کہ اس نعمت کے ہوتے ہوئے بھی اس کی قدر کرنے کے بجائے اس سے جان چرانے کی کوشش ہو۔

بعض لوگ انتیس یا تیس دن کا مہینہ ہونے کو قسمت کے اعتبار سے بھاری یا آسان یعنی اچھا یا بُرا خیال کرتے ہیں، یہ منگھڑت عقیدہ ہے اور اس سے توبہ کرنا ضروری ہے۔

اور بعض لوگ اس کے برعکس ایسے ہیں کہ وہ رمضان کا مہینہ تیس دن کا ہونے کو زیادہ ثواب سمجھتے ہیں، اور اگر رمضان کا مہینہ انتیس دن کا ہو جائے تو پھر خیال کرتے ہیں کہ رمضان کے پورے مہینہ کے ثواب سے محروم رہ گئے، اور اگر تیس دن کا ہوتا تو پورے مہینہ کا ثواب حاصل ہوتا۔

حالانکہ یہ سمجھ غلط ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: شَهْرَانِ لاَ يَنْقُصَانِ، شَهْرَا عِيْدٍ، رَمَضَانُ، وَذُو الْحَجَّةِ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو مہینے عید کے کم نہیں ہوتے، ایک مہینہ رمضان کا، دوسرا ذوالحجہ کا (بخاری)

اس حدیث کی تشریح میں محدثین نے ایک مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہ دونوں مہینے اگرچہ تیس دن کے بجائے انتیس دن کے ہو جائیں تب بھی ثواب میں کمی نہیں ہوتی چنانچہ رمضان کے پورے مہینہ کا ثواب ملتا ہے اور ذوالحجہ کے فضائل میں بھی کمی نہیں کی جاتی۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۹۱۲، كتاب الصوم، باب شهرا عيد لا ينقصان.

[2] قوله :(شهران) مبتدأ، ولا ينقصان خبره .قوله :(شهرا عيد) ، كلام إضافي خبر مبتدأ محذوف، يعني :هما شهرا عيد، ويجوز أن يكون ارتفاعه على البدلية .قوله :(رمضان) ، مرفوع لأنه خبر مبتدأ محذوف تقديره :أحدهما رمضان، ومنع الصرف للتعريف والألف والنون، وقد مر الكلام فيه مستوفى .قوله :(وذو الحجة) ، كذلك خبر مبتدأ محذوف أي :والآخر ذو الحجة. وقال ابن الجوزي :فإن قيل :كيف سمى شهر رمضان شهر عيد، وإنما العيد في شوال؟ فقد أجاب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نیا چاند دیکھنے کی دعائیں

مہینہ کا نیا چاند نظر آنے کا وقت دعاء کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند دیکھنے کے وقت کئی دعائیں منقول ہیں۔

ان میں سے کوئی دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے، اگر عربی میں نہ ہوسکے تو اردو میں ان کا ترجمہ پڑھ لے، یا کوئی اور اسی قسم کی دعاء کرلے۔

نیا چاند دیکھنے کی چند مسنون ومستحب دعائیں ترجمہ سمیت ملاحظہ فرمائیں:

(۱)......اَللّٰھُمَّ اَھِلَّهُ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْإِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰهُ.

ترجمہ: یا اللہ! اس چاند کو ہم پر برکت، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ ظاہر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عنه الأثرم بجوابين :أحدهما :أنه قد يرى هلال شوال بعد الزوال من آخر يوم رمضان .والثانى :لما قرب العيد من الصوم أضافته العرب إليه بما قرب منه .قلت :فى بعض ألفاظ الحديث التصريح بأن العيد فى رمضان، رواه أحمد فى (مسنده) قال :حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة، قال :سمعت خالدا الحذاء يحدث عن عبد الرحمن بن أبى بكرة عن أبيه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: (شهران لا ينقصان فى كل واحد منهما عيد :رمضان وذو الحجة) ، وهذا إسناده صحيح.

وقد اختلف الناس فى تأويل هذا الحديث على أقوال، فقال بعضهم :معناه :أنهما لا يكونان ناقصين فى الحكم وإن وجدا ناقصين فى عدد الحساب، وقال بعضهم :معناه :أنهما لا يكادان يوجدان فى سنة واحدة مجتمعين فى النقصان، إن كان أحدهما تسعا وعشرين كان الآخر ثلاثين، على الكمال. وقال بعضهم :إنما أراد بهذا تفضيل العمل فى العشر من ذى الحجة، فإنه لا ينقص فى الأجر والثواب عن شهر رمضان، وقال ابن حبان :لهذا الخبر معنيان :أحدهما أن شهرى عيد لا ينقصان فى الحقيقة، وإن نقصا عندنا فى رأى العين عند الحائل بيننا وبين رؤية الهلال بقترة، أو ضباب، والمعنى الثانى :أن شهرى عيد لا ينقصان فى الفضائل، يريد أن عشر ذى الحجة على الفضل كشهر رمضان، وقال الطحاوى :معناه :لا ينقصان، وإن كانا تسعا وعشرين يوما، فهما كاملان، لأن فى أحدهما الصيام، وفى الآخر الحج، وأحكام ذلك كله كاملة غير ناقصة .وعن المازرى :معناه لا ينقصان فى عام واحد بعينه، وعن الخطابى قيل :لا ينقص أجر ذى الحجة عن أجر رمضان لفضل العمل فى العشر (عمدة القارى، ج ۱۰ ص ۲۸۵، كتاب الصوم، باب شهرا عيد لا ينقصان)

فرمایئے، اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے (مسند احمد) ۱؎

(۲)......اَللّٰھُمَّ أَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِیْمَانِ، وَالسَّلَامَۃِ وَالْإِسْلَامِ، وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی، رَبُّنَا وَرَبُّکَ اللّٰہُ.

ترجمہ: یا اللہ! اس چاند کو ہم پر امن اور ایمان، اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ جسے آپ پسند کرتے ہیں، اور آپ راضی ہوتے ہیں، ظاہر فرمایئے (اے چاند) ہمارا اور آپ کا رب اللہ ہی ہے (صحیح ابنِ حبان) ۲؎

(۳)......اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا الشَّھْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ الْقَدْرِ وَمِنْ سُوْٓءِ الْحَشْرِ.

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اللہ کے علاوہ کوئی طاقت اور قدرت نہیں ہے، اے اللہ میں آپ سے اس مہینہ کی خیر اور بھلائی کو چاہتا ہوں اور تقدیر کے شر سے اور قیامت کے دن کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں (مسند احمد) ۳؎

۱؎ رقم الحدیث ۱۳۹۷، واللفظ لہٗ؛ الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث ۹۰۳؛ مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۶۶۱؛ المنتخب من مسند عبد بن حمید، رقم الحدیث ۱۰۳.
فی حاشیۃ مسند احمد: حسن لشواھدہ.

۲؎ رقم الحدیث ۸۸۸، ج۳ص ۱۷۱، باب الادعیۃ، عن ابنِ عمر، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت.
قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح لغیرہ (حاشیۃ صحیح ابنِ حبان)

۳؎ رقم الحدیث ۲۲۷۹۱، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، واللفظ لہٗ، مصنف ابنِ ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۹۸۲۰، السنۃ لابنِ ابی عاصم رقم الحدیث ۳۸۷. عن عبادۃ بن الصامت.
وھذا إسناد رجالہ کلھم ثقات رجال الشیخین ؛ غیر تابعیہ ؛ فإنہ لم یسم ، فھو مجھول ، غیر أن الراوی عنہ ذکر أنہ غیر متھم عندہ ، واللہ أعلم (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ للالبانی، تحت رقم الحدیث ۳۵۰۲)

(۴)...... هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ هٰذَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ هٰذَا الشَّهْرِ وَخَیْرِ الْقَدْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهٖ.

ترجمہ: یہ خیر اور ہدایت کا چاند ہے، اے اللہ! بے شک میں تجھ سے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! بے شک میں تجھ سے اس مہینے اور تقدیر کی خیر کا سوال کرتا ہوں، اور تقدیر کے شر سے پناہ چاہتا ہوں (المعجم الکبیر للطبرانی) [۱]

یہ آخری دعا تین مرتبہ پڑھ لے تو بہتر ہے۔

---

[۱] عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ :هَلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ ثُمَّ قَالَ :اللهُمَّ إِنِّى أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذَا ثَلَاثًا اللهُمَّ إِنِّى أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذَا الشَّهْرِ، وَخَيْرِ الْقَدَرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ ، ثَلَاثَةَ مَرَّاتٍ(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۴۴۰۹، عن رافع بن خديج.مكتبة ابنِ تيمية، القاهرة.
رَوَاهُ الطَّبَرَانِىُّ ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ (مَجْمَعُ الزَّوَائِدِ ج۱۰ ص ۱۳۹ ،باب ما يقول إذا رأى الهلال)

روزہ کے فضائل واحکام

روزے کئی قسم کے ہیں، بعض فرض ہیں جیسے رمضان کا روزہ، بعض واجب ہیں جیسے نذر ومنت کا روزہ، بعض سنت ہیں جیسے عرفہ کا روزہ، اور بعض مستحب ہیں جیسے مہینے کے تین روزے، اور بعض نفل ہیں جیسے عام دِنوں کے روزے، اور بعض مکروہ وممنوع ہیں جیسے ایامِ تشریق اور عیدین کے دِنوں کے روزے۔ [۱]

رمضان کے مہینہ کے روزوں کا درجہ دوسرے سب روزوں سے زیادہ ہے، اس مہینے کے روزے فرض ہیں، اور روزہ اس مبارک مہینہ کی اہم عبادت ہے، اس لئے اب روزہ کے فضائل واحکام کو ذکر کیا جاتا ہے۔

روزہ کے لفظی وشرعی معنیٰ

روزہ کو عربی میں ''صوم'' کہتے ہیں اور صوم کے لفظی معنیٰ رُکنے اور بچنے کے ہیں اور شریعت کی زبان میں عبادت کی نیت سے طلوعِ فجر سے لے کر سورج غروب ہونے تک کھانے، پینے اور جنسی شہوت پوری کرنے سے رکنے اور بچے رہنے کا نام صوم (روزہ) ہے۔ [۲]

---

[۱] وأقسامه :فرض، وواجب، ومسنون، ومندوب، ونفل، ومكروه تنزيها وتحريما .فالأول رمضان، وقضاؤه، والكفارات للظهار والقتل واليمين، وجزاء الصيد، وفدية الأذى فى الإحرام لثبوت هذه بالقاطع سندا ومتنا والإجماع عليها .والواجب :المنذور والمسنون عاشوراء مع التاسع، والمندوب :صوم ثلاثة من كل شهر ويندب فيها كونها الأيام البيض، وكل صوم ثبت بالسنة طلبه والوعد عليه كصوم داود -عليه الصلاة والسلام -ونحوه.والنفل :ما سوى ذلك مما لم تثبت كراهته .والمكروه تنزيها :عاشوراء مفردا عن التاسع ونحو يوم المهرجان .وتحريما :أيام التشريق والعيدين(فتح القدير، ج۲، ص۳۰۳، كتاب الصوم)

[۲] الصوم فى اللغة :مطلق الإمساك...... وفى الشرع :عبارة عن إمساك مخصوص، وهو الإمساك عن المفطرات الثلاث بصفة مخصوصة، وهو قصد التقرب من شخص مخصوص وهو المسلم، بصفة مخصوصة وهى الطهارة عن الحيض والنفاس فى زمان مخصوص، وهو بياض النهار من طلوع الفجر الثانى إلى غروب الشمس (الاختيار لتعليل المختار، ج۱، ص۱۲۵، كتاب الصوم)

لہٰذا اگر طلوعِ فجر کے فوراً بعد قصداً وعمداً کچھ کھایا پیا، یا سورج غروب ہونے سے ایک منٹ پہلے بھی قصداً وعمداً کچھ کھا، پی لیا تو روزہ نہیں ہوا۔ [1]

اسی طرح اگر ان تمام چیزوں سے پرہیز تو پورے دن احتیاط سے رکھا مگر نیت دل میں روزہ کی نہیں تھی تو بھی روزہ نہیں ہوا۔ [2]

روزہ کی اہمیت وفضیلت

روزہ ان عبادات میں سے ہے جن کو اسلام کے ستون اور شعائر (نشانیاں) قرار دیا گیا ہے۔

توحید ورسالت کے بعد نماز، زکاۃ، روزہ اور حج اسلام کے ارکان کہلاتے ہیں۔

رمضان کا روزہ بدنی عبادت اور فرضِ عین احکام میں سے ہے اور دین کا ایک بڑا رکن ہے، اور شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کے بڑے مضبوط قوانین میں سے ہے، روزہ کی فرضیت قطعی، پختہ اور یقینی دلیل سے ثابت ہے۔

اور روزہ کے فرض ہونے پر قرآن مجید، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اجماعِ امت اور کئی دیگر

---

[1] (قوله :وهو اليوم) أى اليوم الشرعى من طلوع الفجر إلى الغروب، وهل المراد أول زمان الطلوع أو انتشار الضوء ؟ فيه خلاف كالخلاف فى الصلاة والأول أحوط والثانى أوسع كما قال الحلوانى كما فى المحيط، والمراد بالغروب زمان غيبوبة جرم الشمس بحيث تظهر الظلمة فى جهة الشرق قال -صلى الله عليه وسلم -إذا أقبل الليل من هنا فقد أفطر الصائم أى إذا وجدت الظلمة حسا فى جهة المشرق فقد ظهر وقت الفطر أو صار مفطرا فى الحكم؛ لأن الليل ظرفا للصوم وإنما أدى بصورة الخبر ترغيبا فى تعجيل الإفطار كما فى فتح البارى قهستانى (ردالمحتار، ج۲، ص ۳۷۱، كتاب الصوم)

[2] الصوم لغة الامساك والكف عن الشیٔ قال صام عن الكلام اى امسك عنه قال تعالى اخبارا عن مريم انى نذرت للرحمن صوما (مريم ۱۹/ ۲۶) اى صمتاوامساكا عن الكلام وقال العرب صام النهار اذا وقف سيرالشمس وسط النهار عندالظهيرة.وشرعا هوالامساك نهاراً عن المفطرات بنية من اهله من طلوع الفجر الى غروب الشمس (الفقه الاسلامى وادلتهٗ ج ۳ ص ۱۶۱۶)

ولا يخفى أن الصوم الذى هو الإمساك عن المفطرات نهارا بنيته (ردالمحتار، ج۲، ص ۳۷۱، كتاب الصوم)

عقلی دلائل موجود ہیں، رمضان کے روزے رکھنا ہر مسلمان مرد وعورت، عاقل، بالغ پر فرض عین ہے، جس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے اور بغیر شرعی عذر کے چھوڑنے والا سخت گنہگار اور فاسق ہے۔ [۱]

بعض اہلِ علم حضرات کے بقول رمضان کے روزے ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئے۔ [۲]

فقہائے احناف کی تحقیق کے مطابق رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشوراء (یعنی دس محرم) کا روزہ فرض تھا، پھر رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم آنے کے بعد عاشوراء کے روزے کی فرضیت کا حکم ختم ہوگیا۔ [۳]

---

[۱] وهو فريضة محكمة يكفر جاحدها ويفسق تاركها .ثبتت فرضيته بالكتاب وهو قوله تعالى :(فمن شهد منكم الشهر فليصمه)وقوله تعالى :(كتب عليكم الصيام)وبالسنة وهو ما مر من الحديث فى كتاب الصلاة، وقوله -عليه الصلاة والسلام :-صوموا شهركم وعليه إجماع الأمة (الاختيار لتعليل المختار، ج ١، ص ١٢٥، كتاب الصوم)

فَمَذْهَبُ الْحَنَفِيَّةِ أَنَّ تَارِكَ الصَّوْمِ كَتَارِكِ الصَّلَاةِ، إذَا كَانَ عَمْدًا كَسَلًا، فَإِنَّهُ يُحْبَسُ حَتَّى يَصُومَ، وَقِيلَ :يُضْرَبُ فِي حَبْسِهِ، وَلَا يُقْتَلُ إلَّا إذَا جَحَدَ الصَّوْمَ أَوِ الصَّلَاةَ، أَوِ اسْتَخَفَّ بِأَحَدِهِمَا (الموسوعة الفقهية الكويتية، الآثار المترتبة على الإفطار، خامسا : العقوبة)

[۲] فصل فى فريضة شهر رمضان سنة ثنتين قبل وقعة بدر، قال ابن جرير: وفى هذه السنة فرض صيام شهر رمضان (البداية والنهاية، ج٣، ص ٣١١، كتاب المغازى، الناشر :دار إحياء التراث العربى)

وفرض صوم رمضان لعشر شعبان بسنة ونصف بعد الهجرة. كما ذكر ابن جرير فى "تاريخه" وابن كثير فى "البداية والنهاية" (٣. ٢٥۴) و (٣. ٣۴٧). وفى السنة الثانية وقع تحويل القبلة قبل الصيام، وفيها زكاة الفطر ونصب الصدقات، كما يقوله ابن كثير وغيره، وكان قبله صيام البيض وعاشوراء فرضاً فنسخ فرضيتها بصوم رمضان (معارف السنن، ج۵، صفحه ٣٢٣، ابواب الصوم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم)

[۳] عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَاءَ قَبْلَ اَنْ يُّفْرَضَ رَمَضَانُ وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيْهِ الْكَعْبَةُ فَلَمَّا فَرَضَ اللّٰهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ شَآءَ اَنْ يَّصُوْمَهٗ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَآءَ اَنْ يَّتْرُكَهٗ فَلْيَتْرُكْهُ (بخارى، رقم الحديث ١٥٩٢، كتاب الحج،باب قول الله تعالى جعل الله الكعبة البيت الحرام قياما للناس الخ، واللفظ لهٗ، مسلم رقم الحديث ٢٦٩٦، مسند احمد رقم الحديث ٢٦٠٦٨، سنن دارمى رقم الحديث ١٨١٧)

جس کی طرف کئی احادیث میں اشارہ پایا جاتا ہے۔ ؎

؎ الظاهر أن هذا كان لأجل فرضية صوم يوم عاشوراء ، ولهذا جاء في رواية أبي داود، رضى الله تعالى عنه، والنسائي، رحمه الله تعالى :(فأتموا بقية يومكم واقضوه) . فهذا صريح في دلالته على الفرضية، لأن القضاء لا يكون إلا في الواجبات.
ومنها :ما رواه عبد الله بن أحمد في (زياداته على المسند) من حديث علي، رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصوم عاشوراء ويأمر بصيامه، ورواه البزار أيضا .ومنها :ما رواه ابن ماجه من حديث محمد بن صيفي، قال :(قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم عاشوراء :منكم أحد طعم اليوم؟ قلنا :منا من طعم ومنا من لم يطعم .قال :أتموا بقية يومكم، من كان طعم ومن لم يطعم، فأرسلوا إلى أهل العروض فليتموا بقية يومهم) . قال :يعني بأهل العروض حول المدينة .ومنها :حديث سلمة بن الأكوع، على ما يجيء .ومنها :حديث ابن عباس على ما يجيء .ومنها :حديث الربيع بنت معوذ على ما يجيء .ومنها :ما رواه أحمد والبزار والطبراني من حديث عبد الله بن الزبير .قال، وهو على المنبر :(هذا يوم عاشوراء فصوموه، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بصومه) . ومنها :ما رواه البزار من حديث عائشة بلفظ :(أن النبي صلى الله عليه وسلم أمر بصيام عاشوراء يوم العاشر) ، ورجاله رجال الصحيح .ومنها :ما رواه الطبراني في الأوسط أن أبا موسى قال يوم عاشوراء :(صوموا هذا اليوم فإن النبي صلى الله عليه وسلم أمرنا بصومه .ومنها :ما رواه الطبراني أيضا في (الأوسط) من رواية سعيد بن المسيب أنه سمع معاوية على المنبر يوم عاشوراء يقول :(سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمر بصيام هذا اليوم) .
ومنها :ما رواه أحمد من حديث أبي هريرة، قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم صائما يوم عاشوراء ، فقال لأصحابه :(من كان أصبح صائما فليتم صومه، ومن أكل من غداء أهله فليتم بقية يومه) . ومنها :ما رواه أحمد أيضا والطبراني من حديث جابر، رضي الله تعالى عنه، قال :(أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بيوم عاشوراء أن نصومه) . ومنها :ما رواه الطبراني أيضا في (الأوسط) من حديث أبي سعيد :أن النبي صلى الله عليه وسلم ذكر يوم عاشوراء فعظم منه، قم قال لمن حوله :(من كان لم يطعم منكم فليصم يومه هذا، ومن كان قد طعم منكم فليصم بقية يومه) ، ورجاله ثقات .ومنها :ما رواه الطبراني أيضا من حديث عبادة بن الصامت بلفظ :(بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم أسماء بن عبد الله يوم عاشوراء ، فقال :إئت قومك، فمن أدركت منهم لم يأكل فليصم، ومن طعم فليصم) . ومنها :ما رواه الطبراني أيضا من حديث خباب بن الأرت :(أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوم عاشوراء :أيها الناس (من كان منكم أكل فلا يأكل بقية يومه، ومن نوى منكم الصوم فليصمه) . ومنها :ما رواه الطبراني أيضا من حديث معبد القرشي أنه قال لرجل أتاه بقديد :(أطعمت اليوم شيئا؟ قال :إني شربت ماء) قال :فلا تطعم شيئا حتى تغرب الشمس، وأمر من وراءك أن يصوموا هذا اليوم) ، ورجاله ثقات .ومنها :ما رواه البزار والطبراني من حديث مجزأة بن زاهر عن أبيه بلفظ :(سمعت منادي رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم عاشوراء وهو يقول :من كان صائما اليوم فليتم صومه، ومن لم يكن صائما فليتم ما بقي، وليصم) ورجال البزار ثقات .ومنها :ما رواه أحمد والبزار والطبراني من حديث عبد الله بن بدر من رواية ابنه بعجة :أن أباه أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

روزہ کی فرضیت کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۳ پ ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو فرض کیے گئے تم پر روزے جیسے فرض کیے گئے تھے، ان پر جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم متقی ہو جاؤ (سورہ بقرہ)

روزے کی فرضیت کا حکم مسلمانوں کو ایک خاص مثال سے دیا گیا ہے، روزہ کے حکم کے ساتھ یہ بھی ذکر فرمایا کہ یہ روزے کی فرضیت کچھ تمہارے ساتھ خاص نہیں، پچھلی اُمتوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے، اس سے روزے کی خاص اہمیت بھی معلوم ہوئی، اور مسلمانوں کی دلجوئی کا بھی انتظام کیا گیا کہ روزہ اگرچہ مشقّت کی چیز ہے، مگر یہ مشقّت تم سے پہلے بھی لوگ اٹھاتے آئے ہیں۔

طبعی بات ہے کہ جب مشقّت میں بہت سے لوگ مبتلا ہوں تو وہ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے۔

قرآنِ کریم کے الفاظ " الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ "یعنی" تم سے پہلے لوگوں پر" عام ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک کی تمام شریعتوں اور امتوں کو شامل ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح نماز کی عبادت سے کوئی شریعت اور کوئی امت خالی نہیں رہی اسی طرح روزہ بھی ہر شریعت میں فرض رہا ہے۔

اور جن حضرات نے یہ فرمایا کہ "مِنْ قَبْلِکُمْ" سے اس جگہ نصاریٰ مراد ہیں وہ بطور ایک مثال کے ہے، اس سے دوسری امتوں کی نفی نہیں ہوتی۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال لهم يوما :(هذا يوم عاشوراء فصوموه) الحديث .ومنها :حديث رزينة، وقد ذكرناه فيما مضى (عمدة القارى، ج ۱۱، ص ۱۱۹، ص ۱۲۰، كتاب الصوم، باب صيام يوم عاشوراء)

[1] كَما كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أى الأنبياء والأمم من لدن آدم عليه الصلاة والسلام إلى يومنا كما هو ظاهر عموم الموصول، وعن ابن عباس ومجاهد رضى الله تعالى عنهما اتهم أهل الكتاب، وعن الحسن والسدى والشعبى أنهم النصارى، وفيه تأكيد للحكم وترغيب فيه وتطييب لأنفس المخاطبين فيه، فإن الأمور الشاقة إذا عمت طابت (تفسير الآلوسى، تحت سورة البقرة،تحت آيت ۱۸۳ من سورة البقرة)

آیت میں صرف اتنا بتلایا گیا ہے کہ روزے جس طرح مسلمانوں پر فرض کئے گئے پچھلی اُمتوں پر بھی فرض کئے گئے تھے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پچھلی اُمتوں کے روزے تمام حالات وصفات میں مسلمانوں ہی کے روزوں کے برابر ہوں، مثلاً روزوں کی تعداد، روزوں کے اوقات کی تعیین، اور یہ کہ کن دنوں میں رکھے جائیں، اور روزے میں کیا کیا پابندیاں ہوں، ان چیزوں میں اختلاف ہوسکتا ہے، چنانچہ واقعہ بھی ایسا ہی ہے، کہ تعداد میں بھی کمی بیشی ہوتی رہی، اور روزے کے دنوں اور اوقات اور بعض پابندیوں میں بھی فرق ہوتا رہا ہے۔ [1]

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے، ایک اس حقیقت کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ (یعنی عبادت اور بندگی کے لائق) نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں دوسرے نماز قائم کرنا، تیسرے زکاۃ ادا کرنا، چوتھے حج کرنا، پانچویں

---

[1] یا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ ای فرض عَلَیْکُمُ الصِّیامُ والصوم فی اللغة الإمساک یقال صام النهار إذا اعتدل وقام قائم الظهیرة لان الشمس إذا بلغت کبد السماء یری کانها وقفت ساعة -وفی الشرع عبارة عن الإمساک عن الاکل والشرب والجماع مع النیة فی وقت مخصوص کما سیظهر فیما بعد کما کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ من الأنبیاء والأمم والظاهر ان التشبیه فی نفس الوجوب وذلک لا یقتضی المشابهة من کل جهة فی الکیفیة والوقت وغیر ذلک (التفسیر المظهری، ج ۱ ص ۱۸۸، سورة البقرة)

[2] رقم الحدیث ۸، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم :بنی الإسلام علی خمس، مسلم ،رقم الحدیث ۱۶ "۲۰"ترمذی ،رقم الحدیث ۲۶۰۹، نسائی،رقم الحدیث ۵۰۰۱.

رمضان کے روزے رکھنا (بخاری ومسلم)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۱

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریلِ امین نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوالات کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے جوابات دیے، جن میں ایک سوال اسلام کے بارے میں تھا، جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔

چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، قَالَ: صَدَقْتَ (مسلم) ۲

ترجمہ: اور حضرت جبریلِ امین نے کہا کہ اے محمد مجھے اسلام کے بارے میں خبر دیجئے (کہ اس کی حقیقت کیا ہے) رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ آپ یہ گواہی دیں کہ اللہ کے سِوا کوئی معبود نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں، اور آپ نماز قائم کریں، اور آپ زکاۃ ادا کریں، اور آپ رمضان کے روزے رکھیں، اور آپ بیتُ اللہ کا حج کریں، اگر آپ کو اس کی طرف جانے کی قدرت ہو، جبریلِ امین نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا (صحیح مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نُهِينَا أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ، فَكَانَ

---

۱ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ (مسند احمد، رقم الحديث ١٩٢٢٠)

فی حاشية مسند احمد: صحیح لغیره.

۲ رقم الحديث ٨ "١"، كِتَابُ الْإِيمَانَ، بَابُ معرفة الْإِيمَانِ، وَالْإِسْلَامِ، والقَدَرِ وَعَلَامَةِ السَّاعَةِ.

يُعْجِبُنَا أَنْ يَّجِيْءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ، فَيَسْأَلَهُ، وَنَحْنُ نَسْمَعُ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَكَ، قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ السَّمَآءَ؟ قَالَ: اَللّٰهُ، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ قَالَ: اَللّٰهُ، قَالَ: فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ، وَجَعَلَ فِيْهَا مَا جَعَلَ؟ قَالَ: اَللّٰهُ، قَالَ: فَبِالَّذِيْ خَلَقَ السَّمَآءَ، وَخَلَقَ الْأَرْضَ، وَنَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ، آللّٰهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِنَا، وَلَيْلَتِنَا، قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: فَبِالَّذِيْ أَرْسَلَكَ، آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةً فِيْ أَمْوَالِنَا، قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: فَبِالَّذِيْ أَرْسَلَكَ، آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِيْ سَنَتِنَا، قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: فَبِالَّذِيْ أَرْسَلَكَ، آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا، قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: ثُمَّ وَلّٰى، قَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَا أَزِيْدُ عَلَيْهِنَّ، وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُنَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ (مسلم) [1]

ترجمہ: ہمیں اس بات سے روک دیا گیا تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی (غیر ضروری) چیز کے بارے میں سوال کریں، اس لئے ہمیں یہ بات پسند آتی تھی کہ گاؤں والے لوگوں میں سے کوئی عقل مند شخص (جسے سوال کرنے سے منع نہیں کیا گیا) آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرے، اور ہم (سوال

[1] رقم الحديث ۱۰ "۱۲"، كتاب الايمان، بَابٌ فِي بَيَانِ الْإِيمَانِ بِاللهِ وَشَرَائِعِ الدِّينِ.

وجواب) سُنیں، تو (ایک مرتبہ) گاؤں والوں میں سے ایک آدمی آیا، اور اُس نے کہا کہ اے محمد! ہمارے پاس آپ کا قاصد آیا ہے، اُس نے ہمیں یہ بات بتلائی کہ آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس قاصد نے سچ کہا۔

اُس دیہاتی نے کہا کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے۔

اُس دیہاتی نے کہا تو زمین کو کس نے پیدا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے۔

اُس دیہاتی نے کہا کہ ان پہاڑوں کو کس نے قائم کیا، اور ان میں جو کچھ ہے، وہ کس نے پیدا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے۔

اُس دیہاتی نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی کہ جس نے آسمان کو پیدا کیا، اور زمین کو پیدا کیا، اور ان پہاڑوں کو قائم کیا، کیا واقعی اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک۔

اُس دیہاتی نے کہا کہ آپ کا قاصد یہ یقین ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے سچ کہا۔

اُس دیہاتی نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی کہ جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، کیا اللہ نے آپ کو اس (پانچ وقت کی نماز) کا حکم فرمایا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک۔

اُس دیہاتی نے کہا کہ آپ کا قاصد یہ یقین ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے مالوں میں زکاۃ فرض ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے سچ کہا۔

اُس دیہاتی نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی کہ جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، کیا اللہ نے آپ کو اس (مال کی زکاۃ) کا حکم فرمایا ہے؟ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک۔

اُس دیہاتی نے کہا کہ آپ کا قاصد یہ یقین ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے اوپر سال بھر میں رمضان کے مہینے کے روزے فرض ہیں، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے سچ کہا۔

اُس دیہاتی نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی کہ جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، کیا اللہ نے آپ کو اس (رمضان کے روزے) کا حکم فرمایا ہے؟ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک۔

اُس دیہاتی نے کہا کہ آپ کا قاصد یہ یقین ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے اوپر بیتُ اللہ کا حج کرنا فرض ہے، اُس شخص پر جو اس کی طرف چلنے کی استطاعت رکھتا ہو؟ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے سچ کہا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ واپس جانے لگا اور اُس نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی کہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں ان اعمال پر نہ تو (اپنی طرف سے کوئی) زیادتی کروں گا، اور نہ ان میں سے (کسی عمل کو) کم کروں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس نے سچ کہا تو یہ ضرور جنت میں داخل ہو جائے گا (مسلم)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَمْسٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ إِيْمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ، مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ عَلٰى وُضُوْئِهِنَّ وَرُكُوْعِهِنَّ وَسُجُوْدِهِنَّ وَمَوَاقِيْتِهِنَّ، وَصَامَ رَمَضَانَ، وَحَجَّ الْبَيْتَ إِنِ

اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا، وَأَعْطَى الزَّكَاةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، وَأَدَّى الْأَمَانَةَ. قَالُوْا: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، وَمَا أَدَاءُ الْأَمَانَةِ قَالَ: اَلْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ

(ابو داؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے پانچ چیزوں کو ایمان کی حالت میں اختیار کیا، وہ جنت میں داخل ہوگا، جس نے پانچ نمازوں کی وضو، رکوع اور سجود اور اوقات کی رعایت کے ساتھ حفاظت کی، اور جس نے رمضان کے روزے رکھے، اور جس نے بیتُ اللہ کا حج کیا، اگر اس کی طرف جانے کی استطاعت ہے، اور اپنی خوشدلی کے ساتھ زکاۃ ادا کی، اور امانت کو ادا کیا، لوگوں نے کہا کہ اے ابوالدرداء! امانت کا ادا کرنا کیا ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ جنابت کا غسل کرنا (ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ روزوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ جنت کی نعمت عطا فرماتے ہیں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام

---

[1] رقم الحديث ۴۲۹، كتاب الصلاة، باب فی المحافظة علی وقت الصلوات،، واللفظ لهٗ؛ المعجم الصغير للطبرانی، رقم الحديث ۷۷۲؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۲۴۹۵.
قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير وإسناده جيد (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۹، باب فيما بنی عليه الإسلام)

[2] رقم الحديث ۱۸۹۶، كتاب الصوم، باب الريان للصائمين، واللفظ لهٗ؛ مسلم، رقم الحديث ۱۱۵۲ "۱۶۶"

''ریّان'' ہے، اس دروازہ سے قیامت کے دن صرف روزہ دار داخل ہوں گے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزہ داروں کا نام لے کر بلایا جائے گا، وہ اس دعوت پر کھڑے ہوں گے، اوران کے علاوہ کوئی اوراس دروازے سے داخل نہ ہوگا، پس جب روزہ دار اس دروازہ سے داخل ہوجائیں گے، تو وہ دروازہ بند کردیا جائے گا، پھر اس کے بعد اس دروازہ سے کوئی اور داخل نہیں ہوسکے گا (بخاری، مسلم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ فِيْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ لَايَدْخُلُهٗ اِلَّاالصَّائِمُوْنَ (بخاری) [1]

ترجمہ: جنت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازے کا نام ریّان ہے اس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے (بخاری)

اور حضرت سہل بن سعد ہی کی ایک روایت کے آخر میں ان الفاظ کا بھی اضافہ ہے کہ:

وَمَنْ دَخَلَهٗ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا (ترمذی) [2]

ترجمہ: اور جو (اس دروازے سے) داخل ہوگا، وہ اس کے بعد کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا (ترمذی)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ، مَنْ دَخَلَ فِيْهِ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا (سنن النسائی، رقم الحدیث ۲۲۳۶، ج۴ص ۱۶۸)

---

[1] رقم الحدیث ۳۲۵۷، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابواب الجنة، واللفظ لهٗ؛ المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۵۷۹۵؛ شعب الایمان، رقم الحدیث ۳۳۱۱.

[2] رقم الحدیث ۷۶۵، ابواب الصوم، باب ماجاء فی فضل الصوم، واللفظ لهٗ؛ ابنِ ماجة، رقم الحدیث ۱۶۴۰، باب ماجاء فی فضل الصیام؛ نسائی، رقم الحدیث ۲۲۳۷.
قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

ترجمہ: پس جب ان میں کا آخری شخص (جنت میں) داخل ہوجائے گا، تو وہ دروازہ بند کردیا جائے گا، جو اس میں داخل ہوگا تو وہ سیراب ہوگا، اور جو سیراب ہوگا، تو وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا (نسائی)

''ریّان'' کے معنٰی ہی ''سیرابی کرنے اور پیاس بجھانے والے'' کے ہیں۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ مَنَعَهُ الصِّيَامُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ يَشْتَهِيْهِ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَسَقَاهُ مِنْ شَرَابِهَا (شعب الایمان للبیهقی) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کو روزے نے ایسی چیز کے کھانے پینے سے روکے رکھا جس کو اس کا دل چاہتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھلوں سے کھلائیں گے اور جنت کی شراب سے پلائیں گے (شعب الایمان)

اس روایت کی سند پر اگرچہ محدثین نے کچھ کلام کیا ہے، لیکن دیگر حدیثوں سے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔ [3]

---

[1] وقد وقعت المناسبة فيه بين لفظه ومعناه لأنه مشتق من الرى الكثير الذى هو ضد العطش وسمى بذلك لأنه جزاء الصائمين على عطشهم وجوعهم واكتفى بذكر الرى عن الشبع لأنه يدل عليه من حيث أنه يستلزمه وأفرد لهم هذا الباب إكراما لهم واختصاصا وليكون دخولهم الجنة غير متزاحمين فإن الزحام قد يؤدى إلى العطش (عمدة القارى شرح البخارى، تحت رقم الحديث ۵۹۸۱، باب الصوم كفارة، ج۱۰ ص ۲۶۲)

[2] رقم الحديث ۳۶۳۴، كتاب الصيام، فصل أخبار وحكايات فى الصيام.

[3] فى حاشية شعب الايمان: اسناده: فيه من لم اعرفه، وبقية رجاله موثقون. ابوعثمان السكرى لم اعرفه. عبدالرحمن بن مغراء (بفتح الميم وسكون المعجمة ثم راء) الدوسى، ابوزهير الكوفى صدوق تكلم فى حديثه عن الاعمش، من كبار التاسعة (بخ-۴) عمران بن مسلم، الجعفى، الكوفى، الاعمى، ثقة من السادسة (حاشية شعب الايمان، تحت رقم الحديث ۳۶۳۴، ج۵ ص ۴۱۴)
وقال على بن حسام الدين الشهير المتقى الهندى: هب وسنده ضعيف (كنز العمال، تحت رقم الحديث ۲۴۲۷۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

اَلصَّوْمُ يُذْبِلُ اللَّحْمَ ، وَيُبْعِدُ مِنْ حَرِّ السَّعِيْرِ ، إِنَّ لِلّٰهِ مَائِدَةً عَلَيْهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ لَا يَقْعُدُ عَلَيْهَا إِلَّا الصَّائِمُوْنَ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۹۴۴۳)

ترجمہ: روزہ جسم کے گوشت کو (فضلات ختم کر کے) نرم کرتا ہے اور جہنم کی گرمی کو دور کرتا ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے (آخرت میں) ایک دستر خوان تیار کیا ہے، جس پر (کھانے پینے کا) ایسا سامان ہوگا، جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر کھٹکا، اس پر صرف روزے دار تشریف رکھیں گے (طبرانی)

اس روایت کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

بعض اور روایات بھی اس مضمون کی آئی ہیں۔ [2]

---

[1] قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ ، وَفِيهِ عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ كَثِيرٍ الْحَرَّانِيُّ ;وَلَمْ أَجِدْ مَنْ تَرْجَمَهُ (مجمع الزوائد ج۳ص ۱۸۲)

قلت :وهذا إسناد ضعيف؛ أبو بكر العنسي مجهول؛ قاله ابن عدى .قال الحافظ ":وأنا أحسب أنه ابن أبى مريم الذى تقدم."قلت :يعنى أبا بكر بن عبد الله بن أبى مريم الغسانى الشامى؛ وهو ضعيف لاختلاطه.وأما عبد المجيد بن كثير الحرانى؛ فلم أعرفه، وبه أعله الهيثمى، فقال 182 /3))
":رواه الطبرانى فى "الأوسط"، وفيه عبد المجيد بن كثير الحرانى، ولم أجد له ترجمة ."قلت: وفاته إعلاله بالعنسى أيضاً .والحديث أورده فى "الجامع "من رواية ابن بشران أيضاً فى "أماليه"، وزاد فى أوله " :الصوم يدق المصير و ." ... (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيء فى الأمة، تحت رقم الحديث ۳۸۱۰)

[2] ایک روایت میں ہے کہ:

يُوْضَعُ لِلصَّائِمِيْنَ مَائِدَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ ذَهَبٍ يَأْكُلُوْنَ مِنْهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ (کنزالعمال ج ۸ ص ۴۵۷ رقم ۲۳۶۴۵ بحواله ابوالشيخ وديلمى عن ابنِ عباس)

مگر دیلمی میسر نہ ہونے کی وجہ سے اس روایت کی سند کا حال معلوم نہ ہوسکا۔

وَفِي الذيل يُسَبِّحُ لِلصَّائِمِ كُلُّ شَعْرَةٍ مِنْهُ وَيُوضَعُ لِلصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ الْعَرْشِ مَائِدَةٌ مِنْ ذَهَبٍ إِلَخ .فِيهِ أَبُو عصمَة وَضاع (تذكرة الموضوعات، ج ۱ ، ص ۷۰،لمحمد طاهر بن على الصديقى الهندى الفَتَّنِى)

حديث يسبح للصائم كل شعرة منه ويوضع للصائمين والصائمات يوم القيامة تحت العرش مائدة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے روزہ داروں کو دنیا میں روزہ کی خاطر بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی فضیلت ظاہر ہوئی کہ آخرت میں اس کا اجر انتہائی عظیم ہے، اور وہ آخرت کی بھوک اور پیاس کی تکلیف سے نجات کا حاصل ہونا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ وَحِصْنٌ حَصِيْنٌ مِنَ النَّارِ (مسنداحمد، رقم الحديث ۹۲۲۵) ؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے اور (جہنّم کی) آگ سے بچاؤ کا مضبوط قلعہ ہے (مسند احمد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

قَالَ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّمَا الصِّيَامُ جُنَّةٌ يَسْتَجِنُّ بِهَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ وَهُوَ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

من ذهب مكللة بالدر والجوهر على مقدار دائرة الدنيا عليها من أنواع أطعمة الجنة وأشربتها وثمارها فهم يأكلون ويشربون وينعمون والناس في شدة الحساب (مى) من حديث أبى الدرداء من طريق أبى عصمة نوح بن أبى مريم (تنزيه الشريعة المرفوعة، لأبى الحسن على بن محمد بن العراق الكنانى، ج۲، ص۱۶۳، و۱۶۴، تحت رقم الرواية ۵۳)

اور ایک اور روایت میں ہے کہ:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُخْرَجُ الصُّوَّامُ مِنْ قُبُوْرِهِمْ يُعْرَفُوْنَ بِرِيْحِ صِيَامِهِمْ ، أَفْوَاهُهُمْ أَطْيَبُ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ يَلْقَوْنَ بِالْمَوَائِدِ وَالْاَبَارِيْقِ مُخْتَمَةٌ بِالْمِسْكِ فَيُقَالُ لَهُمْ : كُلُوْا فَقَدْ جِعْتُمْ وَاشْرَبُوْا فَقَدْ عَطِشْتُمْ ، ذَرُوا النَّاسَ يَسْتَرِيْحُوْا فَقَدْ عَيِيْتُمْ إِذَا اسْتَرَاحَ النَّاسُ فَيَأْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَالنَّاسُ مُعَلَّقُوْنَ فِي الْحِسَابِ فِيْ عِنَاءٍ وَظَمَأٍ (كنزالعمال ج ۸ ص ۴۵۷ رقم ۲۳۶۴۴ بحواله ابو الشيخ فى الثواب وديلمى عن انس)

اس روایت کی سند کا حال بھی معلوم نہ ہوسکا۔

؎ قال الهيثمى: رَوَاهُ أَحْمَدُ .قُلْتُ :هُوَ فِى الصَّحِيحِ خَلَا قَوْلِهِ :وَحِصْنٌ حَصِينٌ مِنَ النَّارِ " وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۵۰۷۶)

وقال المنذرى: رَوَاهُ أَحْمد بِإِسْنَاد حسن وَالْبَيْهَقِي (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۱۴۵۱)

فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن.

لِيُ وَأَنَا أَجْزِيُ بِهٖ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۴۶۶۹) ¹

ترجمہ: ہمارے رب عزوجل نے فرمایا کہ روزہ ایسی ڈھال ہے جس کے ذریعہ سے بندہ جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچالیتا ہے اور روزہ میرے (یعنی رب عزوجل) لئے ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (مسند احمد)

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ (مسند احمد) ²

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ روزہ جہنم سے ڈھال ہے، جس طریقہ سے تمہاری قتال (اور جہاد) کی ڈھال ہوتی ہے (مسند احمد)

روزہ کے جہنم سے ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ جہنم سے یا جہنم والی بداعمالیوں سے بچانے اور حفاظت کا ذریعہ ہے کہ اس کی وجہ سے انسان بے شمار گناہوں اور نفسانی شہوتوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ ³

کئی احادیث میں روزہ کو شہوت توڑنے، آنکھوں کی حفاظت اور شرم گاہ کی پاکی کا ذریعہ اور

---

¹ قال الهيثمي: رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۵۰۷۷)
وقال المنذري: رَوَاهُ أَحْمد بِإِسْنَاد حسن وَالْبَيْهَقِي (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۱۴۵۲)
في حاشية مسند احمد: حديث صحيح بطرقه وشواهده، وهذا إسناد حسن.

² رقم الحديث ۱۶۲۷۸، واللفظ لهٗ؛ مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۸۹۸۴، ما ذكر في فضل الصيام وثوابه؛ ابن حبان، رقم الحديث ۳۶۴۹؛ ابن خزيمة، رقم الحديث ۱۸۹۱.
في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات.
وقال المنذري: رَوَاهُ ابْن خُزَيْمَة فِي صَحِيحه (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۱۴۵۳)
في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات.

³ (الصيام جنة) أي سترة بين الصائم وبين النار أو حجاب بين الصائم وبين شهوته لأنه يكسر الشهوة ويضعف القوة (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۵۱۹۲)

نکاح پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں اس کا بدل قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَ ةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (بخاری) [1]

ترجمہ: جو حقِ زوجیت کی ادئیگی کی طاقت رکھتا ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ نکاح کرلے، کیونکہ وہ آنکھوں کی حفاظت اور شرمگاہ کی پاکی کا ذریعہ ہے، اور جو اس کی طاقت نہ رکھے، تو وہ روزے کا اہتمام کرے، کیونکہ روزہ شہوت کو توڑنے کا ذریعہ ہے (بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ شَابٌّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَتَأْذَنُ لِيْ فِي الْخِصَاءِ ؟ فَقَالَ: صُمْ، وَسَلِ اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۰۳۶) [2]

ترجمہ: ایک نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ کیا آپ مجھے خصی ہونے (یعنی نسبندی کرنے) کی اجازت دیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ روزہ رکھئے، اور اللہ کے فضل کی دعا کیجئے (مسند احمد)

حضرت سعد بن مسعود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۱۹۰۵، كتاب الصوم، باب: الصوم لمن خاف على نفسه العزبة.

[2] في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.
وقال الهيثمي: رَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ رَجُلٍ عَنْ جَابِرٍ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۳۱۹، بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاخْتِصَاءِ)

قَالَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ ، لَوْ أَذِنْتَ لَنَا فِي الْاِخْتِصَاءِ فَاخْتَصَيْنَا، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خِصَاءُ أُمَّتِيْ اَلصِّيَامُ

(الزهد والرقائق لابن المبارک) ۱

ترجمہ: حضرت عثمان بن مظعون نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر آپ ہمیں خصی ہونے کی اجازت دے دیں، تو ہم خصی ہو جائیں (تاکہ شہوت کے گناہوں سے حفاظت رہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا خصی ہونا روزے رکھنا ہے (الزہد ابنِ مبارک)

اس قسم کی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ۲

اس سے معلوم ہوا کہ روزے رکھنے سے شہوانی خواہشات ٹوٹتی ہیں، اور نظر وشرمگاہ کے گناہوں سے حفاظت ہوتی ہے، بشرطیکہ روزہ کو صحیح اہتمام کے ساتھ رکھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَلصَّوْمُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَأَكْلَهٗ وَشُرْبَهٗ مِنْ أَجْلِيْ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِيْنَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِيْنَ يَلْقٰى رَبَّهٗ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ (بخاری) ۳

---

۱ رقم الحديث ۱۱۰۶، ج ۱ ص ۳۹۰، واللفظ لهٗ، الذيل على جزء بقي بن مخلد لابن بشكوال رقم الحديث ۷۷.

۲ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي أَنْ أَخْتَصِيَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِصَاءُ أُمَّتِي الصِّيَامُ وَالْقِيَامُ (مسند احمد، رقم الحديث ۶۶۱۲، واللفظ لهٗ؛ المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۰۸)

قال الهيثمي: رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ ، وَفِي بَعْضِهِمْ كَلَامٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۳۲۰، باب ماجاء فى الاختصاء)

وفى حاشية مسند احمد: صحيح لغيره دون ذكر القيام.

۳ رقم الحديث ۷۴۹۲، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى يريدون أن يبدلوا كلام الله، واللفظ لهٗ؛ مسلم، رقم الحديث ۱۱۵۱، باب فضل الصيام.

ترجمہ: اللہ عزّ وجلّ فرماتے ہیں کہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، بندہ اپنی شہوت اور کھانے پینے کو صرف میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے، اور روزہ (جہنم سے) ڈھال ہے، اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت، اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بو (جو معدہ کے خالی ہونے سے پیدا ہوتی ہے) اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ (اور پسندیدہ) ہے (بخاری)

اس قسم کی حدیث حضرت علی، حضرت ابنِ مسعود اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِنَّ رَبَّكُمْ يَقُوْلُ كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالصَّوْمُ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَاِنْ جَهِلَ عَلٰى اَحَدِكُمْ جَاهِلٌ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلْيَقُلْ اِنِّىْ صَآئِمٌ (ترمذی) [2]

---

[1] عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، يَقُولُ :الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ حِينَ يُفْطِرُ، وَحِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ " (سنن النسائی،رقم الحديث ٢٢١١)

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، قَالَ :عَبْدُ اللَّهِ " :قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ :الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ إِفْطَارِهِ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ " (سنن النسائی،رقم الحديث ٢٢١٢)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، يَقُولُ :الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ .وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ اللَّهَ فَجَزَاهُ فَرِحَ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ " (سنن النسائی،رقم الحديث ٢٢١٣)

[2] رقم الحديث ٧٦٤، كتاب الصوم، باب ماجاء فى فضل الصوم.

قال الترمذی:وَفِي البَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، وَسَلَامَةَ بْنِ قَيْصَرٍ، وَبَشِيرِ ابْنِ الخَصَاصِيَةِ، وَاسْمُ بَشِيرٍ زَحْمُ بْنُ مَعْبَدٍ، وَالخَصَاصِيَةُ هِيَ أُمُّهُ،وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ.

ترجمہ: بے شک آپ کے رب کا فرمان ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ (کم از کم) دس گنا سے سات سو گنا تک (جتنا اللہ تعالیٰ چاہیں) ہے اور روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ جہنّم سے ڈھال ہے اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بو (جو معدہ کے خالی ہونے سے پیدا ہوتی ہے) اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ (اور پسندیدہ) ہے اور اگر تم میں سے کسی روزہ دار کے ساتھ کوئی جاہل الجھ پڑے تو وہ جواب میں کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں، میں روزہ سے ہوں (ترمذی)

ایک اور سند سے بھی یہ مضمون غیر معمولی اضافہ کے ساتھ آیا ہے، جس کی سند کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [۱]

اگرچہ تمام عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہوتی ہیں لیکن روزہ کو اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے لئے اس وجہ سے فرمایا کہ عام طور پر دوسری عبادتیں ایسی ہیں کہ جن میں دکھلاوے کا احتمال ہوتا ہے مگر روزہ چونکہ بذاتِ خود کوئی فعل نہیں بلکہ کھانے پینے کے فعل کو چھوڑنے کا نام ہے اس میں کوئی وجودی کام نظر کے سامنے نہیں آتا، اس لئے یہ دکھلاوے سے دور ہے۔

روزہ وہی رکھے گا جسے اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوگا اور روزہ رکھ کر اس کو وہی باقی رکھے گا جس کا صرف ثواب لینے کا ارادہ ہوگا۔

کیونکہ اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر تنہائی میں کچھ کھا پی لے جس کا دوسرے لوگوں کو پتہ نہ چلے تو

---

[۱] عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ " :أُعْطِیَتْ أُمَّتِی خَمْسَ خِصَالٍ فِی رَمَضَانَ، لَمْ تُعْطَهَا أُمَّةٌ قَبْلَهُمْ :خُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْیَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِیحِ الْمِسْکِ، وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْمَلَائِکَةُ حَتَّى یُفْطِرُوا، وَیُزَیِّنُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ کُلَّ یَوْمٍ جَنَّتَهُ، ثُمَّ یَقُولُ :یُوشِکُ عِبَادِی الصَّالِحُونَ أَنْ یُلْقُوا عَنْهُمُ الْمَئُونَةَ وَالْأَذَى وَیَصِیرُوا إِلَیْکِ، وَیُصَفَّدُ فِیهِ مَرَدَةُ الشَّیَاطِینِ، فَلَا یَخْلُصُوا فِیهِ إِلَى مَا کَانُوا یَخْلُصُونَ إِلَیْهِ فِی غَیْرِهِ، وَیُغْفَرُ لَهُمْ فِی آخِرِ لَیْلَةٍ "قِیلَ :یَا رَسُولَ اللهِ، أَهِیَ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ؟ قَالَ " :لَا، وَلَکِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا یُوَفَّى أَجْرَهُ إِذَا قَضَى عَمَلَهُ "(مسند احمد، رقم الحدیث ۷۹۱۷)

فی حاشیة مسنداحمد: إسناده ضعیف جداً.

دوسرے لوگ تو اسے روزہ دار ہی سمجھیں گے۔ ۱؎

لہٰذا روزہ کو وہی باقی اور پورا کرتا ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو، اور جب یہ عمل اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے تو اس کا ثواب بھی اللہ تعالیٰ خود عطاء فرمائیں گے جو کہ بے انتہا اور دوسرے اعمال کے ثواب سے امتیازی ہوگا۔ ۲؎

۱؎ قَالَ الطِّيبِيُّ -رَحِمَهُ اللَّهُ- :وَاخْتُصَّ بِهَذِهِ الْفَضِيلَةِ لِوَجْهَيْنِ :الْأَوَّلُ أَنَّهُ سِرٌّ لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهِ الْعِبَادُ بِخِلَافِ سَائِرِ الْعِبَادَاتِ، فَيَكُونُ خَالِصًا لِوَجْهِ اللَّهِ -تَعَالَى، وَإِلَيْهِ أُشِيرَ بِقَوْلِهِ -تَعَالَى " -فَإِنَّهُ لِي "لِأَنَّ الصَّوْمَ لَا صُورَةَ لَهُ فِي الْوُجُودِ، بِخِلَافِ سَائِرِ الْعِبَادَاتِ، إِذْ كَثِيرًا مَا يُوجَدُ الْإِمْسَاكُ الْمُجَرَّدُ عَنِ الصَّوْمِ، فَلَا مُقَوِّمَ لَهُ إِلَّا النِّيَّةُ الَّتِي لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهَا غَيْرُهُ -تَعَالَى، وَلَوْ أَظْهَرَ بِقَوْلِهِ :أَنَا صَائِمٌ، فَإِنَّهُ لَا يَدُلُّ عَلَى حَقِيقَتِهِ وَتَصْحِيحِ نِيَّتِهِ "وَأَنَا أَجْزِي بِهِ "أَيْ وَأَنَا الْعَالِمُ بِجَزَائِهِ، وَإِلَيَّ أَمْرُهُ، وَلَا أَكِلُهُ إِلَى غَيْرِي، وَالثَّانِي أَنَّهُ يَتَضَمَّنُ كَسْرَ النَّفْسِ وَتَعْرِيضَ الْبَدَنِ لِلنُّقْصَانِ، مَعَ مَا فِيهِ مِنَ الصَّبْرِ عَلَى الْجُوعِ، وَالْعَطَشِ، وَسَائِرُ الْعِبَادَاتِ رَاجِعَةٌ إِلَى صَرْفِ الْمَالِ وَاشْتِغَالِ الْبَدَنِ بِمَا فِيهِ رِضَاهُ، فَبَيْنَهُ وَبَيْنَهَا أَمَدٌ بَعِيدٌ، وَإِلَيْهِ يُشِيرُ بِقَوْلِهِ -تَعَالَى " -يَدَعُ شَهْوَتَهُ "أَيْ يَتْرُكُ مَا اشْتَهَتْهُ نَفْسُهُ مِنْ مَحْظُورَاتِ الصَّوْمِ "وَطَعَامَهُ "تَخْصِيصٌ بَعْدَ تَعْمِيمٍ، أَوِ الشَّهْوَةُ كِنَايَةٌ عَنِ الْجِمَاعِ، وَالطَّعَامُ عِبَارَةٌ عَنْ سَائِرِ الْمُفْطِرَاتِ، وَقَدَّمَ الْجِمَاعَ اهْتِمَامًا بِشَأْنِهِ فَإِنَّهُ أَقْبَحُ مُفْسِدَاتِهِ (مِنْ أَجْلِي) أَيْ مِنْ جِهَةِ أَمْرِي وَقَصْدِ رِضَائِي، وَأَجْرِي، وَفِيهِ إِيمَاءٌ إِلَى اعْتِبَارِ النِّيَّةِ وَالْإِخْلَاصِ فِي الصَّوْمِ، وَإِشْعَارٌ بِأَنَّ الصَّوْمَ لَا رِيَاءَ فِيهِ أَصْلًا ;لِأَنَّ غَايَةَ مَا يَقُولُهُ الْمُرَائِي :أَنَا صَائِمٌ، وَهُوَ لَا يُوجِبُ رِيَاءً فِي أَصْلِ الصَّوْمِ، إِنَّمَا الَّذِي وَقَعَ بِهِ الرِّيَاءُ الْإِخْبَارُ عَنِ الصَّوْمِ لَا غَيْرُ (مرقاة، ج۴ص ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، کتاب الصوم)

۲؎ وقد اختلف العلماء فى المراد بقوله تعالى الصيام لى وأنا أجزى به مع أن الأعمال كلها له وهو الذى يجزء بها على أقوال :

أحدها أن الصوم لا يقع فيه الرياء كما يقع فى غيره حكاه المازرى ونقله عياض عن أبى عبيد ولفظ أبى عبيد فى غريبه قد علمنا أن أعمال البر كلها لله وهو الذى يجزء بها فنرى والله أعلم أنه إنما خص الصيام لأنه ليس يظهر من بن آدم بفعله وإنما هو شىء فى القلب ويؤيدها هذا التأويل قوله صلى الله عليه وسلم ليس فى الصيام رياء حدثنيه شبابة عن عقيل عن الزهرى فذكره يعنى مرسلا قال وذلک لأن الأعمال لا تكون إلا بالحركات إلا الصوم فإنما هو بالنية التى تخفى عن الناس هذا وجه الحديث عندى انتهى وقد روى الحديث المذكور البيهقى فى الشعب من طريق عقيل وأورده من وجه آخر عن الزهرى موصولا عن أبى سلمة عن أبى هريرة وإسناده ضعيف ولفظه الصيام لا رياء فيه قال الله عز وجل هو لى وأنا أجزى به وهذا لو صح لكان قاطعا للنزاع وقال القرطبى لما كانت الأعمال يدخلها الرياء والصوم لا يطلع عليه بمجرد فعله إلا الله فأضافه الله إلى نفسه ولهذا قال فى الحديث يدع شهوته من أجلى وقال بن الجوزى جميع العبادات تظهر بفعلها وقل أن يسلم ما يظهر من شوب بخلاف الصوم وارتضى هذا الجواب المازرى وقرره القرطبى بأن أعمال بنى آدم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس بارے میں تو اہلِ علم حضرات کا اتفاق ہے کہ مسواک کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن روزہ دار کے منہ کی بو کے اللہ تعالیٰ کو پسند ہونے کی وجہ سے روزہ کی حالت میں مسواک کے مستحب، جائز یا مکروہ ہونے میں اختلاف ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لما كانت يمكن دخول الرياء فيها أضيفت إليهم بخلاف الصوم فإن حال الممسك شبعا مثل حال الممسك تقربا يعنى فى الصورة الظاهرة قلت معنى النفى فى قوله لا رياء فى الصوم أنه لا يدخله الرياء بفعله وإن كان قد يدخله الرياء بالقول كمن يصوم ثم يخبر بأنه صائم فقد يدخله الرياء من هذه الحيثية فدخول الرياء فى الصوم إنما يقع من جهة الإخبار بخلاف بقية الأعمال فإن الرياء قد يدخلها بمجرد فعلها وقد حاول بعض الأئمة إلحاق شىء من العبادات البدنية بالصوم فقال أن الذكر بلا إله الا الله يمكن أن لا يدخله الرياء لأنه بحركة اللسان خاصة دون غيره من أعضاء الفم فيمكن الذاكر أن يقولها بحضرة الناس ولا يشعرون منه بذلك.

ثانيها أن المراد بقوله وأنا أجزى به أنى أنفرد بعلم مقدار ثوابه وتضعيف حسناته وأما غيره من العبادات فقد اطلع عليها بعض الناس قال القرطبى معناه أن الأعمال قد كشفت مقادير ثوابها للناس وأنها تضاعف من عشرة إلى سبعمائة إلى ما شاء الله إلا الصيام فإن الله يثيب عليه بغير تقدير ويشهد لهذا السياق الرواية الأخرى يعنى رواية الموطأ وكذلك رواية الأعمش عن أبى صالح حيث قال كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف إلى ما شاء الله قال الله إلا الصوم فإنه لى وأنا أجزى به أى أجازى عليه جزاء كثيرا من غير تعيين لمقداره وهذا كقوله تعالى إنما يوفى الصابرون أجرهم بغير حساب انتهى والصابرون الصائمون فى أكثر الأقوال قلت وسبق إلى هذا أبو عبيد فى غريبه فقال بلغنى عن ابن عيينة أنه قال ذلك واستدل له بأن الصوم هو الصبر لأن الصائم يصبر نفسه عن الشهوات وقد قال الله تعالى إنما يوفى الصابرون أجرهم بغير حساب انتهى ويشهد رواية المسيب بن رافع عن أبى صالح عند سمويه إلى سبعمائة ضعف إلا الصوم فإنه لا يدرى أحد ما فيه ويشهد له أيضا ما رواه ابن وهب فى جامعه عن عمر بن محمد بن زيد بن عبد الله بن عمر عن جده زيد مرسلا ووصله الطبرانى والبيهقى فى الشعب من طريق أخرى عن عمر بن محمد عن عبد الله بن مينار عن ابن عمر مرفوعا الأعمال عند الله سبع الحديث وفيه وعمل لا يعلم ثواب عامله إلا الله ثم قال وأما العمل الذى لا يعلم ثواب عامله إلا الله فالصيام ثم قال القرطبى هذا القول ظاهر الحسن قال غير أنه تقدم ويأتى فى غير ما حديث أن صوم اليوم بعشرة أيام وهى نص فى إظهار التضعيف فبعد هذا الجواب بل بطل قلت لا يلزم من الذى ذكر بطلانه بل المراد بما أورده أن صيام اليوم الواحد يكتب بعشرة أيام وأما مقدار ثواب ذلك فلا يعلمه إلا الله تعالى ويؤيده أيضا العرف المستفاد من قوله أنا أجزى به لأن الكريم إذا قال أنا أتولى الإعطاء بنفسى كان فى ذلك إشارة إلى تعظيم ذلك العطاء وتفخيمه .

ثالثها معنى قوله الصوم لى أى إنه أحب العبادات إلى والمقدم عندى وقد تقدم قول ابن عبد البر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض حضرات نے زوال سے پہلے تَر اور خشک ہر قسم کی مسواک کو مستحب اور زوال کے بعد ناپسند قرار دیا ہے، اور بعض حضرات نے عصر کے بعد ناپسند قرار دیا ہے، اور بعض حضرات نے صرف تَر مسواک کو ناپسند قرار دیا ہے، اور بعض حضرات نے زوال کے بعد تَر اور خشک ہر قسم کی مسواک کو ناپسند قرار دیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كفى بقوله الصوم لى فضلا للصيام على سائر العبادات وروى النسائى وغيره من حديث أبى أمامة مرفوعا عليك بالصوم فإنه لا مثل له لكن يعكر على هذا الحديث الصحيح واعلموا أن خير أعمالكم الصلاة.

رابعها الإضافة إضافة تشريف وتعظيم كما يقال بيت الله وإن كانت البيوت كلها لله قال الزين بن المنير التخصيص فى موضع التعميم فى مثل هذا السياق لا يفهم منه إلا التعظيم والتشريف.

خامسها أن الاستغناء عن الطعام وغيره من الشهوات من صفات الرب جل جلاله فلما تقرب الصائم إليه بما يوافق صفاته أضافه إليه وقال القرطبى معناه أن أعمال العباد مناسبة لأحوالهم إلا الصيام فإنه مناسب لصفة من صفات الحق كأنه يقول إن الصائم يتقرب إلى بأمر هو متعلق بصفة من صفاتى.

سادسها أن المعنى كذلك لكن بالنسبة إلى الملائكة لأن ذلك من صفاتهم.

سابعها أنه خالص لله وليس للعبد فيه حظ قاله الخطابى هكذا نقله عياض وغيره فإن أراد بالحظ ما يحصل من الثناء عليه لأجل العبادة رجع إلى المعنى الأول وقد أفصح بذلك ابن الجوزى فقال المعنى ليس لنفس الصائم فيه حظ بخلاف غيره فإن له فيه حظا لثناء الناس عليه لعبادته.

ثامنها سبب الإضافة إلى الله أن الصيام لم يعبد به غير الله بخلاف الصلاة والصدقة والطواف ونحو ذلك واعترض على هذا بما يقع من عباد النجوم وأصحاب الهياكل والاستخدامات فإنهم يتعبدون لها بالصيام وأجيب بأنهم لا يعتقدون إلهية الكواكب وإنما يعتقدون أنها فعالة بأنفسها وهذا الجواب عندى ليس بطائل لأنهم طائفتان إحداهما كانت تعتقد إلهية الكواكب وهم من كان قبل ظهور الإسلام واستمر منهم من استمر على كفره والأخرى من دخل منهم فى الإسلام واستمر على تعظيم الكواكب وهم الذين أشير إليهم.

تاسعها أن جميع العبادات توفى منها مظالم العباد إلا الصيام روى ذلك البيهقى من طريق إسحاق بن أيوب بن حسان الواسطى عن أبيه عن ابن عيينة قال إذا كان يوم القيامة يحاسب الله عبده ويؤدى ما عليه من المظالم من عمله حتى لا يبقى له إلا الصوم فيتحمل الله ما بقى عليه من المظالم ويدخله بالصوم الجنة قال القرطبى قد كنت استحسنت هذا الجواب إلى أن فكرت فى حديث المقاصة فوجدت فيه ذكر الصوم فى جملة الأعمال حيث قال المفلس الذى يأتى يوم القيامة بصلاة وصدقة وصيام ويأتى وقد شتم هذا وضرب هذا وأكل مال هذا الحديث وفيه فيؤخذ لهذا من حسناته ولهذا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور بہت سے دیگر اہلِ علم حضرات کے نزدیک روزہ دار کو کسی بھی وقت تر اور خشک ہر قسم کی مسواک کرنا جائز ہے، اور دلائل کے لحاظ سے زیادہ راجح اور صحیح بات

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

من حسناته فإذا فنيت حسناته قبل أن يقضى ما عليه أخذ من سيئاتهم فطرحت عليه ثم طرح فى النار فظاهره أن الصيام مشترك مع بقية الأعمال فى ذلك قلت أن ثبت قول ابن عيينة أمكن تخصيص الصيام من ذلك فقد يستدل له بما رواه أحمد من طريق حماد بن سلمة عن محمد بن زياد عن أبى هريرة رفعه كل العمل كفارة إلا الصوم الصوم لى وأنا أجزى به وكذا رواه أبو داود الطيالسى فى مسنده عن شعبة عن محمد بن زياد ولفظه قال ربكم تبارك وتعالى كل العمل كفارة إلا الصوم ورواه قاسم بن أصبغ من طريق أخرى عن شعبة بلفظ كل ما يعمله ابن آدم كفارة له إلا الصوم وقد أخرجه المصنف فى التوحيد عن آدم عن شعبة بلفظ يرويه عن ربكم قال لكل عمل كفارة والصوم لى وأنا أجزى به فحذف الاستثناء وكذا رواه أحمد عن غندر عن شعبة لكن قال كل العمل كفارة وهذا يخالف رواية آدم لأن معناها إن لكل عمل من المعاصى كفارة من الطاعات ومعنى رواية غندر كل عمل من الطاعات كفارة للمعاصى وقد بين الإسماعيلى الاختلاف فيه فى ذلك على شعبة وأخرجه من طريق غندر بذكر الاستثناء فاختلف فيه أيضا على غندر والاستثناء المذكور يشهد لما ذهب إليه ابن عيينة لكنه وإن كان صحيح السند فإنه يعارضه حديث حذيفة فتنة الرجل فى أهله وماله وولده يكفرها الصلاة والصيام والصدقة ولعل هذا هو السر فى تعقيب البخارى لحديث الباب بباب الصوم كفارة وأورد فيه حديث حذيفة وسأذكر وجه الجمع بينهما فى الكلام على الباب الذى يليه إن شاء الله تعالى.

عاشرها أن الصوم لا يظهر فتكتبه الحفظة كما تكتب سائر الأعمال واستند قائله إلى حديث واه جدا أورده ابن العربى فى المسلسلات ولفظه قال الله الإخلاص سر من سرى استودعته قلب من أحب لا يطلع عليه ملك فيكتبه ولا شيطان فيفسده ويكفى فى رد هذا القول الحديث الصحيح فى كتابة الحسنة لمن هم بها وإن لم يعملها فهذا ما وقفت عليه من الأجوبة وقد بلغنى أن بعض العلماء بلغها إلى أكثر من هذا وهو الطالقانى فى حظائر القدس له ولم أقف عليه واتفقوا على أن المراد بالصيام هنا صيام من سلم صيامه من المعاصى قولا وفعلا ونقل ابن العربى عن بعض الزهاد أنه مخصوص بصيام خواص الخواص فقال إن الصوم على أربعة أنواع صيام العوام وهو الصوم عن الأكل والشرب والجماع وصيام خواص العوام وهو هذا مع اجتناب المحرمات من قول أو فعل وصيام الخواص وهو الصوم عن غير ذكر الله وعبادته وصيام خواص الخواص وهو الصوم عن غير الله فلا فطر لهم إلى يوم القيامة وهذا مقام عال لكن فى حصر المراد من الحديث فى هذا النوع نظر لا يخفى.

وأقرب الأجوبة التى ذكرتها إلى الصواب الأول والثانى ويقرب منهما الثامن والتاسع.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

یہی ہے کہ روزہ کی حالت میں ہر وقت تَر اور خشک کسی بھی طرح کی مسواک کرنا جائز ہے، مکروہ یا ممنوع نہیں ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال البيضاوى فى الكلام على رواية الأعمش عن أبى صالح التى بينتها قبل لما أراد بالعمل الحسنات وضع الحسنة فى الخبر موضع الضمير الراجع إلى المبتدأ وقوله إلا الصيام مستثنى من كلام غير محكى دل عليه ما قبله والمعنى أن الحسنات يضاعف جزاؤها من عشرة أمثالها إلى سبعمائة ضعف إلا الصوم فلا يضاعف إلى هذا القدر بل ثوابه لا يقدر قدره ولا يحصيه إلا الله تعالى ولذلك يتولى الله جزاء ه بنفسه ولا يكله إلى غيره قال والسبب فى اختصاص الصوم بهذه المزية أمران أحدهما أن سائر العبادات مما يطلع العباد عليه والصوم سر بين العبد وبين الله تعالى يفعله خالصا ويعامله به طالبا لرضاه وإلى ذلك الإشارة بقوله فإنه لى والآخر أن سائر الحسنات راجعة إلى صرف المال أو استعمال للبدن والصوم يتضمن كسر النفس وتعريض البدن للنقصان وفيه الصبر على مضض الجوع والعطش وترك الشهوات وإلى ذلك أشار بقوله يدع شهوته من أجلى قال الطيبى وبيان هذا أن قوله يدع شهوته إلخ جملة مستأنفة وقعت موقع البيان لموجب الحكم المذكور وأما قول البيضاوى إن الاستثناء من كلام غير محكى ففيه نظر فقد يقال هو مستثنى من كل عمل وهو مروى عن الله لقوله فى أثناء الحديث قال الله تعالى ولما لم يذكره فى صدر الكلام أورده فى أثنائه بيانا وفائدته تفخيم شأن الكلام وأنه صلى الله عليه وسلم لا ينطق عن الهوى قوله والحسنة بعشر أمثالها كذا وقع مختصرا عند البخارى وقد قدمت البيان بأنه وقع فى الموطأ تاما وقد رواه أبو نعيم فى المستخرج من طريق القعنبى شيخ البخارى فيه فقال بعد قوله وأنا أجزى به كل حسنة يعملها ابن آدم بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف إلا الصيام فإنه لى وأنا أجزى به فأعاد قوله وأنا أجزى به فى آخر الكلام تأكيدا وفيه إشارة إلى الوجه الثانى ووقع فى رواية أبى صالح عن أبى هريرة فى آخر هذا الحديث للصائم فرحتان يفرحهما الحديث وسيأتى الكلام عليه بعد ستة أبواب أن شاء الله تعالى (فتح البارى لابن حجر، صفحه ۱۰۷ تا ۱۱۰، قوله باب فضل الصوم)

۱؎ وأما حكم السواك للصائم فاختلف العلماء فيه على ستة أقوال :

الأول :أنه لا بأس به للصائم مطلقا قبل الزوال وبعده، ويروى عن على وابن عمر أنه :لا بأس بالسواك الرطب للصائم، ورواه ذلك أيضا عن مجاهد وسعيد بن جبير وعطاء وإبراهيم النخعى ومحمد بن سيرين وأبى حنيفة وأصحابه والثورى والأوزاعى وابن علية، ورويت الرخصة فى السواك للصائم عن عمر وابن عباس، وقال ابن علية :السواك سنة للصائم والمفطر والرطب واليابس سواء .

الثانى :كراهيته للصائم بعد الزوال واستحبابه قبله برطب أو يابس، وهو قول الشافعى فى أصح قوليه، وأبى ثور، وقد روى عن على، رضى الله تعالى عنه، كراهة السواك بعد الزوال رواه الطبرانى .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جہاں تک روزہ دار کے منہ کی بو کے اللہ تعالیٰ کو پسند ہونے کا تعلق ہے، تو وہ معدہ کے خالی رہنے سے پیدا ہونے والی بو ہے، جو کہ مسواک کرنے سے زائل وختم نہیں ہوتی، بلکہ مسواک سے صرف منہ اور دانتوں کا میل کچیل اور منہ کی بو دور ہوتی ہے، جس کو شریعت پسند کرتی ہے، اس لئے روزہ دار کو مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ [۱]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الثالث :كراهته للصائم بعد العصر فقط، ويروى عن أبى هريرة .

الرابع :التفرقة بين صوم الفرض وصوم النفل، فيكره فى الفرض بعد الزوال ولا يكره فى النفل، لأنه أبعد عن الرياء ، حكاه المسعودى عن أحمد بن حنبل، وحكاه صاحب المعتمد من الشافعية عن القاضى حسين .

الخامس :أنه يكره السواك للصائم بالسواك الرطب دون غيره، سواء أول النهار وآخره، وهو قول مالك وأصحابه، وممن روى عنه كراهة السواك الرطب للصائم الشعبى وزياد بن حدير وأبو ميسرة والحكم ابن عتيبة وقتادة .

السادس :كراهته للصائم بعد الزوال مطلقا، وكراهة الرطب للصائم مطلقا، وهو قول أحمد وإسحاق بن راهويه .وقال ابن عمر يستاك أول النهار وآخره ولا يبلع ريقه(عمدة القارى للعينى، ج ۱۱ ص ۱۴، باب اغتسال الصائم)

[۱] اور بعض حضرات نے فرمایا کہ بلاشبہ روزہ دار کے منہ کی بو اگرچہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے لیکن اس کا یہ مقصد نہیں کہ اس بو کو باقی رکھنے اور اس کے تحفظ کی کوشش کی جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ روزہ دار سے گفتگو کرنے میں اس کی بو کی وجہ سے نہ کترائیں اور اسے بُرا نہ سمجھیں۔

فإن قلت :فى استنان الصائم إزالة الخلوف الذى هو أطيب عند الله من ريح المسك؟ **قلت** :إنما مدح النبى صلى الله عليه وسلم الخلوف نهيا للناس عن تعزز مكالمة الصائمين بسبب الخلوف، لا نهيا للصوام عن السواك، والله غنى عن وصول الرائحة الطيبة إليه، فعلمنا يقينا أنه لم يرد بالنهى استبقاء الرائحة، وإنما أراد نهى الناس عن كراهتها(عمدة القارى للعينى، ج ۱۱ ص ۱۳، باب اغتسال الصائم)

یہاں ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے کوہِ طور پر جانے اور وہاں چالیس راتیں گزارنے کے واقعہ میں بعض مفسرین نے یہ فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر تیس راتوں کے اعتکاف میں حسبِ قاعدہ تیس روزے مسلسل رکھے، تیسواں روزہ پورا کرنے کے بعد افطار کر کے مقررہ مقام طور پر حاضر ہوئے تو حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ آپ نے افطار کے بعد مسواک کر کے روزہ کی بُو کو ختم کر دیا، اس لئے مزید دس روزے اور رکھیئے تاکہ وہ بُو پھر پیدا ہو جائے، تو بظاہر اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ روزہ دار کے لئے مسواک کرنا مکروہ یا ممنوع ہونا چاہیئے، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کی کوئی سند معلوم نہیں، تاکہ اس واقعہ کی صداقت کا فیصلہ کیا جائے، اور اگر یہ واقعہ مستند طریقہ پر ثابت

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اگر منہ کی بوزائل کرنا روزہ کے خلاف ہوتا، تو پھر کلی کرنے کی بھی ممانعت ہوتی، کیونکہ اس سے بھی منہ کی صفائی ہوتی اور کچھ نہ کچھ منہ کی بوزائل وختم ہوتی ہے۔ [1]

تابعی حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ: أَتَسَوَّكُ وَأَنْتَ صَائِمٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَيَّ النَّهَارِ أَتَسَوَّكُ؟ قَالَ: أَيَّ النَّهَارِ شِئْتُ، إِنْ شِئْتُ غُدْوَةً، وَإِنْ شِئْتُ عَشِيَّةً، قُلْتُ: فَإِنَّ النَّاسَ يَكْرَهُوْنَهُ عَشِيَّةً، قَالَ: وَلِمَ؟ قُلْتُ: يَقُوْلُوْنَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، لَقَدْ أَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسِّوَاكِ حِيْنَ أَمَرَهُمْ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا بُدَّ أَنْ يَّكُوْنَ بِفَمِ الصَّائِمِ خُلُوْفٌ وَإِنِ اسْتَاكَ وَمَا كَانَ بِالَّذِيْ يَأْمُرُهُمْ أَنْ يُنْتِنُوْا أَفْوَاهَهُمْ عَمَدًا، مَا فِيْ ذٰلِكَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ، بَلْ فِيْهِ شَرٌّ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۳۳) [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بھی ہو جائے تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات سے متعلق ہو، عام لوگوں کے لئے نہ ہو، یا شریعتِ موسوی میں ایسا ہی حکم سب کے لئے ہو کہ روزہ کی حالت میں مسواک نہ کی جائے، لیکن شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام میں بحالتِ روزہ مسواک کرنے کا معمول صحیح احادیث سے ثابت ہے (معارف القرآن ج ۴ ص ۵۷ بتغیر)

[1] قال الحافظ فی التلخیص (ص ۱۹۳) إسناده جيد وقال الهيثمی (ج ۳: ص ۱۶۵) فيه بكر بن خنيس وهو ضعيف، وقد وثقه ابن معين فی رواية. قلت: ووثقه أيضاً العجلی وضعفه غيرهما. وقال فی التقريب: هو كوفی عابد سكن بغداد صدوق، له أغلاط -انتهی. وقد تعقب الحافظ فی التلخيص (ص ۲۲) علی هذا الجواب فقال فی قول ابن العربی السواك لا يزيل الخلوف، وإنما يزيل وسخ الأسنان نظر، لأنه يزيل المتصعد إلی الأسنان الناشیء عن خلو المعدة ولا يخفی ما فيه؛ لأن المضمضة أيضاً تزيل هذا وهم لا يكرهونها (مرعاة المفاتيح ،باب تنزيه الصوم)

[2] فی تحفة الاحوذی: قُلْتُ إِسْنَادُ هَذَا الْأَثَرِ جَيِّدٌ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيصِ الْحَبِيرِ (تحفة الأحوذی، بَاب مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ)

وقال شعيب الانؤوط: وقد جود إسناده الحافظ فی "التلخيص ۲/۲۰۲" وأورده الهيثمی فی "المجمع ۳/۵ن۱۶" وقال: وفيه بكر بن خنيس، وهو ضعيف، وقد وثقه ابن مَعِين فی رواية. قلنا: ولذا فإسناده محتمل للتحسين (مسند أحمد ،تحت رقم الحديث ۱۵۶۷۸)

ترجمہ: میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا آپ روزے کی حالت میں مسواک کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بے شک! میں نے عرض کیا کہ دن کے کس حصہ میں آپ مسواک کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ دن کے جس حصہ میں میں چاہتا ہوں، اگر چاہتا ہوں تو صبح کو، اور اگر چاہتا ہوں تو شام کو، میں نے کہا کہ لوگ شام کے وقت مسواک کو مکروہ سمجھتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ کیوں؟ میں نے کہا کہ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی بو سے زیادہ پسند ہے، تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مسواک کرنے کا حکم دیا، اور لوگوں کو مسواک کا حکم فرمانے کے وقت وہ یقینی طور پر روزہ دار کے منہ کی بو کو جانتے تھے، اگرچہ وہ مسواک کرے (مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں مسواک کرنے سے منع نہیں فرمایا) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جان بوجھ کر اپنے منہ میں بدبو پیدا کرنے (اور مسواک کئے بغیر باقی رکھنے) کا حکم نہیں فرماتے تھے، کیونکہ اس میں کوئی خیر نہیں ہے، بلکہ شر ہے (طبرانی)

اس کے علاوہ کئی احادیث وروایات سے بھی روزہ کی حالت میں ہر طرح کی مسواک کا جائز ہونا معلوم ہوتا ہے، جس کی مزید تفصیل آگے روزہ کو فاسد کرنے اور نہ کرنے والی چیزوں کے بیان میں آتی ہے۔

بہرحال مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کی بھوک اور پیاس کی وجہ سے معدہ سے جو خاص قسم کی بو پیدا ہوتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو مشک کی بو سے بھی زیادہ پسند ہے، جس سے روزہ دار کے بھوکے پیاسے رہنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ حَتّٰى يَفْرُغُوْا ، وَرُبَّمَا قَالَ: حَتّٰى يَشْبَعُوْا (ترمذی) ۱؎

ترجمہ: روزہ دار کے سامنے جب کھایا پیا جاتا ہے تو فرشتے برابر اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ کھانے والے کھانے پینے سے فارغ نہ ہوجائیں، اور بعض اوقات یہ فرمایا کہ پیٹ نہ بھرلیں (ترمذی)

اسی قسم کا مضمون حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی مروی ہے۔ ۲؎

اس سے روزہ دار کے دوسروں کو کھاتا پیتا دیکھ کر صبر کرنے کی یہ فضیلت معلوم ہوئی کہ بندہ فرشتوں کی دعا کا مستحق ہوتا ہے۔

بعض احادیث میں روزہ کو آدھا صبر اور جسم کی زکاۃ قرار دیا گیا ہے۔ ۳؎

جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح زکاۃ میں مال کا میل کچیل نکل جاتا ہے اسی طرح روزہ میں بدن کا میل کچیل یعنی فاسد مادہ جس سے بیماری پیدا ہوتی ہے دور ہوجاتا ہے۔ ۴؎

۱؎ رقم الحدیث ۷۸۵، کتاب الصوم، باب ماجاء فی فضل الصائم.
قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ.

۲؎ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ :الصَّائِمُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۹۷۱۰)
وهذا إسناد صحيح على شرط الشيخين، وهو موقوف فی حکم المرفوع (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السیء فی الأمة، تحت رقم الحدیث ۱۳۳۲)

۳؎ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فَذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى أَنْ -قَالَ " :وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ، وَإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةً، وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصِّيَامُ " (شعب الایمان، رقم الحدیث ۳۳۰۰، کتاب الصیام، واللفظ لهٗ، ابنِ ماجة، رقم الحدیث ۱۷۴۵؛ مسندالشهاب القضاعی، رقم الحدیث ۲۲۰؛ الزهد لوكيع، رقم الحدیث ۵۳۷)
هذا إسناد ضعيف من الطريقين معا فيه موسى بن عبيدة الربذی وهو متفق علی تضعيفه ومدار الإسنادين عليه (مصباح الزجاجة للكنانی ، باب فی ثواب من فطر صائما)

۴؎ لصيام نصف الصبر لان الزمان مشتمل على الليل والنهار والصوم يكون فی النهار وكمال الصبر بامساک الفم والفرج لما وردمن ضمن لی مابين لحيتيه ورجليه ضمنت له بالجنة اويحمل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض احادیث میں روزہ کو صحت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ ل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الصبر على اتيان الاوامر واجتناب النواهى قاطبة ويجعل المفطرات الثلث نصفه لان معظم هذه الامورتداول بالفرج والفم فلماامسكهما حصل له نصف الصبر والله اعلم (انجاح حاشيه ابن ماجه ص ۱۲۵)

(الصيام نصف الصبر) لأن الصبر حبس النفس عن إجابة داعى الشهوة والغضب فالنفس تشتهى الشىء لمحصول اللذة بإدراكه وتغضب لفوته وتنفر لنفرتها من المؤلم والصوم صبر عن مقتضى الشهوة فقط وهى شهوة البطن والفرج دون مقتضى الغضب لكن من كمال الصوم حبس النفس عنهما وبه تمسك من فضل الصبر على الشكر (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۵۲۰۰)

(الصيام نصف الصبر) لأن جماع العبادات فعل وكف والصوم يقمع الشهوة فيسهل الكف وهو شرط الصبر فهما صبران صبر عن أشياء وصبر على أشياء والصوم معين على أحدهما فهو نصف الصبر ذكره الحليمى وقال الغزالى :هذا مع خبر الصبر نصف الإيمان ينتج أن الصوم ربع الإيمان ثم هو متميز بخاصية النسبة إلى الله من بين سائر الأركان وقوله الصيام نصف الصبر مع قوله تعالى (إنما يوفى الصابرين أجرهم) إلخ ينتج أن ثواب الصوام يتجاوز قانون التقدير والحساب ا ه .وما ذكر هنا من أنه نصف الصبر يعارضه ما صار إليه بعض المفسرين من أن المراد بالصبر فى آية (واستعينوا بالصبر) الصوم بدليل مقابلته بالصلاة أما على ما ذهب إليه الأكثر من تفسير بالعبادة كلها فلا تعارض (وعلى كل شىء زكاة وزكاة الجسد الصيام) لأنه ينقص من قوة البدن وينحل الجسم فيكون الصيام كأنه أخرج شيئا من جسده لوجه الله فكأن زكاته (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۵۲۰۱)

ل عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اغْزُوا تَغْنَمُوا، وَصُومُوا تَصِحُّوا، وَسَافِرُوا تَسْتَغْنُوا .لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُهَيْلٍ، بِهَذَا اللَّفْظِ، إِلَّا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ " (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۸۳۱۲، واللفظ لهٗ؛ الضعفاء الكبير للعقيلى، رقم الحديث ۶۴۱؛ طبرانى فى الكبير و الاوسط)

قال الهيثمى : رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۵۰۷۰، بَابٌ فِي فَضْلِ الصَّوْمِ)

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ شَيْخِهِ مُوسَى بْنِ زَكَرِيَّا فَإِنْ كَانَ الرَّاوِيَ عَنْ شَبَّابٍ فَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِنْ كَانَ غَيْرَهُ فَلَمْ أَعْرِفْهُ ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ(مجمع الزوائد،بَابُ اغْزُوا تَغْنَمُوا وَسَافِرُوا تَصِحُّوا ،تحت رقم الحديث ۹۶۵۷)

عن ابْنِ عَبَّاسٍ قَال رَسُول اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ سَافِرُوا تَصِحُّوا وَصُومُوا تَصِحُّوا وَاغْزُوا تغنموا (الكامل فى ضعفاء الرجال، ج۸ص ۳۲۴)

عَنْ أَبِى إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " :إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَوْحَى إِلَى نَبِيٍّ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ أَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنْ لَيْسَ عَبْدٌ يَصُومُ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِي إِلَّا صَحَّحْتُ جِسْمَهُ وَأَعْظَمْتُ أَجْرَهُ " (شعب الايمان، رقم الحديث ۳۶۳۸)

ڈاکٹر اور اطبّاء بھی کہتے ہیں کہ روزہ سے جسم کے فضلات دُور ہوتے ہیں، اور روزہ جسمانی صحت کے لئے مفید ہے۔

ایک حدیث میں روزہ دار کے سونے کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔ [1]

روزہ کے جو فضائل ذکر کئے گئے، ان میں سے اکثر فضائل تو وہ ہیں، جو رمضان کے علاوہ دوسرے روزے رکھنے سے بھی حاصل ہوجاتے ہیں، اور رمضان کے روزوں سے بھی یقیناً حاصل ہوتے ہیں، بلکہ نفلی روزوں سے بڑھ کر فضائل حاصل ہوتے ہیں، کیونکہ رمضان کے روزوں کو تمام دوسرے روزوں پر فضیلت حاصل ہے۔

مزید کئی احادیث سے رمضان کے روزوں کے خصوصی فضائل بھی معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (بخاری) [2]

ترجمہ: جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے لیلۃُ القدر میں عبادت کی، اس کے پچھلے (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جائیں گے (بخاری)

مگر یہ فضیلت اس وقت ہے جبکہ روزہ کی حدود وقیود کی حفاظت کرے۔

---

[1] عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِى أَوْفَى، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَةٌ، وَصَمْتُهُ تَسْبِيحٌ، وَعَمَلُهُ مُضَاعَفٌ، وَدُعَاؤُهُ مُسْتَجَابٌ، وَذَنْبُهُ مَغْفُورٌ " (شعب الایمان،رقم الحدیث ۳۶۵۲، واللفظ لهٔ؛ الترغيب فى فضائل الأعمال وثواب ذلک، لابن شاهين، رقم الحديث ۱۴۲؛ الفردوس بمأثور الخطاب، رقم الحديث ۶۷۳۴)

[2] رقم الحديث ۱۹۰۱، كتاب الصوم،باب من صام رمضان إيمانا واحتسابا ونية، واللفظ لهٔ؛ مسلم، رقم الحديث ۷۶۰؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۱۳۷۲؛ نسائی رقم الحديث ۲۲۰۶؛ ترمذی، رقم الحديث ۶۸۳؛ مسند احمد، رقم الحديث ۹۴۴۵.

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَعَرَفَ حُدُوْدَہٗ ، وَتَحَفَّظَ مِمَّا کَانَ یَنْبَغِیْ لَہٗ أَنْ یَّتَحَفَّظَ فِیْہِ، کَفَّرَ مَا قَبْلَہٗ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اوران کی حدود کو پہچانا اوران چیزوں کی حفاظت کی جن چیزوں کی حفاظت روزے کے لئے ضروری تھی تو یہ روزے اس کے گزشتہ (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہوجائیں گے (مسند احمد)

روزہ کی اسی قسم کی ان گنت خصوصیات وفضائل کی وجہ سے بعض احادیث میں کسی عمل کے روزہ کے برابر نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مُرْنِیْ بِعَمَلٍ قَالَ عَلَیْکَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَاعِدْلَ لَہٗ

---

[1] رقم الحدیث ۱۱۵۲۴ ،واللفظ لہٗ،شعب الایمان للبیھقی، رقم الحدیث ۳۳۵۱؛ مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۱۰۵۸ .

فی حاشیۃ مسند احمد: حدیث حسن.

قال الھیثمی: رواہ أحمد، وأبو یعلی بنحوہ، وفیہ عبد اللہ بن قریظ ذکرہ ابن أبی حاتم، ولم یذکر فیہ جرحا ولا تعدیلا (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۴۷۹۵، باب احترام شھر رمضان ومعرفۃ حقہ)

فی حاشیۃ مسند ابی یعلیٰ: عبد اللہ بن قریط وثقہ ابن حبان وباقی رجالہ ثقات.

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ابن مبارک کی ایک روایت میں عبداللہ بن قرط ذکر فرمایا ہے،اوراسی طرح ابن حبان نے بھی اسی نام سے حدیث روایت کی ہے،اور بعض نے عبداللہ بن قریط قرار دیا ہے۔

وَرَوَاہُ غَیْرُہٗ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَکِ، فَقَالَ :عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ قُرْطٍ(شعب الایمان تحت رقم الحدیث ۳۳۵۱)

عبداللہ بن قرط کوابن حبان نے شامی فرمایا ہے،اوران کوثقات میں شمار کیا ہے۔

عبد اللہ بن قرط شامی یروی عن عطاء بن یسار روی عنہ یحیی بن أیوب التجیبی (ثقات ابن حبان،جزء۷،ص۶)

قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ مُرْنِیْ بِعَمَلٍ قَالَ عَلَيْکَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهٗ لَاعِدْلَ لَهٗ

(سنن النسائی) ۱؎

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھ کو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ کو لے لو کیونکہ کوئی عمل اس کے برابر نہیں، میں نے (دوبارہ) عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھ کو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے، آپ نے (پھر یہی) فرمایا کہ روزہ کو لے لو کیونکہ کوئی عمل اس کے برابر نہیں (نسائی)

بعض روایات میں یہ تفصیل آئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سننے کے بعد حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کثرت سے روزے رکھنے لگے تھے۔ ۲؎

معلوم ہوا کہ بعض حیثیات سے روزہ دوسرے تمام اعمال پر فضیلت اور سبقت رکھتا ہے۔

جب روزہ کی انتہائی عظمت، اہمیت اور فضیلت معلوم ہوگئی تو اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ رمضان کے روزہ کو بغیر شرعی عذر کے چھوڑ دینا، انتہائی نقصان اور خسارہ کی بات ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ

۱؎ رقم الحديث ۲۲۲۳، ج۴ص ۱۶۵، واللفظ لهٗ؛ ومسند احمد، رقم الحديث ۲۲۱۴۹؛ ابنِ حبان، رقم الحديث ۳۴۲۶.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

۲؎ فَمُرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَمْرٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهِ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ قَالَ وَكَانَ أَبُو أُمَامَةَ لَا يَكَادُ يُرَى فِي بَيْتِهِ الدُّخَانُ بِالنَّهَارِ فَإِذَا رُئِيَ الدُّخَانُ بِالنَّهَارِ عَرَفُوا أَنَّ ضَيْفًا اعْتَرَاهُمْ مِمَّا كَانَ يَصُومُ هُوَ وَأَهْلُهُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۲۲۰، حَدِيثُ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ الصُّدَيِّ، واللفظ لهٗ؛ مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۸۹۸۸؛ ابن حبان، رقم الحديث ۳۴۲۵؛ المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۷۴۶۴)

قال الهيثمي: رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُ أَحْمَدَ رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۵۰۸۷)

فی حاشية مسند احمد: اسناده صحيح على شرط مسلم.

صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَإِنْ صَامَهٗ (ترمذی) ۱؎

ترجمہ: جو شخص بغیر عذر اور بغیر بیماری کے ایک دن بھی رمضان کے روزہ کو افطار کردے (یعنی یا تو بالکل نہ رکھے، یا رکھ کر توڑ دے) تو پھر چاہے تمام عمر کے روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہوسکتا (ترمذی)

محدثین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲؎

لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ ۳؎

اور بعض کئی آثار میں بھی یہ مضمون آیا ہے۔ ۴؎

۱؎ رقم الحديث ۷۲۳، ابواب الصوم، باب ماجاء فی الافطار متعمدا، واللفظ لهٗ؛ مسند احمد رقم الحديث ۹۷۰۶؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۲۳۹۶؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۶۷۲؛ سنن کبریٰ للنسائی، رقم الحديث ۳۲۶۵؛ مصنف عبدالرزاق رقم الحديث ۷۴۷۵؛ صحيح ابنِ خزيمة، رقم الحديث ۱۹۸۷؛ شرح مشكل الآثار، رقم الحديث ۱۵۲۱.

۲؎ قال الترمذی: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ و سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ أَبُو الْمُطَوِّسِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ الْمُطَوِّسِ وَلَا أَعْرِفُ لَهُ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ (ترمذی، حواله بالا)
فی حاشية مسند احمد: إسناده ضعيف.

۳؎ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ :مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ لَقِيَ اللهَ بِهِ، وَإِنْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۵۷۴، مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۷۴۷۶، السنن الكبریٰ للبيهقی، رقم الحديث ۸۰۶۶)
قال الهيثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۹۷۹، باب فيمن أفطر فی شهر رمضان متعمدا أو جامع)
وأخرج البيهقی عن ابن مسعود موقوفًا :من أفطر يومًا من رمضان متعمدًا، لم يقضه أبدًا طول الدهر ومثل ذلک لا يقال من قبيل الرأی (فتح الغفار الجامع لأحكام سنة نبينا المختار، للحسن بن أحمد بن يوسف بن محمد بن أحمد الرُّباعی الصنعانی، تحت رقم الحديث ۲۸۰۲)

۴؎ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ :مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلاَ مَرَضٍ، لَمْ يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ وَإِنْ صَامَهُ وَبِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَالشَّعْبِيُّ، وَابْنُ جُبَيْرٍ، وَإِبْرَاهِيمُ، وَقَتَادَةُ، وَحَمَّادٌ :يَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ (بخاری، ج۳ص۳۲، باب إذا جامع فی رمضان)
وَأما قَول ابْن مَسْعُود فَأَخْبرنَا أَحْمد بن أبي بكر فِي كِتَابه أَن عِيسَى بن عبد الرَّحْمَن أخبرهُ أَنا مُحَمَّد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسی وجہ سے بعض علماء کی تحقیق یہی ہے کہ جس نے رمضانُ المبارک کے روزہ کو بلاوجہ کھودیا تو اس کی قضاء ہو ہی نہیں سکتی چاہے عمر بھر روزے رکھتا رہے۔

مگر جمہور فقہاء وعلماء کے نزدیک اگر رمضان کا روزہ بلاعذر رکھا ہی نہیں تو ایک روزہ کے بدلے ایک روزہ سے قضاء ہو جائے گی اور اگر روزہ رکھ کر بلا شرعی عذر کے توڑ دیا تو قضا کے ایک روزہ کے علاوہ بہت سی صورتوں میں کفارہ ادا کرنے سے فرض ذمہ میں سے ادا ہو جائے گا۔

لیکن یہ حکم فریضہ کے ادا ہونے سے متعلق ہے جہاں تک برکت اور فضیلت کا تعلق ہے تو وہ بلاشبہ کسی طرح ہاتھ نہیں آسکتی، حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز کا ایک موسم ہوتا ہے اور موسم کے اعتبار سے چیزوں کی قیمت بڑھتی اور چڑھتی ہے۔

رمضانُ المبارک کا مہینہ فرض روزوں کے لئے خاص کر دیا گیا ہے۔

یہ مہینہ روزوں کا ایک خاص موسم ہے، اس مہینہ میں روزہ رکھنے پر جو کچھ ملتا ہے بعد میں اس کی قضا رکھ لینے پر رمضان والی فضیلت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ روزہ اپنے خاص مقام سے ہٹ گیا، البتہ معذور اور مجبور لوگوں کا معاملہ الگ ہے، ان پر اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرماتے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بن إِبُرَاهيم الإربلى عَن شهدة بنت الإبرى سَمَاعا أَن طراد بن مُحَمَّد بن عَلّى الزَّيُنَبِى أخبرهُم أَنا أَبُو الُفَتُح هِلَال بن مُحَمَّد بن جَعُفَر الحفار أَنا الُحُسَيُن بن يَحُيَى بن عَبَّاس ثَنَا إِبُرَاهِيم بن محشر ثَنا عُبَيُدَة بن حميد عَن مَنُصُور عَن وَاصل عَن الُمُغيرَة بن عبد الله الُيَشُكُرِى قَالَ حدثت أَن عبد الله بن مَسُعُود قَالَ من أفطر يَوُمًا من رَمَضَان من غير عِلّة لم يجزه صِيَام الدَّهُر حَتَّى يلقى الله عَزَّ وَجَلَّ فَإِن شَاء َغفر لَهُ وَإِن شَاء َعذبه رَوَاهُ الُبَيُهَقِيّ فِى السّنَن الُكَبِير عَن هِلَال الحفار فوافقناه فِيهِ بعلو دَرَجَة عَلَى طَرِيقه وَهَكَذَا رَوَاهُ عبد الرَّزَّاق عَن الثَّوُرِىّ عَن وَاصل الأحدب وَإِسُنَاده صَحِيح لَو فسر الُمُغيرَة من حَدثه ثمَّ رَأَيُته فِى مُصَنف ابُن أبى شيبَة قَالَ ثَنَا وَكِيع عَن سُفُيَان عَن وَاصل عَن مُغيرَة عَن فَلان بن الُحَارِث عَن ابُن مَسُعُود بِهِ وَالرجل مَعَ ذَلِک مُبُهَم لكِن يعتضد بمجيئه من وَجه آخر قَالَ الُبَيُهَقِىّ أخبرنَا أَبُو عبد الله الُحَافِظ ثَنَا أَبُو الُعَبَّاس مُحَمَّد بن يَعُقُوب ثَنَا الُحسن بن عَلّى بن عَفَّان ثَنَا أَبُو أُسَامَة عَن عبد الُملک ثَنَا أَبُو الُمُغيرَة الثَّقَفِىّ عَن عرُفجَة قَالَ قَالَ عبد الله بن مَسُعُود من أفطر يَوُمًا من رَمَضَان مُتَعَمدا من غير عِلّة ثمَّ قَضَى طول الدَّهُر لم يقبل مِنُهُ وَأخرجه الطَّبَرَانِىّ فِى الُكَبِير أَيُضا (تغليق التعليق على صحيح البخارى لابنِ حجر، ج۳ص ۱۷۰، ۱۷۱، بَاب إِذا جَامع فِى رَمَضَان)

ہوئے دوسرے دِنوں میں قضا کرنے کی صورت میں بھی وہی برکات عطا فرماتے ہیں۔

بہت سے تندرست اور صحت مند لوگ رمضانُ المبارک کے روزے نہیں رکھتے اور ذرا سی بھوک، پیاس اور معمولی سی بیڑی، سگریٹ، پان، تمباکو، نسوار، چائے، قہوہ وغیرہ یا دنیا کی دوسری مصروفیات کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیتے ہیں۔

انہیں دنیا کے ذرا سے مزے اور طلب کی خاطر اپنی قبر اور آخرت کو خراب کرنے اور انتہائی عظیم اجر وثواب کے محروم ہونے سے بچنا چاہئے۔ [۱]

روزہ کی حکمتیں

شریعت کے احکام کی اصل بنیاد تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو پورا کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا ہے۔ اور یہی فلسفہ اور حکمت روزہ میں بھی ہے۔

لیکن یہ بات بھی واضح ہے کہ اللہ کے حکم کو پورا کرنے میں جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے وہاں ساتھ ساتھ بے شمار دوسرے دنیوی اور اخروی فوائد اور حکمتیں بھی حاصل ہوتی ہیں جن کا صحیح طرح سے ہم لوگ احاطہ وشمار نہیں کرسکتے۔

مگر کچھ حکمتیں شریعت کی بے پناہ مہربانیوں کی وجہ سے بندوں کو اعمال کی طرف راغب کرنے کے لئے بتلادی جاتی ہیں اور کچھ حکمتیں اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے دلوں میں بھی ڈال دیتے ہیں۔

---

[۱] (وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :-مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ "كَسَفَرٍ "وَلَا مَرَضٍ ") أَیْ :مُبِيحٌ لِلْإِفْطَارِ مِنْ عَطْفِ الْأَخَصِّ عَلَى الْأَعَمِّ "لَمْ يَقْضِ عَنْهُ "أَیْ :عَنْ ثَوَابِ ذَلِکَ الْيَوْمِ "صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ "أَیْ :صَوْمُهُ فِيهِ، فَالْإِضَافَةُ بِمَعْنَى فِی، نَحْوُ مَكْرُ اللَّيْلِ (وَكُلِّهُ) لِلتَّأْكِيدِ "وَإِنْ صَامَهُ "أَیْ وَلَوْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ، قَالَ الطِّيبِیُّ :أَیْ لَمْ يَجِدْ فَضِيلَةَ الصَّوْمِ الْمَفْرُوضِ بِصَوْمِ النَّفْلِ، وَإِنْ سَقَطَ قَضَاؤُهُ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَاحِدٍ، وَهَذَا عَلَى طَرِيقِ الْمُبَالَغَةِ وَالتَّشْدِيدِ، وَلِذَلِکَ أَكَّدَهُ بِقَوْلِهِ "وَإِنْ صَامَهُ "، أَیْ :حَقَّ الصِّيَامِ، قَالَ ابْنُ الْمَلَکِ :وَإِلَّا فَالْإِجْمَاعُ عَلَى أَنَّهُ يَقْضِی يَوْمًا مَكَانَهُ (مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۳۹۸، كتاب الصوم، باب تنزيه الصوم)

چنانچہ اسی بنیاد پر روزہ کی کچھ حکمتیں یہ بیان کی گئی ہیں:

(۱)...... روزہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی بڑی پہچان اور نشانی ہے۔

جیسے کوئی شخص کسی کی محبت میں مست اور سرشار ہوکر کھانا، پینا اور میاں بیوی والے خصوصی تعلقات چھوڑ دیتا ہے اسی طرح روزہ دار اللہ جلّ شانہٗ کی محبت میں گُم ہوکر اسی حالت کا اظہار اور ترجمانی کرتا ہے، اور اسی وجہ سے غیرُ اللہ کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں۔

(۲)...... روزہ دار کی نفسانی خواہشات کمزور اور سُست ہوجاتی ہیں (جس کے نتیجہ میں گناہوں سے بچنا آسان ہوجاتا ہے)

(۳)...... روزے سے انسان میں اللہ کا خوف وخشیت اور تقویٰ پیدا ہوتا ہے (جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا آسان ہوجاتا ہے)

(۴)...... روزے کی وجہ سے روحانی قوت اور طاقت میں اضافہ ہوتا ہے (جس کے نتیجہ میں مادی تقاضے کمزور اور روحانیت میں ترقی ہوتی ہے)

(۵)...... روزہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا تقاضا پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کی قدر کرنے کا جذبہ اور توفیق حاصل ہوتی ہے۔

(۶)...... روزہ رکھنے سے اپنی عاجزی، مسکنت اور اپنے محتاج ہونے کا خیال ترقی پکڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور قدرت وبے نیازی پر نظر جاتی ہے۔

(۷)...... روزہ رکھنے سے انسانی ہمدردی اور مسکینوں پر رحم اور ان کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔

(۸)...... روزہ رکھنے سے جانوروں اور حیوانوں کی خصلتوں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ اور اشرفُ المخلوقات کی صفات حاصل ہوتی ہیں۔

(۹)...... روزہ رکھ کر فرشتوں کی مشابہت اور ان کے قُرب کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔

(۱۰)...... جسمانی بیماریوں، خاص کر معدے کے امراض اور بلغمی بیماریوں کے لئے روزہ

بے حد مفید ہے۔

(۱۱)...... روزہ رکھنے سے انسان کی بصیرت کھلتی ہے اور دور اندیشی و باریک بینی کا خیال ترقی پکڑتا ہے، جس کے نتیجہ میں بہت سی مخلوق و مصنوعات کے حقائق اور ان کے راز بھی کھلنے شروع ہو جاتے ہیں۔

(۱۲)...... روزہ کے ذریعہ سے بُری اور غلط عادات (مثلاً سگریٹ نوشی، منشیات وغیرہ) سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

(۱۳)...... خاص طور پر رمضان کا روزہ اسلامی برادری میں مساوات کا سبب بنتا ہے۔ کیونکہ امیر اور غریب باوجود ایک دوسرے سے مال و دولت میں کم زیادہ ہونے کے روزہ میں ایک ساتھ مل کر ایک ہی وقت میں کھانے پینے کے اعتبار سے ایک دوسرے کے مساوی ہو جاتے ہیں اور مال و دولت کا عارضی امتیاز درمیان میں حائل نہیں رہتا۔

(۱۴)...... روزہ دار کو ایک ایسا ایمانی جوہر اور ایسی توانائی حاصل ہوتی ہے جو انفرادی اور اجتماعی معاشرے کی اصلاح کا سبب بنتی ہے، کیونکہ روزہ دار کے دل میں کسی کی حق تلفی، عداوت، بغض، دشمنی، بے حیائی، غیبت اور چغل خوری وغیرہ کے خیالات کم پیدا ہوتے ہیں۔

(۱۵)...... روزہ کی وجہ سے بنی نوع انسان میں صبر و تحمل کا مزاج پیدا ہوتا ہے اور بے صبری سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی اور بہت سے روزے کے دنیوی واخروی فائدے ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو" احکامِ اسلام عقل کی نظر میں"، ص ۹۹ و ۱۰۰، از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ وعمدۃ الفقہ ج ۳ ص ۱۸۰؛ الفقہ الاسلامی وادلتہٗ ج ۳ ص ۱۶۱۷ تا ص ۱۶۲۰) ۱

---

۱ روزہ کی ان ہمہ جہت خوبیوں کی وجہ سے قرآن مجید میں کئی جگہ روزہ کا تذکرہ فرمایا گیا اور کئی دوسری چیزوں کے لئے بھی روزہ کو مقرر کیا گیا ہے۔
تفصیل کے لئے مندرجہ ذیل آیات کی طرف رجوع فرمائیں۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

رمضان کے پورے مہینے مسلسل روزہ رکھنے کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت کے لئے رمضان المبارک کا پورا مہینہ مقرر فرمایا ہے۔ اگر ایک ساتھ پورے ایک مہینہ کے روزے فرض نہ ہوتے بلکہ تھوڑے تھوڑے کر کے رکھوائے جاتے تو اس سے نفس کی شہوانی قوت کے دبانے اور نفس کو پاکیزہ کرنے کا وہ فائدہ حاصل نہ ہوتا جو پورے ایک مہینہ کے روزے رکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۳)
وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ (ایضاً آیت ۱۸۴) فَلْيَصُمْهُ (ایضاً آیت ۱۸۵)
فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ (ایضاً آیت ۱۹۶) فَصِيَامُ ثَلاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ (ایضاً آیت ۱۹۶)
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ (سورہ نساء آیت ۹۲) اَوْعَدْلُ ذَالِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ
(مائدہ آیت ۵) فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاثَةِ اَيَّامٍ (ایضاً آیت ۸۹) وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصَّآئِمَاتِ
(سورہ احزاب آیت ۳۵) فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ (سورہ مجادلہ آیت ۴)

وفوائد الصيام كثيرة من الناحيتين الروحية والمادية:

فالصوم طاعة لله تعالى، يثاب عليها المؤمن ثواباً مفتوحاً لا حدود له، لأنه لله سبحانه،وكرم الله واسع، وينال بها رضوان الله، واستحقاق دخول الجنان من باب خاص أعد للصائمين يقال له الريان ويبعد نفسه عن عذاب الله تعالى بسبب ما قد يرتكبه من معاص، فهو كفارة للذنوب من عام لآخر، وبالطاعة يستقيم أمر المؤمن على الحق الذى شرعه الله عز وجل، لأن الصوم يحقق التقوى التى هى امتثال للأوامر الإلهية واجتناب النواهى، قال الله تعالى :(يا أيها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم، لعلكم تتقون)

والصوم مدرسة خلقية كبرى يتدرب فيها المؤمن على خصال كثيرة، فهو جهاد للنفس، ومقاومة للأهواء ونزعات الشيطان التى قد تلوح له، ويتعود به الإنسان خلق الصبر على ما قد يُحرَم منه، وعلى الأهواء والشدائد التى قد يتعرض لها، إذ يجد الطعام الشهى يطبخ أمامه، والروائح تهيج عصارات معدته، والماء العذب البارد يترقرق فى ناظريه، فيمتنع منه، منتظراً وقت الإذن الربانى بتناوله .والصوم يعلّم الأمانة ومراقبة الله تعالى فى السر والعلن؛ إذ لا رقيب على الصائم فى امتناعه عن الطيبات إلا الله وحده .والصوم يقوى الإرادة، ويشحذ العزيمة، ويعلّم الصبر، ويساعد على صفاء الذهن، واتقاد الفكر، وإلهام الآراء الثاقبة إذا تخطى الصائم مرحلة الاسترخاء ، وتناسى ما قد يطرأ له من عوارض الارتخاء والفتور أحياناً، قال لقمان لابنه :يا بنى، إذا امتلأت المعدة نامت الفكرة، وخرست الحكمة، وقعدت الأعضاء عن العبادة.والصوم يعلّم النظام والانضباط؛ لأنه يجبر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراس کا آج کل کے ماہرین نے بھی اعتراف کیا ہے کہ مسلسل ایک مہینہ روزہ رکھنا صحت کے لئے بھی مفید ہے (بشرطیکہ سحری وافطار وغیرہ میں احتیاط رکھی جائے)

اوراس کے علاوہ متفرق طور پر روزے رکھنے سے خوشی کا وہ سماں بھی حاصل نہ ہوتا جو ایک مہینہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصائم على تناول الطعام والشراب في وقت محدد وموعد معين .والصوم يشعر بوحدة المسلمين الحسية في المشارق والمغارب، فهم جميعاً يصومون ويفطرون في وقت واحد؛ لأن ربهم واحد، وعبادتهم موحدة .وينمي الصوم في الإنسان عاطفة الرحمة والأخوة، والشعور برابطة التضامن والتعاون التي تربط المسلمين فيما بينهم، فيدفعه إحساسه بالجوع والحاجة مثلاً إلى صلة الآخرين، والمساهمة في القضاء على غائلة الفقر والجوع والمرض، فتتقوى أواصر الروابط الاجتماعية بين الناس، ويتعاون الكل في معالجة الحالات المرضية في المجتمع .والصوم فعلاً يجدد حياة الإنسان بتجدد الخلايا وطرح ماشاخ منها، وإراحة المعدة وجهاز الهضم، وحمية الجسد، والتخلص من الفضلات المترسبة والأطعمة غير المهضومة، والعفونات أو الرطوبات التي تتركها الأطعمة والأشربة، قال النبي صلّى الله عليه وسلم :صوموا تصحوا، وقال طبيب العرب : الحارث بن كَلَدة :المعدة بيت الداء ، والحِمية رأس كل دواء .والصيام جهاد للنفس، وتخليصها مما علق بها من شوائب الدنيا وآثامها، وكسر حدة الشهوة والأهواء ، وتهذيبها وضبطها في طعامها وشرابها، بدليل قول النبي صلّى الله عليه وسلم :يا معشر الشباب :من استطاع منكم الباء ة، فليتزوج، فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج، ومن لم يستطع فعليه بالصوم فإنه له وجاء وقال الكمال بن الهمام :الصوم ثالث أركان الإسلام بعد لا إله إلا الله، محمد رسول الله والصلاة، شرعه سبحانه لفوائد أعظمها كونه موجباً أشياء :

منها :سكون النفس الأمارة، وكسر سورتها في الفضول المتعلقة بجميع الجوارح من العين واللسان والأذن والفرج، فإن به تضعف حركتها في محسوساتها، ولذا قيل :إذا جاعت النفس شبعت جميع الأعضاء ، وإذا شبعت جاعت كلها .

ومنها :كونه موجباً للرحمة والعطف على المساكين، فإنه لما ذاق ألم الجوع في بعض الأوقات، ذكر من هذا حاله في عموم الأوقات، فتسارع إليه الرقة عليه، فينال بذلك ما عند الله تعالى من حسن الجزاء .

ومنها :موافقة الفقراء بتحمل ما يتحملون أحياناً، وفي ذلك رفع حاله عند الله تعالى.

وقال في الإيضاح :اعلم أن الصوم من أعظم أركان الدين وأوثق قوانين الشرع المتين، به قهر النفس الأمارة بالسوء ، وإنه مركب من أعمال القلب، ومن المنع عن المآكل والمشارب والمناكح عامة يومه، وهو أجمل الخصال، غير أنه أشق التكاليف على النفوس، وقد مدحه الله بآية (إن المسلمين والمسلمات) ... (والخاشعين والخاشعات والمتصدقين والمتصدقات والصائمين والصائمات) (الفقه الاسلامي وادلتہ، ج۳، ص۱۶۱۷ تاص ۱۶۲۰)

کے مسلسل روزے رکھنے کے بعد عید کے دن حاصل ہوتا ہے۔

پھر اگر بندوں کو اختیار دے دیا جاتا کہ سال بھر میں جس کا جب دل چاہے مقررہ تعداد میں روزے رکھ لے تو اس میں یکجہتی بھی نہ رہتی، کبھی ایک شخص رکھتا، کبھی دوسرا شخص رکھتا اور اسی طرح بہت سے لوگ مقررہ تعداد میں روزے رکھنے سے محروم ہو جاتے کیونکہ اجتماعی صورت میں جو کام آسانی سے ہو جاتا ہے وہ انفرادی طور پر نہیں ہو پاتا، جیسا کہ اس کا عام مشاہدہ ہے کہ رمضانُ المبارک کے علاوہ عام طور پر پورے سال اتنے روزے رکھنے کی توفیق نہیں ہوتی۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعیت میں بے شمار برکتیں رکھی ہیں۔

اور رمضانُ المبارک میں اجتماعی برکات کا ہر ایک کو مشاہدہ ہوتا ہے کہ جو سرور اور کیفیت ہر طرف رمضان کے مہینہ میں نظر آتی ہے وہ پورے سال میں میسر نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ اس بابرکت مہینے کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

روزہ فرض اور صحیح ہونے کی شرائط اور ان کے احکام

رمضان کا روزہ فرض اور صحیح ہونے کی کچھ شرائط ہیں، جن لوگوں میں یہ شرائط پائی جائیں، ان پر روزہ فرض، اور ان کا روزہ درست وصحیح ہوتا ہے، ورنہ نہیں۔

یہ شرائط کئی طرح کی ہیں، اور ان سے متعلقہ مسائل بھی بہت ہیں، ان کی تفصیل معلوم ہونا ضروری ہے۔

ماہِ رمضان کا روزہ فرض ہونے کا سبب ''رمضان کا مہینہ'' ہے، جس طرح نماز فرض ہونے کا سبب ''وقت'' ہے، لہٰذا رمضان کا روزہ جو فرض ہوتا ہے، وہ رمضان کے مہینہ کو پانے کے سبب سے فرض ہوتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (سورة البقرة، آيت ۱۸۵)

ترجمہ: تم میں سے جو شخص رمضان کے مہینے کو پائے، تو اسے چاہئے کہ وہ روزہ رکھے (سورہ بقرہ) [1]

---

[1] پھر اس میں اختلاف ہے کہ سببِ وجوبِ صوم ''مطلق شہودِ شہر'' ہے (کہ سبب ہونے میں رمضان کی راتیں اور دن برابر ہیں) یا پھر سببِ وجوبِ صوم خاص ''رمضان کے دن'' ہیں نہ کہ راتیں۔

پہلا قول شمس الائمہ سرخسی کا ہے، اور دوسرا قول قاضی ابوزید، اور صدر الاسلام ابوالیسر کا ہے۔

وَسَبَبُ وُجُوبِهِ الشَّهْرُ لِإِضَافَتِهِ إِلَيْهِ يُقَالُ: صَوْمُ رَمَضَانَ، وَلِتَكَرُّرِهِ بِتَكَرَارِ الشَّهْرِ، وَكُلُّ يَوْمٍ سَبَبُ وُجُوبِ صَوْمِهِ (الاختيار لتعليل المختار، ج ۱ ص ۱۲۵، كتاب الصوم)

وَسَبَبُ رَمَضَانَ شُهُودُ جُزْءٍ مِنَ الشَّهْرِ اتِّفَاقًا لَكِنْ اخْتَلَفُوا فَذَهَبَ السَّرَخْسِيُّ إِلَى أَنَّ السَّبَبَ مُطْلَقُ شُهُودِ الشَّهْرِ حَتَّى اسْتَوَى فِي السَّبَبِيَّةِ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي، وَذَهَبَ الدَّبُوسِيُّ وَفَخْرُ الْإِسْلَامِ وَأَبُو الْيُسْرِ إِلَى أَنَّ السَّبَبَ الْأَيَّامُ دُونَ اللَّيَالِي أَيْ الْجُزْءُ الَّذِي لَا يَتَجَزَّأُ مِنْ كُلِّ يَوْمٍ سَبَبٌ لِصَوْمِ ذَلِكَ الْيَوْمِ فَيَجِبُ صَوْمُ جَمِيعِ الْأَيَّامِ مُقَارِنًا إِيَّاهُ، وَثَمَرَةُ الْخِلَافِ تَظْهَرُ فِيمَنْ أَفَاقَ فِي أَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنَ الشَّهْرِ ثُمَّ جُنَّ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ وَمَضَى الشَّهْرُ، وَهُوَ مَجْنُونٌ ثُمَّ أَفَاقَ فَعَلَى قَوْلِ السَّرَخْسِيِّ يَلْزَمُهُ الْقَضَاءُ، وَلَوْ لَمْ يَتَقَرَّرْ السَّبَبُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فقہائے احناف نے روزہ فرض اور صحیح ہونے کی جو شرائط بیان فرمائی ہیں، آگے ان کی تفصیل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فِي حَقِّهِ بِمَا شَهِدَ مِنَ الشَّهْرِ حَالَ إِفَاقَتِهِ لَمْ يَلْزَمْهُ، وَعَلَى قَوْلِ غَيْرِهِ لَا يَلْزَمُهُ الْقَضَاءُ، وَصَحَّحَهُ السِّرَاجُ الْهِنْدِيُّ فِي شَرْحِ الْمُغْنِي؛ لِأَنَّ اللَّيْلَ لَيْسَ بِمَحَلٍّ لِلصَّوْمِ فَكَانَ الْجُنُونُ وَالْإِفَاقَةُ فِيهِ سَوَاءً، وَعَلَى هَذَا الْخِلَافِ لَوْ أَفَاقَ لَيْلَةً فِي وَسَطِ الشَّهْرِ ثُمَّ أَصْبَحَ مَجْنُونًا، وَكَذَا لَوْ أَفَاقَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ بَعْدَ الزَّوَالِ وَجَمَعَ فِي الْهِدَايَةِ بَيْنَ الْقَوْلَيْنِ بِأَنَّهُ لَا مُنَافَاةَ فَشُهُودُ جُزْءٍ مِنْهُ سَبَبٌ لِكُلِّهِ ثُمَّ كُلُّ يَوْمٍ سَبَبُ وُجُوبِ أَدَائِهِ غَايَةُ الْأَمْرِ أَنَّهُ تَكَرَّرَ سَبَبُ وُجُوبِ صَوْمِ الْيَوْمِ بِاعْتِبَارِ خُصُوصِهِ وَدُخُولِهِ فِي ضِمْنِ غَيْرِهِ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ، وَالَّذِي يَظْهَرُ أَنَّ صَاحِبَ الْهِدَايَةِ يَخْتَارُ غَيْرَ قَوْلِ السَّرَخْسِيِّ؛ لِأَنَّ السَّرَخْسِيَّ يَقُولُ: كُلُّ يَوْمٍ مَعَ لَيْلَتِهِ سَبَبٌ لِلْوُجُوبِ لَا الْيَوْمُ وَحْدَهُ، وَتَمَامُ تَقْرِيرِهِ فِي الْأُصُولِ(البحر الرائق، ج۲ص۲۷۶، کتاب الصوم)

(سَبَبُ وُجُوبِ الصَّوْمِ)قَوْلُهُ (وَسَبَبُ وُجُوبِ الصَّوْمِ) يَعْنِي صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ وَاللَّامُ لِلْعَهْدِ أَيَّامَ شَهْرِ رَمَضَانَ .اتَّفَقَ الْمُتَأَخِّرُونَ مِنْ مَشَايِخِنَا مِثْلُ الْقَاضِي الْإِمَامِ أَبِي زَيْدٍ وَشَمْسِ الْأَئِمَّةِ وَالشَّيْخِ الْمُصَنِّفِ وَصَدْرِ الْإِسْلَامِ أَبِي الْيُسْرِ، وَمَنْ تَابَعَهُمْ عَلَى أَنَّ سَبَبَ وُجُوبِ الصَّوْمِ الشَّهْرُ؛ لِأَنَّهُ يُضَافُ إِلَيْهِ وَيَتَكَرَّرُ بِتَكَرُّرِهِ وَيَصِحُّ الْأَدَاءُ بَعْدَ دُخُولِ الشَّهْرِ، وَلَا يَصِحُّ قَبْلَهُ لَكِنَّهُمْ اخْتَلَفُوا بَعْدَ ذَلِكَ .فَذَهَبَ الْإِمَامُ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ السَّرَخْسِيُّ -رَحِمَهُ اللَّهُ- إِلَى أَنَّ السَّبَبَ مُطْلَقُ شُهُودِ الشَّهْرِ حَتَّى اسْتَوَى فِي السَّبَبِيَّةِ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي مُتَمَسِّكًا بِأَنَّ الشَّهْرَ اسْمٌ لِجُزْءٍ مِنْ الزَّمَانِ مُشْتَمِلٌ عَلَى الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي، وَإِنَّمَا جَعَلَهُ الشَّرْعُ سَبَبًا لِإِظْهَارِ فَضِيلَةِ هَذَا الْوَقْتِ، وَهِيَ ثَابِتَةٌ لِلْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي جَمِيعًا وَالدَّلِيلُ عَلَيْهِ أَنَّ مَنْ كَانَ مُفِيقًا فِي أَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ الشَّهْرِ ثُمَّ جُنَّ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ، وَمَضَى الشَّهْرُ، وَهُوَ مَجْنُونٌ ثُمَّ أَفَاقَ يَلْزَمُهُ الْقَضَاءُ، وَلَوْ لَمْ يَتَقَرَّرْ السَّبَبُ فِي حَقِّهِ بِمَا شَهِدَ مِنْ الشَّهْرِ فِي حَالِ الْإِفَاقَةِ لَمْ يَلْزَمْهُ الْقَضَاءُ، وَكَذَلِكَ الْمَجْنُونُ إِذَا أَفَاقَ فِي لَيْلَةٍ ثُمَّ جُنَّ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ ثُمَّ أَفَاقَ بَعْدَ مُضِيِّ الشَّهْرِ يَلْزَمُهُ الْقَضَاءُ.

وَكَذَا نِيَّةُ أَدَاءِ الْفَرْضِ تَصِحُّ بَعْدَ وُجُودِ اللَّيْلَةِ الْأُولَى بِغُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ، وَمَعْلُومٌ أَنَّ نِيَّةَ أَدَاءِ الْفَرْضِ قَبْلَ تَصَوُّرِ سَبَبِ الْوُجُوبِ لَا تَصِحُّ أَلَا تَرَى أَنَّهُ لَوْ نَوَى قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ لَا تَصِحُّ نِيَّتُهُ .وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُهُ -عَلَيْهِ السَّلَامُ-: صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ .فَإِنَّهُ نَظِيرُ قَوْلِهِ تَعَالَى :(أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ)وَلَا مَعْنَى لِقَوْلِ مَنْ قَالَ لَوْ كَانَ سَبَبًا لَجَازَ الْأَدَاءُ فِيهِ؛ لِأَنَّ صِحَّةَ السَّبَبِ لَا يَتَوَقَّفُ عَلَى تَمَكُّنِ الْأَدَاءِ فِيهِ فَإِنَّ مَنْ أَسْلَمَ فِي آخِرِ الْوَقْتِ يَلْزَمُهُ فَرْضُ الْوَقْتِ، وَإِنْ لَمْ يَثْبُتْ التَّمَكُّنُ مِنْ الْأَدَاءِ فِيهِ بَلْ الشَّرْطُ احْتِمَالُ الْأَدَاءِ فِي الْوَقْتِ، وَهُوَ ثَابِتٌ وَلِهَذَا لَوْ أَسْلَمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ بَعْدَ الزَّوَالِ أَوْ قَبْلَهُ لَمْ يَلْزَمْهُ الصَّوْمُ، وَإِنْ أَدْرَكَ جُزْءًا مِنْ الشَّهْرِ لِانْقِطَاعِ احْتِمَالِ الْأَدَاءِ فِي الْوَقْتِ .

وَذَهَبَ الْقَاضِي الْإِمَامُ أَبُو زَيْدٍ وَالشَّيْخُ الْمُصَنِّفُ وَصَدْرُ الْإِسْلَامِ أَبُو الْيُسْرِ إِلَى أَنَّ سَبَبَ وُجُوبِ الصَّوْمِ أَيَّامُ شَهْرِ رَمَضَانَ دُونَ اللَّيَالِي أَيْ الْجُزْءُ الْأَوَّلُ الَّذِي لَا يَتَجَزَّأُ مِنْ كُلِّ يَوْمٍ سَبَبٌ لِصَوْمِ ذَلِكَ الْيَوْمِ فَيَجِبُ صَوْمُ جَمِيعِ الْيَوْمِ مُقَارِنًا إِيَّاهُ؛ لِأَنَّ الْوَاجِبَ فِي الشَّهْرِ أَشْيَاءُ مُتَغَايِرَةٌ إِذْ صَوْمُ كُلِّ يَوْمٍ عِبَادَةٌ عَلَى حِدَةٍ غَيْرُ مُرْتَبِطٍ بِغَيْرِهِ لِاخْتِصَاصِهِ بِشَرَائِطِ وُجُودِهِ، وَانْفِرَادُهُ بِالِارْتِفَاعِ عِنْدَ طُرُوءِ النَّاقِضِ كَالصَّلَوَاتِ فِي أَوْقَاتِهَا بَلْ التَّفَرُّقُ فِي الصِّيَامِ أَكْثَرُ مِنْهُ فِي الصَّلَوَاتِ فَإِنَّ التَّفَرُّقَ فِي الصَّلَوَاتِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ذکر کی جاتی ہے۔ ۱؎

(۱)...... مسلمان ہونا (غیر مسلم، نومسلم اور مرتد کے روزہ کے احکام)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

باعْتِبَارِ أَنَّ أَدَاءَ الظُّهْرِ لا يَجُوزُ فِي وَقْتِ الْفَجْرِ وَيَفُوتُ بِمَجِيءِ وَقْتِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَدَاءِ الظُّهْرِ، وَهَذَا الْمَعْنَى فِيمَا نَحْنُ فِيهِ مَوْجُودٌ وَزِيَادَةٌ، وَهِيَ أَنَّ بَيْنَ كُلِّ يَوْمَيْنِ وَقْتًا لا يَصْلُحُ لِلصَّوْمِ لا أَدَاءً، وَلَا قَضَاءً لِمَا مَضَى، وَلَا نَفْلًا، وَإِذَا كَانَ كَذَلِكَ كَانَ كُلُّ عِبَادَةٍ مُتَعَلِّقَةً بِسَبَبٍ عَلَى حِدَةٍ وَذَلِكَ بِالطَّرِيقِ الَّذِي قُلْنَا؛ وَلِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى إذَا جَعَلَ وَقْتًا سَبَبًا لِعِبَادَةٍ فَذَلِكَ بَيَانُ شَرَفِ ذَلِكَ الْوَقْتِ لِحَقِّ تِلْكَ الْعِبَادَةِ وَالْعِبَادَةُ فِي الْأَدَاءِ دُونَ الْإِيجَابِ فَإِنَّهُ صُنْعُ اللَّهِ تَعَالَى فَلَمْ يَسْتَقِمْ الْوَقْتُ الْمُنَافِي لِلْأَدَاءِ شَرْعًا سَبَبًا لِوُجُوبِهِ فَعَلِمْنَا أَنَّ الْأَسْبَابَ هِيَ الْأَيَّامُ دُونَ اللَّيَالِي، وَهُوَ مَعْنَى قَوْلِ الشَّيْخِ وَالْوَقْتُ مَتَى جُعِلَ سَبَبًا كَانَ ظَرْفًا لِلْأَدَاءِ أَيْ مَحَلًّا لَهُ كَوَقْتِ الصَّلَاةِ لَمَّا جُعِلَ سَبَبًا لِوُجُوبِهَا كَانَ مَحَلًّا لِأَدَائِهَا .وَالْمُرَادُ مِنْ كَوْنِهِ ظَرْفًا هَاهُنَا أَنَّ الْوَاجِبَ يُؤَدَّى فِيهِ لَا أَنَّ الْوَقْتَ يَفْضُلُ عَنْ الْأَدَاءِ.

وَأَمَّا الْجَوَابُ عَنْ كَلَامِ شَمْسِ الْأَئِمَّةِ فَهُوَ أَنَّ شَرَفَ اللَّيَالِي بِاعْتِبَارِ شَرْعِيَّةِ الصَّوْمِ فِي أَيَّامِهَا فَكَانَ شَرَفُهَا تَابِعًا لِشَرَفِ الْأَيَّامِ أَوْ شَرَفُهَا بِاعْتِبَارِ كَوْنِهَا أَوْقَاتًا لِقِيَامِ رَمَضَانَ، وَكَلَامُنَا فِي شَرَفٍ يَحْصُلُ بِاعْتِبَارِ السَّبَبِيَّةِ، وَذَلِكَ بِأَنْ يَكُونَ مَحَلًّا لِأَدَاءِ مُسَبَّبِهِ .وَأَمَّا عَدَمُ سُقُوطِ الصَّوْمِ عَنْ الْمَجْنُونِ الَّذِي لَمْ يُفِقْ إلَّا فِي جُزْءٍ مِنْ اللَّيْلَةِ فَلِأَنَّهُ أَهْلٌ لِلْوُجُوبِ مَعَ الْجُنُونِ إلَّا أَنَّ الشَّرْعَ أَسْقَطَ عَنْهُ عِنْدَ تَضَاعُفِ الْوَاجِبَاتِ دَفْعًا لِلْحَرَجِ وَاعْتُبِرَ الْحَرَجُ فِي حَقِّ الصَّوْمِ بِاسْتِغْرَاقِ الْجُنُونِ جَمِيعَ الشَّهْرِ، وَلَمْ يُوجَدْ . وَأَمَّا جَوَازُ النِّيَّةِ فِي اللَّيْلِ فَبِاعْتِبَارِ أَنَّ اللَّيْلَ جُعِلَ تَابِعًا لِلْيَوْمِ فِي حَقِّ هَذَا الْحُكْمِ ضَرُورَةَ تَعَذُّرِ اقْتِرَانِ النِّيَّةِ بِأَوَّلِ أَجْزَاءِ الصَّوْمِ الَّذِي هُوَ شَرْطٌ عَلَى مَا بَيَّنَّا فِي مَسْأَلَةِ التَّبْيِيتِ فَأُقِيمَتْ النِّيَّةُ فِي اللَّيْلِ مَقَامَ النِّيَّةِ الْمُقْتَرِنَةِ بِأَوَّلِ الصَّوْمِ، وَلَا ضَرُورَةَ فِيمَا نَحْنُ فِيهِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ .هَذَا هُوَ الْأَصْلُ احْتِرَازٌ عَنْ الشَّرْطِ فَإِنَّ الْحُكْمَ قَدْ يَتَعَلَّقُ بِهِ وُجُودًا وَلِهَذَا أَيْ؛ وَلِأَنَّ كُلَّ يَوْمٍ سَبَبٌ لِوُجُوبِ صَوْمِهِ، وَقَدْ مَرَّتْ أَحْكَامُ هَذَا الْقِسْمِ أَيْضًا كَأَحْكَامِ الصَّلَاةِ فِي بَابِ تَقْسِيمِ الْمَأْمُورِ بِهِ فِي حَقِّ الْوَقْتِ(كشف الأسرار شرح أصول البزدوی،لعلاء الدين البخاری الحنفی ،ج۲،ص ۳۵۰،بَابُ بَيَانِ أَسْبَابِ الشَّرَائِعِ)

۱؎ فقہائے احناف نے جو روزہ کی شرائط بیان فرمائی ہیں، ان میں سے بعض تو شرائطِ وجوب ہیں، اور بعض شرائطِ صحتِ اداء ہیں، اور بعض میں اختلاف ہے، ہم نے ان کو الگ الگ عنوانات کے تحت بالترتیب ذکر کیا ہے، اور ان کے ذیل میں متعلقہ مسائل کی وضاحت بھی کر دی ہے۔

فنبدأ بالشُّرُوطِ فَنقُول للصَّوْم شُرُوط بَعْضهَا للْوُجُوب وَبَعضهَا شَرُوط صِحَة الْأَدَاء ،فَمِنْهَا الْوَقْت وَهُوَ شَرط الْوُجُوب فِي حق الصَّوْم الْوَاجِب وَشرط الْأَدَاء فِي حق الصيامات كلهَا،وَهُوَ الْيَوْم من وَقت طُلُوع الْفجْر إِلَى وَقت غرُوب الشَّمْس قَالَ الله تَعَالَى (ثمَّ أتموا الصّيام إِلَى اللَّيْل)(تحفة الفقهاء ج ۱ ص ۳۴۲،كتاب الصوم)

يَآاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۳ پ ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو فرض کیے گئے تم پر روزے (سورہ بقرہ)

اس آیت میں مؤمنوں کو خطاب فرما کران پر روزوں کو فرض قرار دیا گیا ہے۔

روزہ ایک عبادت ہے، اور ہر عبادت کے عملاً فرض اور صحیح ہونے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے۔ ۱

---

۱ کافر کے عبادت کا مکلّف ہونے کے سلسلہ میں حنفیہ کے تین موقف ہیں، پہلا یہ کہ کافر عبادت کا ادا اور اعتقاد دونوں کے اعتبار سے مکلّف نہیں (پس کافر کو آخرت میں عبادت کی فرضیت کے اعتقاد اور اس کے عملاً ترک کی وجہ سے عذاب نہ ہوگا) یہ علمائے سمرقند کا موقف ہے؛ دوسرا یہ کہ کافر عبادت کا فقط اعتقاد کے اعتبار سے مکلّف ہے (پس کافر کو آخرت میں عبادت کی فرضیت کے صرف ترکِ اعتقاد کی وجہ سے عذاب ہوگا) یہ علمائے بخاریٰ کا موقف ہے؛ تیسرا یہ کہ کافر عبادت کا اداء اور اعتقاد دونوں کے اعتبار سے مکلّف ہے (پس کافر کو آخرت میں عبادت کی فرضیت کے اعتقاد اور اس کے عملاً ترک دونوں کی وجہ سے عذاب ہوگا) یہ علمائے عراق کا موقف ہے۔

علامہ ابنِ نجیم رحمہ اللہ نے اس تیسرے وآخری موقف کو معتمد قرار دیا ہے؛ لیکن یہ سب بحث آخرت کے عذاب کے اعتبار سے ہے، اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ کافر کے اسلام لانے کے بعد جب تک اُس میں دیگر شرائط نہ پائی جائیں، اُس وقت تک اُس پر روزہ رکھنا فرض نہیں ہوتا۔

وَأما الْإِسْلَام فَهُوَ شَرط وجوب الصَّوْم وَسَائِر الْعِبَادَات عندنَا خلافًا للشَّافِعِيّ.وَهُوَ شَرط صِحَة الْأَدَاء بِلَا خلاف ولقب الْمَسْأَلَة أَن الْكفَّار غير مخاطبين بشرائع هِيَ عبادات عندنَا خلافًا لَهُ((تحفة الفقهاء ج ۱ ص ۳۵۰، كتاب الصوم)

(عَلَى مُسْلِمٍ) لِأَنَّ الْكَافِرَ غَيْرُ مُخَاطَبٍ بِفُرُوعِ الْإِيمَانِ فِي حَقِّ الْأَدَاءِ ,وَقَدْ حَقَّقْنَاهُ فِيمَا عَلَّقْنَاهُ عَلَى الْمَنَارِ (حُرٌّ مُكَلَّفٍ) عَالِمٍ بِفَرْضِيَّتِهِ (الدرالمختار)

(قَوْلُهُ وَقَدْ حَقَّقْنَاهُ إلَخْ) حَاصِلُ مَا ذَكَرَهُ هُنَاكَ :أَنَّ فِي تَكْلِيفِهِ بِالْعِبَادَاتِ ثَلَاثَةَ مَذَاهِبَ مَذْهَبُ السَّمَرْقَنْدِيِّينَ غَيْرُ مُخَاطَبٍ بِهَا أَدَاءً وَاعْتِقَادًا وَالْبُخَارِيِّينَ مُخَاطَبٌ اعْتِقَادًا فَقَطْ وَالْعِرَاقِيِّينَ مُخَاطَبٌ بِهِمَا فَيُعَاقَبُ عَلَيْهِمَا قَالَ :وَهُوَ الْمُعْتَمَدُ كَمَا حَرَّرَهُ ابْنُ نُجَيْمٍ لِأَنَّ ظَاهِرَ النُّصُوصِ يَشْهَدُ لَهُمْ وَخِلَافُهُ تَأْوِيلٌ وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ شَيْءٌ لِيُرْجَعَ إلَيْهِ اهـ وَلَا يَخْفَى أَنَّ قَوْلَهُ فِي حَقِّ الْأَدَاءِ يُفْهِمُ أَنَّهُ مُخَاطَبٌ بِهَا اعْتِقَادًا فَقَطْ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ الْبُخَارِيِّينَ وَهُوَ مَا صَحَّحَهُ صَاحِبُ الْمَنَارِ لَكِنْ لَيْسَ فِي كَلَامِ الشَّارِحِ أَنَّ مَا هُنَا هُوَ مَا اعْتَمَدَهُ هُنَاكَ وَمَا قِيلَ إنَّ مَا هُنَا خِلَافُ الْمَذْهَبِ فِيهِ نَظَرٌ لِمَا عَلِمْت مِنْ أَنَّهُ لَا نَصَّ عَنْ أَصْحَابِ الْمَذْهَبِ فَافْهَمْ (ردالمحتار، ج ۲، ص ۴۵۸، كتاب الحج)

وأما شرائط أركانه فمنها الإسلام فإنه كما هو شرط الوجوب، فهو شرط جواز الأداء ؛ لأن الحج عبادة، والكافر ليس من أهل العبادة(بدائع الصنائع، ج ۲ ص ۱۶۰، فصل شرائط أركان الحج)

فَلَا يَجِبُ الصَّوْمُ عَلَى الْكَافِرِ فِي حَقِّ أَحْكَامِ الدُّنْيَا بِلَا خِلَافٍ (بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۸۷، كتاب الصوم، فَصْلٌ شَرَائِطُ أَنْوَاعِ الصِّيَامِ)

مسئلہ نمبر۱...... اگر کوئی کافر روزہ رکھے، تو اس کا روزہ عبادت نہ بننے کی وجہ سے صحیح نہیں ہوتا، خواہ وہ مشرک ہو یا یہودی ہو یا عیسائی، اور جو حکم کافر کا ہے، وہی حکم مرتد کا بھی ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر۲...... اگر کوئی عاقل بالغ (غیر مسلم) شخص رمضان میں طلوعِ فجر سے ذرا سی دیر پہلے مسلمان ہو جائے، تو اس پر اس دن کا روزہ فرض ہو جائے گا، کیونکہ اس نے اس دن کے روزہ کی فرضیت کے وقت کو پالیا ہے۔ [2]

مسئلہ نمبر۳...... اگر کوئی کافر غیر مسلموں کے ایسے ملک میں اسلام لایا، جہاں اسے روزے کی فرضیت کا علم نہ ہوا، تو جب تک اسے علم نہ ہوگا، اس وقت تک اس پر روزے فرض نہ ہوں گے، جس کی تفصیل آگے صفحہ ۱۴۴ پر ''روزہ کا علم ہونے'' کی بحث میں آرہی ہے۔ [3]

مسئلہ نمبر۴...... جو غیر مسلم رمضان میں طلوعِ فجر کے بعد دن کے کسی حصہ میں مسلمان ہوا،

---

[1] وَأَمَّا الَّذِى يَرْجِعُ إِلَى الصَّائِمِ فَمِنْهَا :الْإِسْلَامُ فَإِنَّهُ شَرْطُ جَوَازِ الْأَدَاءِ بِلَا خِلَافٍ، وَفِى كَوْنِهِ شَرْطَ الْوُجُوبِ خِلَافٌ سَنَذْكُرُهُ فِى مَوْضِعِهِ (بدائع الصنائع، ج۲، ص۸۳، کتاب الصوم، فَصْلٌ شَرَائِطُ أَنْوَاعِ الصِّيَامِ)

قَالَ :(صَوْمُ رَمَضَانَ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ عَاقِلٍ بَالِغٍ أَدَاءً وَقَضَاءً) أَمَّا الْفَرْضِيَّةُ فَلِمَا ذَكَرْنَا .وَأَمَّا الْإِسْلَامُ فَلِأَنَّ الْكَافِرَ لَيْسَ أَهْلًا لِلْعِبَادَةِ(الاختيار لتعليل المختار، ج۱ ص۱۲۶، کتاب الصوم)

(عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ مُكَلَّفٍ) فَلَا يَجِبُ عَلَى الْكَافِرِ وَالصَّبِيِّ وَالْمَجْنُونِ الْمُسْتَغْرِقِ جَمِيعَ الشَّهْرِ بِالِاتِّفَاقِ (مجمع الانهر، ج۱ ص۲۳۱، کتاب الصوم)

[2] وَلَوْ أَسْلَمَ الْكَافِرُ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِمِقْدَارِ مَا يُمْكِنُهُ النِّيَّةَ فَعَلَيْهِ صَوْمُ الْغَدِ وَإِلَّا فَلَا(بدائع الصنائع، ج۲ص۸۹، فصل شرائط انواع الصيام)

فَوَجَبَ أَنْ يَكُونَ كُلُّ يَوْمٍ سَبَبًا عَلَى حِدَةٍ وَلِهَذَا لَوْ أَسْلَمَ الْكَافِرُ أَوْ بَلَغَ الصَّبِيُّ عَنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ يَلْزَمُهُ صَوْمُهُ وَإِنْ لَمْ يُدْرِكْ اللَّيْلَ وَهَذَا اخْتِيَارُ عَلِيٍّ الْبَزْدَوِيِّ -رَحِمَهُ اللَّهُ (تبيين الحقائق، ج۱ ص۳۱۳، کتاب الصوم)

[3] وَلَوْ أَسْلَمَ الْكَافِرُ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَعَلِمَ بِوُجُوبِ الصَّوْمِ بَعْدَ رَمَضَانَ لَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَوْ عَلِمَ فِي خِلَالِهِ فَالظَّاهِرُ أَنَّهُ وَالْمَجْنُونَ سَوَاءٌ .اهـ .دِرَايَةٌ (حاشية الشلبى على تبيين الحقائق، ج۱ ص۳۴۱، فصل فى العوارض)

ولو أسلم الكافر فى دار الحرب وعلم بوجوب الصوم بعد رمضان لا قضاء عليه، ولو علم فى خلاله فالظاهر أنه والمجنون فيه سواء كذا فى الزاهدى وإن أسلم فى دار الإسلام فعليه قضاء ما مضى علم بذلك أو لم يعلم كذا فى فتاوى قاضى خان فى فصل رؤية الهلال(الفتاوىٰ الهندية، ج۱ ص۲۱۴، كتاب الصوم، المتفرقات)

تو اس پر اس دن کا روزہ فرض نہیں، اور نہ ہی بعد میں اس دن کے روزہ کی قضا واجب ہے، اور اگر وہ اس دن کا روزہ رکھے، تو درست نہیں، کیونکہ روزہ شروع ہونے کے وقت اس میں مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے روزہ کے صحیح ہونے کی شرط اور روزہ کی اہلیت نہیں پائی جاتی، البتہ فقہ حنفی کے مطابق اس کو دن کے باقی حصہ میں رمضان کے احترام کی وجہ سے کھانے پینے سے بچنا ضروری ہے۔ [۱]

مسئلہ نمبر۵...... اگر کوئی مسلمان نعوذ باللہ تعالیٰ رمضان میں طلوعِ فجر کے بعد دن کے پہلے حصہ میں دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے، اور پھر دوبارہ تائب ہو کر مسلمان ہو جائے، تو اگر ضحوۂ کبریٰ سے پہلے وہ روزہ کی نیت کر لے، اور اس نے طلوعِ فجر سے لے کر اب تک کچھ کھایا پیا نہ ہو، تو اس کا روزہ درست ہو جائے گا، کیونکہ فقہ حنفی کے مطابق ضحوۂ کبریٰ سے پہلے رمضان کے روزہ کی نیت کرنا درست ہو جاتا ہے، اور اس وقت اس میں روزہ کی اہلیت موجود ہے، اور روزہ شروع ہونے کے وقت میں بھی مسلمان ہونے کی وجہ سے روزہ صحیح ہونے کی شرط اور اہلیت موجود تھی۔ [۲]

---

[۱] قَالَ :(وَإِذَا طَهُرَتِ الْحَائِضُ أَوْ قَدِمَ الْمُسَافِرُ أَوْ بَلَغَ الصَّبِيُّ أَوْ أَسْلَمَ الْكَافِرُ فِي بَعْضِ النَّهَارِ أَمْسَكَ بَقِيَّتَهُ) وَلَا يَجِبُ صَوْمُ ذَلِكَ الْيَوْمِ عَلَى الصَّبِيِّ وَالْكَافِرِ، وَلَوْ صَامُوهُ لَمْ يُجْزِهِمْ لِانْعِدَامِ الْأَهْلِيَّةِ فِي أَوَّلِهِ، وَالْأَدَاءُ لَا يُجْزِي إِلَّا فِي الْمُسَافِرِ إِذَا قَدِمَ قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ وَنَوَى جَازَ صَوْمُهُ لِأَنَّهُ أَهْلٌ فِي أَوَّلِهِ .وَأَمَّا إِمْسَاكُ بَقِيَّةِ يَوْمِهِ لِئَلَّا يَتَّهِمَهُ النَّاسُ، وَالتَّحَرُّزُ عَنْ مَوَاضِعِ التُّهَمِ وَاجِبٌ .قَالَ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ :-مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقِفَنَّ مَوَاقِفَ التُّهَمِ (الاختيار لتعليل المختار، ج ا ص ۱۳۵، کتاب الصوم، فصل مایباح به الافطار)

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ فِي الصَّبِيِّ يَبْلُغُ قَبْلَ الزَّوَالِ، أَوْ أَسْلَمَ الْكَافِرُ أَنَّ عَلَيْهِمَا الْقَضَاءُ، وَوَجْهُهُ أَنَّهُمَا أَدْرَكَا وَقْتَ النِّيَّةِ فَصَارَا كَأَنَّهُمَا أَدْرَكَا مِنْ اللَّيْلِ، وَالصَّحِيحُ جَوَابُ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ لِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ الصَّوْمَ لَا يَتَجَزَّأُ وُجُوبًا فَإِذَا لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِمَا الْبَعْضُ لَمْ يَجِبْ الْبَاقِي، أَوْ لِمَا فِي إِيجَابِ الْقَضَاءِ مِنْ الْحَرَجِ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج ۲، ص ۸۸، کِتَابُ الصَّوْمِ)

[۲] ضحوۂ کبریٰ کا وقت زوال سے کچھ پہلے ہوتا ہے، جس کی تفصیل آگے نیت کی بحث میں آتی ہے۔

إذا ارتد رجل عن الإسلام والعياذ بالله فی أول اليوم من رمضان ثم رجع إلى الإسلام فنوى الصوم قبل الزوال فهو صائم وإن أفطر فعليه القضاء دون الكفارة (فتاویٰ قاضیخان، ج ا ص ۱۵۲، کتاب الصوم)

وَكَذَا إِذَا ارْتَدَّ رَجُلٌ عَنْ الْإِسْلَامِ أَوَّلَ الْيَوْمِ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْإِسْلَامِ فَنَوَى الصَّوْمَ قَبْلَ الزَّوَالِ فَهُوَ صَائِمٌ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ (الفتاوى الهندية، ج ا، ص ۱۹۶، كِتَابُ الصَّوْم، الْبَابُ الْأَوَّلُ)

یہی حکم اس صورت میں بھی ہے، جبکہ یہ واقعہ رمضان کے علاوہ کسی اوردن میں پیش آئے، اور وہ شخص نفل روزہ کی نیت کرے۔ [1]

(۲)...... بالغ ہونا (نابالغ اور قریبُ البلوغ بچے کے روزہ کے احکام)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُرْفَعُ الْقَلَمُ عَنِ الصَّغِيرِ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ، وَعَنِ النَّائِمِ (ابنِ ماجه) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نابالغ) بچے سے اور مجنون سے اور سونے والے سے قلم کو اٹھالیا گیا ہے (ابنِ ماجہ)

حضرت ابنِ عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی سند سے بھی اس قسم کی احادیث مروی ہیں۔ [3]

---

[1] الصائم المتطوع اذا ارتد عن الإسلام ثم رجع إلى الإسلام قبل الزوال ونوى الصوم قال زفر رحمه الله تعالى لا يكون صائماً ولا قضاء عليه إن أفطر وقال أبو يوسف رحمه الله تعالى يكون صائماً وعليه القضاء إذا أفطر (فتاویٰ قاضیخان، ج ا ص ۱۵۲، کتاب الصوم)

[2] رقم الحديث ۲۰۴۲، كتاب الطلاق، بَابُ طَلَاقِ الْمَعْتُوهِ وَالصَّغِيرِ وَالنَّائِمِ، واللفظ لهٗ؛ ابوداؤد، بَابٌ فِي الْمَجْنُونِ يَسْرِقُ أَوْ يُصِيبُ حَدًّا، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۸۱۷۰، مسند احمد، رقم الحديث ۹۵۶.

فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

[3] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مُرَّ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمَعْنَى عُثْمَانَ، قَالَ: أَوَ مَا تَذْكُرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ الْمَجْنُونِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ حَتَّى يَفِيقَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَخَلَّى عَنْهَا (سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ۴۴۰۱، واللفظ لهٗ، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۹۴۹)

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

وقال الذهبی فی التلخيص: على شرطهما.

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ " : رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الْمَعْتُوهِ حَتَّى يَعْقِلَ " (مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۷۰۳، واللفظ لهٗ، سنن النسائی، رقم الحديث ۳۴۳۲)

فی حاشية مسند احمد: إسناده جيد.

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ فرض ہونے کے لئے بالغ ہونا شرط ہے، نابالغ پر روزہ فرض نہیں، خواہ وہ کتنا ہی سمجھدار اور صحت مند وطاقت ور ہو۔ [۱]

مسئلہ نمبر۱...... نابالغ بچہ پر جس طرح نابالغی کی حالت میں روزہ فرض نہیں، اسی طرح بالغ ہونے کے بعد نابالغی کے زمانہ کے روزوں کی قضا بھی ضروری نہیں۔ [۲]

مسئلہ نمبر۲...... اگر کوئی نابالغ بچہ روزہ رکھ کر توڑ دے، تو اس پر اس کی قضا ضروری نہیں ہوتی۔ [۳]

مسئلہ نمبر۳...... جو نابالغ بچہ یا بچی رمضان کے مہینہ میں طلوعِ فجر سے کچھ دیر پہلے بالغ ہو جائے، تو اس پر اس دن کا روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے، کیونکہ اس نے اس دن کے روزہ کی فرضیت کے وقت کو پالیا ہے۔ [۴]

مسئلہ نمبر۴...... اگر کوئی نابالغ بچہ یا بچی طلوعِ فجر کے بعد بالغ ہو، تو اس پر اس دن کا روزہ رکھنا، یا اس دن کے روزہ کی قضا کرنا ضروری نہیں، کیونکہ اس نے اس دن کے روزہ کی فرضیت کے وقت کو نہیں پایا۔ [۵]

---

[۱] وَمِنهَا الْبُلُوغُ :فَلا يَجِبُ صَوْمُ رَمَضَانَ عَلَى الصَّبِيِّ وَإِنْ كَانَ عَاقِلًا حَتَّى لَا يَلْزَمُهُ الْقَضَاءُ بَعْدَ الْبُلُوغِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ :عَنْ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ، وَعَنْ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ، وَعَنْ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَلِأَنَّ الصَّبِيَّ لِضَعْفِ بِنْيَتِهِ وَقُصُورِ عَقْلِهِ وَاشْتِغَالِهِ بِاللَّهْوِ، وَاللَّعِبِ يَشُقُّ عَلَيْهِ تَفَهُّمُ الْخِطَابِ وَأَدَاءُ الصَّوْمِ فَأَسْقَطَ الشَّرْعُ عَنْهُ الْعِبَادَاتِ نَظَرًا لَهُ(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۲،ص۸۷، کتاب الصوم، فَصْلٌ شَرَائِطُ أَنْوَاعِ الصِّيَامِ)

[۲] فَإِذَا لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ الصَّوْمُ فِي حَالِ الصِّبَا لَا يَلْزَمُهُ الْقَضَاءُ لِمَا بَيَّنَّا أَنَّهُ لَا يَلْزَمُهُ لِمَكَانِ الْحَرَجِ لِأَنَّ مُدَّةَ الصِّبَا مَدِيدَةٌ فَكَانَ فِي إيجَابِ الْقَضَاءِ عَلَيْهِ بَعْدَ الْبُلُوغِ حَرَجٌ(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۲،ص۸۷، کتاب الصوم، فَصْلٌ شَرَائِطُ أَنْوَاعِ الصِّيَامِ)

[۳] أَقُولُ :وَقَدْ صَرَّحَ فِي أَحْكَامِ الصِّغَارِ بِأَنَّهُ يُؤْمَرُ بِالْغُسْلِ إذَا جَامَعَ وَبِإِعَادَةِ مَا صَلَّاهُ بِلَا وُضُوءٍ لَا لَوْ أَفْسَدَ الصَّوْمَ لِمَشَقَّتِهِ عَلَيْهِ(رد المحتار علی الدر المختار، ج۱،ص۳۵۲، كِتَابُ الصَّلَاةِ)

[۴] وَلَوْ أَسْلَمَ الْكَافِرُ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِمِقْدَارِ مَا يُمْكِنُهُ النِّيَّةَ فَعَلَيْهِ صَوْمُ الْغَدِ وَإِلَّا فَلَا وَكَذَلِكَ الصَّبِيُّ إذَا بَلَغَ، وَكَذَلِكَ الْمَجْنُونُ جُنُونًا أَصْلِيًّا عَلَى قَوْلِ مُحَمَّدٍ لِأَنَّهُ بِمَنْزِلَةِ الصِّبَا عِنْدَهُ(بدائع الصنائع، ج۲ص۸۹، فصل شرائط انواع الصیام)

[۵] وَكَذَا إذَا بَلَغَ فِي يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ قَبْلَ الزَّوَالِ لَا يُجْزِئُهُ صَوْمُ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَإِنْ نَوَى وَلَيْسَ عَلَيْهِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۵ ...... اگر کوئی نابالغ مسلمان بچہ روزہ رکھے، تو اس کا روزہ نفل درجہ میں درست ہوجاتا ہے، اور اُسے اس پر اجروثواب بھی حاصل ہوتا ہے، کیونکہ بالغ ہونا روزہ فرض ہونے کی شرط ہے، روزہ صحیح ہونے کی شرط نہیں۔ [1]

مسئلہ نمبر۶ ...... بچے اور بچی کی عمر قمری سالوں یعنی چاند کی تاریخوں کے حساب سے جب پندرہ سال کی ہوجائے تو وہ بہرحال بالغ سمجھے جائیں گے اور اگر پندرہ سال کی عمر سے پہلے احتلام ہونے لگے یا بچی کو ماہواری ہونے لگے تو بھی وہ بالغ شمار کئے جائیں گے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قَضَاؤُهُ إذْ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ فِي أَوَّلِ الْيَوْمِ لِعَدَمِ أَهْلِيَّةِ الْوُجُوبِ فِيهِ، وَالصَّوْمُ لَا يَتَجَزَّأُ وُجُوبًا وَجَوَازًا وَلِمَا فِيهِ مِنْ الْحَرَجِ عَلَى مَا ذَكَرْنَا.

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ فِي الصَّبِيِّ يَبْلُغُ قَبْلَ الزَّوَالِ، أَوْ أَسْلَمَ الْكَافِرُ أَنَّ عَلَيْهِمَا الْقَضَاءُ، وَوَجْهُهُ أَنَّهُمَا أَدْرَكَا وَقْتَ النِّيَّةِ فَصَارَا كَأَنَّهُمَا أَدْرَكَا مِنْ اللَّيْلِ، وَالصَّحِيحُ جَوَابُ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ لِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ الصَّوْمَ لَا يَتَجَزَّأُ وُجُوبًا فَإِذَا لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِمَا الْبَعْضُ لَمْ يَجِبْ الْبَاقِي، أَوْ لِمَا فِي إيجَابِ الْقَضَاءِ مِنْ الْحَرَجِ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۲، ص۸۷، کتاب الصوم، فَصْلٌ شَرَائِطُ أَنْوَاعِ الصِّيَامِ)

قال فی الجامع الصغیر: غلام بلغ فی النصف من رمضان فی نصف النهار یأکل بقیة یومه، ویصوم بقیة الشهر، ولا قضاء علیه فیما مضی، وإن أکل فی الیوم الذی أدرک فیه لیس علیه قضاؤه (المحیط البرهانی، کتاب الصوم، الفصل العاشر فی المجنون والمغمی علیه، والصبی یبلغ، والنصرانی یسلم، والحائض تطهر، ومن بمعناهم)

[1] فَأَمَّا الْبُلُوغُ: فَلَيْسَ مِنْ شَرَائِطِ صِحَّةِ الْأَدَاءِ فَيَصِحُّ أَدَاءُ الصَّوْمِ مِنْ الصَّبِيِّ الْعَاقِلِ وَيُثَابُ عَلَيْهِ لَكِنَّهُ مِنْ شَرَائِطِ الْوُجُوبِ لِمَا نَذْكُرُهُ (بدائع الصنائع، ج۲، ص۸۳، کتاب الصوم، فَصْلٌ شَرَائِطُ أَنْوَاعِ الصِّيَامِ)

[2] عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: عُرِضْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَيْشٍ وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَلَمْ يَقْبَلْنِي، فَعُرِضْتُ عَلَيْهِ مِنْ قَابِلٍ فِي جَيْشٍ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَقَبِلَنِي قَالَ نَافِعٌ: وَحَدَّثْتُ بِهَذَا الحَدِيثِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ العَزِيزِ، فَقَالَ: هَذَا حَدُّ مَا بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالكَبِيرِ، ثُمَّ كَتَبَ أَنْ يُفْرَضَ لِمَنْ يَبْلُغُ الخَمْسَ عَشْرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ العَزِيزِ كَتَبَ أَنَّ هَذَا حَدُّ مَا بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالكَبِيرِ وَذَكَرَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِي حَدِيثِهِ: حَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ العَزِيزِ، فَقَالَ: هَذَا حَدُّ مَا بَيْنَ الذُّرِّيَّةِ وَالمُقَاتِلَةِ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ المُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ يَرَوْنَ أَنَّ الغُلَامَ إِذَا اسْتَكْمَلَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَحُكْمُهُ حُكْمُ الرِّجَالِ، وَإِنْ احْتَلَمَ قَبْلَ خَمْسَ عَشْرَةَ فَحُكْمُهُ حُكْمُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۷...... جب بچے میں روزہ رکھنے کی طاقت ہوجائے تو اس سے روزہ رکھوانا چاہئے تاکہ ابھی سے عادت ہوجائے اور روزہ کا معمول بن جائے، البتہ ایسی طاقت ہونے کے لئے کوئی خاص عمر متعین نہیں، کیونکہ صحت، علاقے اور موسم کے لحاظ سے تحمل کی حیثیت کم وبیش عمر میں ہوتی ہے، البتہ دس سال کی عمر ہونے پر بچے، بچی کو نماز کی طرح روزہ رکھوانے کا بھی خاص اہتمام کرانا چاہئے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الرِّجَالِ وقَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ :البُلُوغُ ثَلَاثَةُ مَنَازِلَ بُلُوغُ خَمْسَ عَشْرَةَ، أَوِ الاحْتِلَامُ فَإِنْ لَمْ يُعْرَفْ سِنُّهُ وَلَا احْتِلَامُهُ فَالإِنْبَاتُ يَعْنِي العَانَةَ(سنن الترمذی، رقم الحديث ۱۳۶۱)

(بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والإنزال) والأصل هو الإنزال (والجارية بالاحتلام والحيض والحبل) ولم يذكر الإنزال صريحا لأنه قلما يعلم منها (فإن لم يوجد فيهما) شيء (فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى) (الدرالمختار مع شرحه ردالمحتار، ج۶، ص۱۵۳، كتاب الحجر)

[1] عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ (ابوداؤد، رقم الحديث ۴۹۵)

(وإن وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لا بخشبة) لحديث مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر قلت والصوم كالصلاة على الصحيح كما فى صوم القهستانى معزيا للزاهدى وفى حظر الاختيار أنه يؤمر بالصوم والصلاة وينهى عن شرب الخمر ليألف الخير ويترك الشر (الدرالمختارمع شرحه ردالمحتار، ج۱، ۳۵۱، و۳۵۲، كتاب الصلاة)

وَيُؤْمَرُ الصَّبِيُّ بِالصَّوْمِ إذَا أَطَاقَهُ وَيُضْرَبُ عَلَيْهِ ابْنُ عَشْرٍ كَالصَّلَاةِ فِي الْأَصَحِّ (الدرالمختار مع شرحه ردالمحتار، ج۲، ص۴۰۹، كتاب الصوم، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

(قوله :إذا أطاقه) يقال أطاقه وطاقه طوقا إذا قدر عليه والاسم الطاقة كما فى القاموس قال ط :وقدر بسبع والمشاهد فى صبيان زماننا عدم إطاقتهم الصوم فى هذا السن .اهـ .قلت :يختلف ذلك باختلاف الجسم واختلاف الوقت صيفا وشتاء والظاهر أنه يؤمر بقدر الإطاقة إذا لم يطق جميع الشهر (قَوْلُهُ :وَيُضْرَبُ) أَيْ بِيَدٍ لَا بِخَشَبَةٍ وَلَا يُجَاوِزُ الثَّلَاثَ كَمَا قِيلَ بِهِ فِي الصَّلَاةِ وَفِي أَحْكَامِ الْأُسْرُوشَنِيِّ الصَّبِيُّ إذَا أَفْسَدَ صَوْمَهُ لَا يَقْضِي؛ لِأَنَّهُ يَلْحَقُهُ فِي ذَلِكَ مَشَقَّةٌ بِخِلَافِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ يُؤْمَرُ بِالْإِعَادَةِ؛ لِأَنَّهُ لَا يَلْحَقُهُ مَشَقَّةٌ (ردالمحتار، ج۲، ص۴۰۹، كتاب الصوم، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

وَيُؤْمَرُ الصَّبِيُّ بِالصَّوْمِ إذَا أَطَاقَهُ وَعَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ يُؤَدَّبُ حِينَئِذٍ .وَقَالَ أَبُو حَفْصٍ أَنَّهُ يُضْرَبُ ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ عَلَى الصَّوْمِ كَمَا عَلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ الصَّحِيحُ فَلَوْ لَمْ يَصُمْ لَيْسَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ كَمَا فِي الزَّاهِدِيِّ (مجمع الانهر، ج۱، ص۲۵۳، كتاب الصوم، فصلٌ بَيَانِ وُجُوهِ الْأَعْذَارِ الْمُبِيحَةِ لِلْإِفْطَارِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا)

اور بہت چھوٹے بچوں کو جن میں روزہ کا تحمل نہ ہو، نام ونمود اور رسم کے طور پر روزہ رکھوانا اور ان پر زور زبردستی کر کے بوجھ ڈالنا گناہ ہے (امدادلفتاویٰ ج۲ص ۱۲۳)

(۳)...... عاقل ہونا (پاگل، بے ہوش اور سونے والے کے روزہ کے احکام)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَحْتَلِمَ ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الْمَعْتُوهِ حَتّٰى يَعْقِلَ (مسند احمد) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قلم کو تین افراد سے اٹھالیا گیا ہے، ایک بچہ سے جب تک کہ بالغ نہ ہو جائے، دوسرے سونے والے سے جب تک کہ وہ بیدار نہ ہو جائے، تیسرے پاگل سے جب تک کہ وہ صاحبِ عقل نہ ہو جائے (مسند احمد، نسائی)

اس قسم کی احادیث کے پیشِ نظر فقہائے کرام نے فرمایا کہ روزہ کی ادائیگی کے واجب ہونے کے لئے عاقل و سمجھدار ہونا بھی شرط ہے، مجنون و پاگل پر روزہ رکھنا فرض نہیں۔

مسئلہ نمبر ۱...... اگر کوئی شخص رمضان کے پورے مہینہ مجنون اور پاگل رہے، اور رمضان کے کسی حصہ میں بھی اس کا جنون و پاگل پن ختم نہ ہو، تو اس پر رمضان کے اس مہینہ کے روزے نہ فی الحال فرض ہیں، اور نہ ہی آئندہ ان کی قضا فرض ہے، کیونکہ ایسے شخص میں رمضان کے روزے فرض ہونے کا سبب نہیں پایا جاتا، جو کہ رمضان کے مہینہ کو اہلیت کے ساتھ پالینا ہے۔ [۲]

---

[۱] رقم الحديث ۲۴۷۰۳، واللفظ لهٗ، سنن النسائی، رقم الحديث ۳۴۳۲.
فی حاشية مسند احمد: إسناده جيد.

[۲] جو جنون پورے مہینہ طاری رہے، اس کو فقہائے کرام نے ممتد اور مطبق یا مستوعب کا نام دیا ہے، اور جو جنون پورے مہینہ طاری نہ رہے، اس کو غیر مطبق اور غیر ممتد یا غیر مستوعب کا نام دیا ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۲...... اگر کسی شخص کو رمضان کے پورے مہینہ میں شروع سے آخر تک جنون طاری نہیں رہا، بلکہ کچھ دن افاقہ بھی رہا، تو اس پر جنون کی حالت میں تو روزے رکھنا فرض نہیں، مگر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَ (رَمَضَانَ شُهُودُ جُزْءٍ مِنْ الشَّهْرِ) (الدر المختار مع شرحه ردالمحتار، ج۲، ص۳۷۲، كتاب الصوم، سبب صوم رمضان)

وَلَو استوعب الشَّهْر ثمَّ أَفَاق لَا يلْزمه الْقَضَاء لِأَن فِي وجوب الْقَضَاء عَلَيْهِ حرجا لِأَن الْجُنُون الطَّوِيل قَلما يزُول فيضاعف عَلَيْهِ الْقَضَاء فيحرج(تحفة الفقهاء ج ۱ ص ۳۵۰،كتاب الصوم)

وَأَمَّا الْعَقْلُ فَهَلْ هُوَ مِنْ شَرَائِطِ الْوُجُوبِ وَكَذَا الْإِفَاقَةُ، وَالْيَقَظَةُ؟ قَالَ عَامَّةُ مَشَايِخِنَا :إنَّهَا لَيْسَتْ مِنْ شَرَائِطِ الْوُجُوبِ، وَيَجِبُ صَوْمُ رَمَضَانَ عَلَى الْمَجْنُونِ وَالْمُغْمَى عَلَيْهِ وَالنَّائِمِ لَكِنْ أَصْلُ الْوُجُوبِ لَا وُجُوبُ الْأَدَاءِ بِنَاءً عَلَى أَنَّ عِنْدَهُمْ الْوُجُوبُ نَوْعَانِ :أَحَدُهُمَا أَصْلُ الْوُجُوبِ وَهُوَ اشْتِغَالُ الذِّمَّةِ بِالْوَاجِبِ وَأَنَّهُ ثَبَتَ بِالْأَسْبَابِ لَا بِالْخِطَابِ، وَلَا تُشْتَرَطُ الْقُدْرَةُ لِثُبُوتِهِ بَلْ ثَبَتَ جَبْرًا مِنْ اللَّهِ تَعَالَى شَاءَ الْعَبْدُ، أَوْ أَبَى، وَالثَّانِي :وُجُوبُ الْأَدَاءِ وَهُوَ إسْقَاطُ مَا فِي الذِّمَّةِ وَتَفْرِيغُهَا مِنْ الْوَاجِبِ، وَأَنَّهُ ثَبَتَ بِالْخِطَابِ وَتُشْتَرَطُ لَهُ الْقُدْرَةُ عَلَى فَهْمِ الْخِطَابِ وَعَلَى أَدَاءِ مَا تَنَاوَلَهُ الْخِطَابُ، لِأَنَّ الْخِطَابَ لَا يَتَوَجَّهُ إلَى الْعَاجِزِ عَنْ فَهْمِ الْخِطَابِ وَلَا إلَى الْعَاجِزِ عَنْ فِعْلِ مَا تَنَاوَلَهُ الْخِطَابُ، وَالْمَجْنُونُ لِعَدَمِ عَقْلِهِ، أَوْ لِاسْتِتَارِهِ، وَالْمُغْمَى عَلَيْهِ، وَالنَّائِمُ لِعَجْزِهِمَا عَنْ اسْتِعْمَالِ عَقْلِهِمَا عَاجِزُونَ عَنْ فَهْمِ الْخِطَابِ وَعَنْ أَدَاءِ مَا تَنَاوَلَهُ الْخِطَابُ، فَلَا يَثْبُتُ وُجُوبُ الْأَدَاءِ فِي حَقِّهِمْ وَيَثْبُتُ أَصْلُ الْوُجُوبِ فِي حَقِّهِمْ، لِأَنَّهُ لَا يَعْتَمِدُ الْقُدْرَةَ بَلْ يَثْبُتُ جَبْرًا.

وَتَقْرِيرُ هَذَا الْأَصْلِ مَعْرُوفٌ فِي أُصُولِ الْفِقْهِ، وَفِي الْخِلَافِيَّاتِ، وَقَالَ أَهْلُ التَّحْقِيقِ مِنْ مَشَايِخِنَا بِمَا وَرَاءَ النَّهْرِ :إنَّ الْوُجُوبَ فِي الْحَقِيقَةِ نَوْعٌ وَاحِدٌ وَهُوَ وُجُوبُ الْأَدَاءِ فَكُلُّ مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْأَدَاءِ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْوُجُوبِ وَمَنْ لَا فَلَا وَهُوَ اخْتِيَارُ أُسْتَاذِي الشَّيْخِ الْأَجَلِّ الزَّاهِدِ عَلَاءِ الدِّينِ رَئِيسِ أَهْلِ السُّنَّةِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ السَّمَرْقَنْدِيِّ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- لِأَنَّ الْوُجُوبَ الْمَعْقُولَ هُوَ وُجُوبُ الْفِعْلِ كَوُجُوبِ الصَّوْمِ، وَالصَّلَاةِ وَسَائِرِ الْعِبَادَاتِ، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ أَدَاءِ الْفِعْلِ الْوَاجِبِ وَهُوَ الْقَادِرُ عَلَى فَهْمِ الْخِطَابِ، وَالْقَادِرُ عَلَى فِعْلِ مَا يَتَنَاوَلُهُ الْخِطَابُ لَا يَكُونُ مِنْ أَهْلِ الْوُجُوبِ ضَرُورَةً، وَالْمَجْنُونُ، وَالْمُغْمَى عَلَيْهِ، وَالنَّائِمُ عَاجِزُونَ عَنْ فِعْلِ الْخِطَابِ بِالصَّوْمِ وَعَنْ أَدَائِهِ إذْ الصَّوْمُ الشَّرْعِيُّ هُوَ الْإِمْسَاكُ لِلَّهِ تَعَالَى وَلَنْ يَكُونَ ذَلِكَ بِدُونِ النِّيَّةِ، وَهَؤُلَاءِ لَيْسُوا مِنْ أَهْلِ النِّيَّةِ، فَلَمْ يَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الْأَدَاءِ فَلَمْ يَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الْوُجُوبِ، وَالَّذِي دَعَا الْأَوَّلِينَ إلَى الْقَوْلِ بِالْوُجُوبِ فِي حَقِّ هَؤُلَاءِ مَا انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلَيْهِ مِنْ وُجُوبِ الْقَضَاءِ عَلَى الْمُغْمَى عَلَيْهِ، وَالنَّائِمِ بَعْدَ الْإِفَاقَةِ، وَالِانْتِبَاهِ بَعْدَ مُضِيِّ بَعْضِ الشَّهْرِ، أَوْ كُلِّهِ، وَمَا قَدْ صَحَّ مِنْ مَذْهَبِ أَصْحَابِنَا -رَحِمَهُمُ اللَّهُ- فِي الْمَجْنُونِ إذَا أَفَاقَ فِي بَعْضِ شَهْرِ رَمَضَانَ أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ قَضَاءُ مَا مَضَى مِنْ الشَّهْرِ، فَقَالُوا :إنَّ وُجُوبَ الْقَضَاءِ يَسْتَدْعِي فَوَاتَ الْوَاجِبِ الْمُؤَقَّتِ عَنْ وَقْتِهِ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهِ وَانْتِفَاءِ الْحَرَجِ، فَلَا بُدَّ مِنْ الْوُجُوبِ فِي الْوَقْتِ ثُمَّ فَوَاتِهِ حَتَّى يُمْكِنَ إيجَابُ الْقَضَاءِ فَاضْطَرَّهُمْ ذَلِكَ إلَى إثْبَاتِ الْوُجُوبِ فِي حَالِ الْجُنُونِ، وَالْإِغْمَاءِ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

افاقہ اور صحت یاب ہونے کے بعد اس پر ان فوت شدہ روزوں کو قضا کرنا ضروری ہے، کیونکہ اس شخص کے حق میں رمضان کے روزے فرض ہونے کا سبب پایا جاتا ہے، جو کہ فی الجملہ رمضان کے مہینہ کا اہلیت کے ساتھ پالینا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَالنَّوْمِ، وَقَالَ الْآخَرُونَ :إنَّ وُجُوبَ الْقَضَاءِ لَا يَسْتَدْعِي سَابِقِيَّةَ الْوُجُوبِ لَا مَحَالَةَ، وَإِنَّمَا يَسْتَدْعِي فَوْتَ الْعِبَادَةِ عَنْ وَقْتِهَا، وَالْقُدْرَةَ عَلَى الْقَضَاءِ مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ، وَلِذَلِكَ اخْتَلَفَتْ طُرُقُهُمْ فِي الْمَسْأَلَةِ، وَهَذَا الَّذِي ذَكَرْنَا فِي الْمَجْنُونِ إذَا أَفَاقَ فِي بَعْضِ شَهْرِ رَمَضَانَ أَنَّهُ يَلْزَمُهُ قَضَاءُ مَا مَضَى جَوَابُ الِاسْتِحْسَانِ، وَالْقِيَاسُ أَنْ لَا يَلْزَمُهُ وَهُوَ قَوْلُ زُفَرَ، وَالشَّافِعِيِّ.

وَأَمَّا الْمَجْنُونُ جُنُونًا مُسْتَوْعِبًا بِأَنْ جُنَّ قَبْلَ دُخُولِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَأَفَاقَ بَعْدَ مُضِيِّهِ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ، وَعِنْدَ مَالِكٍ يَقْضِي، وَجْهُ الْقِيَاسِ أَنَّ الْقَضَاءَ هُوَ تَسْلِيمُ مِثْلِ الْوَاجِبِ وَلَا وُجُوبَ عَلَى الْمَجْنُونِ لِأَنَّ الْوُجُوبَ بِالْخِطَابِ وَلَا خِطَابَ عَلَيْهِ لِانْعِدَامِ الْقُدْرَتَيْنِ، وَلِهَذَا لَمْ يَجِبْ الْقَضَاءُ فِي الْجُنُونِ الْمُسْتَوْعِبِ شَهْرًا، وَجْهُ قَوْلِ أَصْحَابِنَا.

أَمَّا مَنْ قَالَ بِالْوُجُوبِ فِي حَالِ الْجُنُونِ يَقُولُ :فَاتَهُ الْوَاجِبُ عَنْ وَقْتِهِ وَقَدَرَ عَلَى قَضَائِهِ مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ فَيَلْزَمُهُ قَضَاؤُهُ قِيَاسًا عَلَى النَّائِمِ، وَالْمُغْمَى عَلَيْهِ وَدَلِيلُ الْوُجُوبِ لَهُمْ وُجُودُ سَبَبِ الْوُجُوبِ وَهُوَ الشَّهْرُ إذْ الصَّوْمُ يُضَافُ إلَيْهِ مُطْلَقًا، يُقَالُ صَوْمُ الشَّهْرِ، وَالْإِضَافَةُ دَلِيلُ السَّبَبِيَّةِ، وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى الْقَضَاءِ مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ .وَفِي إيجَابِ الْقَضَاءِ عِنْدَ الِاسْتِيعَابِ حَرَجٌ .(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج ۲،ص ۸۸،فصل شرائط انواع الصیام)

[1] فقہائے کرام نے اُس جنون کو جو بالغ ہوتے وقت موجود ہو، اور اسی جنون کی حالت میں بالغ ہوا ہو، جنونِ اصلی اور اس کے مقابلہ میں اس جنون کو جو بالغ ہونے کے بعد طاری ہوا ہو، اور بالغ ہوتے وقت موجود نہ ہو، جنونِ عارضی کا نام دیا ہے۔

پھر فقہائے احناف کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی بالغ ہوتے وقت مجنون تھا، پھر رمضان کے کسی حصہ میں اس کو افاقہ ہوگیا، تو کیا اس پر بھی جنون کی حالت میں گزرے ہوئے دنوں کی قضا لازم ہے یا نہیں؟

امام محمد رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق یہ شخص نابالغ کے ساتھ ملحق ہے، اور اس پر جنون کی حالت کے دنوں کے روزوں کی قضا واجب نہیں، جبکہ ظاہر الروایۃ کے مطابق جب تک جنون پورے مہینہ تک ممتد نہ ہو، اس وقت تک عارضی اور اصلی جنون کا حکم برابر ہے، یعنی دونوں صورتوں میں گزشتہ دنوں کی قضا واجب ہے۔

وَأما الْعقل فَلَيْسَ بِشَرْط الْوُجُوب وَلَا بِشَرْط الْأَدَاء حَتَّى قُلْنَا إِن صَوْم رَمَضَان يجب على الْمَجْنُون فَإِنَّهُ إِذا جن فِي بعض الشَّهْر ثمَّ أَفَاق يلْزمه الْقَضَاء عندنَا خلافًا للشَّافِعِيّ(تحفة الفقهاء ج ا ص ۳۵۰،کتاب الصوم)

قال محمد رحمه الله :إذا جن (فی) رمضان كله، فليس عليه قضاؤه، وإن أفاق شيئاً لزمه قضاء ما مضى، ولم يذكر ما إذا أفاق فی الليلة الأولى، ثم أصبح مجنوناً، واستوعب الشهر كله، وذكر فی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۳...... اگرکوئی روزہ کی نیت کرتے وقت (مثلاً رات کو یا صبح کے وقت) عاقل تھا، اوراس نے اس وقت روزہ کی نیت کرلی، اور بعد میں اس پر جنون طاری ہوگیا، تو جب تک کوئی روزہ توڑنے والی بات نہ پائی جائے، اس کے اس دن کا روزہ درست ہوجائے گا، کیونکہ اس دن نیت کے وقت عاقل ہونے کی وجہ سے اس کے روزہ کی نیت کرنا درست تھا، لیکن اگراس کی بے ہوشی اس دن سے زیادہ تجاوز کرگئی، تو اگلے دِنوں کا روزہ درست نہیں ہوگا، کیونکہ اس کے اگلے دِنوں کے روزوں کی نیت کے وقت اس کی طرف سے نیت کا ہونا ممکن نہ تھا۔ ل

مسئلہ نمبر۴...... جو شخص مجنون وپاگل نہ ہو، بلکہ کسی بیماری یا کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہو، تو بے ہوشی کے زمانہ میں اس پر روزے رکھنا فرض نہیں ہے، لیکن ہوش میں آنے کے بعداس پر بے ہوشی کے وقت میں فوت شدہ روزوں کی قضا ضروری ہے، خواہ اس کی بے ہوشی پورے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ المجرد عن أبی حنیفة أنه یلزمه القضاء ، وكذا ذكر الفقیه أبو جعفر فی كشف الغوامض ، وذكر شمس الأئمة الحلوانی فی شرح كتاب الصوم أنه لا قضاء علیه، وهو الصحیح؛ لأن اللیلة لا یصام فیها، وعلى هذا إذا أفاق فی لیلة فی وسط الشهر، ثم أصبح مجنوناً لا قضاء علیه، وإن أفاق فی آخر یوم من رمضان إن أفاق بعد الزوال، فقد اختلفوا فیه.

والصحیح :أن لا یلزمه؛ لأنه لا یصح الصوم فیه، ثم فی ظاهر روایة أصحابنا رحمهم الله أنه لا فرق بین الجنون الطارىء ، والأصلی إذا أفاق فی شیء من الشهر لزمه قضاء ما مضى.

ومن أصحابنا من فرق بین الجنون الأصلی والطارىء ، فقال :إن المجنون الأصلی إذا أفاق فی بعض الشهر بأن بلغ مجنوناً، ثم أفاق فی بعض الشهر لا یلزمه قضاء ما مضى، وهكذا روى عن ابن سماعة فی نوادره عن محمد ونص فی المنتقى عن أبی یوسف أن الجنون الأصلی إذا لم یكن مستغرقاً، فإنه لا یسقط القضاء (المحیط البرهانی، ج۲ص۳۹۷،۳۹۸، كتاب الصوم،الفصل العاشر فی المجنون والمغمى علیه، والصبی یبلغ، والنصرانی یسلم، والحائض تطهر، ومن بمعناهم)

ل وَلَو كَانَ مفیقا فَنوى الصَّوْم من اللَّیْل ثمَّ جن فَإِنَّهُ یجوز صَوْمه ذَلِك الْیَوْم لِأَنَّهُ وجد مِنْهُ النِّیَّة من اللَّیْل فَصَارَ كوجودها فِی النَّهَار،وَلَا یجوز صَوْمه الْیَوْم الثَّانِی وَإِن أمسك لِأَنَّهُ لم یُوجد مِنْهُ النِّیَّة لِأَن الْمَجْنُون لَیْسَ من أهل النِّیَّة(تحفة الفقهاء ج ۱ ص ۳۵۰، كتاب الصوم)

وَكَذَا الْعَقْلُ، وَالْإِفَاقَةُ لَیْسَا مِنْ شَرَائِطِ صِحَّةِ الْأَدَاءِ حَتَّى لَوْ نَوَى الصَّوْمَ مِنْ اللَّیْلِ ثُمَّ جُنَّ فِی النَّهَارِ أَوْ أُغْمِیَ عَلَیْهِ یَصِحُّ صَوْمُهُ فِی ذَلِكَ الْیَوْمِ وَلَا یَصِحُّ صَوْمُهُ فِی الْیَوْمِ الثَّانِی، لَا لِعَدَمِ أَهْلِیَّةِ الْأَدَاءِ بَلْ لِعَدَمِ النِّیَّةِ لِأَنَّ النِّیَّةَ مِنْ الْمَجْنُونِ، وَالْمُغْمَى عَلَیْهِ لَا تُتَصَوَّرُ، وَفِی كَوْنِهِمَا مِنْ شَرَائِطِ الْوُجُوبِ كَلَامٌ نَذْكُرُهُ فِی مَوْضِعِهِ(بدائع الصنائع، ج۲ص۸۳، فصل شرائط انواع الصیام)

رمضان کے مہینے جاری رہی ہو، یا رمضان کے کچھ دِنوں میں رہی ہو، کیونکہ بے ہوشی کی حالت میں انسان کی عقل مجنون و پاگل کی طرح مسلوب نہیں ہوتی، البتہ اس کے اعضاء وقویٰ میں ضعف اور تعطل پیدا ہوجاتا ہے، اس لئے بے ہوش آدمی کا حکم مجنون و پاگل کی طرح نہیں ہے، بلکہ مریض اور بیمار کی طرح ہے، کہ اس کو بعد میں روزے قضا رکھنے کا حکم ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر۵...... اگر کسی شخص پر رمضان کی رات میں یا دن میں جنون یا بے ہوشی طاری ہوگئی، پھر اس کا جنون یا بے ہوشی اسی دن ضحوۂ کبریٰ سے پہلے زائل ہوگئی، اور اس نے روزہ کی نیت کرلی، تو فقہ حنفی کے مطابق اس کا روزہ درست ہوجائے گا، کیونکہ حنفیہ کے نزدیک ضحوۂ کبریٰ سے پہلے پہلے رمضان کے روزہ کی نیت کرنا معتبر ہوجاتا ہے، مگر اس میں یہ شرط ہے کہ طلوعِ فجر سے اب تک روزہ کے خلاف کوئی بات نہ پائی گئی ہو۔ [2]

مسئلہ نمبر۶...... روزہ شروع کرنے کے بعد اگر کوئی بے ہوش ہوگیا، مثلاً دورہ پڑ گیا، یا کسی زہریلی چیز کے ڈسنے سے غنودگی ہوگئی، یا کسی روزہ دار کو روزہ کی حالت میں آپریشن وغیرہ کرنے کے لئے کچھ کھلائے پلائے بغیر (ٹیکہ وغیرہ لگا کر) بے ہوش کیا گیا، یا اس کے کسی

---

[1] وعَلى هَذَا قُلْنَا إن الْإِغْمَاء قل أَو كثر لَا يمْنَع وجوب الْقَضَاء وَكَذَا الْمَرَض لِأَن الِاسْتِغْرَاق فِي الْإِغْمَاء نَادِر(تحفة الفقهاء ج ۱ ص ۳۵۰، کتاب الصوم)

(ومن أغمى عليه في رمضان كله قضاه) ش :أي قضى كل رمضان هذا بالإجماع، إلا ما روى عن الحسن البصرى وابن شريح من أصحاب الشافعي -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- فيما إذا استوعب لا قضاء عليه كما في المجنون؛ لأن سبب وجوب الأداء وهو شهود الشهر لم يتحقق موجباً في حقه لعدم الفهم، ووجوب القضاء يبنى عليه م :(لأنه نوع مرض) ش :أي لأن الإغماء نوع مرض م :(يضعف القوى ولا يزيل الحجى) ش :بكسر الحاء المهملة وفتح الجيم مقصوراً وهو العقل، ألا ترى أن الأنبياء -صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ- كانوا يبتون بالإغماء دون الجنون لأنه منفى عنهم، والفرق بينهما أن العقل يكون في الإغماء مغلوباً وفي الجنون مسلوباً م :(فيصير) ش :أي الإغماء م :(عذرا في التأخير) ش :أي في تأخير الصوم إلى وقت زوال الإغماء م :(لا في الإسقاط) ش :أي لا يكون عذراً في إسقاط بالكلية(البناية شرح الهداية، ج۴،ص ۹۵، كتاب الصلاة، فصل أحكام المريض والمسافر في الصيام)

[2] وَلَوْ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فِي لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ أَوْ فِي يَوْمٍ مِنْهُ فَإِنْ أَفَاقَ قَبْلَ الزَّوَالِ وَنَوَى الصَّوْمَ أَجْزَأَهُ، وَكَذَا الْمَجْنُونُ كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ(الفتاوى الهندية، ج ۱ ،ص ۱۹۶، كِتَابُ الصَّوْمِ ،الْبَابُ الْأَوَّلُ)

عضو کو سُن کیا گیا، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [۱]

مسئلہ نمبر ۷...... نیند بھی ایک حیثیت سے بے ہوشی کا حکم رکھتی ہے، مگر اتنا فرق ہے کہ نیند اختیاری عمل ہے، اور بے ہوشی غیر اختیاری عمل ہے، اور نیند کا دورانیہ عام طور سے کم ہوتا ہے، جبکہ بے ہوشی کا دورانیہ کم اور زیادہ دونوں طرح کا ہوسکتا ہے۔

اس لئے سوتے رہنے کی حالت میں تو انسان مرفوع القلم ہے، لیکن بیدار ہونے کے بعد وہ احکام کا مکلّف ہے، جیسا کہ نماز کا حکم ہے۔ [۲]

اور نیند روزہ کے خلاف نہیں ہے، اسی وجہ سے اگر کوئی روزہ کی حالت میں سوئے، تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا، البتہ نیند میں انسان کو نیت کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، اور روزہ صحیح ہونے

---

[۱] وَكَذَا الْعَقْلُ، وَالْإِفَاقَةُ لَيْسَا مِنْ شَرَائِطِ صِحَّةِ الْأَدَاءِ حَتَّى لَوْ نَوَى الصَّوْمَ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ جُنَّ فِي النَّهَارِ أَوْ أُغْمِيَ عَلَيْهِ يَصِحُّ صَوْمُهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَا يَصِحُّ صَوْمُهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي، لَا لِعَدَمِ أَهْلِيَّةِ الْأَدَاءِ بَلْ لِعَدَمِ النِّيَّةِ لِأَنَّ النِّيَّةَ مِنَ الْمَجْنُونِ، وَالْمُغْمَى عَلَيْهِ لَا تُتَصَوَّرُ، وَفِي كَوْنِهِمَا مِنْ شَرَائِطِ الْوُجُوبِ كَلَامٌ نَذْكُرُهُ فِي مَوْضِعِهِ(بدائع الصنائع، ج۲ص ۸۳، فصل شرائط انواع الصيام)

بعد اطلاعه على البحوث المقدمة فى موضوع المفطرات فى مجال التداوى، والدراسات والبحوث والتوصيات الصادرة عن الندوة الفقهية الطبية التاسعة التى عقدتها المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية، بالتعاون مع المجمع وجهات أخرى، فى الدار البيضاء بالمملكة المغربية، فى الفترة من ۹إلى ۱۲ صفر۱۴۱۸ھ (الموافق ۱۴ـ ۱۷ يونيو۱۹۹۷م) ، واستماعه للمناقشات التى دارت حول الموضوع بمشاركة الفقهاء والأطباء ، والنظر فى الأدلة من الكتاب والسنة، وفى كلام الفقهاء .قرر ما يلى:أولاً :الأمور الآتية لا تعتبر من المفطرات:............

(۱۰)غازات التخدير (البنج) ما لم يعط المريض سوائل (محاليل) مغذية.(مجلة مجمع الفقه الإسلامى،ج۱۰ص ۶۱۹، مقالة :المفطرات)

[۲] قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا(مسلم،رقم الحديث ۶۸۴"۳۱۵"،باب قَضَاءِ الصَّلَاةِ الْفَائِتَةِ وَاسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ قَضَائِهَا، عن انس)

وَفَرْقٌ بَيْنَ النَّوْمِ وَالْإِغْمَاءِ فَإِنَّ النَّوْمَ عَنْ اخْتِيَارٍ مِنْهُ بِخِلَافِ الْإِغْمَاءِ (كشف الاسرار شرح اصول البزدوى، ج۴ص ۲۸۱،باب الأمور المعترضة على الأهلية)

وَأَمَّا النَّائِمُ فَلِكَوْنِ النَّوْمِ مُوجِبًا لِلْعَجْزِ لَزِمَ تَأْخِيرُ خِطَابِ الْأَدَاءِ لَا أَصْلِ الْوُجُوبِ وَلِذَا وَجَبَ الْقَضَاءُ إِذَا زَالَ بَعْدَ الْوَقْتِ وَلَمَّا كَانَ لَا يَمْتَدُّ غَالِبًا لَمْ يَسْقُطْ بِهِ شَيْءٌ مِنَ الْعِبَادَاتِ لِعَدَمِ الْحَرَجِ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲ص ۳۱۳، فصل فى عوارض الفطر فى رمضان)

کے لئے نیت کا ہونا ضروری ہے۔

اور رمضان کے روزہ کی نیت کا وقت رات ہونے پر شروع ہوجاتا ہے، اور شرعاً رات کا آغاز سورج غروب ہونے پر ہوتا ہے، اور رمضان کے روزہ کی نیت کرنے کا وقت ضحوۂ کبریٰ (یعنی زوال سے کچھ پہلے) تک جاری رہتا ہے۔ ۱

اس لئے اگر کوئی شخص رمضان کی رات میں یہ نیت کر کے سوگیا کہ وہ اگلے دن کا روزہ رکھے گا، اور پھر اس کی دن میں کسی بھی وقت آنکھ کھلی، یا اگلے دن سورج غروب ہونے کے بعد آنکھ کھلی، تب بھی اس کا روزہ نیت کے معتبر ہونے کی وجہ سے درست ہوجائے گا۔

اور اگر کسی نے رات کو سونے سے پہلے روزہ کی نیت نہیں کی اور پھر اس کی ضحویٰ کبریٰ سے پہلے آنکھ کھلی، اور اس نے روزہ کی نیت کرلی، اور اس نے صبح صادق سے اب تک روزہ کے خلاف کوئی عمل نہیں کیا، تو اس کا روزہ درست ہوجائے گا، اور اگر ضحوۂ کبریٰ کے بعد آنکھ کھلی یا اس نے ضحوۂ کبریٰ کے بعد نیت کی، یا صبح صادق کے بعد روزے کے خلاف کوئی عمل پایا گیا (مثلاً اس نے جان بوجھ کر کچھ کھا پی لیا) تو اس کا روزہ درست نہیں ہوگا۔ ۲

---

۱ (فَيَصِحُّ) أَدَاءُ(صَوْمِ رَمَضَانَ وَالنَّذْرِ الْمُعَيَّنِ وَالنَّفَلِ بِنِيَّةٍ مِنَ اللَّيْلِ) فَلَا تَصِحُّ قَبْلَ الْغُرُوبِ وَلَا عِنْدَهُ (إلَى الضَّحْوَةِ الْكُبْرَى لَا) بَعْدَهَا وَلَا (عِنْدَهَا) اعْتِبَارًا لِأَكْثَرِ الْيَوْمِ(الدر المختار مع شرحه رد المحتار، ج ۲ ص ۳۷۷، كِتَابُ الصَّوْمِ)

وَأَمَّا الثَّالِثُ وَهُوَ وَقْتُ النِّيَّةِ :فَالْأَفْضَلُ فِي الصِّيَامَاتِ كُلِّهَا أَنْ يَنْوِيَ وَقْتَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إنْ أَمْكَنَهُ ذَلِكَ، أَوْ مِنَ اللَّيْلِ، لِأَنَّ النِّيَّةَ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ تُقَارِنُ أَوَّلَ جُزْءٍ مِنَ الْعِبَادَةِ حَقِيقَةً وَمِنَ اللَّيْلِ تُقَارِنُهُ تَقْدِيرًا، وَإِنْ نَوَى بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَإِنْ كَانَ الصَّوْمُ دَيْنًا لَا يَجُوزُ بِالْإِجْمَاعِ، وَإِنْ كَانَ عَيْنًا وَهُوَ صَوْمُ رَمَضَانَ وَصَوْمُ التَّطَوُّعِ خَارِجَ رَمَضَانَ، وَالْمَنْذُورُ الْمُعَيَّنُ يَجُوزُ، وَقَالَ زُفَرُ :إنْ كَانَ مُسَافِرًا لَا يَجُوزُ صَوْمُهُ عَنْ رَمَضَانَ بِنِيَّةٍ مِنَ النَّهَارِ، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ :لَا يَجُوزُ بِنِيَّةٍ مِنَ النَّهَارِ إلَّا التَّطَوُّعُ، وَقَالَ مَالِكٌ: لَا يَجُوزُ التَّطَوُّعُ أَيْضًا، وَلَا يَجُوزُ صَوْمُ التَّطَوُّعِ بِنِيَّةٍ مِنَ النَّهَارِ بَعْدَ الزَّوَالِ عِنْدَنَا وَلِلشَّافِعِيِّ فِيهِ قَوْلَانِ (بدائع الصنائع، ج ۲ ص ۸۵، فصل شرائط انواع الصيام)

۲ مَنْ نَوَى مِنَ اللَّيْلِ الصَّوْمَ ثُمَّ نَامَ وَلَمْ يَنْتَبِهْ إلَّا بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ أَوْ أُغْمِيَ عَلَيْهِ أَوْ جُنَّ وَلَمْ يُفِقْ إلَى ذَلِكَ الْوَقْتِ حُكِمَ بِجَوَازِ الصَّوْمِ مَعَ أَنَّهُ عِبَادَةٌ خَالِصَةٌ وَالْإِمْسَاكُ رُكْنٌ وَهُوَ فِعْلٌ مَقْصُودٌ وَلَا بُدَّ فِي مِثْلِهِ مِنَ التَّحْصِيلِ بِالِاخْتِيَارِ وَمَا بِهِ مِنَ الْعُذْرِ قَدْ سَلَبَ اخْتِيَارَهُ لَكِنْ عِنْدَ زَوَالِ الْعُذْرِ جُعِلَ هَذَا الْفِعْلُ بِمَنْزِلَةِ الْفِعْلِ الِاخْتِيَارِيِّ بِطَرِيقِ إلْحَاقِ الْعُذْرِ الزَّائِلِ بِالْعَدَمِ وَإِذَا كَانَ فِي حَقِّ الْأَدَاءِ الَّذِي هُوَ الْمَقْصُودُ فَفِي حَقِّ الْوُجُوبِ الَّذِي هُوَ وَسِيلَةٌ أَوْلَى أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ(كشف الاسرار شرح اصول البزدوى، ج ۴ ص ۲۶۴، ۲۶۵، باب الأمور المعترضة على الأهلية)

اور نیت کی مزید تفصیل آگے نیت کی بحث میں، اور نیند کی حالت میں روزہ توڑ دینے والے عمل کے پائے جانے سے روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کی تفصیل روزہ کے مفسدات کے ذیل میں، بھول کر جبر واکراہ، بے ہوشی یا غلط فہمی میں روزہ ٹوٹنے کے حکم میں آتی ہے۔

(۴)......روزہ کا علم ہونا (روزہ کی فرضیت اوراس کے مسائل کے علم سے متعلق احکام)

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

فَاسْأَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ النحل آیت ۴۳، سورۃ الانبیاء، آیت ۷)

ترجمہ: تم کو اگر علم نہیں، تو اہلِ ذکر (واہلِ علم) سے سوال کرو (سورہ نحل، سورہ انبیاء)

مطلب یہ ہے کہ علم نہ ہو تو اہلِ علم سے سوال کرنا ضروری ہے۔ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (سنن ابن ماجه) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے (ابنِ ماجہ)

اس قسم کی آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیزیں انسان پر فرض ہیں، ان کا علم حاصل کرنا بھی انسان پر فرض ہے۔ [3]

---

[1] وفی الاية دليل على وجوب المراجعة الى العلماء للجهال فيما لا يعلمون (التفسير المظهرى، سورة النحل، تحت رقم الآية ۴۳، الناشر: مكتبة الرشدية -الباكستان)

[2] رقم الحديث ۲۲۴، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم.

[3] وَأَمَّا عِلْمُ الْفُرُوعِ :فَهُوَ عِلْمُ الْفِقْهِ، وَمَعْرِفَةُ أَحْكَامِ الدِّينِ، فَيَنْقَسِمُ إِلَى فَرْضِ عَيْنٍ، وَفَرْضِ كِفَايَةٍ، أَمَّا فَرْضُ الْعَيْنِ، فَمِثْلُ عِلْمِ الطَّهَارَةِ وَالصَّلاةِ وَالصَّوْمِ، فَعَلَى كُلِّ مُكَلَّفٍ مَعْرِفَتُهُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس لئے اگر کسی کو روزہ کی فرضیت کا علم نہ ہو، تو وہ معذور نہیں ہے، بلکہ اسے اس کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

البتہ اگر کوئی ایسی جگہ اسلام لایا، جہاں روزہ کی فرضیت کا حکم پہنچا ہی نہیں، جس کی وجہ سے اسے روزہ کی فرضیت کا علم نہ ہوا، اور نہ ہی کوئی بتانے والا موجود ہے، تو وہاں وہ علم حاصل ہونے تک معذور شمار ہوگا۔

مسئلہ نمبر۱...... جو شخص مسلمانوں کے ملک میں رہتا سہتا ہو، اُس پر روزہ کے فرض ہونے کی دیگر شرائط پائی جانے پر روزہ فرض ہو جاتا ہے، اور اس کا مسلمانوں کے ملک میں ہونا روزہ کے فریضہ کا علم ہونے کے لئے کافی ہے اور اس کے لئے مسلمانوں کے ملک میں رہتے ہوئے روزہ کی فرضیت سے ناواقف ہونا عذر نہیں ہے، کیونکہ مسلمانوں کے ملک میں روزہ کی فرضیت کا حکم پہنچ چکا ہوتا ہے، اور معلوم کرنے کے ذرائع بھی موجود ہوتے ہیں۔ [1]

البتہ جو شخص دارُ الحرب یا دارُ الکفر میں مسلمان ہوا، اُس پر اُس وقت تک روزہ فرض نہیں ہوتا، جب تک اُسے روزہ کی فرضیت کا علم نہ ہو۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَكَذَلِكَ كُلُّ عِبَادَةٍ أَوْجَبَهَا الشَّرْعُ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ، فَعَلَيْهِ مَعْرِفَةُ عِلْمِهَا، مِثْلُ عِلْمِ الزَّكَاةِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، وَعِلْمِ الْحَجِّ إِنْ وَجَبَ عَلَيْهِ.

وَأَمَّا فَرْضُ الْكِفَايَةِ، فَهُوَ أَنْ يَتَعَلَّمَ مَا يَبْلُغُ بِهِ رُتْبَةَ الاجْتِهَادِ، وَدَرَجَةَ الْفُتْيَا، فَإِذَا قَعَدَ أَهْلُ بَلَدٍ عَنْ تَعَلُّمِهِ، عَصَوْا جَمِيعًا، وَإِذَا قَامَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ بِتَعَلُّمِهِ، فَتَعَلَّمَهُ، سَقَطَ الْفَرْضُ عَنِ الآخَرِينَ، وَعَلَيْهِمْ تَقْلِيدُهُ فِيمَا يَعِنُّ لَهُمْ مِنَ الْحَوَادِثِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :(فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ)

قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ :أَمَّا الْعِلْمُ عِنْدَنَا الرُّخَصُ عَنِ الثِّقَاتِ، أَمَّا التَّشْدِيدُ، فَكُلُّ إِنْسَانٍ يُحْسِنُهُ(شرح السنة للبغوی، ج ۱ ص ۲۹۰، کتاب العلم، بَابُ التَّفَقُّهِ فِی الدِّینِ)

[1] (قَوْلُهُ :أَوْ عَالَمٍ بِالْوُجُوبِ) أَیْ أَوْ كَائِنٍ فِی غَیْرِ دَارِنَا عَالَمٍ بِالْوُجُوبِ فَالْكَوْنُ بِدَارِ الْإِسْلَامِ مُوجِبٌ لِلصَّوْمِ، وَإِنْ لَمْ یَعْلَمْ بِوُجُوبِهِ إِذْ لَا یُعْذَرُ بِالْجَهْلِ فِی دَارِ الْإِسْلَامِ(رد المحتار ج۲ص ۳۷۱، کتاب الصوم)

(قَوْلُهُ أَوْ دَلِیلُهُ) أَیْ دَلِیلُ الْعِلْمِ وَهُوَ الْكَوْنُ فِی دَارِ الْإِسْلَامِ لِاشْتِهَارِ الْفَرَائِضِ فِیهَا، فَمَنْ أَسْلَمَ فِیهَا لَزِمَهُ قَضَاءُ مَا تَرَكَ(رد المحتار علی الدر المختار، ج۲، ص ۷۵، كِتَابُ الصَّلَاةِ)

اور دارُالحرب یا دارُالکفر وہ ملک کہلاتا ہے، جو کافروں کے زیرِ تسلط ہو۔ [1]

دارُالحرب میں چونکہ اسلامی ماحول نہیں ہوتا، اس لئے اگر کوئی دارُالحرب میں مسلمان ہوا، اس کو جب تک روزہ کے حکم کا علم نہ ہو، اس وقت تک اس پر روزہ فرض نہیں ہوا کرتا۔

اس لئے ایسے شخص کو جب تک کسی ذریعہ سے روزہ کے حکم کا علم نہ ہو، اس وقت تک اس پر روزہ رکھنا فرض نہ ہوگا، اور جو زمانہ اس حالت میں گزرا تو علم حاصل ہونے کے بعد، اس زمانہ کے روزوں کی قضا بھی ضروری نہیں ہوگی۔ [2]

---

[1] دار الحرب هي :كل بقعة تكون فيها أحكام الكفر ظاهرة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۰ ص ۲۰۱، مادة "دار")

دار الحرب عند الشافعية :بلاد الكفار الذين لا صلح لهم مع المسلمين.الحربى :عند المالكية : من دخل بلادنا محاربا(القاموس الفقهى،مادة الحرب)

[2] فَالْعِلْمُ بِوُجُوبِهَا حَالَ الْفَوَاتِ شَرْطٌ لِوُجُوبِ قَضَائِهَا، حَتَّى أَنَّ الْحَرْبِيَّ إذَا أَسْلَمَ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَمَكَثَ فِيهَا سَنَةً وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةَ فَلَمْ يُصَلِّ ثُمَّ عَلِمَ -لَا يَجِبُ عَلَيْهِ قَضَاؤُهَا فِي قَوْلِ أَصْحَابِنَا الثَّلَاثَةِ وَقَالَ زُفَرُ :عَلَيْهِ قَضَاؤُهَا.

وَلَوْ كَانَ هَذَا ذِمِّيًّا أَسْلَمَ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ فَعَلَيْهِ قَضَاؤُهَا اسْتِحْسَانًا، وَالْقِيَاسُ أَنْ لَا قَضَاءَ عَلَيْهِ، وَهُوَ قَوْلُ الْحَسَنِ

(وَجْهُ) قَوْلِ زُفَرَ :أَنَّهُ بِالْإِسْلَامِ الْتَزَمَ أَحْكَامَهُ، وَوُجُوبُ الصَّلَاةِ مِنْ أَحْكَامِ الْإِسْلَامِ فَيَلْزَمُهُ، وَلَا يَسْقُطُ بِالْجَهْلِ، كَمَا لَوْ كَانَ هَذَا فِي دَارِ الْإِسْلَامِ.

(وَلَنَا) أَنَّ الَّذِي أَسْلَمَ فِي دَارِ الْحَرْبِ مُنِعَ عَنْهُ الْعِلْمُ لِانْعِدَامِ سَبَبِ الْعِلْمِ فِي حَقِّهِ، وَلَا وُجُوبَ عَلَى مَنْ مُنِعَ عَنْهُ الْعِلْمُ كَمَا لَا وُجُوبَ عَلَى مَنْ مُنِعَ عَنْهُ الْقُدْرَةُ بِمَنْعِ سَبَبِهَا، بِخِلَافِ الَّذِي أَسْلَمَ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ؛ لِأَنَّهُ ضَيَّعَ الْعِلْمَ حَيْثُ لَمْ يَسْأَلْ الْمُسْلِمِينَ عَنْ شَرَائِعِ الدِّينِ مَعَ تَمَكُّنِهِ مِنْ السُّؤَالِ، وَالْوُجُوبُ مُتَحَقِّقٌ فِي حَقِّ مَنْ ضَيَّعَ الْعِلْمَ كَمَا يَتَحَقَّقُ فِي حَقِّ مَنْ ضَيَّعَ الْقُدْرَةَ، وَلَمْ يُوجَدْ التَّضْيِيعُ هَهُنَا إذْ لَا يُوجَدُ فِي الْحَرْبِ مَنْ يَسْأَلُهُ عَنْ شَرَائِعِ الْإِسْلَامِ، حَتَّى لَوْ وُجِدَ وَلَمْ يَسْأَلْهُ يَجِبُ عَلَيْهِ، وَيُؤَاخَذُ بِالْقَضَاءِ إذَا عَلِمَ بَعْدَ ذَلِكَ؛ لِأَنَّهُ ضَيَّعَ الْعِلْمَ وَمَا مُنِعَ مِنْهُ كَالَّذِي أَسْلَمَ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ.

وَقَدْ خَرَجَ الْجَوَابُ عَمَّا قَالَهُ زُفَرُ أَنَّهُ الْتَزَمَ أَحْكَامَ الْإِسْلَامِ؛ لِأَنَّا نَقُولُ :نَعَمْ لَكِنْ حُكْمًا لَهُ سَبِيلُ الْوُصُولِ إلَيْهِ وَلَمْ يُوجَد (بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، ج ۱، ص ۱۳۵، كِتَابُ الصَّلَاةِ، فَصْلٌ شَرَائِطُ أَرْكَانِ الصَّلَاةِ)

وَزَادَ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ الْعِلْمَ بِالْوُجُوبِ أَوْ الْكَوْنَ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ؛ لِأَنَّ الْحَرْبِيَّ إذَا أَسْلَمَ فِي دَارِ الْحَرْبِ، وَلَمْ يَعْلَمْ بِفَرْضِيَّةِ رَمَضَانَ ثُمَّ عَلِمَ لَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءُ مَا مَضَى (البحر الرائق، ج۲، ص۲۷۷، كتاب الصوم)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۲...... جو شخص دارُالحرب یا دارُالکفر میں اسلام لایا، اور اسے روزہ کی فرضیت کا علم نہیں تھا، پھر اس کو دو عام مَردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں نے روزہ کی فرضیت کی خبر دے دی، یا ایک عادل اور ثقہ آدمی نے خبر دے دی، تب بھی وہ روزہ رکھنے کا مکلّف ہو جائے گا۔ جبکہ بعض حضرات کے نزدیک اگر ایک عام فرد بھی خبر دے دے، چاہے اس کا حال معلوم نہ ہو کہ وہ ثقہ اور عادل بھی ہے یا نہیں، اور خواہ وہ بالغ اور آزاد بھی نہ ہو، تب بھی وہ روزہ کا مکلّف ہو جاتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(وَيُعْذَرُ بِالْجَهْلِ حَرْبِيٌّ أَسْلَمَ ثَمَّةَ وَمَكَثَ مُدَّةً فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ) لِأَنَّ الْخِطَابَ إنَّمَا يَلْزَمُ بِالْعِلْمِ أَوْ دَلِيلِهِ وَلَمْ يُوجَدَا (كَمَا لَا يَقْضِي مُرْتَدٌّ مَا فَاتَهُ زَمَنَهَا) وَلَا مَا قَبْلَهَا إلَّا الْحَجَّ، لِأَنَّهُ بِالرِّدَّةِ يَصِيرُ كَالْكَافِرِ الْأَصْلِيِّ (الدر المختار)

بِخِلَافِ مَنْ أَسْلَمَ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَلَمْ يَعْلَمْ بِهِ فَإِنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَعْلَمْ فَإِذَا عَلِمَ لَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءُ مَا مَضَى إذْ لَا تَكْلِيفَ بِدُونِ الْعِلْمِ ثَمَّةَ لِلْعُذْرِ بِالْجَهْلِ (رد المحتار ج۲ ص ۱۷۳تا۳۷۲، کتاب الصوم)

[1] قَالَ الْعَلَامَةُ كَمَالُ الدِّينِ -رَحِمَهُ اللَّهُ- وَيَنْبَغِي أَنْ يُزَادَ فِي الشُّرُوطِ الْعِلْمُ بِالْوُجُوبِ أَوْ الْكَوْنُ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ وَيُرَادُ بِالْعِلْمِ الْإِدْرَاكُ وَهَذَا لِأَنَّ الْحَرْبِيَّ إذَا أَسْلَمَ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ عَلَيْهِ صَوْمَ رَمَضَانَ ثُمَّ عَلِمَ لَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءُ مَا مَضَى وَإِنَّمَا يَحْصُلُ الْعِلْمُ الْمُوجِبُ بِإِخْبَارِ رَجُلَيْنِ أَوْ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ أَوْ وَاحِدٍ عَدْلٍ وَعِنْدَهُمَا لَا تُشْتَرَطُ الْعَدَالَةُ وَالْبُلُوغُ وَالْحُرِّيَّةُ (تبيين الحقائق، ج ۱ ص ۳۱۳، کتاب الصوم)

فَإِنْ بَلَّغَهُ فِي دَارِ الْحَرْبِ رَجُلٌ وَاحِدٌ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ فِيمَا يَتْرُكُ بَعْدَ ذَلِكَ فِي قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ، وَهُوَ إحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، وَفِي رِوَايَةِ الْحَسَنِ عَنْهُ لَا يَلْزَمُهُ مَا لَمْ يُخْبِرْهُ رَجُلَانِ أَوْ رَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ .(وَجْهُ) هَذِهِ الرِّوَايَةِ أَنَّ هَذَا خَبَرٌ مُلْزِمٌ، وَمِنْ أَصْلِهِ اشْتِرَاطُ الْعَدَدِ فِي الْخَبَرِ الْمُلْزِمِ، كَمَا فِي الْحَجْرِ عَلَى الْمَأْذُونِ، وَعَزْلِ الْوَكِيلِ، وَالْإِخْبَارِ بِجِنَايَةِ الْعَبْدِ.(وَجْهُ) الرِّوَايَةِ الْأُخْرَى وَهِيَ الْأَصَحُّ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مَأْمُورٌ مِنْ صَاحِبِ الشَّرْعِ بِالتَّبْلِيغِ، قَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: أَلَا فَلْيُبَلِّغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ وَقَالَ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: نَضَّرَ اللَّهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا مَقَالَةً فَوَعَاهَا كَمَا سَمِعَهَا ثُمَّ أَدَّاهَا إلَى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا ، فَهَذَا الْمُبَلِّغُ نَظِيرُ الرَّسُولِ مِنْ الْمُوَلِّي وَالْمُوَكِّلِ، وَخَبَرُ الرَّسُولِ هُنَاكَ مُلْزِمٌ فَهَهُنَا كَذَلِكَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج ۱ ،ص ۱۳۵ ،کِتَابُ الصَّلَاةِ،فَصْلٌ شَرَائِطُ أَرْكَانِ الصَّلَاةِ)

(قَوْلُهُ بِالْعِلْمِ) فَإِذَا بَلَّغَهُ فِي دَارِ الْحَرْبِ رَجُلٌ وَاحِدٌ فَعَلَيْهِ قَضَاءُ مَا تَرَكَهُ بَعْدَهُ عِنْدَهُمَا، وَهُوَ إحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ عَنْ الْإِمَامِ وَفِي رِوَايَةِ الْحَسَنِ عَنْهُ لَا يَلْزَمُهُ حَتَّى يُخْبِرَهُ رَجُلَانِ عَدْلَانِ مُسْلِمَانِ أَوْ رَجُلٌ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ملحوظ رہے کہ آج کل اکثر غیر اسلامی ملکوں میں ذرائع ابلاغ کے واسطے سے روزہ کا حکم پہنچ چکا ہے، بلکہ وہاں مختلف شکلوں میں تبلیغ وتدریس کے سلسلے وحلقے بھی قائم ہیں، جبکہ فقہائے کرام کے نزدیک ایک دو ثقہ وعادل اور بعض کے نزدیک عام افراد کی طرف سے بھی روزہ کی فرضیت کی خبر پہنچنا مکلّف ہونے کے لئے کافی ہے۔

اس لئے اس طرح کے ممالک میں کوئی شخص اسلام لے آئے، تو وہ روزہ کا مکلّف ہوجائے گا۔

مسئلہ نمبر۳...... جو شخص مسلمانوں کے ملک میں اسلام لایا، تو وہ اسلام لاتے ہی رمضان کے روزوں کا مکلّف ہوجائے گا، اور اس کا روزہ کی فرضیت سے ناواقف ہونا عذر شمار نہیں کیا جائے گا۔ [۱]

مسئلہ نمبر۴...... جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ان سے ناواقف ہونا فقہائے احناف کے نزدیک عذر نہیں ہے، البتہ بعض صورتوں میں روزہ توڑنے کے کفارہ کا حکم ہلکا ہوکر قضا تک محدود ہوجاتا ہے، چنانچہ اگر کسی روزہ دار کو خود بخود قے ہوجائے، یا سوتے ہوئے احتلام ہوجائے، اور وہ یہ سمجھے کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے، پھر وہ جان بوجھ کر کھا پی لے، تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے، لیکن کفارہ واجب نہیں ہوتا، جس کی کچھ تفصیل کفارہ کی بحث میں آتی ہے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَامْرَأَتَانِ؛ وَأَمَّا الْعَدَالَةُ فَفِي الْمَبْسُوطِ أَنَّهَا شَرْطٌ عِنْدَهُمَا .وَرَوَى أَبُو جَعْفَرٍ فِي غَرِيبِ الرِّوَايَةِ أَنَّهَا غَيْرُ شَرْطٍ عِنْدَهُمَا، حَتَّى إذَا أَخْبَرَهُ رَجُلٌ فَاسِقٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ امْرَأَةٌ أَوْ عَبْدٌ فَإِنَّ الصَّلَاةَ تَلْزَمُهُ تَتَارْخَانِيَّةٌ(رد المحتار على الدر المختار، ج ۲، ص ۷۵، كِتَابُ الصَّلَاةِ)

وَإِنَّمَا يَحْصُلُ لَهُ الْعِلْمُ الْمُوجِبُ بِإِخْبَارِ رَجُلَيْنِ أَوْ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ مَسْتُورَيْنِ أَوْ وَاحِدٍ عَدْلٍ وَعِنْدَهُمَا لَا يُشْتَرَطُ الْعَدَالَةُ وَلَا الْبُلُوغُ وَالْحُرِّيَّةُ كَمَا فِي إمْدَادِ الْفَتَّاحِ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۷۲، كتاب الصوم)

[۱] وَلَوْ أَسْلَمَ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ وَجَبَ عَلَيْهِ قَضَاءُ مَا مَضَى بَعْدَ الْإِسْلَامِ عَلِمَ بِالْوُجُوبِ أَوْ لَا اهـ(تبيين الحقائق، ج ۱ ص ۳۱۳، كتاب الصوم)

[۲] هَذَا الَّذِي ذَكَرْنَا إذَا لم يكن فِي الْإِفْطَار شُبْهَة،فَأَما إِذا كَانَ فِيهِ شُبْهَة فَلَا يجب فَإِن الْمُسَافِر إِذا صَامَ فِي رَمَضَان ثمَّ جَامع مُتَعَمدا لَا يلْزمه الْكَفَّارَة لِأَن فِيهِ شُبْهَة الْإِبَاحَة لقِيَام السَّبَب الْمُبِيح صُورَة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۵)......صحت مند ہونا (مریض، حاملہ اور دودھ پلانے والی کے روزہ کے احکام)

روزہ فرض ہونے کے لئے صحت مند ہونا بھی ضروری ہے، جو شخص مریض ہو، اور اسے روزہ رکھنے کی قدرت نہ ہو، اس پر روزہ رکھنا فرض نہیں ہے، البتہ صحت یاب ہونے کے بعد بیماری میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کا حکم ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (سورة البقرة آیت ۱۸۴)

ترجمہ: پس جو تم میں سے مریض ہو، یا سفر میں ہو، تو اسے دوسرے دنوں میں (روزہ) شمار کر لینے کی گنجائش ہے (سورہ بقرہ)

حضرت ابوقلابہ کی سند سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَهُوَ السّفر،وَكَذٰلِكَ إِذا تسحر على ظن أَن الْفجْر لم يطلع فَإِذا هُوَ طالع أَو أفطر على ظن أَن الشَّمْس قد غربت فَإِذا هِيَ لم تغرب لَا تجب الْكَفَّارَة لِأَنَّهُ خاطىء وَإِلَّا ثمَّ عَنهُ مَرْفُوع بِالنَّصِّ،وكل من أكل أَو شرب أَو جَامع نَاسِيا أَو ذرعه الْقَيْء فَظن أَن ذٰلِك يفطره فَأكل بعد ذٰلِك مُتَعَمدا لَا كَفَّارَة عَلَيْهِ لِأَن هَذَا شُبْهَة فِي مَوضِع الِاشْتِبَاه لوُجُود المضاد للصَّوْم قَالَ مُحَمَّد إِلَّا إِذا بلغ الْخَبَر أَن أكل النَّاس والقيء لَا يفْسد ان الصَّوْم فَتجب عَلَيْهِ الْكَفَّارَة لِأَن الظَّن فِي غير مَوضِع الشُّبْهَة لَا يعْتَبر،فَأَما إِذا احْتجم فَظن أَن ذٰلِك يفطره ثمَّ أفطر مُتَعَمدا إِن استفتى فَقِيها فَأفْتى بالإفطار ثمَّ أفطر مُتَعَمدا لَا كَفَّارَة عَلَيْهِ لِأَن الْعَاميّ يجب عَلَيْهِ تَقْلِيد الْعَالم فَيصير ذٰلِك شُبْهَة،وَلَو بلغه الحَدِيث أفطر الحاجم والمحجوم روى الْحسن عَن أبي حنيفَة أَنه لَا كَفَّارَة عَلَيْهِ لِأَنَّهُ اعْتمد على الحَدِيث وَهُوَ حجَّة فِي الأَصْل،وَرُوِيَ عَن أبي يُوسُف أَنه تجب عَلَيْهِ الْكَفَّارَة لِأَن الْعَاميّ يجب عَلَيْهِ الاستفتاء من الْمُفْتِي دون الْعَمَل بِظَاهِر الحَدِيث لِأَنَّهُ قد يكون مَتْرُوك الظَّاهِر وَقد يكون مَنْسُوخا فَلَا يصير شُبْهَة،وَإِن لمس امْرَأَة بِشَهْوَة أَو قبل امْرَأَة بِشَهْوَة وَلم ينزل فَظن أَن ذٰلِك يفطره فَأكل عمدا يلْزمه الْكَفَّارَة لِأَن ذٰلِك لَا يُنَافِي الصَّوْم فَيكون ظنا فِي غير مَوْضِعه إِلَّا إِذا استفتى فَقِيها أَو أول الحَدِيث فَأفْطر على ذٰلِك فَلَا كَفَّارَة عَلَيْهِ وَإِن أَخطَأ وَلم يثبت الحَدِيث لِأَن ظَاهره يعْتَبر شُبْهَة،فَإِن اغتاب فَظن أَن ذٰلِك يفطره فأكد عمدا يلْزمه الْكَفَّارَة وَإِن بلغه الحَدِيث لِأَنَّهُ تَأْوِيل بعيد لِأَنَّهُ لَا يُرَاد بِهِ إفطار الصَّوْم حَقِيقَة وَالله أعلم(تحفة الفقهاء ،ج ۱ ،ص ۳۶۴، كتاب الصَّوْم)

فرمایا کہ:

إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ، وَرَخَّصَ لِلْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ (سنن النسائی) ؎۱

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز کو اور روزہ کو معاف کر دیا ہے، اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو (روزہ نہ رکھنے کی) رخصت دے دی ہے (نسائی)

حضرت انس بن مالک کعبی قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ، وَشَطْرَ الصَّلَاةِ، وَعَنِ الْحَامِلِ أَوِ الْمُرْضِعِ الصَّوْمَ أَوِ الصِّيَامَ (سنن الترمذی) ؎۲

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزے کو اور آدھی نماز کو معاف کر دیا ہے، اور حاملہ یا (بچہ کو) دودھ پلانے والی عورت سے روزہ یا روزوں (کے رکھنے) کو معاف کر دیا ہے (ترمذی)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ شَطْرَ الصَّلَاةِ عَنِ الْمُسَافِرِ، وَوَضَعَ الصَّوْمَ أَوِ الصِّيَامَ عَنِ الْمَرِيْضِ وَالْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ (الآحاد والمثانی لابنِ ابی عاصم) ؎۳

؎۱ رقم الحدیث ۲۲۷۷، کتاب الصیام، ذکر وضع الصیام عن المسافر.

؎۲ رقم الحدیث ۷۱۵، ابواب الصوم، باب ما جاء فی الرخصة فی الإفطار للحبلی والمرضع، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۹۰۴۷.

قال الترمذی: وَفِي البَابِ عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ :. حَدِيثُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الكَعْبِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَلَا نَعْرِفُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ هَذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هَذَا الحَدِيثِ الوَاحِدِ.

وفی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن.

؎۳ رقم الحدیث ۱۴۹۳، ج۳ص ۱۶۲، الناشر، دارالرایة، الریاض، واللفظ لهٗ، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۷۶۵.

ترجمہ: بے شک اللہ عزوجل نے مسافر سے آدھی نماز کو معاف کردیا ہے، اور روزہ کو یا روزوں کو مریض سے اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے معاف کردیا ہے (الآحاد والمثانی، طبرانی)

اس قسم کی احادیث کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ جس مریض اور حاملہ اور بچہ کو دودھ پلانے والی عورت کو روزہ سے اپنے آپ کو یا بچے کو غیر معمولی تکلیف ہوتی ہو، اس پر رمضان میں روزہ رکھنا فرض نہیں۔ ۱

حاملہ اور دودھ پلانے والی وہ عورت جس کو روزہ رکھنے سے اپنے آپ کو یا بچے کو ضرر پہنچتا ہو،

---

۱ قال الترمذی:وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ، وقَالَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ :الحَامِلُ، وَالمُرْضِعُ، تُفْطِرَانِ وَتَقْضِيَانِ وَتُطعِمَانِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ، وَمَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وقَالَ بَعْضُهُمْ :تُفْطِرَانِ، وَتُطْعِمَانِ، وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِمَا، وَإِنْ شَاءَتَا قَضَتَا، وَلَا إِطْعَامَ عَلَيْهِمَا، وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ " (تحت رقم الحديث ۷۱۵)

وقال البغوی:واختلفوا فی أنه هل يجب عليهما الإطعام أم لا ؟ فذهب قوم إلى أنهما تطعمان مع القضاء ، يروى ذلک عن ابن عمر وابن عباس ، وهو قول مجاهد ، والشافعي وأحمد ، سئل ابن عمر عن الحامل إذا خافت على ولدها ؟ قال :تفطر وتطعم مكان كل يوم مسكينا مدا من حنطة .
وذهب قوم إلى أنهما تقضيان ، ولا إطعام عليهما كالمريض ، وبه قال الحسن وعطاء ، والنخعي والزهری ، وهو قول الأوزاعی ، والثوری وأصحاب الرأی . وقال مالک :الحامل تقضی ولا تطعم ، لأن ضرر الصوم يعود إلى نفسها كالمريض ، والمرضع تقضی وتطعم .وقال بعضهم :إن شاءتا أطعمتا ، ولا قضاء عليهما ، وإن شاءتا قضتا ولا إطعام عليهما ، وهو قول إسحاق بن راهوية .فأما الشيخ الكبير الذی لا يطيق الصوم ، يطعم عنه ولا قضاء عليه لعجزه قرأ عبد الله بن عباس) وعلى الذين يطوقونه فدية طعام مسكين)أی يكلفون الصوم ويشق عليهم ذلک ، فلهم أن يفطروا ، ويطعموا(شرح السنة للبغوی، ج۶ص ۳۱۶، باب الرخصة فی الإفطار للحامل والمرضع)

الْفُقَهَاء ُمُتَّفِقُونَ عَلَى أَنَّ الْحَامِلَ وَالْمُرْضِعَ لَهُمَا أَنْ تُفْطِرَا فِي رَمَضَانَ، بِشَرْطِ أَنْ تَخَافَا عَلَى أَنْفُسِهِمَا أَوْ عَلَى وَلَدِهِمَا الْمَرَضَ أَوْ زِيَادَتَهُ، أَوِ الضَّرَرَ أَوِ الْهَلاکَ، فَالْوَلَدُ مِنَ الْحَامِلِ بِمَنْزِلَةِ عُضْوٍ مِنْهَا، فَالإِْشْفَاقُ عَلَيْهِ مِنْ ذَلِکَ كَالإِْشْفَاقِ مِنْهُ عَلَى بَعْضِ أَعْضَائِهَا.قَال الدَّرْدِيرُ :وَيَجِبُ (يَعْنِي الْفِطْرَ) إِنْ خَافَتَا هَلاكًا أَوْ شَدِيدَ أَذًى، وَيَجُوزُ إِنْ خَافَتَا عَلَيْهِ الْمَرَضَ أَوْ زِيَادَتَهُ .وَنَصَّ الْحَنَابِلَةُ عَلَى كَرَاهَةِ صَوْمِهِمَا، كَالْمَرِيضِ وَدَلِيل تَرْخِيصِ الْفِطْرِ لَهُمَا :(وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ،وَلَيْسَ الْمُرَادُ مِنَ الْمَرَضِ صُورَتَهُ، أَوْ عَيْنَ الْمَرَضِ، فَإِنَّ الْمَرِيضَ الَّذِی لاَ يَضُرُّهُ الصَّوْمُ لَيْسَ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ، فَكَانَ ذِكْرُ الْمَرَضِ كِنَايَةً عَنْ أَمْرٍ يَضُرُّ الصَّوْمُ مَعَهُ، وَهُوَ مَعْنَى الْمَرَضِ، وَقَدْ وُجِدَ هَاهُنَا، فَيَدْخُلاَنِ تَحْتَ رُخْصَةِ الإِْفْطَارِ.وَصَرَّحَ الْمَالِكِيَّةُ بِأَنَّ الْحَمْل مَرَضٌ حَقِيقَةً، وَالرَّضَاعَ فِي حُكْمِ الْمَرَضِ، وَلَيْسَ مَرَضًا حَقِيقَةً (الموسوعة الفقهية الكويتية ، ج۲۸ص ۵۳، ۵۴،عوارض الافطار)

اس کا حکم مسافر اور مریض کی طرح ہے، کہ ان کو بعد میں روزہ کی قضا کرنی چاہئے۔ لے

لے وضع الصوم الذی جعله من حکم المسافر هو بعینه جعله من حکم المرضع والحامل ;لأنه عطفهما علیه من غیر استئناف ذکر شیء غیره؟ فثبت بذلک أن حکم وضع الصوم عن الحامل والمرضع هو فی حکم وضعه عن المسافر لا فرق بینهما، ومعلوم أن وضع الصوم عن المسافر إنما هو علی جهة إیجاب قضائه بالإفطار من غیر فدیة فوجب أن یکون ذلک حکم الحامل والمرضع. وفیه دلالة علی أنه لا فرق بین الحامل والمرضع إذا خافتا علی أنفسهما أو ولدیهما ;إذ لم یفصل النبی صلی الله علیه وسلم بینهما وأیضا لما کانت الحامل والمرضع یرجی لهما القضاء وإنما أبیح لهما الإفطار للخوف علی النفس أو الولد مع إمکان القضاء، وجب أن تکونا کالمریض والمسافر (احکام القرآن جصاص، ج ۱ ص ۲۲۱، باب الحامل والمرضع)

وَأَمَّا حَبَلُ الْمَرْأَةِ وَإِرْضَاعُهَا :إذَا خَافَتَا الضَّرَرَ بِوَلَدِهِمَا فَمُرَخَّصٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ)وَقَدْ بَيَّنَّا أَنَّهُ لَيْسَ الْمُرَادُ عَيْنَ الْمَرَضِ، فَإِنَّ الْمَرِيضَ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ الصَّوْمُ لَيْسَ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ فَكَانَ ذِكْرُ الْمَرَضِ كِنَايَةً عَنْ أَمْرٍ يَضُرُّ الصَّوْمُ مَعَهُ .وَقَدْ وُجِدَ هَهُنَا فَيَدْخُلَانِ تَحْتَ رُخْصَةِ الْإِفْطَارِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَنَّهُ قَالَ :يُفْطِرُ الْمَرِيضُ، وَالْحُبْلَى إذَا خَافَتْ أَنْ تَضَعَ وَلَدَهَا، وَالْمُرْضِعُ إذَا خَافَتْ الْفَسَادَ عَلَى وَلَدِهَا .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَنَّهُ قَالَ :إنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنْ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَعَنْ الْحُبْلَى، وَالْمُرْضِعِ الصِّيَامَ وَعَلَيْهِمَا الْقَضَاءُ وَلَا فِدْيَةَ عَلَيْهِمَا عِنْدَنَا .وَقَالَ الشَّافِعِيُّ :عَلَيْهِمَا الْقَضَاءُ، وَالْفِدْيَةُ لِكُلِّ يَوْمٍ مُدٌّ مِنْ حِنْطَةٍ، وَالْمَسْأَلَةُ مُخْتَلِفَةٌ بَيْنَ الصَّحَابَةِ، وَالتَّابِعِينَ فَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ مِنْ الصَّحَابَةِ، وَالْحَسَنِ مِنْ التَّابِعِينَ أَنَّهُمَا يَقْضِيَانِ وَلَا يَفْدِيَانِ وَبِهِ أَخَذَ أَصْحَابُنَا .وَرُوِيَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مِنْ الصَّحَابَةِ وَمُجَاهِدٍ مِنْ التَّابِعِينَ إنَّهُمَا يَقْضِيَانِ وَيَفْدِيَانِ وَبِهِ أَخَذَ الشَّافِعِيُّ احْتَجَّ بِقَوْلِهِ تَعَالَى (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ) وَالْحَامِلُ، وَالْمُرْضِعُ يُطِيقَانِ الصَّوْمَ فَدَخَلَتَا تَحْتَ الْآيَةِ فَتَجِبُ عَلَيْهِمَا الْفِدْيَةُ، وَلَنَا قَوْله تَعَالَى (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا)الْآيَةُ، أَوْجَبَ عَلَى الْمَرِيضِ الْقَضَاءَ فَمَنْ ضَمَّ إلَيْهِ الْفِدْيَةَ فَقَدْ زَادَ عَلَى النَّصِّ فَلَا يَجُوزُ إلَّا بِدَلِيلٍ، وَلِأَنَّهُ لَمَّا لَمْ يُوجِبْ غَيْرَهُ دَلَّ أَنَّهُ كُلُّ حُكْمِ الْحَادِثَةِ لِأَنَّ تَأْخِيرَ الْبَيَانِ عَنْ وَقْتِ الْحَاجَةِ لَا يَجُوزُ،وَقَدْ ذَكَرْنَا أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ الْمَرَضِ الْمَذْكُورِ لَيْسَ صُورَةَ الْمَرَضِ بَلْ مَعْنَاهُ.

وَقَدْ وُجِدَ فِي الْحَامِلِ، وَالْمُرْضِعِ إذَا خَافَتَا عَلَى وَلَدِهِمَا فَيَدْخُلَانِ تَحْتَ الْآيَةِ، فَكَانَ تَقْدِيرُ قَوْله تَعَالَى (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا)فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ بِهِ مَعْنًى يَضُرُّهُ الصَّوْمُ أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ، وَأَمَّا قَوْلُه تَعَالَى (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ)فَقَدْ قِيلَ فِي بَعْضِ وُجُوهِ التَّأْوِيلِ إنَّ لَا مُضْمَرَةٌ فِي الْآيَةِ مَعْنَاهُ " وَعَلَى الَّذِينَ لَا يُطِيقُونَهُ، وَإِنَّهُ جَائِزٌ فِي اللُّغَةِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا)أَيْ :لَا تَضِلُّوا فِي بَعْضِ الْقِرَاءَاتِ وَعَلَى الَّذِينَ يُطَوَّقُونَهُ وَلَا يُطِيقُونَهُ عَلَى أَنَّهُ لَا حُجَّةَ لَهُ فِي الْآيَةِ لِأَنَّ فِيهَا شَرْعَ الْفِدَاءِ مَعَ الصَّوْمِ عَلَى سَبِيلِ التَّخْيِيرِ دُونَ الْجَمْعِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى (وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ)وَقَدْ نُسِخَ ذَلِكَ بِوُجُوبِ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ حَتْمًا بِقَوْلِهِ تَعَالَى (فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ)وَعِنْدَهُ يَجِبُ الصَّوْمُ، وَالْفِدَاءُ جَمِيعًا دَلَّ أَنَّهُ لَا حُجَّةَ لَهُ فِيهَا وَلِأَنَّ الْفِدْيَةَ لَوْ وَجَبَتْ إنَّمَا تَجِبُ جَبْرًا لِلْفَائِتِ، وَمَعْنَى الْجَبْرِ يَحْصُلُ بِالْقَضَاءِ، وَلِهَذَا لَمْ تَجِبْ عَلَى الْمَرِيضِ، وَالْمُسَافِرِ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ آیت اور احادیث وروایات سے فقہائے احناف نے جو مسائل اخذ کئے ہیں، وہ ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ا...... جس شخص کو روزہ رکھنے سے بیماری پیدا ہونے یا موجودہ بیماری بڑھ جانے یا دیر سے اچھا ہونے یا کسی عضو کے بے کار ہوجانے یا بگڑ جانے یا جان چلی جانے کا یقین یا غالب گمان ہو، وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے اور پہلے سے روزہ ہو تو اس حال میں اس کو توڑ بھی سکتا ہے، لیکن صحت یاب ہونے پر قضاء کرنا ضروری ہوگا۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَأَمَّا الْجُوعُ وَالْعَطَشُ الشَّدِيدُ الَّذِى يُخَافُ مِنْهُ الْهَلَاكُ :فَمُبِيحٌ مُطْلَقٌ بِمَنْزِلَةِ الْمَرَضِ الَّذِى يُخَافُ مِنْهُ الْهَلَاكُ بِسَبَبِ الصَّوْمِ، لِمَا ذَكَرْنَا وَكَذَا كِبَرُ السِّنِّ حَتَّى يُبَاحَ لِلشَّيْخِ الْفَانِى أَنْ يُفْطِرَ فِى شَهْرِ رَمَضَانَ لِأَنَّهُ عَاجِزٌ عَنْ الصَّوْمِ وَعَلَيْهِ الْفِدْيَةُ عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ (بدائع الصنائع، ج۲ص۹۷،فصل حکم فساد الصوم)

[۱] أَمَّا الْمَرَضُ فَالْمُرَخِّصُ مِنْهُ هُوَ الَّذِى يُخَافُ أَنْ يَزْدَادَ بِالصَّوْمِ وَإِلَيْهِ وَقَعَتْ الْإِشَارَةُ فِى الْجَامِعِ الصَّغِيرِ فَإِنَّهُ قَالَ فِى رَجُلٍ خَافَ إِنْ لَمْ يُفْطِرْ أَنْ تَزْدَادَ عَيْنَاهُ وَجَعًا، أَوْ حُمَّاهُ شِدَّةً أَفْطَرَ، وَذَكَرَ الْكَرْخِيُّ فِى مُخْتَصَرِهِ :أَنَّ الْمَرَضَ الَّذِى يُبِيحُ الْإِفْطَارَ هُوَ مَا يُخَافُ مِنْهُ الْمَوْتُ، أَوْ زِيَادَةُ الْعِلَّةِ كَائِنًا مَا كَانَتْ الْعِلَّةُ .وَرُوِىَ عَنْ أَبِى حَنِيفَةَ أَنَّهُ إِنْ كَانَ بِحَالٍ يُبَاحُ لَهُ أَدَاءُ صَلَاةِ الْفَرْضِ قَاعِدًا فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُفْطِرَ، وَالْمُبِيحُ الْمُطْلَقُ بَلْ الْمُوجِبُ هُوَ الَّذِى يُخَافُ مِنْهُ الْهَلَاكُ لِأَنَّ فِيهِ إِلْقَاءَ النَّفْسِ إِلَى التَّهْلُكَةِ لَا لِإِقَامَةِ حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى وَهُوَ الْوُجُوبُ، وَالْوُجُوبُ لَا يَبْقَى فِى هَذِهِ الْحَالَةِ، وَإِنَّهُ حَرَامٌ فَكَانَ الْإِفْطَارُ مُبَاحًا بَلْ وَاجِبًا (بدائع الصنائع، ج۲، ص۹۴، كتاب الصوم، فَصْلٌ حُكْمُ فَسَادِ الصَّوْمِ)

وَحَاصِلُهُ :أَنَّ الرُّخْصَةَ لَا تَتَعَلَّقُ بِنَفْسِ الْمَرَضِ لِتَنَوُّعِهِ إِلَى مَا يَزْدَادُ بِالصَّوْمِ إِلَى مَا يَخِفُّ بِهِ، وَمَا يَخِفُّ بِهِ لَا يَكُونُ مُرَخِّصًا لَا مَحَالَةَ، فَجَعَلْنَا مَا يَزْدَادُ بِهِ مُرَخِّصًا كَخَوْفِ الْهَلَاكِ لِوُجُودِ مَا هُوَ الْأَصْلُ فِى الْبَابِ وَهُوَ الْمَشَقَّةُ فِيهِ (العناية شرح الهداية، ج۲، ص۳۵۰، كتاب الصوم، بَابُ مَا يُوجِبُ الْقَضَاءَ وَالْكَفَّارَةَ، فصل فى العوارض)

قلنا الآية محمولة على مرض يوجب المشقة بالصوم، بدليل قَوْله تَعَالَى :(يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ) أما السفر فإنه يوجب الإباحة لأنه لا يخلو عن مشقة بخلاف المرض، فإنه نوعان :ما يوجب المشقة، وما لا يوجبها فوجب الفصل، فقلنا كل مرض يضره الصوم يوجب الإباحة، وما لا فلا، وكان خوف ازدياد المرض مرخصاً للفطر كخوف الهلاك (البناية شرح الهداية، ج۴، ص۷۶، صوم رمضان، فصل أحكام المريض والمسافر فى الصيام، المفاضلة بين صوم المريض والمسافر وفطرهما)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

گزشتہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیماری کے صرف وہم یا روزہ کی معمولی بھوک پیاس کی مشقت کی وجہ سے روزہ چھوڑنا اور توڑنا بلکہ اس سے بڑھ کر فدیہ دینا جائز نہیں، جیسا کہ آج کل بعض کم ہمت لوگ ایسا کرتے ہیں۔ ۱؎

مسئلہ نمبر۲...... اگر بیماری سے اچھا ہو گیا لیکن ابھی غیر معمولی کمزوری کا سامنا ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار ہو جائے گا، تب بھی اس طرح کی کمزوری ختم ہونے تک روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ ۲؎

مسئلہ نمبر۳...... جو شخص بیماری وغیرہ کی وجہ سے اتنا کمزور ہو گیا ہو یا عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے اتنا بوڑھا ہو گیا ہو کہ اسے روزہ رکھ کر بھوک اور پیاس برداشت نہ ہوتی ہو، تو اسے روزہ چھوڑنا جائز ہے، پھر اگر بعد میں قدرت حاصل ہو، تو روزہ کی قضا کرنی چاہئے، اور اگر آئندہ قدرت حاصل نہ ہو، تو فدیہ دینا چاہئے، اور فدیہ کے احکام آگے مستقل باب کے تحت میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(وَمِنْهَا الْمَرَضُ) الْمَرِيضُ إذَا خَافَ عَلَى نَفْسِهِ التَّلَفَ أَوْ ذَهَابَ عُضْوٍ يُفْطِرُ بِالْإِجْمَاعِ، وَإِنْ خَافَ زِيَادَةَ الْعِلَّةِ وَامْتِدَادَهَا فَكَذَلِكَ عِنْدَنَا، وَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ إذَا أَفْطَرَ كَذَا فِي الْمُحِيطِ .ثُمَّ مَعْرِفَةُ ذَلِكَ بِاجْتِهَادِ الْمَرِيضِ وَالِاجْتِهَادُ غَيْرُ مُجَرَّدِ الْوَهْمِ بَلْ هُوَ غَلَبَةُ الظَّنِّ عَنْ أَمَارَةٍ أَوْ تَجْرِبَةٍ أَوْ بِإِخْبَارِ طَبِيبٍ مُسْلِمٍ غَيْرِ ظَاهِرِ الْفِسْقِ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ (الفتاویٰ الهندية، ج ۱ ص۲۰۷، كتاب الصوم، اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِي الْأَعْذَارِ الَّتِي تُبِيحُ الْإِفْطَارَ)

قَيَّدَ بِالْخَوْفِ بِمَعْنَى غَلَبَةِ الظَّنِّ بِتَجْرِبَةٍ أَوْ إخْبَارِ طَبِيبٍ حَاذِقٍ مُسْلِمٍ كَمَا فِي الْفَتَاوَى الظَّهِيرِيَّةِ عَلَى مَا قَدَّمْنَاهُ (البحر الرائق، ج۲ص۳۰۷، فصل فی عوارض الفطر فی رمضان)

(الغالب كالواقع) فتحقق الضرورة(البناية شرح الهداية، ج۵ص ۱۲۱، باب العدة)

۱؎ وَلَوْ قَدَرَ عَلَى الصِّيَامِ بَعْدَ مَا فَدَى بَطَلَ حُكْمُ الْفِدَاءِ الَّذِي فَدَاهُ حَتَّى يَجِبَ عَلَيْهِ الصَّوْمُ هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ (الفتاویٰ الهندية، ج ۱ ص۲۰۷، كتاب الصوم، اَلْبَابُ الْخَامِسُ)

۲؎ وَالصَّحِيحُ الَّذِي يَخْشَى أَنْ يَمْرَضَ بِالصَّوْمِ فَهُوَ كَالْمَرِيضِ هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ (الفتاویٰ الهندية، ج ۱ ص۲۰۷، كتاب الصوم، اَلْبَابُ الْخَامِسُ)

وَالصَّحِيحُ الَّذِي يَخْشَى أَنْ يَمْرَضَ بِالصَّوْمِ فَهُوَ كَالْمَرِيضِ وَمُرَادُهُ بِالْخَشْيَةِ غَلَبَةُ الظَّنِّ كَمَا أَرَادَ الْمُصَنِّفُ بِالْخَوْفِ إيَّاهَا وَأَطْلَقَ الْخَوْفَ ابْنُ الْمَلَكِ فِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ وَأَرَادَ الْوَهْمَ حَيْثُ قَالَ لَوْ خَافَ مِنْ الْمَرَضِ لَا يُفْطِرُ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲،ص ۳۰۴،كِتَابُ الصَّوْمِ)

آتے ہیں۔ [۱]

مسئلہ نمبر ۴...... اگر کوئی مریض یا بوڑھا شخص رمضان میں گرمی کی شدت کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہیں، لیکن رمضان گزرنے کے بعد سردیوں کے موسم میں روزہ رکھنے پر قادر ہے، تو اس کو فی الحال روزہ نہ رکھنا، اور سردیوں کے موسم میں روزہ کی قضا کرنا جائز ہے۔ [۲]

مسئلہ نمبر ۵...... اگر کسی کو سانپ وغیرہ کاٹ لے، یا اسی طرح کا کوئی حادثہ پیش آجائے، جس کے لئے دوا وغیرہ کھانا پینا ضروری ہو جائے، تو ایسا شخص بھی مریض میں داخل ہے، اور اس کو روزہ نہ رکھنا اور روزہ کی حالت میں ہو تو روزہ توڑ دینا اور پھر بعد میں قضا رکھ لینا جائز ہے۔ [۳]

مسئلہ نمبر ۶...... حمل والی عورت اور اسی طرح بچہ کو دودھ پلانے والی عورت کو احادیث میں مریض و بیمار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اس لئے جو عورت حمل سے ہو یا بچہ کو دودھ پلا رہی ہو، اور اسے روزہ رکھنے کی وجہ سے اپنی یا بچہ کی ہلاکت یا غیر معمولی کمزوری کا ڈر ہو، یا کمزوری کے باعث بچہ کے لئے دودھ نہ اترتا ہو، تو اس کو بھی روزہ چھوڑ دینا جائز ہے، جس کی بعد میں قضا کرنے کا حکم ہے۔ [۴]

---

[۱] وَالْجُوعُ وَالْعَطَشُ وَكِبَرُ السِّنِّ كَذَا فِي الْبَدَائِعِ (قَوْلُهُ :لِمَنْ خَافَ زِيَادَةَ الْمَرَضِ الْفِطْرُ) لِقَوْلِهِ تَعَالَى (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ) فَإِنَّهُ أَبَاحَ الْفِطْرَ لِكُلِّ مَرِيضٍ لَكِنْ الْقَطْعُ بِأَنَّ شَرْعِيَّةَ الْفِطْرِ فِيهِ إنَّمَا هُوَ لِدَفْعِ الْحَرَجِ وَتَحَقُّقُ الْحَرَجِ مَنُوطٌ بِزِيَادَةِ الْمَرَضِ أَوْ إبْطَاءِ الْبُرْءِ أَوْ إفْسَادِ عُضْوٍ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲، ص۳۰۴، كِتَابُ الصَّوْمِ)

[۲] أَمَّا لَوْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ لِشِدَّةِ الْحَرِّ كَانَ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ وَيَقْضِيَهُ فِي الشِّتَاءِ فَتْحٌ (رد المحتار على الدر المختار، ج۲، ص۴۲۷، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

[۳] وَكَذَلِكَ الرَّجُلُ إذَا لَدَغَتْهُ حَيَّةٌ فَأَفْطَرَ بِشُرْبِ الدَّوَاءِ قَالُوا إنْ كَانَ ذَلِكَ يَنْفَعُهُ فَلَا بَأْسَ بِهِ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲، ص۳۰۴، كِتَابُ الصَّوْمِ)

[۴] إذا ثبت هذا :فنقول المريض إذا خاف على نفسه التلف، أو ذهاب عضو منه يفطر بالإجماع، وإن خاف زيادة العلة وامتداده، فكذلك عندنا، وعليه القضاء إذا أفطر لقوله تعالى: (ومن كان مريضاً أو على سفر، فعدة من أيام أخر) وقال في الأصل : إذا خافت الحامل أو المرضع على أنفسهما، أو ولدهما جاز الفطر، وعليهما القضاء ، وهو بناءً على ما قلنا (المحيط البرهاني، ج۲، ص۳۹۱، كتاب الصوم، الفصل السابع) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۷...... جس بیماری یا عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز ہے، اس کا وہم کے درجہ میں ہونا معتبر نہیں، بلکہ غالب گمان کے درجہ میں ہونا ضروری ہے، جس کی پہچان کا طریقہ فقہائے کرام نے یہ بیان فرمایا ہے کہ یا تو کسی علامت سے معلوم ہو، یا خود روزہ رکھنے سے بیماری پیدا ہونے کا تجربہ ہو چکا ہو، یا مسلمان ماہر طبیب وڈاکٹر کی رائے سے معلوم ہوا ہو۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(قَوْلُهُ :وَلِلْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ إِذَا خَافَتَا عَلَى الْوَلَدِ أَوْ النَّفْسِ) أَيْ لَهُمَا الْفِطْرُ دَفْعًا لِلْحَرَجِ وَلِقَوْلِهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنْ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ وَعَنْ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ قَيَّدَ بِالْخَوْفِ بِمَعْنَى غَلَبَةِ الظَّنِّ بِتَجْرِبَةٍ أَوْ إِخْبَارِ طَبِيبٍ حَاذِقٍ مُسْلِمٍ كَمَا فِي الْفَتَاوَى الظَّهِيرِيَّةِ عَلَى مَا قَدَّمْنَاهُ؛ لِأَنَّهَا لَوْ لَمْ تَخَفْ لَا يُرَخَّصُ لَهَا الْفِطْرُ(البحر الرائق، ج۲ص۳۰۷، فصل فی عوارض الفطر فی رمضان)

[۱] اور ایک قول کے مطابق طبیب وڈاکٹر کا ماہرِ فن اور مسلمان ہونے کے ساتھ عادل وثقہ ہونا بھی ضروری ہے، جبکہ بعض نے دوسرے ایسے مسلمان شخص کی رائے کو بھی معتبر قرار دیا ہے، جو طبیب تو نہ ہو، لیکن اسی طرح کے مرض میں مبتلیٰ ہو کر تجربہ کر چکا ہو۔

آج کل ثقہ وعادل ڈاکٹروں کا میسر آنا مشکل ہوتا ہے، اس لئے ایسی صورت میں طبیب کا مسلمان ہونا کافی ہے، اور اگر کسی کو مسلمان ماہر طبیب میسر نہ ہو، اور غیر مسلم ماہر طبیب کی رائے روزہ نہ رکھنے کی ہو، تو ایسی صورت میں دوسرے قرائن اور مسلمان تجربہ کاروں کی رائے کو شامل کر کے غلبہ ظن حاصل کرنا چاہئے، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے، تو پھر روزہ رکھنا چاہئے، پھر اگر روزہ رکھنے کے بعد غیر معمولی تکلیف ظاہر ہو، تو اسے روزہ توڑ دینا جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد رضوان۔

ثُمَّ مَعْرِفَةُ ذَلِكَ بِاجْتِهَادِ الْمَرِيضِ وَالِاجْتِهَادُ غَيْرُ مُجَرَّدِ الْوَهْمِ بَلْ هُوَ غَلَبَةُ الظَّنِّ عَنْ أَمَارَةٍ أَوْ تَجْرِبَةٍ أَوْ بِإِخْبَارِ طَبِيبٍ مُسْلِمٍ غَيْرِ ظَاهِرِ الْفِسْقِ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ (الفتاویٰ الهندية، ج۱ ص۲۰۷، كتاب الصوم، الْبَابُ الْخَامِسُ)

وَمَعْرِفَةُ ذَلِكَ إمَّا أَنْ تَكُونَ بِاجْتِهَادِهِ بِأَنْ يَعْلَمَ مِنْ نَفْسِهِ أَنَّ حُمَّاهُ زَادَ شِدَّةً أَوْ عَيْنَهُ وَجَعًا وَإِمَّا بِقَوْلِ طَبِيبٍ حَاذِقٍ مُسْلِمٍ (العناية شرح الهداية، ج۲، ص۳۵۰، كتاب الصوم، بَابُ مَا يُوجِبُ الْقَضَاءَ وَالْكَفَّارَةَ، فصل فی العوارض)

وذكر الإمام المحبوبي طريق معرفة ذلك إما باجتهاده أو بقول طبيب حاذق، وقال القاضي :إسلام الطبيب شرط (البناية شرح الهداية، ج۴، ص۷۶، صوم رمضان، فصل أحكام المريض والمسافر في الصيام، المفاضلة بين صوم المريض والمسافر وفطرهما)

ثُمَّ مَعْرِفَةُ ذَلِكَ بِاجْتِهَادِ الْمَرِيضِ وَالِاجْتِهَادُ غَيْرُ مُجَرَّدِ الْوَهْمِ بَلْ هُوَ غَلَبَةُ الظَّنِّ عَنْ أَمَارَةٍ أَوْ تَجْرِبَةٍ أَوْ بِإِخْبَارِ طَبِيبٍ مُسْلِمٍ غَيْرِ ظَاهِرِ الْفِسْقِ وَقِيلَ عَدَالَتُهُ شَرْطٌ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲، ص۳۰۴، كِتَابُ الصَّوْمِ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۸...... اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ وہ رمضان میں روزہ رکھتا ہے، تو کمزوری ہوجانے کی وجہ سے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قادر نہیں ہوتا، اور روزہ نہیں رکھتا تو کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قادر ہوتا ہے، تو اسے روزہ رکھنا چاہئے، اور نماز بیٹھ کر پڑھنی چاہئے، تا کہ دونوں عبادتیں اپنی اپنی جگہ ادا ہوجائیں۔ [1]

مسئلہ نمبر۹...... اگر کسی غازی ومجاہد کو یقین یا غالب گمان سے معلوم ہوجائے کہ رمضان میں اس کو کافروں سے لڑنا اور قتال کرنا پڑے گا اور روزہ رکھنے کی صورت میں اس کو کمزوری اور قتال کرنے میں کمی آنے کا خوف ہو، تو اس کو بیمار ومریض کی طرح قتال شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھنا یا روزہ رکھنے کے بعد قتال کے لئے توڑ دینا جائز ہے، خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم ہو، پھر اگر روزہ توڑ دینے کے بعد اس روز قتال کا اتفاق نہ ہوا، تب بھی اس پر اس روزے کی صرف قضا واجب ہوگی۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ والخوف المعتبر "لإباحة الفطر طريق معرفته أمران أحدهما "ما كان مستندا "فيه "لغلبة الظن "فإنها بمنزلة اليقين "بتجربة "سابقة والثانى قوله "أو إخبار طبيب" مسلم حاذق عدل عالم بداء كذا فى البرهان وقال الكمال مسلم حاذق غير ظاهر الفسق وقيل عدالته شرط(مراقى الفلاح شرح نورالايضاح، ص۲۵۸، فصل فى العوارض)

قوله" :بتجربة "ولو كانت من غير المريض عند اتحاد المرض ذكره السيد فى الحاشية وزاد فى البحر غلبة الظن الصادرة بأمارة ظهرت له باجتهاد والاجتهاد غير مجرد الوهم اهـ قوله " :مسلم" جرى على التقييد بالإسلام فى الظهيرية حيث قال وهو عندى محمول على المسلم دون الكافر كمسلم شرع فى الصلاة بالتيمم فوعده كافر بالماء لا يقطع فلعل غرضه إفساد الصلاة عليه فكذا فى الصوم وفيه إيماء إلى أنه يجوز أن يستطب بالكافر فيما ليس فيه إبطال عبادة بحر ونهر قوله: "حاذق "أى له معرفة تامة فى الطب فلا يجوز تقليد من له أدنى معرفة فيه قوله" :عدل "جزم باشتراط العدالة الزيلعى وظاهر ما فى البحر والنهر كالفتح ضعفه(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح شرح نورالايضاح، ص۲۸۵، فصل فى العوارض)

[1] وَفِي الظَّهِيرِيَّةِ رَجُلٌ لَوْ صَامَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لَا يُمْكِنُهُ أَنْ يُصَلِّيَ قَائِمًا وَإِذَا أَفْطَرَ يُمْكِنُهُ أَنْ يُصَلِّيَ قَائِمًا فَإِنَّهُ يَصُومُ وَيُصَلِّي قَاعِدًا جَمْعًا بَيْنَ الْعِبَادَتَيْنِ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲، ص۳۰۴، كِتَابُ الصَّوْمِ)

[2] عَنْ رَبِيعَةَ، قَالَ :حَدَّثَنِي قَزَعَةُ، قَالَ :أَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَهُوَ مَكْثُورٌ عَلَيْهِ، فَلَمَّا تفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ، قُلْتُ :إِنِّي لَا أَسْأَلُكَ عَمَّا يَسْأَلُكَ هَؤُلَاءِ عَنْهُ سَأَلْتُهُ :عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ؟

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۱۰...... اگر محنت کش مزدور یا پیشہ ور شخص (مثلاً بھٹی جھوکنے، روٹی پکانے والے) کو روزہ رکھ کر کام کاج کرنے میں غیر معمولی بھوک، پیاس کی تکلیف اور کمزوری ہوتی ہو، جس کی وجہ سے کام کاج نہ ہوتا ہو، تو اگر یہ کام چھوڑ کر یا ہلکا پھلکا کام کر کے یا دوسرے اوقات میں کام کر کے گزارہ ہوسکتا ہو، تو روزہ چھوڑنے کی گنجائش نہیں، اور ایسا ممکن نہ ہو اور یہ غریب آدمی ہے، گزر بسر کا کوئی انتظام نہیں، تو اس کو روزہ چھوڑنا اور بعد میں قدرت ہونے پر روزہ کی قضا کر لینا جائز ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فَقَالَ :سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ وَنَحْنُ صِيَامٌ، قَالَ :فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ، وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ فَكَانَتْ رُخْصَةً، فَمِنَّا مَنْ صَامَ، وَمِنَّا مَنْ أَفْطَرَ، ثُمَّ نَزَلْنَا مَنْزِلًا آخَرَ، فَقَالَ :إِنَّكُمْ مُصَبِّحُو عَدُوِّكُمْ، وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ، فَأَفْطِرُوا وَكَانَتْ عَزْمَةً، فَأَفْطَرْنَا، ثُمَّ قَالَ :لَقَدْ رَأَيْتُنَا نَصُومُ، مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ، فِي السَّفَرِ (مسلم، رقم الحديث ۱۱۲۰ "۱۰۲")

وَقَالُوا الْغَازِي إِذَا كَانَ يَعْلَمُ يَقِينًا أَنَّهُ يُقَاتِلُ الْعَدُوَّ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَيَخَافُ الضَّعْفَ إِنْ لَمْ يُفْطِرْ يُفْطِرُ قَبْلَ الْحَرْبِ مُسَافِرًا كَانَ أَوْ مُقِيمًا (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲، ص ۳۰۴، كِتَابُ الصَّوْمِ)

[1] وَقَالَ الرَّمْلِيُّ :وَفِي جَامِعِ الْفَتَاوَى وَلَوْ ضَعُفَ عَنْ الصَّوْمِ لِاشْتِغَالِهِ بِالْمَعِيشَةِ فَلَهُ أَنْ يُفْطِرَ وَيُطْعِمَ لِكُلِّ يَوْمٍ نِصْفَ صَاعٍ اهـ أَيْ إذَا لَمْ يُدْرِكْ عِدَّةً مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُمْكِنُهُ الصَّوْمُ فِيهَا وَإِلَّا وَجَبَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ، وَعَلَى هَذَا الْحَصَادِ إذَا لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ مَعَ الصَّوْمِ وَيَهْلَكُ الزَّرْعُ بِالتَّأْخِيرِ لَا شَكَّ فِي جَوَازِ الْفِطْرِ وَالْقَضَاءِ وَكَذَا الْخَبَّازُ، وَقَوْلُهُ كَذَبَ إلَخْ فِيهِ نَظَرٌ، فَإِنَّ طُولَ النَّهَارِ وَقِصَرَهُ لَا دَخْلَ لَهُ فِي الْكِفَايَةِ، فَقَدْ يَظْهَرُ صِدْقُهُ فِي قَوْلِهِ لَا يَكْفِينِي فَيُفَوَّضُ إلَيْهِ حَمْلًا لِحَالِهِ عَلَى الصَّلَاحِ تَأَمَّلْ اهـ كَلَامُ الرَّمْلِيِّ :أَيْ لِأَنَّ الْحَاجَةَ تَخْتَلِفُ صَيْفًا وَشِتَاءً وَغَلَاءً وَرُخْصًا وَقِلَّةَ عِيَالٍ وَضِدَّهَا، وَلَكِنْ مَا نَقَلَهُ عَنْ جَامِعِ الْفَتَاوَى صَوَّرَهُ فِي نُورِ الْإِيضَاحِ وَغَيْرِهِ بِمَنْ نَذَرَ صَوْمَ الْأَبَدِ، وَيُؤَيِّدُهُ إطْلَاقُ قَوْلِهِ يُفْطِرُ وَيُطْعِمُ وَكَلَامُنَا فِي صَوْمِ رَمَضَانَ .وَالَّذِي يَنْبَغِي فِي مَسْأَلَةِ الْمُحْتَرِفِ حَيْثُ كَانَ الظَّاهِرُ أَنَّ مَا مَرَّ مِنْ تَفَقُّهَاتِ الْمَشَايِخِ لَا مِنْ مَنْقُولِ الْمَذْهَبِ أَنْ يُقَالَ إذَا كَانَ عِنْدَهُ مَا يَكْفِيهِ وَعِيَالَهُ لَا يَحِلُّ لَهُ الْفِطْرُ؛ لِأَنَّهُ يَحْرُمُ عَلَيْهِ السُّؤَالُ مِنْ النَّاسِ فَالْفِطْرُ أَوْلَى وَإِلَّا فَلَهُ الْعَمَلُ بِقَدْرِ مَا يَكْفِيهِ، وَلَوْ أَدَّاهُ إلَى الْفِطْرِ يَحِلُّ لَهُ إذَا لَمْ يُمْكِنْهُ الْعَمَلُ فِي غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا لَا يُؤَدِّيهِ إلَى الْفِطْرِ وَكَذَا لَوْ خَافَ هَلَاكَ زَرْعِهِ أَوْ سَرِقَتِهِ وَلَمْ يَجِدْ مَنْ يَعْمَلُ لَهُ بِأُجْرَةِ الْمِثْلِ، وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا؛ لِأَنَّ لَهُ قَطْعَ الصَّلَاةِ لِأَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ لَكِنْ لَوْ كَانَ آجَرَ نَفْسَهُ فِي الْعَمَلِ مُدَّةً مَعْلُومَةً فَجَاءَ رَمَضَانُ فَالظَّاهِرُ أَنَّ لَهُ الْفِطْرَ وَإِنْ كَانَ عِنْدَهُ مَا يَكْفِيهِ إذَا لَمْ يَرْضَ الْمُسْتَأْجِرُ بِفَسْخِ الْإِجَارَةِ كَمَا فِي الظِّئْرِ، فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهَا الْإِرْضَاعُ بِالْعَقْدِ، وَيَحِلُّ لَهَا الْإِفْطَارُ إذَا خَافَتْ عَلَى الْوَلَدِ فَيَكُونُ خَوْفُهُ عَلَى نَفْسِهِ أَوْلَى تَأَمَّلْ هَذَا مَا ظَهَرَ لِي وَاَللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ (ردالمحتار، ج۲ ص ۴۲۰، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

مسئلہ نمبر۱۱...... جو مریض ومعذور رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتا، تو اسے عذر زائل ہونے کے بعد روزوں کی قضا کرنی چاہئے، البتہ اگر عذر زائل ہونے کے بعد کوئی فوت ہوگیا، اور اس کو روزوں کی قضا کا موقع نہیں مل سکا، تو وہ عنداللہ معذور اور نا قابلِ مؤاخذہ ہے۔

اور اگر عذر زائل ہونے کے بعد کچھ روزے رکھنے کا موقع ملا، اور کچھ روزے رکھنے کا موقع نہیں ملا، تو جتنے روزے رکھنے کا موقع ملا، اتنے روزے رکھنا ضروری ہے، ورنہ وہ گناہ گار ہو کر فوت ہوگا۔ ۱

مسئلہ نمبر۱۲...... بعض لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں مگر وہ اپنی ذراسی کم ہمتی کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیتے ہیں، اور وہ اس خیال اور وہم میں مبتلا رہتے ہیں کہ اگر ہم نے روزہ رکھ لیا تو برداشت نہیں ہوگا، حالانکہ یہ لوگ صحت مند ہوتے ہیں، اگر تھوڑی سی ہمت کریں تو وہ بآسانی روزہ رکھ سکتے ہیں۔

اس طرزِ عمل کی اصلاح کرنی چاہئے۔ ۲

مسئلہ نمبر۱۳...... بعض لوگ صرف اس وجہ سے کہ رمضان کا مہینہ گرمی کے موسم میں واقع ہو رہا ہوتا ہے، بلا شرعی عذر کے روزہ چھوڑ دیتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ گذرنے کے بعد سردی کے موسم میں ادا کر لیں گے، حالانکہ روزہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مہینہ مقرر کر دیا ہے، خواہ وہ گرمی میں آئے یا سردی میں، اس لئے روزہ وقت پر ہی رکھنا چاہئے۔

بعض طلباء امتحانات کی تیاری کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیتے ہیں یا توڑ دیتے ہیں، حالانکہ وہ

---

۱ وَمن أفطر لشَيْء من الْعذر ثمَّ زَالَ الْعذر فَعَلَيهِ الْقَضَاء بِعَدَد الْأَيَّام الَّتِي يَزُول عَنهُ الْعذر فِيهَا، وَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاء مَا لم يزلِ الْعذر عَنهُ فِيهَا حَتَّى إِن الْمُسَافِر إِذا مَاتَ فِي السّفر وَالْمَرِيض قبل الْبُرْء لَا يجب عَلَيْهِمَا الْقَضَاء لِأَن الْعَاجز لَا يُكَلف وَإِن أدْركَا بِعَدَد مَا فاتهما يلْزمهُمَا الْقَضَاء وَإِذا مَاتَا قبل الْقَضَاء يجب عَلَيْهِمَا الْفِدْيَة(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج ا ص ۳۵۹، کتاب الصوم)

۲ ثُمَّ مَعْرِفَةُ ذَلِكَ بِاجْتِهَادِ الْمَرِيضِ وَالِاجْتِهَادُ غَيْرُ مُجَرَّدِ الْوَهْمِ بَلْ هُوَ غَلَبَةُ الظَّنِّ عَنْ أَمَارَةٍ أَوْ تَجْرِبَةٍ أَوْ بِإِخْبَارِ طَبِيبٍ مُسْلِمٍ غَيْرِ ظَاهِرِ الْفِسْقِ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ (الفتاویٰ الھندیة، ج ا ص ۲۰۷، کتاب الصوم، الْبَابُ الْخَامِسُ)

معمولی سی مشقت کے ساتھ روزہ رکھنے پر قادر ہوتے ہیں، اسی طرح بعض نوجوان مختلف کھیلوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے بھی روزہ نہیں رکھتے ،اس قسم کے اعذار وخیالات شریعت کی نظر میں معتبر نہیں ہیں۔ [1]

(۲)...... مقیم ہونا (مقیم اور مسافر کے روزہ کے احکام)

رمضان کا روزہ رکھنے کے فرض ہونے کے لئے مقیم ہونا بھی شرط ہے، اگر کوئی شخص مسافر ہو، تو اس پر روزہ رکھنا فرض نہیں ہے، بلکہ اسے بعد میں روزہ کی قضا کر لینے کی اجازت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (سورة البقرة آیت ۱۸۴)

ترجمہ: پس جو تم میں سے مریض ہو، یا سفر میں ہو، تو اسے دوسرے دنوں میں (روزہ) رکھ لینے کی گنجائش ہے (سورہ بقرہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَأَصُوْمُ فِي السَّفَرِ؟وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ،فَقَالَ:إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ

---

[1] وإن أجهد الإنسان بالشغل نفسه ... .فأفطر فی التكفير قولين سطروا.
قال المؤلف فی شرحها صورتها صائم أتعب نفسه فی عمل حتی أجهده العطش فأفطر لزمته الكفارة وقيل لا تلزمه وبه أفتی البقالی وهذا بخلاف الأمة إذا أجهدت نفسها لأنها معذورة تحت قهر المولی ولها أن تمتنع من ذلک وكذا العبد كذا فی تحفة الأخيار (حاشية الطحطاوی علی المراقی، ص ۶۶۹، كتاب الصوم، فصل فی الكفارة ومايسقطها من الذمة)
فَإِنْ لَمْ يَكُنْ الْحُرُّ مَرِيضًا لَكِنَّهُ أَجْهَدَ نَفْسَهُ بِالْعَمَلِ حَتَّى مَرِضَ فَأَفْطَرَ قِيلَ :تَلْزَمُهُ الْكَفَّارَةُ وَقِيلَ لَا تَلْزَمُهُ كَمَا فِي شَرْحِ الْمَنْظُومَةِ وَقَالَ فِي الْمُبْتَغَى الْعَطَشُ الشَّدِيدُ وَالْجُوعُ الَّذِى يُخَافُ مِنْهُ الْهَلَاكُ يُبِيحُ الْإِفْطَارَ أَىْ إذَا لَمْ يَكُنْ بِإِتْعَابِ نَفْسِهِ لِقَوْلِهِ بَعْدَهُ وَمَنْ أَتْعَبَ نَفْسَهُ فِي شَىْءٍ أَوْ عَمَلٍ حَتَّى أَجْهَدَهُ الْعَطَشُ فَأَفْطَرَ كَفَّرَ وَقِيلَ لَا اهـ(حاشية الشرنبلالی علی درر الحكام شرح غرر الاحكام، ج ۱ ص ۲۰۸، كتاب الصوم)

شِئُتَ فَأَفُطِرُ (بخاری) [1]

ترجمہ: حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا میں سفر میں روزہ رکھ لوں؟ اور وہ کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو روزہ رکھ لیں، اور اگر آپ چاہیں تو روزہ نہ رکھیں (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ فَلَمُ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الُمُفُطِرِ، وَلَا الُمُفُطِرُ عَلَى الصَّائِمِ (بخاری) [2]

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، تو روزہ رکھنے والا شخص روزہ نہ رکھنے والے شخص پر کوئی عیب نہیں لگاتا تھا، اور نہ ہی روزہ نہ رکھنے والا شخص روزہ رکھنے والے پر کوئی عیب لگایا کرتا تھا (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر سفر میں کوئی روزہ نہ رکھے، تو بھی کوئی عیب کی بات نہیں، اور اگر کوئی روزہ رکھ لے، تو بھی کوئی عیب کی بات نہیں۔

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّــهُ قَـالَ: يَـا رَسُـوُلَ اللّٰهِ، أَجِدُ بِيُ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ، فَهَلُ عَـلَيَّ جُنَاحٌ؟ فَقَالَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ: هِيَ رُخُصَةٌ مِّنَ الـلّٰـهِ، فَـمَـنُ أَخَذَ بِهَا، فَحَسَنٌ وَمَنُ أَحَبَّ أَنُ يَّصُوُمَ فَـلَا جُنَاحَ عَلَيُهِ (مسلم) [3]

---

[1] رقم الحديث ١٩٤٣، كتاب الصوم، باب الصوم فى السفر والإفطار.

[2] رقم الحديث ١٩٤٧، كتاب الصوم، باب :لم يعب أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم بعضهم بعضا فى الصوم والإفطار.

[3] رقم الحديث ١١٢١ "١٠٧" كتاب الصيام، باب التخيير فى الصوم والفطر فى السفر.

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں، تو کیا مجھ پر (سفر میں روزہ رکھنے کی وجہ سے) کوئی گناہ ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (سفر میں روزہ نہ رکھنا) اللہ کی طرف سے رخصت ہے، جو اس کو اختیار کرے، تو اچھی بات ہے، اور جو روزہ رکھنا چاہے، تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے، جو اس رخصت کو اختیار کرے، تو اس میں نہ یہ کہ کوئی برائی نہیں، بلکہ اچھی بات ہے، اور اگر کوئی روزہ رکھ لے تو بھی کوئی گناہ نہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ، فَرَأٰى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا: صَائِمٌ، فَقَالَ: لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے، تو آپ نے (ایک جگہ لوگوں کا) ہجوم دیکھا، اور ایک آدمی کو دیکھا کہ اس پر سایہ کیا جا رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کیا ہو گیا؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یہ روزہ دار ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی بھلائی کا کام نہیں ہے (بخاری، مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو سفر میں روزہ رکھنے سے مشقت پیش آتی ہو تو روزہ رکھنا کوئی کارِ خیر نہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۱۹۴۶، كتاب الصوم، باب قول النبی صلی الله عليه وسلم لمن ظلل عليه واشتد الحر ليس من البر الصوم فی السفر، واللفظ لهٗ، مسلم، رقم الحديث ۱۱۱۵ "۹۲".

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ، فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيْمِ، وَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ، وَإِنَّ النَّاسَ يَنْظُرُوْنَ فِيْمَا فَعَلْتَ، فَدَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَشَرِبَ، وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ، فَأَفْطَرَ بَعْضُهُمْ، وَصَامَ بَعْضُهُمْ، فَبَلَغَهُ أَنَّ نَاسًا صَامُوْا، فَقَالَ: أُولٰئِكَ الْعُصَاةُ (ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتحِ مکہ کے سال (مدینہ سے) مکہ کی طرف نکلے، اور آپ نے روزہ رکھا، یہاں تک کہ آپ ''کراعِ غمیم'' (مقام) تک پہنچ گئے، اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ روزہ رکھا ہوا تھا، آپ سے عرض کیا گیا کہ لوگوں پر روزہ شاق گزر رہا ہے، اور لوگوں کی آپ کے عمل پر نظر ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد پانی کا ایک پیالہ منگایا، پھر آپ نے پانی پیا، اور لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے، بعض لوگوں نے تو روزہ توڑ دیا، اور بعضوں نے روزہ نہیں توڑا، پھر آپ کو معلوم ہوا کہ بعض لوگوں نے (ابھی تک) روزہ رکھا ہوا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ گناہ گار لوگ ہیں (ترمذی)

اسی قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۷۱۰، ابواب الصوم، باب ما جاء في كراهية الصوم في السفر.

[2] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ " :خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ صَائِمًا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَلَمَّا أَتَى قُدَيْدًا أَفْطَرَ، فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ(مسند الإمام أحمد،رقم الحديث ۳۲۰۹،واللفظ لهٗ، سنن النسائی ، رقم الحديث ۲۳۱۳)

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير مقسم، فقد روى له البخاری حديثاً واحداً، وهو ثقة.

قال الترمذی: وَفِي البَابِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ :.حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :لَيْسَ مِنَ البِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ العِلْمِ فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ، فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ :أَنَّ الفِطْرَ فِي السَّفَرِ أَفْضَلُ، حَتَّى رَأَى بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ الإِعَادَةَ إِذَا صَامَ فِي السَّفَرِ، وَاخْتَارَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے معلوم ہوا کہ اگر سفر میں کسی کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو، اور روزہ کی وجہ سے غیر معمولی مشقت پیش آتی ہو، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی رخصت کو چھوڑ کر روزہ رکھنے کی مشقت میں پڑنا اچھی بات نہیں۔ ۱؎

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی نے روزہ رکھ لیا، اور پھر سفر شروع کیا، اور سفر میں روزہ کی وجہ سے غیر معمولی مشقت پیش آئی، تو اسے روزہ توڑ دینا جائز ہے، اور اس پر روزہ کی قضا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ الفِطْرَ فِي السَّفَرِ "وقَالَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ :إِنْ وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَحَسَنٌ، وَهُوَ أَفْضَلُ، وَإِنْ أَفْطَرَ فَحَسَنٌ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ المُبَارَكِ "، وقَالَ الشَّافِعِيُّ :وَإِنَّمَا مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَ البِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ، وَقَوْلِهِ حِينَ بَلَغَهُ أَنَّ نَاسًا صَامُوا، فَقَالَ :أُولَئِكَ العُصَاةُ، فَوَجْهُ هَذَا إِذَا لَمْ يَحْتَمِلْ قَلْبُهُ قَبُولَ رُخْصَةِ اللَّهِ، فَأَمَّا مَنْ رَأَى الفِطْرَ مُبَاحًا وَصَامَ، وَقَوِيَ عَلَى ذَلِكَ، فَهُوَ أَعْجَبُ إِلَيَّ(تحت رقم الحديث ۷۱۰)

۱؎ (فبلغه أن ناسا صاموا، فقال أولئک العصاة) . وأخرجه مسلم والنسائی أيضا. وأخرج فی الباب الثانی حديث عائشة عن حمزة بن عمرو الأسلمی، وقد مر فيما مضی عن قريب، وقال فی الباب الأول :وقوله :(حين بلغ، بلغه أن ناسا صاموا :أولئک العصاة) . فوجه هذا إذا لم يحتمل قلبه قبول رخصة الله تعالی، فأما من رأی الفطر مباحا وصام وقوی علی ذلک فهو أعجب إلی .وقال النووی :هو محمول علی أن من تضرر بالصوم، أو أنهم أمروا بالفطر أمرا جازما لمصلحة بيان جوازه، فخالفوا الواجب .قال: وعلی التقديرين لا يكون الصائم اليوم فی السفر عاصيا إذا لم يتضرر به .فإن قلت : كيف صام بعض الصحابة؟ بل أفضلهم وهو أبو بكر وعمر رضی الله تعالی عنهما، علی ما فی حديث أبی هريرة الذی رواه النسائی من رواية الأوزاعی عن يحيی عن أبی سلمة عنه، قال :(أتی النبی، صلی الله عليه وسلم، بطعام بمر الظهران، فقال لأبی بكر وعمر: أدنيا فكلا، فقالا :إنا صائمان .قال :أرحلوا لصاحبيكم، إعملوا لصاحبيكم) . انتهی. بعد أمره صلی الله عليه وسلم لهم بالإفطار .قلت :ليس فی حديث جابر أنه أمرهم بالإفطار، وكذلک هو عند من خرج من الأئمة الستة وأنهم صاموا بعد إفطار النبی صلی الله عليه وسلم وأما صوم أبی بكر وعمر بمر الظهران فهو بعد عسفان وكراع الغميم، فليس فيه أن هذا كان فی غزوة الفتح، هذه، وإن كان الظاهر أنه فيها، فإنهما فهما أن فطره صلی الله عليه وسلم كان ترخصا ورفقا بهم، وظنا أن بهما قوة علی الصيام، فأراد النبی صلی الله عليه وسلم، والله أعلم، حسم ذلک لئلا يقتدی بهما أحد، فأمرهما بالإفطار(عمدة القاری للعينی، ج ۱۱ ص۴۷،باب إذا صام أياما من رمضان ثم سافر)

لازم ہے۔ ۱؎

۱؎ قلت أَرَأَيْت رجلا مُسَافِرًا أصبح صَائِما فِي شهر رَمَضَان ثمَّ أفطر قَالَ عَلَيْهِ الْقَضَاء وَلَا كَفَّارَة عَلَيْهِ. مُحَمَّد قَالَ أخبرنَا أَبُو حنيفَة عَن مُسلم الْأَعْوَر عَن أنس بن مَالک عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَنه خرج من الْمَدِينَة إِلَى مَكَّة فِي شهر رَمَضَان فَشَكا إِلَيْهِ النَّاس فِي بعض الطَّرِيق الْجهد فَأفْطر حَتَّى أَتَى مَكَّة. مُحَمَّد عَن أبي حنيفَة عَن الْهَيْثَم عَن أنس بن مَالک أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم خرج من الْمَدِينَة إِلَى مَكَّة فِي شهر رَمَضَان لليلتين خلتا من شهر رَمَضَان فصَام حَتَّى إِذا أَتَى قديدا شكا إِلَيْهِ النَّاس الْجهد فَأفْطر بقديد ثمَّ لم يزل مُفطرا حَتَّى أَتَى مَكَّة فَأَي ذَلِک فعلت فَحسن إِن صمت فقد صَامَ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَإِن أفطرت فقد أفطر النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَإِن سَافَرت فِي شهر رَمَضَان (الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني، كتاب الصَّوْم، ج۲، ص۲۰۶ تا ۲۰۸، الناشر: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية - كراتشى)

فَلَمَّا بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ هُوَ بِضَمِّ الْكَافِ وَالْغَمِيمُ بِفَتْحِ الْمُعْجَمَةِ وَهُوَ اسْمُ وَادٍ أَمَامَ عُسْفَانَ قَالَ عِيَاضٌ اخْتَلَفَتِ الرِّوَايَاتُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي أَفْطَرَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ وَالْكُلُّ فِي قِصَّةٍ وَاحِدَةٍ وَكُلُّهَا مُتَقَارِبَةٌ وَالْجَمِيعُ مِنْ عَمَلِ عُسْفَانَ اه وَسَيَأْتِي فِي الْمَغَازِي مِنْ طَرِيقِ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ سِيَاقُ هَذَا الْحَدِيثِ أَوْضَحَ مِنْ رِوَايَةِ مَالِكٍ وَلَفْظُ رِوَايَةِ مَعْمَرٍ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِينَةِ وَمَعَهُ عَشَرَةُ آلَافٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَذَلِکَ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِ سِنِينَ وَنِصْفٍ مِنْ مُقَدَّمِهِ الْمَدِينَةَ فَسَارَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَصُومُ وَيَصُومُونَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ فَأَفْطَرَ وَأَفْطَرُوا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرَةِ فَالْآخِرَةِ مِنْ أَمْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ الَّتِي فِي آخِرِهِ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ وَقَعَتْ مُدْرَجَةً عِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ طَرِيقِ اللَّيْثِ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَفْظُهُ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ أَفْطَرَ قَالَ وَكَانَ صَحَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُونَ الْأَحْدَثَ فَالْأَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَخْرَجَهُ مِنْ طَرِيقِ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ مِثْلَهُ قَالَ سُفْيَانُ لَا أَدْرِي مِنْ قَوْلِ مَنْ هُوَ ثُمَّ أَخْرَجَهُ مِنْ طَرِيقِ مَعْمَرٍ وَمِنْ طَرِيقِ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ وَبَيَّنَّا أَنَّهُ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ وَبِذَلِکَ جَزَمَ الْبُخَارِيُّ فِي الْجِهَادِ وَظَاهِرُهُ أَنَّ الزُّهْرِيَّ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ الصَّوْمَ فِي السَّفَرِ مَنْسُوخٌ وَلَمْ يُوَافَقْ عَلَى ذَلِکَ كَمَا سَيَأْتِي قَرِيبًا وَأَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِي الْمَغَازِي أَيْضًا مِنْ طَرِيقِ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ وَالنَّاسُ صَائِمٌ وَمُفْطِرٌ فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ أَوْ مَاءٍ فَوَضَعَهُ عَلَى رَاحِلَتِهِ ثُمَّ نَظَرَ النَّاسُ زَادَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى مِنْ طَرِيقِ طَاوسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ وَأَخْرَجَهُ الطَّحَاوِيُّ مِنْ طَرِيقِ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عِكْرِمَةَ أَوْضَحَ مِنْ سِيَاقِ خَالِدٍ وَلَفْظُهُ فَلَمَّا بَلَغَ الْكَدِيدَ بَلَغَهُ أَنَّ النَّاسَ يَشُقُّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَأَمْسَكَهُ بِيَدِهِ حَتَّى رَآهُ النَّاسُ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ ثُمَّ شَرِبَ فَأَفْطَرَ فَنَاوَلَهُ رَجُلًا إِلَى جَنْبِهِ فَشَرِبَ وَلِمُسْلِمٍ مِنْ طَرِيقِ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ وَإِنَّمَا يَنْظُرُونَ فِيمَا فَعَلْتَ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَلَهُ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ جَعْفَرٍ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيلَ لَهُ بَعْدَ ذَلِکَ إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ أُولَئِکَ الْعُصَاةُ وَاسْتُدِلَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَلَى تَحَتُّمِ الْفِطْرِ فِي السَّفَرِ وَلَا دَلَالَةَ فِيهِ كَمَا سَيَأْتِي وَاسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّ لِلْمُسَافِرِ أَنْ يُفْطِرَ فِي أَثْنَاءِ النَّهَارِ وَلَوِ اسْتُهِلَّ رَمَضَانُ فِي الْحَضَرِ وَالْحَدِيثُ نَصٌّ فِي الْجَوَازِ إِذْ لَا خِلَافَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

قرآن مجید کی مذکورہ آیت اوراحادیث کی روشنی میں فقہائے احناف نے جو مسائل بیان فرمائے ہیں، اب ان کوملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ نمبرا...... اگرکوئی شرعی اعتبار سے مسافر ہو،یعنی ایسے سفرمیں ہوجس میں اس کونماز میں قصرکاحکم ہوتاہے،تواس پرروزہ رکھنافرض نہیں۔

بالفاظِ دیگر جس مسافر پر نماز میں قصر کرنے کا حکم لاگوہوتا ہے، اسی کو روزہ چھوڑنا جائز ہوتاہے، یعنی نماز اورروزہ کے اعتبار سے شرعی سفر میں کوئی فرق نہیں، مگر بعد میں چھوٹے ہوئے روزہ کی قضارکھناضروری ہے،اورحنفیہ کےنزدیک سفرخواہ جائزکام کے لئے ہویا

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾أَنَّـهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَهَلَّ رَمَضَانَ فِي عَامِ غَزْوَةِ الْفَتْحِ وَهُوَ بِالْمَدِينَةِ ثُمَّ سَـافر فِي اثنائه وَوقع فِي رِوَايَة ابن إِسْحَاق فِي الْمَغَازِي عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي حَدِيثِ الْبَابِ أَنَّهُ خَرَجَ لِعَشْرٍ مَضَيْـنَ مِنْ رَمَضَانَ وَوَقَعَ فِي مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ اخْتِلَافٌ مِنَ الرُّوَاةِ فِي ضَبْطِ ذَلِكَ وَالَّذِي اتَّـفَقَ عَـلَيْهِ أَهْلُ السِّيَرِ أَنَّهُ خَرَجَ فِي عَاشِرِ رَمَضَانَ وَدَخَلَ مَكَّةَ لِتِسْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْهُ وَاسْتُدِلَّ بِهِ عَلَـى أَنَّ لِـلْـمَـرْءِ أَنْ يُفْطِرَ وَلَوْ نَوَى الصِّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَصْبَحَ صَائِمًا فَلَهُ أَنْ يُفْطِرَ فِي أَثْنَاءِ النَّهَارِ وَهُوَ قَوْلُ الْـجُـمْـهُـورِ وَقَـطَـعَ بِـهِ أَكْثَـرُ الشَّـافِعِيَّةِ وَفِي وَجْهٍ لَيْسَ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ وَكَأَنَّ مُسْتَنَدَ قَائِلِهِ مَا وَقَعَ فِي الْبُوَيْطِيِّ مِنْ تَعْلِيقِ الْقَوْلِ بِهِ عَلَى صِحَّةِ حَدِيثِ ابن عَبَّاسٍ هَذَا وَهَذَا كُلُّهُ فِيمَا لَوْ نَوَى الصَّوْمَ فِي السَّفَرِ فَـأَمَّا لَوْ نَوَى الصَّوْمَ وَهُوَ مُقِيمٌ ثُمَّ سَافَرَ فِي أَثْنَاءِ النَّهَارِ فَهَلْ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ فِي ذَلِكَ النَّهَارِ مَنَعَهُ الْجُمْهُورُ وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ بِالْجَوَازِ وَاخْتَارَهُ الْمُزَنِيُّ مُحْتَجًّا بِهَذَا الْحَدِيثِ فَقِيلَ لَهُ قَالَ كَذَلِكَ ظَنًّا مِنْهُ أَنَّهُ صَـلَّـى الـلَّـهُ عَـلَـيْـهِ وَسَـلَّـمَ أَفْطَرَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي خَرَجَ فِيهِ مِنَ الْمَدِينَةِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ فَإِنَّ بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَالْـكَـدِيـدِ عِـدَّةَ أَيَّامٍ وَقَدْ وَقَعَ فِي الْبُوَيْطِيِّ مِثْلُ مَا وَقَعَ عِنْدَ الْمُزَنِيِّ فَسَلَّمَ الْمُزَنِيُّ وَأَبْلَغُ مِنْ ذَلِكَ مَا رَوَاهُ ابن أَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَـقِـيُّ عَـنْ أَنَسٍ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَرَادَ السَّفَرَ يُفْطِرُ فِي الْحَضَرِ قَبْلَ أَنْ يَرْكَبَ ثُمَّ لَا فَرْقَ عِـنْـدَ الْمُجِيزِينَ فِي الْفِطْرِ بِكُلِّ مُفْطِرٍ وَفَرَّقَ أَحْمَدُ فِي الْمَشْهُورِ عَنْهُ بَيْنَ الْفِطْرِ بِالْجِمَاعِ وَغَيْرِهِ فَـمَنَعَهُ فِي الْجِمَاعِ قَالَ فَلَوْ جَامَعَ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ إِلَّا إِنْ أَفْطَرَ بِغَيْرِ الْجِمَاعِ قَبْلَ الْجِمَاعِ وَاعْتَرَضَ بَعْضُ الْـمَـانِـعِـيـنَ فِي أَصْلِ الْمَسْأَلَةِ فَقَالَ لَيْسَ فِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوَى الصِّيَامَ فِـي لَيْـلِـهِ الْيَـوْمَ الَّـذِي أَفْطَرَ فِيهِ فَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ نَوَى أَنْ يُصْبِحَ مُفْطِرًا ثُمَّ أَظْهَرَ الْإِفْطَارَ لِيُفْطِرَ النَّاسُ لَـكِـنْ سِيَاقُ الْأَحَادِيثِ ظَاهِرٌ فِي أَنَّهُ كَانَ أَصْبَحَ صَائِمًا ثُمَّ أَفْطَرَ وَقَدْ روى ابن خُزَيْمَةَ وَغَيْرُهُ مِنْ طَرِيقِ أَبِـي سَـلَـمَـةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فَقَالَ لِأَبِي بَـكْـرٍ وَعُـمَـرَ ادْنُوَا فَكُلَا فَقَالَا إِنَّا صَائِمَانِ فَقَالَ اعْمَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ ارْحَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ ادْنُوَا فكلا قَالَ ابـن خُـزَيْـمَـةَ فِيـهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ لِلصَّائِمِ فِي السَّفَرِ الْفِطْرَ بَعْدَ مُضِيِّ بَعْضِ النَّهَارِ تَنْبِيهٌ قَالَ الْقَابِسِيُّ هَذَا الْـحَدِيثُ مِنْ مُرْسَلَاتِ الصَّحَابَةِ لِأَن ابن عَبَّاسٍ كَانَ فِي هَذِهِ السَّفْرَةِ مُقِيمًا مَعَ أَبَوَيْهِ بِمَكَّةَ فَلَمْ يُشَاهِدْ هَـذِهِ الْـقِـصَّـةَ فَكَأَنَّهُ سَمِعَهَا مِنْ غَيْرِهِ مِنَ الصَّحَابَةِ(فتح البارى لابنِ حجر ، ج۴ص ۱۸۱، ۱۸۲، قَوْلُهُ بَابٌ إِذَا صَامَ أَيَّامًا مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ)

ناجائز کام کے لئے، حکم برابر ہے۔ ۱

مسئلہ نمبر۲...... شرعی اعتبار سے مسافر بننے کے لئے ایک مخصوص مقدار مقرر ہے، جو کہ موجودہ دور کے رائج فاصلوں کے ناپنے کے پیمانوں کے اعتبار سے اڑتالیس میل (یعنی 77.25 کلومیٹر) یا اس سے زیادہ کا سفر ہے، لہٰذا اتنے یا اس سے زیادہ فاصلہ کا سفر کرنے والے کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

اور جو شخص اس مذکورہ مقدار سے کم کے سفر پر جائے، وہ شریعت کی نظر میں مسافر نہیں، لہٰذا اس کو روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ ۲

مسئلہ نمبر۳...... شرعی سفر یا اس کے فاصلہ کا اعتبار اس جگہ کی حدود سے باہر سے شمار کیا جائے گا، جہاں کہ کوئی شخص مقیم ہے، لہٰذا اگر کسی شہر میں مقیم ہے، تو اس شہر کی حدود سے، اور اگر کسی قصبہ میں مقیم ہے، تو اس قصبہ کی حدود سے، اور اگر کسی گاؤں میں مقیم ہے تو اس گاؤں کی حدود

---

۱ جبکہ دیگر فقہائے کرام سفرِ گناہ ومعصیت میں روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتے۔
(فَمن كَانَ مِنكُم مَرِيضا أَو على سفر فَعِدَّة من أَيَّام أخر)ثمَّ السّفر الْمُبِيح للفطر هُوَ السّفر الْمُبِيح للقصر وَهُوَ مسيرَة ثَلَاثَة أَيَّام ولياليها سير الْإِبِل ومشي الْأَقْدَام(تحفة الفقهاء، ج ا ص۳۵۸ كتاب الصوم)
واطلاق الاية يدل على ان سفر المعصية ايضا يبيح الفطر وبه قال ابو حنيفة رحمه الله وقال مالك والشافعي واحمد سفر المعصية لا يبيح مستدلا بقوله تعالى فمن اضطر غير باغ ولا عاد والحق ان البغي والعدوان ليس فى نفس السفر بل ملاصق به(التفسير المظهرى، ج ا ص ۱۹۰، سورة البقرة)

۲ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ مُجَاهِدٍ ,عَنْ أَبِيهِ ,وَعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ ,عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ,أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :يَا أَهْلَ مَكَّةَ لَا تَقْصُرُوا الصَّلَاةَ فِي أَدْنَى مِنْ أَرْبَعَةِ بُرُدٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى عَسْفَانَ(سنن الدارقطنى، رقم الحديث ۱۴۴۷)
أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَكِبَ إِلَى ذَاتِ النُّصُبِ فَقَصَرَ الصَّلَاةَ فِي مَسِيرِهِ ذَلِكَ،قَالَ مَالِك وَبَيْنَ ذَاتِ النُّصُبِ وَالْمَدِينَةِ أَرْبَعَةُ بُرُدٍ(مؤطا امام مالك ،رقم الحديث ۴۹۱،معرفة السنن والآثار للبيهقى رقم الحديث ۶۰۲۲، السنن الكبرىٰ للبيهقى رقم الحديث ۵۳۹۲)
وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ يَقْصُرَانِ وَيُفْطِرَانِ فِي أَرْبَعَةِ بُرُدٍ وَهِيَ سِتَّةَ عَشَرَ فَرْسَخًا(بخارى،كتاب الجمعة،بَاب فِي كَمْ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ، الاوسط لابن المنذر ، رقم الحديث ۲۲۶۱)
قُلْت لابْنِ عَبَّاسٍ أَقْصُرُ إلَى عَرَفَةَ ؟ فَقَالَ :لاَ قُلْت :أَقْصُرُ إلَى مَرٍّ ؟ قَالَ :لاَ قُلْت أَقْصُرُ إلَى الطَّائِفِ وَإِلَى عُسْفَانَ ؟ قَالَ نَعَمْ وَذَلِكَ ، ثَمَانِيَةٌ وَأَرْبَعُونَ مِيلاً وَعَقَدَ بِيَدِهِ(مصنف ابنِ ابى شيبة،رقم الحديث ۸۲۲۲،باب فى مسيرة كم يقصر الصلاة ، عن عطا بن ابى رباح)
قَدَّرُوا السَّفَرَ بِالْأَمْيَالِ، وَاعْتَبَرُوا ذَلِكَ ثَمَانِيَةً وَأَرْبَعِينَ مِيلاً، وَذَلِكَ أَرْبَعَةُ بُرُدٍ(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷ص ۲۷۰،صلاة المسافر)

سے باہر نکل کر سفر کا حکم شروع ہوگا، اور وہیں سے شرعی سفر کے فاصلہ کا اعتبار کیا جائے گا۔ ۱

مسئلہ نمبر ۴...... جس شخص نے رمضان شروع ہونے سے پہلے سفر شروع کیا، اور رمضان کا آغاز سفر کی حالت میں ہوا، اس کو بھی سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے، اور اسی طرح اگر رمضان میں سفر شروع کیا، تب بھی یہی حکم ہے۔ ۲

مسئلہ نمبر ۵...... جس مسافر کو سفر میں روزہ رکھنے سے تکلیف نہ ہوتی ہو، اس کو بھی روزہ چھوڑ دینے کی اجازت ہے۔

لیکن اگر روزے سے کوئی تکلیف نہ ہو تو سفر میں روزہ رکھ لینا بہتر ہے، اور اگر سفر میں روزہ رکھنے سے تکلیف اور پریشانی ہو تو پھر روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔ ۳

---

۱ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ :سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ :خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ، فَكُنَّا نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتَّى نَرْجِعَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَسَأَلْتُهُ: كَمْ أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ ؟ قَالَ :عَشَرَةَ أَيَّامٍ(مسند احمد، رقم الحديث ۱۴۰۰۱)

فی حاشية مسند احمد:إسناده صحيح على شرط الشيخين.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنْ هَذِهِ الْمَدِينَةِ لَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهَا (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۱۰۶۷)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ لَا يَخَافُ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ(سنن النسائی، رقم الحديث ۱۴۳۵)

لِأَنَّ مُطْلَقَ السَّفَرِ لَيْسَ بِسَبَبِ الرُّخْصَةِ لِأَنَّ حَقِيقَةَ السَّفَرِ هُوَ الْخُرُوجُ عَنْ الْوَطَنِ، أَوْ الظُّهُورِ، وَذَا يَحْصُلُ بِالْخُرُوجِ إِلَى الضَّيْعَةِ وَلَا تَتَعَلَّقُ بِهِ الرُّخْصَةُ فَعُلِمَ أَنَّ الْمُرَخِّصَ سَفَرٌ مُقَدَّرٌ بِتَقْدِيرٍ مَعْلُومٍ وَهُوَ الْخُرُوجُ عَنْ الْوَطَنِ عَلَى قَصْدِ مَسِيرَةِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا عِنْدَنَا(بدائع الصنائع، ج۲ص۹۴، فصل فی حكم فساد الصوم)

يُشْتَرَطُ فِي السَّفَرِ الْمُرَخِّصِ فِي الْفِطْرِ......أَنْ يُجَاوِزَ الْمَدِينَةَ وَمَا يَتَّصِلُ بِهَا، وَالْبِنَاءَاتِ وَالْأَفْنِيَةَ وَالْأَخْبِيَةَ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۸ص۴۷ملخصاً، مادة" السفر")

۲ وَيَسْتَوِي الْجَوَاب بَين أَن يُسَافر قبل رَمَضَان وَبَين أَن يُسَافر بعد دُخُول رَمَضَان سَافر بَعْدَمَا أهل فِي الْحَضَر هِلَال رَمَضَان(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج۱ص۳۵۸، كتاب الصوم)

۳ "وصومه "أي المسافر "أحب أن لم يضره "لقوله تعالى :وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ (حاشية الطحطاوی على مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح، ج۱، ص۶۸۶، فصل فی العوارض)

(وَالْمُسَافِرُ صَوْمُهُ أَفْضَلُ) لِأَنَّهُ عَزِيمَةٌ وَالْأَخْذُ بِالْعَزِيمَةِ أَفْضَلُ .وَقَالَ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ-: الْمُسَافِرُ إِذَا أَفْطَرَ رُخْصَةٌ، وَإِنْ صَامَ فَهُوَ أَفْضَلُ . (وَلَوْ أَفْطَرَ جَازَ) لِمَا تَلَوْنَا (الاختيار لتعليل المختار، ج۱ص۱۳۴، كتاب الصوم، فَصْلٌ مَا يُبَاحُ بِهِ الْإِفْطَارُ) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۶ ...... جو شخص سحری کا وقت ختم ہونے یا دوسرے الفاظ میں طلوعِ فجر ہونے تک مقیم ہو (یعنی اپنی اقامت گاہ کی حدود میں ہو) خواہ گھر سے نکل چکا تھا یا سفر شروع کرنے کا ارادہ تھا، تو اس پر اس دن کا روزہ ضروری ہوجاتا ہے۔

البتہ آئندہ جو روزے سفر میں آئیں گے ان کو چھوڑنے کی اجازت ہوگی اور اِن روزوں کی بعد میں قضا کرے گا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(إِنْ لَمْ يَضُرَّهُ) السَّفَرُ وَفِيهِ إِشْعَارٌ بِأَنَّ الصَّوْمَ مَكْرُوهٌ إِذَا أَجْهَدَهُ (مجمع الانهر، ج ۱، ص ۲۴۹، کتاب الصوم، فَصْلٌ بَيَانِ وُجُوهِ الْأَعْذَارِ الْمُبِيحَةِ لِلْإِفْطَارِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا)

وَلَكِن الصَّوْم فِي رَمَضَان جَائِز فِي السّفر عِنْد عَامَّة الْعلمَاء وَهُوَ مُخْتَلف بَين الصَّحَابَة عِنْد بَعضهم يجوز وَعند بَعضهم لَا يجوز وَالْإِجْمَاع الْمُتَأَخر يرفع الْخلاف الْمُتَقَدّم.

وَاخْتلفُوا فِي أَن الصَّوْم أفضل أم الْإِفْطَار فعندنا الصَّوْم أفضل لِأَنَّهُ عَزِيمَة والإفطار رخصَة إِذا لم يلْحقهُ مشقة،وَعند الشَّافِعِي الْفطر أفضل لِأَنَّهُ عَزِيمَة وَالصَّوْم رخصَة عِنْده،وَرُوِيَ عَن حُذَيْفَة بن الْيَمَان وَعُرْوَة بن الزبير وَعَائِشَة رَضِي الله عَنْهُم مثل مَذْهَبنَا،وَعَن ابْن عَبَّاس مثل مذْهبه(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج ۱ ص ۳۵۹، کتاب الصوم)

[1] قَالَ الْمَرْغِينَانِيُّ لَوْ أَنْشَأَ السَّفَرَ بَعْدَ الصُّبْحِ لَمْ يُفْطِرْ بِخِلَافِ لَوْ مَرِضَ بَعْدَهُ صَائِمًا فَإِنَّهُ يُفْطِرُ (لَكِنْ لَوْ أَفْطَرَ) الْمُسَافِرُ الَّذِي أَقَامَ وَالْمُقِيمُ الَّذِي سَافَرَ (فَلَا كَفَّارَةَ) عَلَيْهِمَا (فِيهِمَا) لِقِيَامِ شُبْهَةِ الْمُبِيحِ وَهُوَ السَّفَرُ فِي أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ (مجمع الانهر، ج ۱، ص ۲۵۲، کتاب الصوم، قضاء رمضان)

وَفِي وَقْتِ جَوَازِ الْفِطْرِ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثُ أَحْوَالٍ:

الْأُولَى:أَنْ يَبْدَأَ السَّفَرَ قَبْلَ الْفَجْرِ، أَوْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ وَهُوَ مُسَافِرٌ، وَيَنْوِيَ الْفِطْرَ، فَيَجُوزُ لَهُ الْفِطْرُ إِجْمَاعًا -كَمَا قَالَ ابْنُ جُزَيٍّ -لِأَنَّهُ مُتَّصِفٌ بِالسَّفَرِ، عِنْدَ وُجُودِ سَبَبِ الْوُجُوبِ.

الثَّانِيَةُ :أَنْ يَبْدَأَ السَّفَرَ بَعْدَ الْفَجْرِ، بِأَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ وَهُوَ مُقِيمٌ بِبَلَدِهِ، ثُمَّ يُسَافِرَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، أَوْ خِلَالَ النَّهَارِ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَهُ الْفِطْرُ بِإِنْشَاءِ السَّفَرِ بَعْدَمَا أَصْبَحَ صَائِمًا، وَيَجِبُ عَلَيْهِ إِتْمَامُ ذَلِكَ الْيَوْمِ، وَهَذَا مَذْهَبُ الْحَنَفِيَّةِ وَالْمَالِكِيَّةِ، وَهُوَ الصَّحِيحُ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيَّةِ، وَرِوَايَةٌ عَنْ أَحْمَدَ. وَذَلِكَ تَغْلِيبًا لِحُكْمِ الْحَضَرِ .وَمَعَ ذَلِكَ لَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ فِي إِفْطَارِهِ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ، وَفِي الْمَشْهُورِ مِنْ مَذْهَبِ الْمَالِكِيَّةِ، خِلَافًا لِابْنِ كِنَانَةَ، وَذَلِكَ لِلشُّبْهَةِ فِي آخِرِ الْوَقْتِ .وَلِأَنَّهُ لَمَّا سَافَرَ بَعْدَ الْفَجْرِ صَارَ مِنْ أَهْلِ الْفِطْرِ، فَسَقَطَتْ عَنْهُ الْكَفَّارَةُ .وَالصَّحِيحُ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ أَنَّهُ يَحْرُمُ عَلَيْهِ الْفِطْرُ حَتَّى لَوْ أَفْطَرَ بِالْجِمَاعِ لَزِمَتْهُ الْكَفَّارَةُ .وَالْمَذْهَبُ عِنْدَ الْحَنَابِلَةِ وَهُوَ أَصَحُّ الرِّوَايَتَيْنِ عَنْ أَحْمَدَ، وَهُوَ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْمُزَنِيُّ وَغَيْرُهُ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ :أَنَّ مَنْ نَوَى الصَّوْمَ فِي الْحَضَرِ، ثُمَّ سَافَرَ فِي أَثْنَاءِ الْيَوْمِ، طَوْعًا أَوْ كَرْهًا، فَلَهُ الْفِطْرُ بَعْدَ خُرُوجِهِ وَمُفَارَقَتِهِ بُيُوتَ قَرْيَتِهِ الْعَامِرَةِ، وَخُرُوجِهِ مِنْ بَيْنِ بُنْيَانِهَا(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۸ ص ۴۸، ۴۹، مادة" السفر")

تاہم اگر کوئی شخص سفر شروع کرنے سے پہلے روزہ رکھ چکا تھا، اور پھر سفر شروع ہونے کے بعد اس کو روزہ کی وجہ سے غیر معمولی مشقت وتکلیف کا سامنا کرنا پڑا، تو اس کو روزہ توڑ دینا جائز ہے، جس کی بعد میں قضا کرنی ہوگی۔ [1]

مسئلہ نمبر ۷...... اگر کوئی شخص سفر میں تھا اس لئے روزہ نہیں رکھا تھا، لیکن سورج غروب ہونے سے پہلے مقیم ہوگیا، تو اس کو حنفیہ کے نزدیک دن کے باقی حصہ میں کھانے پینے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ [2]

مسئلہ نمبر ۸...... اگر کسی مسافر نے دن کے شروع حصہ میں رمضان کے روزہ کی نیت نہیں کی تھی، لیکن ابھی تک صبح سے کچھ کھایا پیا نہیں، پھر وہ مقیم ہوگیا، اور اس نے روزہ کی نیت کرلی، تو اگر اس نے ضحوۂ کبریٰ سے (یعنی زوال سے کچھ وقت) پہلے روزہ کی نیت کرلی، تو اس کا روزہ درست ہوجائے گا، اور اس کے بعد نیت کرنے سے روزہ درست نہیں ہوگا۔ [3]

---

[1] قلت أَرَأَيت رجلا مُسَافِرًا أصبح صَائِما فِي شهر رَمَضَان ثمَّ أفطر قَالَ عَلَيْهِ الْقَضَاء وَلَا كَفَّارَة عَلَيْهِ. مُحَمَّد قَالَ أخبرنَا أَبُو حنيفَة عَن مُسلم الْأَعْوَر عَن أنس بن مَالك عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَنه خرج من الْمَدِينَة إِلَى مَكَّة فِي شهر رَمَضَان فَشَكا إِلَيْهِ النَّاس فِي بعض الطَّرِيق الْجهد فَأفْطر حَتَّى أَتَى مَكَّة. مُحَمَّد عَن أبي حنيفَة عَن الْهَيْثَم عَن أنس بن مَالك أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم خرج من الْمَدِينَة إِلَى مَكَّة فِي شهر رَمَضَان لليلتين خلتا من شهر رَمَضَان فصَام حَتَّى إِذا أَتَى قديدا شكا إِلَيْهِ النَّاس الْجهد فَأفْطر بقديد ثمَّ لم يزل مُفطرا حَتَّى أَتَى مَكَّة فَأَى ذَلِك فعلت فَحسن إِن صمت فقد صَامَ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَإِن أفطرت فقد أفطر النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَإِن سَافَرت فِي شهر رَمَضَان (الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني، ج ۲ ص ۲۰۶، ۲۰۷، كتاب الصَّوْم)

[2] قَالَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - (وَلَوْ قَدِمَ مُسَافِرٌ أَوْ طَهُرَتْ حَائِضٌ أَوْ تَسَحَّرَ ظَنَّهُ لَيْلًا وَالْفَجْرُ طَالِعٌ أَوْ أَفْطَرَ كَذَلِكَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ أَمْسَكَ يَوْمَهُ وَقَضَى وَلَمْ يُكَفِّرْ كَأَكْلِهِ عَمْدًا بَعْدَ أَكْلِهِ نَاسِيًا وَنَائِمَةٌ وَمَجْنُونَةٌ وُطِئَتَا) يَعْنِي هَؤُلَاءِ كُلُّهُمْ يَجِبُ عَلَيْهِمْ الْإِمْسَاكُ فِي بَقِيَّةِ النَّهَارِ تَشَبُّهًا وَيَجِبُ عَلَيْهِمْ قَضَاءُ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَا تَجِبُ عَلَيْهِمْ الْكَفَّارَةُ (تبيين الحقائق، ج ۱ ص ۳۴۱، ۳۴۲، كتاب الصوم، فصل فى العوارض)

[3] (قَوْلُهُ: وَلَوْ نَوَى الْمُسَافِرُ الْإِفْطَارَ ثُمَّ قَدِمَ وَنَوَى الصَّوْمَ فِي وَقْتِهِ صَحَّ) إنْ نَوَى قَبْلَ انْتِصَافِ النَّهَارِ؛ لِأَنَّ السَّفَرَ لَا يُنَافِي أَهْلِيَّةَ الْوُجُوبِ وَلَا صِحَّةَ الشُّرُوعِ أَطْلَقَ الصَّوْمَ فَشَمِلَ الْفَرْضَ الَّذِي لَا يُشْتَرَطُ فِيهِ التَّبْيِيتُ وَالنَّفَلَ وَحَيْثُ أَفَادَ صِحَّةَ صَوْمِ الْفَرْضِ لَزِمَ عَلَيْهِ صَوْمُهُ إنْ كَانَ فِي رَمَضَانَ لِزَوَالِ الْمُرَخِّصِ فِي وَقْتِ النِّيَّةِ أَلَا تَرَى أَنَّهُ لَوْ كَانَ مُقِيمًا فِي أَوَّلِ الْيَوْمِ ثُمَّ سَافَرَ لَا يُبَاحُ لَهُ الْفِطْرُ تَرْجِيحًا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۹ ...... اگر کوئی شخص مسافر تھا لیکن کسی جگہ کم از کم پندرہ یا اس سے زیادہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گیا تو چونکہ اب وہ مسافر نہیں رہا بلکہ مقیم ہو گیا اس لئے اس حالت میں اس کو روزہ چھوڑنا جائز نہیں، البتہ اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو روزہ چھوڑ دینا جائز ہے، کیونکہ وہ شرعاً اب بھی مسافر ہے۔ [۱]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

لِجَانِبِ الْإِقَامَةِ فَهَذَا أَوْلَى إِلَّا أَنَّهُ إِذَا أَفْطَرَ فِي الْمَسْأَلَتَيْنِ لَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ لِقِيَامِ شُبْهَةِ الْمُبِيحِ وَكَذَا لَوْ نَوَى الْمُسَافِرُ الصَّوْمَ لَيْلًا وَأَصْبَحَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُضَ عَزِيمَتَهُ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَصْبَحَ صَائِمًا لَا يَحِلُّ فِطْرُهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَوْ أَفْطَرَ لَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَأَشَارَ إِلَى أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَنْوِ الْإِفْطَارَ وَإِنَّمَا قَدِمَ قَبْلَ الزَّوَالِ وَالْأَكْلِ فَالْحُكْمُ كَذَلِكَ بِالْأَوْلَى؛ لِأَنَّ الْحُكْمَ إِذَا كَانَ الصِّحَّةَ مَعَ نِيَّةِ الْمُنَافِي فَمَعَ عَدَمِهَا أَوْلَى وَلِأَنَّ نِيَّةَ الْإِفْطَارِ لَا عِبْرَةَ بِهَا حَتَّى لَوْ نَوَى الصَّائِمُ الْفِطْرَ وَلَمْ يُفْطِرْ لَا يَكُونُ مُفْطِرًا وَكَذَا لَوْ نَوَى التَّكَلُّمَ فِي الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ كَمَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ(البحر الرائق، ج۲ص ۳۱۲، فصل فی عوارض الفطر فی رمضان)

(قَوْلُهُ :كَمُسَافِرٍ أَقَامَ) أَيْ بَعْدَ نِصْفِ النَّهَارِ أَوْ قَبْلَهُ بَعْدَ الْأَكْلِ أَمَّا قَبْلَهُمَا فَيَجِبُ عَلَيْهِ الصَّوْمُ وَإِنْ كَانَ نَوَى الْفِطْرَ كَمَا سَيَأْتِي مَتْنًا فِي الْفَصْلِ الْآتِي(ردالمحتار، ج۲ص۴۰۸، باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

[۱] عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ :إِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا، فَوَطَّنْتَ نَفْسَكَ عَلَى إِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا، فَأَتِمِ الصَّلَاةَ، وَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي مَتَى تَظْعَنُ فَأَقْصِرْ قَالَ مُحَمَّدٌ :وَبِهِ نَأْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ(الآثار لمحمد بن الحسن، رقم الحديث ۱۸۸، باب الصلاة فی السفر)

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ :كَانَ ابْنُ عُمَرَ "إِذَا أَجْمَعَ عَلَى الْإِقَامَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً أَتَمَّ الصَّلَاةَ "(احكام القرآن للطحاوی، رقم الحديث ۳۴۸، ج۱ص۱۹۲)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ " :إِذَا أَقَامَ الْمُسَافِرُ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً أَتَمَّ الصَّلَاةَ، وَمَا دُونَ ذَلِكَ فَلْيَقْصُرْ(ايضاً رقم الحديث ۳۴۸، ج۱ص۱۹۲)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، قَالَ :إِذَا أَقَمْتَ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسَ عَشْرَةَ فَأَتِمَّ الصَّلَاةَ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۸۳۰۲)

وَقَالَ ابو حنيفَة رَحمَه الله فِيمَن دخل مصرا وَهُوَ مُسَافر وَلَيْسَ من اهله قصر الصَّلَاة وان اقام شهرا اَوْ اكثر من ذَلِك مَا لم يجمع على اقامة خَمْسَة عشر يَوْمًا وَذَلِك نصف شهر فان اجْمَعَ على اقامة خَمْسَة عشر يَوْمًا اتم صلَاته وان اجْمَعَ على اقل من ذَلِك لم يتم الصَّلَاة(الحجة على اهل المدينة، ج۱ص۱۶۸، باب صلاة المسافر)

(قَوْلُهُ :وَلَا يَزَالُ عَلَى حُكْمِ السَّفَرِ حَتَّى يَنْوِيَ الْإِقَامَةَ فِي بَلَدٍ يَصْلُحُ لِلْإِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَصَاعِدًا فَيَلْزَمُهُ الْإِتْمَامُ وَإِنْ نَوَى الْإِقَامَةَ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ لَمْ يُتِمَّ)(الجوهرة النيرة، ج۱ص۸۶، باب صلاة المسافر)

مسئلہ نمبر۱۰...... اگر کوئی شخص سفر کر کے کسی مقام پر گیا، اور وہاں کم از کم پندرہ دن قیام کا ارادہ نہیں ہے، لیکن قیام اس نوعیت کا ہے کہ اس میں پندرہ دن سے کم بھی خرچ ہو سکتے ہیں، اور پندرہ دن سے زیادہ بھی، تو جب تک پندرہ دن قیام کا پختہ ارادہ نہیں ہوگا، اس وقت تک یہ شخص مسافر سمجھا جائے گا، خواہ ایک ایک دن ہوتے ہوتے پندرہ دن سے زیادہ کا عرصہ کیوں نہ گزر جائے۔ ۱

مسئلہ نمبر۱۱...... مسافر کو سفر ختم کرنے کے بعد جلد از جلد چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کر لینی چاہئے بلا وجہ تاخیر کرنے میں ڈر ہے کہ کہیں موت نہ آ جائے اور روزے ذمہ میں باقی رہ جائیں، لیکن اگر تاخیر سے ادا کرے، تب بھی ادا ہو جائیں گے۔ ۲

مسئلہ نمبر۱۲...... مسافر کو سفر ختم کرنے کے بعد چھوٹے ہوئے روزے رکھنے کی مہلت نہیں ملی اور وہ فوت ہو گیا تو جتنے روزے بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں آخرت میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا، کیونکہ ان کی قضاء رکھنے کی اس کو مہلت نہیں ملی۔ ۳

---

۱ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ :سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ :خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ، فَكُنَّا نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتَّى نَرْجِعَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَسَأَلْتُهُ: كَمْ أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ ؟ قَالَ :عَشَرَةَ أَيَّامٍ(مسند احمد، رقم الحديث ۱۴۰۰۱)

فی حاشیة مسند احمد:إسناده صحيح على شرط الشيخين.

عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ عُمَرَ قَالَا " :إِذَا قَدِمْتَ بَلْدَةً وَأَنْتَ مُسَافِرٌ وَفِي نَفْسِكَ أَنْ تُقِيمَ بِهَا خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً فَأَكْمِلِ الصَّلَاةَ بِهَا، وَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي مَتَى تَظْعَنُ فَاقْصُرْهَا "(احكام القرآن للطحاوی، رقم الحديث ۳۴۶، ج ۱ ص ۱۹۲)

قَالَ وَكِيعٌ :سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ :إِذَا أَجْمَعَ عَلَى مُقَامِ خَمْسَ عَشْرَةَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ حِينَ يَدْخُلُ ، وَإِذَا لَمْ يَدْرِ مَتَى يَخْرُجُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَإِنْ أَقَامَ حَوْلًا وَهُوَ الْقَوْلُ عِنْدَهُ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۸۳۰۵)

۲ وَمن أفطر لشَيْء من الْعذر ثمَّ زَالَ الْعذر فَعَلَيْهِ الْقَضَاء بِعَدَد الْأَيَّام الَّتِي يَزُول عَنهُ الْعذر فِيهَا وَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاء مَا لم يزل الْعذر عَنهُ فِيهَا حَتَّى إِن الْمُسَافِر إِذا مَاتَ فِي السّفر وَالْمَرِيض قبل الْبُرْء لَا يجب عَلَيْهِمَا الْقَضَاء لِأَن الْعَاجِز لَا يُكَلف(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج ۱ ص ۳۵۹، كتاب الصوم)

۳ وَإِن أدْركَا بِعَدَد مَا فاتهما يلْزمهُمَا الْقَضَاء وَإِذا مَاتَا قبل الْقَضَاء يجب عَلَيْهِمَا الْفِدْيَة(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج ۱ ص ۳۵۹، كتاب الصوم)

(۷)......حیض ونفاس سے پاک ہونا (حیض، نفاس اور جنابت میں روزہ کے احکام)

عورت پر روزہ فرض اور صحیح ہونے کے لئے حیض ونفاس سے پاک ہونا بھی ضروری ہے، البتہ اگر جنابت کی حالت ہو، تو اس حالت میں روزہ رکھنا درست ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ (بخاری) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت کو حیض آتا ہے، تو وہ نہ نماز پڑھتی ہے، اور نہ روزہ رکھتی ہے (بخاری)

حضرت معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ: أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ إِذَا طَهُرَتْ؟ قَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ، كُنَّا نَحِيضُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَطْهُرُ فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ (سنن النسائی) [۲]

ترجمہ: ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ کیا حائضہ عورت پاک ہونے کے بعد نماز کی قضا کرے گی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا آپ حروری قوم سے ہیں؟ (جو حیض والی عورت پر نماز کی قضا کا حکم لگاتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حیض کے بعد پاک ہونے پر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی قضا کا حکم فرماتے تھے، اور ہمیں نماز کی

---

[۱] رقم الحدیث ۱۹۵۱، کتاب الصوم، باب: الحائض تترک الصوم والصلاۃ.

[۲] رقم الحدیث ۲۳۱۸، کتاب الصیام، باب وضع الصیام عن الحائض، واللفظ لہٗ، مسلم، رقم الحدیث ۳۳۵ "۶۹".

قضا کا حکم نہیں فرماتے تھے (نسائی، مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ حیض کے زمانہ میں عورت روزہ نہیں رکھے گی، بلکہ پاکی حاصل ہونے کے بعد اس کی قضا کرے گی۔

اور جو حکم حیض کا ہے، وہی نفاس (یعنی بچہ کی ولادت کے بعد مخصوص مدت تک آنے والے خون کے زمانہ) کا بھی ہے۔ [۱]

البتہ اگر کسی مرد یا عورت کو جنابت لاحق ہو، یعنی غسل واجب ہو، تو اس حالت میں روزہ درست ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ اور حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ، وَيَصُوْمُ (بخاری) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں فجر ہو جاتی تھی کہ آپ اپنی زوجۂ مطہرہ (سے حقِ زوجیت) کی وجہ سے (رات کو) جنبی ہو جاتے تھے، پھر (طلوعِ فجر کے بعد) آپ غسل کرتے تھے، اور آپ روزہ سے ہوتے تھے (بخاری، ترمذی)

اور امُّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

---

[۱] وهذا الحديث أصل إجماع المسلمين :أن الحائض لا تقضى الصلاة، ولا خلاف فى ذلك بين الخلف والسلف، إلا طائفة من الخوارج يرون على الحائض قضاء الصلاة لا يشتغل بهم، ولا يُعَدون خلافًا، لشذوذهم عن سلف الأمة، فلذلك قالت عائشة :تمت أحرورية أنت؟ -للمرأة التى سألت عن ذلك منكرة عليها، إذ خشيت أن تعتقد مذهب الحرورية فى ذلك، ونزعت لها بالحجة التى لا يجوز خلافها (شرح صحيح البخارى لابن بطال، ج ۱، ص ۴۴۸، كتاب الحيض، باب لا تَقْضِى الْحَائِضُ الصَّلاةَ، دار النشر :مكتبة الرشد -السعودية، الرياض)

[۲] رقم الحديث ۱۹۲۶، كتاب الصوم، باب الصائم يصبح جنبا، واللفظ له، سنن الترمذى، رقم الحديث ۷۷۹.

قال الترمذى: حَدِيثُ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَغَيْرِهِمْ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، "وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنَ التَّابِعِينَ :إِذَا أَصْبَحَ جُنُبًا يَقْضِي ذَلِكَ اليَوْمَ، وَالقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ (سنن الترمذى)

قَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِيْ رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ، مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ، فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ (مسلم) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان میں طلوعِ فجر اس حال میں ہو جاتی تھی کہ آپ جنبی ہوتے تھے، احتلام کے بغیر (یعنی حقِ زوجیت کی وجہ سے) پھر آپ غسل کرتے تھے اور اسی حال میں روزہ رکھتے تھے (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ لَا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ، اَلْحِجَامَةُ، وَالْقَيْءُ، وَالْاِحْتِلَامُ (سنن الترمذی) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں روزہ کو نہیں توڑتیں، ایک تو پچھنے لگوانا (یعنی مخصوص طریقہ پر جسم سے خون نکلوانا) دوسرے قے ہونا، تیسرے احتلام ہونا (ترمذی)

اس طرح کی اور بھی احادیث ہیں، جن کا ذکر روزہ فاسد کرنے نہ کرنے والی چیزوں کی بحث میں آتا ہے۔

مذکورہ احادیث ملاحظہ کرنے کے بعد اب اس سلسلہ میں چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱...... اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے کہ حیض ونفاس سے پاک ہونا روزہ کی ادائیگی فرض ہونے کی شرط ہے، یا روزہ صحیح ہونے کی شرط ہے۔ ۳

---

۱ رقم الحديث ۱۱۰۹ ''۷۶'' كتاب الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب.

۲ رقم الحديث ۷۱۹، ابواب الصوم، باب ما جاء فى الصائم يذرعه القيء، واللفظ لهٗ، سنن دار قطنى، رقم الحديث ۲۲۶۹، المعجم الاوسط، رقم الحديث ۲۸۰۶.

۳ وَهٰكَذَا وَقَعَ الِاخْتِلَافُ فِى الطَّهَارَةِ عَنِ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ فَذَهَبَ أَهْلُ التَّحْقِيقِ إِلَى أَنَّهَا شَرْطُ الْوُجُوبِ فَلَا وُجُوبَ عَلَى الْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ، وَقَضَاءُ الصَّوْمِ لَا يَسْتَدْعِي سَابِقَةَ الْوُجُوبِ كَمَا تَقَدَّمَ، وَعِنْدَ الْعَامَّةِ لَيْسَتْ بِشَرْطٍ، وَإِنَّمَا الطَّهَارَةُ عَنْهُمَا شَرْطُ الْأَدَاءِ، وَتَمَامُهُ فِى الْبَدَائِعِ وَلَعَلَّهُ لَا ثَمَرَةَ لَهُ، وَالنَّوْعُ الثَّانِى مِنَ الشَّرَائِطِ شَرْطُ وُجُوبِ الْأَدَاءِ، وَهُوَ الصِّحَّةُ وَالْإِقَامَةُ وَالثَّالِثُ شَرْطُ صِحَّتِهِ، وَهُوَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض حضرات نے حیض ونفاس سے پاک ہونے کو روزہ کی ادائیگی فرض ہونے کی بھی شرط قرار دیا ہے، اور روزہ کے صحیح ہونے کی بھی شرط قرار دیا ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْإِسْلَامُ وَالطَّهَارَةُ عَنْ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ، وَالنِّيَّةُ كَذَا فِي الْبَدَائِعِ وَاقْتَصَرَ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ عَلَى مَا عَدَا الْأَوَّلَ؛ لِأَنَّ الْكَافِرَ لَا نِيَّةَ لَهُ بِاشْتِرَاطِهَا، وَلَمْ يَجْعَلُوا الْعَقْلَ وَالْإِفَاقَةَ شَرْطَيْنِ لِلصِّحَّةِ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲، ص۲۷۷، كِتَابُ الصَّوْمِ)

وَمِن الشُّرُوط الطَّهَارَة عَن الْحيض وَالنّفاس وَهُوَ شَرط صِحَة الْأَدَاء لَا شَرط الْوُجُوب فَإِن صَوْم رَمَضَان يجب،على الْحَائِض وَالنُّفَسَاء حَتَّى يجب الْقَضَاء عَلَيْهِمَا خَارج رَمَضَان لَكِن لَا يَصح الْأَدَاء لِأَن الطَّهَارَة عَن الْحيض وَالنّفاس شَرط صِحَة الصَّوْم كَمَا أَن الطَّهَارَة عَن جَمِيع الْأَحْدَاث شَرط صِحَة الصَّلَاة عرفنَا ذَلِك بِإِجْمَاع الصَّحَابَة رَضِي الله عَنْهُم (تحفة الفقهاء ج ۱ ص ۳۴۹، وص ۳۵۰، كتاب الصوم)

وَمِنْهَا الطَّهَارَةُ عَنْ الْحَيْضِ، وَالنِّفَاسِ فَإِنَّهَا شَرْطُ صِحَّةِ الْأَدَاءِ بِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ - وَفِي كَوْنِهَا شَرْطَ الْوُجُوبِ خِلَافٌ نَذْكُرُهُ فِي مَوْضِعِهِ (بدائع الصنائع، ج۲، ص۸۳، كتاب الصوم، فَصْلٌ شَرَائِطُ أَنْوَاعِ الصِّيَامِ)

وَعَلَى هَذَا الطَّهَارَةِ مِنْ الْحَيْضِ، وَالنِّفَاسِ إنَّهَا شَرْطُ الْوُجُوبِ عِنْدَ أَهْلِ التَّحْقِيقِ مِنْ مَشَايِخِنَا إذْ الصَّوْمُ الشَّرْعِيُّ لَا يَتَحَقَّقُ مِنْ الْحَائِضِ، وَالنُّفَسَاءِ فَتَعَذَّرَ الْقَوْلُ بِوُجُوبِ الصَّوْمِ عَلَيْهِمَا فِي وَقْتِ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ إلَّا أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِمَا قَضَاءُ الصَّوْمِ لِفَوَاتِ صَوْمِ رَمَضَانَ عَلَيْهِمَا وَلِقُدْرَتِهِمَا عَلَى الْقَضَاءِ فِي عِدَّةٍ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ، وَلَيْسَ عَلَيْهِمَا قَضَاءُ الصَّلَوَاتِ لِمَا فِيهِ مِنْ الْحَرَجِ لِأَنَّ وُجُوبَهَا يَتَكَرَّرُ فِي كُلِّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، وَلَا يَلْزَمُ الْحَائِضَ فِي السُّنَّةِ إلَّا قَضَاءُ عَشَرَةِ أَيَّامٍ وَلَا حَرَجَ فِي ذَلِكَ، وَعَلَى قَوْلِ عَامَّةِ الْمَشَايِخِ لَيْسَ بِشَرْطٍ، وَأَصْلُ الْوُجُوبِ ثَابِتٌ فِي حَالَةِ الْحَيْضِ، وَالنِّفَاسِ، وَإِنَّمَا تُشْتَرَطُ الطَّهَارَةُ لِأَهْلِيَّةِ الْأَدَاءِ، وَالْأَصْلُ فِيهِ مَا رُوِيَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا -فَقَالَتْ :لِمَ تَقْضِي الْحَائِضُ الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا - لِلسَّائِلَةِ :أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ هَكَذَا كُنَّ النِّسَاءُ يَفْعَلْنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(بدائع الصناء، ج۲ص۸۹، فصل شرائط انواع الصيام)

۱؎ اور ہمارے نزدیک یہی موقف راجح ہے، جس میں دونوں قولوں کی رعایت پائی جاتی ہے۔

ويشترط لوجوب أدائه:الصحة :من مرض وحيض ونفاس.والإقامة.

(شروط صحة أدائه)ويشترط لصحة أدائه ثلاثة:النية والخلو عما ينافيه من حيض ونفاس .و (الخلو) عما يفسده.(نورالایضاح،ص۱۲۵، كتاب الصوم)

"ويشترط لوجوب أدائه "الذى هو عبارة عن تفريغ الذمة فى وقته "الصحة من مرض "لقوله تعالى: (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضاً) الآية "و "الصحة أى الخلو عن "حيض ونفاس "لما قدمناه "والإقامة" لما تلوناه "ويشترط لصحة أدائه "أى فعله ليكون أعم من الأداء والقضاء "ثلاثة "شرائط "النية "

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہرحال حیض ونفاس کی حالت میں روزہ کا حکم نہیں ہوتا، اوراس کے بعد پاک ہونے پر رمضان کے روزہ کی قضا ضروری ہوتی ہے۔ ۱؎

مسئلہ نمبر۲...... جنابت کی حالت میں یعنی جب مرد یا عورت پر غسل واجب ہو چکا ہو، اس حالت میں روزہ رکھنا درست ہے۔

چنانچہ اگرکسی کورات کے وقت میں غسل کی حاجت ہوئی، توصبح کوغسل کرنے سے پہلے روزہ شروع کرنا درست ہے، اوراگرکوئی بسہولت پہلےغسل کرلے، تواچھاہے، اوراسی طرح اگر کسی مرد یا عورت کوروزہ کی حالت میں سوتے ہوئے احتلام ہوگیا، تواس سے روزہ پرکوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی وقتها فی کل یوم "والخلو عما ینافیه "أی ینافی صحة فعله "من حیض ونفاس "لما فاتهما "و" الخلو "عما یفسده "بطروئه علیه "ولا یشترط "لصحته "الخلو عن الجنابة "لقدرته علی الإزالة وضرورة حصولها لیلا وطروء النهار(مراقی الفلاح،ص ۲۳۴، کتاب الصوم)

قوله" :أی الخلو "إنما أوله بذلک لأن دم الحیض والنفاس دم صحة لا مرض قوله " :لما قدمناه" أی من أنهما لیسا أهلا للصوم قوله " :لما تلوناه "أی بقوله الآیة وقد ذکرنا تمامها والأولی للشرح ذکرها لیتم له المرام قوله" :فی وقتها "الوقت بالنسبة لأداء رمضان بعد الغروب إلی قبیل الضحوة فسقی أی جزء منه وجدت صح وبالنسبة لقضائه اللیل کله ولا تجزیء النیة بعد طلوع الفجر قوله: "أی ینافی صحة فعله "الأظهر حذف صحة قوله" :من حیض ونفاس "فالخلو عنهما من شروط الوجوب أی وجوب الأداء وشروط الصحة قوله " :لمنافاتهما "الأولی زیادة إیاه قوله " :بطروه علیه "متعلق بیفسده قوله" :لقدرته علی الإزالة "أی بخلاف الحیض والنفاس قوله " :وضرورة حصولها "أی ولضرورة حصولها یعنی أن الإنسان قد یضطر إلیها لیلا ویطرأ علیه النهار أی یطلع علیه الفجر أی من غیر تمکن من الغسل ولیس القصد التقیید بالضرورة أی بل المراد أن ذلک قد یحصل فلم یعتبر الشارع ذلک(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۶۳۵، کتاب الصوم)

۱؎ وَمن الشُّرُوط الطَّهَارَة عَن الْحيض وَالنّفاس(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج ۱ ص ۳۴۹، کتاب الصوم)

النفاس والحیض سواء من حیث المخرج، والمانعیة من الصوم والصلاة والوطء (الاختیار لتعلیل المختار ، ج ۱ ص ۳۰، فصل فی احکام النفساء)

۲؎ وَلَوْ أَصْبَحَ فِي رَمَضَانَ جُنُبًا فَصَوْمُهُ تَامٌّ (الجوهرة النیرة، ج ۱، ص ۱۳۹، کتاب الصوم)

وَلَوْ احْتَلَمَ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ فَأَنْزَلَ لَمْ يُفْطِرْهُ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -ثَلَاثٌ لَا يُفَطِّرْنَ الصَّائِمَ :الْقَيْءُ، وَالْحِجَامَةُ، وَالِاحْتِلَامُ وَلِأَنَّهُ لَا صُنْعَ لَهُ فِيهِ فَيَكُونُ كَالنَّاسِي (بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۹۱، کتاب الصوم، فَصْلٌ أَرْكَان الصِّيَام)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۳...... معتدل مزاج عورت کو عادتاً ہر ماہ رحم سے جاری ہو کر شرم گاہ کے راستے سے جو خون آتا ہے، وہ شرعی زبان میں حیض، طبی زبان میں "طمث" اور انگریزی زبان میں Menses یا Menstruation کہلاتا ہے۔

اور حیض کے جاری رہنے کے دورانیہ ("دورِ طمث" یا "دورِ شہریہ" Menstrual cycle) میں خواتین کی عادتیں مختلف ہوتی ہیں، ہر عورت اپنی عادت کے مطابق حیض آنے والے زمانہ میں حائضہ کہلاتی ہے۔

اس زمانہ کی نماز عورت پر معاف ہوتی ہے، اور روزہ اس حالت میں رکھنے کا حکم نہیں ہوتا، بعد میں قضا کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ولو أصبح جنبا فی رمضان فصومه تام عند عامة الصحابة مثل علی وابن مسعود وزید بن ثابت وأبی الدرداء وأبی ذر وابن عباس وابن عمر ومعاذ بن جبل -رضی الله تعالی عنهم -.

وعن أبی هریرة -رضی الله عنه -أنه لا صوم له واحتج بما روی عن النبی -صلی الله علیه وسلم - أنه قال :من أصبح جنبا فلا صوم له قاله محمد ورب الکعبة قاله راوی الحدیث وأکده بالقسم، ولعامة الصحابة قوله تعالی (أحل لکم لیلة الصیام الرفث إلی نسائکم) (البقرة: ۱۸۷) إلی قوله (فالآن باشروهن وابتغوا ما کتب الله لکم وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الأبیض من الخیط الأسود من الفجر) (البقرة :۱۸۷) أحل الله عز وجل الجماع فی لیالی رمضان إلی طلوع الفجر، وإذا کان الجماع فی آخر اللیل یبقی الرجل جنبا بعد طلوع الفجر لا محالة فدل أن الجنابة لا تضر الصوم (بدائع الصنائع، ج۲، ص۹۲، کتاب الصوم، فَصْلٌ أَرْکَان الصِّیَام)

[1] عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ، سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلاَ أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلاَةَ، فَقَالَ :لاَ إِنَّ ذَلِكِ عِرْقٌ، وَلَكِنْ دَعِي الصَّلاَةَ قَدْرَ الأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي (بخاری، رقم الحدیث ۳۲۵)

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ :إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ، سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّمِ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ :رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا .فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي (مسلم، رقم الحدیث ۳۳۴ "۶۵")

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ نَذْكُرُ إِلَّا الحَجَّ، فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ :مَا يُبْكِيكِ؟ قُلْتُ :لَوَدِدْتُ وَاللَّهِ أَنِّي لَمْ أَحُجَّ العَامَ، قَالَ :لَعَلَّكِ نُفِسْتِ؟ قُلْتُ :نَعَمْ، قَالَ :فَإِنَّ ذَلِكِ

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

بعض خواتین کو تین دن، بعض کو چار دن، بعض کو چھ دن، اور بعض کو سات دن یا اس سے کم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ شَیْءٌ کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي(بخاری، رقم الحدیث ۳۰۵)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ :قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي لاَ أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلاَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلاَةَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا، فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي(بخاری،رقم الحدیث ۳۰۶)

عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَأَنَّهَا اسْتُحِيضَتْ لاَ تَطْهُرُ، فَذُكِرَ شَأْنُهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنَّهَا رَكْضَةٌ مِنَ الرَّحِمِ، لِتَنْظُرْ قَدْرَ قُرْئِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ لَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلاَةَ، ثُمَّ تَنْظُرُ مَا بَعْدَ ذَلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلاَةٍ(نسائی، رقم الحدیث ۳۵۶)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدِّمَاءَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :لِتَنْظُرْ عِدَّةَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا، فَلْتَتْرُكِ الصَّلاَةَ قَدْرَ ذَلِكَ مِنَ الشَّهْرِ، فَإِذَا خَلَّفَتْ ذَلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ، ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيهِ(سنن أبی داود، رقم الحدیث ۲۷۴)

هذا الحديث على شرط الصحيح رواه باللفظ المذكور الأئمة :مالك فى الموطأ والشافعى فى الأم وأحمد والدارمى فى مسنديهما وأبو داود والنسائى وابن ماجه(البدر المنير، ج۳ص ۱۲۱، الحديث العشرون)

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ :قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّهَا مُسْتَحَاضَةٌ فَقَالَ :تَجْلِسُ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلُ الْعَصْرَ وَتَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي، وَتُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلُ الْعِشَاءَ وَتَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا، وَتَغْتَسِلُ لِلْفَجْرِ(سنن نسائی،رقم الحدیث ۳۶۱)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ :حَدَّثَتْنِي خَالَتِي فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ، قَالَتْ :أَتَيْتُ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ لَهَا :يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، قَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَكُونَ لِي حَظٌّ فِي الْإِسْلَامِ، وَأَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، أَمْكُثُ مَا شَاءَ اللهُ مِنْ يَوْمِ أُسْتَحَاضُ، فَلَا أُصَلِّي لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةً، قَالَتْ : اجْلِسِي حَتَّى يَجِيءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ :يَا رَسُولَ اللهِ، هَذِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ تَخْشَى أَنْ لَا يَكُونَ لَهَا حَظٌّ فِي الْإِسْلَامِ، وَأَنْ تَكُونَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، تَمْكُثُ مَا شَاءَ اللهُ مِنْ يَوْمِ تُسْتَحَاضُ، فَلَا تُصَلِّي لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ صَلَاةً، فَقَالَ " :مُرِي فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ، فَلْتُمْسِكْ كُلَّ شَهْرٍ عَدَدَ أَيَّامِ أَقْرَائِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ، وَتَحْتَشِي، وَتَسْتَثْفِرُ، وَتَنَظَّفُ، ثُمَّ تَطَهَّرُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَتُصَلِّي، فَإِنَّمَا ذَلِكَ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، أَوْ عِرْقٌ انْقَطَعَ، أَوْ دَاءٌ عَرَضَ لَهَا(مسند أحمد، رقم الحديث ۲۷۶۳۱)

فی حاشية مسند احمد:صحيح لغيره.

وبیش تک حیض کا خون جاری رہتا ہے۔ [1]

بعض اوقات عورت کے حیض نہ آنے یا بالفاظِ دیگر پاکی کی حالت کا دورانیہ طویل اور لمبا بھی ہوجاتا ہے، اور بعض عورتوں کو کسی بیماری یا عمر کی زیادتی کی وجہ سے بالکل حیض نہیں آتا۔

اور عورت کو حمل کے زمانہ میں حیض کا خون نہیں آتا، اور اسی طرح طبی اعتبار سے بچہ کو دودھ پلانے کے زمانہ میں عموماً حیض کا خون نہیں آتا، یا بہت کم آتا ہے۔

ایسی حالت میں جب خون نہ آئے، وہ عورت پاک کہلاتی ہے، اور اس زمانہ میں اس کے لئے نماز روزہ سب جائز و درست ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَوَعَظَهُمْ ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: لِكَثْرَةِ لَعْنِكُنَّ، يَعْنِي وَكُفْرِكُنَّ الْعَشِيرَ. قَالَ: وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذَوِي الْأَلْبَابِ، وَذَوِي الرَّأْيِ مِنْكُنَّ، قَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: وَمَا نُقْصَانُ دِينِهَا وَعَقْلِهَا، قَالَ: شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ مِنْكُنَّ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَنُقْصَانُ دِينِكُنَّ، الْحَيْضَةُ، تَمْكُثُ إِحْدَاكُنَّ الثَّلَاثَ وَالْأَرْبَعَ لَا تُصَلِّي وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَابْنِ عُمَرَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ (ترمذی، رقم الحدیث ۲۶۱۳، بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِكْمَالِ الْإِيمَانِ وَزِيَادَتِهِ وَنُقْصَانِهِ)

عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهَا اسْتُحِيضَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنِّي اسْتُحِضْتُ حَيْضَةً مُنْكَرَةً شَدِيدَةً، قَالَ لَهَا: احْتَشِي كُرْسُفًا قَالَتْ لَهُ: إِنَّهُ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ، إِنِّي أَثُجُّ ثَجًّا، قَالَ: تَلَجَّمِي، وَتَحَيَّضِي فِي كُلِّ شَهْرٍ فِي عِلْمِ اللَّهِ سِتَّةَ أَيَّامٍ، أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ، ثُمَّ اغْتَسِلِي غُسْلًا، فَصَلِّي، وَصُومِي ثَلَاثَةً وَعِشْرِينَ، أَوْ أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ، وَأَخِّرِي الظُّهْرَ، وَقَدِّمِي الْعَصْرَ، وَاغْتَسِلِي لَهُمَا غُسْلًا، وَأَخِّرِي الْمَغْرِبَ، وَعَجِّلِي الْعِشَاءَ، وَاغْتَسِلِي لَهُمَا غُسْلًا، وَهَذَا أَحَبُّ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۶۲۷)

[2] (وَلَا حَدَّ لِأَكْثَرِهِ) وإِنْ اسْتَغْرَقَ الْعُمُرَ (الدرالمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۸۵، باب الحیض)

مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ:

یہ خون صحت کی حالت میں بارہ سے سولہ برس کے درمیان عورتوں کو سنِ بلوغ میں آنا شروع ہوتا ہے، جو ماہ بماہ بعض کو اٹھائیس دن کے وقفہ سے، بعض کو بائیس دن کے وقفہ سے آیا کرتا ہے، اور عموماً تین، چار، پانچ یا سات دن آکر خود بخود بند ہوجاتا ہے، اور پینتالیس سے پچپن سال کی عمر میں قدرتاً بند ہوجایا کرتا ہے۔

حالتِ حمل میں اور ایامِ رضاعت میں بچہ کو دودھ پلانے کا زمانہ یہ خون جنین کی پرورش میں صرف ہوتا ہے،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۴...... مرفوع اور مستند احادیث میں واضح طور پر سب عورتوں کے لئے حیض اور پاکی کا کوئی زمانہ مختص نہیں کیا گیا، بلکہ زیادہ تر عورتوں کی عادتوں پر دارومدار رکھا گیا ہے۔

اور آثار اس سلسلہ میں مختلف ہیں، اسی لئے اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے کہ حیض کا کم از کم کتنا اور زیادہ سے زیادہ کتنا زمانہ ہوسکتا ہے؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حیض کا کم از کم زمانہ تین دن اور تین راتوں اور زیادہ سے زیاہ دس دن اور دس راتوں پر مشتمل ہوسکتا ہے۔ اور بہت سے دیگر فقہائے کرام کے نزدیک حیض کا زمانہ کم از کم ایک دن اور ایک رات، اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن اور پندرہ راتوں پر مشتمل ہوسکتا ہے، اس زیادہ ہوتو وہ بیماری کا خون (یعنی استحاضہ) ہے، جس میں روزہ رکھنے کا حکم ہوتا ہے۔

اور حیض کے زمانہ کے مقابلہ میں پاکی کا زمانہ اکثر فقہائے کرام کے نزدیک کم از کم پندرہ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے، اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ چنانچہ حمل قرار پانے کے بعد ایامِ ماہواری بند ہوجاتے ہیں، اور اس سے جنین کو غذا پہنچ کر رحم میں نو ماہ تک جنین کی تکمیل ہوتی ہے، جس قدر حصہ جنین کی غذا سے فاضل بچتا ہے، وہ وضع حمل کے وقت بطور نفاس کے خارج ہوتا ہے، دودھ پلانے کے زمانہ میں یہ خون عورت کے پستان میں پہنچ کر دودھ کی صورت اختیار کرتا ہے، جس کے ذریعہ بچہ غذا حاصل کر کے پرورش پاتا ہے۔

ان ایام کے علاوہ خون کا رُک جانا یا بے قاعدگی کے ساتھ آنا مرض میں داخل ہے، جس کا اگر مناسب علاج نہ کیا جائے، تو شدید امراض مثلاً سومہ القینہ، استسقاء، دردِ سر، مالیخولیا، مرگی، سکتہ، فالج، اختناق الرحم، تشنگی مفرط، ضعفِ ہضم، سقوط اشتہاء وغیرہ شکایات پیدا ہوجاتی ہیں، اس لئے بہت جلد اس کا علاج کرنا چاہئے (حاذق، ص۴۶۷، ۴۶۸)

اکثر شروع جوانی میں لڑکیوں کو حیض بے قاعدہ آیا کرتا ہے، مثلاً دو دو یا تین تین بلکہ چار چار مہینے بعد حیض آیا کرتا ہے، لیکن جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے، یہ نقص خود بخود رفع ہوجاتا ہے، اور شادی ہوجانے کے بعد تو یہ بے قاعدگی اکثر رفع بھی ہوجاتی ہے (ایضاً، ص۴۶۹)

[1] عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ: كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخْبِرُهُ، فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أُخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَمَا تَأْمُرُنِي فِيهَا، فَقَدْ مَنَعَتْنِي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور مختلف اہلِ علم حضرات کے اس سلسلہ میں اور بھی اقوال پائے جاتے ہیں۔

چنانچہ کچھ حضرات کے نزدیک حیض کی کم از کم یا زیادہ مدت کی کوئی تحدید نہیں، جب معروف

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصِّيَامَ وَالصَّلَاةَ؟ قَالَ :أَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ، فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ قَالَتْ :هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَتَلَجَّمِي قَالَتْ :هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ :فَاتَّخِذِي ثَوْبًا قَالَتْ :هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، إِنَّمَا أَثُجُّ ثَجًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :سَآمُرُكِ بِأَمْرَيْنِ :أَيَّهُمَا صَنَعْتِ أَجْزَأَ عَنْكِ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَيْهِمَا فَأَنْتِ أَعْلَمُ "فَقَالَ :إِنَّمَا هِيَ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَتَحَيَّضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللَّهِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي، فَإِذَا رَأَيْتِ أَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَأْتِ فَصَلِّي أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، أَوْ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا، وَصُومِي وَصَلِّي، فَإِنَّ ذَلِكِ يُجْزِئُكِ، وَكَذَلِكِ فَافْعَلِي، كَمَا تَحِيضُ النِّسَاءُ وَكَمَا يَطْهُرْنَ، لِمِيقَاتِ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَى أَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي العَصْرَ، ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ حِينَ تَطْهُرِينَ، وَتُصَلِّينَ الظُّهْرَ وَالعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ تُؤَخِّرِينَ المَغْرِبَ، وَتُعَجِّلِينَ العِشَاءَ، ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ، وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، فَافْعَلِي، وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الصُّبْحِ وَتُصَلِّينَ، وَكَذَلِكِ فَافْعَلِي، وَصُومِي إِنْ قَوِيتِ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :وَهُوَ أَعْجَبُ الأَمْرَيْنِ إِلَيَّ .هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .وَرَوَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ، وَابْنُ جُرَيْجٍ، وَشَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ، عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ، إِلَّا أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ يَقُولُ :عُمَرُ بْنُ طَلْحَةَ، وَالصَّحِيحُ عِمْرَانُ بْنُ طَلْحَةَ .وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الحَدِيثِ، فَقَالَ :هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَهَكَذَا قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ :هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وقَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ فِي المُسْتَحَاضَةِ :إِذَا كَانَتْ تَعْرِفُ حَيْضَهَا بِإِقْبَالِ الدَّمِ وَإِدْبَارِهِ، وَإِقْبَالُهُ أَنْ يَكُونَ أَسْوَدَ، وَإِدْبَارُهُ أَنْ يَتَغَيَّرَ إِلَى الصُّفْرَةِ، فَالحُكْمُ لَهَا عَلَى حَدِيثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ، وَإِنْ كَانَتِ المُسْتَحَاضَةُ لَهَا أَيَّامٌ مَعْرُوفَةٌ قَبْلَ أَنْ تُسْتَحَاضَ، فَإِنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّي، وَإِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا أَيَّامٌ مَعْرُوفَةٌ وَلَمْ تَعْرِفِ الحَيْضَ بِإِقْبَالِ الدَّمِ وَإِدْبَارِهِ، فَالحُكْمُ لَهَا عَلَى حَدِيثِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ .وقَالَ الشَّافِعِيُّ :المُسْتَحَاضَةُ إِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ فِي أَوَّلِ مَا رَأَتْ فَدَامَتْ عَلَى ذَلِكَ، فَإِنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا، فَإِذَا طَهُرَتْ فِي خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا، أَوْ قَبْلَ ذَلِكَ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ حَيْضٍ، فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا، فَإِنَّهَا تَقْضِي صَلَاةَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ يَوْمًا، ثُمَّ تَدَعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ ذَلِكَ أَقَلَّ مَا تَحِيضُ النِّسَاءُ، وَهُوَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ .وَاخْتَلَفَ أَهْلُ العِلْمِ فِي أَقَلِّ الحَيْضِ وَأَكْثَرِهِ، فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ :أَقَلُّ الحَيْضِ ثَلَاثَةٌ، وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةٌ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَأَهْلِ الكُوفَةِ، وَبِهِ يَأْخُذُ ابْنُ المُبَارَكِ، وَرُوِيَ عَنْهُ خِلَافُ هَذَا .وقَالَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ مِنْهُمْ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ :أَقَلُّ الحَيْضِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَأَكْثَرُهُ خَمْسَةَ عَشَرَ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَالأَوْزَاعِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، وَأَبِي عُبَيْدٍ(سنن الترمذي، رقم الحديث ۱۲۸،ابواب الطهارة،باب في المستحاضة أنها تجمع بين الصلاتين بغسل واحد)

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي تَقْدِيرِهَا، فَذَهَبَ جَمَاعَةٌ إِلَى أَنَّ أَقَلَّ الْحَيْضِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَأَكْثَرُهُ خَمْسَةَ عَشَرَ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خون آئے تو وہ حیض ہے، اور جب نہ آئے تو وہ پاکی کا زمانہ ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يُرْوَى ذَلِكَ عَنْ عَلِيٍّ، وَهُوَ قَوْلُ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، وَبِهِ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ، وَمَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ .وَذَهَبَ جَمَاعَةٌ إِلَى أَنَّ أَقَلَّهُ ثَلَاثَةٌ، وَأَكْثَرَهُ عَشَرَةُ أَيَّامٍ، يُرْوَى ذَلِكَ عَنْ أَنَسٍ، وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ، وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ .وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ :أَكْثَرُ الْحَيْضِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ .وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ، وَشُرَيْحٍ :إِنْ جَاءَتْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ بِطَانَةِ أَهْلِهَا مِمَّنْ يُرْضَى دِينُهُ أَنَّهَا حَاضَتْ ثَلَاثًا فِي شَهْرٍ صُدِّقَتْ، وَقَضَى بِهِ شُرَيْحٌ فِي انْقِضَاءِ الْعِدَّةِ، وَرَضِيَهُ عَلِيٌّ.وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ :أَقْرَاؤُهَا مَا كَانَتْ(شرح السنة للبغوی، ج۲ص ۱۳۵، كِتَابُ الْحَيْضِ)

۱ وأما اختلافهم مجملا في أقل الحيض وأكثره فكان مالك لا يوقت في قليل الحيض ولا في كثيره . وقال أقله دفقة من دم غير أنها لا تعتد بها من طلاق ،ثم قال أكثره الحيض خمسة عشر يوما فيما بلغنا ،وقال محمد بن مسلمة أكثره خمسة عشر يوما وأقله ثلاثة أيام ،وقال الشافعي أقله يوم وليلة وأكثره خمسة عشر يوما وقد روى عنه مثل قول مالك أن ذلك مردود إلى عرف النساء ، وقال الطبري أقله يوم وأكثره خمسة عشر يوما فإن تمادى بها الدم خمسة عشر يوما وزادها قضت صلاة أربعة عشر يوما ،وروى عن سعيد بن جبير إذا زاد على ثلاثة عشر يوما فهو استحاضة ،وقال أحمد بن حنبل أقصى ما سمعنا سبعة عشر يوما ،وكان نساء الماجشون يحضن سبعة عشر يوما ،وبه قال ابن نافع صاحب مالك ،وقال أبو ثور مثل قول الشافعي أقله يوم وليلة وأكثره خمسة عشر يوما، وبه قال أحمد بن حنبل وهو قول عطاء بن أبي رباح ،وقال الأوزاعي أقل الحيض يوم ،قال وعندنا امرأة تحيض غدوة وتطهر عشية ،وقال أبو حنيفة وأصحابه أقل الحيض ثلاثة أيام وأكثره عشرة أيام ،قال أبو عمر ما نقص عند هؤلاء عن ثلاثة أيام فهو استحاضة لا يمنع من الصلاة إلا عند ظهوره لأنه لا يعلم مبلغ مدته(الاستذكار لابن عبدالبر، ج ۱ ص ۳۴۹، باب المستحاضة)

وَلَا يُتَقَدَّرُ أَقَلُّ الْحَيْضِ وَلَا أَكْثَرُهُ، بَلْ كُلُّ مَا اسْتَقَرَّ عَادَةً لِلْمَرْأَةِ فَهُوَ حَيْضٌ، وَإِنْ نَقَصَ عَنْ يَوْمٍ أَوْ زَادَ عَلَى الْخَمْسَةِ أَوْ السَّبْعَةَ عَشَرَ (الفتاویٰ الکبریٰ لابنِ تیمیة، ج۵ص ۳۱۴، باب الحيض)

وَالْأَصْلُ فِي كُلِّ مَا يَخْرُجُ مِنْ الرَّحِمِ أَنَّهُ حَيْضٌ حَتَّى يَقُومَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ اسْتِحَاضَةٌ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ هُوَ الدَّمُ الْأَصْلِيُّ الْجَبَلِيُّ وَهُوَ دَمٌ تُرْخِيهِ الرَّحِمُ وَدَمُ الْفَسَادِ دَمُ عِرْقٍ يَنْفَجِرُ؛ وَذَلِكَ كَالْمَرَضِ؛ وَالْأَصْلُ الصِّحَّةُ لَا الْمَرَضُ .فَمَتَى رَأَتْ الْمَرْأَةُ الدَّمَ جَارٍ مِنْ رَحِمِهَا فَهُوَ حَيْضٌ تُتْرَكُ لِأَجْلِهِ الصَّلَاةُ .وَمَنْ قَالَ :إنَّهَا تَغْتَسِلُ عَقِيبَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَهُوَ قَوْلٌ مُخَالِفٌ لِلْمَعْلُومِ مِنْ السُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ السَّلَفِ؛ فَإِنَّا نَعْلَمُ أَنَّ النِّسَاءَ كُنَّ يَحِضْنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُلُّ امْرَأَةٍ تَكُونُ فِي أَوَّلِ أَمْرِهَا مُبْتَدَأَةً قَدْ ابْتَدَأَهَا الْحَيْضُ وَمَعَ هَذَا فَلَمْ يَأْمُرْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ بِالِاغْتِسَالِ عَقِبَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ .وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ مَنْقُولًا لَكَانَ ذَلِكَ حَدًّا لِأَقَلِّ الْحَيْضِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحُدَّ أَقَلَّ الْحَيْضِ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْحَدِيثِ .وَالْمَرْوِيُّ فِي ذَلِكَ ثَلَاثٌ .وَهِيَ أَحَادِيثُ مَكْذُوبَةٌ عَلَيْهِ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِحَدِيثِهِ وَهَذَا قَوْلُ جَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ أَحَدُ الْقَوْلَيْنِ فِي مَذْهَبِ أَحْمَدَ(مجموع الفتاویٰ لابنِ تیمیة، ج ۱۹ ص ۲۳۸، ۲۳۹، فصل فی اسم الحيض)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فقہائے کرام نے اپنے اپنے اجتہادات وتجربات اور آثار کی روشنی میں حکم بیان فرمایا ہے۔ ۱؎

مسئلہ نمبر ۵...... عورت کو اپنے حیض کی عادت کے دنوں اور معروف زمانہ میں جو خون آئے، خواہ وہ سیاہی مائل یعنی گاڑھے سرخ رنگ کا ہو، یا کچھ پیلے پن کی طرف مائل ہو، وہ حیض ہی کا خون شمار ہوتا ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لم يأت فى تقدير أقله وأكثره ما تقوم به الحجة وكذلك الطهر فذات العادة المتقررة تعمل عليها وغيرها ترجع إلى القرائن فدم الحيض يتميز من غيره فتكون حائضا إذا رأت دم الحيض ومستحاضة إذا رأت غيره فهى كالطهارة وتغسل أثر الدم وتتوضأ لكل صلاة والحائض لا تصلى ولا تصوم ولا توطأ حتى تغتسل بعد الطهر وتقضى الصيام.

أقول :ما ورد فى تقدير أقل الحيض والطهر وأكثرهما إما موقوف ولا تقوم به حجة أو مرفوع ولا يصح فلا تعويل على ذلك ولا رجوع إليه بل المعتبر لذات العادة المتقررة هو العادة وغير المعتادة تعمل بالقرائن المستفادة من الدم وقد صح فى غير حديث اعتبار الشارع للعادة كحديث "إذا أقبلت الحيضة فاتركى الصلاة فإذا ذهب قدرها فاغسلى عنك الدم وصلى "أخرجه البخارى رحمه الله تعالى وغيره من حديث عائشة رضى الله عنها وأخرج مسلم رحمه الله تعالى وغيره من حديثها نحو ذلك وأخرج أحمد وأبو داود والنسائى وابن ماجه من حديث أم سلمة "أنها استفتت النبى صلى الله عليه وسلم فى امرأة تهراق الدم فقال :لتنظر قدر الليالى والأيام التى كانت تحيضهن وقدرهن من الشهر فتدع الصلاة "وهو حديث صالح للاحتجاج به وكذلك حديث زينب بنت جحش "أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :فى المستحاضة تجلس أيام أقرائها "أخرجه النسائى والأحاديث فى هذا المعنى كثيرة(الدرارى المضية شرح الدرالبهية، ج ا ص٦٧،٦٨،باب أحكام الحيض)

۱؎ وهذه الاقاويل كلها المختلف فيها عند الفقهاء فى أقل الحيض، وأكثره، وأقل الطهر لا مستند لها إلا التجربة والعادة، وكل إنما قال من ذلك ما ظن أن التجربة أوقفته على ذلك، ولاختلاف ذلك فى النساء عسر أن يعرف بالتجربة حدود هذه الاشياء فى أكثر النساء ووقع فى ذلك هذا الخلاف الذى ذكرنا(بداية المجتهد، ج ا ص ا ۵،كتاب الغسل،الباب الثانى)

۲؎ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِى حُبَيْشٍ أَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَإِنَّهُ دَمٌ أَسْوَدُ يُعْرَفُ فَأَمْسِكِى عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِذَا كَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّئِى فَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ(سنن نسائى، رقم الحديث ۲۱۵)

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِى حُبَيْشٍ، أَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضَةِ فَإِنَّهُ دَمٌ أَسْوَدُ يُعْرَفُ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَأَمْسِكِى عَنِ الصَّلَاةِ، وَإِذَا كَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّئِى وَصَلِّى، فَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ (حاكم، رقم الحديث ٦١٨،وقال الذهبى: على شرط مسلم)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۶ ...... بچہ کی پیدائش کے بعد عورت کے رحم سے جاری ہو کر آگے کی راہ سے آنے والا خون نفاس کہلاتا ہے؛ نفاس کی کم سے کم مدت شرعاً مقرر نہیں ایک دن، ایک گھنٹہ ایک

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَكُنَّ نِسَاءٌ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ بِالدُّرَجَةِ فِيهَا الكُرْسُفُ فِيهِ الصُّفْرَةُ، فَتَقُولُ :لا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ القَصَّةَ البَيْضَاءَ تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الحَيْضَةِ وَبَلَغَ بِنْتَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ :أَنَّ نِسَاءً يَدْعُونَ بِالْمَصَابِيحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ إِلَى الطُّهْرِ، فَقَالَتْ :مَا كَانَ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هَذَا وَعَابَتْ عَلَيْهِنَّ(بخاری، کتاب الحيض، بَابُ إِقْبَالِ المَحِيضِ وَإِدْبَارِهِ)

عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ " :كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ بِالدُّرْجَةِ فِيهَا الْكُرْسُفُ، فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنَ الْحَيْضِ فَتَقُولُ :لا تَعْجَلْنَّ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ ."
تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضِ، قَالَ مُحَمَّدٌ :وَبِهَذَا نَأْخُذُ، لا تَطْهُرُ الْمَرْأَةُ مَا دَامَتْ تَرَى حُمْرَةً، أَوْ صُفْرَةً، أَوْ كُدْرَةً، حَتَّى تَرَى الْبَيَاضَ خَالِصًا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ(المؤطا للامام محمد، رقم الحديث ۸۵)

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ :إِذَا رَأَتِ الدَّمَ، فَلْتُمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَرَى الطُّهْرَ أَبْيَضَ كَالْقَصَّةِ، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي (سنن الدارمی، رقم الحديث ۸۹۱)
(تعليق المحقق) إسناده حسن من أجل سليمان بن موسى.

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ " :كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالدُّرْجَةِ فِيهَا الْكُرْسُفُ فِيهَا الصُّفْرَةُ، فَتَقُولُ :لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ، تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ "
قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ :تَقُولُ :حَتَّى تَخْرُجَ الْقُطْنَةُ، أَوِ الْخِرْقَةُ الَّتِي تَحْتَشِي بِهَا الْمَرْأَةُ كَأَنَّهَا قَصَّةٌ لَا يُخَالِطُهَا صُفْرَةٌ .وَقَدْ قِيلَ :إِنَّ الْقَصَّةَ شَيْءٌ كَالْخَيْطِ الْأَبْيَضِ يَخْرُجُ بَعْدَ انْقِطَاعِ الدَّمِ.
وَقَالَ مَالِكٌ :سَأَلْتِ النِّسَاءَ عَنْهَا، فَإِذَا ذَلِكَ أَمْرٌ مَعْرُوفٌ عِنْدَ النِّسَاءِ يَرَيْنَهُ عِنْدَ الطُّهْرِ
وَقَالَ الْحَسَنُ، وَعَطَاءٌ " :لَيْسَ فِي التَّرِيَّةِ شَيْءٌ بَعْدَ الْغُسْلِ إِلا الطُّهُورُ.
يُرِيدُ :إِذَا طَهُرَتِ الْحَائِضُ وَاغْتَسَلَتْ، ثُمَّ رَأَتِ التَّرِيَّةَ لَيْسَ عَلَيْهَا إِلا الْوُضُوءُ "، وَيُرْوَى مِثْلُهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ .قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ :التَّرِيَّةُ :الشَّيْءُ الْيَسِيرُ الْخَفِيُّ، وَلَوْ أَقَلُّ مِنَ الصُّفْرَةِ، وَلا يَكُونُ إِلا بَعْدَ الاغْتِسَالِ مِنَ الْمَحِيضِ .قَالَ الإِمَامُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّهَا قَالَتْ :كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ شَيْئًا .قَالَ الإِمَامُ :اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْحَائِضِ إِذَا رَأَتِ الصُّفْرَةَ أَوِ الْكُدْرَةَ بَعْدَ انْقِطَاعِ الدَّمِ، وَانْقِضَاءِ الْعَادَةِ، فَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّهُ قَالَ :لَيْسَ ذَلِكَ بِحَيْضٍ لَا تَتْرُكُ لَهَا الصَّلَاةَ، وَهُوَ قَوْلُ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، وَالْحَسَنِ، وَابْنِ سِيرِينَ، وَعَطَاءٍ، وَبِهِ قَالَ الثَّوْرِيُّ، وَالْأَوْزَاعِيُّ، وَأَحْمَدُ .وَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّهُ حَيْضٌ مَا لَمْ يُجَاوِزْ أَكْثَرَ الْحَيْضِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا لَمْ يُجَاوِزِ الْعَشْرَ، وَالْمَشْهُورُ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا لَمْ يُجَاوِزْ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا(شرح السنة للبغوی، ج۲ ص ۱۵۴، ۱۵۵، كِتَابُ الْحَيْضِ، بَابُ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

منٹ بھی ہوسکتی ہے، اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن چالیس راتیں ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ إِقْبَالَ الْمَحِيضِ يُعْرَفُ بِالدُّفْعَةِ مِنَ الدَّمِ فِي وَقْتِ إِمْكَانِ الْحَيْضِ وَاخْتَلَفُوا فِي إِدْبَارِهِ فَقِيلَ يُعْرَفُ بِالْجُفُوفِ وَهُوَ أَنْ يَخْرُجَ مَا يُحْتَشَى بِهِ جَافًّا وَقِيلَ بِالْقَصَّةِ الْبَيْضَاءِ وَإِلَيْهِ مَيْلُ الْمُصَنِّفِ كَمَا سَنُوَضِّحُهُ قَوْلُهُ وَكُنَّ هُوَ بِصِيغَة جمع الْمُؤَنَّث وَنسَاء بِالرَّفْعِ وَهُوَ بَدَلٌ مِنَ الضَّمِيرِ نَحْوَ أَكَلُونِي الْبَرَاغِيثُ وَالتَّنْكِيرُ فِي نِسَاءٍ لِلتَّنْوِيعِ أَيْ كَانَ ذَلِكَ مِنْ نَوْعٍ مِنَ النِّسَاءِ لَا مِنْ كُلِّهِنَّ وَهَذَا الْأَثَرُ قَدْ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ الْمَدَنِيِّ عَنْ أُمِّهِ وَاسْمُهَا مَرْجَانَةُ مَوْلَاةُ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النِّسَاءُ قَوْلُهُ بِالدِّرَجَةِ بِكَسْرِ أَوَّلِهِ وَفَتْحِ الرَّاءِ وَالْجِيمِ جَمْعُ دُرْجٍ بِالضَّمِّ ثُمَّ السُّكُونِ قَالَ ابن بطال كَذَا يرويه أَصْحَاب الحَدِيث وَضبطه ابن عَبْدِ الْبَرِّ فِي الْمُوَطَّأِ بِالضَّمِّ ثُمَّ السُّكُونِ وَقَالَ إِنَّهُ تَأْنِيثُ دُرْجٍ وَالْمُرَادُ بِهِ مَا تَحْتَشِي بِهِ الْمَرْأَةُ مِنْ قُطْنَةٍ وَغَيْرِهَا لِتَعْرِفَ هَلْ بَقِيَ مِنْ أَثَرِ الْحَيْضِ شَيْءٌ أَمْ لَا قَوْلُهُ الْكُرْسُفُ بِضَمِّ الْكَافِ وَالسِّينِ الْمُهْمَلَةِ بَيْنَهُمَا رَاءٌ سَاكِنَةٌ هُوَ الْقُطْنُ قَوْلُهُ فِيهِ الصُّفْرَةُ زَادَ مَالِكٌ مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ قَوْلُهُ فَتَقُولُ أَيْ عَائِشَةُ وَالْقَصَّةُ بِفَتْحِ الْقَافِ وَتَشْدِيدِ الْمُهْمَلَةِ هِيَ النُّورَةُ أَيْ حَتَّى تَخْرُجَ الْقُطْنَةُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً لَا يُخَالِطُهَا صُفْرَةٌ وَفِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ فِي أَيَّامِ الْحَيْضِ حَيْضٌ وَأَمَّا فِي غَيْرِهَا فَسَيَأْتِي الْكَلَامُ عَلَى ذَلِكَ فِي بَابٍ مُفْرَدٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

وَفِيهِ أَنَّ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ عَلَامَةٌ لِانْتِهَاءِ الْحَيْضِ وَيَتَبَيَّنُ بِهَا ابْتِدَاءُ الطُّهْرِ وَاعْتُرِضَ عَلَى مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّهُ يُعْرَفُ بِالْجُفُوفِ بِأَنَّ الْقُطْنَةَ قَدْ تَخْرُجُ جَافَّةً فِي أَثْنَاءِ الْأَمْرِ فَلَا يَدُلُّ ذَلِكَ عَلَى انْقِطَاعِ الْحَيْضِ بِخِلَافِ الْقَصَّةِ وَهِيَ مَاءٌ أَبْيَضُ يَدْفَعُهُ الرَّحِمُ عِنْدَ انْقِطَاعِ الْحَيْضِ قَالَ مَالِكٌ سَأَلْتُ النِّسَاءَ عَنْهُ فَإِذَا هُوَ أَمْرٌ مَعْلُومٌ عِنْدَهُنَّ يَعْرِفْنَهُ عِنْدَ الطُّهْرِ (فتح البارى، ج ۱ ص ۴۲۰، قَوْلُهُ بَابُ إِقْبَالِ الْمَحِيضِ وَإِدْبَارِهِ)

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا (بخارى، رقم الحديث ۳۲۶)

يُشِيرُ بِذَلِكَ إِلَى الْجَمْعِ بَيْنَ حَدِيثِ عَائِشَةَ الْمُتَقَدِّمِ فِي قَوْلِهَا حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ وَبَيْنَ حَدِيثِ أُمِّ عَطِيَّةَ الْمَذْكُورِ فِي هَذَا الْبَابِ بِأَنَّ ذَلِكَ مَحْمُولٌ عَلَى مَا إِذَا رَأَتِ الصُّفْرَةَ أَوِ الْكُدْرَةَ فِي أَيَّامِ الْحَيْضِ وَأَمَّا فِي غَيْرِهَا فَعَلَى مَا قَالَتْهُ أُمُّ عَطِيَّةَ (فتح البارى لابنِ حجر، ج ۱ ۴۲۶، قَوْلُهُ بَابُ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ فِي غَيْرِ أَيَّامِ الْحَيْضِ)

۱؎ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَنْتَظِرُ النُّفَسَاءُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَمَنْ رَأَتِ الطُّهْرَ قَبْلَ ذَلِكَ فَهِيَ طَاهِرٌ، وَإِنْ جَاوَزَتِ الْأَرْبَعِينَ فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي، فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ تَوَضَّأَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ. عَمْرُو بْنُ الْحُصَيْنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُلَاثَةَ لَيْسَا مِنْ شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَإِنَّمَا ذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ شَاهِدًا مُتَعَجِّبًا (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۶۲۵)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: تَنْتَظِرُ النُّفَسَاءُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ نَحْوَهَا (سنن الدارمى، رقم الحديث ۹۹۴، بَابُ: وَقْتِ النُّفَسَاءِ وَمَا قِيلَ فِيهِ)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، فَكُنَّا نَطْلِي وُجُوهَنَا بِالْوَرْسِ مِنَ الْكَلَفِ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۷...... اگر کسی عورت نے رمضان کے کسی دن کا روزہ پاکی کی حالت میں شروع کیا، پھر سورج غروب ہونے سے پہلے دن کے کسی وقت میں حیض یا نفاس جاری ہوگیا، تو اس کے اس دن کا روزہ معتبر نہیں ہوگا، اور اس روزہ کی بعد میں قضا کرنا ضروری ہوگا۔ ۱

مسئلہ نمبر۸...... اگر کسی عورت کو طلوعِ فجر کے وقت حیض یا نفاس کا خون جاری تھا، پھر وہ بعد میں دن کے کسی حصہ میں سورج غروب ہونے سے پہلے ختم ہوگیا، تب بھی اس دن کا روزہ معتبر نہیں ہوگا، خواہ وہ دن کے کسی حصہ میں بھی ختم ہوا ہو۔ ۲

مسئلہ نمبر۹...... جس عورت کے حیض یا نفاس کا خون کسی دن طلوعِ فجر سے کچھ وقت پہلے ختم ہوگیا، تو اس کو اس دن کا روزہ رکھنا درست ہے۔ ۳

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَهْلٍ، عَنْ مُسَّةَ الْأَزْدِيَّةِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَاسْمُ أَبِي سَهْلٍ، كَثِيرُ بْنُ زِيَادٍ "قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ :عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ثِقَةٌ، وَأَبُو سَهْلٍ ثِقَةٌ وَلَمْ يَعْرِفْ مُحَمَّدٌ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَهْلٍ، وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلَى أَنَّ النُّفَسَاءَ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذَلِكَ، فَإِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي، فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ فَإِنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا :لَا تَدَعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ، وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ "وَيُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ :إِنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ خَمْسِينَ يَوْمًا إِذَا لَمْ تَرَ الطُّهْرَ وَيُرْوَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، وَالشَّعْبِيِّ سِتِّينَ يَوْمًا (ترمذی، رقم الحديث ۱۳۹، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ تَمْكُثُ النُّفَسَاءُ)

۱ وَلَوْ حَاضَتْ الْمَرْأَةُ وَنَفِسَتْ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَسَدَ صَوْمُهَا لِأَنَّ الْحَيْضَ، وَالنِّفَاسَ مُنَافِيَانِ لِلصَّوْمِ لِمُنَافَاتِهِمَا أَهْلِيَّةَ الصَّوْمِ شَرْعًا بِخِلَافِ الْقِيَاسِ بِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ -عَلَى مَا بَيَّنَّا فِيمَا تَقَدَّمَ بِخِلَافِ مَا إذَا جُنَّ إنْسَانٌ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، أَوْ أُغْمِيَ عَلَيْهِ(بدائع الصنائع، ج۲ص۹۴، فصل فی حکم فساد الصوم)

۲ (قَوْلُهُ :وَلَوْ نَوَى الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ) أَيْ قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ إذَا طَهُرَتَا فِيهِ (قَوْلُهُ :لَمْ يَصِحَّ أَصْلًا) أَيْ لَا فَرْضًا وَلَا نَفْلًا شُرُنْبُلَالِيَّةٌ (قَوْلُهُ :لِلْمُنَافِي إلَخْ) أَيْ فَإِنَّ كُلًّا مِنْ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ مَنَافٍ لِصِحَّةِ الصَّوْمِ مُطْلَقًا؛ لِأَنَّ فَقْدَهُمَا شَرْطٌ لِصِحَّتِهِ وَالصَّوْمُ عِبَادَةٌ وَاحِدَةٌ لَا يَتَجَزَّأُ، فَإِذَا وُجِدَ الْمُنَافِي فِي أَوَّلِهِ تَحَقَّقَ حُكْمُهُ فِي بَاقِيهِ(ردالمحتار، ج۲ص۴۰۹، باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

۳ پھر جمہور فقہائے کرام (امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ثوری، اسحاق اور ابوثور) کے نزدیک طلوعِ فجر سے ایک لمحہ پہلے بھی پاک ہونے کی صورت میں اس کو روزہ رکھنے کا حکم ہے، خواہ غسل کا وقت بھی نہ ملا ہو، کیونکہ حیض ونفاس کے ختم ہونے کے بعد یہ حالتِ جنابت کے مشابہ ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر حیض دس دن پورے ہونے پر بند ہوا، تو بہر حال روزہ رکھنے کا حکم ہے،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۱۰...... اگر کوئی عورت رات کو سورج غروب ہونے کے بعد حیض ونفاس کی حالت میں تھی، اور اسے اندازہ تھا کہ طلوعِ فجر سے پہلے وہ پاک ہو جائے گی، اس لئے وہ رات کو ہی اگلے دن کے روزہ کی نیت کر کے سوگئی، اور پھر طلوعِ فجر سے پہلے پاک ہوگئی، تو اس کا روزہ رات کی نیت سے ہی درست ہو جائے گا؛ اور اس کو دوبارہ نیت کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ ۱

مسئلہ نمبر۱۱...... رمضان کے جس دن عورت کو حیض یا نفاس آجائے، اس دن کے باقی حصہ میں اس کو کھانا پینا جائز ہوتا ہے، لیکن کھلے عام کھانا پینا مناسب نہیں۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ اور دس دن سے کم پر بند ہوا، تو روزہ درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ طلوعِ فجر سے اتنی دیر پہلے بند ہوا ہو کہ جس میں غسل کیا جاسکے، کیونکہ دس دن سے کم کی صورت میں مدتِ اغتسال حیض میں داخل ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ ، قَالَ :اسْتُحِيضَتِ امْرَأَةٌ مِنْ آلِ أَنَسٍ ، فَأَمَرُونِي فَسَأَلْت ابْنَ عَبَّاسٍ ؟ فَقَالَ :أَمَّا مَا رَأَتِ الدَّمَ الْبَحْرَانِيَّ فَلاَ تُصَلِّي ، وَإِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ وَلَوْ سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ فَلْتَغْتَسِلْ وَتُصَلِّي(مُصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۱۳۷۷)

عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ :فِي الْحَائِضِ تَرَى الطُّهْرَ مِنَ اللَّيْلِ فَلا تَغْتَسِلُ حَتَّى تُصْبِحَ، قَالَ: تَغْتَسِلُ، وَتُتِمُّ صَوْمَهَا وَلَيْسَ عَلَيْهَا قَضَاءٌ(مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۲۹۱)

وَأَمَّا اخْتِلَافُ الْفُقَهَاءِ فِي الْحَائِضِ تَطْهُرُ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا تَغْتَسِلُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَإِنَّ مَالِكًا وَالشَّافِعِيَّ وَالثَّوْرِيَّ وأحمد وإسحاق وأبو ثَوْرٍ يَقُولُونَ هِيَ بِمَنْزِلَةِ الْجُنُبِ وَتَغْتَسِلُ وَتَصُومُ وَيُجْزِيهَا صَوْمُ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَسَنِ الْعَنْبَرِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ حَيٍّ وَالْأَوْزَاعِيُّ تَصُومُهُ وَتَقْضِيهِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ إِنْ كَانَتْ أَيَّامُهَا أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةٍ صَامَتْهُ وَقَضَتْهُ وإن كانت أيامها عشرا فَإِنَّهَا تَصُومُ وَلَا تَقْضِي...وَالصَّحِيحُ فِي هَذَا الْبَابِ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَالثَّوْرِيُّ وَمَنْ تَابَعَهُمْ(التمهيد لابن عبدالبر، ج۱۷ ص۴۲۷،تابع لحرف العين، الحديث الاول)

وَلَوْ طَهُرَتْ لَيْلًا صَامَتْ الْغَدَ إنْ كَانَتْ أَيَّامُ حَيْضِهَا عَشَرَةً، وَإِنْ كَانَتْ دُونَهَا فَإِنْ أَدْرَكَتْ مِنْ اللَّيْلِ مِقْدَارَ الْغُسْلِ وَزِيَادَةَ سَاعَةٍ لَطِيفَةٍ تَصُومُ وَإِنْ طَلَعَ الْفَجْرُ مَعَ فَرَاغِهَا مِنْ الْغُسْلِ لَا تَصُومُ؛ لِأَنَّ مُدَّةَ الِاغْتِسَالِ مِنْ جُمْلَةِ الْحَيْضِ فِيمَنْ كَانَتْ أَيَّامُهَا دُونَ الْعَشَرَةِ كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ(الفتاوىٰ الهندية، ج۱ ص۲۰۷، كتاب الصوم، الباب الخامس)

۱ وَلَوْ نَوَتْ الْمَرْأَةُ فِي الْحَيْضِ ثُمَّ طَهُرَتْ قَبْلَ الْفَجْرِ صَحَّ صَوْمُهَا كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ (الفتاوىٰ الهندية، ج۱، ص۱۹۷، كتاب الصوم، الباب الاول)

۲ (وإذا حاضت المرأة) أو نفست (أفطرت وقضت) وليس عليها أن تتشبه حال العذر؛ لأن صومها حرام، والتشبه بالحرام حرام (اللباب فى شرح الكتاب ، ج۱، ص۸۷، كتاب الصوم)

بِخِلَاف الطاهرة إِذا حَاضَت أَو نفست فِي حَالَة الصَّوْم حَيْثُ لَا تمسك لِأَنَّهَا لَيست بِأَهْل للصَّوْم والتشبه بِأَهْل الْعِبَادَة لَا يَصح من غير الْأَهْل كحقيقة الْعِبَادَة بِخِلَاف هَذَا الْفُصُول وَالله أعلم (تحفة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراس کے برعکس اگر عورت دن کے پہلے حصہ میں حیض ونفاس کی حالت میں تھی، اور سورج غروب ہونے سے پہلے وہ پاک ہوگئی، تو پاک ہونے کے بعد سورج غروب ہونے تک کے حصہ میں اُس کو فقہائے احناف کے نزدیک کھانے پینے سے رُکنا واجب ہوتا ہے، لیکن اگر وہ اس واجب پر عمل نہ کرے، تو اُس پر توبہ کے علاوہ کفارہ وغیرہ کچھ واجب نہیں ہوتا۔ [1]

مسئلہ نمبر۱۲...... اگر کوئی عورت رمضان کا روزہ قضاء ہونے سے بچنے کی یہ تدبیر کرے کہ حیض روکنے والی دوا استعمال کرلے جس کی وجہ سے حیض کا خون نہ آئے تو جب تک حیض نہ آئے روزہ رکھنا صحیح ہے، پھر بعد میں ایسے روزوں کی قضا کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

(۸)......روزہ کی نیت سے جماع، اکل وشرب سے رُکنا

(روزہ کا رُکن، وقت اور نیت وغیرہ سے متعلق احکام)

روزہ درحقیقت طلوعِ فجر یا بالفاظِ دیگر صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک کھانے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الفقهاء للسمرقندي، ج ا ، ص ۳۶۵، كتاب الصوم، مسألة النذر)

وأما في حالة تحقق الحيض والنفاس فيحرم الإمساك لأن الصوم منهما حرام والتشبه بالحرام حرام وكذلك لا يجب الإمساك على المريض والمسافر لأن رخصة الإفطار في حقهما باعتبار الحرج ولو ألزمناهما لتشبه لعاد الشيء على موضوعه بالنقض ولكن لا يأكلون جهرا بل سرا (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ج ا ، ص ۶۷۸ ، كتاب الصوم، فصل يجب الإمساك)

[1] وإذا حاضت المرأة أو نفست أفطرت وقضت "بخلاف الصلاة لأنها تحرج في قضائها وقد مر في الصلاة "وإذا قدم المسافر أو طهرت الحائض في بعض النهار أمسكا بقية يومهما (الهداية، ج ا ، ص ۱۲۶ ، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة)

(وإذا قدم المسافر) أو برء المريض أو أفاق المجنون (أو طهرت الحائض) أو النفساء (في بعض النهار أمسكا) وجوباً، هو الصحيح (اللباب في شرح الكتاب لعبد الغني الغنيمي الدمشقي الميداني، ج ا ، ص ۸۷، كتاب الصوم، الناشر :دار الكتاب العربي)

وإذا طهرت الحائض، أو قدم المسافر، أو بلغ الصبي، أو أسلم الكافر في بعض النهار أمسك بقيته (المختار متن الاختيار، ج ا ، ص ۱۳۵ ، كتاب الصوم، فصل ما يباح به الإفطار)

پینے اور جماع اور اس کے متعلقات سے عبادت کی نیت سے رُکے رہنے کا نام ہے۔ [1]

پہلے اس سلسلہ میں چند دلائل ملاحظہ فرمائیں، پھران شاءاللہ تعالیٰ متعلقہ مسائل واحکام ذکر کئے جائیں گے۔

سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَائِكُمْ(سورة البقرة،آیت ۱۸۷)

ترجمہ: تمہارے لیے روزوں کی رات میں اپنی عورتوں سے جماع کرنا حلال کیا گیا ہے(سورہ بقرہ)

سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں ''رفث'' سے مراد جماع ہے۔ [2]

اوراسی آیت میں آگے ارشاد ہے کہ:

---

[1] الصوم فی اللغة :مطلق الإمساک، یقال :صامت الشمس :إذا وقفت فی کبد السماء وأمسکت عن السیر ساعة الزوال .وقال النابغة:خیل صیام وخیل غیر صائمة أی ممسکات عن العلف وغیر ممسکات.وفی الشرع :عبارة عن إمساک مخصوص، وهو الإمساک عن المفطرات الثلاث بصفة مخصوصة، وهو قصد التقرب من شخص مخصوص وهو المسلم، بصفة مخصوصة وهی الطهارة عن الحیض والنفاس فی زمان مخصوص، وهو بیاض النهار من طلوع الفجر الثانی إلی غروب الشمس(الاختیار لتعلیل المختار،ج ۱ ص ۱۲۵ ،کتاب الصوم)

والحد الصحیح إمساک عن المفطرات منوی لله تعالی بإذنه فی وقته(فتح القدیر،ج ۲،ص ۳۲۶،کتاب الصوم)

وفی الشرع عبارة عن إمساک مخصوص وهو الکف عن قضاء الشهوتین شهوة البطن وشهوة الفرج من شخص مخصوص وهو أن یکون طاهرا من الحیض والنفاس فی وقت مخصوص وهو ما بعد طلوع الفجر إلی الغروب بصفة مخصوصة وهی أن تکون علی قصد التقرب(الجوهرة النیرة،ج ۱ ص ۱۳۵ ،کتاب الصوم)

[2] عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ " :الرَّفَثُ :الْجِمَاعُ، وَالْفُسُوقُ :مَا أُصِيبَ مِنْ مَعَاصِي اللَّهِ مِنْ صَيْدٍ وَغَيْرِهِ، وَالْجِدَالُ :السِّبَابُ وَالْمُنَازَعَةُ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ (مستدرک حاکم ،رقم الحدیث ۳۰۹۴،وقال الذهبی:علی شرط مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ :(فَلَا رَفَثَ)قَالَ " :الرَّفَثُ :الْجِمَاعُ " (وَلَا فُسُوقَ)قَالَ " :الْفُسُوقُ :الْمَعَاصِي "(وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ) " قَالَ :الْمِرَاءُ (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۲۷۰۹)

قال الهیثمی:رواه أبو یعلی، وفیه خصیف وثقه العجلی وابن معین، وضعفه جماعة، وبقیة رجاله رجال الصحیح(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،رقم الحدیث ۱۰۸۵۳)

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ.

ترجمہ: اور کھاؤ پیو اس وقت تک کہ تم کو سفید دھاگہ صبح کا ظاہر ہو جائے سیاہ دھاگہ سے، پھر روزوں کو رات تک پورا کرو (سورہ بقرہ)

سفید دھاگے سے مراد صبح صادق کی روشنی اور سیاہ دھاگے سے مراد رات کا اندھیرا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کو رات میں تو کھانا پینا جائز ہے، مگر طلوعِ فجر سے لے کر رات کے شروع ہونے یعنی سورج غروب ہونے تک کھانا پینا جائز نہیں۔ [1]

احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں رمضان کی راتوں میں سونے کے بعد کھانے پینے اور بیوی سے جماع کرنے کی اجازت نہیں تھی، خواہ ابھی تک رات ختم نہ ہوئی ہو، یعنی طلوعِ فجر یا صبح صادق نہ ہوئی ہو۔

پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس میں رخصت وسہولت اور اجازت عطا فرمادی۔ [2]

---

[1] ولم يقل حتى يتبين لكم الفجر دلالة على حرمة الاكل عند ظهور خيطه يعنى اول جزء منه (التفسير المظهرى ،الجزء الاول ،ص ۲۰۴ ،سورة البقرة)

ولا شک أن حتى لانتهاء الغاية فدلت الآية على أن حل المباشرة والأكل والشرب ينتهى عند طلوع الصبح (غرائب القرآن ورغائب الفرقان تفسير النيسا بورى، ج ا ص ۵۱۵، سورة بقرة)

قول الله -تعالى : -(حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر) وقد ظهر تحريم الأكل بطلوع الفجر عند الخاص والعام وفى كل عصر ومصر (مواهب الجليل فى شرح مختصر الشيخ خليل، ج ا ص ۳۹۸، باب مواقيت الصلاة)

[2] عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ " :كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا، فَحَضَرَ الإِفْطَارُ، فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلاَ يَوْمَهُ حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا، فَلَمَّا حَضَرَ الإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ، فَقَالَ لَهَا :أَعِنْدَكِ طَعَامٌ؟ قَالَتْ :لاَ وَلَكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ، وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ، فَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ، فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ :خَيْبَةً لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ :(أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ)فَفَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا، وَنَزَلَتْ :(وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ)(بخارى ، رقم الحديث ۱۹۱۵)

وَأَمَّا أَحْوَالُ الصِّيَامِ :فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَجَعَلَ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ، وَقَالَ يَزِيدُ :فَصَامَ تِسْعَةَ عَشَرَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا اب رمضان میں رات کے وقت صبح صادق سے پہلے پہلے بیوی سے جماع کرنا اور کھانا پینا جائز ہے، اور طلوعِ فجر سے لے کر رات شروع ہونے یعنی سورج غروب ہونے تک کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہنے کا حکم ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ (بخاری) [۱]

ترجمہ: اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو، تو وہ جماع نہ کرے (بخاری)

پھر سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت کے آخر میں ہی جماع اور کھانے پینے سے بچنے کا حکم دے کر آگے ارشاد ہے کہ:

تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا.

ترجمہ: یہ اللہ کی حدود ہیں پس تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ (سورہ بقرہ)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾ شَهْرًا مِنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ إِلَى رَمَضَانَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَصَامَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَيْهِ الصِّيَامَ، فَأَنْزَلَ اللهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ)إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ)قَالَ :فَكَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَطْعَمَ مِسْكِينًا، فَأَجْزَأَ ذٰلِكَ عَنْهُ قَالَ :ثُمَّ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْزَلَ الْآيَةَ الْأُخْرَى (شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِى أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ)إِلَى قَوْلِهِ (فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ)قَالَ :فَأَثْبَتَ اللهُ صِيَامَهُ عَلَى الْمُقِيمِ الصَّحِيحِ، وَرَخَّصَ فِيهِ لِلْمَرِيضِ وَالْمُسَافِرِ وَثَبَّتَ الْإِطْعَامَ لِلْكَبِيرِ الَّذِى لَا يَسْتَطِيعُ الصِّيَامَ، فَهَذَانِ حَوْلَانِ قَالَ :وَكَانُوا يَأْكُلُونَ وَيَشْرَبُونَ وَيَأْتُونَ النِّسَاءَ مَا لَمْ يَنَامُوا، فَإِذَا نَامُوا امْتَنَعُوا .قَالَ :ثُمَّ إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ صِرْمَةُ ظَلَّ يَعْمَلُ صَائِمًا حَتَّى أَمْسَى فَجَاءَ إِلَى أَهْلِهِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ نَامَ فَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَشْرَبْ حَتَّى أَصْبَحَ فَأَصْبَحَ صَائِمًا قَالَ :فَرَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ جَهَدَ جَهْدًا شَدِيدًا قَالَ " :مَا لِي أَرَاكَ قَدْ جَهَدْتَ جَهْدًا شَدِيدًا ؟ "قَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي عَمِلْتُ أَمْسِ فَجِئْتُ حِينَ جِئْتُ، فَأَلْقَيْتُ نَفْسِي فَنِمْتُ، وَأَصْبَحْتُ حِينَ أَصْبَحْتُ صَائِمًا .قَالَ :وَكَانَ عُمَرُ قَدْ أَصَابَ مِنَ النِّسَاءِ مِنْ جَارِيَةٍ أَوْ مِنْ حُرَّةٍ بَعْدَ مَا نَامَ، وَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ)إِلَى قَوْلِهِ (ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ)وَقَالَ يَزِيدُ فَصَامَ تِسْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا مِنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ إِلَى رَمَضَانَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۲۱۲۴ ،عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ)

فی حاشیة مسند احمد: رجاله ثقات رجال الشیخین غیر المسعودی -وهو عبد الرحمن بن عبد الله بن عتبة -فقد روی له البخاری استشهاداً وأصحاب السنن.

[۱] رقم الحديث ۱۹۰۴ ، كتاب الصوم، باب :هل يقول إني صائم إذا شتم.

مذکورہ آیت میں جو یہ فرمایا گیا کہ یہ اللہ کی حدود ہیں، تم ان کے قریب بھی مت جاؤ، اس سے معلوم ہوا کہ جو چیزیں حقیقی جماع یا حقیقی کھانے پینے میں داخل نہیں، لیکن ان کے قریب ہیں، ان سے بھی بچنے کا حکم ہے، جن کی بعض احادیث وروایات میں صراحتاً یا اشارتاً تفصیل آئی ہے۔

ان کا ذکر آگے روزہ کو فاسد کرنے اور نہ کرنے والی چیزوں کے بیان میں آتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَلصَّوْمُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَأَكْلَهٗ وَشُرْبَهٗ مِنْ أَجْلِيْ (بخاری) [۱]

ترجمہ: اللہ عزّ وجلّ فرماتے ہیں کہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، بندہ اپنی شہوت (جماع اور اس کے متعلقات) اور کھانے پینے کو صرف میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے (بخاری)

بعض اور روایات میں بھی یہ مضمون آیا ہے۔ [۲]

جس سے معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں جماع کرنے یا کھانے پینے اور ان کے قریب تر

---

[۱] رقم الحديث ۷۴۹۲، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى يريدون أن يبدلوا كلام الله، واللفظ لهٗ؛ مسلم، رقم الحديث ۱۱۵۱ "۱۶۵" باب فضل الصيام)

[۲] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللَّهُ :إِلَّا الصِّيَامَ، فَهُوَ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ الطَّعَامَ مِنْ أَجْلِي، وَيَدَعُ الشَّرَابَ مِنْ أَجْلِي، وَيَدَعُ لَذَّتَهُ مِنْ أَجْلِي، وَيَدَعُ زَوْجَتَهُ مِنْ أَجْلِي، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ :فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ "(صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث ۱۸۹۷)

قال الأعظمي :إسناده صحيح.

فقوله هنا :(يدع شهوته وطعامه من أجلي) الشهوة هي الجماع وما شابهه، والذى يشبه الجماع هو الاستمناء، وهذا بإجماع الأمة، فإذا استمنى الرجل أو استمنت المرأة انطفأت شهوته وانطفأت شهوتها، فالاستمناء شهوة وهو داخل في هذا الحديث .ومذهب جماهير العلماء سلفاً وخلفاً أن من استمنى في نهار رمضان وجب عليه القضاء (شرح صحيح مسلم،لأبى الأشبال حسن الزهيرى آل مندوه المنصورى المصرى، كتاب الصيام،باب فضل الصيام)

چیزوں (مثلاً چھیڑ چھاڑ کر کے منی خارج کرنے) سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ۱؎

پھر روزہ کیونکہ عبادت ہے، نہ کہ صرف فاقہ کشی، اس لئے روزہ کو فاقہ کشی سے ممتاز کرنے کے لئے نیت کا ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّا نَوٰى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، فَهِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ (بخاری) ۲؎

ترجمہ: اعمال (کے عبادت بننے کا اعتبار) نیت کے ساتھ ہے، اور بس آدمی کو وہی حاصل ہوگا، جس کی وہ نیت کرے گا، پس جس کی ہجرت (کی نیت) اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو، تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی

۱؎ فهذه أمور منها متفق عليه في أن الإمساك عنه صوم، ومنها مختلف فيه على ما بينا .فالمتفق عليه هو الإمساك عن الجماع والأكل والشرب في المأكول والمشروب، والأصل فيه قوله تعالى :(أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ)إلى قوله (فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ) فأباح الجماع والأكل والشرب في ليالي الصوم من أولها إلى طلوع الفجر، ثم أمر بإتمام الصيام إلى الليل .وفي فحوى هذا الكلام ومضمونه حظر ما أباحه بالليل مما قدم ذكره من الجماع والأكل والشرب، فثبت بحكم الآية أن الإمساك عن هذه الأشياء الثلاثة هو من الصوم الشرعي، ولا دلالة فيه على أن الإمساك عن غيرها ليس من الصوم، بل هو موقوف على دلالته .وقد ثبت بالسنة واتفاق علماء الأمة أن الإمساك عن غير هذه الأشياء من الصوم الشرعي على ما سنبينه إن شاء الله تعالى ومما هو من شرائط لزوم الصوم الشرعي -وإن لم يكن هو إمساكا ولا صوما - الإسلام والبلوغ ;إذ لا خلاف أن الصغير غير مخاطب بالصوم في أحكام الدنيا، فإن الكافر، وإن كان مخاطبا به معاقبا على تركه فهو في حكم من لم يخاطب به في أحكام الدنيا، فإنه لا يجب عليه قضاء المتروك منه في حال الكفر .وطهر المرأة عن الحيض من شرائط تكليف صوم الشهر، وكذلك العقل والإقامة والصحة، وإن وجب القضاء في الثاني .والعقل مختلف فيه على ما بينا من أقاويل أهل العلم في المجنون في رمضان.والنية من شرائط صحة سائر ضروب الصوم(أحكام القرآن،للجصاص ،تحت آيت ۱۸۷ من سورة البقرة)

۲؎ رقم الحديث ۶۶۸۹، كتاب الأيمان والنذور، باب النية في الأيمان، واللفظ لهٗ، مسلم، رقم الحديث ۱۹۰۷ "۱۵۵" ج۳ص ۱۵۱۵)

کہلائے گی، اور جس کی ہجرت (کی نیت) دنیا کو پانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی طرف ہو، تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہونا کہلائے گی، جس کی طرف اس نے ہجرت (کی نیت) کی ہو (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو یہ بات بھول جائے کہ وہ روزے سے ہے، پھر وہ کچھ کھا یا پی لے، تو وہ اپنے روزے کو پورا کرلے، پس اس کو اللہ تعالیٰ کھلاتے پلاتے ہیں (اس وجہ سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا) (مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَفْطَرَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَاسِيًا، فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ (صحيح ابن حبان) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے مہینے میں بھول کر کھا پی لیا، تو اس پر نہ تو قضا ہے، اور نہ کفارہ ہے (ابنِ حبان، حاکم)

بھول کر کھانے پینے میں یعنی جبکہ روزہ یاد نہ ہو، روزہ کی نیت متاثر نہیں ہوتی، اور پہلے سے جو روزے کی نیت جاری ہے، وہ برقرار رہتی ہے، اسی وجہ سے فرمایا گیا کہ اسے اللہ تعالیٰ کھلاتے پلاتے ہیں، یعنی وہ خود روزے کو توڑنے کی نیت سے نہیں کھاتا پیتا۔

یہی وجہ ہے کہ اگر اس کو روزہ یاد ہو، تو وہ ہرگز نہ کھائے پیئے۔

---

[1] رقم الحديث ١١٥٥ ''١٧١''كتاب الصيام، باب أكل الناسى وشربه وجماعه لا يفطر.

[2] رقم الحديث ٣٥٢١، كتاب الصوم، باب قضاء الصوم، مستدرک حاکم، رقم الحديث ١٥٦٩.

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ.

فى حاشية ابنِ حبان: إسناده حسن.

خلاصہ یہ ہے کہ ویسے ہی بغیر روزہ کی نیت کے کھانے پینے اور جماع وغیرہ سے بچے رہنے سے روزہ درست نہیں ہوتا، جب تک کہ روزہ کی نیت سے یہ عمل نہ کیا جائے، اس وجہ سے روزہ صحیح ہونے کے لئے نیت کا ہونا بھی ضروری ہے، اور بھول کر کھانا پینا روزہ کی نیت کے خلاف نہیں، اس لئے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [1]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ: أَذِّنْ فِيْ قَوْمِكَ، أَوْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ، وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اسلم نامی قبیلہ کے ایک شخص سے فرمایا کہ آپ اپنی قوم میں یا لوگوں میں عاشوراء (یعنی دس محرم) کے دن یہ اعلان فرمادیں کہ جس نے (آج کے دن) کھالیا، تو اسے چاہئے کہ دن کے باقی حصہ کو پورا کرے (یعنی کھائے پیئے نہیں) اور جس نے نہیں کھایا تو وہ روزہ رکھے (بخاری)

---

[1] وَأَمَّا رُكْنُهُ :فَالْإِمْسَاكُ عَنْ الْأَكْلِ، وَالشُّرْبِ، وَالْجِمَاعِ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَبَاحَ الْأَكْلَ، وَالشُّرْبَ، وَالْجِمَاعَ فِي لَيَالِي رَمَضَانَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى (أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ)إلَى قَوْله (فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ)أَيْ :حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمْ ضَوْءُ النَّهَارِ مِنْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ مِنْ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَمَرَ بِالْإِمْسَاكِ عَنْ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ فِي النَّهَارِ بِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إلَى اللَّيْلِ)فَدَلَّ أَنَّ رُكْنَ الصَّوْمِ مَا قُلْنَا فَلَا يُوجَدُ الصَّوْمُ بِدُونِهِ .وَعَلَى هَذَا الْأَصْلِ يَنْبَنِي بَيَانُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَيَنْقُضُهُ لِأَنَّ انْتِقَاضَ الشَّيْءِ عِنْدَ فَوَاتِ رُكْنِهِ أَمْرٌ ضَرُورِيٌّ، وَذَلِكَ بِالْأَكْلِ، وَالشُّرْبِ، وَالْجِمَاعِ سَوَاءٌ كَانَ صُورَةً وَمَعْنًى، أَوْ صُورَةً لَا مَعْنًى، أَوْ مَعْنًى لَا صُورَةً وَسَوَاءٌ كَانَ بِغَيْرِ عُذْرٍ، أَوْ بِعُذْرٍ وَسَوَاءٌ كَانَ عَمْدًا، أَوْ خَطَأً طَوْعًا، أَوْ كَرْهًا بَعْدَ أَنْ كَانَ ذَاكِرًا لِصَوْمِهِ لَا نَاسِيًا وَلَا فِي مَعْنَى النَّاسِي،، وَالْقِيَاسُ أَنْ يَفْسُدَ، وَإِنْ كَانَ نَاسِيًا وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ لِوُجُودِ ضِدِّ الرُّكْنِ حَتَّى قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ :لَوْلَا قَوْلُ النَّاسِ لَقُلْتُ يَقْضِي أَيْ :لَوْلَا قَوْلُ النَّاسِ إنَّ أَبَا حَنِيفَةَ خَالَفَ الْأَمْرَ لَقُلْتُ :يَقْضِي لَكِنَّا تَرَكْنَا الْقِيَاسَ بِالنَّصِّ(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۲، ص۹۰، فَصْلٌ أَرْكَان الصِّيَام)

[2] رقم الحديث ۷۲۶۵، كتاب اخبار الآحاد، باب ما كان يبعث النبی صلی الله عليه وسلم من الأمراء والرسل واحدا بعد واحد.

اس قسم کی احادیث کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سندوں سے مروی ہیں۔ ۱؎

۱؎ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ، قَالَتْ :أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ :مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا، فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا، فَلْيَصُمْ، قَالَتْ :فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ، وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا، وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ العِهْنِ، فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الإِفْطَارِ (بخاری،رقم الحديث ۱۹۶۰)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، قَالَ :قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ :مِنْكُمْ أَحَدٌ طَعِمَ الْيَوْمَ؟ قُلْنَا :مِنَّا طَعِمَ، وَمِنَّا مَنْ لَمْ يَطْعَمْ، قَالَ :فَأَتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ، مَنْ كَانَ طَعِمَ، وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْ، فَأَرْسِلُوا إِلَى أَهْلِ الْعَرُوضِ، فَلْيُتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ قَالَ :يَعْنِي أَهْلَ الْعَرُوضِ حَوْلَ الْمَدِينَةِ(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۱۷۳۵)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ :غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيحَةَ عَاشُورَاءَ وَقَدْ تَغَدَّيْنَا فَقَالَ " :أَصُمْتُمْ هَذَا الْيَوْمَ ؟ "، قَالَ :قُلْنَا :قَدْ تَغَدَّيْنَا، قَالَ " فَأَتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ(مسند أحمد، رقم الحديث ۲۳۴۷۵)

فی حاشية مسند احمد:صحيح لغيره.

عَنْ هِنْدِ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ :بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْمِي مِنْ أَسْلَمَ فَقَالَ " :مُرْ قَوْمَكَ فَلْيَصُومُوا هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَمَنْ وَجَدْتَهُ مِنْهُمْ قَدْ أَكَلَ فِي أَوَّلِ يَوْمِهِ فَلْيَصُمْ آخِرَهُ (مسند أحمد،رقم الحديث ۱۵۹۶۲)

فی حاشية مسند احمد:حديث صحيح.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَائِمًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ " :مَنْ كَانَ أَصْبَحَ مِنْكُمْ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، وَمَنْ كَانَ أَصَابَ مِنْ غَدَاءِ أَهْلِهِ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ (مسند أحمد، رقم الحديث ۸۷۱۶)

فی حاشية مسند احمد:صحيح لغيره.

عَنْ مَعْبَدٍ الْقُرَشِيِّ، قَالَ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُدَيْدٍ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَطَعِمْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لِيَوْمِ عَاشُورَاءَ؟ فَقَالَ :لَا، إِلَّا أَنِّي شَرِبْتُ مَاءً، قَالَ :فَلَا تَطْعَمْ شَيْئًا حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَأْمُرَنَّ مَنْ وَرَاءَكَ أَنْ يَصُومُوا هَذَا الْيَوْمَ(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۸۰۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ " :أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِ قَرْيَةٍ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعَةِ فَرَاسِخَ -أَوْ قَالَ :فَرْسَخَيْنِ -يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَأَمَرَ مَنْ أَكَلَ أَنْ لَا يَأْكُلَ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ أَنْ يُتِمَّ صَوْمَهُ (مسند أحمد،رقم الحديث ۲۰۵۸)

فی حاشية مسند احمد:حسن لغيره.

أَخْبَرَنِي بَعْجَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ أَبَاهُ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمْ يَوْمًا " :هَذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ، فَصُومُوا "فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ :يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي تَرَكْتُ قَوْمِي، مِنْهُمْ صَائِمٌ، وَمِنْهُمْ مُفْطِرٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

عاشوراء (یعنی دس محرم) کا روزہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم آنے سے پہلے فرض تھا، اوراس زمانہ میں دن کے وقت روزہ کی نیت کرنے کی اجازت دی گئی۔ ۱؎

جس پر قیاس کرتے ہوئے فقہائے احناف نے فرمایا کہ رمضان کے روزے کی دن میں نیت کرنا بھی درست ہے، بشرطیکہ اس سے پہلے کچھ کھایا پیا نہ ہو، اور روزہ کی نیت دن کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اذْهَبْ إِلَيْهِمْ، فَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ مُفْطِرًا ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ(مسند أحمد، رقم الحديث ٢٧٦٣٦)

فی حاشیۃ مسند احمد:إسناده صحيح، رجاله ثقات.

عَنْ يَحْيَى بْنِ هِنْدِ بْنِ حَارِثَةَ، عَنْ أَبِيهِ -وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ، وَأَخُوهُ الَّذِي بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ قَوْمَهُ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَهُوَ أَسْمَاءُ بْنُ حَارِثَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ، فَقَالَ " :مُرْ قَوْمَكَ فَلْيَصُومُوا هَذَا الْيَوْمَ " قَالَ :أَرَأَيْتَ إِنْ وَجَدْتُهُمْ قَدْ طَعِمُوا ؟ قَالَ "فَلْيُتِمُّوا آخِرَ يَوْمِهِمْ"(مسند أحمد،رقم الحديث ١٦٧١٦)

فی حاشیۃ مسند احمد:حديث صحيح.

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَعَظَّمَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ :مَنْ كَانَ لَمْ يَطْعَمْ مِنْكُمْ فَلْيَصُمْ يَوْمَهُ هَذَا، وَمَنْ كَانَ قَدْ طَعِمَ مِنْكُمْ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ(المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ٣٢٣١)

عَنْ خَبَّابٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ :أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَكَلَ فَلا يَأْكُلْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ نَوَى مِنْكُمُ الصَّوْمَ فَلْيَصُمْهُ(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٣٦٩٢)

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ :أَخْبَرَنِي مُزَاحِمٌ قَالَ :خَطَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي خِلَافَتِهِ، فَقَالَ: انْظُرُوا هِلَالَ رَمَضَانَ، فَإِنْ رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِنْ لَمْ تَرَوْهُ فَاسْتَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا قَالَ : وَأَصْبَحَ النَّاسُ مِنْهُمُ الصَّائِمُ، وَالْمُفْطِرُ، وَلَمْ يَرَوُا الْهِلَالَ، فَجَاءَهُمُ الْخَبَرُ بِأَنْ قَدْ رُئِيَ الْهِلَالُ قَالَ :فَكَلَّمَ النَّاسُ عُمَرَ، وَبَعَثَ الْأَحْرَاسَ فِي الْعَسْكَرِ مَنْ كَانَ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صِيَامَهُ، فَقَدْ وُفِّقَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ أَصْبَحَ مُفْطِرًا، وَلَمْ يَذُقْ شَيْئًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ كَانَ طَعِمَ شَيْئًا فَلْيُتِمَّ مَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِهِ، وَلْيَقْضِ بَعْدَهُ يَوْمًا مَكَانَهُ، فَإِنِّي قَدْ لَعَقْتُ الْيَوْمَ لَعْقًا مِنْ عَسَلٍ فَأَنَا صَائِمٌ مَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِي، ثُمَّ أُبَدِّلُهُ بَعْدُ(مصنف عبد الرزاق،رقم الحديث ٧٣٢١)

۱؎ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ، وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ، لَمْ يَأْمُرْنَا، وَلَمْ يَنْهَنَا وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهُ(مسلم، رقم الحديث ١١٢٨ "١٢٥")

اکثر حصہ میں پائی گئی ہو، جو کہ ضحوۂ کبریٰ سے پہلے پہلے کا وقت ہے، جس کی تفصیل آ گے آتی ہے۔ ؎

؎ اسی قسم کی احادیث سے استدلال کرتے ہوئے فقہائے کرام نے بعض افراد کے لئے دن کے باقی حصہ میں کھانے پینے سے رُکے رہنے کا حکم بیان فرمایا ہے۔

(فَصْلٌ) : وَأَمَّا حُكْمُ الصَّوْمِ الْمُؤَقَّتِ إذَا فَاتَ عَنْ وَقْتِهِ فَالصَّوْمُ الْمُؤَقَّتُ نَوْعَانِ :صَوْمُ رَمَضَانَ وَالْمَنْذُورُ فِي وَقْتٍ بِعَيْنِهِ.

أَمَّا صَوْمُ رَمَضَانَ فَيَتَعَلَّقُ بِفَوَاتِهِ أَحْكَامٌ ثَلَاثَةٌ :وُجُوبُ إمْسَاكِ بَقِيَّةِ الْيَوْمِ تَشَبُّهًا بِالصَّائِمِينَ فِي حَالٍ وَوُجُوبُ الْقَضَاءِ فِي حَالٍ وَوُجُوبُ الْفِدَاءِ فِي حَالٍ.

أَمَّا وُجُوبُ الْإِمْسَاكِ تَشَبُّهًا بِالصَّائِمِينَ فَكُلُّ مَنْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ فِي صَوْمِ رَمَضَانَ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ مَانِعٌ مِنْ الْوُجُوبِ أَوْ مُبِيحٌ لِلْفِطْرِ ثُمَّ زَالَ عُذْرُهُ وَصَارَ بِحَالٍ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ لَوَجَبَ عَلَيْهِ الصَّوْمُ وَلَا يُبَاحُ لَهُ الْفِطْرُ كَالصَّبِيِّ إذَا بَلَغَ فِي بَعْضِ النَّهَارِ وَأَسْلَمَ الْكَافِرُ وَأَفَاقَ الْمَجْنُونُ وَطَهُرَتْ الْحَائِضُ وَقَدِمَ الْمُسَافِرُ مَعَ قِيَامِ الْأَهْلِيَّةِ يَجِبُ عَلَيْهِ إمْسَاكُ بَقِيَّةِ الْيَوْمِ.

وَكَذَا مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الصَّوْمُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ لِوُجُودِ سَبَبِ الْوُجُوبِ وَالْأَهْلِيَّةِ ثُمَّ تَعَذَّرَ عَلَيْهِ الْمُضِيُّ فِيهِ بِأَنْ أَفْطَرَ مُتَعَمِّدًا أَوْ أَصْبَحَ يَوْمَ الشَّكِّ مُفْطِرًا ثُمَّ تَبَيَّنَ أَنَّهُ مِنْ رَمَضَانَ أَوْ تَسَحَّرَ عَلَى ظَنٍّ أَنَّ الْفَجْرَ لَمْ يَطْلُعْ ثُمَّ تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ طَلَعَ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ الْإِمْسَاكُ فِي بَقِيَّةِ الْيَوْمِ تَشَبُّهًا بِالصَّائِمِينَ.وَهَذَا عِنْدَنَا.

وَأَمَّا عِنْدَ الشَّافِعِيِّ فَكُلُّ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الصَّوْمُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ ثُمَّ تَعَذَّرَ عَلَيْهِ الْمُضِيُّ مَعَ قِيَامِ الْأَهْلِيَّةِ يَجِبُ عَلَيْهِ إمْسَاكُ بَقِيَّةِ الْيَوْمِ تَشَبُّهًا وَمَنْ لَا فَلَا، فَعَلَى قَوْلِهِ لَا يَجِبُ الْإِمْسَاكُ عَلَى الصَّبِيِّ إذَا بَلَغَ فِي بَعْضِ النَّهَارِ، وَالْكَافِرِ إذَا أَسْلَمَ، وَالْمَجْنُونِ إذَا أَفَاقَ، وَالْحَائِضِ إذَا طَهُرَتْ، وَالْمُسَافِرِ إذَا قَدِمَ مِصْرَهُ، لِأَنَّهُ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِمْ الصَّوْمُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ، وَجْهُ قَوْلِهِ أَنَّ الْإِمْسَاكَ تَشَبُّهًا يَجِبُ خَلَفًا عَنْ الصَّوْمِ، وَالصَّوْمُ لَمْ يَجِبْ فَلَمْ يَجِبْ الْإِمْسَاكُ خَلَفًا وَلِهَذَا لَوْ قَالَ :لِلَّهِ عَلَيَّ أَنْ أَصُومَ الْيَوْمَ الَّذِي يَقْدَمُ فِيهِ فُلَانٌ فَقَدِمَ بَعْدَ مَا أَكَلَ النَّاذِرُ فِيهِ أَنَّهُ لَا يَجِبُ الْإِمْسَاكُ كَذَا هَهُنَا .

وَلَنَا مَا رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -أَنَّهُ قَالَ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ :إلَّا مَنْ أَكَلَ فَلَا يَأْكُلَنَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَصَوْمُ عَاشُورَاءَ كَانَ فَرْضًا يَوْمَئِذٍ، وَلِأَنَّ زَمَانَ رَمَضَانَ وَقْتٌ شَرِيفٌ فَيَجِبُ تَعْظِيمُ هَذَا الْوَقْتِ بِالْقَدْرِ الْمُمْكِنِ، فَإِذَا عَجَزَ عَنْ تَعْظِيمِهِ بِتَحْقِيقِ الصَّوْمِ فِيهِ يَجِبُ تَعْظِيمُهُ بِالتَّشَبُّهِ بِالصَّائِمِينَ قَضَاءً لِحَقِّهِ بِالْقَدْرِ الْمُمْكِنِ إذَا كَانَ أَهْلًا لِلتَّشَبُّهِ وَنَفْيًا لِتَعْرِيضِ نَفْسِهِ لِلتُّهْمَةِ، وَفِي حَقِّ هَذَا الْمَعْنَى الْوُجُوبُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ وَعَدَمُ الْوُجُوبِ سَوَاءٌ .

وَقَوْلُهُ التَّشَبُّهُ وَجَبَ خَلَفًا عَنْ الصَّوْمِ مَمْنُوعٌ بَلْ يَجِبُ قَضَاءً لِحُرْمَةِ الْوَقْتِ بِقَدْرِ الْإِمْكَانِ لَا خَلَفًا، بِخِلَافِ مَسْأَلَةِ النَّذْرِ لِأَنَّ الْوَقْتَ لَا يَسْتَحِقُّ التَّعْظِيمَ حَتَّى يَجِبَ قَضَاءُ حَقِّهِ بِإِمْسَاكِ بَقِيَّةِ الْيَوْمِ، وَهَهُنَا بِخِلَافِهِ(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۲،ص۱۰۳، كِتَابُ الصَّوْمِ،فَصْلٌ حُكْمُ الصَّوْمِ الْمُؤَقَّتِ إذَا فَاتَ عَنْ وَقْتِهِ)

وَأما حكم وجوب إمْسَاك بَقِيَّة الْيَوْم بعد الْإِفْطَار فعندنا كل من صَار بِحَال لَو كَانَ على تِلْكَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اب اس سلسلہ میں متعلقہ مسائل ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ نمبر۱...... روزہ معتبر اور درست ہونے کے لئے طلوعِ فجر سے لے کر سورج غروب ہونے تک کا وقت مقرر ہے، لہٰذا اگر کوئی دن کے بجائے رات کو روزہ رکھے، تو اس کا اعتبار نہیں، اسی طرح اگر کوئی صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک کے وقت سے کم وقت کا روزہ رکھے، مثلاً طلوعِ فجر ہونے کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے کھاپی کر روزہ شروع کرے، یا سورج غروب ہونے سے پہلے جان بوجھ کر کھاپی لے، تو اس کا روزہ درست نہیں ہوتا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْحَالة فِي أول النَّهَار يجب عَلَيْهِ الصَّوْم فَإِنَّهُ يجب عَلَيْهِ الْإِمْسَاک فِي الْبَاقِي سَوَاء كَانَ الصَّوْم وَاجِبا عَلَيْهِ فِي أول النَّهَار لقيام سَبَب الْوُجُوب والأهلية ثمَّ عجز عَن الْأَدَاء لِمَعْنى من الْمعَانِي كمن أفطر فِي رَمَضَان مُتَعَمدا أَو اشْتبهَ عَلَيْهِ يَوْم الشَّک فَأفْطر أَو تسحر على ظن أَن الْفجر لم يطلع وَقد طلع أَو لم يكن الصَّوْم وَاجِبا عَلَيْهِ لعدم الْأَهْلِيَّة أَو لعذر الفجر فَأكل ثمَّ زَالَ الْعذر وَحدثت الْأَهْلِيَّة كَالْمَرِيضِ إِذا صَحَّ وَالْمُسَافر إِذا قدم وَالْمَجْنُون إِذا أَفَاق وَالصَّبِيّ إِذا بلغ وَالْكَافِر إِذا أسلم وَالْحَائِض إِذا طهرت وَنَحْوهَا،وَهُوَ أحد قولي الشَّافِعِي وَقَالَ فِي قَول آخر إِن كل من وَجب عَلَيْهِ الصَّوْم ثمَّ أفطر لعذر أَو لغير عذر يلْزمه الْإِمْسَاک.وكل من لَا يجب عَلَيْهِ الصَّوْم فَأفْطر ثمَّ صَار بِحَال لَو كَانَ كَذَلِک فِي أول النَّهَار يجب عَلَيْهِ الصَّوْم فَإِنَّهُ لَا يجب عَلَيْهِ الْإِمْسَاک قَالَ وَلِهَذَا بِالْإِجْمَاع إِن من قَالَ لله عَليّ أَن أَصوم الْيَوْم الَّذِي يقدم فلَان فِيهِ فَقدم فلَان فِي الْيَوْم بَعْدَمَا أكل فِيهِ لَا يجب عَلَيْهِ الْإِمْسَاک لما أَنه لَا يجب عَلَيْهِ الصَّوْم فِيهِ.وَالْمعْنَى الْجَامِع أَن الْإِمْسَاک بِمَنْزِلَة الْخلف عَن الصَّوْم فِي حق قَضَاء حُرْمَة الْوَقْت فَإِن لم يكن الأَصْل وَاجِبا لَا يجب الْخلف.وَقُلْنَا يجب لِأَن الْإِمْسَاک إِنَّمَا يجب تشبها بالصائمين قَضَاء لحق الْوَقْت بِقدر الْإِمْكَان لَا خلفا أَلا ترى أَنه يجب الْقَضَاء خَارج رَمَضَان على الْمفطر الَّذِي وَجب عَلَيْهِ الصَّوْم خلفا عَن الصَّوْم الْوَاجِب فَكيف يكون الْإِمْسَاک خلفا عَنهُ وَفِي هَذَا الْمَعْنى يَسْتَوِي الْحَال بَين الْوُجُوب وَعدم الْوُجُوب بِخِلَاف مَسْأَلَة النّذر لِأَن ثمَّة الصَّوْم مَا وَجب بِإِيجَاب الله تَعَالَى حَتَّى يجب الْإِمْسَاک قَضَاء لحق الْوَقْت بل يجب بِالنذرِ فَهُوَ الْفرق بَينه وَبَين سَائِر الْفُصُول(تحفة الفقهاء ،ج ۱ ص ۳۶۴،۳۶۵، کتاب الصوم)

[1] أَمَّا الَّذِي يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِ الْوَقْتِ :فَهُوَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَذَلِکَ مِنْ حِينِ يَطْلُعُ الْفَجْرُ الثَّانِي إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ، فَلَا يَجُوزُ الصَّوْمُ فِي اللَّيْلِ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَبَاحَ الْجِمَاعَ، وَالْأَكْلَ، وَالشُّرْبَ فِي اللَّيَالِي إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّوْمِ إِلَى اللَّيْلِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى (أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ) إِلَى قَوْلِهِ :(فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۲...... طلوعِ فجر سے مراد وہ وقت ہے، جس پر رات کا وقت ختم ہوجاتا ہے، اور فجر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، طلوعِ فجر ہونے سے پہلے پہلے سحری کھانا جائز ہوتا ہے، اور طلوعِ فجر سے پہلے عشاء کا ادا وقت ہوتا ہے، اور طلوعِ فجر ہونے پر روزہ کا وقت شروع ہوجاتا ہے، لہٰذا سحری کھانے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ طلوعِ فجر ہونے سے پہلے پہلے سحری کھالے، اگر طلوعِ فجر کے ذراسی دیر بعد بھی جان بوجھ کر کچھ کھایا پیا، تو روزہ درست نہیں ہوگا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ اللَّـهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ)أَیْ :حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمْ بَيَاضُ النَّهَارِ مِنْ سَوَادِ اللَّيْلِ.
هَكَذَا رُوِیَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -أَنَّهُ قَالَ :الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ، وَالْأَسْوَدُ هُمَا :بَيَاضُ النَّهَارِ، وَظُلْمَةُ اللَّيْلِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إلَى اللَّيْلِ فَكَانَ هَذَا تَعْيِينًا :لِلَّيَالِي الْفِطْرُ، وَالنَّهَارُ لِلصَّوْمِ، فَكَانَ مَحَلُّ الصَّوْمِ هُوَ الْيَوْمُ لَا اللَّيْلُ، وَلِأَنَّ الْحِكْمَةَ الَّتِي لَهَا شُرِعَ الصَّوْمُ وَهُوَ مَا ذَكَرْنَا :مِنْ التَّقْوَى، وَتَعْرِيفِ قَدْرِ النِّعَمِ، الْحَامِلُ عَلَى شُكْرِهَا لَا يَحْصُلُ بِالصَّوْمِ فِي اللَّيْلِ لِانَّ ذَلِكَ لَا يَحْصُلُ إلَّا بِفِعْلٍ شَاقٍّ عَلَى الْبَدَنِ مُخَالِفٍ لِلْعَادَةِ وَهَوَى النَّفْسِ وَلَا يَتَحَقَّقُ ذَلِكَ بِالْإِمْسَاكِ فِي حَالَةِ النَّوْمِ فَلَا يَكُونُ اللَّيْلُ مَحَلًّا لِلصَّوْمِ(بدائع الصنائع، ج۲ ص۷۷، فصل شرائط انواع الصيام)
قلت وَكَذَلِكَ لَو تسحر بعد طُلُوع الْفجر وَهُوَ لَا يعلم بطلوعه أَو أفطر قبل غرُوب الشَّمْس وَهُوَ يرى أَن الشَّمْس قد غَابَتْ فَأكل بعد ذَلِك أَو شرب مُتَعَمدا لذَلِك قَالَ نعم لَا كَفَّارَة عَلَيْهِ لِأَن صِيَامه كَانَ فَاسِدا وَلِأَنَّهُ قد وَجب عَلَيْهِ قَضَاء ذَلِك الْيَوْم حِين أكل قبل غرُوب الشَّمْس أَو تسحر بعد طُلُوع الْفجر وَهُوَ لَا يعلم بطلوعه(الاصل المعروف بالمبسوط للشيبانى، ج۲ص ۲۱۱، كتاب الصوم)
فى فتاوى القاضى :إذا أكل بعد الفجر، أو قبل غروب الشمس، وهو لا يعلم، ثم أكل بعد ذلك متعمداً، فعليه القضاء دون الكفارة(المحيط البرهانى، ج۲ ص۳۹۶، كتاب الصوم، الفصل التاسع فيما يصير شبهة فى إسقاط الكفارة)

[1] وشبه بالخيط وذالک باول حاله لانه يبدودقيقا ثم يرتفع مستطيرا فبطلوع اوله فى الافق يجب الامساک هذا مذهب الجمهور وبه اخذ الناس ومضت عليه الاعصار والامصار وهو مقتضى حديث ابن مسعود وسمرة بن جندب (تفسير البحرالمحيط ج۲ص۲۱۶،سورة البقرة)
ذكر الشمنى أن المعتبر أول طلوع الصبح عند جمهور العلماء (مرقاة المفاتيح۱۳۸۴، كتاب الصوم، باب فى مسائل متفرقة)
أجمع العلماء على أن وقت صلاة الصبح طلوع الفجر، وهو البياض المعترض فى الافق الشرقى (شرح ابنِ بطال، ج۲ ص ۲۰۰،كتاب مواقيت الصلاة وفضلها، باب وقت الفجر)

مسئلہ نمبر۳...... اکثر متقدمین ومتاخرین علماء کے نزدیک طلوعِ فجر یا صبح صادق سورج کے اٹھارہ درجہ زیرِ افق پہنچنے پر ہوتی ہے،اور اسی اٹھارہ درجہ پر ظاہر ہونے والی روشنی کو جدید ماہرین نے اسٹرانومیکل ڈان ''Astronomical Dawn'' کا نام دیا ہے، اس کے مطابق جو نقشے بنے ہوئے ہیں،ان پر ہی عمل کرنا چاہئے۔ [1]

---

[1] طلوعِ فجر اور غروبِ شفق کے بارے میں اگرچہ مختلف اقوال ہیں، جن میں سے ایک قول بیس درجے کا ہے، جو کہ شاذ قول ہے، اور دوسرا قول انیس درجے کا ہے، جو بعض متاخرین علماء کا قول ہے، اور ایک قول پندرہ درجے زیرِ افق کا ہے، یہ بھی دلائل کی رُو سے مرجوح قول ہے، اور اکثر متقدمین ومتاخرین ماہرین فلکیات واہلِ علم کا قول اٹھارہ درجے کا ہے (اور اسی کے مطابق عام طور پر قدیمی نقشے معروف ومروج ہیں) اور جدید تجربات ورصد گاہوں کے مشاہدات سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔

ثُمَّ الظَّاهِرُ اَنَّ تَنَفُّسَ الصُّبحِ وَضِيَائَهُ بِوَاسِطَةِ قُرْبِ الشَّمْسِ اِلَى الْاُفُقِ الشَّرْقِ بِمِقْدَارٍ مُعَيَّنٍ وَهُوَ فِي الْمَشْهُوْرِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ جُزْءًا (روح المعانی، ج۱۵ ص۲۶۳، سورة التکویر)

اِعْلَمْ اَنَّ مُغِيْبَ الشَّفَقِ كَطُلُوْعِ الْفَجْرِ وَذٰلِكَ عِنْدَ مَا يَكُوْنُ اِنْخِفَاضُ الشَّمْسِ تَحْتَ الْاُفُقِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَةَ دَرَجَةً . . فَلَزِمَ عَلٰى هٰذَا اَنْ تَكُوْنَ مُدَّةُ الشَّفَقِ مُسَاوِيَةً لِمُدَّةِ الْفَجْرِ وَهِيَ دَائِرَةٌ مِّنَ الْفَلَكِ مِنَ الْغُرُوْبِ اِلٰى حِيْنَ كَوْنِ الْاِنْخِفَاضِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَاَوْ مِنْ حِيْنَ كَوْنِ الْاِنْخِفَاضِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ اِلٰى حِيْنَ الشُّرُوْقِ وَهٰذَا عَلٰى اَنَّ اِنْخِفَاضَ الشَّمْسِ لِلْوَقْتَيْنِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ وَمِنْهُمْ مَنْ جَعَلَ لِلشَّفَقِ سَبْعَةَ عَشَرَ، وَلِلْفَجْرِ تِسْعَةَ عَشَرَ فَتَكُوْنُ عَلٰى هٰذَا مُدَّةُ الْفَجْرِ اَوْسَعَ مِنْ مُدَّةِ الشَّفَقِ وَذٰلِكَ اَنَّ الشَّفَقَ هُوَ الْحُمْرَةُ كَمَا عَلِمْتَ ، وَالْحُمْرَةُ قَبْلَ الشُّرُوْقِ كَالْحُمْرَةِ بَعْدَ الْغُرُوْبِ ، وَلِلْفَجْرِ ضِيَاءٌ يَبْدُوْ قَبْلَ الْحُمْرَةِ فَكَانَتِ الْمُدَّةُ اَوْسَعَ مِنَ الْمُدَّةِ وَلٰكِنَّ الْاِحْتِيَاطَ لِدُخُوْلِ الْوَقْتِ وَتَبَيُّنِهٖ هُوَ عَلٰى رَأْيِ مَنْ جَعَلَ لَهُمَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ وَهُوَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْعَمَلُ كَثِيْرًا وَلَايَخْفٰى كَوْنُ ذٰلِكَ اِحْتِيَاطًا ،وَاللّٰهُ اَعْلَمُ (شرح روضة الازهار، ساعات مغيب الشفق وطلوع الفجر وما فی مدتيهما من ادراج ، كذافی ايضاح القول الحق فی مقدار انحطاط الشمس وقت طلوع الفجر وغروب الشفق ، لمحمد بن عبدالوهاب بن عبدالرزاق الاندلسی اصلا الفاسی المراكشی ص۱۵)

فَاِنْ كَانَ شَرْقِيًّا أَقَلُّ مِنْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ لَمْ يَغْرِبِ الشَّفَقُ بَعْدُاَوْأَكْثَرُ فَقَدْ غَرُبَ، اَوْ مُسَاوِياً فَاِبْتِدَاءُ غُرُوْبِهٖ وَاِنْ كَانَ غَرْبِيًّا أَقَلُّ فَقَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ، أَوْ أَكْثَرُ لَمْ يَطْلُعْ بَعْدُ، أَوْ مُسَاوِياً فَابْتِدَاءُ طُلُوْعِهٖ(الكشكول،تحت ترجمة ابن الخياط)

فَصْلٌ :اَلصُّبْحُ اِسْتِنَارَةٌ فِی الْبُخَارِ نَحْوَالْمَشْرِقِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ ، وَالشَّفَقُ نَحْوَ الْمَغْرِبِ بَعْدَ غُرُوْبِهَا ، وَيَتَشَابَهَانِ شَكْلًا وَيَتَقَابَلَانِ وَضْعًا وَاِنْحِطَاطُهَا عِنْدَاَوَّلِ الْاَوَّلِ وَآخِرِ الْآخِرِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ جُزْءًا (السبع الشداد ص۳۶، مطبوعه: اشاعتِ اسلام كتب خانه، پشاور)

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لانبی بعده، سيدنا ونبيا محمد .أما بعد :فإن مجلس المجمع الفقهی الإسلامی فی دورته التاسعة المنعقدة بمبنى رابطة العالم الإسلامی فی مكة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۴...... روزہ صحیح ہونے کے لئے روزہ کی دل میں نیت کرنا ضروری ہے، اور روزہ کی نیت کے لئے اتنا کافی ہے کہ دل میں یہ ارادہ ہو کہ میں مثلاً صبح کو یا آج رمضان کا روزہ رکھتا ہوں۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المكرمة فى الفترة من يوم السبت 12رجب1406هـ إلى يوم السبت 19رجب1406هـ قدنظر فى موضوع أوقات الصلاة والصيام لسكان المناطق ذات الدرجات العالية .ومراعاة لروح الشريعة المبنية على التيسير ورفع الحرج وبناء على ماأفادت به لجنة الخبراء الفلكيين، قرر المجلس فى هذا الموضوع مايلى:

أولاً :دفعا للاضطرابات والاختلافات الناتجة عن تعدد طرق الحساب، يحدد لكل وقت من أوقات الصلاة العلامات الفلكية التي تتفق مع ماأشارت الشريعة إليه، ومع ماأوضحه علماء الميقات الشرعيون فى تحويل هذه العلامات إلى حسابات فلكية متصلة بموقع الشمس فى السماء فوق الأفق أو تحته كمايلى:

(١)الفجر :ويوافق بزوغ أول خيط من النور الأبيض وانتشاره عرضا فى الأفق الفجر الصادق، ويوافق الزاوية ١٨ درجة تحت الأفق الشرقى(قرارات المجمع الفقه الاسلامى، رقم القرار ٦، رقم الدورة ٩)

وَلَقَدْ تَحَدَّدَ مَوْعِدُ بَدْءِ الْإِضَاءَ ةِ عِنْدَ الْفَجْرِ عِنْدَمَا يُصْبِحُ مَرْكَزُ قُرْصِ الشَّمْسِ تَحْتَ الْأُفُقِ الشَّرْقِيِّ بِمِقْدَارِ 18دَرَجَةً قَوْسِيَّةً .كَمَا لُوحِظَ اَنَّ اِضَاءَ ةَ شَفَقِ الْغُرُوْبِ تُتَلَاشٰى عِنْدَمَا يُصْبِحُ قُرْصُ الشَّمْسِ تَحْتَ الْأُفُقِ الْغَرْبِيِّ بِمِقْدَارِ 18دَرَجَةً قَوْسِيَّةً اَيْضًا .وَلَمْ تَغَيِّرِ الْقِيَاسَاتُ الْحَدِيْثَةَ الْعِلْمِيَّةَ وَالْفَلَكِيَّةَ هٰذَا الْمِقْدَارَ حَتّٰى وَقْتِنَا الْحَاضِرِ .وَقَدْ قَامَتِ الْيَابَانُ بِاخْتِرَاعِ جِهَازٍ حَسَّاسٍ لِقِيَاسِ الضُّوْءِ، وَمَعَ اِسْتِخْدَامِ الْحِسَابَاتِ الْفَلَكِيَّةِ لِحَرَكَةِ الشَّمْسِ الظَّاهِرِيَّةِ فَقَدْ وَجَدَ اَنَّ اَوَّلَ ضُوْءٍ يَحْدِثُ حِيْنَمَا تَكُوْنُ الشَّمْسُ الظَّاهِرِيَّةُ اَسْفَلَ الْاُفُقِ الْمَرْئِيِّ بِمِقْدَارِ 18دَرَجَةً قَوْسِيَّةً .وَلَقَدْ اُعْتُبِرَ هٰذَا الْمِقْدَارُ عِلْمِيًّا وَشَرْعِيًّا مِنْ قِبَلِ الْعُلَمَاءِ فِيْ مُعَظَّمِ الْبُلْدَانِ الْإِسْلَامِيَّةِ وَنُظِمَتِ التَّقَاوِيْمُ عَلٰى اَسَاسِ ذٰلِكَ .وَلٰكِنْ بَعْضَ الدُّوَلِ الْإِسْلَامِيَّةِ مَا زَالَتْ تَعْتَمِدُ بَدْءَ الْفَجْرِ فِي اللَّحْظَةِ الَّتِيْ يَشْكُلُ فَيُهَا مَرْكَزُ قُرْصِ الشَّمْسِ مَعَ اَعْلَى الْاُفُقِ الشَّرْقِيِّ زَاوِيَةَ 19دَرَجَةً قُوْسِيَّةً وَبَدْءَ الْعِشَاءِ فِي اللَّحْظَةِ الَّتِيْ يُصْبِحُ فِيْهَا مَرْكَزُ قُرْصِ الشَّمْسِ تَحْتَ الْاُفُقِ الْغَرْبِيِّ بِمِقْدَارِ 17دَرَجَةً قَوْسِيَّةً مُعْتَمِدِيْنِ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى اَقْوَالِ بَعْضِ الْمَذَاهِبِ الْإِسْلَامِيَّةِ(الجزيرة ،الجمعة , 10شعبان 1422، Friday 26th October,2001،الطبعةالاولى ،العدد 10620،لاحمد رامى محمودى ،رياض، سعودى عرب)

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب ’’صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق‘‘)

۱؎ وَمن الشُّرُوط النِّيَّة وَهِي شَرط صِحَة الْأَدَاء لِأَن الصَّوْم عبَادَة فَلَا تصح بِدُون النِّيَّة ثمَّ الْكَلَام فِي كَيْفيَّة النِّيَّة وَفِي وَقت النِّيَّة،أما كَيْفيَّة النِّيَّة فَيُنْظر إِن كَانَ الصَّوْم عينا يَكْفِيهِ نِيَّة مُطلق الصَّوْم حَتَّى لَو صَامَ رَمَضَان بنية مُطلق الصَّوْم يَقع على رَمَضَان،وَكَذَا فِي صَوْم التَّطَوُّع إِذا صَامَ مُطلقًا خَارج رَمَضَان

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۵...... اگلے دن کے روزہ کی نیت کا وقت سورج غروب ہونے کے بعد شروع ہوجاتا ہے۔ اس سے پہلے اگلے دن کے روزہ کی نیت کا اعتبار نہیں، کیونکہ رات سورج غروب ہونے پر شروع ہوتی ہے، اوررات اگلے دن کے تابع ہوا کرتی ہے۔

اورروزہ کی نیت رات کوصبح صادق سے پہلے کرلینا مناسب ہے۔ [۱]

مسئلہ نمبر۶...... عام طور پر رمضان کی ہر رات میں مسلمان کے دل میں جو یہ عزم ہوتا ہے کہ وہ صبح کا روزہ رکھے گا، تو یہ عزم ہی نیت کہلاتا ہے، جب تک اس کے خلاف یعنی اگلے دن

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يَقع عَن النَّفل لِأَن الْوَقْت مُتعَيّن للنفل شرعا،وَكَذَا فِي النّذر إِذا كَانَ الْوَقْت معينا بِأَن نذر صَوْم شهر رَجَب وَنَحْوه إِذا صَامَ مُطلقًا فِيهِ يَقع عَن الْمَنْذُور،وَهَذَا عندنَا،وعندالشافعى صَوْم الْفَرْض وَالْوَاجِب لَا يَصح بِدُون نِيَّة الْفَرْض وَالْوَاجِب وَأما التَّطَوُّع فَيصح بِمُطلق النِّيَّة(تحفة الفقهاء ج ۱ ص ۳۴۲، كتاب الصوم)

قُلْت :وَحَاصِلُهُ أَنَّ النِّيَّةَ الَّتِي هِيَ الْإِرَادَةُ الْجَازِمَةُ لَمَّا كَانَتْ لَا تَتَحَقَّقُ إلَّا بِتَصَوُّرِ الْمُرَادِ وَعِلْمِهِ وَكَانَ ذَلِكَ شَرْطًا لِصِحَّتِهَا شَرْعًا وَلَازِمًا لَهَا لُغَةً اُقْتُصِرَ عَلَيْهِ (قَوْلُهُ وَالْمُعْتَبَرُ فِيهَا عَمَلُ الْقَلْبِ) أَيْ أَنَّ الشَّرْطَ الَّذِي تَتَحَقَّقُ بِهِ النِّيَّةُ وَيُعْتَبَرُ فِيهَا شَرْعًا الْعِلْمُ بِالشَّيْءِ بَدَاهَةً النَّاشِئُ ذَلِكَ الْعِلْمُ عَنْ الْإِرَادَةِ الْجَازِمَةِ لَا مُطْلَقُ الْعِلْمِ وَلَا مُجَرَّدُ الْقَوْلِ بِاللِّسَانِ .وَالْحَاصِلُ أَنَّ مَعْنَى النِّيَّةِ الْمُعْتَبَرَ فِي الشَّرْعِ هُوَ الْعِلْمُ الْمَذْكُورُ، وَهَذَا مَعْنَى مَا نُقِلَ عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ كَمَا قَدَّمْنَاهُ؟ وَأَمَّا قَوْلُهُمْ لَا يَصِحُّ تَفْسِيرُ النِّيَّةِ بِالْعِلْمِ فَالْمُرَادُ بِهِ مُطْلَقُ الْعِلْمِ الْخَالِي عَنْ الْقَصْدِ بِقَرِينَةِ الِاعْتِرَاضِ الْمَارِّ فَافْهَمْ، لَكِنْ فِي جَعْلِهِ الْعِلْمَ مِنْ أَعْمَالِ الْقَلْبِ مُسَامَحَةٌ لِأَنَّ الْعِلْمَ مِنْ الْكَيْفِيَّاتِ النَّفْسَانِيَّةِ كَمَا حُقِّقَ فِي مَوْضِعِهِ (ردالمحتار، ج ا ص ۴۱۵، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة)

(قَوْلُهُ :بِنِيَّةٍ) قَالَ فِي الِاخْتِيَارِ النِّيَّةُ شَرْطٌ فِي الصَّوْمِ وَهِيَ أَنْ يَعْلَمَ بِقَلْبِهِ أَنَّهُ يَصُومُ وَلَا يَخْلُو مُسْلِمٌ عَنْ هَذَا فِي لَيَالِي شَهْرِ رَمَضَانَ، وَلَيْسَتْ النِّيَّةُ بِاللِّسَانِ شَرْطًا (ردالمحتار، ج ۲ ص ۳۷۷ كتاب الصوم)

[۱] وَلَا خِلَافَ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا وَهُوَ غُرُوبُ الشَّمْسِ وَاخْتَلَفُوا فِي آخِرِهِ كَمَا يَأْتِي .اهـ.وَسَيَأْتِي بَيَانُ مَا يُبْطِلُهَا(ردالمحتار، ج ۲ ص ۳۷۷ كتاب الصوم)

وَأَمَّا الْكَلَامُ فِي وَقْتِ النِّيَّةِ فَلَا خِلَافَ فِي أَنَّ أَوَّلَهُ مِنْ وَقْتِ غُرُوبِ الشَّمْسِ؛ لِأَنَّ الْأَصْلَ فِي الْعِبَادَاتِ اقْتِرَانُ النِّيَّةِ بِحَالِ الشُّرُوعِ فِي الصَّوْمِ إلَّا أَنَّ وَقْتَ الشُّرُوعِ فِي الصَّوْمِ وَقْتٌ مُشْتَبَهٌ لَا يَعْرِفُهُ إلَّا مَنْ يَعْرِفُ النُّجُومَ وَسَاعَاتِ اللَّيْلِ، وَهُوَ مَعَ ذَلِكَ وَقْتُ نَوْمٍ وَغَفْلَةٍ وَالْمُتَهَجِّدُ بِاللَّيْلِ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَنَامَ سَحَرًا فَلِدَفْعِ الْحَرَجِ جَوَّزَ لَهُ بِنِيَّةٍ مُتَقَدِّمَةٍ عَلَى حَالَةِ الشُّرُوعِ، وَإِنْ كَانَ غَافِلًا عَنْهُ عِنْدَ الشُّرُوعِ بِأَنْ تُجْعَلَ تِلْكَ النِّيَّةُ كَالْقَائِمَةِ حُكْمًا فَأَمَّا النِّيَّةُ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ لِصَوْمِ رَمَضَانَ تَجُوزُ فِي قَوْلِ عُلَمَائِنَا رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى وَعَلَى قَوْلِ الشَّافِعِيِّ -رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى -لَا تَجُوزُ (المبسوط للسرخسى، ج ۳، ص ۶۱، وص ۶۲، كتاب الصوم)

روزہ نہ رکھنے کی نیت نہ ہو، یہ عزم بھی نیت ہی کہلائے گا۔ ۱؎

مسئلہ نمبر ۷...... صبح صادق سے پہلے یا رات کو کسی وقت سحری کھانا بھی روزہ کی نیت کے قائم مقام ہے، البتہ اگر سحری کھاتے ہوئے نیت ہے کہ صبح روزہ نہ رکھوں گا تو پھر یہ سحری روزہ کی نیت کے قائم مقام نہیں ہوگی۔ ۲؎

مسئلہ نمبر ۸...... اگر کسی نے رات کو کسی وقت روزہ کی نیت نہیں کی، یہاں تک کہ طلوعِ فجر ہوگئی، تو فقہائے احناف کے نزدیک رمضان کے روزہ کی نیت ضحوۂ کبریٰ سے پہلے پہلے کرنا جائز ہے، بشرطیکہ طلوعِ فجر سے ابھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو، اور اس کے بعد نیت کرنا معتبر نہیں۔ ۳؎

۱؎ (قَوْلُهُ :بِنِيَّةٍ) قَالَ فِي الِاخْتِيَارِ النِّيَّةُ شَرْطٌ فِي الصَّوْمِ وَهِيَ أَنْ يَعْلَمَ بِقَلْبِهِ أَنَّهُ يَصُومُ وَلَا يَخْلُو مُسْلِمٌ عَنْ هَذَا فِي لَيَالِي شَهْرِ رَمَضَانَ، وَلَيْسَتْ النِّيَّةُ بِاللِّسَانِ شَرْطًا (ردالمحتار، ج۲ص۳۷۷ کتاب الصوم)

اعلم أن النية شرط فی الصوم، وهو أن يعلم بقلبه أنه يصوم، ولا يخلو مسلم عن هذا فی ليالی شهر رمضان، وليست النية باللسان شرطا، ولا خلاف فی أول وقتها، وهو غروب الشمس .واختلفوا فی آخره علی ما نبينه إن شاء الله تعالی(الاختيار لتعليل المختار،ج۱ص۱۲۶، کتاب الصوم)

۲؎ وَفِي الْبَحْرِ عَنْ الظَّهِيرِيَّةِ أَنَّ التَّسَحُّرَ نِيَّةٌ (ردالمحتار، ج۲ص۳۷۷ کتاب الصوم)

(قَوْلُهُ وَصَحَّ صَوْمُ رَمَضَانَ وَالنَّذْرُ الْمُعَيَّنُ وَالنَّفَلُ بِنِيَّةٍ مِنْ اللَّيْلِ إلَى مَا قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ) شُرُوعٌ فِي بَيَانِ النِّيَّةِ الَّتِي هِيَ شَرْطُ الصِّحَّةِ لِكُلِّ صَوْمٍ، وَعَرَّفَهَا فِي الْمُحِيطِ بِأَنْ يَعْرِفَ بِقَلْبِهِ أَنَّهُ صَوْمٌ، وَوَقْتُهَا بَعْدَ الْغُرُوبِ، وَلَا يَجُوزُ قَبْلَهُ، وَالتَّسَحُّرُ نِيَّةٌ كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ (البحرالرائق، ج۲، ص۲۷۹، کتاب الصوم، اقسام الصوم)

۳؎ مبيح للأكل والشرب والجماع فی ليالی رمضان إلی طلوع الفجر، ثم الأمر بالصيام عنها بعد طلوع الفجر متأخر عنه، لأن كلمة :ثم، للتعقيب مع التراخی، فكان هذا أمرا بالصيام متراخيا عن أول النهار، والأمر بالصوم أمر بالنية إذ لا صوم شرعا بدون النية، فكان أمرا بالصوم بنية متأخرة عن أول النهار، وقد أتی به، فيخرج عن العهدة.

وفيه :دلالة أن الإمساك فی أول النهار يقع صوما، وجدت فيه النية أو لم توجد، لأن إتمام الشیء يقتضی سابقة وجود بعض شیء منه، فإذا شرطنا النية فی أول الليل بخبر الواحد يكون نسخا لمطلق الكتاب، فلا يجوز ذلک، فحينئذ يحمل ذلک علی الصيام الخاص المعين، وهو الذی ذكرناه، لأن مشروع الوقت فی هذا متنوع، فيحتاج إلی التعيين بالنية، بخلاف شهر رمضان لأن الصوم فيه غير متنوع، فلا يحتاج فيه إلی التعيين، وكذلک النذر المعين فهذا هو السر الخفی فی هذا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کا وقت صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک ہے، جس کا آدھا وقت ضحوۂ کبریٰ پر ہوتا ہے۔

اور ضحوۂ کبریٰ صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک کے بالکل درمیانی وقت کا نام ہے، جو زوال سے کچھ پہلے ہوتا ہے، اگر اس سے پہلے پہلے رمضان کے روزہ کی نیت کر لی جائے، تو اکثر کو کُل کا حکم دیتے ہوئے حنفی فقہائے کرام نے رمضان کے روزہ کو ضرورت کی وجہ سے درست قرار دیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التخصيص الذى استبدعه من لا وقوف له على دقائق الكلام، ومدارك استخراج المعانى من النصوص، ولم يكتف المدعى بعد هذا الكلام لبعد إدراكه حتى ادعى الأبعدية فى تفرقة الطحاوى بين صوم الفرض وصوم التطوع، فهذه دعوى باطلة لأن حامل الطحاوى على هذه التفرقة ما رواه مسلم، وأبو داود والترمذى من حديث عائشة، رضى الله تعالى عنها، (قالت :قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم :يا عائشة (هل عندكم شىء ؟ قالت :فقلت :لا يا رسول الله ما عندنا شىء) قال :فإنى صائم) ، وبنحوه روى عن على وابن مسعود وابن عباس وأبى طلحة، رضى الله تعالى عنهم، ثم إن هذا القائل نقل عن إمام الحرمين كلاما لا يوجد أسمج منه، لأن من يتعقب كلام أحد إن لم يذكر وجهه بما يقبله العلماء ، يكون كلامه هو غثاء لا أصل له، وأجاب بعض أصحابنا عن الحديث المذكور، أعنى :حديث حفصة، رضى الله تعالى عنها، بعد التسليم بصحته وسلامته عن الاضطراب بأنه محمول على نفى الفضيلة والكمال، كما فى قوله صلى الله عليه وسلم :(لا صلاة لجار المسجد إلا فى المسجد)(عمدة القارى، ج١٠ ص٣٠٥،٣٠٦،باب إذا نوى بالنهار صوما)

اور بعض فقہائے کرام کے نزدیک درج ذیل حدیث کی وجہ سے رمضان کے روزہ کی نیت صبح صادق سے پہلے کرنا ضروری ہے۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ، فَلَا صِيَامَ لَهُ(سنن أبى داود، رقم الحديث ٢٤٥٤)

[1] ضحوۂ کبریٰ کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ طلوعِ فجر یا اختتامِ سحر اور سورج غروب ہونے یا بالفاظِ دیگر افطار کا وقت معلوم کر کے اس درمیان کے پورے وقت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں۔ پہلے نصف حصے کا آخری وقت ضحوۂ کبریٰ ہوگا، اس سے پہلے پہلے رمضان کی نیت کرنا درست ہے۔

(قَوْلُهُ :فَلَا تَصِحُّ قَبْلَ الْغُرُوبِ) فَلَوْ نَوَى قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ أَنْ يَكُونَ صَائِمًا غَدًا ثُمَّ نَامَ أَوْ أُغْمِيَ عَلَيْهِ أَوْ غَفَلَ حَتَّى زَالَتْ الشَّمْسُ مِنْ الْغَدِ لَمْ يَجُزْ وَإِنْ نَوَى بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ جَازَ خَانِيَّةٌ وَفِيهَا وَإِنْ نَوَى مَعَ طُلُوعِ الْفَجْرِ جَازَ؛ لِأَنَّ الْوَاجِبَ قِرَانُ النِّيَّةِ بِالصَّوْمِ لَا تَقَدُّمُهَا (قَوْلُهُ :إلَى الضَّحْوَةِ الْكُبْرَى) الْمُرَادُ بِهَا نِصْفُ النَّهَارِ الشَّرْعِيِّ وَالنَّهَارُ الشَّرْعِيُّ مِنْ اسْتِطَارَةِ الضَّوْءِ فِي أُفُقِ الْمَشْرِقِ إلَى غُرُوبِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۹ ...... فقہائے احناف کے نزدیک جنون یا بیہوشی روزہ کے خلاف نہیں، البتہ مجنون یا بیہوش کے روزہ کی نیت کرنا معتبر نہیں ہوتا، اس لئے اگر کسی کو رمضان کی رات میں کسی وقت

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الشَّمْسِ وَالْغَايَةُ غَيْرُ دَاخِلَةٍ فِي الْمُغَيَّا كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ الْمُصَنِّفُ بِقَوْلِهِ لا عِنْدَهَا .اهـ ح وَعَدَلَ عَنْ تَعْبِيرِ الْقُدُورِيِّ وَالْمَجْمَعِ وَغَيْرِهِمَا بِالزَّوَالِ لِضَعْفِهِ؛ لِأَنَّ الزَّوَالَ نِصْفُ النَّهَارِ مِنْ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَوَقْتِ الصَّوْمِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ كَمَا فِي الْبَحْرِ عَنْ الْمَبْسُوطِ قَالَ فِي الْهِدَايَةِ وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ الْأَصَحُّ؛ لِأَنَّهُ لا بُدَّ مِنْ وُجُودِ النِّيَّةِ فِي أَكْثَرِ النَّهَارِ وَنِصْفُهُ مِنْ وَقْتِ طُلُوعِ الْفَجْرِ إلَى وَقْتِ الضَّحْوَةِ الْكُبْرَى لا وَقْتَ الزَّوَالِ فَتُشْتَرَطُ النِّيَّةُ قَبْلَهَا لِتَتَحَقَّقَ فِي الْأَكْثَرِ .اهـ. وَفِي شَرْحِ الشَّيْخِ إسْمَاعِيلَ وَمِمَّنْ صَرَّحَ بِأَنَّهُ الْأَصَحُّ فِي الْعَتَّابِيَّةِ وَالْوِقَايَةِ وَعَزَاهُ فِي الْمُحِيطِ إلَى السَّرَخْسِيِّ وَهُوَ الصَّحِيحُ كَمَا فِي الْكَافِي وَالتَّبْيِينِ اهـ وَتَظْهَرُ ثَمَرَةُ الِاخْتِلَافِ فِيمَا إذَا نَوَى عِنْدَ قُرْبِ الزَّوَالِ كَمَا فِي التَّتَارْخَانِيَّة عَنْ الْمُحِيطِ وَبِهِ ظَهَرَ أَنَّ قَوْلَ الْبَحْرِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ الِاخْتِلَافَ فِي الْعِبَارَةِ لا فِي الْحُكْمِ غَيْرُ ظَاهِرٍ .(تَنْبِيهٌ) قَدْ عَلِمْت أَنَّ النَّهَارَ الشَّرْعِيَّ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ إلَى الْغُرُوبِ وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ قُطْرٍ نِصْفُ نَهَارِهِ قَبْلَ زَوَالِهِ بِنِصْفِ حِصَّةِ فَجْرِهِ فَمَتَى كَانَ الْبَاقِي لِلزَّوَالِ أَكْثَرَ مِنْ هَذَا النِّصْفِ صَحَّ وَإِلَّا فَلَا تَصِحُّ النِّيَّةُ فِي مِصْرَ وَالشَّامِ قَبْلَ الزَّوَالِ بِخَمْسِ عَشْرَةَ دَرَجَةً لِوُجُودِ النِّيَّةِ فِي أَكْثَرِ النَّهَارِ؛ لِأَنَّ نِصْفَ حِصَّةِ الْفَجْرِ لا تَزِيدُ عَلَى ثَلاثَ عَشْرَةَ دَرَجَةً فِي مِصْرَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَنِصْفٍ فِي الشَّامِ فَإِذَا كَانَ الْبَاقِي إلَى الزَّوَالِ أَكْثَرَ مِنْ نِصْفِ هَذِهِ الْحِصَّةِ وَلَوْ بِنِصْفِ دَرَجَةٍ صَحَّ الصَّوْمُ كَذَا حَرَّرَهُ شَيْخُ مَشَايِخِنَا السَّائِحَانِيُّ -رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى .-(تَتِمَّةٌ)قَالَ فِي السِّرَاجِ :وَإِذَا نَوَى الصَّوْمَ مِنْ النَّهَارِ يَنْوِي أَنَّهُ صَائِمٌ مِنْ أَوَّلِهِ حَتَّى لَوْ نَوَى قَبْلَ الزَّوَالِ أَنَّهُ صَائِمٌ فِي حِينِ نَوَى لا مِنْ أَوَّلِهِ لا يَصِيرُ صَائِمًا (ردالمحتار، ج۲ ص۳۷۷، کتاب الصوم)

(تَنْبِيْهٌ) : اِعْلَمْ أَنَّ كُلَّ قُطْرٍ نِصْفُ نَهَارِهٖ قَبْلَ زَوَالِهٖ بِقَدْرِ نِصْفِ حِصَّةِ فَجْرِهٖ فَمَتٰى كَانَ الْبَاقِيَ لِلزَّوَالِ أَكْثَرَ مِنْ هٰذَا النِّصْفِ صَحَّ وَإِلَّا فَلَا فَفِيْ مِصْرَ وَالشَّامِ تَصِحُّ النِّيَّةُ قَبْلَ الزَّوَالِ بِخَمْسَ عَشْرَةَ دَرَجَةً لِوُجُوْدِ النِّيَّةِ فِيْ أَكْثَرِ النَّهَارِ ؛ لِأَنَّ نِصْفَ حِصَّةِ الْفَجْرِ لا تَزِيْدُ عَلٰى ثَلَاثَ عَشْرَةَ دَرَجَةً فِيْ مِصْرَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَنِصْفٍ فِي الشَّامِ فَإِذَا كَانَ الْبَاقِيَ إِلَى الزَّوَالِ أَكْثَرَ مِنْ نِصْفِ هٰذِهِ الْحِصَّةِ ، وَلَوْ بِنِصْفِ دَرَجَةٍ صَحَّ الصَّوْمُ كَذَا حَرَّرَهُ شَيْخُ مَشَايِخِنَا إِبْرَاهِيْمُ السَّائِحَانِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى (منحة الخالق على البحر الرائق ،اقسام الصوم ج۲ ص۲۶۰)

علامہ شامی رحمہ اللہ کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ نہارِ شرعی صبح صادق سے لے کر غروب تک ہوتا ہے، اور صبح صادق اور طلوع کے درمیان جتنا وقت ہوتا ہے، جب زوال ہونے میں اس کی نصف مقدار سے زیادہ باقی ہو (خواہ نصف درجہ یعنی تقریباً دو منٹ ہی کیوں نہ زیادہ ہو) اس وقت تک روزے کی نیت کرنا درست ہے، اور اگر مذکورہ مقدار سے کم باقی ہو (خواہ نصف درجہ ہی کیوں نہ ہو) تو روزہ کی نیت کرنا درست نہیں۔ پھر علامہ شامی رحمہ اللہ نے آگے مصر وشام کے بارے میں جو تفصیل بیان فرمائی، اس کے مطابق فجر کے وقت کا نصف مصر میں 13 درجے یعنی تقریباً 52 منٹ سے اور شام میں ساڑھے چودہ درجے یعنی تقریباً 58 منٹ سے زیادہ نہیں ہوتا۔

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

جنون یا بیہوشی طاری ہوگئی تو اگر ضحوۂ کبریٰ سے پہلے پہلے ہوش میں آ کر اُس نے روزہ کی نیت کرلی تو اس کا روزہ درست ہوجائے گا، بشرطیکہ صبح سے اب تک کچھ کھایا پیا نہ ہو، اور روزہ کے خلاف کوئی عمل نہ پایا گیا ہو۔ ل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جس کا مطلب یہ ہے کہ ملکِ مصر میں فجر کا زیادہ سے زیادہ عرضِ بلد کے اعتبار سے وقت ایک گھنٹہ اور تقریباً چوالیس منٹ اور ملکِ شام میں زیادہ سے زیادہ عرضِ بلد کے اعتبار سے ایک گھنٹہ تقریباً چھپن منٹ ہوتا ہے۔

اور مذکورہ وقت کا یہ حساب 18 درجے زیرِ اُفق پر صادق آتا ہے، نہ کہ 15 درجے زیرِ اُفق پر۔

ملکِ مصر کا انتہائی شمالی عرض البلد کا علاقہ ''الخشو'' (Al Khushu) ہے، جس کا عرض البلد 31.36 اور طول البلد 31.01 درجہ شمالی ہے، اس مقام پر اطولِ ایام یعنی 21 جون کو 18 درجہ زیرِ افق کے مطابق صبح صادق تین بجکر بارہ منٹ (3:12AM) پر اور طلوعِ آفتاب چار بجکر باون منٹ (4:52AM) پر ہے، اور یہ فاصلہ ایک گھنٹہ چالیس منٹ بنتا ہے، جو کہ علامہ شامی رحمہ اللہ کے بیان کردہ درجات کے حساب سے کوئی قابلِ ذکر تفاوت نہیں، کیونکہ علامہ شامی کی فی درجہ سے مراد 4 منٹ ہے، اور جب متعدد درجات کا ذکر ہو تو درمیان میں منٹوں کے کسور کے تفاوت کی رعایت نہیں ہوتی، اور پہلے دور میں کمپیوٹر اور دوسرے جدید ذرائع نہ ہونے کی وجہ سے چند منٹوں کا تفاوت کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں، نیز صبح صادق اور زوال میں ایک دو منٹ کی احتیاط شامل کرنے اور عرصۂ دراز کے بعد چند منٹوں کا فرق فنی لحاظ سے ممکن ہے۔

''الخشو'' کے 21 جون کی تاریخ میں 18 درجہ زیرِ افق کے مطابق اوقات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

Isha	S.Set	Asr	Asr shafi	Zawal	S.R	Fajr	Date
8:44PM	7:04PM	4:54PM	03:37PM	11:58AM	4:52AM	3:12AM	21

اور ملکِ شام کا انتہائی شمالی عرض البلد کا علاقہ ''القمشلی'' (Al qamishli) ہے، جس کا عرض البلد 37.03 اور طول البلد 41.14 درجہ شمالی ہے، اس مقام پر اطولِ ایام یعنی 21 جون کو 18 درجہ زیرِ افق کے مطابق صبح صادق دو بجکر تین منٹ (2:03AM) پر اور طلوعِ آفتاب تین بجکر چھپن منٹ (3:56AM) پر ہے، اور یہ فاصلہ ایک گھنٹہ ترپن منٹ بنتا ہے، جس میں صرف 3 منٹ کا فرق ہے، جو کہ علامہ شامی رحمہ اللہ کے بیان کردہ درجات کے حساب سے کوئی قابلِ ذکر تفاوت نہیں، جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی۔

''القمشلی'' کے 21 جون کی تاریخ میں 18 درجہ زیرِ افق کے مطابق اوقات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

Isha	S.Set	Asr	Asr shafi	Zawal	S.R	Fajr	Date
8:31pm	6:38pm	4:24pm	3:09pm	11:17am	3:56am	2:03am	21

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب ''صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق'')

ل وَحَاصِلُ الْجَوَابِ :أَنَّ الْجُنُونَ لَا يُنَافِي الصَّوْمَ إِنَّمَا يُنَافِي شَرْطَهُ أَعْنِي النِّيَّةَ وَهِيَ قَدْ وُجِدَتْ فِي هَذِهِ الصُّورَةِ (ردالمحتار، ج۲، ص ۴۰۵، کتاب الصوم، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۱۰...... رمضان کے روزوں کی نیت اگر یہ مقرر کر کے کی جائے کہ وہ رمضان کا فرض روزہ رکھتا ہے، تو بھی صحیح ہے۔

اور اگر صرف اتنی نیت کی کہ وہ روزہ رکھتا ہے، اور رمضان کے روزہ کی فرضیت کا استحضار نہیں ہوا، تب بھی اس نیت کے ساتھ رمضان کا فرض روزہ ادا ہو جائے گا۔ [1]

مسئلہ نمبر۱۱...... عوام میں روزہ کی نیت کے جو یہ الفاظ مشہور ہیں کہ:

بِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

''یعنی میں صبح رمضان کے مہینہ کے روزہ کی نیت کرتا ہوں''

یہ سنت سے ثابت نہیں ہیں، اور نیت درحقیقت زبان سے الفاظ ادا کرنے کا نام نہیں، جیسا کہ پہلے گزرا؛ بلکہ دل میں ارادہ کر لینے کا نام ہے۔

لہٰذا ان الفاظ کو سنت نہیں سمجھنا چاہیے۔

البتہ فقہائے کرام کے نزدیک اگر دل میں نیت کے ساتھ ساتھ کوئی دل کی نیت کی پختگی اور استحضار کے لئے زبان سے بھی الفاظ ادا کر لے، تو اس میں بھی حرج نہیں ہے، لیکن الفاظ کو ہی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت أَرَأَيْت إِن أصبح فِي شهر رَمَضَان يَنْوِى الْإِفْطَار غير أَنه لم يَأْكُل وَلم يشرب قَالَ عَلَيْهِ قَضَاء ذَلِك الْيَوْم قلت فَإِن نوى الصَّوْم قبل أَن ينتصف النَّهَار قَالَ يجْزِيه قلت لم جعلت عَلَيْهِ قَضَاء ذَلِك الْيَوْم قَالَ أَرَأَيْت مَرِيضا لَا يَسْتَطِيع الصّيام أصبح يَنْوِى الْإِفْطَار وَكَانَ على ذَلِك إِلَى اللَّيْل غير أَنه لم يَأْكُل وَلم يشرب لِأَنَّهُ لم يشته الطَّعَام وَلَا الشَّرَاب أَيكُون هَذَا صَائِما قلت لَا قَالَ فَهَذَا وَذَاك سَوَاء قلت أَرَأَيْت رجلا فِي أَرض الْحَرْب مر بِهِ شهر رَمَضَان وَهُوَ لَا يعلم بِهِ وَلَا يَنْوِى صَوْمه وَنوى الْفطر فِيهِ غير أَنه لَا يجد طَعَاما وَلَا شرابًا أيجزيه هَذَا من صِيَام شهر رَمَضَان قَالَ لَا وَهَذَا وَذَاك سَوَاء قلت أَرَأَيْت هَذَا الَّذِى أصبح مُفطرا إِن ظن أَن نِيَّته قد أفسدت عَلَيْهِ صَوْمه وَأُفْتِى بذلك فَأكل قبل أَن ينتصف النَّهَار أَو شرب أَو جَامع

قَالَ عَلَيْهِ الْقَضَاء وَلَا كَفَّارَة عَلَيْهِ قلت لم ألقيت عَنهُ الْكَفَّارَة قَالَ للشُّبْهَة الَّتِى دخلت (الأصل المعروف بالمبسوط للامام محمد الشيبانى، ج ۲، ص ۲۲۸، كتاب الصَّوْم)

[1] (قَوْلُهُ :وَبِمُطْلَقِ النِّيَّةِ) أَىْ مِنْ غَيْرِ تَقْيِيدٍ بِوَصْفِ الْفَرْضِ أَوْ الْوَاجِبِ أَوْ السُّنَّةِ ؛ لِأَنَّ رَمَضَانَ مِعْيَارٌ لَمْ يُشْرَعْ فِيهِ صَوْمٌ آخَرُ فَكَانَ مُتَعَيِّنًا لِلْفَرْضِ وَالْمُتَعَيِّنُ لَا يَحْتَاجُ إلَى التَّعْيِينِ وَالنَّذْرُ الْمُعَيَّنُ مُعْتَبَرٌ بِإِيجَابِ اللَّهِ تَعَالَى فَيُصَامُ كُلٌّ بِمُطْلَقِ النِّيَّةِ إمْدَادٌ (ردالمحتار، ج ۲ ص ۳۷۸، كتاب الصوم)

اصل نیت یا مسنون سمجھنا غلط ہے۔ ۱؎

مسئلہ نمبر ۱۲...... اگر کسی نے دل میں روزہ کی نیت کی، اور ساتھ ہی زبان سے ان شاء اللہ کہہ دیا، اور اس ان شاء اللہ سے مقصد روزہ پر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور استعانت کا حاصل کرنا ہے، تو بھی روزہ کی نیت درست ہوجائے گی۔ ۲؎

مسئلہ نمبر ۱۳...... رات کو روزہ کی نیت کی پھر رات ہی کو نیت بدل گئی اور پختہ ارادہ کرلیا کہ صبح کو روزہ نہیں رکھوں گا تو روزہ کی نیت ختم ہوگئی، اب اگر اس نے دوبارہ روزہ کی نیت کے بغیر

۱؎ وأما ما اشتهر على الألسنة "اللهم لك صمت وبك آمنت وعلى رزقك أفطرت "فزيادة، (وبك آمنت) لا أصل لها وإن كان معناها صحيحا، وكذا زيادة (وعليك توكلت ولصوم غد نويت بل النية باللسان من البدعة الحسنة (مرقاة، ج۴ص۱۳۸۷، كتاب الصوم، باب في مسائل متفرقة)

۲؎ وإذا قال :نويت أن أصوم غداً إن شاء الله، أو قال :أصوم غداً بمشيئة الله، فلا رواية في هذه المسألة عن أصحابنا قال شمس الأئمة الحلواني رحمه الله :وفيها قياس واستحسان؛ القياس أن لا يصير صائماً؛ لأن بالاستثناء تبطل النية، و في الاستحسان يصير صائماً؛ لأن قوله :إن شاء الله ههنا ليس على معنى حقيقة الاستثناء ؛ بل هو على معنى الاستعانة، وطلب التوفيق حتى لو أراد به حقيقة الاستثناء نقول:انه لايصير صائما وإن نوى أن يفطر غداً، إن دعى إلى دعوة، وإن لم يدع يصوم، لا يصير صائماً بهذه النية، وإن لم يدع.ونظيره ما في نية صوم يوم الشك أكل السحر يكون نية الصوم هكذا حكى عن نجم الدين عمر النسفي رحمه الله (المحيط البرهاني، ج۲، ص ۳۸۰، و ۳۸۱، كتاب الصوم، الفصل الثالث في النية)

وَفِي جَوَامِعِ الْفِقْهِ قَالَ نَوَيْت أَنْ أَصُومَ غَدًا إنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى صَحَّتْ نِيَّتُهُ لِأَنَّ النِّيَّةَ عَمَلُ الْقَلْبِ دُونَ اللِّسَانِ فَلَا يَعْمَلُ فِيهِ الِاسْتِثْنَاءُ وَفِي الذَّخِيرَةِ ذَكَرَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحَلْوَانِيُّ أَنَّهُ لَا رِوَايَةَ لِهَذِهِ الْمَسْأَلَةِ وَفِيهَا قِيَاسٌ وَاسْتِحْسَانٌ الْقِيَاسِ أَنْ لَا يَصِيرَ صَائِمًا كَالطَّلَاقِ وَالْعَتَاقِ وَالْبَيْعِ وَفِي الِاسْتِحْسَانِ يَصِيرُ صَائِمًا لِأَنَّهُ لَا يُرَادُ الْإِبْطَالُ بَلْ هُوَ لِلِاسْتِعَانَةِ وَطَلَبًا لِلتَّوْفِيقِ وَالْفَرْقُ مَا ذَكَرَهُ الْعَتَّابِيُّ قَالَ الْمَرْغِينَانِيُّ هُوَ الصَّحِيحُ وَبِهِ قَالَ أَحْمَدُ وَالشَّافِعِيُّ فِي وَجْهٍ انْتَهَى غَايَةٌ مُلَخَّصًا (حاشية الشِّلْبِيِّ على تبيين الحقائق، ج ۱، ص۳۱۶، كتاب الصوم)

وَلَوْ نَوَى لَيْلًا بِأَنْ يَصُومَ غَدًا ثُمَّ عَزَمَ فِي اللَّيْلِ عَلَى الْفِطْرِ لَمْ يَصِرْ صَائِمًا ثُمَّ إذَا أَفْطَرَ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ إنْ لَمْ يَكُنْ رَمَضَانُ، وَلَوْ نَوَى الصَّائِمُ الْفِطْرَ لَمْ يُفْطِرْ حَتَّى يَأْكُلَ، وَلَوْ قَالَ نَوَيْت صَوْمَ غَدٍ إنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى فَعَنْ الْحَلْوَانِيِّ يَجُوزُ اسْتِحْسَانًا؛ لِأَنَّ الْمَشِيئَةَ تُبْطِلُ اللَّفْظَ وَالنِّيَّةُ فِعْلُ الْقَلْبِ وَصَحَّحَهُ فِي الظَّهِيرِيَّةِ(مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، ج ۱، ص ۲۳۴، كِتَابُ الصَّوْمِ)

یوں ہی کھائے پیئے بغیر سارا دن گزار دیا تو روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ ۱؎

مسئلہ نمبر۱۴...... اگر رات کو روزہ کی نیت کر کے سوگیا (کہ صبح کو روزہ رکھوں گا) پھر صبح صادق ہونے سے پہلے اُٹھ کر کچھ کھا پی لیا، مگر وہ نیت نہیں بدلی، تب بھی نیت میں کوئی خرابی نہیں آئے گی اور روزہ صحیح ہو جائے گا، کیونکہ رات کے وقت کھانا پینا جائز ہے، اور روزہ کے خلاف نہیں۔ ۲؎

مسئلہ نمبر۱۵...... اگر روزہ رکھنے کے بعد دل میں روزہ توڑنے اور ختم کرنے کا ارادہ کرلیا تو صرف ارادہ کرلینے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ روزہ توڑنے والا کوئی فعل نہ پایا جائے۔ ۳؎

۱؎ وإن نوى في الليل أن يصوم غداً ثم بدا له في الليل أن لا يصوم، وعزم على ذلك، ثم أصبح من الغد وأمسك، ولم ينو الصوم لا يعتبر صائماً؛ لأن عزيمته انتقضت بالرجوع عنها، وبعد ذلك لم توجد العزيمة أصلاً، فإذا أصبح في رمضان لا ينوي صوماً، ولا فطراً، وهو يعلم أنه من رمضان ذكر شمس الأئمة الحلواني عن الفقيه أبي جعفر رحمه الله : عن أصحابنافي صيرورته صائماً روايتين، والأظهر أنه لا يصير صائماً ما لم ينو الصوم قبل انتصاف النهار(المحيط البرهاني، ج۲، ص ۳۸۰، كتاب الصوم، الفصل الثالث في النية)

۲؎ وَلَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَوْ جَامَعَ أَوْ نَامَ بَعْدَ النِّيَّةِ لَا تَبْطُلُ نِيَّتُهُ وَحَكَى الْأَكْثَرُونَ مِنْ الشَّافِعِيَّةِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيِّ أَنَّهَا تَبْطُلُ وَيَجِبُ تَجْدِيدُهَا قَالَ إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ رَجَعَ الْمَرْوَزِيُّ عَنْ هَذَا عَامَ حَجَّ وَقَالَ الْإِصْطَخْرِيُّ هَذَا خَرْقٌ لِلْإِجْمَاعِ (حاشية الشِّلْبِيِّ على تبيين الحقائق، ج ۱، ص ۳۱۶، كتاب الصوم)

۳؎ وَفِي جَوَامِعِ الْفِقْهِ والمرغيناني إذَا نَوَى الْإِفْطَارَ بَعْدَ شُرُوعِهِ فِي الصَّوْمِ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ فِطْرًا حَتَّى يَأْكُلَ وَكَذَا لَوْ نَوَى الرُّجُوعَ لَا يَكُونُ رُجُوعًا وَكَذَا لَوْ نَوَى الْكَلَامَ فِي الصَّلَاةِ لَا تَفْسُدُ حَتَّى يَتَكَلَّمَ وَفِي اللَّيْلِ لَوْ نَوَى الْإِفْطَارَ مِنْ الْغَدِ بَعْدَ نِيَّتِهِ يَكُونُ رُجُوعًا ذَكَرَهُ فِي جَوَامِعِ الْفِقْهِ (حاشية الشِّلْبِيِّ على تبيين الحقائق، ج ۱، ص ۳۱۶، كتاب الصوم)

النية إنما تعتبر إذا كانت مقارنة للفعل؛ لأن مجرد العزم عفو، وفعل السفر لا يتحقق إلا بعد الخروج من المصر فما لم يخرج لا يتحقق قران النية بالفعل فلا يصير(بدائع الصنائع، ج ۱ ص ۹۴، فصل بيان مايصير به المقيم)

فَأَما إِذا كَانَ لَهُ مَال للتِّجَارَة وَنوى أَن يكون للبذلة يخرج عَن التِّجَارَة وَإِن لم يَسْتَعْمِلهُ لِأَن التِّجَارَة عمل مَعْلُوم وَلَا يُوجد بِمُجَرَّد النِّيَّة فَلَا يعْتَبر مُجَرّد النِّيَّة فَأَما إِذا نوى الابتذال فقد ترك التِّجَارَة للْحَال فَتكون النِّيَّة مُقَارنَة لعمل هُوَ ترك التِّجَارَة فاعتبرت النِّيَّة(تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج ۱ ص ۲۷۲، باب زكاة اموال التجارة)

اقول: الافطار فعل فلما لم يجد الفعل لايعتبر النية والصوم ترك الفعل فيعتبر بمحض النية، كمافى الاقامة والسفر.

روزہ کو فاسد کرنے اور نہ کرنے والی چیزیں

روزہ کی حقیقت کیونکہ اپنے ارادہ کے ساتھ دن بھر کھانے پینے اور جماع وغیرہ سے رکنا ہے۔ جیسا کہ پہلے گزرا۔

اور بعض چیزیں تو روزہ کی اس حقیقت کو فوت کر دیتی ہیں، اور بعض اس کی حقیقت کو کمزور کر دیتی ہیں، جبکہ بعض چیزیں ایسی ہیں کہ ان سے نہ روزہ کی حقیقت فوت ہوتی، اور نہ کمزور ہوتی، پھر جو چیزیں روزہ کی حقیقت کو فوت کر دیتی ہیں ان میں بعض اوقات روزے دار کی طرف سے کامل جرم پایا جاتا ہے اور بعض اوقات ناقص جرم پایا جاتا ہے۔

فقہائے کرام نے اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے روزہ کے مفسدات ومکروہات اور مباحات کے اعتبار سے تقسیم ودرجہ بندی فرمائی ہے۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ بعض چیزوں سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، یعنی ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ ان میں روزہ کی حقیقت فوت ہو جاتی ہے، اور بعض چیزوں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیونکہ ان میں روزہ کی حقیقت فوت نہیں ہوتی، پھر جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ان میں بعض چیزیں تو ایسی ہیں کہ جن میں رمضان کے روزہ کی قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوتا ہے، کیونکہ ان میں کامل جرم پایا جاتا ہے، اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں صرف قضا واجب ہوتی ہے، کفارہ واجب نہیں ہوتا کیونکہ ان میں ناقص جرم پایا جاتا ہے۔

اور جن چیزوں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، ان میں بعض چیزیں تو ایسی ہیں کہ جن کی وجہ سے روزہ مکروہ ہوتا ہے، کیونکہ ان میں روزہ کی حقیقت تو فوت نہیں ہوتی، البتہ متاثر وکمزور ہو جاتی ہے، اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں روزہ مکروہ بھی نہیں ہوتا، اور وہ چیزیں مباح اور جائز درجہ میں آتی ہیں کیونکہ ان میں نہ تو روزہ کی حقیقت فوت ہوتی ہے اور نہ ہی کمزور ومتاثر ہوتی ہے۔

اس طرح کی چیزیں کیونکہ بہت ساری ہیں، اور ان کو مفسدات، مکروہات ومباحات کی شکل

میں الگ الگ عنوان کے تحت ذکر کرنے میں مبتلیٰ بہ لوگوں کو اپنے مسائل کا حل معلوم کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں، اور اہلِ علم حضرات کو اصولی انداز میں احکام کو منضبط کرنے میں بھی دشواری کا سامنا ہوتا ہے، اس لئے مختلف افعال اور اعضاء کے اعتبار سے عنوانات قائم کر کے احکام کو ذکر کیا جا رہا ہے، تاکہ مسائل کا منضبط کرنا آسان ہو اور مبتلیٰ بہ لوگوں کو اپنے متعلقہ مسائل کا حل معلوم کرنے میں دشواری کا سامنا نہ ہو۔

جماع، بوس وکنار، انزال، احتلام، وغیرہ سے متعلق احکام

روزہ میں ایک حکم جماع وغیرہ سے بچنے کا ہے۔

پہلے اس سلسلہ میں چند دلائل ذکر کئے جاتے ہیں، جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ متعلّقہ مسائل ذکر کئے جائیں گے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَائِکُمْ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۷)

ترجمہ: تمہارے لیے روزوں کی رات میں اپنی عورتوں سے جماع کرنا حلال کیا گیا ہے (سورہ بقرہ)

جب روزوں یعنی رمضان کی رات میں جماع کرنا حلال ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ رمضان میں دن کے وقت جبکہ روزہ کی حالت میں ہو جماع کرنا حرام ہے۔

اور اسی آیت کے آخر میں ان کو اللہ کی حدود بتلا کر ان کے قریب جانے سے بھی منع کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ جو چیزیں جماع کے قریب یا اس کے مثل ہیں، ان سے بھی بچنے کا حکم ہے، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۸۷)

أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِيْ رَمَضَانَ، فَاسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ: لَا، قَالَ: هَلْ تَسْتَطِيْعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ: لَا، قَالَ: فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا (بخاری) ۱؎

ترجمہ: ایک آدمی نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کرلیا، پھراس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ کو غلام میسر ہے؟ (جس کو آپ آزاد کردیں) اس نے عرض کیا کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ کو دو مہینے کے روزے رکھنے کی استطاعت ہے؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر آپ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں (بخاری، مسلم)

بعض روایات میں اس واقعہ کی مزید تفصیل آئی ہے۔ ۲؎

۱؎ رقم الحديث ۶۸۲۱، كتاب الحدود، باب: من أصاب ذنبا دون الحد، فأخبر الإمام، فلا عقوبة عليه بعد التوبة، إذا جاء مستفتيا، واللفظ لهٗ، مسلم، رقم الحديث ۱۱۱۱ "۸۲".

۲؎ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْتُ. قَالَ: وَمَا أَهْلَكَكَ؟، قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً؟، قَالَ: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟، قَالَ: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟، قَالَ: لَا، قَالَ: اجْلِسْ، فَجَلَسَ، فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، وَالعَرَقُ المِكْتَلُ الضَّخْمُ، قَالَ: تَصَدَّقْ بِهِ، فَقَالَ: مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَحَدٌ أَفْقَرَ مِنَّا، قَالَ: فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ، قَالَ: فَخُذْهُ، فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

وَفِي البَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَعَائِشَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: .حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، " وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا الحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ فِي مَنْ أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا مِنْ جِمَاعٍ، وَأَمَّا مَنْ أَفْطَرَ مُتَعَمِّدًا مِنْ أَكْلٍ أَوْ شُرْبٍ، فَإِنَّ أَهْلَ العِلْمِ قَدْ اخْتَلَفُوا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَيْهِ القَضَاءُ، وَالكَفَّارَةُ، وَشَبَّهُوا الأَكْلَ وَالشُّرْبَ بِالجِمَاعِ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ المُبَارَكِ، وَإِسْحَاقَ، وقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَيْهِ القَضَاءُ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ، لِأَنَّهُ إِنَّمَا ذُكِرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الكَفَّارَةُ فِي الجِمَاعِ وَلَمْ تُذْكَرْ عَنْهُ فِي الأَكْلِ وَالشُّرْبِ، وَقَالُوا: لَا يُشْبِهُ الأَكْلُ وَالشُّرْبُ الجِمَاعَ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ "، وقَالَ الشَّافِعِيُّ " :وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلرَّجُلِ الَّذِي أَفْطَرَ فَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ يَحْتَمِلُ هَذَا مَعَانِيَ: يَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الكَفَّارَةُ عَلَى مَنْ قَدَرَ عَلَيْهَا، وَهَذَا رَجُلٌ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الكَفَّارَةِ، فَلَمَّا أَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا وَمَلَكَهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا أَحَدٌ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جلیلُ القدر تابعی حضرت حسن اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ (بخاری) [1]

ترجمہ: اگر کسی نے بھول کر جماع کرلیا، تو اس پر کچھ واجب نہیں (بخاری)

اس قسم کی احادیث وروایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کے مہینے میں روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر جماع کرلے، تو کیونکہ اس میں کامل جرم پایا جاتا ہے، اس لئے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اس پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوتا ہے، اور بھول کر جماع کر لینے کی صورت میں روزہ کی خلاف ورزی لازم نہیں آتی اس لیے روزہ نہیں ٹوٹتا اور کفارہ کی تفصیل آگے مستقل عنوان کے تحت میں آتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں (اپنی ازواجِ مطہرات کا) بوسہ لے لیا کرتے تھے، اور (ہاتھ وغیرہ سے جسم کو) چھولیا کرتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مقابلہ میں اپنے اوپر قابو رکھ کر ضرورت پوری کرنے پر زیادہ قادر تھے (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنَّا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ، لِأَنَّ الْكَفَّارَةَ إِنَّمَا تَكُونُ بَعْدَ الْفَضْلِ عَنْ قُوتِهِ، وَاخْتَارَ الشَّافِعِيُّ لِمَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ هَذَا الْحَالِ أَنْ يَأْكُلَهُ وَتَكُونَ الْكَفَّارَةُ عَلَيْهِ دَيْنًا، فَمَتَى مَا مَلَكَ يَوْمًا مَا كَفَّرَ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۷۲۴)

[1] ج۳ص ۳۱، کتاب الصوم، بَابُ الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا.

[2] رقم الحدیث ۱۹۲۷، کتاب الصوم، باب المباشرة للصائم، واللفظ لهٗ، مسلم، رقم الحدیث ۱۱۰۶ "۶۶"

كَـانُوْا يَنْهَـوْنِىْ عَنِ الْقُبْلَةِ تَخَوُّفًا أَنْ أَتَقَرَّبَ لِأَكْثَرَ مِنْهَا، ثُمَّ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَوْمَ يَنْهَوْنَ عَنْهَا وَيَقُوْلُ قَائِلُهُمْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهُ مِنْ حِفْظِ اللّٰهِ مَا لَيْسَ لِأَحَدٍ (مسنداحمد، رقم الحديث ۲۳۶۶۹) ۱؎

ترجمہ: صحابۂ کرام مجھے (روزہ کی حالت میں، بیوی کا) بوسہ لینے سے اس خوف کی وجہ سے منع فرماتے تھے، کہ کہیں میں اس سے زیادہ (جماع یا انزال تک) آگے نہ بڑھ جاؤں، پھر آج مسلمان بھی اس سے منع کرتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کی حدود کی اس طرح رعایت کرنے والے تھے کہ جو دوسرے کے لیے مشکل ہے (مسند احمد)

اس قسم کی احادیث وروایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ روزہ کی حالت میں بیوی کے ساتھ صرف بوس وکنار کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا البتہ اگر انزال ہوجائے یا بیوی سے صحبت کی نوبت آجائے تو پھر روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس لیے جس کو اپنے نفس پر قابو ہو اور انزال یا جماع کا ڈر نہ ہو اس کے لیے تو بیوی سے بوس وکنار کرنا جائز ہے اور جس کو اپنے نفس پر قابو نہ ہو اور انزال و جماع وغیرہ کا ڈر ہو اس کے لیے بوس وکنار کرنا مکروہ ہے، اور اگر خدانخواستہ انزال وغیرہ کی نوبت آجائے تو پھر روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ۲؎

۱؎ فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط البخارى.

۲؎ (وعن عائشة قالت :كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يقبل) فى شرح السنة رخص فى قبلة الصائم عمر وأبو هريرة وعائشة، وقال الشافعى :لا بأس بها إذا لم تحرك الشهوة، وقال ابن عباس :يكره للشاب ويرخص للشيخ (ويباشر) أى بعض نسائه، يلصق البشرة بالبشرة، وقال ابن الملک :أى يلمس نساء ه بيده (وهو صائم) أى حال كونه صائما، زاد مسلم :فى رمضان، قال الشمنى :وعندنا كره القبلة واللمس والمباشرة فى ظاهر الرواية إن خاف على نفسه الجماع أو الإنزال، وقال محمد :تكره القبلة مطلقا لأنها لا تخلو من الفتنة اهـ فلا ينبغى أن يقاس به -صلى الله عليه وسلم -فى ذلک لقولها -رضى الله عنها -(وكان أملككم) من ملک إذا قدر على شىء أو صار حاكما عليه (لأربه) بفتح الهمزة والراء على المشهور وهو الحاجة وتريد به الشهوة، وقد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ لَا یُفْطِرْنَ الصَّائِمَ اَلْحِجَامَۃُ، وَالْقَیْءُ، وَالْاِحْتِلَامُ (سنن الترمذی) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں روزہ کو نہیں توڑتیں، ایک تو پچھنے لگوانا (یعنی مخصوص طریقہ پر جسم سے خون نکلوانا) دوسرے قے ہونا، تیسرے احتلام ہونا (ترمذی)

بعض حضرات نے سند کے اعتبار سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲؎ لیکن یہ حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

یروی بکسر الهمزة وسكون الراء ويفسر تارة بأنه الحاجة وتارة بأنه العقل وتارة بأنه العضو، وأريد هاهنا العضو المخصوص، كذا ذكر لأن الصديقة -رضى الله عنها -ذكرت أنواع الشهوة مترقية من الأدنى إلى الأعلى، فبدأت بمقدمتها التى هى القبلة ثم ثنت بالمباشرة من نحو المداعبة والمعانقة، وأرادت أن تعبر عن المجامعة فكنت عنها بالأرب، وإلى عبارة أحسن منها اهـ وفيه أن المستحسن إذا أن الأرب بمعنى الحاجة كناية عن المجامعة، وأما الذكر فغير ملائم للأنثى كما لا يخفى، لا سيما فى حضور الرجال، ثم المعنى :أنه كان أغلبكم وأقدركم على منع النفس مما لا ينبغى أن يفعل، قال ابن الملك :أرادت بملكه حاجته فبعد قمعه الشهوة فلا يخاف الإنزال بخلاف غيره، وعلى هذا فيكره لغيره القبلة والملامسة باليد، وقيل :المعنى :أنه كان قادرا على حفظ نفسه عنهما لأنه غالب على هواه ومع ذلك كان يقبل ويباشر، وغيره قلما يصبر على تركهما، لأن غيره قلما يملك هواه، فعلى هذا لا يكونان مكروهين لغيره -صلى الله عليه وسلم -أيضا (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۸۹، باب تنزيه الصوم)

۱؎ رقم الحديث ۷۱۹،ابواب الصوم، باب ما جاء فى الصائم يذرعه القىء .واللفظ لهٗ، سنن دار قطنى، رقم الحديث ۲۲۶۹،المعجم الاوسط، رقم الحديث ۲۸۰۶.

۲؎ قال الترمذى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ،وَقَدْ رَوَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، وَعَبْدُ العَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الحَدِيثَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ مُرْسَلًا، وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ يُضَعَّفُ فِي الحَدِيثِ سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ السِّجْزِيَّ يَقُولُ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، فَقَالَ :أَخُوهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ لَا بَأْسَ بِهِ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَذْكُرُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ المَدِينِيِّ قَالَ :عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ثِقَةٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ضَعِيفٌ .قَالَ مُحَمَّدٌ :وَلَا أَرْوِي عَنْهُ شَيْئًا(تحت رقم الحديث ۷۱۹)

چنانچہ حضرت عبداللہ صنابحی سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا، فَاحْتَلَمَ أَوِ احْتَجَمَ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ، فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ، وَمَنِ اسْتَقَاءَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ

(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۱۵۶۸، ج ۲ ص ۱۵۸، باب الالف)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے روزہ کی حالت میں صبح کی، پھر اسے احتلام ہو گیا، یا اس نے پچھنے لگوائے، یا اس کو قے آئی، تو اس پر (روزہ کی) قضا نہیں، اور جس نے جان بوجھ کر قے کی، تو اس پر قضا ہے (طبرانی)

اس کے علاوہ بھی اور سندوں سے یہ حدیث مروی ہے۔ [۱]

قے ہونے اور پچھنے لگوانے سے روزہ نہ ٹوٹنے کا ذکر اور بھی کئی صحیح احادیث میں آیا ہے، جس کی تفصیل آگے اپنے مقام پر آتی ہے۔

---

[۱] عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُفْطِرُ مَنْ قَاءَ، وَلَا مَنِ احْتَلَمَ، وَلَا مَنِ احْتَجَمَ (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۲۳۷۶)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لا تُفْطِرُ الصَّائِمَ: الْقَيْءُ، وَالْحِجَامَةُ، وَالاحْتِلامُ (مسند البزار، رقم الحديث ۴۸۰۹)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ لا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ: الْقَيْءُ وَالْحِجَامَةُ وَالاحْتِلامُ.

وَهَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ عَبد الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَن عَطاء بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيد وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ لَيِّنُ الْحَدِيثِ، وَرَوَاهُ غَيْرُ عَبد الرَّحْمَنِ، عَنْ زَيد، عَن عَطاء بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلا، وَرَوَاهُ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْد، عَنْ زَيد، عَن عَطاء بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَذَا الإِسْنَادُ مِنْ أَحْسَنِهَا إِسْنَادًا وَأَصَحِّهَا إِلَّا أَنَّ مُحَمد بْنَ عَبد الْعَزِيزِ لَمْ يَكُنْ بِالْحَافِظِ (البزار، رقم الحديث ۵۲۹۷)

قال الهيثمي: رواه البزار بإسنادين، وصحح أحدهما، وظاهره الصحة (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، باب جواز الحجامة للصائم)

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ": ثَلَاثٌ لَا يَمْنَعَنَ الصِّيَامَ: الْحِجَامُ، وَالْقَيْءُ، وَالاحْتِلَامُ، وَلَا يَتَقَيَّأُ الصَّائِمُ مُتَعَمِّدًا (المعجم الكبير، رقم الحديث ۱۴۳۸، المعجم الأوسط، رقم الحديث ۲۶۷۳)

اس وجہ سے مذکورہ حدیث مجموعی طور پر درست ہے۔ [1]

احتلام کیونکہ سوتے ہوئے غیر اختیاری طور پر ہوتا ہے، اور احتلام ہونے میں آدمی کے فعل کو دخل نہیں ہوتا، اس لئے احتلام کا حکم جنابت کی طرح ہوگیا، اور جنابت (یعنی غسل واجب ہونے کی حالت) روزے کے خلاف نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنابت کی حالت میں روزہ شروع کرنا اور طلوعِ فجر کے بعد غسل کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

چنانچہ امُّ المومنین حضرت عائشہ اور حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ، وَيَصُوْمُ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں فجر ہوجاتی تھی کہ آپ اپنی زوجۂ مطہرہ کی وجہ سے (رات کو) جنبی ہوجاتے تھے، پھر (طلوعِ فجر کے بعد) آپ غسل کرتے تھے، اور آپ روزہ سے ہوتے تھے (بخاری، ترمذی)

اس لئے احتلام ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [3]

---

[1] قال ميرک :ورواه الدارقطني والبيهقي، ورواه أبو داود عن رجل من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم -قال أبو حاتم :حديث أبي داود أشبه بالصواب، وقال أبو زرعة :إنه أصح اهـ .قال ابن الهمام :ورواه البزار من حديث ابن عباس قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم ":- ثلاث لا يفطرن الصائم :القيء والحجامة والاحتلام "قال :وهذا من أحسنها إسنادا وأصحها، وأخرجه الطبراني من حديث ثوبان، فقد ظهر أن هذا الحديث يجب أن يرتقي إلى درجة الحسن، وضعف رواته إنما هو من قبل الحفظ لا العدالة، فالتظافر دليل الجادة في خصوصه (مرقاة المفاتيح ، ج۴ص ۱۳۹۹ ، باب تنزيه الصوم)

[2] رقم الحديث ۱۹۲۶ ، كتاب الصوم، باب الصائم يصبح جنبا، واللفظ لهٗ، سنن الترمذي، رقم الحديث ۷۷۹.

قال الترمذي: حَدِيثُ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَغَيْرِهِمْ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، "وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنَ التَّابِعِينَ :إِذَا أَصْبَحَ جُنُبًا يَقْضِي ذَلِكَ اليَوْمَ، وَالقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ (سنن الترمذي)

[3] وروى أبو سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال " :ثلاث لا يفطرن الصائم :القيء ، والحجامة، والاحتلام "وهو يوجب الجنابة، وحكم النبي عليه السلام مع ذلک بصحة صومه، فدل على أن الجنابة لا تنافي صحة الصوم (احكام القرآن للجصاص، ج ۱ ص۲۳۷، باب الغلام يبلغ و الكافر يسلم في بعض رمضان)

جلیل القدر تابعی حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا أَمْنَى الصَّائِمُ فَقَدْ أَفْطَرَ (مُصنف ابن أبی شیبة) [1]

ترجمہ: جب روزہ دار نے اپنی منی (اپنے ارادہ سے) خارج کردی، تو اس نے روزہ توڑ دیا (ابنِ ابی شیبہ)

اور ایک دوسرے جلیل القدر تابعی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا قَبَّلَ ، أَوْ لَمَسَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَمْنٰى ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَامِعِ (مُصنف ابن أبی شیبة) [2]

ترجمہ: جب کسی روزہ دار نے بوسہ لیا، یا (شہوت سے) لمس کیا (یعنی کسی کو یا اپنی شرم گاہ کو چھیڑا) پھر منی خارج ہوگئی، تو وہ جماع کرنے والے کے درجہ میں ہے (یعنی اس کا روزہ فاسد ہوجاتا ہے) (ابنِ ابی شیبہ)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر روزہ دار اپنے کسی فعل یا بوس وکنار وغیرہ کی وجہ سے منی خارج کردے، تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ کفارہ واجب نہ ہو، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم ''تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا'' کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے۔

حضرت عمرو بن ہرم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ رَجُلٍ نَظَرَ إِلٰى امْرَأَتِهٖ فِيْ رَمَضَانَ ، فَأَمْنٰى مِنْ شَهْوَتِهَا ، هَلْ يُفْطِرُ ؟ قَالَ: لَا ، وَيُتِمُّ صَوْمَهٗ (مُصنف ابن أبی شیبة) [3]

ترجمہ: حضرت جابر بن زید سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جو رمضان میں اپنی بیوی کو (شہوت) کی نظر سے دیکھے (ہاتھ وغیرہ نہ لگائے) اور

---

[1] رقم الحدیث ۹۵۷۰، ورقم الحدیث ۹۵۷۱، ورقم الحدیث ۹۵۷۵، کتاب الصیام، باب ما قالوا فِی الصَّائِمِ یُفْطِرُ حِینَ یُمْنِی.

[2] رقم الحدیث ۹۵۷۲، کتاب الصیام، باب ما قالوا فِی الصَّائِمِ یُفْطِرُ حِینَ یُمْنِی.

[3] رقم الحدیث ۹۵۷۳، کتاب الصیام، باب ما قالوا فِی الصَّائِمِ یُفْطِرُ حِینَ یُمْنِی.

اس کی شہوت سے منی خارج ہوجائے، تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں! وہ اپنے روزہ کو پورا کرے گا (ابنِ ابی شیبہ)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو صرف شہوت سے دیکھنے یا خیال آنے سے منی خارج ہوجائے، تو روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ صرف دیکھنا اور نظر ڈالنا یا خیال آنا، ایسا فعل نہیں، جو عام حالات میں انزال اور منی خارج ہونے کا سبب ہو، لہٰذا اس میں روزہ دار کی طرف سے روزہ توڑ دینے کا سبب نہیں پایا جاتا، جس کی وجہ سے یہ ایک حیثیت سے سوتے ہوئے احتلام ہونے کے مشابہ ہوگیا، اگرچہ بدنظری کرنا یا اپنے ارادہ سے برا خیال لانا منع ہے۔

حضرت عامر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فِی الصَّائِمِ یُلَاعِبُ اِمْرَأَتَہٗ حَتّٰی یُمْذِیَ ، أَوْ یُوْدِیَ ، قَالَ: لَا یُوْجِبُ عَلَیْہِ الْقَضَاءَ إِلَّا مَا أَوْجَبَ عَلَیْہِ الْغُسْلَ (مصنف ابن أبی شیبة) [1]

ترجمہ: روزہ دار کی اگر اپنی بیوی سے ملاعبت (یعنی چھیڑ چھاڑ) کرتے ہوئے مذی یا ودی خارج ہوجائے، تو اس پر قضاء نہیں ہے، مگر یہ کہ وہ چیز جو غسل واجب کرتی ہے (یعنی منی خارج ہوجائے، تو اس پر قضا ہے) (ابنِ ابی شیبہ)

معلوم ہوا کہ اگر روزہ دار کے کسی حرکت کرنے یا بوس وکنار کرنے سے منی خارج نہ ہو، البتہ مذی وغیرہ خارج ہوجائے، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ جب تک منی خارج نہ ہو، اس وقت تک غسل واجب نہیں ہوتا، اس لئے روزہ کی خلاف ورزی نہیں پائی جاتی۔ [2]

مذکورہ اور اس جیسی احادیث وروایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے جو مسائل بیان فرمائے ہیں، اب ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مسئلہ نمبر۱...... اگر روزہ یاد نہ ہو، اور بھول کر کوئی بیوی سے جماع وصحبت کرلے، تو اس سے

---

[1] رقم الحدیث ۹۵۷۴، کتاب الصیام، باب ما قالوا فِی الصَّائِمِ یُفْطِرُ حِینَ یُمْنِی.

[2] شہوت کے وقت پانی کی شکل میں جو مادہ خارج ہوتا ہے، مگر اس سے شہوت ٹھنڈی اور ختم نہیں ہوتی، اس کو مذی کہا جاتا ہے، اور اگر بغیر شہوت کے بیماری یا کمزوری وغیرہ کی وجہ سے کچھ لیس دار پانی خارج ہو، تو اس کو ودی کہا جاتا ہے۔

روزہ نہیں ٹوٹتا، جیسا کہ پہلے گزرا۔

مسئلہ نمبر۲...... اگر روزہ یاد ہو، اور کوئی شخص روزہ کی حالت میں بیوی سے جماع کرلے، تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث میں پہلے گزرا، اور کفارہ کی تفصیل آگے اپنے مقام پر آتی ہے۔

مسئلہ نمبر۳...... اگر کوئی شخص بیوی سے بوس وکنار کرے، اور اس کے نتیجہ میں نہ تو اس کی منی خارج ہو، اور نہ ہی وہ جماع کرے، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

البتہ اگر کسی کو منی خارج ہونے یا جماع کی نوبت آنے کا ڈر ہو، تو اس کو روزہ کی حالت میں بوس وکنار کرنا مکروہ اور ممنوع ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر۴...... اگر کسی کو روزہ یاد ہو، اور وہ بوس وکنار کرے یا بیوی کے جسم کے ساتھ لَمس (اور چھیڑ چھاڑ) کرے، اور اس کی منی خارج ہوجائے، مگر وہ جماع نہ کرے، تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اس پر روزہ کی قضا واجب ہوتی ہے، اور کفارہ واجب نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں کامل جرم نہیں پایا جاتا۔ [2]

مسئلہ نمبر۵...... جس طرح بیوی کے ساتھ بوس وکنار اور چھیڑ چھاڑ کرنے سے منی خارج ہونے کے نتیجہ میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ وغیرہ سے حرکت اور چھیڑ چھاڑ کرکے منی خارج کرے، تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اس پر روزہ کی قضا واجب ہوتی ہے، اور کفارہ واجب نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں بھی ناقص جرم

---

[1] وأما القبلة لما روى :أن شابا سأل رسول الله -صلى الله عليه وسلم -عن القبلة للصائم فمنعه، وسأله شيخ فأذن له، فقال الشاب :إن دينى ودينه واحد، قال :نعم، ولكن الشيخ يملك نفسه ، ولأنه إذا لم يأمن على نفسه ربما وقع فى الجماع؛ فيفسد صومه وتجب الكفارة وذلک مكروه، والمباشرة كالقبلة(الاختيار لتعليل المختار، ج ١ ص ١٣٤ ، كتاب الصوم، فصل فيمن افطر عامدا فى رمضان)

[2] وَلَو جَامع امْرَأَته فِيمَا دون الْفرج فَأنْزل يفْسد صَومه لوُجُود الْجِمَاع من حَيْثُ الْمَعْنى دون الصُّورَة،وَلَو بَاشرَهَا وَأنزل يفْسد أَيْضا لوُجُود اقْتِضَاء الشَّهْوَة بِفِعْلِهِ (تحفة الفقهاء ج ١ ص٣٥٨، كتاب الصوم)

پایا جاتا ہے۔ ۱؎

مسئلہ نمبر۶ ...... اگر کسی نے رات کے وقت بیوی سے جماع کیا، یا احتلام ہوگیا، اور پھر غسل کئے بغیر اسی حال میں سحری ہوگئی، تو اسے غسل کئے بغیر سحری کھانا اور روزہ رکھنا جائز ہے، غسل بعد میں کرلے، تاہم سحری کھانے سے پہلے کلی کرلینا یا وضو کرلینا مناسب ہے۔ ۲؎

۱؎ وَكَـذَلِكَ لَو استمنى بالكف فَأنْزل فَإِنَّهُ يفْسد لِأَنَّهُ اقْتضى شَهْوَته بِفِعْلِهِ ...... وَلَو جَامع الْبَهِيمَة فَأنزل يفْسد صَوْمه وَلَا يلْزمه الْكَفَّارَة لِأَنَّهُ وجد الْجِمَاع من حَيْثُ الصُّورَة وَالْمعْنَى وعَلى وَجه الْقُصُور لسعة الْمحل فَلَا يكون نظيرا للجماع فِي قبل الْمَرْأَة،وَلَو أولج فِي الْبَهِيم وَلم ينزل لَا يفْسد بِخِلَاف الْإِيلَاج فِي الْآدَمِيّ وَقيل يفْسد كَمَا فِي الْإِيلَاج فِي الْآدَمِيّ (تحفة الفقهاء ج ۱ ص ۳۵۸، كتاب الصوم)

۲؎ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ طَعِمَ "(صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث ۲۱۸، باب ذكر الدليل على أن الأمر بالوضوء للجنب عند إرادة الأكل أمر ندب وإرشاد وفضيلة وإباحة، الناشر: المكتب الإسلامي -بيروت)

قال الأعظمي:إسناده صحيح.

عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ :أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ " :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ ، تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ، غَسَلَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ يَأْكُلُ، أَوْ يَشْرَبُ، إِنْ شَاءَ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۷۱۴، واللفظ لهٗ؛ سنن كبرىٰ للبيهقي، رقم الحديث ۹۸۱؛ نسائي، رقم الحديث ۲۵۷، بزيادة "اويشرب" ؛و ابوداوٗد، رقم الحديث ۲۲۳؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ۵۹۳؛ مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۶۲۳ بغير لفظ "اويشرب")

حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَأَكَلَ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۰۸۵، باب الرجل ينام وهو جنب أوى يطعم أو يشرب، واللفظ لهٗ، الناشر :المكتب الإسلامي، بيروت؛ سنن الدار قطني، رقم الحديث ۴۶۵)

وَلَوْ أَصْبَحَ جُنُبًا فِي رَمَضَانَ فَصَوْمُهُ تَامٌّ عِنْدَ عَامَّةِ الصَّحَابَةِ مِثْلِ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي ذَرٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ -رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ -.

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -أَنَّهُ لَا صَوْمَ لَهُ وَاحْتَجَّ بِمَا رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ :مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا فَلَا صَوْمَ لَهُ قَالَهُ مُحَمَّدٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَهُ رَاوِي الْحَدِيثِ وَأَكَّدَهُ بِالْقَسَمِ، وَلِعَامَّةِ الصَّحَابَةِ قَوْله تَعَالَى (أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ)إلَى قَوْلِهِ (فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۷...... روزہ کی حالت میں سوتے ہوئے اگر احتلام ہوجائے، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [1]

مسئلہ نمبر۸...... اگر کسی نے بوس وکنار نہیں کیا، اور نہ ہی شرم گاہ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی، بلکہ ویسے ہی خود بخود کسی بیماری یا کمزوری کی وجہ سے یا کسی کو دیکھنے یا خیال آنے کی وجہ سے منی خارج ہوگئی، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، مگر اپنے اختیار وقصد سے بدنظری میں مبتلا ہونا یا برا خیال لانا منع ہے۔ [2]

مسئلہ نمبر۹...... اگر روزہ کی حالت میں منی خارج نہیں ہوئی، بلکہ مذی خارج ہوئی، جو کہ شہوت کے وقت لیس دار پانی کی شکل میں خارج ہوتی ہے، مگر اس سے نہ تو شہوت ٹھنڈی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ)أَحَلَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجِمَاعَ فِي لَيَالِي رَمَضَانَ إلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ، وَإِذَا كَانَ الْجِمَاعُ فِي آخِرِ اللَّيْلِ يُبْقِي الرَّجُلَ جُنُبًا بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ لَا مَحَالَةَ فَدَلَّ أَنَّ الْجَنَابَةَ لَا تَضُرُّ الصَّوْمَ.وَأَمَّا حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَدْ رَدَّتْهُ عَائِشَةُ وَأُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يُتِمُّ صَوْمَهُ ذَلِكَ مِنْ رَمَضَانَ وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ قِرَافٍ أَيْ :جِمَاعٍ مَعَ أَنَّهُ خَبَرٌ وَاحِدٌ وَرَدَ مُخَالِفًا لِلْكِتَابِ(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۲،ص۹۲،كِتَابُ الصَّوْمِ)

[1] وَلَوْ احْتَلَمَ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ فَأَنْزَلَ لَمْ يُفْطِرْهُ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -ثَلَاثٌ لَا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ :الْقَيْءُ، وَالْحِجَامَةُ، وَالِاحْتِلَامُ وَلِأَنَّهُ لَا صُنْعَ لَهُ فِيهِ فَيَكُونُ كَالنَّاسِي(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۲،ص۹۱،كِتَابُ الصَّوْمِ)

[2] وَكَذَلِكَ لَو نظر إِلَى فرج امْرَأَة شَهْوَة فأمنى أَو تفكر فأمنى لَا يفْسد صَومه لِأَنَّهُ حصل الْإِنْزَال لَا بصنعه فَلَا يكون شَبيه الْجِمَاع لَا صُورَة وَلَا معنى (تحفة الفقهاء ج ۱ ص۳۵۳، كتاب الصوم)

وَلَوْ نَظَرَ إلَى امْرَأَةٍ وَتَفَكَّرَ فَأَنْزَلَ لَمْ يُفْطِرْهُ، وَقَالَ مَالِكٌ :إنْ تَتَابَعَ نَظَرُهُ فَطَّرَهُ لِأَنَّ التَّتَابُعَ فِي النَّظَرِ كَالْمُبَاشَرَةِ.وَلَنَا أَنَّهُ لَمْ يُوجَدْ الْجِمَاعُ لَا صُورَةً وَلَا مَعْنًى لِعَدَمِ الِاسْتِمْتَاعِ بِالنِّسَاءِ فَأَشْبَهَ الِاحْتِلَامَ بِخِلَافِ الْمُبَاشَرَةِ(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۲،ص۹۱،كِتَابُ الصَّوْمِ)

ذهب الحنفية والشافعية إلى :أن إنزال المني أو المذي عن نظر وفكر لا يبطل الصيام، ومقابل الأصح عند الشافعية أنه :إذا اعتاد الإنزال بالنظر، أو كرر النظر فأنزل يفسد الصيام.

وذهب المالكية والحنابلة إلى :أن إنزال المني بالنظر المستديم يفسد الصوم؛ لأنه إنزال بفعل يتلذذ به، ويمكن التحرز منه .وأما الإنزال عن فكر فيفسد الصوم عند المالكية، وعند الحنابلة لا يفسده لأنه لا يمكنه التحرز عنه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۶،ص۲۶۷،الإنزال بنظر أو فكر)

ہوتی ہے، اور نہ اس کی تکمیل ہوتی ہے، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ؎1

مسئلہ نمبر ۱۰...... جن چیزوں کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر کسی کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو کہ ان کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، لیکن اسے روزہ یاد ہو، اور پھر وہ روزہ ٹوٹنے والی چیز کا ارتکاب کرے، تو تب بھی اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

البتہ بعض صورتوں میں روزہ کے کفارہ کا حکم نہیں ہوتا، بلکہ صرف قضا کا حکم ہوتا ہے۔

چنانچہ اگر کسی کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ احتلام ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اور اس نے احتلام ہونے کے بعد یہ سمجھا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا، اس لئے اس نے بعد میں کھا پی لیا، تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا، لیکن اس پر صرف روزہ کی قضا واجب ہوتی ہے۔ ؎2

کھانے پینے سے روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کے احکام

سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ (سورة البقرة، آيت ۱۸۷)

ترجمہ: اور کھاؤ پیو اس وقت تک کہ تم کو سفید دھاگہ صبح کا ظاہر ہو جائے سیاہ دھاگہ سے، پھر روزوں کو رات تک پورا کرو (سورہ بقرہ)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رمضان کی رات میں تو کھانا پینا جائز ہے، مگر دن میں روزہ کی حالت میں رات ہونے تک کھانا پینا جائز نہیں۔

؎1 عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، قَالَ: كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً، وَكُنْتُ أُكْثِرُ مِنَ الِاغْتِسَالِ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنَّمَا يُجْزِيكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ (سنن أبی داؤد، رقم الحديث ۲۱۰)

؎2 وَكَذَا لَوْ احْتَلَمَ لِلتَّشَابُهِ فِي قَضَاءِ الشَّهْوَةِ وَإِنْ عَلِمَ أَنَّ ذَلِكَ لَا يُفَطِّرُهُ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ؛ لِأَنَّهُ لَمْ تُوجَدْ شُبْهَةُ الِاشْتِبَاهِ وَلَا شُبْهَةُ الِاخْتِلَافِ اهـ. (رد المحتار على الدر المختار، ج ۲، ص ۴۰۲، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَقَالَ:أَفْطَرْتُ يَوْمًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا ،فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،أَعْتِقْ رَقَبَةً،أَوْ صُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ،أَوْ أَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا (سنن الدارقطنی) ۱؎

ترجمہ: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے رمضان کے مہینے میں ایک دن جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ایک غلام آزاد کریں، یا دو مہینوں کے لگاتار روزے رکھیں، یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں (دارقطنی)

اسی قسم کی حدیث حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۲؎

اور کفارہ کی تفصیل آگے آتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

اَلْإِفْطَارُ مِنَ الطَّعَامِ، وَالشَّرَابِ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۹۵۶۲) ۳؎

ترجمہ: روزہ کھانے اور پینے سے ٹوٹتا ہے (طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱؎ رقم الحديث ۲۳۹۶، كتاب الصيام، باب طلوع الشمس بعد الإفطار.

۲؎ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :إِنِّي أَفْطَرْتُ يَوْمًا فِي رَمَضَانَ، قَالَ :مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلَا سَفَرٍ؟ قَالَ :نَعَمْ، قَالَ :بِئْسَ مَا صَنَعْتَ قَالَ :أَجَلْ فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ :أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ :وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا مَلَكْتُ رَقَبَةً قَطُّ، قَالَ :فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ :فَلَا أَسْتَطِيعُ ذَلِكَ، قَالَ :فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ :وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُشْبِعُ أَهْلِي، قَالَ :فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِكْتَلٍ فِيهِ تَمْرٌ، فَقَالَ :تَصَدَّقْ بِهَذَا عَلَى سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ :إِلَى مَنْ أَدْفَعُهُ، قَالَ :إِلَى أَفْقَرِ مَنْ تَعْلَمُ قَالَ :وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ قُتْرَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا، قَالَ :فَتَصَدَّقْ بِهِ عَلَى عِيَالِكَ (مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث ۵۷۲۵)

قال حسين سليم أسد:رجاله ثقات(تعليق مسند ابی يعلیٰ)

۳؎ قال الهيثمي:وعبد الله بن مرداس لم أجد من ذكره، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد،باب فيمن أصبح جنبا وهو يريد الصوم)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَسِیَ وَھُوَ صَائِمٌ، فَأَکَلَ أَوْ شَرِبَ، فَلْیُتِمَّ صَوْمَہٗ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ (مسلم) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو یہ بات بھول جائے کہ وہ روزے سے ہے، پھر وہ کچھ کھایا پی لے، تو وہ اپنے روزے کو پورا کرلے، پس اس کو اللہ تعالیٰ کھلاتے پلاتے ہیں (اور اس وجہ سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا) (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔

پھر کھانے پینے کا اصل عمل تو منہ کے ذریعہ سے انجام دیا جاتا ہے، اور منہ ہی پیٹ میں غذا پہنچانے کا فطری اور عادی راستہ ہے، لیکن بعض اوقات کوئی غذا یا دوا وغیرہ جسم کے اندر دوسری جگہوں سے بھی داخل ہوجاتی ہے، جن میں سے بعض جگہوں سے داخل ہونے کا شرعاً اعتبار کیا جاتا ہے، اور بعض جگہوں سے داخل ہونے کا اعتبار نہیں کیا جاتا، اور جسم کے بعض اعضاء یا ان کے بعض حصے ایسے ہیں کہ ان کو جسم کے ظاہری حصے کا حکم حاصل ہے، اس لئے وہاں تک کسی چیز کے پہنچنے سے جسم میں داخل ہونے کا حکم نہیں لگتا۔ [۲]

اس سلسلہ میں فقہائے کرام نے قرآن وسنت کی روشنی میں جو تفصیلات ذکر فرمائی ہیں، ان کو الگ الگ اعضاء اور عنوانات کے تحت ذکر کیا جاتا ہے۔

---

[۱] رقم الحدیث ۱۱۵۵ "۱۷۱" کتاب الصیام، باب أکل الناسی وشربه وجماعه لا یفطر.

[۲] اعلم أنّ الغذاءَ له هضومٌ خمسة: الأوّل هضمةٌ فی الفمِ بالمضغِ بإعانةِ الریقِ الذی فیه حرارةٌ غریزیّة، الثانی: هضمُة فی المعدة؛ فإنّه إذا دخلَ الغذاء من الفمِ إلیها انهضم هناک هضماً تامّاً، وعند ذلک یحصلُ منه وممّا یخالطُهُ من المشروباتِ جوهرٌ شبیه بالکشکِ الثخین، ثمَّ ینجذبُ الغذاءُ المنهضمُ من المعدة، أمّا لطیفه فإلی الکبد، وهو عن یمینِ المعدة، وأمّا ثقیله فإلی الأمعاء، وهو الخارجُ من المبرز، فإذا دخلَ لطیفُهُ فی الکبدِ انهضمَ هناک هضماً ثالثاً، فیکون ألطفُ من الأوَّل، وتتکون منه هناک أخلاط أربعة: الدمُ والبلغمُ والصفراءُ والسوداء، وفضلةُ هذا الهضم یندفعُ أکثره بالبولِ ثم یجری منُه الدمُ مختلطاً بالأخلاطِ الباقیة بقدر الحاجةِ إلی العروق، وهناک ینهضمُ هضماً رابعاً، یتمیّز حینئذٍ لطیفُهُ من کثیفِهِ ثمَّ ینفصلُ اللطیف من العروق، ویتَّصلُ بالأعضاء، فیأخذُ کلّ عضوٍ منه حظّه، وهناک ینهضمُ هضماً خامساً حتی تستحیلَ صورتُهُ الدمویّة إلی الصورِ العضویّة، فیلتصقُ به التصاقاً تامَّاً، وتفصیل هذه المباحث فی الکتبِ الطبیَّة(عمدة الرعایة بتحشیة شرح الوقایة، کتاب الطهارة)

منہ(Mouth)میں کوئی چیز لے جانا یا چکھنا، کلی، مسواک کرنا

سب سے پہلا فطری آلۂ ہضم غذا کے لئے منہ ہے، منہ کے اندر زبان، دانت، جبڑے، مسوڑھے، تالو کا حصہ، رخساروں کی اندرونی سطح، ہونٹ اور حلق کا راستہ واقع ہے۔

اور حلق (Oropharynx یا بلعومِ فموی) اس فضا اور کشادہ مقام کا نام ہے، جس کے بعد بلعومِ حنجری یا بلعوم سفلی (Hypopharynx) واقع ہے، اور اس کے بعد مری یعنی خوراک کی نالی (Esophagus) اور حنجرہ یعنی سانس کی نالی (Larynx) کی تقسیم ہوتی ہے (حاذق، صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸، باضافہ، مصنفہ: حکیم حافظ محمد اجمل خان)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میں نے آج بڑا کام کر لیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ وہ کیا ہے؟ تو آپ نے عرض کیا کہ میں نے روزہ کی حالت میں (زوجہ کا) بوسہ لے لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَرَأَيْتَ لَوْ تَمَضْمَضْتَ بِمَاءٍ وَأَنْتَ صَائِمٌ ؟قُلْتُ:لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَفِيْمَ ؟(مسنداحمد)[1]

ترجمہ: اگر آپ پانی کی کلی کر لیتے، تو کیا ہوتا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس وقت تو کوئی حرج نہیں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں (ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں کلی کرنا اور منہ میں پانی لے جانا منع نہیں، بشرطیکہ اس پانی کو نگلا نہ جائے، اور حدیث میں وضو کے وقت کی کوئی قید نہیں، اس لئے وضو کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی کلی کرنا جائز ہے، مگر یہ شرط ہے کہ بے احتیاطی اور مبالغہ نہ کیا جائے،

---

[1] رقم الحديث ۱۳۸، واللفظ لهٗ، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۳۵۴۴.
فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم .
فی حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

کہ کہیں پیٹ میں پانی داخل نہ ہوجائے۔ [1]

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ مَا لَا أَعُدُّ، وَلَا أُحْصِىْ، وَهُوَ صَائِمٌ (مسند احمد) [2]

---

[1] البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک روایت کے مطابق غیرِ وضو میں کلی کرنا مکروہ ہے۔ مگر اس روایت کی حدیث سے تائید نہیں ہوتی، اس لئے ہمیں راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کلی احتیاط کے ساتھ کی جائے، اور مبالغہ نہ کیا جائے، تو بلا کراہت جائز ہے۔

و "لا يكره له "المضمضة و "لا "الاستنشاق "وقد فعلهما "لغير وضوء و "لا "الاغتسال(حاشية الطحطاوي على المراقي، ص ۶۸۲، كتاب الصوم)

وَكَذَا لَا تُكْرَهُ حِجَامَةٌ وَتَلَفُّفٌ بِثَوْبٍ مُبْتَلٍّ وَمَضْمَضَةٌ أَوْ اسْتِنْشَاقٌ أَوْ اغْتِسَالٌ لِلتَّبَرُّدِ عِنْدَ الثَّانِى وَبِهِ يُفْتَى شُرُنْبُلَالِيَّةٌ عَنْ الْبُرْهَانِ(الدر المختار)

(قَوْلُهُ :وَمَضْمَضَةٍ أَوْ اسْتِنْشَاقٍ) أَىْ لِغَيْرِ وُضُوءٍ أَوْ اغْتِسَالٍ نُورُ الْإِيضَاحِ (ردالمحتار، ج۲ص ۴۱۹، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

وَفِي الْمُحِيطِ عَنْ أَبِى حَنِيفَةَ أَنَّهُ يُكْرَهُ لِلصَّائِمِ الْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ لِغَيْرِ الْوُضُوءِ، وَلَا بَأْسَ بِهِ لِلْوُضُوءِ (البحرالرائق، ج۲ص ۳۰۱، باب مايفسد الصائم ومالايفسده)

الْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ فِي غَيْرِ الْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ لا يُكْرَهُ ذَلِكَ وَلا يُفْطِرُ .وَقَيَّدَهُ الْمَالِكِيَّةُ بِمَا إِذَا كَانَ لِعَطَشٍ وَنَحْوِهِ، وَكَرِهُوهُ لِغَيْرِ مُوجِبٍ، لِأَنَّ فِيهِ تَغْرِيرًا وَمُخَاطَرَةً، وَذَلِكَ لاِحْتِمَالِ سَبْقِ شَيْءٍ مِنَ الْمَاءِ إِلَى الْحَلْقِ، فَيَفْسُدُ الصَّوْمُ حِينَئِذٍ.وَفِى الْحَدِيثِ عَنْ عُمَرَ رَضِىَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ؟ فَقَالَ :أَرَأَيْتَ لَوْ مَضْمَضْتَ مِنَ الْمَاءِ وَأَنْتَ صَائِمٌ؟ قُلْتُ :لاَ بَأْسَ، قَالَ :فَمَهْ وَلِأَنَّ الْفَمَ فِى حُكْمِ الظَّاهِرِ، لاَ يُبْطِلُ الصَّوْمَ بِالْوَاصِلِ إِلَيْهِ كَالْأَنْفِ وَالْعَيْنِ.

وَمَعَ ذَلِكَ فَقَدْ قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ :إِنَّ الْمَضْمَضَةَ، إِنْ كَانَتْ لِحَاجَةٍ كَغُسْلِ فَمِهِ عِنْدَ الْحَاجَةِ إِلَيْهِ وَنَحْوِهِ، فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْمَضْمَضَةِ لِلطَّهَارَةِ، وَإِنْ كَانَ عَابِثًا، أَوْ مَضْمَضَ مِنْ أَجْلِ الْعَطَشِ كُرِهَ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۸ص ۷۴،مادة"صوم")

أَنَّ الْمَاءَ لَا يَسْبِقُ الْحَلْقَ فِي الْمَضْمَضَةِ، وَالِاسْتِنْشَاقِ عَادَةً إلَّا عِنْدَ الْمُبَالَغَةِ فِيهِمَا، وَالْمُبَالَغَةُ مَكْرُوهَةٌ فِي حَقِّ الصَّائِمِ، قَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -لِلَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ :بَالِغْ فِي الْمَضْمَضَةِ، وَالِاسْتِنْشَاقِ إلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا فَكَانَ فِي الْمُبَالَغَةِ مُتَعَدِّيًا فَلَمْ يُعْذَرْ بِخِلَافِ النَّاسِي(بدائع الصنائع، ج۲ص ۹۱، فصل اركان الصيام)

وَكَذَا(اى تكره) الْمُبَالَغَةُ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ قَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحَلْوَانِيُّ :وَتَفْسِيرُ ذَلِكَ أَنْ يُكْثِرَ إمْسَاكَ الْمَاءِ فِي فَمِهِ وَيَمْلَأَ لَا أَنْ يُغَرْغِرَ كَذَا فِي الْمُحِيطِ(الفتاوىٰ الهندية، ج ا ص ۱۹۹، الباب الثالث فيما يكره للصائم وما لايكره)

[2] رقم الحديث ۱۵۶۸۸ ،واللفظ لهٗ، سنن ابى داؤد، رقم الحديث ۲۳۶۴، ترمذى، رقم الحديث ۷۲۵، باب ماجاء فى السواک للصائم .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کی حالت میں اتنی مرتبہ مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ جس کا میں شمار نہیں کرسکتا (مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مِنْ خَيْرِ خِصَالِ الصَّائِمِ اَلسِّوَاکُ (ابنِ ماجه) [1]

ترجمہ: روزہ دار کا بہترین عمل مسواک ہے (ابنِ ماجہ)

اس حدیث کو اگرچہ فی نفسہٖ سند کے لحاظ سے بعض حضرات نے کمزور قرار دیا ہے، مگر دوسری احادیث وروایات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ [2]

اس کے علاوہ احادیث سے ہر نماز کے وضو کے وقت مسواک کا سنت ہونا معلوم ہوتا ہے، جس میں روزہ کا استثناء یا نفی مذکور نہیں، اور کسی بھی مستند مرفوع حدیث میں روزہ دار کو مسواک کی ممانعت کا ذکر نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِىْ أَوْ عَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ (بخاری) [3]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الترمذی: وَفِى الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ حَدِيثُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِالسِّوَاكِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا، إِلَّا أَنَّ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا السِّوَاكَ لِلصَّائِمِ بِالْعُودِ وَالرُّطَبِ، وَكَرِهُوا لَهُ السِّوَاكَ آخِرَ النَّهَارِ، وَلَمْ يَرَ الشَّافِعِىُّ بِالسِّوَاكِ بَأْسًا أَوَّلَ النَّهَارِ وَلَا آخِرَهُ، وَكَرِهَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ السِّوَاكَ آخِرَ النَّهَارِ "(حواله بالا)

فی حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

[1] رقم الحديث ١٦٧٧، كتاب الصيام، باب ما جاء فى السواك والكحل للصائم، واللفظ لهٗ؛ سنن دارقطنى، رقم الحديث ٢٣٧١؛ المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ٨٤٢٠؛ السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ٨٣٢٦.

[2] قال ابن التركمانى: ومجالد وان تكلموا فيه فقد وثقه بعضهم واخرج له مسلم فى صحيحه (الجوهر النقى ج٤ص ٢٧٢، باب السواك للصائم)

[3] رقم الحديث ٨٨٧، كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، واللفظ لهٗ؛ مسلم، رقم الحديث ٢٥٢ "٤٢"؛ ترمذى، رقم الحديث ٢٢.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر یا لوگوں پر مشقت محسوس نہ کرتا، تو انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا (تاکیدی) حکم کردیتا

(بخاری)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

کئی صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام وغیرہ سے بھی روزہ کی حالت میں مسواک کا جائز ہونا مروی اور منقول ہے۔ [2]

---

[1] عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي، لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ :فَرَأَيْتُ زَيْدًا يَجْلِسُ فِي الْمَسْجِدِ، وَإِنَّ السِّوَاكَ مِنْ أُذُنِهِ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ أُذُنِ الْكَاتِبِ، فَكُلَّمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَاكَ (ابو داوٗد، رقم الحديث ۴۷)

[2] عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؛ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَرَى بَأْسًا بِالسِّوَاكِ لِلصَّائِمِ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۹۲۴۱،باب من رخص فِي السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ)

عَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ ، قَالَ :مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَدْوَمَ سِوَاكًا وَهُوَ صَائِمٌ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۹۲۴۲)

عَنْ شَدَّادِ أَبِي طَلْحَةَ ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا :كَبْشَةَ قَالَتْ :جِئْتُ إِلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُ عَنِ السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ ؟ قَالَتْ :هَذَا سِوَاكِي فِي يَدِي وَأَنَا صَائِمَةٌ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۹۲۴۴)

عَنْ عَبْدِ الْجَلِيلِ ، قَالَ :حدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ ، قَالَ :سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ ؟ فَقَالَ :نِعْمَ الطَّهُورُ ، اسْتَكْ عَلَى كُلِّ حَالٍ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۹۲۴۵)

عَنْ مُغِيرَةَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ :لَا بَأْسَ بِالسِّوَاكِ لِلصَّائِمِ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۹۲۵۰)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ ، قَالَ :سُئِلَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنِ السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ ؟ فَقَالَ :لَا بَأْسَ بِهِ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۹۲۵۶)

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ؛ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَاكُ بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ وَهُوَ صَائِمٌ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۹۲۵۷،باب مَا ذُكِرَ فِي السِّوَاكِ الرَّطْبِ لِلصَّائِمِ)

عَنْ مُجَاهِدٍ ، قَالَ :لَا بَأْسَ بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ لِلصَّائِمِ (مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۹۲۵۹)

عَنْ هِشَامٍ ، عَنِ الْحَسَنِ ؛ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ وَهُوَ صَائِمٌ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۹۲۶۰)

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، قَالَ :لَا بَأْسَ بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ لِلصَّائِمِ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۹۲۶۱)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

امام بخاری رحمہ اللہ نے روزہ دار کے لئے تر اور خشک مسواک کا باب قائم کیا ہے، اور اس کے جائز ہونے پر دلائل قائم فرمائے ہیں۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

بَابُ سِوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّائِمِ: وَيُذْكَرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا أُحْصِي أَوْ أَعُدُّ ،وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ وَيُرْوٰى نَحْوُهُ عَنْ جَابِرٍ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَخُصَّ الصَّائِمَ مِنْ غَيْرِهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ وَقَالَ عَطَاءٌ، وَقَتَادَةُ: يَبْتَلِعُ رِيْقَهُ(بخاری، ج۳ص ۳۱، کتاب الصوم)

ترجمہ: یہ باب ہے روزہ دار کے لئے تر اور خشک مسواک کرنے کا، اور حضرت عامر بن ربیعہ کی سند سے مذکور ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کی حالت میں اتنی مرتبہ مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ میں اس کو شمار نہیں کرسکتا، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ اگر میں اپنی امت پر مشقت محسوس نہ کرتا، تو ہر وضو کے ساتھ مسواک کا (تاکیدی)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي جَسْرة الْمَازِنِيِّ ، قَالَ :أَتَى ابْنَ سِيرِينَ رَجُلٌ ، فَقَالَ :مَا تَرَى فِي السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ ؟ قَالَ :لاَ بَأْسَ بِهِ ، قَالَ :إِنَّهُ جَرِيدَةٌ وَلَهُ طَعْمٌ ، قَالَ :وَالْمَاءُ لَهُ طَعْمٌ وَأَنْتَ تَمَضْمَضُ(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۹۲۶۲)

عَنْ حَمَّادٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ؟ قَالَ :لاَ بَأْسَ أَنْ يَسْتَاكَ بِالْعُودِ الرَّطْبِ وَهُوَ صَائِمٌ(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۹۲۶۳)

عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ :لاَ بَأْسَ أَنْ يَسْتَاكَ الصَّائِمُ بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۹۲۶۴)

حکم کر دیتا، اور اسی طرح حضرت جابر اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے، جن میں روزہ دار کو غیر روزہ دار سے خاص (اور الگ) کر کے بیان نہیں کیا گیا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیان فرمایا کہ مسواک منہ کو پاک کرنے اور رب کی رضا مندی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اور حضرت عطاء اور حضرت قتادہ نے فرمایا کہ (روزہ دار) اپنے تھوک کو نگل سکتا ہے (بخاری)

امام ابوبکر ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِخْبَارُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ، وَلَمْ يَسْتَثْنِ مُفْطِرًا دُوْنَ صَائِمٍ ، فَفِيْهَا دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ السِّوَاکَ لِلصَّائِمِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ فَضِيْلَةٌ كَهُوَ لِلْمُفْطِرِ (صحيح ابنِ خزيمة) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ احادیث کہ اگر مجھے اپنی امت پر مشقت وتنگی کا خوف نہ ہوتا، تو میں لوگوں کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دے دیتا، ان میں غیر روزہ دار کو روزہ دار سے الگ کر کے بیان نہیں فرمایا گیا، پس ان احادیث میں اس بات کی دلالت موجود ہے کہ مسواک روزہ دار کے لئے ہر نماز کے وقت فضیلت والا عمل ہے، جیسا کہ غیر روزہ دار کے لئے فضیلت والا عمل ہے (ابنِ خزیمہ)

اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّــهُ سَــمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ لَا يَكْرَهُوْنَ السِّوَاکَ لِلصَّائِمِ فِيْ رَمَضَانَ فِيْ سَاعَةٍ مِّنْ سَاعَاتِ النَّهَارِ لَا فِيْ أَوَّلِهٖ وَلَا فِيْ آخِرِهٖ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا

---

[1] ج۳ص۲۴۷، كتاب الصيام، باب الرخصة فى السواک للصائم.

مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُ ذٰلِكَ وَلَا يَنْهٰى عَنْهُ (مؤطا امام مالک) [1]

ترجمہ: انہوں نے اہلِ علم سے یہ بات سنی کہ وہ روزہ دار کے لئے رمضان میں دن کے کسی بھی وقت خواہ شروع کا ہو یا آخر کا، مسواک کرنے کو مکروہ نہیں سمجھتے تھے، اور میں نے اہلِ علم میں سے کسی سے یہ بات نہیں سنی کہ وہ اس کو مکروہ سمجھتا ہو، اور نہ یہ بات سنی کہ وہ روزہ میں مسواک سے منع کرتا ہو (مؤطا امام مالک)

معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں کلی کی طرح مسواک کرنا بھی جائز اور سنت سے ثابت ہے، خواہ مسواک تر ہو یا خشک، اور خواہ دن کے کسی بھی حصہ میں کی جائے۔

اور مسواک اور کلی کرنے میں منہ کے اندر پانی پہنچتا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز منہ میں لے جائی جائے، اور اس کو پیٹ میں نگلا نہ جائے، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، وہ الگ بات ہے کہ بلاضرورت ایسا کرنا مناسب نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت عطاء سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ يَّذُوْقَ الْخَلَّ ، أَوِ الشَّيْءَ مَا لَمْ يَدْخُلْ حَلْقَهٗ وَهُوَ صَائِمٌ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی روزہ دار (ضرورت کے وقت) سرکہ یا کسی چیز کو چکھے، بشرطیکہ اپنے حلق میں نہ داخل ہونے دے (ابنِ ابی شیبہ)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ يَّتَطَاعَمَ الصَّائِمُ مِنَ الْقِدْرِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحديث ۹۳۷۰، کتاب الصيام، باب فی الصائم يَتَطَعَّمُ بِالشَّیْءِ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ روزہ دار کے (ضرورت کے

---

[1] رقم الحديث ۱۱۰۲، ج۳ص۴۴۶، کتاب الصيام، باب جامع الصيام.

[2] رقم الحديث ۹۳۶۹، کتاب الصيام، باب فی الصائم يَتَطَعَّمُ بِالشَّیْءِ.

وقت) ہانڈی کو چکھنے میں کوئی حرج نہیں (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَنَا وَرَجُلٌ مَعِيَ ، وَذٰلِكَ يَوْمُ عَرَفَةَ فَدَعَتْ لَنَا بِشَرَابٍ، ثُمَّ قَالَتْ:لَوْلاَ أَنِّيْ صَائِمَةٌ لَذُقْتُهُ(مصنف ابنِ ابی شيبة) [1]

ترجمہ: میں اور میرے ساتھ ایک آدمی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے،اور یہ عرفہ کا دن تھا،انہوں نے ہمارے لئے مشروب منگایا، پھر فرمایا کہ اگر میں رزہ دار نہ ہوتی،تو میں اس کو چکھ لیتی (ابنِ ابی شیبہ)

اس قسم کے اور بھی آثار اور روایات ہیں۔ [2]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:اِجْعَلُوْا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الْحَرَامِ سُتْرَةً مِّنَ الْحَلاَلِ، مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ اِسْتَبْرَأَ لِعِرْضِهٖ وَدِيْنِهٖ، وَمَنْ أَرْتَعَ فِيْهِ كَانَ كَالْمُرْتِعِ إِلٰى جَنْبِ الْحِمٰى يُوْشِكُ أَنْ يَّقَعَ فِيْهِ، وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ مَحَارِمُهُ (صحيح

---

[1] رقم الحديث ۹۳۷۴،كتاب الصيام،باب فى الصائم يَتطَعَّمُ بِالشَّيْءِ.

[2] عَنْ مُجَاهِدٍ ، أَوْ عَطَاءٍ ، قَالَ :لاَ بَأْسَ أَنْ يَتَطَعَّمَ الصَّائِمُ مِنَ الْقِدْرِ(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۹۳۶۸ ،باب في الصائم يَتطَعَّمُ بِالشَّيْءِ)

عَنِ الْحَسَنِ ؛ أَنَّهُ كَانَ لاَ يَرَى بَأْسًا أَنْ يَتَطَاعَمَ الصَّائِمُ الْعَسَلَ وَالسَّمْنَ وَنَحْوَهُ ، ثُمَّ يَمُجَّهُ(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۹۳۷۱)

عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ ، قَالَ :رَأَيْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ صَائِمًا أَيَّامَ مِنًى ، وَهُوَ يَذُوقُ عَسَلاً(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۹۳۷۲)

عَنْ شُعْبَةَ ، قَالَ :سَأَلْتُ الْحَكَمَ عَنِ الصَّائِمِ يَلْحَسُ الأَنْقَاسَ ؟ قَالَ :لاَ بَأْسَ بِهِ(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۹۳۷۳)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ :لاَ بَأْسَ أَنْ تَمْضُغَ الْمَرْأَةُ لِصَبِيِّهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ ، مَا لَمْ يَدْخُلْ حَلْقَهَا(مُصنف ابن أبى شيبة،رقم الحديث ۹۳۸۵، باب فى الصائمة تَمْضُغُ لِصَبِيِّهَا)

عَنْ عِكْرِمَةَ ، قَالَ :لاَ بَأْسَ أَنْ تَمْضُغَ الْمَرْأَةُ لِصَبِيِّهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ(مُصنف ابن أبى شيبة،رقم الحديث ۹۳۸۶)

ابن حبان) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ تم اپنے اور حرام کے درمیان حلال کی آڑ بناؤ، جس نے یہ عمل کیا، تو وہ اپنی آبرو اور اپنے دین کو محفوظ کرلے گا، اور جو اس میں (یعنی حرام کے قریب حلال چیز سے) چَرے گا (یعنی اس کو اختیار کرے گا) تو وہ ایسا ہوگا جیسا کہ سرحد کے ساتھ چَر رہا ہو، قریب ہے کہ وہ اس سرحد میں چلا جائے، اور ہر ملک کی سرحد ہوتی ہے، اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی سرحد اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں (مسند احمد، ابنِ حبان)

مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں اگرچہ فی نفسہٖ حلال ہیں، مگر وہ حرام کے قریب ہیں، ان سے بچنے میں ہی حرام سے احتیاط اور حفاظت ملحوظ ہوتی ہے۔

اس قسم کی احادیث اور آثار کے پیشِ نظر فقہائے کرام نے فرمایا کہ روزہ کی حالت میں بلاضرورت کوئی چیز چکھنا مناسب نہیں، کیونکہ اس سے روزہ ٹوٹنے کا خطرہ ہے، البتہ ضرورت کی وجہ سے ہانڈی وغیرہ چکھنے، یا ضرورت کی وجہ سے مثلاً بچہ کو غذا چبا کر دینے میں حرج نہیں، بشرطیکہ اس کا کوئی حصہ پیٹ میں نہ لے جایا جائے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۵۵۶۹، كتاب الحظر والاباحة، ج ۱۲ ص ۳۸۰، مسند أحمد، رقم الحديث ۱۸۳۴۷.

فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن.

قال شعيب الانؤوط: إسناده حسن (حاشية ابنِ حبان)

[2] الأكل والشرب لا يتحقق إلا بالإيصال إلى الجوف، والذوق يتحقق بدون الإيصال إلى الجوف (المحيط البرهانی، ج ۴، ص ۳۰۲، كتاب الأيمان والنذور، الفصل الثانی عشر فی الحلف على الأفعال)

وَدَخَلَ حَلْقَهُ، يَعْنِي وَلَمْ يَصِلْ إلَى جَوْفِهِ (الدر المختار مع رد المحتار، ج ۲، ص ۳۹۷، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

(قَوْلُهُ: وَكَذَا لَوْ ابْتَلَعَ خَشَبَةً) أَيْ عُودًا مِنْ خَشَبٍ إنْ غَابَ فِي حَلْقِهِ أَفْطَرَ وَإِلَّا فَلَا (رد المحتار على الدر المختار ج ۲، ص ۳۹۷، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

(قال): ولا بأس بأن تمضغ المرأة لصبيها طعاما إذا لم تجد منه بدا؛ لأن الحال حال الضرورة،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ اوراس جیسی احادیث وروایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے جومسائل ذکرفرمائے ہیں، اب ان کوذکرکیاجاتاہے۔

مسئلہ نمبرا...... روزہ کے سلسلہ میں ایک اعتبار سے منہ کوجسم کے ظاہری عضوکاحکم حاصل ہے، اس لئے منہ تک کوئی چیز لے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، جبکہ وہ پیٹ میں نہ پہنچ جائے، اورمنہ کوایک حیثیت سے جسم کے اندرونی عضوکاحکم حاصل ہے، اس لئے منہ میں جوتھوک پیدا ہوتا ہے، اس کے پیٹ میں لے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [۱]

اورمنہ یاصرف حلق یاحلق کی جڑ (Oropharynx یابلعومِ فموی) تک کسی چیز کے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، تاآنکہ وہ چیز بلعومِ حنجری یابلعوم سفلی (Hypopharynx) سے نیچے پیٹ میں نہ پہنچ جائے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾

ویجوز لها الفطر لحاجة الولد فلأن يجوز مضغ الطعام كان أولى فأما إذا كانت تجد من ذلک بدا يكره لها ذلک؛ لأنها لا تأمن أن يدخل شیء منه حلقها فكانت معرضة صومها للفساد، وذلک مكروه عند عدم الحاجة قال - صلى الله عليه وسلم - :من حام حول الحمى يوشک أن يقع فيه والله تعالى أعلم بالصواب(المبسوط،لشمس الأئمة السرخسی، ج۳،ص ۱۰۱، کتاب الصوم)

وَكَرِهَ أَبُو حَنِيفَةَ أَنْ يَمْضُغَ الصَّائِمُ الْعِلْکَ لِأَنَّهُ لا يُؤْمَنُ أَنْ يَنْفَصِلَ شَیْءٌ مِنْهُ فَيَدْخُلَ حَلْقَهُ، فَكَانَ الْمَضْغُ تَعْرِيضًا لِصَوْمِهِ لِلْفَسَادِ فَيُكْرَهُ وَلَوْ فَعَلَ لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ لِأَنَّهُ لا يَعْلَمُ وُصُولَ شَیْءٍ مِنْهُ إِلَى الْجَوْفِ، وَقِيلَ هَذَا إِذَا كَانَ مَعْجُونًا، فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَكُنْ يُفْطِرُهُ لِأَنَّهُ يَتَفَتَّتُ فَيَصِلُ شَیْءٌ مِنْهُ إِلَى جَوْفِهِ ظَاهِرًا أَوْ غَالِبًا، وَيُكْرَهُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَمْضُغَ لِصَبِيِّهَا طَعَامًا وَهِیَ صَائِمَةٌ لِأَنَّهُ لا يُؤْمَنُ أَنْ يَصِلَ شَیْءٌ مِنْهُ إِلَى جَوْفِهَا إِلَّا إِذَا كَانَ لَا بُدَّ لَهَا مِنْ ذَلِکَ فَلا يُكْرَهُ لِلضَّرُورَةِ، وَيُكْرَهُ لِلصَّائِمِ أَنْ يَذُوقَ الْعَسَلَ أَوْ السَّمْنَ أَوْ الزَّيْتَ وَنَحْوَ ذَلِکَ بِلِسَانِهِ لِيَعْرِفَ أَنَّهُ جَيِّدٌ أَوْ رَدِیءٌ، وَإِنْ لَمْ يَدْخُلْ حَلْقَهُ ذَلِکَ وَكَذَا يُكْرَهُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَذُوقَ الْمَرَقَةَ لِتَعْرِفَ طَعْمَهَا لِأَنَّهُ يُخَافُ وُصُولُ شَیْءٍ مِنْهُ إِلَى الْحَلْقِ فَتُفْطِرُ(بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع، ج۲ص ۱۰۶، كِتَابُ الصَّوْمِ،فَصْلٌ بَيَانُ مَا يُسَنُّ وَمَا يُسْتَحَبُّ لِلصَّائِمِ وَمَا يُكْرَهُ لَهُ أَنْ يَفْعَلَهُ)

[۱] لِأَنَّ لِلْفَمِ حُكْمَ الْخَارِجِ حَتَّى لا يُفْطِرُ الصَّائِمُ بِالْمَضْمَضَةِ ، وَلَهُ حُكْمُ الدَّاخِلِ حَتَّى لا يُفْطِرُ بِابْتِلاعِ شَیْءٍ مِنْ بَيْنِ أَسْنَانِهِ مِثْلُ الرِّيقِ (تبيين الحقائق، ج۱ص ۹، كِتَابُ الطَّهَارَةِ،نَوَاقِضُ الْوُضُوءِ)

[۲] وَلَوْ تَمَضْمَضَ أَوْ اسْتَنْشَقَ فَسَبَقَ الْمَاءُ حَلْقَهُ وَدَخَلَ جَوْفَهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ ذَاكِرًا لِصَوْمِهِ لا يَفْسُدُ صَوْمُهُ لِأَنَّهُ لَوْ شَرِبَ لَمْ يَفْسُدْ، فَهَذَا أَوْلَى وَإِنْ كَانَ ذَاكِرًا فَسَدَ صَوْمُهُ عِنْدَنَا(بدائع الصنائع، ج۲ص ۹۱، فصل اركان الصيام)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پرملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ روزہ کی حالت میں بلاسخت عذر کے حلق کی جڑ تک کسی چیز کا پہنچانا مکروہ ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر۲...... روزہ کی حالت میں دن کے کسی وقت خشک یا تر مسواک کرنا جائز ہے، اس سے روزہ پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا (جس کی تفصیل پہلے ذکر کی جاچکی) [2]

مسئلہ نمبر۳...... جس عورت کو کھانے میں نمک مرچ وغیرہ کم یا زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾(أَوْ خَرَجَ الدَّمُ مِنْ بَيْنِ أَسْنَانِهِ وَدَخَلَ حَلْقَهُ) يَعْنِي وَلَمْ يَصِلْ إلَى جَوْفِهِ أَمَّا إذَا وَصَلَ فَإِنْ غَلَبَ الدَّمُ أَوْ تَسَاوَيَا فَسَدَ وَإِلَّا لَا(الدر المختارمَع رد المحتار، ج۲،ص ۳۹۶،كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

إنْ غَابَ فِي حَلْقِهِ أَفْطَرَ وَإِلَّا فَلَا(رد المحتار على الدر المختارج۲،ص۳۹۷،كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

[1] وتكره المبالغة فى المضمضة والاستنشاق فى الصوم.ففى المضمضة :بإيصال الماء إلى رأس الحلق، وفى الاستنشاق :بإيصاله إلى فوق المارن(الموسوعة الفقهية الكويتية،ج۲۸،ص ۷۱)

و "يسن "المبالغة فى المضمضة "وهى إيصال الماء لرأس الحلق "و "المبالغة فى "الاستنشاق" وهى إيصاله إلى ما فوق المارن "لغير الصائم "والصائم لا يبالغ فيها خشية إفساد الصوم لقوله عليه الصلاة والسلام" :بالغ فى المضمضة والاستنشاق إلا أن تكون صائما(مراقى الفلاح شرح متن نور الإيضاح،ج ۱،ص۳۳)

وحَدُّ المضمضة استيعابُ جميع الفم .والمبالغةُ فيه أن يصل الماءُ إلى رأس الحلق.

وحَدُّ الاستنشاق أن يصل الماءُ إلى المارِن .والمبالغةُ فيه أن يُجاوِزَ المارِنَ، وهو بكسر الراء :ما اشتدَّ من الأنف(شرح النقاية،ج ۱،ص ۲۵،كتاب الطهارة، سنن الوضو)

قال الطيبى :الغرغرة أن يجعل المشروب فى الفم، ويردد إلى أصل الحلق ولا يبتلع(مرقاة المفاتيح،ج۴ص۱۶۲۳ ،باب الاستغفار والتوبة)

[2] (وَ) لَا (سِوَاكَ وَلَوْ عَشِيًّا) أَوْ رَطْبًا بِالْمَاءِ عَلَى الْمَذْهَبِ(الدرالمختار)

(قَوْلُهُ :وَلَا سِوَاكَ) بَلْ يُسَنُّ لِلصَّائِمِ كَغَيْرِهِ صَرَّحَ بِهِ فِي النِّهَايَةِ لِعُمُومِ قَوْلِهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ وَعِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ لِتَنَاوُلِهِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَقَدْ تَقَدَّمَ أَحْكَامُهُ فِي الطَّهَارَةِ بَحْرٌ (قَوْلُهُ :وَلَوْ عَشِيًّا) أَيْ بَعْدَ الزَّوَالِ (قَوْلُهُ :عَلَى الْمَذْهَبِ) وَكُرِهَ الثَّانِي الْمَبْلُولُ بِالْمَاءِ لِمَا فِيهِ مِنْ إدْخَالِهِ فَمَهُ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ وَرُدَّ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِأَقْوَى مِنْ الْمَضْمَضَةِ أَمَّا الرَّطْبُ الْأَخْضَرُ فَلَا بَأْسَ بِهِ اتِّفَاقًا كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ نَهْرٌ (ردالمحتار، ج۲ص ۴۱۹، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

وَأَمَّا السِّوَاكُ فَلَا بَأْسَ بِهِ لِلصَّائِمِ أَطْلَقَهُ فَشَمِلَ الرَّطْبَ وَالْيَابِسَ وَالْمَبْلُولَ وَغَيْرَهُ قَبْلَ الزَّوَالِ وَبَعْدَهُ لِعُمُومِ قَوْلِهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ وَعِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ لِتَنَاوُلِهِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ، وَقَدْ تَقَدَّمَ أَحْكَامُهُ فِي سُنَنِ الطَّهَارَةِ فَارْجِعْ إلَيْهَا وَلَمْ يَتَعَرَّضْ لِسُنَّةِ السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ، وَلَا شَكَّ فِيهِ كَغَيْرِ الصَّائِمِ صَرَّحَ بِهِ فِي النِّهَايَةِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ(البحرالرائق، ج۲ص ۳۰۲،باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

شوہر وغیرہ کی طرف سے بدمزگی کا ڈر ہو، یا چھوٹے بچے کو غذا چبا کر دینے کی ضرورت ہو، اس کو کوئی چیز چکھنا یا چبانا جائز ہے، بشرطیکہ اس چیز کو پیٹ میں نہ لے جائے۔ [1]

مسئلہ نمبر ۴...... منہ میں جو تھوک پیدا ہوتا ہے، اس کے نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگرچہ وہ زیادہ مقدار میں کیوں نہ ہو۔

اسی طرح روزہ کی حالت میں ناک کے اندرونی سوراخ یعنی بلعومِ انفی (Nasopharynx) سے حلق یعنی بلعومِ فموی (Oropharynx) کی طرف آنے والی ریزش بھی تھوک کا حکم رکھتی ہے، اس کے پیٹ میں لے جانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

البتہ اگر کوئی اس کو تھوک دے تو اچھا ہے۔ [2]

---

[1] وَكُرِهَ ذَوْقُ شَيْءٍ، وَمَضْغُهُ بِلَا عُذْرٍ كَذَا فِي الْكَنْزِ .وَمِنْ الْعُذْرِ فِي الْأَوَّلِ مَا لَوْ كَانَ زَوْجُ الْمَرْأَةِ وَسَيِّدُهَا سَيِّءَ الْخُلُقِ فَذَاقَتْ الْمَرَقَةَ، وَمِنْ الْعُذْرِ فِي الثَّانِي أَنْ لَا تَجِدَ مَنْ يَمْضُغُ الطَّعَامَ لِصَبِيِّهَا مِنْ حَائِضٍ أَوْ نُفَسَاءَ أَوْ غَيْرِهِمَا مِمَّنْ لَا يَصُومُ، وَلَمْ تَجِدْ طَبِيخًا، وَلَا لَبَنًا حَلِيبًا كَذَا فِي النَّهْرِ الْفَائِقِ وَذَكَرَ فِي التَّجْنِيسِ أَنَّ كَرَاهَةَ الذَّوْقِ فِي صَوْمِ الْفَرْضِ، وَأَمَّا التَّطَوُّعُ فَلَا بَأْسَ كَذَا فِي النِّهَايَةِ .وَيُكْرَهُ لِلصَّائِمِ أَنْ يَذُوقَ الْعَسَلَ أَوْ الدُّهْنَ لِيَعْرِفَ الْجَيِّدَ مِنْ الرَّدِيءِ عِنْدَ الشِّرَاءِ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. وَقِيلَ لَا بَأْسَ بِهِ إذَا لَمْ يَجِدْ بُدًّا مِنْ شِرَائِهِ أَوْ يَخَافُ الْغَبْنَ كَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ(الفتاوى الهندية، ج ا ص ۱۹۹، كِتَابُ الصَّوْمِ،الْبَابُ الثَّالِثُ فِيمَا يُكْرَهُ لِلصَّائِمِ وَمَا لَا يُكْرَهُ)

[2] جذب الصائم مخاطه فوصل إلى حلقه وابتلع لا شيء وإن عمد وكذا إذا ترطب شفتاه بالبزاق عند الكلام ونحوه فابتلعه أو خرج الدم من بين أسنانه والبزاق غالب فابتلعه ولم يجد طعمه وإن غلب الدم أو تساويا فسد وذكر في شرح الحاوي للشافعي رحمه الله تعالى ويبطل الصوم بجرى النخامة من فضاء الفم في جوفه وإن جرت فيه من مجراها وقدر على مجها ولم يمجها أفطر في أصح الوجهين وفي الوسيط لو جمع الريق قصد ثم ابتلعه لا يفسد صومه في أصح الوجهين فعلى هذا ينبغي أن يحتاط في النخامة والبزاق حتى لا يفسد صومه على قول مجتهد(الفتاوى البزازية، ج ا ،ص ۴۶، كتاب الصوم)

نزل المخاط إلى رأس أنفه لكن لم يظهر ثم جذبه فوصل إلى جوفه لم يفسد ثم قال ابن الشحنة وذكر في البزازية مسألة المخاط وعقبها بكلام الشافعية فقال :ويبطل الصوم بجرى النخامة من فضاء الفم في جوفه، وإن جرت فيه من مجراها وقدر على مجها أفطر في أصح الوجهين فعلى هذا ينبغي أن يحتاط في النخامة حتى لا يفسد صومه على قول مجتهد قال ابن الشحنة أحببت التنبه عليه فإنه مهم اهـ.ولم أر حكم البلغم إذا ابتلعه بعد ما تخلص بالتنحنح من حلقه إلى فمه ولعله كالمخاط فلينظر ثم وجدتها بحمد الله في التتارخانية سئل إبراهيم عمن ابتلع البلغم قال :إن كان أقل من ملء فيه لا ينقض إجماعا، وإن كان ملء فيه ينتقض صومه عند أبي يوسف.وعند أبي حنيفة لا ينتقض(حاشية الشرنبلالي على درر الحكام ،ج ا ص ۲۰۲،۲۰۳،باب موجب الإفساد في الصوم)

مسئلہ نمبر۵...... کلی کرنے کے بعد جب پانی منہ سے باہر نکال دیا جائے، اور تھوک کے ساتھ کچھ تری محسوس ہو، تو اس کا حکم تھوک کی طرح ہے، اس کو نگلنے سے حرج وتنگی لازم آنے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ؎۱

؎۱ یہی حکم مسواک کر کے کلی کرنے کے بعد مسواک کے باقی ماندہ ذرہ کا بھی ہے، کہ اگر اس کا کوئی ذرہ تھوک کے ساتھ شامل ہو کر پیٹ میں داخل ہو جائے، تو دفعِ حرج کی وجہ سے اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ جس طرح کلی کرنا ثابت ہے، اسی طرح مسواک کرنا بھی ثابت ہے، اور علت دونوں جگہ مشترک ہے۔

وما لا يمكنه التحرز عنه فهو عفو ألا ترى أن الصائم إذا تمضمض فإنه يبقى فى فمه بلة ثم تدخل بعد ذلك حلقه مع ريقه وأحد لا يقول :بأن ذلك يفطره(المبسوط،للسرخسي، ج۳ص ۱۴۲، كتاب الصوم،باب ما يجب فيه القضاء والكفارة وما يجب فيه القضاء دون الكفارة)

وَكَذَلِكَ لَو بَقِيَ بَلَل بعد الْمَضْمَضَة وابتلعه مَعَ البزاق أَو ابتلع البزاق الَّذِي اجْتمع فِي فِيهِ لَا يفْسد صَومه لما قُلْنَا(تحفة الفقهاء، ج۱، ص ۳۵۳، كتاب الصَّوْم)

إذا أمسك فى فيه شيئاً لا يؤكل فوصل إلى جوفه أو خل الماء فمه عن الاغتسال لا يفسد إلا إن يصيب فيه متعمداً وكذا إذا بقى بعد المضمضة ماء فابتلعه بالبزاق لم يفطر لتعذر الاحتراز(الفتاوى البزازية، ج۱، ص۴۷)

وَلَوْ بَقِيَ بَلَلٌ بَعْدَ الْمَضْمَضَةِ فَابْتَلَعَهُ مَعَ الْبُزَاقِ لَمْ يُفْطِرْهُ، وَلَوْ دَخَلَ الْمُخَاطُ أَنْفَهُ مِنْ رَأْسِهِ ثُمَّ اسْتَشَمَّهُ فَأَدْخَلَ حَلْقَهُ عَمْدًا لَمْ يُفْطِرْهُ؛ لِأَنَّهُ بِمَنْزِلَةِ رِيقِهِ كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ(الفتاوىٰ الهندية، ج۱ ص ۲۰۳، كتاب الصوم، الباب الرابع، النوع الاول)

فصار كبلل بقى فى فمه بعد المضمضة لدخوله من الأنف إذا أطبق الفم(مراقى الفلاح شرح متن نور الإيضاح، ص ۲۴۵، كتاب الصوم)

(أَوْ بَقِيَ بَلَلٌ فِي فِيهِ بَعْدَ الْمَضْمَضَةِ وَابْتَلَعَهُ مَعَ الرِّيقِ) كَطَعْمِ أَدْوِيَةٍ وَمَصِّ إهْلِيلِجٍ بِخِلَافِ نَحْوِ سُكَّرٍ(الدر المختار)

(قَوْلُهُ أَوْ بَقِيَ بَلَلٌ فِي فِيهِ بَعْدَ الْمَضْمَضَةِ) جَعَلَهُ فِي الْفَتْحِ وَالْبَدَائِعِ شَبِيهَ دُخُولِ الدُّخَانِ وَالْغُبَارِ وَمُقْتَضَاهُ أَنَّ الْعِلَّةَ عَلَى عَدَمِ إمْكَانِ التَّحَرُّزِ عَنْهُ، وَيَنْبَغِي اشْتِرَاطُ الْبَصْقِ بَعْدَ مَجِّ الْمَاءِ لِاخْتِلَاطِ الْمَاءِ بِالْبُصَاقِ، فَلَا يَخْرُجُ بِمُجَرَّدِ الْمَجِّ نَعَمْ لَا يُشْتَرَطُ الْمُبَالَغَةُ فِي الْبَصْقِ؛ لِأَنَّ الْبَاقِيَ بَعْدَهُ مُجَرَّدُ بَلَلٍ وَرُطُوبَةٍ لَا يُمْكِنُ التَّحَرُّزُ عَنْهُ وَعَلَى مَا قُلْنَا يَنْبَغِي أَنْ يُحْمَلَ قَوْلُهُ فِي الْبَزَّازِيَّةِ إذَا بَقِيَ بَعْدَ الْمَضْمَضَةِ مَاءٌ فَابْتَلَعَهُ بِالْبُزَاقِ لَمْ يُفْطِرْ لِتَعَذُّرِ الِاحْتِرَازِ فَتَأَمَّلْ(رد المحتار على الدر المختار، ج۲، ص ۳۹۶، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مضمضہ کی اجازت دینا ثابت ہے، اور وضو اور غسل کے دوران مضمضہ کی اجازت تواتر کے ساتھ ثابت ہے، اور مضمضہ کی تکمیل کلی کر دینے سے ہو جاتی ہے، اور مضمضہ کے بعد مزید تھوکنے کا مکلّف کرنے کی کوئی دلیل نہیں، جبکہ فقہائے کرام نے مضمضہ کے بعد تری کے باقی رہ جانے کو روزہ کے لئے مفسد قرار نہیں دیا، اور اس تری کو تھوک کا حکم دیا ہے، اور صاحبِ بزازیہ کی یہ تصریح اوپر گزر چکی ہے کہ ’’إذا بقى بعد المضمضة ماء فابتلعه بالبزاق لم يفطر لتعذر الاحتراز ‘‘جس میں ’’لتعذر الاحتراز ‘‘ کی علت بھی ساتھ ہی مذکور ہے، اس لئے علامہ شامی رحمہ اللہ کا کلی کرنے کے بعد تھوکنے کا مکلّف کرنا راجح معلوم نہ ہو سکا۔ محمد رضوان۔

مسئلہ نمبر ۶...... روزہ دار کو وضو کرتے وقت کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں اس طرح مبالغہ کرنا مکروہ ہے کہ پانی حلق کے اندر یا ناک کے نرم حصہ سے اوپر چلا جائے۔

اور پانی منہ میں ڈال کر اس طرح غرارہ کرنا کہ پانی حلق کی جڑ تک پہنچ جائے اور حلق سے ٹکرائے، یہ بھی مبالغہ میں داخل ہے۔ [۱]

مسئلہ نمبر ۷...... اگر کلی کرتے وقت روزہ یاد ہوتے ہوئے غیرارادی طور پر غلطی سے (یعنی پانی اندر لے جانے کا ارادہ کئے بغیر) پانی پیٹ میں چلا گیا، تو حنفیہ کے مشہور قول کے مطابق روزہ ٹوٹ جاتا ہے، البتہ اگر روزہ یاد نہ ہو، تو پھر روزہ نہیں ٹوٹتا۔

جبکہ بعض حضرات نے تین مرتبہ تک کلی کرنے اور بعض نے فرض نماز کے وضو کی کلی کرنے کی صورت میں غلطی سے پانی پیٹ میں جانے کو روزہ کے فاسد ہونے کا سبب قرار نہیں دیا، اور تین دفعہ سے زیادہ کلی کرنا شریعت پر زیادتی ہے، اور اسی طرح غیر فرض نماز ضروری نہیں، اس لئے ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔ [۲]

---

[۱] وتكره المبالغة فى المضمضة والاستنشاق فى الصوم.ففى المضمضة :بإيصال الماء إلى رأس الحلق، وفى الاستنشاق :بإيصاله إلى فوق المارن(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۸، ص ۷۱)

و "يسن "المبالغة فى المضمضة "وهى إيصال الماء لرأس الحلق "و "المبالغة فى "الاستنشاق" وهى إيصاله إلى ما فوق المارن "لغير الصائم "والصائم لا يبالغ فيها خشية إفساد الصوم لقوله عليه الصلاة والسلام" :بالغ فى المضمضة والاستنشاق إلا أن تكون صائما(مراقى الفلاح شرح متن نور الإيضاح، ج ۱، ص ۳۳)

وحَدُّ المضمضة استيعابُ جميع الفم .والمبالغةُ فيه أن يصل الماءُ إلى رأس الحلق.

وحَدُّ الاستنشاق أن يصل الماءُ إلى المارِن .والمبالغةُ فيه أن يُجاوِزَ المارِنَ، وهو بكسر الراء :ما اشتدَّ من الأنف(شرح النقاية، ج ۱، ص ۲۵، كتاب الطهارة، سنن الوضو)

قال الطيبى :الغرغرة أن يجعل المشروب فى الفم، ويردد إلى أصل الحلق ولا يبتلع(مرقاة المفاتيح، ج۴ ص ۱۶۲۳، باب الاستغفار والتوبة)

[۲] وَلَوْ تَمَضْمَضَ أَوْ اسْتَنْشَقَ فَسَبَقَ الْمَاءُ حَلْقَهُ وَدَخَلَ جَوْفَهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ ذَاكِرًا لِصَوْمِهِ لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ لِأَنَّهُ لَوْ شَرِبَ لَمْ يَفْسُدْ، فَهَذَا أَوْلَى وَإِنْ كَانَ ذَاكِرًا فَسَدَ صَوْمُهُ عِنْدَنَا .وَقَالَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى :إنْ كَانَ وُضُوءُهُ لِلصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ لَمْ يُفْسِدْ وَإِنْ كَانَ لِلتَّطَوُّعِ فَسَد. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ :لَا يُفْسِدُ أَيُّهُمَا كَانَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ :إنْ تَمَضْمَضَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَسَبَقَ الْمَاءُ حَلْقَهُ لَمْ يَفْسُدْ، وَإِنْ زَادَ عَلَى الثَّلَاثِ فَسَدَ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جو حکم وضو کے دوران منہ یا ناک سے پانی پیٹ میں داخل ہونے کا ہے، وہی حکم غسل کرتے وقت بھی پیٹ میں داخل ہونے کا ہے۔

جبکہ بعض اہلِ علم حضرات کے نزدیک غسل کے دوران غلطی سے پانی پیٹ میں داخل ہوجانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ ۱؎

یہ تفصیل تو حنفیہ کے نزدیک ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَجْهُ قَوْلِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّ الْوُضُوءَ لِلصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فَرْضٌ، فَكَأَنَّ الْمَضْمَضَةَ، وَالِاسْتِنْشَاقَ مِنْ ضَرُورَاتِ إِكْمَالِ الْفَرْضِ، فَكَانَ الْخَطَأُ فِيهِمَا عُذْرًا بِخِلَافِ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ، وَجْهُ قَوْلِ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الثَّلَاثِ وَمَا زَادَ عَلَيْهِ أَنَّ السُّنَّةَ فِيهِمَا، وَالثَّلَاثُ فَكَانَ الْخَطَأُ فِيهِمَا مِنْ ضَرُورَاتِ إِقَامَةِ السُّنَّةِ فَكَانَ عَفْوًا .وَأَمَّا الزِّيَادَةُ عَلَى الثَّلَاثِ فَمِنْ بَابِ الِاعْتِدَاءِ عَلَى مَا قَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فَمَنْ زَادَ، أَوْ نَقَصَ فَقَدْ تَعَدَّى وَظَلَمَ فَلَمْ يُعْذَرْ فِيهِ، وَالْكَلَامُ مَعَ الشَّافِعِيِّ عَلَى نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا فِي الْإِكْرَاهِ يُؤَيِّدُ مَا ذَكَرْنَا أَنَّ الْمَاءَ لَا يَسْبِقُ الْحَلْقَ فِي الْمَضْمَضَةِ، وَالِاسْتِنْشَاقِ عَادَةً إِلَّا عِنْدَ الْمُبَالَغَةِ فِيهِمَا، وَالْمُبَالَغَةُ مَكْرُوهَةٌ فِي حَقِّ الصَّائِمِ، قَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -لِلَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ :بَالِغْ فِي الْمَضْمَضَةِ، وَالِاسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا فَكَانَ فِي الْمُبَالَغَةِ مُتَعَدِّيًا فَلَمْ يُعْذَرْ بِخِلَافِ النَّاسِي(بدائع الصنائع، ج۲ص ۹۱، فصل ارکان الصیام)

۱؎ وَإِنْ تَمَضْمَضَ أَوْ اسْتَنْشَقَ فَدَخَلَ الْمَاءُ جَوْفَهُ إِنْ كَانَ ذَاكِرًا لِصَوْمِهِ فَسَدَ صَوْمُهُ وَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ ذَاكِرًا لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَعَلَيْهِ الِاعْتِمَادُ.وَلَوْ رَمَى رَجُلٌ إِلَى صَائِمٍ شَيْئًا فَدَخَلَ حَلْقَهُ فَسَدَ صَوْمُهُ؛ لِأَنَّهُ بِمَنْزِلَةِ الْمُخْطِءِ، وَكَذَا إِذَا اغْتَسَلَ فَدَخَلَ الْمَاءُ حَلْقَهُ كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ(الفتاویٰ الهندية، ج ۱ ص ۲۰۲، کتاب الصوم، الباب الرابع، النوع الاول)

فَلَوْ دَخَلَ الْمَاءُ فِي الْغُسْلِ أَنْفَهُ أَوْ أُذُنَهُ وَوَصَلَ إِلَى الدِّمَاغِ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ اهـ(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج۲،ص ۳۰۰، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

وفی البقالی :إذا أمسک فی فمه شيئاً لا يؤکل، فوصل إلی جوفه لا يفسد صومه، وفيه أيضاً :إذا اغتسل فدخل الماء فی فمه لا يفسد صومه .وفيه أيضاً :عن نصر إذا اغتسل، فدخل الماء فی فمه لا يفسد صومه؛ لأنه لم يصب فيه متعمداً(المحيط البرهانی، ج۲ص ۳۸۵، کتاب الصوم،الفصل الرابع فيما يفسد الصوم وما لا يفسد صومه)

وَمَا عَنْ نُصَيْرِ بْنِ يَحْيَى فِيمَنْ اغْتَسَلَ وَدَخَلَ الْمَاءُ فِي حَلْقِهِ لَمْ يَفْسُدْ اهـ .(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج۲ص ۲۹۲، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک روزہ کے باب میں خطاء مانعِ افطارِ صوم نہیں ہے، پھر بعض حنفیہ نے یہاں خطاء کو مانعِ افطار کیوں قرار دیا؟ اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ ان حضرات نے دفعِ حرج کے لئے یہ قول کیا، اور اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق معفوعنہ صورتوں کو دخولِ ذباب کے مشابہ سمجھا۔

اور بعض دیگر فقہاء کے نزدیک اگر کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ نہ کیا جائے، اور پھر غلطی سے پانی پیٹ میں داخل ہوجائے، تو روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ روزہ کی حالت میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا منع ہے، لہٰذا جب شریعت کے اس حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا پایا جائے گا، تو حرج وتنگی لازم آنے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، ورنہ ٹوٹ جائے گا۔ [1]

---

[1] شوافع کے صحیح تر قول کے مطابق اگر روزہ دار نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کیا، جس کے نتیجے میں پانی اندر داخل ہوگیا، تو روزہ ٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ حدیث میں مبالغہ کی ممانعت آئی ہے، اس لئے مبالغہ کرنے میں تعدی وزیادتی پائی جاتی ہے، اور مبالغہ سے قبل یہ ذباب کے مشابہ ہے، بندہ کے نزدیک دلیل کے لحاظ سے یہی راجح ہے، اور دفعِ حرج کی وجہ سے ذباب کی طرح اسی پر فتویٰ ہونا چاہئے، بالخصوص جبکہ بعض حنفیہ نے اپنے اجتہاد کی روشنی میں دفعِ حرج کا اعتبار کرتے ہوئے مفسد قرار نہیں دیا، کالزیادۃ علی الثلاثۃ۔

اور حنابلہ کے نزدیک مبالغہ یا اسراف کرنے کی صورت میں تو روزہ فاسد ہوتا ہے، ورنہ نہیں ہوتا، کیونکہ جس طرح مبالغہ میں تعدی وزیادتی پائی جاتی ہے، اسی طرح اسراف میں بھی تعدی وزیادتی پائی جاتی ہے، اور بغیر تعدی کے پانی کا دخول، ذباب کے مشابہ ہے۔ محمد رضوان۔

وَقَالَ عَطَاءٌ " :إِنْ تَـمَضْمَضَ، ثُمَّ أَفْرَغَ مَا فِي فِيهِ مِنَ الْمَاءِ لاَ يَضِيرُهُ إِنْ لَمْ يَزْدَرِدْ رِيقَهُ وَمَاذَا بَقِيَ فِي فِيـهِ، وَلاَ يَـمْـضَـغُ الْعِلْكَ، فَإِنِ ازْدَرَدَ رِيقَ الْعِلْكِ لاَ أَقُولُ إِنَّهُ يُفْطِرُ، وَلَكِنْ يُنْهَى عَنْهُ، فَإِنِ اسْتَنْثَرَ، فَـدَخَـلَ الْمَاءُ حَلْقَهُ لاَ بَأْسَ، لَمْ يَمْلِكْ (بخاری، ج۳ص ۳۱، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ، فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرِهِ الْمَاءَ وَلَمْ يُمَيِّزْ بَيْنَ الصَّائِمِ وَغَيْرِهِ)

(أَوْ تَمَضْمَضَ أَوِ اسْتَنْشَقَ) فِي الْوُضُوءِ، (فَدَخَلَ الْمَاءُ حَلْقَهُ) ؛ لِأَنَّهُ وَاصِلٌ بِغَيْرِ قَصْدٍ، أَشْبَهَ الذُّبَابَ فَإِنْ كَانَ لِنَجَاسَةٍ فَكَالْوُضُوءِ .(لَمْ يَفْسُدْ صَوْمُهُ) لِمَا ذَكَرْنَا، (وَإِنْ زَادَ عَلَى الثَّلَاثِ) فِي أَحَدِهِمَا (أَوْ بَالَغَ فِيهِمَا) فَـدَخَـلَ الْمَاءُ حَلْقَهُ (فَعَلَى وَجْهَيْنِ) كَذَا فِي "الْكَافِي "وَ "الْمُحَرَّرِ "وَ "الْفُرُوعِ" أَحَدُهُمَا :لَا يُفْطِرُ جَزَمَ بِهِ فِي "الْوَجِيزِ "؛ لِأَنَّهُ وَاصِل بِغَيْرِ اخْتِيَارِهِ، وَالثَّانِي :بَلَى؛ لِأَنَّهُ فَعَلَ مَكْرُوهًا تَـعَـرَّضَ بِـهِ إِلَى إِيصَالِ الْمَاءِ إِلَى حَلْقِهِ، أَشْبَهَ الْإِنْزَالَ بِالْمُبَاشَرَةِ، وَاخْتَارَ الْمَجْدُ يَبْطُلُ بِالْمُبَالَغَةِ لِلنَّهْيِ الْخَاصِّ، وَعَدَمِ نُدْرَةِ الْوُصُولِ فِيهَا بِخِلَافِ الْمُجَاوَزَةِ، وَأَنَّهُ ظَاهِرُ كَلَامِ أَحْمَدَ فِي الْمُجَاوَزَةِ :يُعْجِبُنِي أَنْ يُعِيدَ (المبدع فی شرح المقنع، ج۳ص۲۷، باب مالایفسد الصوم)

قَـوْلُـهُ (وَإِنْ زَادَ عَـلَـى الثَّلَاثِ، أَوْ بَالَغَ فِيهَا، فَعَلَى وَجْهَيْنِ) ، وَأَطْـلَـقَـهُـمَا فِي الْهِدَايَةِ، وَالْمُسْتَوْعِبِ، وَالْـخُلَاصَةِ، وَالْـكَافِي، وَالْهَادِي، وَالْمُغْنِي وَالتَّلْخِيصِ، وَالْبُلْغَةِ، وَشَرْحِ الْمَجْدِ، وَالْمُحَرَّرِ، وَالشَّرْحِ، وَالـرِّعَـايَتَيْـنِ، وَالْـحَـاوِيَيْـنِ وَشَرْحِ ابْنِ مُنَجَّى، وَالنَّظْمِ، وَالْفُرُوعِ، وَالْفَائِقِ .أَحَدُهُمَا :لَا يُـفْطِرُ، وَهُوَ الْـمَذْهَبُ، صَحَّحَهُ فِي التَّصْحِيحِ .قَالَ فِي الْعُمْدَةِ :لَـوْ تَـمَضْمَضَ أَوْ اسْتَنْشَقَ، فَوَصَلَ إِلَى حَلْقِهِ مَاءٌ : لَـمْ يَـفْسُـدْ صَـوْمُـهُ، وَجَـزَمَ بِـهِ فِـي الْإِفَادَاتِ، وَنَاظِمِ الْمُفْرَدَاتِ، وَهُوَ مِنْهَا، وَيَأْتِي كَلَامُهُ فِي الْوَجِيزِ، وَالْمُنَوِّرِ، وَالْوَجْهُ الثَّانِي :يُفْطِرُ صَحَّحَهُ فِي الْمَذْهَبِ، وَمَسْبُوكِ الذَّهَبِ، وَقَدَّمَهُ ابْنُ رَزِينٍ فِي شَرْحِهِ. وَجَزَمَ فِي الْفُصُولِ بِالْفِطْرِ بِالْمُبَالَغَةِ، وَقَالَ بِهِ إِذَا زَادَ عَلَى الثَّلَاثِ، وَقِيلَ :يَبْطُلُ بِالْمُبَالَغَةِ دُونَ الزِّيَادَةِ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۸...... بلا اختیار گرد وغبار، مکھی، مچھر، یا فضا میں موجود دھوئیں کے سانس کے ساتھ حلق کے اندر بلعومِ حنجری یا بلعوم سفلی (Hypopharynx) سے نیچے چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، شریعت نے ان چیزوں کو دفعِ حرج کی وجہ سے معاف قرار دے دیا ہے۔

لیکن اپنے ارادہ سے حلق کے اندر دھواں کھینچا جائے، تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جیسے اگربتی، وغیرہ کے قریب آ کر اس کا دھواں سانس کے ساتھ کھینچا جائے۔ ل

مسئلہ نمبر۹...... چکی پیسنے، جھاڑو دینے، روئی دھننے اور دوسرے کام کاج کے دوران جو گرد

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ اخْتَارَهُ الْمَجْدُ .قَالَ فِي الْوَجِيزِ، وَالْمُنَوِّرِ :لَوْ دَخَلَ حَلْقَهُ مَاءُ طَهَارَةٍ، وَلَوْ بِمُبَالَغَةٍ :لَمْ يُفْطِرْ، وَظَاهِرُهُ كَلَامُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ :إبْطَالُ الصَّوْمِ بِالْمُجَاوَزَةِ عَلَى الثَّلَاثِ، فَإِنَّهُ قَالَ :إذَا جَاوَزَتْ الثَّلَاثَ، فَسَبَقَ الْمَاءُ إلَى حَلْقِهِ :يُعْجِبُنِي أَنْ يُعِيدَ الصَّوْمَ .قَالَهُ ابْنُ عَقِيلٍ، وَالْمَجْدُ فِي شَرْحِهِ(الانصاف للمرداوی، ج۳ص۳۰۸،۳۰۹، باب مایفسد الصوم ویوجب الکفارۃ)

(مسألة) قال (أو اغتسل أو تمضمض أو استنشق فدخل الماء حلقه لم يفسد صومه) المضمضة والاستنشاق لا يفطر بغير خلاف سواء كان فی طهارة أو غيرها وقد روی عن النبی صلى الله عليه وسلم ان عمر سأله عن القبلة للصائم فقال النبی صلى الله عليه وسلم "أرأيت لو تمضمضت من اناء وأنت صائم "قلت لا بأس قال "فمه "ولان الفم فی حكم الظاهر فلا يبطل الصوم بالواصل إليه كالانف والعين فان تمضمض أو أستنشق فی الطهارة فسبق الماء إلى حلقه من غير قصد ولا إسراف فلا شيئ عليه، وهذا قول الاوزاعی وإسحاق والشافعی فی أحد قوليه وروی ذلک عن ابن عباس وقال مالک وأبو حنيفة يفطر لانه أوصل الماء إلى حلقه ذاكرا لصومه فأفطر كما لو تعمد شربه ولنا أنه وصل إلى حلقه من غير قصد ولا إسراف أشبه مالو طارت ذبابة إلى حلقه وبهذا فارق المتعمد(الشرح الكبير لابنِ قدامة، ج۳ص۴۴)

(قلت :رجل استنشق فدخل الماء إلى حلقه، وهو صائم؟)قال :إذا كان لا يريد ذاک فلا بأس به(مسائل الامام الاحمد بن حنبل واسحاق بن راهويه، رقم المسئلة ۶۸۴)

وعند الشافعية فيه ثلاثة اقوال اصحها ان بالغ افطر والا فلا.والثانی: يفطر مطلقا(كمذهب الاحناف والموالک) وهو قول المزنی من الشافعية ، وهو قول اكثر الفقهاء، كما نقله النووی عن الماوردی رح.والثالث:لايفطر مطلقا ،وهو قول الحسن البصری، واسحاق وابی ثور رحمهم الله تعالیٰ.واما الحنابلة فعدوه مانعا للفطر اذا لم يوجد من الصائم اسراف ولا مبالغة ، فلا يفطر عندهم ايضا ، واما اذا وجد منه اسراف او مبالغة، فاختلفوا علی وجهين ، وظاهر كلام الامام احمد رح ابطال الصوم، كالقول الاصح عند الشافعية (ضابط المفطرات فی مجال التداوی، للشيخ المفتی محمد رفيع العثمانی، ص ۱۴۰،الباب الثانی،الفصل الثالث فی الموانع)

ل وَقَالَ عَطَاءٌ :إِنِ اسْتَنْثَرَ، فَدَخَلَ المَاءُ فِي حَلْقِهِ لاَ بَأْسَ إِنْ لَمْ يَمْلِكْ وَقَالَ الحَسَنُ :إِنْ دَخَلَ حَلْقَهُ الذُّبَابُ فَلاَ شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الحَسَنُ، وَمُجَاهِدٌ :إِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فَلاَ شَيْءَ عَلَيْهِ(بخاری، ج۳ص۳۱،بَابُ الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

وغبار اڑتا ہے، اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر وہ خود بخود سانس کے ساتھ بلعوم حنجری یا بلعوم سفلی (Hypopharynx) سے نیچے چلا جائے، تو روزہ نہیں ٹوٹتا، یہ چیزیں بھی دفعِ حرج کی وجہ سے معاف ہیں۔ [1]

مسئلہ نمبر ۱۰...... منہ کے ذریعہ سے سگریٹ نوشی اور حقہ نوشی کے مروجہ طریقہ پر کرنے (یعنی سانس کے ساتھ دھواں حلق کی طرف کھینچنے) سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ سگریٹ نوشی کرنے سے اپنے اختیار کے ساتھ دھواں حلق سے نیچے یا بالفاظ دیگر بلعوم حنجری یا بلعوم سفلی (Hypopharynx) سے نیچے یعنی ''مری'' یا ''حنجرہ'' کی طرف پہنچانا پایا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؛ فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ حَلْقَهُ الذُّبَابُ ، قَالَ :لاَ يُفْطِرُ(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحديث ۹۸۸۶،باب فِي الصَّائِمِ يَدْخُلُ حَلْقَهُ الذُّبَابُ)

عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ عَامِرٍ ، قَالَ :لاَ يُفْطِرُ(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحديث ۹۸۸۷،باب فِي الصَّائِمِ يَدْخُلُ حَلْقَهُ الذُّبَابُ)

عَنِ الْحَسَنِ ، قَالَ :لاَ يُفْطِرُ(ایضاً، رقم الحديث ۹۸۸۸،باب فِي الصَّائِمِ يَدْخُلُ حَلْقَهُ الذُّبَابُ)

وَلَو دخل الذُّبَاب حلقه وَهُوَ ذَاكر لصومه لا يفسد لِأَنَّهُ مغلوب فِيهِ فَيكون بِمَعْنى النَّاسِي...... وَكَذَلِكَ لَو دخل الْغُبَار أَو دخل الدُّخان أَو الرَّائِحَة فِي حلقه لِأَنَّهُ لَا يُمكنهُ الِامْتِنَاع عَنهُ فَيكون فِي معنى النَّاسِي (تحفة الفقهاء ج ۱ ص ۳۵۳،کتاب الصوم)

(قَوْلُهُ أَوْ دَخَلَ حَلْقَهُ غُبَارٌ أَوْ ذُبَابٌ، وَهُوَ ذَاكِرٌ لِصَوْمِهِ) يَعْنِي لَا يُفْطِرُ؛ لِأَنَّ الذُّبَابَ لَا يُسْتَطَاعُ الِامْتِنَاعُ عَنْهُ فَشَابَهُ الدُّخَانُ وَالْغُبَارُ لِدُخُولِهِمَا مِنْ الْأَنْفِ إذَا طَبَّقَ الْفَمَ(البحر الرائق، ج۲ص ۲۹۴، باب مايفسد الصوم وما لايفسده)

(قَوْلُهُ :اسْتِحْسَانًا) وَفِي الْقِيَاسِ يَفْسُدُ أَيْ بِدُخُولِ الذُّبَابِ لِوُصُولِ الْمُفْطِرِ إلَى جَوْفِهِ وَإِنْ كَانَ لَا يَتغَذَّى بِهِ كَالتُّرَابِ وَالْحَصَادِ هِدَايَةٌ (قَوْلُهُ :لِعَدَمِ إمْكَانِ التَّحَرُّزِ عَنْهُ) فَأَشْبَهَ الْغُبَارَ وَالدُّخَانَ لِدُخُولِهِمَا مِنْ الْأَنْفِ إذَا أَطْبَقَ الْفَمَ كَمَا فِي الْفَتْحِ، وَهَذَا يُفِيدُ أَنَّهُ إذَا وَجَدَ بُدًّا مِنْ تَعَاطِي مَا يَدْخُلُ غُبَارُهُ فِي حَلْقِهِ أَفْسَدَ لَوْ فَعَلَ شُرُنْبُلَالِيَّةٌ (قَوْلُهُ :وَمُفَادُهُ) أَيْ مُفَادُ قَوْلِهِ دَخَلَ أَيْ بِنَفْسِهِ بِلَا صُنْعٍ مِنْهُ (ردالمحتار، ج۲ص ۳۹۵،باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

[1] وَغُبَارُ الطَّاحُونَةِ كَالدُّخَانِ(البحر الرائق، ج۲ص ۲۹۴، باب مايفسد الصوم وما لايفسده)

وَلَوْ دَخَلَ حَلْقَهُ غُبَارُ الطَّاحُونَةِ أَوْ طَعْمُ الْأَدْوِيَةِ أَوْ غُبَارُ الْهَرْسِ، وَأَشْبَاهُهُ أَوْ الدُّخَانُ أَوْ مَا سَطَعَ مِنْ غُبَارِ التُّرَابِ بِالرِّيحِ أَوْ بِحَوَافِرِ الدَّوَابِّ، وَأَشْبَاهِ ذَلِكَ لَمْ يُفْطِرْهُ كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ(الفتاوىٰ الهندية، ج ۱ ص ۲۰۳، كتاب الصوم، الباب الرابع، النوع الاول)

(قَوْلُهُ :كَطَعْمِ أَدْوِيَةٍ) أَيْ لَوْ دَقَّ دَوَاءً فَوَجَدَ طَعْمَهُ فِي حَلْقِهِ زَيْلَعِيٌّ وَغَيْرُهُ .وَفِي الْقُهُسْتَانِيِّ طَعْمُ الْأَدْوِيَةِ وَرِيحُ الْعِطْرِ إذَا وَجَدَ فِي حَلْقِهِ لَمْ يُفْطِرْ كَمَا فِي الْمُحِيطِ(رد المحتار على الدر المختار، ج۲،ص ۳۹۶،كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

جاتا ہے۔

اور بعض حضرات کے نزدیک قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے، کیونکہ اس کی طرف طبیعت کا میلان پایا جاتا ہے، اور پیٹ کی شہوت پوری ہوتی ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر ۱۱...... اگر کسی نے پان یا نسوار روزہ کی حالت میں منہ میں رکھ کر فوراً باہر نکال دی، اور تھوک دی، اور اس کو یقین ہو کہ اس کا کوئی حصہ وذرہ پیٹ میں نہیں گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اگرچہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

لیکن کیونکہ مروجہ طریقہ پر پان یا نسوار کے استعمال میں اس کو زیادہ وقت تک منہ میں رکھا جاتا ہے، اور اس سے لعاب پیدا ہوتا ہے، اور ایسی صورت میں پان یا نسوار کا کوئی جزو پیٹ میں داخل ہونے کا قوی امکان ہوتا ہے، جس میں روزہ ٹوٹنے کا غالب گمان پایا جاتا ہے، اس لئے اس سے پرہیز کرنا ہی متعین ہے، اور اگر کوئی جزو پیٹ میں چلا گیا، تو اس سے روزہ ٹوٹ

---

[1] (قَوْلُهُ :أَنَّهُ لَوْ أَدْخَلَ حَلْقَهُ الدُّخَانَ) أَیْ بِأَیِّ صُورَةٍ كَانَ الْإِدْخَالُ، حَتَّى لَوْ تَبَخَّرَ بِبَخُورٍ وَآوَاهُ إلَى نَفْسِهِ وَاشْتَمَّهُ ذَاكِرًا لِصَوْمِهِ أَفْطَرَ لِإِمْكَانِ التَّحَرُّزِ عَنْهُ وَهَذَا مِمَّا يَغْفُلُ عَنْهُ كَثِيرٌ مِنْ النَّاسِ، وَلَا يُتَوَهَّمُ أَنَّهُ كَشَمِّ الْوَرْدِ وَمَائِهِ وَالْمِسْكِ لِوُضُوحِ الْفَرْقِ بَيْنَ هَوَاءٍ تَطَيَّبَ بِرِيحِ الْمِسْكِ وَشِبْهِهِ وَبَيْنَ جَوْهَرِ دُخَانٍ وَصَلَ إلَى جَوْفِهِ بِفِعْلِهِ إمْدَاد. وَبِهِ عُلِمَ حُكْمُ شُرْبِ الدُّخَانِ وَنَظَمَهُ الشُّرُنْبُلَالِيُّ فِی شَرْحِهِ عَلَى الْوَهْبَانِيَّةِ بِقَوْلِهِ:وَيُمْنَعُ مِنْ بَيْعِ الدُّخَانِ وَشُرْبِهِ ...وَشَارِبُهُ فِی الصَّوْمِ لَا شَكَّ يُفْطِرُ وَيَلْزَمُهُ التَّكْفِيرُ لَوْ ظَنَّ نَافِعًا ... كَذَا دَافِعًا شَهَوَاتِ بَطْنٍ فَقَرَّرُوا (ردالمحتار، ج۲ ص ۳۹۵،باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

المقصد الثانی فی وجوب الكفارة بشرب الدخان فی حالة الصوم أعلم أن الكفارة تجب بالتغذی واختلفوا فی معناه فقيل هو أن يميل الطبع إليه وتنقضی شهوة البطن به وقيل هو ما يعود نفعه إلی اصلاح البدن وفائدته تظهر فی ما إذا مضغ لقمته ثم أخرجها ثم ابتلعها فعلی القول الثانی تجب الكفارة وعلی الأول لا تجب وهو الاصح(ترويج الجنان فی حكم شرب الدخان، لعبد الحیئ اللكنوی،ص ۷۱، ۷۲)

اتفق الفقهاء علی أن شرب الدخان المعروف أثناء الصوم يفسد الصيام لأنه من المفطرات، كذلك يفسد الصوم لو أدخل الدخان حلقه من غير شرب، بل باستنشاق له عمدا، أما إذا وصل إلی حلقه بدون قصد، كأن كان يخالط من يشربه فدخل الدخان حلقه دون قصد، فلا يفسد به الصوم، إذ لا يمكن الاحتراز من ذلك .وعند الحنفية والمالكية :إن تعمد ذلك فعليه القضاء والكفارة .وعند الشافعية والحنابلة عليه القضاء فقط، إذ الكفارة عندهم تكون بالجماع فقط فی نهار رمضان(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۰،ص ۱۱۱،تفطير الصائم بشرب الدخان)

جائے گا، اور بعض کے نزدیک سگریٹ نوشی کی طرح قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوگا۔ [1]

مسئلہ نمبر۱۲...... اگر روزہ کی حالت میں کسی کے مسوڑھے یا منہ کے کسی حصہ سے خون نکلا، اور اس نے اس کو باہر تھوک دیا، اس سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

پھر اگر خون کی مقدار تھوک کی مقدار سے کم ہو، تو اس کو تھوک کا حکم حاصل ہے، اس لئے اس کو پیٹ میں لے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر خون کی مقدار تھوک سے زیادہ یا اس کے برابر ہو، جس کی پہچان یہ ہے کہ اس کا ذائقہ واضح طور پر حلق میں محسوس ہو، تو اکثر مشائخ کے نزدیک اس کو پیٹ میں داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ اس صورت میں اس کو تھوک کے بجائے خون کا حکم حاصل ہے، جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ اگر مسوڑھے یا منہ کے کسی حصہ سے نکلنے والا خون خود بخود پیٹ میں داخل ہوجائے، اور اس کو اپنے اختیار سے نہ لے جائے، تو روزہ نہیں ٹوٹتا، خواہ اس کی مقدار تھوک سے زیادہ ہو (وهو الارجح عندنا) [2]

---

[1] (وَ) كُرِهَ (مَضْغُ الْعِلْكِ) قِيلَ إذَا كَانَ أَبْيَضَ مَمْضُوغًا وَإِلَّا يُفْطِرُ لَكِنَّ إطْلَاقَ الْمُصَنِّفِ يُشْعِرُ بِأَنْ لَا فَرْقَ بَيْنَ عِلْكٍ وَعِلْكٍ وَمَمْضُوغٍ وَغَيْرِ مَمْضُوغٍ كَمَا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.وَفِي الْفَتْحِ إذَا فُرِضَ فِي بَعْضِ الْعِلْكِ مَعْرِفَةُ الْوُصُولِ مِنْهُ عَادَةً وَجَبَ الْحُكْمُ فِيهِ بِالْفَسَادِ وَلِأَنَّهُ كَالْمُتَيَقَّنِ وَفِي غَيْرِ الصَّوْمِ لَا يُكْرَهُ وَلِلْمَرْأَةِ مَضْغُ الْعِلْكِ فَإِنَّهُ يَقُومُ مَقَامَ السِّوَاكِ فِي حَقِّهِنَّ وَيُكْرَهُ لِلرِّجَالِ إذَا لَمْ يُحْتَجْ إلَيْهِ(مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر، ج ا ،ص۲۴۷، كِتَابُ الصَّوْمِ)

وكذلک يفطر الصائم بمضغ الدخان أو نشوقه، لأنه نوع من أنواع التكييف، ويصل طعمه للحلق، ويتكيف به الدماغ مثل تكيفه بالدخان الذى يمص بالعود .وهذا ما صرح به المالكية، وقواعد المذاهب الأخرى لا تأباه(الموسوعة الفقهية الكويتية،ج۱۰ ،ص ۱۱۱، ۱۱۲،تفطير الصائم بشرب الدخان)

[2] وكذا إذ خرج الدم من بين أسنانه والبزاق غالب فابتلعه ولم يجد طعمه لا يفسد صومه وإن كانت الغلبة للدم فسد صومه وإن استويا فسد احتياطاً(فتاوى قاضى خان، ج ا ،ص ۱۵۵، كتاب الصوم)

(أَوْ خَرَجَ الدَّمُ مِنْ بَيْنِ أَسْنَانِهِ وَدَخَلَ حَلْقَهُ)يَعْنِي وَلَمْ يَصِلْ إلَى جَوْفِهِ أَمَّا إذَا وَصَلَ فَإِنْ غَلَبَ الدَّمُ أَوْ تَسَاوَيَا فَسَدَ وَإِلَّا لَا، إلَّا إذَا وَجَدَ طَعْمَهُ بَزَّازِيَّةٌ وَاسْتَحْسَنَهُ الْمُصَنِّفُ وَهُوَ مَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُ وَسَيَجِيءُ (الدرالمختار)

(قَوْلُهُ :يَعْنِي وَلَمْ يَصِلْ إلَى جَوْفِهِ) ظَاهِرُ إطْلَاقِ الْمَتْنِ أَنَّهُ لَا يُفْطِرُ وَإِنْ كَانَ الدَّمُ غَالِبًا عَلَى الرِّيقِ وَصَحَّحَهُ فِي الْوَجِيزِ كَمَا فِي السِّرَاجِ وَقَالَ :وَوَجْهُهُ أَنَّهُ لَا يُمْكِنُ الِاحْتِرَازُ عَنْهُ عَادَةً فَصَارَ بِمَنْزِلَةِ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ وَمَا يَبْقَى مِنْ أَثَرِ الْمَضْمَضَةِ كَذَا فِي إيضَاحِ الصَّيْرَفِيِّ .اهـ .وَلَمَّا كَانَ هَذَا الْقَوْلُ خِلَافَ مَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُ مِنْ التَّفْصِيلِ حَاوَلَ الشَّارِحُ تَبَعًا لِلْمُصَنِّفِ فِي شَرْحِهِ بِحَمْلِ كَلَامِ الْمَتْنِ عَلَى مَا إذَا لَمْ يَصِلْ إلَى جَوْفِهِ؛ لِئَلَّا يُخَالِفَ مَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُ .قُلْت :وَمِنْ هَذَا يُعْلَمُ حُكْمُ مَنْ قَلَعَ ضِرْسَهُ فِي رَمَضَانَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۱۳۳...... دانتوں کے درمیان اٹکے ہوئے کھانے کا ذرہ یا گوشت، پان، چھالیہ، نسوار وغیرہ کا ریشہ اگر قلیل وتھوڑی مقدار میں ہو، اس کے (منہ سے باہر نکالے بغیر) پیٹ میں لے جانے سے دفعِ حرج کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا، خواہ چبا کر لے جائے یا بغیر چبائے ویسے ہی نگل لے، البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

اور اگر وہ کثیر وزیادہ مقدار میں ہو، تو اس کے نگل لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اور چنے کی مقدار یا اس سے زائد ہو تو وہ کثیر وزیادہ مقدار میں داخل ہے، اور چنے کی مقدار

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وَدَخَلَ الدَّمُ إِلَى جَوْفِهِ فِي النَّهَارِ وَلَوْ نَائِمًا فَيَجِبُ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ إِلَّا أَنْ يُفَرَّقَ بِعَدَمِ إِمْكَانِ التَّحَرُّزِ عَنْهُ فَيَكُونُ كَالْقَيْءِ الَّذِي عَادَ بِنَفْسِهِ فَلْيُرَاجَعْ (قَوْلُهُ :وَاسْتَحْسَنَهُ الْمُصَنِّفُ) أَيْ تَبَعًا لِشَرْحِ الْوَهْبَانِيَّةِ حَيْثُ قَالَ فِيهِ وَفِي الْبَزَّازِيَّةِ قَيَّدَ عَدَمَ الْفَسَادِ فِي صُورَةِ غَلَبَةِ الْبُصَاقِ بِمَا إِذَا لَمْ يَجِدْ طَعْمَهُ وَهُوَ حَسَنٌ .اهـ .(قَوْلُهُ :هُوَ مَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُ) أَيْ مَا ذُكِرَ مِنْ التَّفْصِيلِ بَيْنَ مَا إِذَا غَلَبَ الدَّمُ أَوْ تَسَاوَيَا أَوْ غَلَبَ الْبُصَاقُ هُوَ مَا عَلَيْهِ أَكْثَرُ الْمَشَايِخِ كَمَا فِي النَّهْرِ (قَوْلُهُ :وَسَيَجِيءُ) أَيْ مَا اسْتَحْسَنَهُ الْمُصَنِّفُ حَيْثُ يَقُولُ :وَأَكْلُ مِثْلِ سِمْسِمَةٍ مِنْ خَارِجٍ يُفْطِرُ إِلَّا إِذَا مَضَغَ بِحَيْثُ تَلَاشَتْ فِي فَمِهِ إِلَّا أَنْ يَجِدَ الطَّعْمَ فِي حَلْقِهِ اهـ(ردالمحتار، ج ۲ ص ۳۹۶،۳۹۷، باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

علامہ شامی رحمہ اللہ نے جو عدمِ امکانِ تحرز کی علت بیان کر کے قے کی طرح خون کے حلق میں خود بخود چلے جانے سے عدمِ فساد کی طرف مراجعت کا جو حکم فرمایا ہے، ہمیں غور کرنے سے اس کا راجح ہونا محسوس ہوا، کیونکہ جو خون منہ کے اندر سے ہی نکل رہا ہے، اس کے پیٹ میں خود بخود داخل ہونے کا حکم قے کے خودعود کرنے کی طرح ہی ہونا چاہئے، اور اگلے مسئلہ کے ذیل میں آتا ہے کہ منہ میں موجود کھانے وغیرہ کے ذرات جو خود بخود پیٹ میں چلے جائیں، اس سے بہت سے حضرات کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا، اور ابنِ کمال وغیرہ نے اس کو مستحسن قرار دیا ہے، جس کی طرف صاحبِ درِمختار نے اسی مسئلہ میں ''وسیجیئ'' کے ذریعہ اشارہ فرمایا ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس خون کا درجہ مجوث فیہ صورت میں منہ میں موجود ذرات سے زیادہ نہیں، بلکہ کم ہے۔

لہٰذا بندہ کے نزدیک یہی راجح ہے، بالخصوص ان لوگوں کے حق میں جنہیں مسوڑھوں وغیرہ سے خون جاری رہنے کی بیماری ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو خون تھوک کی مقدار سے کم ہو، اس سے تو بہر حال روزہ نہیں ٹوٹتا، اور جو زیادہ یا برابر ہو، وہ اگر غیر اختیار طور پر پیٹ میں چلا جائے، اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، خواہ وہ بیداری کی حالت میں پیٹ میں داخل ہو، یا سونے کی حالت میں، اور جو حکم منہ سے نکلنے والے خون کا ہے، وہی حکم دماغ یا ناک کی طرف سے اندر ہی اندر سے منہ میں آنے والے نکسیر کے خون اور پائیوریا وغیرہ کی بیماری میں منہ سے نکلنے والے مواد اور پانی کا بھی ہے۔

وَاخْتَارَ الدَّبُوسِيُّ تَقْدِيرَهُ بِمَا يُمْكِنُ أَنْ يَبْتَلِعَهُ مِنْ غَيْرِ اسْتِعَانَةٍ بِرِيقٍ وَاسْتَحْسَنَهُ الْكَمَالُ؛ لِأَنَّ الْمَانِعَ مِنْ الْإِفْطَارِ مَا لَا يَسْهُلُ الِاحْتِرَازُ عَنْهُ وَذَلِكَ فِيمَا يَجْرِي بِنَفْسِهِ مَعَ الرِّيقِ لَا فِيمَا يُتَعَمَّدُ فِي إدْخَالِهِ . اهـ(ردالمحتار، ج ۲ ص ۴۱۵، باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

سے کم ہو، تو وہ قلیل وتھوڑی مقدار میں داخل ہے۔ ؎

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ قلیل وتھوڑی مقدار سے روزہ نہ ٹوٹنے کی اصل وجہ دفعِ حرج ہے کہ اس سے بچنا مشکل ہے، اس لئے دفعِ حرج کی وجہ سے تخفیف کا حکم لگایا گیا ہے۔

؎ (قَوْلُهُ أَوْ أَكَلَ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ) أَيْ لَا يُفْطِرُ؛ لِأَنَّهُ قَلِيلٌ لَا يُمْكِنُ الِاحْتِرَازُ عَنْهُ فَجُعِلَ بِمَنْزِلَةِ الرِّيقِ، وَلَمْ يُقَيِّدْهُ الْمُصَنِّفُ بِالْقِلَّةِ مَعَ أَنَّ الْكَثِيرَ مُفْسِدٌ مُوجِبٌ لِلْقَضَاءِ دُونَ الْكَفَّارَةِ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ خِلَافًا لِزُفَرَ لِمَا أَنَّ الْكَثِيرَ لَا يَبْقَى بَيْنَ الْأَسْنَانِ، وَهُوَ مِقْدَارُ الْحِمَّصَةِ عَلَى رَأْيِ الصَّدْرِ الشَّهِيدِ أَوْ مَا يُمْكِنُ أَنْ يَبْتَلِعَهُ مِنْ غَيْرِ رِيقٍ عَلَى مَا اخْتَارَهُ الدَّبُوسِيُّ وَاسْتَحْسَنَهُ ابْنُ الْهُمَامِ وَمَا دُونَهُ قَلِيلٌ، وَأَطْلَقَهُ فَشَمِلَ مَا إذَا ابْتَلَعَهُ أَوْ مَضَغَهُ، وَسَوَاءٌ قَصَدَ ابْتِلَاعَهُ أَوْ لَا كَمَا فِي غَايَةِ الْبَيَانِ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲ ص ۲۹۴، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

(وَلَوْ أَكَلَ لَحْمًا بَيْنَ أَسْنَانِهِ) إنْ (مِثْلَ حِمَّصَةٍ) فَأَكْثَرَ (قَضَى فَقَطْ وَفِي أَقَلَّ مِنْهَا لَا) يُفْطِرُ (إلَّا إذَا أَخْرَجَهُ) مِنْ فَمِهِ (فَأَكَلَهُ) وَلَا كَفَّارَةَ لِأَنَّ النَّفْسَ تَعَافُهُ (الدر المختار)

(قَوْلُهُ :إنْ مِثْلَ حِمَّصَةٍ) هَذَا مَا اخْتَارَهُ الصَّدْرُ الشَّهِيدُ وَاخْتَارَ الدَّبُوسِيُّ تَقْدِيرَهُ بِمَا يُمْكِنُ أَنْ يَبْتَلِعَهُ مِنْ غَيْرِ اسْتِعَانَةٍ بِرِيقٍ وَاسْتَحْسَنَهُ الْكَمَالُ؛ لِأَنَّ الْمَانِعَ مِنْ الْإِفْطَارِ مَا لَا يَسْهُلُ الِاحْتِرَازُ عَنْهُ وَذَلِكَ فِيمَا يَجْرِي بِنَفْسِهِ مَعَ الرِّيقِ لَا فِيمَا يُتَعَمَّدُ فِي إدْخَالِهِ .اهـ (رد المحتار على الدر المختار، ج ۲، ص ۴۱۵، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

وَلَوْ بَقِيَ بَيْنَ أَسْنَانِهِ شَيْءٌ فَابْتَلَعَهُ إنْ كَانَ دُونَ الْحِمَّصَةِ لَمْ يَضُرَّهُ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ الْقَدْرَ فِي حُكْمِ التَّبَعِ لِرِيقِهِ لِقِلَّتِهِ وَلِأَنَّهُ لَا يُمْكِنُ التَّحَرُّزُ عَنْهُ، لِأَنَّهُ يَبْقَى بَيْنَ الْأَسْنَانِ عَادَةً فَلَوْ جُعِلَ مُفْسِدًا لَوَقَعَ النَّاسُ فِي الْحَرَجِ وَلِهَذَا لَا يَفْسُدُ الصَّوْمُ بِهِ، وَإِنْ كَانَ قَدْرَ الْحِمَّصَةِ فَصَاعِدًا فَسَدَتْ صَلَاتُهُ (بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع، ج ۱ ص ۲۴۲، كِتَابُ الصَّلَاةِ، فَصْلٌ بَيَانُ مَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ)

وَلَوْ بَقِيَ بَيْنَ أَسْنَانِهِ شَيْءٌ فَابْتَلَعَهُ ذُكِرَ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ أَنَّهُ لَا يُفْسِدُ صَوْمَهُ، وَإِنْ أَدْخَلَهُ حَلْقَهُ مُتَعَمِّدًا، رُوِيَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ إنْ تَعَمَّدَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَوَفَّقَ ابْنُ أَبِي مَالِكٍ فَقَالَ: إنْ كَانَ مِقْدَارَ الْحِمَّصَةِ، أَوْ أَكْثَرَ يُفْسِدُ صَوْمَهُ وَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَلَا كَفَّارَةَ كَمَا قَالَ أَبُو يُوسُفَ -رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى -، وَقَوْلُ أَبِي يُوسُفَ مَحْمُولٌ عَلَيْهِ، وَإِنْ كَانَ دُونَ الْحِمَّصَةِ لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ، كَمَا لَوْ ذُكِرَ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ، وَالْمَذْكُورُ فِيهِ مَحْمُولٌ عَلَيْهِ وَهُوَ الْأَصَحُّ وَوَجْهُهُ أَنَّ مَا دُونَ الْحِمَّصَةِ يَسِيرٌ يَبْقَى بَيْنَ الْأَسْنَانِ عَادَةً، فَلَا يُمْكِنُ التَّحَرُّزُ عَنْهُ بِمَنْزِلَةِ الرِّيقِ، فَيُشْبِهُ النَّاسِيَ وَلَا كَذَلِكَ قَدْرُ الْحِمَّصَةِ فَإِنَّ بَقَاءَهُ بَيْنَ الْأَسْنَانِ غَيْرُ مُعْتَادٍ فَيُمْكِنُ الِاحْتِرَازُ عَنْهُ فَلَا يُلْحَقُ بِالنَّاسِي (بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع، ج ۲ ص ۹۰، كِتَابُ الصَّوْمِ، فَصْلٌ أَرْكَانُ الصِّيَامِ)

وَإِنْ أَكَلَ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ لَمْ يُفْسِدْ إنْ كَانَ قَلِيلًا وَإِنْ كَانَ كَثِيرًا يُفْسِدُ، وَالْحِمَّصَةُ وَمَا فَوْقَهَا كَثِيرٌ، وَمَا دُونَهَا قَلِيلٌ (الفتاوىٰ الهندية، ج ۱ ص ۲۰۲، كتاب الصوم، الباب الرابع، النوع الاول)

وَلَنَا أَنَّ الْقَلِيلَ مِنْهُ لَا يُمْكِنُ الِامْتِنَاعُ عَنْهُ عَادَةً فَصَارَ تَبَعًا لِأَسْنَانِهِ بِمَنْزِلَةِ رِيقِهِ وَالْكَثِيرُ يُمْكِنُ الِاحْتِرَازُ عَنْهُ فَجُعِلَ الْفَاصِلُ بَيْنَهُمَا مِقْدَارُ الْحِمَّصَةِ وَمَا دُونَهُ قَلِيلٌ (تبيين الحقائق، ج ۱، ص ۳۲۵، كتاب الصوم، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

اور چنے کی مقدار اندازہ کے لئے ہے، ورنہ تحقیقی بات یہ ہے کہ منہ یا دانتوں کی دَرزوں میں موجود جو چیز بغیر ارادہ کے خود بخود اندر چلی جائے، اور اس کو اندر لے جانے کے لئے تھوک کی مدد نہ لینی پڑے، تو وہ قلیل وتھوڑی مقدار میں داخل ہے، اور جو بغیر ارادہ کے خود بخود اندر داخل نہ ہو، بلکہ اس کو نگلنے کے لئے تھوک کی مدد لینی پڑے، تو وہ کثیر وزیادہ مقدار میں داخل ہے۔ [1]

خلاصہ یہ کہ دانتوں کے درمیان اور منہ میں پہلے سے موجود کھانے وغیرہ کا ذرہ اگر چنے کی

[1] اور ہمارے نزدیک یہی حکم منہ سے نکل کر پیٹ میں خود بخود داخل ہونے والے خون کا بھی ہے۔

(قوله أو أكل لحما بين أسنانه مثل حمصة) كذا فى الهداية وقال فى العناية الفاصل مقدار الحمصة فهو كثير وما دونه قليل بخلاف قدر الدرهم فى باب النجاسة فإنه الفاصل بين القليل والكثير وهو داخل فى القليل؛ لأنه أخذ من قدر الدرهم موضع الاستنجاء وذلك القدر معفو بالإجماع فصار قدر الدرهم معفوا فى غير موضع الاستنجاء أيضا قياسا عليه وأما هاهنا فقدر الحمصة لا يبقى فى فرج الأسنان غالبا فلا يمكن إلحاقه بالريق فصار كثيرا اهـ.

وقال فى البزازية :والفاصل فى مسألة اللحم بين أسنانه قدر الحمصة قال أبو نصر الدبوسى ما ذكروه للتقريب لا للتقدير والتحقيق أنه إن أمكنه الابتلاع بلا استعانة البزاق فهو علامة الكثير، وإن لم يمكنه بلا استعانة البزاق فهو علامة القليل اهـ .قال الكمال وهو حسن وذكر وجهه(حاشية الشرنبلالى على درر الحكام شرح غرر الاحكام، ج ا ص ۲۰۷، كتاب الصوم،باب موجب الإفساد فى الصوم)

لِمَا أَنَّ الْكَثِيرَ لَا يَبْقَى بَيْنَ الْأَسْنَانِ، وَهُوَ مِقْدَارُ الْحِمَّصَةِ عَلَى رَأْيِ الصَّدْرِ الشَّهِيدِ أَوْ مَا يُمْكِنُ أَنْ يَبْتَلِعَهُ مِنْ غَيْرِ رِيقٍ عَلَى مَا اخْتَارَهُ الدَّبُوسِيُّ وَاسْتَحْسَنَهُ ابْنُ الْهُمَامِ وَمَا دُونَهُ قَلِيلٌ(البحر الرائق، ج ۲ ص ۲۹۴، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

وفى الجامع الأصغر :أن أبا نصر الدبوسى قدر الكثير بأن يقدر على ابتلاعه من غير ريق، وهذا إذا لم يخرجه من فمه(المحيط البرهانى، ج ۲ ص ۳۸۴، الفصل الرابع فيما يفسد الصوم ومالايفسد صومه)

(قَوْلُهُ :إنْ مِثْلَ حِمَّصَةٍ) هَذَا مَا اخْتَارَهُ الصَّدْرُ الشَّهِيدُ وَاخْتَارَ الدَّبُوسِيُّ تَقْدِيرَهُ بِمَا يُمْكِنُ أَنْ يَبْتَلِعَهُ مِنْ غَيْرِ اسْتِعَانَةٍ بِرِيقٍ وَاسْتَحْسَنَهُ الْكَمَالُ؛ لِأَنَّ الْمَانِعَ مِنْ الْإِفْطَارِ مَا لَا يَسْهُلُ الِاحْتِرَازُ عَنْهُ وَذَلِكَ فِيمَا يَجْرِي بِنَفْسِهِ مَعَ الرِّيقِ لَا فِيمَا يُتَعَمَّدُ فِي إدْخَالِهِ .اهـ(ردالمحتار، ج ۲ ص ۴۱۵، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

وَأُجِيبُ بِأَنَّ الْقَلِيلَ يَبْقَى عَادَةً بَيْنَ الْأَسْنَانِ فَيَكُونُ تَابِعًا لِلرِّيقِ بِخِلَافِ الْكَثِيرِ وَالْفَاصِلُ بَيْنَهُمَا قَدْرُ الْحِمَّصَةِ لَكِنْ فِي الْفَتْحِ إنْ لَمْ يُمْكِنْهُ الِابْتِلَاعُ بِلَا اسْتِعَانَةِ الْبُزَاقِ فَهُوَ عَلَامَةُ الْقِلَّةِ، وَإِلَّا فَعَلَامَةُ الْكَثْرَةِ.وَقَالَ وَهُوَ حَسَنٌ، وَذَكَرَ وَجْهَهُ(مجمع الانهر، ج ا ص ۲۴۶، باب موجب الفساد)

مقدار سے کم ہو، یا اس کو اپنے ارادہ سے جان بوجھ کر پیٹ میں نہ لے جائے، تو اس کے غیر ارادی طور پر پیٹ میں داخل ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ نمبر ۱۴۱...... اگر باہر سے کسی کھانے کی چیز کو منہ کے اندر داخل کیا، خواہ پہلے سے وہ چیز منہ سے باہر تھی، یا منہ و دانتوں میں موجود کھانے وغیرہ کے ذرّات کو منہ سے باہر نکال کر (مثلاً خلال کے کنارہ پر لگا کر) دوبارہ منہ میں داخل کیا، اور پھر اس کو چبائے بغیر حلق میں نگل گیا، تو اُس سے روزہ ٹوٹ جائے گا، خواہ وہ تھوڑی مقدار میں یہاں تک کہ تِل کی مقدار کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ [۱]

اور اگر اس کو نگلے بغیر دانتوں میں چبالیا، تو اگر وہ چیز چنے کی مقدار کے برابر یا اس سے زیادہ تھی، تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اور اگر اس سے کم مقدار تھی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ وہ چیز دانتوں میں چبانے کی وجہ سے لاشئ اور تھوک کے تابع ہو جاتی ہے۔ [۲]

---

[۱] وَقُيِّدَ بِأَكْلِهِ؛ لِأَنَّهُ لَوْ أَخْرَجَهُ ثُمَّ ابْتَلَعَهُ فَسَدَ صَوْمُهُ كَمَا لَوْ ابْتَلَعَ سِمْسِمَةً أَوْ حَبَّةَ حِنْطَةٍ مِنْ خَارِجٍ ....وَصَرَّحَ فِي الْمُحِيطِ بِمَا فِي الْكَافِي، وَفِي الْفَتَاوَى الظَّهِيرِيَّةِ :رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ خَرَجَ عَلَى أَصْحَابِهِ يَوْمًا وَسَأَلَهُمْ عَنْ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ فَقَالَ :مَاذَا تَقُولُونَ فِي صَائِمِ رَمَضَانَ إذَا ابْتَلَعَ سِمْسِمَةً وَاحِدَةً كَمَا هِيَ أَيُفْطِرُ قَالُوا :لَا، قَالَ :أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَكَلَ كَفًّا مِنْ سِمْسِمٍ وَاحِدَةٍ بَعْدَ وَاحِدَةٍ وَابْتَلَعَ كَمَا هِيَ قَالُوا نَعَمْ وَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ قَالَ بِالْأُولَى أَمْ بِالْأَخِيرَةِ قَالُوا لَا بَلْ بِالْأُولَى قَالَ الْحَاكِمُ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ فَعَلَى قِيَاسِ هَذِهِ الرِّوَايَةِ يَجِبُ الْقَضَاءُ مَعَ الْكَفَّارَةِ إذَا ابْتَلَعَهَا كَمَا هِيَ اهـ.(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲ ص ۲۹۴، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

[۲] وإن أخذه بيده وأخرجه ثم أكله ينبغي أن يفسد صومه لما روى عن محمد أن الصائم إذا ابتلع سمسمة من بين أسنانه لا يفسد صومه ولو ابتلعها ابتداء من خارج يفسد ،ولو مضغها لا يفسد لأنها تتلاشى وفي مقدار الحمصة عليه القضاء دون الكفارة عند أبي يوسف وعند زفر عليه الكفارة لأنه طعام متغير وعن أبي يوسف أنه يعافه الطبع ولو جمع ريقه في فيه ثم ابتلعه لم يفطره،ويكره ولو أخرجه ثم ابتلعه يفطره كريق غيره والدم الخارج من بين أسنانه والدم غالب أو مساو فطره إن ابتلعه فيجب عليه القضاء دون الكفارة،وهذا كله إذا كان بين أسنانه وأما إذا أدخله من خارج فينظر إن ابتلعه من غير مضغ فطره قل أو كثر وإن مضغه ينظر إن كان قدر الحمصة فكذلك وإن كان أقل لا يفطره لما ذكرنا(تبيين الحقائق، ج ۱، ص ۳۲۵، كتاب الصوم، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جبکہ بعض حضرات نے یہ تفصیل بیان فرمائی ہے کہ اگر چبانے کے بعد اس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہوا، تو اس چیز کے پیٹ میں داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، خواہ وہ تھوڑی مقدار میں ہو، اور اگر حلق میں ذائقہ محسوس نہ ہوا، تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ اس صورت میں وہ چیز چبانے سے لاشئ اور تھوک کے تابع ہو جاتی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وإن أخرجه وأخذه بيده ثم أكله ينبغي أن يفسد صومه لما روى عن محمد -رَحِمَهُ اللَّهُ- أن الصائم إذا ابتلع سمسمة بين أسنانه لا يفسد صومه، ولو أكلها ابتداء يفسد صومه .ولو مضغها لا يفسد لأنها تتلاشى(الهداية)

(فإن أخرجه) ش :أى فإن أخرج الذى بين أسنانه م :(وأخذه بيده ثم أكله ينبغي أن يفسد صومه) ش :لإمكان الاحتراز عنه م :(لما روى عن محمد) ش :أى بالقياس على ما روى عن محمد -رَحِمَهُ اللَّهُ- م :(أن الصائم إذا ابتلع سمسمة) ش :كائنة م :(بين أسنانه لا يفسد صومه) ش :لأنه قليل، وبه قال زفر والشافعي -رحمهما الله- وأحمد .وفى "الخلاصة "يجب أن يفسد صومه، وعلى هذا لو أخذ لقمة من الخبز وهو ناس لصومه فلما مضغها ذكر أنه صائم فابتلعها وهو ذاكر، إن ابتلعها قبل الإخراج من فيه عليه الكفارة، وإن أخرجها ثم أعادها لا كفارة عليه، وبه أخذ الفقيه.

م :(فلو أكلها ابتداء) ش :أى لو أكل سمسمة من الخارج م :(يفسد صومه) ش :لأنها من جنس ما يؤكل ويتغذى به، كذا فى "فتاوى الولوالجى"، هذا إذا لم يمضغها م :(ولو مضغها لا يفسد صومه لأنها تتلاشى) ش :وكذا لو مضغ حبة حنطة لا يفسد صومه، لأنها تلتزق بأسنانه فلا تصل إلى جوفه، لأنه يصير تابعاً لريقه، ولو ابتلع ريقه لا يفسد بإجماع الأمة(البناية شرح الهداية، ج۴ص۴۸، ۴۹، كتاب الصوم،ابتلاع الصائم الشىء اليسير)

[1] (وَأَكَلَ مِثْلَ سِمْسِمَةٍ) مِنْ خَارِجٍ (يُفْطِرُ) وَيُكَفِّرُ فِي الْأَصَحِّ (إلَّا إذَا مَضَغَ بِحَيْثُ تَلَاشَتْ فِي فَمِهِ) إلَّا أَنْ يَجِدَ الطَّعْمَ فِي حَلْقِهِ كَمَا مَرَّ وَاسْتَحْسَنَهُ الْكَمَالُ قَائِلًا وَهُوَ الْأَصْلُ فِي كُلِّ قَلِيلٍ مَضَغَهُ(الدر المختار)

(قَوْلُهُ :إلَّا إذَا مَضَغَ إلَخْ) ؛ لِأَنَّهَا تَلْتَصِقُ بِأَسْنَانِهِ فَلَا يَصِلُ إلَى جَوْفِهِ شَيْءٌ وَيَصِيرُ تَابِعًا لِرِيقِهِ مِعْرَاجٌ (قَوْلُهُ :كَمَا مَرَّ) أَيْ عِنْدَ قَوْلِهِ أَوْ خَرَجَ دَمٌ مِنْ بَيْنِ أَسْنَانِهِ(قَوْلُهُ :وَهُوَ) أَيْ وُجُودُ الطَّعْمِ فِي الْحَلْقِ (قَوْلُهُ :فِي كُلِّ قَلِيلٌ) فِي بَعْضِ النُّسَخِ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَالْأُولَى أَوْلَى وَهِيَ الْمُوَافِقَةُ لِعِبَارَةِ الْكَمَالِ(رد المحتار على الدر المختار، ج۲،ص۴۱۵،كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

(قوله ثم أكله ينبغي أن يفسد صومه) المتبادر من لفظ أكل المضغ والابتلاع أو الأعم من ذلك ومن مجرد الابتلاع فيفيد حينئذ خلاف ما فى شرح الكنز أنه إذا مضغ ما أدخله وهو دون الحمصة لا يفطره لكن تشبيهه بما روى عن محمد من الفساد فى ابتلاع سمسمة بين أسنانه وعدمه إذا مضغها يوجب أن المراد بالأكل الابتلاع فقط وإلا لم يصح إعطاء النظير وفى الكافى فى السمسمة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۱۵...... اگر کسی نے چینی، گڑ، شکر یا مصری کی ڈلی وغیرہ (مثلاً ٹافی، چیونگم) کو منہ میں ڈال کر چوسا، اور اس سے پیدا شدہ لعاب کو پیٹ میں لے گیا، اور اس کو روزہ یاد تھا، تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ل

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قال إن مضغها لا يفسد إلا أن يجد طعمه فى حلقه وهذا حسن جدا فليكن الأصل فى كل قليل مضغه ا هـ فتح وأيضا إذا ابتلع السمسمة حتى فسد هل تجب الكفارة قيل لا والمختار وجوبها لأنها من جنس ما يتغذى به وهو رواية محمد انتهى فتح (قوله ينبغى أن يفسد صومه) أى لإمكان الاحتراز عنه وبالقياس على ما روى عن محمد فى السمسمة انتهى دراية (قوله ولو مضغها لا يفسد) وكذا لو مضغ حبة حنطة لا يفسد صومه لأنها تلتزق بأسنانه فلا يصل إلى جوفه شىء ا هـ . كاكى(حاشية الشِّلْبِيِّ على التبيين، ج ا ص ۳۲۵، كتاب الصوم، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُه)

بِخِلَافِ مَا لَوْ مَضَغَهَا حَيْثُ لَا يَفْسُدُ؛ لِأَنَّهَا تَتَلَاشَى إلَّا إذَا كَانَ قَدْرَ الْحِمَّصَةِ فَإِنَّ صَوْمَهُ يَفْسُدُ، وَفِى الْكَافِى فِى السِّمْسِمَةِ قَالَ إنْ مَضَغَهَا لَا يَفْسُدُ إلَّا إنْ وَجَدَ طَعْمَهَا فِى حَلْقِهِ قَالَ فِى فَتْحِ الْقَدِيرِ، وَهَذَا حَسَنٌ جِدًّا فَلْيَكُنْ الْأَصْلُ فِى كُلِّ قَلِيلٍ مَضْغَهُ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲ص ۴۹۴، كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

(قَوْلُهُ :لَا إنْ مَضَغَ قَمْحَةً لِلتَّلَاشِى) أَىْ لَا تَجِبُ الْكَفَّارَةُ بِذَلِكَ، وَأَمَّا الْفَسَادُ فَهُوَ ثَابِتٌ لَوْ وَجَدَ طَعْمَهَا فِى حَلْقِهِ عَلَى مَا مَرَّ عَنْ الْكَافِى وَالْفَتْحِ(منحة الخالق على هامش البحر الرائق، ج ۲،ص ۲۹۶، كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

"و "منه "أكل "حب "الحنطة وقضمها "لما ذكرنا "إلا أن يمضغ قمحة "أو قدرها من جنس ما يوجب الكفارة "فتلاشت "واستهلكت بالمضغ فلم يجد لها طعما فلا كفارة ولا فساد لصومه كما قدمناه(مراقى الفلاح شرح نورالايضاح ص۲۴۸، باب ما يفسد الصوم وتجب به الكفارة مع القضاء)

(وَإِنْ مَضَغَهَا فَلَا)لِأَنَّهَا تَتَلَاشَى فِى فَمِهِ إلَّا إذَا وَجَدَ طَعْمَهَا فَفَسَدَ (مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر، ج ا ص۲۴۷، كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مُوجِبِ الْفَسَادِ)

وإذا ابتلع سمسمة كانت بين أسنانه لا يفسد صومه، وإن تناولها من الخارج إن مضغها لا يفسد صومه، إلا أن يجد طعمه فى حلقه، وإذا مص إهليلجة يابسة، ولم يدخل عينها فى جوفه لا يفسد صومه، ولو فعل هذا بالفانيد أو السكر يفسد صومه(المحيط البرهانى، ج۲ص ۳۸۴، كتاب الصوم،الفصل الرابع فيما يفسد الصوم وما لا يفسد صومه)

ل ولو مص سكرا حتى وصل الماء حلقه فعليه الكفارة كذا فى محيط السرخسى(الفتاوىٰ الهندية، ج ا ص۲۰۳ ، كتاب الصوم، الباب الاول، النوع الاول)

وَفِى الْوَلْوَالِجِيَّةِ وَالظَّهِيرِيَّةِ :وَلَوْ مَصَّ الْهَلِيلَجَ وَجَعَلَ يَمْضُغُهَا فَدَخَلَ الْبُزَاقُ حَلْقَهُ، وَلَا يَدْخُلُ عَيْنُهَا فِى جَوْفِهِ لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ فَإِنْ فَعَلَ هَذَا بِالْفَانِيدِ أَوْ السُّكَّرِ يَلْزَمُهُ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲،ص ۲۹۴، كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

الصائم اذا مص سكرة فى رمضان متعمدا حتى دخل الماء حلقه كان عليه القضاء والكفارة ،لان السكر مما يؤكل كذلك عادة (كتاب التجنيس والمزيد لصاحب الهداية، ج۲ص ۳۹۳، كتاب الصوم)

مسئلہ نمبر ۱۶...... اگر کوئی سوئی میں دھاگہ ڈالنے کے لئے اس کے کنارہ کومنہ میں ڈال کرنرم وباریک کرے، اور پھراس کومنہ سے باہر نکال کردوبارہ یہی عمل دہرائے، اور دھاگہ سے رنگ چھوٹ کرمنہ میں شامل نہ ہو، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگرچہ دھاگے کے سِرے پر تھوک کی علامت کیوں نہ ظاہر ہو۔ ۱؎

مسئلہ نمبر ۱۷...... اگرکسی نے کوئی رنگ دار دھاگہ یا کوئی دوسری رنگ دار چیز (مثلاً قلم کا کنارہ) منہ میں داخل کی، جس سے تھوک کا رنگ واضح طور پر تبدیل ہوگیا (یعنی تھوک پر اُس کا رنگ غالب آ گیا) اور پھراس نے اس تھوک کونگل لیا، اوراس کوروزہ یاد تھا، تواس کا روزہ

۱؎ وَإِنْ فَتَلَ الْخَيَّاطُ الْخَيْطَ وَبَلَّهُ بِرِيقِهِ ثُمَّ أَمَرَّهُ ثَانِيًا وَثَالِثًا فِي فِيهِ وَابْتَلَعَ ذَلِكَ الرِّيقَ فَسَدَ صَوْمُهُ وَصَارَ كَمَا إِذَا أَخْرَجَ رِيقَهُ ثُمَّ ابْتَلَعَهُ وَلَوْ سَالَ لُعَابُ الصَّائِمِ إِلَى ذَقَنِهِ وَهُوَ نَائِمٌ أَوْ غَيْرُ نَائِمٍ فَابْتَلَعَهُ قَبْلَ أَنْ يَنْقَطِعَ لَا يُفْطِرُ (الجوهرة النيرة، ج ۱ ص ۱۴۱، كِتَابُ الصَّوْمِ)

وإذا فتل خيطاً، أو سلكاً، فبله ببزاقه، ثم أدخله في فمه ثم أخرجه، وفعل كذلك مراراً لا يفسد صومه (المحيط البرهاني، ج ۲ ص ۳۸۵، الفصل الرابع فيما يفسد الصوم ومالايفسد صومه)

(لَمْ يُفْطِرْ) جَوَابُ الشَّرْطِ وَكَذَا لَوْ فَتَلَ الْخَيْطَ بِبُزَاقِهِ مِرَارًا وَإِنْ بَقِيَ فِيهِ عَقْدُ الْبُزَاقِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَصْبُوغًا وَظَهَرَ لَوْنُهُ فِي رِيقِهِ وَابْتَلَعَهُ ذَاكِرًا وَنَظَمَهُ ابْنُ الشِّحْنَةِ فَقَالَ :مُكَرِّرٌ بَلَّ الْخَيْطِ بِالرِّيقِ فَاتِلًا ... بِإِدْخَالِهِ فِي فِيهِ لَا يَتَضَرَّرُ .وَعَنْ بَعْضِهِمْ :إنْ يَبْلَعْ الرِّيقَ بَعْدَ ذَا يَضُرُّ ... كَصِبْغٍ لَوْنُهُ فِيهِ يَظْهَرُ (الدرالمختار)

(قَوْلُهُ :وَكَذَا لَوْ فَتَلَ الْخَيْطَ بِبُزَاقِهِ مِرَارًا إلَخْ) يَعْنِي إذَا أَرَادَ فَتْلَ الْخَيْطِ وَبَلَّهُ بِبُزَاقِهِ وَأَدْخَلَهُ فِي فَمِهِ مِرَارًا لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ وَإِنْ بَقِيَ فِي الْخَيْطِ عَقْدُ الْبُزَاقِ وَفِي النَّظْمِ للزندوستي أَنَّهُ يَفْسُدُ كَذَا فِي الْقُنْيَةِ. وَحَكَى الْأَوَّلَ فِي الظَّهِيرِيَّةِ عَنْ شَمْسِ الْأَئِمَّةِ الْحَلْوَانِيِّ ثُمَّ قَالَ :وَذَكَرَ الزَّنْدَوَسْتِيُّ إذَا فَتَلَ السِّلْكَةَ وَبَلَّهَا بِرِيقِهِ ثُمَّ أَمَرَّهَا ثَانِيًا فِي فَمِهِ ثُمَّ ابْتَلَعَ ذَلِكَ الْبُزَاقَ فَسَدَ صَوْمُهُ .اهـ.ثُمَّ لَا يَخْفَى أَنَّ الْمَحْكِيَّ عَنْ شَمْسِ الْأَئِمَّةِ مُقَيَّدٌ بِمَا إذَا ابْتَلَعَ الْبُزَاقَ وَإِلَّا فَلَا فَائِدَةَ فِي التَّنْبِيهِ عَلَى أَنَّهُ لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ فَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى مَا صَرَّحَ بِهِ فِي النَّظْمِ فَكَانَ مُرَادُ صَاحِبِ الظَّهِيرِيَّةِ أَنَّ ذَلِكَ الْمُطْلَقَ مَحْمُولٌ عَلَى هَذَا الْمُقَيَّدِ فَهُمَا مَسْأَلَةٌ وَاحِدَةٌ خِلَافًا لِمَا اسْتَظْهَرَهُ فِي شَرْحِ الْوَهْبَانِيَّةِ مِنْ أَنَّهُمَا مَسْأَلَتَانِ بِحَمْلِ الْأُولَى عَلَى مَا إذَا لَمْ يَبْتَلِعْ الْبُزَاقَ وَالثَّانِيَةِ عَلَى مَا إذَا ابْتَلَعَهُ إذْ لَا يَبْقَى خِلَافٌ حِينَئِذٍ أَصْلًا كَمَا لَا يَخْفَى وَهُوَ خِلَافُ الْمَفْهُومِ مِنْ الْقُنْيَةِ وَالظَّهِيرِيَّةِ (قَوْلُهُ :مُكَرِّرٌ) مُبْتَدَأٌ وَقَوْلُهُ بِالرِّيقِ مُتَعَلِّقٌ بِبَلَّ وَقَوْلُهُ بِإِدْخَالِهِ مُتَعَلِّقٌ بِخَبَرِ الْمُبْتَدَأِ الَّذِي هُوَ قَوْلُهُ لَا يَتَضَرَّرُ وَوَجْهُهُ أَنَّهُ بِمَنْزِلَةِ الرِّيقِ عَلَى فَمِهِ إذَا لَمْ يَتَقَطَّعْ كَمَا فِي شَرْحِ الشُّرُنْبُلَالِيِّ ط (قَوْلُهُ :بَعْدَ ذَا) أَيْ بَعْدَ تَكْرَارِ إدْخَالِهِ فِي فِيهِ (قَوْلُهُ :يَضُرُّ) أَيْ الصَّوْمَ وَيُفْسِدُهُ؛ لِأَنَّ إخْرَاجَهُ بِمَنْزِلِهِ انْقِطَاعِ الْبُزَاقِ الْمُتَدَلِّي كَذَا فِي شَرْحِ الشُّرُنْبُلَالِيِّ ط (قَوْلُهُ :كَصِبْغٍ) أَيْ كَمَا يَضُرُّ ابْتِلَاعُ الصِّبْغِ وَهَذَا مِمَّا لَا خِلَافَ فِيهِ (وَقَوْلُهُ لَوْنُهُ) أَيْ الصِّبْغِ (وَفِيهِ) أَيْ الرِّيقِ مُتَعَلِّقٌ بِيَظْهَرُ ط (ردالمحتار، ج ۲ ص ۴۰۰، ۴۰۱، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

ٹوٹ جائے گا۔ [1]

مسئلہ نمبر ۱۸...... اگر کسی نے منہ میں ہڑ، یا اسی طرح کی دوسری سخت چیز کو رکھ کر چوسا، لیکن اس کے اجزاء تھوک کے ساتھ شامل نہیں ہوئے، تو منہ میں پیدا شدہ پانی اور تھوک کے نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ [2]

---

[1] فی صوم شمس الأئمة الحلوانی؛ الصائم إذا عمل عمل الإبریسم، فأدخل الإبریسم فی فمه، فخرجت به خضرة الصبغ، أو صفرية، أو حمرية، واختلطت بالريق، فصار الريق أخضراً أو أحمراً أو أصفراً، فيبلع هذا الريق، وهو ذاكر لصومه فسد صومه(المحيط البرهانی، ج۲ص۳۸۵، الفصل الرابع فيما يفسد الصوم ومالا)

صَائِمٌ عَمِلَ عَمَلَ الْإِبْرَيْسَمِ فَأَدْخَلَ الْإِبْرَيْسَمِ فِي فِيهِ وَخَرَجَتْ مِنْهُ خُضْرَةُ الصِّبْغِ أَوْ صُفْرَتُهُ أَوْ حُمْرَتُهُ وَاخْتَلَطَ بِالرِّيقِ فَصَارَ الرِّيقُ أَخْضَرَ أَوْ أَصْفَرَ أَوْ أَحْمَرَ فَابْتَلَعَهُ، وَهُوَ ذَاكِرٌ صَوْمَهُ فَسَدَ صَوْمُهُ هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ(الفتاوى الهندية، ج ۱ ص ۲۰۳، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، النوع الأول ما يوجب القضاء دون الكفارة)

وَكَذَا لَوْ فَتَلَ الْخَيْطَ بِبُزَاقِهِ مِرَارًا وَإِنْ بَقِيَ فِيهِ عَقْدُ الْبُزَاقِ إلَّا أَنْ يَكُونَ مَصْبُوغًا وَظَهَرَ لَوْنُهُ فِي رِيقِهِ وَابْتَلَعَهُ ذَاكِرًا وَنَظَمَهُ ابْنُ الشِّحْنَةِ فَقَالَ:مُكَرِّرُ بَلِّ الْخَيْطِ بِالرِّيقِ فَاتِلَا ...بِإِدْخَالِهِ فِي فِيهِ لَا يَتَضَرَّرُ وَعَنْ بَعْضِهِمْ :إنْ يَبْلَعُ الرِّيقَ بَعْدَ ذَا يَضُرّ كَصِبْغٍ لَوْنُهُ فِيهِ يَظْهَرُ(الدرالمختار مع ردالمحتار، ج۲ص ۴۰۰، ۴۰۱، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

[2] وَلَوْ مَصَّ إهْلِيلَجَةً فَدَخَلَ الْمَاءُ حَلْقَهُ؟ قَالَ :لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ ذَكَرَهُ فِي الْفَتَاوَى(بدائع الصنائع، ج۲ص ۹۹، فصل حكم فساد الصوم)

وَفِي الْوَلْوَالِجِيَّةِ وَالظَّهِيرِيَّةِ :وَلَوْ مَصَّ الْهَلِيلَجَ وَجَعَلَ يَمْضُغُهَا فَدَخَلَ الْبُزَاقُ حَلْقَهُ، وَلَا يَدْخُلُ عَيْنُهَا فِي جَوْفِهِ لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ فَإِنْ فَعَلَ هَذَا بِالْفَانِيذِ أَوْ السُّكَّرِ يَلْزَمُهُ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲، ص ۲۹۴، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

ولو مص الهليلج فدخل البزاق حلقه لم يفسد ما لم يدخل عينه كذا في الظهيرية(الفتاوىٰ الهندية، ج ۱ ص ۲۰۳، كتاب الصوم، الباب الاول، النوع الاول)

(الإهليلج)شجر ينبت فی الهند و كابل و الصين ثمره على هيئة حب الصنوبر الكبار(المعجم الوسيط، باب الهمزة)

قال ابن الأَعرابیّ :وليس فی الكلام إِفْعِيلِل -بالكسر -ولكن إِفْعِيلَل مثل إِهلِيلَج وإِبْرِيسَم وإِطْرِيفَل " -ثَمَرٌ م "أَی معروفٌ وهو على أَقسامٍ " .منه أَصْفرُ ومنه أَسودُ وهو البالِغُ النَّضيجُ ومنه كابِلِیٌّ " .وله منافِعُ جَمَّةٌ ذَكرَها الأَطبّاءُ فی كُتُبهم منها أَنه "يَنْفَعُ من الخوانِيقِ ويَحفَظ العَقْلَ ويُزِيل الصُّداعَ "باستعماله مُرَبَّى "وهو فی المَعِدة كالكَذْبانُونَةِ "بفتح فسكون "فی البيتِ وهی المَرْأَةُ العاقِلةُ المُدَبِّرة "تَتركُ البَيتَ فی غايةِ الصَّلاحِ فكذلك هذا الدَّواءُ للدِّماغِ والمَعِدة (تاج العروس، مادة هلج)

مسئلہ نمبر۱۹...... اگر روزہ دار کو روزہ شروع کرنے سے پہلے کھائی ہوئی غذا یا دوا، پان یا سگریٹ کا صرف رنگ یا ذائقہ منہ میں محسوس ہو، تو اُس سے روزے پر فرق نہیں پڑتا، تاہم روزہ شروع کرنے سے پہلے کلی اور منہ کی صفائی کر لینا مناسب ہے۔ ۱؎

مسئلہ نمبر۲۰...... آنکھ سے نکلنے والے آنسو یا پیشانی ورخسار پر آنے والا پسینہ اگر پیٹ میں لے جائے، تو وہ اگر تھوڑی مقدار میں ہو، مثلاً ایک دو قطرے، تو اس سے دفعِ حرج کی وجہ سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، البتہ اگر زیادہ مقدار میں ہو، جس کا ذائقہ پورے منہ میں واضح طور پر محسوس ہو، تو اس کو پیٹ میں لے جانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ ۲؎

مسئلہ نمبر۲۱...... منہ میں پیدا ہونے والے تھوک اور گفتگو کے دوران ہونٹوں پر پیدا شدہ اور موجود تھوک کو نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگرچہ اس کا ذائقہ محسوس ہو، لیکن اگر منہ کا تھوک باہر نکال لیا، اور وہ منہ سے جدا ہو گیا، پھر اس کو دوبارہ منہ میں لے جا کر نگل لیا، تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح کسی دوسرے کا تھوک نگل لینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ۳؎

۱؎ (قَوْلُهُ : كَطَعْمِ أَدْوِيَةٍ) أَيْ لَوْ دَقَّ دَوَاءً فَوَجَدَ طَعْمَهُ فِي حَلْقِهِ زَيْلَعِيٌّ وَغَيْرُهُ .وَفِي الْقُهُسْتَانِيِّ طَعْمُ الْأَدْوِيَةِ وَرِيحُ الْعِطْرِ إذَا وَجَدَ فِي حَلْقِهِ لَمْ يُفْطِرْ كَمَا فِي الْمُحِيطِ (ردالمحتار، ج۲ص ۳۹۶، باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

۲؎ الدُّمُوعُ إذَا دَخَلَتْ فَمَ الصَّائِمِ إنْ كَانَ قَلِيلًا كَالْقَطْرَةِ وَالْقَطْرَتَيْنِ أَوْ نَحْوِهَا لَا يُفْسِدُ صَوْمَهُ، وَإِنْ كَانَ كَثِيرًا حَتَّى وَجَدَ مُلُوحَتَهُ فِي جَمِيعِ فَمِهِ، وَاجْتَمَعَ شَيْءٌ كَثِيرٌ فَابْتَلَعَهُ يُفْسِدُ صَوْمَهُ، وَكَذَا عَرَقُ الْوَجْهِ إذَا دَخَلَ فَمَ الصَّائِمِ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ(الفتاویٰ الهندیة، ج ۱ص ۲۰۳، کتاب الصوم، الباب الرابع، النوع الاول)

۳؎ اگر تھوک منہ سے تو خارج ہو گیا، لیکن وہ دھاگہ اور رال کی طرح لٹکا رہا، اور پھر اس کو منہ میں کھینچ کر دوبارہ نگل لیا، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

وإذا وضع البزاق على كفه، ثم ابتلعه فسد صومه بالاتفاق، وإن كان البزاق شيئاً ، فيدلى من فمه لكن لم يزايل فمه، ثم ابتلعه لم يفسد صومه، في صوم شمس الأئمة الحلواني، وعن الفقيه أبو جعفر أنه إذا أخرج البزاق على شفتيه، ثم ابتلعه فسد صومه .في المنتقى :الحسن بن أبي مالك عن أبي يوسف قال :البزاق إذا خرج من الفم ثم رجع إلى فمه، فدخل حلقه، وقد بان من الفم، أو لم يبن، فإن كان ذلك قدر ما إذا أصاب الصائم فطره، فإنه يفطره، وإذا ابتلع بزاق غيره فسد صومه من غير كفارة، إلا إذا كان بزاق صديقه، فحينئذٍ تلزمه الكفارة؛ لأن الناس قلما يعافون بزاق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۲۲...... ہونٹ، زبان یا دانت پر بوقتِ ضرورت کوئی دوا لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، بشرطیکہ اس دوا کو پیٹ کے اندر نہ لے جائے۔ [1]

لیکن بلاضرورت ایسا کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، تاکہ کسی چیز کے پیٹ میں چلے جانے سے روزہ خطرے میں نہ پڑے۔

مسئلہ نمبر ۲۳...... دانت نکلوانے یا لگوانے یا دانتوں کی صفائی کروانے یا منہ میں دوائی کی کلی کرنے یا مسوڑھوں میں ٹیکہ لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، بشرطیکہ کوئی دوا وغیرہ پیٹ میں داخل نہ ہو، البتہ روزہ کی حالت میں بلاضرورت ایسا کرنے سے پرہیز مناسب ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أصدقائهم(المحیط البرهانی، ج۲ص ۳۸۳، ۳۸۴، الفصل الرابع فیما یفسد الصوم ومالایفسد صومه)

وَلَوْ خَرَجَ رِيقُهُ مِنْ فَمِهِ فَأَدْخَلَهُ وَابْتَلَعَهُ إنْ كَانَ لَمْ يَنْقَطِعْ مِنْ فِيهِ بَلْ مُتَّصِلٌ بِمَا فِي فِيهِ كَالْخَيْطِ فَاسْتَشْرَبَهُ لَمْ يُفْطِرْ وَإِنْ كَانَ انْقَطَعَ وَأَخَذَهُ وَأَعَادَهُ أَفْطَرَ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ كَمَا لَوْ ابْتَلَعَ رِيقَ غَيْرِهِ.وَفِي الْكَنْزِ لَوْ ابْتَلَعَ بُزَاقَ صَدِيقِهِ كَفَّرَ، وَلَوْ اجْتَمَعَ الرِّيقُ فِي فِيهِ ثُمَّ ابْتَلَعَهُ يُكْرَهُ وَلَا يُفْطِرُ.وَلَوْ تَغَيَّرَ رِيقُ الْخَيَّاطِ بِخَيْطٍ مَصْبُوغٍ وَابْتَلَعَهُ إنْ صَارَ رِيقُهُ مِثْلَ صَبْغِ الْخَيْطِ فَسَدَ وَإِلَّا لَا .وَلَوْ تَرَطَّبَ شَفَتَاهُ بِالْبُزَاقِ عِنْدَ الْكَلَامِ وَنَحْوِهِ فَابْتَلَعَهُ لَا يُفْطِرُ(مجمع الأنهر فی شرح ملتقی الأبحر، ج۱ ص۲۴۶، كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مُوجَبِ الْفَسَادِ)

[1] عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ :إذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا ، فَلْيَدَّهِنْ حَتَّى لاَ يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ صَوْمِهِ ، وَإِذَا بَزَقَ فَلْيَسْتُرْ بُزَاقَهُ ، وَأَشَارَ يَزِيدُ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يُغَطِّي بِهَا فَاهُ(مصنف ابنِ شيبة، رقم الحديث ۹۸۴۸)

عَنْ هِلاَلِ بْنِ يَسَافٍ ، قَالَ :قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ :إذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلْيَدَّهِنْ شَفَتَيْهِ(مصنف ابنِ شيبة، رقم الحديث ۹۸۴۹)

عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ :إذَا أَصْبَحْتُمْ صِيَامًا فَأَصْبِحُوا مُدَّهِنِينَ(مصنف ابنِ شيبة، رقم الحديث ۹۸۵۰)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُبَارَكٍ ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ ، قَالَ :لاَ بَأْسَ أَنْ يُدَاوِيَ الصَّائِمُ لِثَتَهُ (مُصنف ابن أبی شيبة،رقم الحديث ۹۳۷۵،باب فی الصائم يُدَاوِي حَلْقَهُ بِالْحُضَضِ)

عَنْ هِشَامٍ ، عَنِ الْحَسَنِ ؛ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ بِفِيهِ الْجُرْحُ وَالْعِلَّةُ ، قَالَ :لاَ بَأْسَ أَنْ يَضَعَ عَلَيْهِ الْحُضَضَ وَأَشْبَاهَهُ مِنَ الدَّوَاءِ (مُصنف ابن أبی شيبة،رقم الحديث ۹۳۷۶،باب فی الصائم يُدَاوِي حَلْقَهُ بِالْحُضَضِ)

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ ؛ فِي رَجُلٍ أَصَابَهُ سُلاَقٌ فِي شَفَتَيْهِ ، قَالَ :لاَ بَأْسَ بِالْحُضَضِ(مُصنف ابن أبی شيبة،رقم الحديث ۹۳۷۷،باب فی الصائم يُدَاوِي حَلْقَهُ بِالْحُضَضِ)

وإذا أوجر فما دام فی فمه لا يفسد صومه، وإذا أوصل إلى الجوف يفسد صومه(المحيط البرهانی ، ج۲،ص۳۸۳،كتاب الصوم،الفصل الرابع فيما يفسد الصوم وما لا يفسد صومه)

اور مذکورہ صورت میں دانتوں ومسوڑھوں سے نکلنے والا خون پیٹ میں داخل ہو جائے، تو اگر وہ تھوک کے مقابلہ میں کم مقدار میں ہو، جس کا حلق میں ذائقہ محسوس نہ ہو، تو اکثر مشائخ کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹے گا، جس کی تفصیل پہلے مسئلہ نمبر بارہ کے ذیل میں گزری۔ ۱

---

۱ وإذا أوجر فما دام في فمه لا يفسد صومه، وإذا أوصل إلى الجوف يفسد صومه(المحيط البرهاني ، ج۲،ص۳۸۳،كتاب الصوم،الفصل الرابع فيما يفسد الصوم وما لا يفسد صومه)

بعد اطلاعه على البحوث المقدمة في موضوع المفطرات في مجال التداوي، والدراسات والبحوث والتوصيات الصادرة عن الندوة الفقهية الطبية التاسعة التي عقدتها المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية، بالتعاون مع المجمع وجهات أخرى، في الدار البيضاء بالمملكة المغربية، في الفترة من ۹إلى ۱۲ صفر ۱۴۱۸ھ (الموافق ۱۴۔۱۷ یونیو۱۹۹۷م) ، واستماعه للمناقشات التي دارت حول الموضوع بمشاركة الفقهاء والأطباء ، والنظر في الأدلة من الكتاب والسنة، وفي كلام الفقهاء .قرر ما يلي:أولاً :الأمور الآتية لا تعتبر من المفطرات:............

(۶)حفر السن، أو قلع الضرس، أو تنظيف الأسنان، أو السواك وفرشاة الأسنان، إذا اجتنب ابتلاع ما نفذ إلى الحلق.

(۷)المضمضة، والغرغرة، وبخاخ العلاج الموضعي للفم، إذا اجتنب ابتلاع ما نفذ إلى الحلق(مجلة مجمع الفقه الاسلامي، ج۱۰ ص۹۱۳، المفطرات في ضوء الطب الحديث)

(أَوْ خَرَجَ الدَّمُ مِنْ بَيْنِ أَسْنَانِهِ وَدَخَلَ حَلْقَهُ) يَعْنِي وَلَمْ يَصِلْ إلَى جَوْفِهِ أَمَّا إذَا وَصَلَ فَإِنْ غَلَبَ الدَّمُ أَوْ تَسَاوَيَا فَسَدَ وَإِلَّا لَا، إلَّا إذَا وَجَدَ طَعْمَهُ بَزَّازِيَّةٌ وَاسْتَحْسَنَهُ الْمُصَنِّفُ وَهُوَ مَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُ وَسَيَجِيءُ (الدر المختار)

(قَوْلُهُ :يَعْنِي وَلَمْ يَصِلْ إلَى جَوْفِهِ) ظَاهِرُ إطْلَاقِ الْمَتْنِ أَنَّهُ لَا يُفْطِرُ وَإِنْ كَانَ الدَّمُ غَالِبًا عَلَى الرِّيقِ وَصَحَّحَهُ فِي الْوَجِيزِ كَمَا فِي السِّرَاجِ وَقَالَ :وَوَجْهُهُ أَنَّهُ لَا يُمْكِنُ الِاحْتِرَازُ عَنْهُ عَادَةً فَصَارَ بِمَنْزِلَةِ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ وَمَا يَبْقَى مِنْ أَثَرِ الْمَضْمَضَةِ كَذَا فِي إيضَاحِ الصَّيْرَفِيِّ .اهـ .وَلَمَّا كَانَ هَذَا الْقَوْلُ خِلَافَ مَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُ مِنْ التَّفْصِيلِ حَاوَلَ الشَّارِحُ تَبَعًا لِلْمُصَنِّفِ فِي شَرْحِهِ بِحَمْلِ كَلَامِ الْمَتْنِ عَلَى مَا إذَا لَمْ يَصِلْ إلَى جَوْفِهِ؛ لِئَلَّا يُخَالِفَ مَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُ .قُلْت :وَمِنْ هَذَا يُعْلَمُ حُكْمُ مَنْ قَلَعَ ضِرْسَهُ فِي رَمَضَانَ وَدَخَلَ الدَّمُ إلَى جَوْفِهِ فِي النَّهَارِ وَلَوْ نَائِمًا فَيَجِبُ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ إلَّا أَنْ يُفَرَّقَ بِعَدَمِ إمْكَانِ التَّحَرُّزِ عَنْهُ فَيَكُونُ كَالْقَيْءِ الَّذِي عَادَ بِنَفْسِهِ فَلْيُرَاجَعْ (قَوْلُهُ :وَاسْتَحْسَنَهُ الْمُصَنِّفُ) أَيْ تَبَعًا لِشَرْحِ الْوَهْبَانِيَّةِ حَيْثُ قَالَ فِيهِ وَفِي الْبَزَّازِيَّةِ قَيَّدَ عَدَمَ الْفَسَادِ فِي صُورَةِ غَلَبَةِ الْبُصَاقِ بِمَا إذَا لَمْ يَجِدْ طَعْمَهُ وَهُوَ حَسَنٌ . اهـ .(قَوْلُهُ :هُوَ مَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُ) أَيْ مَا ذُكِرَ مِنْ التَّفْصِيلِ بَيْنَ مَا إذَا غَلَبَ الدَّمُ أَوْ تَسَاوَيَا أَوْ غَلَبَ الْبُصَاقُ هُوَ مَا عَلَيْهِ أَكْثَرُ الْمَشَايِخِ كَمَا فِي النَّهْرِ (قَوْلُهُ :وَسَيَجِيءُ) أَيْ مَا اسْتَحْسَنَهُ الْمُصَنِّفُ حَيْثُ يَقُولُ :وَأَكْلُ مِثْلِ سِمْسِمَةٍ مِنْ خَارِجٍ يُفْطِرُ إلَّا إذَا مَضَغَ بِحَيْثُ تَلَاشَتْ فِي فَمِهِ إلَّا أَنْ يَجِدَ الطَّعْمَ فِي حَلْقِهِ اهـ .وَلَا يَخْفَى مَا فِي كَلَامِهِ مِنْ تَشْتِيتِ الضَّمَائِرِ كَمَا عَلِمْت(ردالمحتار، ج۲ص۳۹۶،۳۹۷، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

مسئلہ نمبر۲۴...... دل کی اچانک تکلیف کے لئے ایک مخصوص گولی ایجاد کی گئی ہے، جس کو مریض زبان کے نیچے رکھ لیتا ہے، اور وہ مسامات کے ذریعہ سے مخصوص رگوں اور پٹھوں میں جذب ہو جاتی ہے، اگر کسی شخص کو روزہ کی حالت میں اس گولی کو استعمال کرنے کی ضرورت پیش آ جائے، اور وہ احتیاط کے ساتھ اس گولی کو زبان کے نیچے رکھ لے، اوراس سے پیدا ہونے والے لعاب کو پیٹ میں لے جانے سے بچنے کا اہتمام کرے، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [1]

---

[1] وَلَوْ مَصَّ إهْلِيلَجَةً فَدَخَلَ الْمَاءُ حَلْقَهُ؟ قَالَ :لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ ذَكَرَهُ فِي الْفَتَاوَى(بدائع الصنائع، ج۲ص ۹۹، فصل حكم فساد الصوم)

(قَوْلُهُ :وَمَصِّ إهْلِيلَجٍ) أَيْ بِأَنْ مَضَغَهَا فَدَخَلَ الْبُصَاقُ حَلْقَهُ وَلَا يَدْخُلُ مِنْ عَيْنِهَا فِي جَوْفِهِ لَا يُفْسِدُ صَوْمَهُ كَمَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ وَغَيْرِهَا وَفِي الْمُغْرِبِ الْهَلِيلَجُ مَعْرُوفٌ عَنْ اللَّيْثِ، وَكَذَا فِي الْقَانُونِ وَعَنْ أَبِي عُبَيْدٍ الْإِهْلِيلَجَةُ بِكَسْرِ اللَّامِ الْأَخِيرَةِ وَلَا تَقُلْ هَلِيلَجَةٌ وَكَذَا قَالَ الْفَرَّاءُ .اهـ(رد المحتار على الدر المختار، ج۲،ص ۳۹۶،كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

فَالْمُرَادُ بِالْمَصِّ اسْتِخْرَاجُ مَائِيَّةِ الْجَامِدِ بِالْفَمِ وَإِيصَالُهَا إلَى الْجَوْفِ(رد المحتار على الدر المختار، ج۳،ص ۷۶۶)

بعد اطلاعه على البحوث المقدمة في موضوع المفطرات في مجال التداوى، والدراسات والبحوث والتوصيات الصادرة عن الندوة الفقهية الطبية التاسعة التى عقدتها المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية، بالتعاون مع المجمع وجهات أخرى، في الدار البيضاء بالمملكة المغربية، في الفترة من ۹إلى ۱۲ صفر۱۴۱۸ھ (الموافق ۱۴۔۱۷ ايونيو۱۹۹۷م) ، واستماعه للمناقشات التى دارت حول الموضوع بمشاركة الفقهاء والأطباء ، والنظر في الأدلة من الكتاب والسنة، وفي كلام الفقهاء .قرر ما يلى:أولاً :الأمور الآتية لا تعتبر من المفطرات:

(۱) قطرة العين، أو قطرة الأذن، أو غسول الأذن، أو قطرة الأنف، أو بخاخ الأنف، إذا اجتنب ابتلاع ما نفذ إلى الحلق.

(۱)الأقراص العلاجية التى توضع تحت اللسان لعلاج الذبحة الصدرية وغيرها، إذا اجتنب ابتلاع ما نفذ إلى الحلق(مجلة مجمع الفقه الاسلامى، ج۱۰ ص۱۳ ۹، المفطرات في ضوء الطب الحديث)

المسألة الثانية :الأقراص التى توضع تحت اللسان :التعريف بها :هى أقراص توضع تحت اللسان لعلاج بعض الأزمات القلبية، وهى تمتص مباشرة بعد وضعها بوقت قصير، ويحملها الدم إلى القلب، فتوقف أزماته المفاجئة، ولا يدخل إلى الجوف شيء من هذه الأقراص.

حكمها :هذه الأقراص لا تفطر الصائم؛ لأنه لا يدخل منها شيء إلى الجوف، بل تمتص في الفم كما سبق.وأيضاً ليست هذه الأقراص أكلاً ولا شرباً ولا في معناهما .(مفطرات الصيام المعاصرة،الباب الثانى :المفطرات المعاصرة،الفصل الأول :المفطرات المعاصرة الداخلة إلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۲۵...... خالص آکسیجن جس میں دوا کے اجزاء شامل نہ ہوں، اس کے منہ یا ناک کے ذریعہ سے استعمال کرنے سے روزہ پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، کیونکہ اس کا حکم ہوا کی طرح ہے۔ ل

مسئلہ نمبر ۲۶...... اگر کوئی چیز منہ کے راستے سے حلق یا پیٹ میں داخل کی گئی، لیکن وہ پوری طرح غائب نہیں ہوئی، بلکہ اس کا ایک حصہ یا سِرا باہر رہا، اور پھر اس کو واپس نکال لیا گیا، تو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بدن الصائم،المبحث الأول :ما يدخل إلى بدن الصائم عبر الفم،لأحمد بن محمد الخليل،الأستاذ المساعد فى قسم الفقه،بجامعة القصيم)

مضغ دواء لا يتحلل منه شىء إلى المعدة ، ففى التتارخانية أنه إذا مضغ الإهليلج ، ولم يدخل منه شىء إلى المعدة إلا أن الريق المتأثر بالمضغ قطعًا وصل إلى معدته ، أنه لا يفطر(مجلة مجمع الفقه الإسلامى، ج١٠ ص ٦١٠، مقالة:الشيخ محمد المختار السلامى،مفتى الجمهورية التونسية)

بعض ڈاکٹروں نے بتایا کہ یہ دوا لعابِ دہن کے علاوہ حل نہیں ہوسکتی، اور لعابِ دہن پیٹ میں جائے بغیر نہیں رہ سکتا، اس لئے یہ دوا ضرور پیٹ میں جائے گی۔

اس بارے میں ہم اوپر اصولی انداز میں عرض کر چکے ہیں کہ اگر لعابِ دہن منہ سے باہر پھینک دیا جائے، اور صرف مسامات کے ذریعہ سے اس دوا کا اثر ہو، اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، اور اگر اس سے پیدا شدہ لعابِ دہن کو پیٹ میں لے جائے، تو روزہ ٹوٹ جائے گا، لہٰذا ہماری اصولی بحث اس کے خلاف نہیں ہے۔

ل بعد اطلاعه على البحوث المقدمة فى موضوع المفطرات فى مجال التداوى، والدراسات والبحوث والتوصيات الصادرة عن الندوة الفقهية الطبية التاسعة التى عقدتها المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية، بالتعاون مع المجمع وجهات أخرى، فى الدار البيضاء بالمملكة المغربية، فى الفترة من ٩ إلى ١٢ صفر١٤١٨هـ (الموافق ١٤-١٧ ايونيو١٩٩٧م) ، واستماعه للمناقشات التى دارت حول الموضوع بمشاركة الفقهاء والأطباء ، والنظر فى الأدلة من الكتاب والسنة، وفى كلام الفقهاء .قرر ما يلى:أولاً :الأمور الآتية لا تعتبر من المفطرات:............

(٩)غاز الأوكسجين(مجلة مجمع الفقه الاسلامى، ج١٠ ص ٩١٣، المفطرات)

المسألة الثانية :غاز الأكسجين.

التعريف به :غاز الأكسجين هو هواء يعطى لبعض المرضى، ولا يحتوى على مواد عالقة، أو مغذية، ويذهب معظمه إلى الجهاز التنفسى.

حكمه :لا يعتبر غاز الأكسجين مفطراً كما هو واضح، فهو كما لو تنفس الهواء الطبيعى (مفطرات الصيام المعاصرة،الباب الثانى :المفطرات المعاصرة،الفصل الأول :المفطرات المعاصرة الداخلة إلى بدن الصائم،المبحث الأول :ما يدخل إلى بدن الصائم عبر الفم،لأحمد بن محمد الخليل،الأستاذ المساعد فى قسم الفقه،بجامعة القصيم)

اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ اس چیز میں سے کوئی چیز جدا ہوکر اندر نہ رہ جائے، کیونکہ جب تک اس چیز کا سرا باہر رہے گا، اور اس میں سے کوئی چیز جدا ہوکر اندر باقی نہیں رہے گی، اس وقت تک کسی چیز کا نگلنا نہیں پایا جائے گا۔

چنانچہ اگر کسی نے لکڑی حلق کے اندر داخل کی، اور اس کا ایک سرا باہر موجود رہا، اور پھر اس کو باہر واپس کھینچ لیا، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

البتہ اگر اس پر کوئی دوا وغیرہ لگا کر اندر داخل کیا، اور دوا کا کچھ حصہ اندر باقی رہ گیا، تو پھر اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ [1]

آج کل بعض لوگوں کے اندرونی نظام کا جائزہ لینے کے لئے خوردبین داخل کی جاتی ہے، اور اس میں نصب تار یا پائپ وغیرہ باہر موجود ہوتا ہے، تو اگر اس پر کوئی دوا وغیرہ لگا کر اندر داخل کیا جائے، تو روزہ فاسد ہو جائے گا، اور اگر وہ خشک ہو، اور اس میں سے کوئی چیز اندر جا کر

---

[1] وَلَوْ طُعِنَ بِرُمْحٍ فَوَصَلَ إِلَى جَوْفِهِ أَوْ إِلَى دِمَاغِهِ فَإِنْ أَخْرَجَهُ مَعَ النَّصْلِ لَمْ يُفْسِدْ وَإِنْ بَقِيَ النَّصْلُ فِيهِ يُفْسِدُ. وَكَذَا قَالُوا فِيمَنْ ابْتَلَعَ لَحْمًا مَرْبُوطًا عَلَى خَيْطٍ ثُمَّ انْتَزَعَهُ مِنْ سَاعَتِهِ؟ إِنَّهُ لَا يُفْسِدُ وَإِنْ تَرَكَهُ فَسَدَ وَكَذَا رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ فِي الصَّائِمِ إِذَا أَدْخَلَ خَشَبَةً فِي الْمَقْعَدَةِ؟ إِنَّهُ لَا يُفْسِدُ صَوْمَهُ إِلَّا إِذَا غَابَ طَرَفُ الْخَشَبَةِ وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ اسْتِقْرَارَ الدَّاخِلِ فِي الْجَوْفِ شَرْطُ فَسَادِ الصَّوْمِ، وَلَوْ أَدْخَلَ أُصْبُعَهُ فِي دُبُرِهِ قَالَ بَعْضُهُمْ :يُفْسِدُ صَوْمَهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ :لَا يُفْسِدُ، وَهُوَ قَوْلُ الْفَقِيهِ أَبِي اللَّيْثِ لِأَنَّ الْأُصْبُعَ لَيْسَتْ بِآلَةِ الْجِمَاعِ فَصَارَتْ كَالْخَشَبِ(بدائع الصنائع، ج۲ص ۹۳،فصل ارکان الصیام)

وَلَوْ طَعَنَ بِرُمْحٍ حَتَّى وَصَلَ إِلَى جَوْفِهِ لَمْ يُفْطِرْهُ؛ لِأَنَّ كَوْنَ الرُّمْحِ بِيَدِ الطَّاعِنِ يَمْنَعُ وُصُولَهُ إِلَى بَاطِنِهِ حُكْمًا فَإِنْ بَقِيَ الزُّجُّ فِي جَوْفِهِ فَسَدَ صَوْمُهُ؛ لِأَنَّهُ صَارَ مُغَيَّبًا حَقِيقَةً فَكَانَ وَاصِلًا إِلَى بَاطِنِهِ، وَهُوَ قِيَاسُ مَا لَوْ ابْتَلَعَ خَيْطًا فَإِنْ بَقِيَ أَحَدُ الْجَانِبَيْنِ بِيَدِهِ لَمْ يَفْسُدْ صَوْمُهُ، وَإِنْ لَمْ يَبْقَ فَسَدَ صَوْمُهُ(المبسوط للسرخسی، ج۳ص۹۸، کتاب الصوم)

وَيُشْتَرَطُ أَيْضًا اسْتِقْرَارُهُ دَاخِلَ الْجَوْفِ فَيَفْسُدُ بِالْخَشَبَةِ إِذَا غَيَّبَهَا لِوُجُودِ الْفِعْلِ مَعَ الِاسْتِقْرَارِ وَإِنْ لَمْ يُغَيِّبْهَا فَلَا لِعَدَمِ الِاسْتِقْرَارِ ......(قَوْلُهُ :مُفَادُهُ) أَيْ مُفَادُ مَا ذُكِرَ مَتْنًا وَشَرْحًا وَهُوَ أَنَّ مَا دَخَلَ فِي الْجَوْفِ إِنْ غَابَ فِيهِ فَسَدَ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالِاسْتِقْرَارِ وَإِنْ لَمْ يَغِبْ بَلْ بَقِيَ طَرَفٌ مِنْهُ فِي الْخَارِجِ أَوْ كَانَ مُتَّصِلًا بِشَيْءٍ خَارِجٍ لَا يَفْسُدُ لِعَدَمِ اسْتِقْرَارِهِ(ردالمحتار، ج۲ص۳۹۷، باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ)

وَلَوْ شَدَّ الطَّعَامَ بِخَيْطٍ وَأَرْسَلَهُ فِي حَلْقِهِ وَطَرَفُ الْخَيْطِ فِي يَدِهِ لَا يَفْسُدُ إِلَّا إِذَا انْفَصَلَ مِنْهُ شَيْءٌ (تبیین الحقائق، ج ۱ ص ۳۳۰، باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ)

الگ نہ ہو، تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ [1]

مسئلہ نمبر ۲۷...... بعض لوگوں کو سانس کی تنگی کی شکایت ہوتی ہے، اس کو دور کرنے کے لئے آج کل ایک ہوائی پمپ استعمال کیا جاتا ہے، جس کو وینٹولین (VENTOLIN) کہا جاتا ہے، اس کو استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کے بارے میں اہلِ علم حضرات کا اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ اس میں دوا ہوتی

[1] بعد اطلاعه على البحوث المقدمة فى موضوع المفطرات فى مجال التداوى، والدراسات والبحوث والتوصيات الصادرة عن الندوة الفقهية الطبية التاسعة التى عقدتها المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية، بالتعاون مع المجمع وجهات أخرى، فى الدار البيضاء بالمملكة المغربية، فى الفترة من ۹إلى ۱۲ صفر۱۴۱۸ھـ (الموافق ۱۴ـ۱۷ يونيو۱۹۹۷م) ، واستماعه للمناقشات التى دارت حول الموضوع بمشاركة الفقهاء والأطباء ، والنظر فى الأدلة من الكتاب والسنة، وفى كلام الفقهاء .قرر ما يلى:أولاً :الأمور الآتية لا تعتبر من المفطرات:............

(۱۵)منظار المعدة إذا لم يصاحبه إدخال سوائل (محاليل) أو مواد أخرى(مجلة مجمع الفقه الاسلامى، ج۱۰ ص۱۴۱۹، المفطرات)

فعلى القول بأن كل داخل إلى المعدة مهما كان (مغذياً أو غير مغذى) يفطر فالمنظار على هذا يفطر، تخريجاً على قول الأئمة الثلاثة -عدا الأحناف -فإنهم يشترطون الاستقرار -كما سبق -وهو أنه ألا يبقى منه شىء فى الخارج، ومعلوم أن المنظار يتصل بالخارج، فهو لا يفطر تخريجاً على قول الأحناف ويفطر تخريجاً على قول الثلاثة، ومقتضى كلام كثير من المعاصرين :أن المنظار يفطر، لأنهم قالوا أن كل عين دخلت الجوف تفطر أكلت أو لم تؤكل، تطعم أو لا تطعم صغيرة أو كبيرة.

أما على القول بأنه لا يفطر إلا المغذى فقط فالمنظار لا يفطر؛ لكونه جامداً لا يغذى، وهذا ما اختاره الشيخ محمد بخيت مفتى مصر وشيخنا محمد العثيمين.

والقول بعدم التفطير هو الأقرب؛ لأنه لا يمكن اعتبار عملية إدخال المنظار أكلاً لا لغةً، ولا عرفاً، فهى عملية علاج ليس أكثر.

تنبيه :إذا وضع الطبيب على المنظار مادة دهنية مغذية لتسهيل دخول المنظار فهنا يفطر الصائم بهذه المادة لا بدخول المنظار؛ وذلک لأنها مفطرة بذاتها، فهى مادة مغذية دخلت المعدة، وهذا يفطر بلا إشكال(مفطرات الصيام المعاصرة،الباب الثانى : المفطرات المعاصرة،الفصل الأول :المفطرات المعاصرة الداخلة إلى بدن الصائم،المبحث الأول :ما يدخل إلى بدن الصائم عبر الفم،المسألة الثالثة منظار المعدة،لأحمد بن محمد الخليل،الأستاذ المساعد فى قسم الفقه،بجامعة القصيم)

ہے اور وہ پمپ کے ذریعے حلق کے اندر پہنچ جاتی ہے۔ ١

جبکہ بعض حضرات کے نزدیک اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ اس میں دوا کی مقدار آکسیجن کے مقابلہ میں بہت تھوڑی اور مغلوب ہوتی ہے، نیز دوا کا مری یعنی خوراک کی نالی (Esophagus) میں پہنچنا یقینی نہیں ہوتا، بلکہ مشکوک ہوتا ہے، اور اس کے اصل اجزاء منہ و حلق کے مسامات میں حل ہو جاتے ہیں۔ ٢

---

١ وقضية (البخاخة) فهذه البخاخة إنما تدخل هواء من الفم إلى الحلق، فهذا يدخل الجوف، ولكن حكم هذه المسألة ينبني على أنه هل يكون فى ذلك الهواء شيء من الدواء الجوهرى أو لا يكون؟ فما سمعته من السادة الأطباء الموجودين هنا أنه يشتمل على نسبة ضئيلة من الدواء ويصل إلى الجوف، وبما أن الفقهاء لم يفرقوا بين القليل والكثير ما دام الشيء يدخل إلى الجوف، فلو كان قليلًا فإنه يفسد الصوم ومثلوا لذلك بالسمسمة(مجلة المجمع الفقه الاسلامى، مقالة :المفطرات فى ضوء الطب الحديث للشيخ المفتى تقى العثمانى، ج٠١ ص ٨٣٢)

٢ المسألة الأولى :بخّاخ الربو:

التعريف به :بخّاخ الربو علبة فيها دواء سائل يحتوى على ثلاثة عناصر:

(١)مواد كيميائية (مستحضرات طبية)(٢)ماء(٣)أوكسجين.ويتم استعماله بأخذ شهيق عميق مع الضغط على البخّاخ فى نفس الوقت .وعندئذ يتطاير الرذاذ ويدخل عن طريق الفم إلى البلعوم الفمى، ومنه إلى الرغامى، فالقصباتِ الهوائية، ولكن يبقى جزء منه فى البلعوم الفمى، وقد تدخل كمية قليلة جداً إلى المرىء .حكم بخّاخ الربو:اختلف المعاصرون فيه على قولين :القول الأول: أن بخّاخ الربو لا يفطر، ولا يفسد صوم الصائم، وهو قول شيخنا عبد العزيز بن باز -رحمه الله - وشيخنا محمد بن صالح العثيمين -رحمه الله -، والشيخ عبد الله بن جبرين ، والشيخ الدكتور الصديق الضرير، ود .محمد الخياط،واللجنة الدائمة.

الأدلة:

(١) أن الداخل من بخّاخ الربو إلى المرىء ومن ثم إلى المعدة قليل جداً، فلا يفطّر قياساً على المتبقى من المضمضة والاستنشاق.

بيان ذلك كما يلى :تحتوى عبوة بخاخ الربو على ١٠ ملليتر من السائل بما فيه المادة الدوائية، وهذه الكمية مُعدة على أساس أن يبخ منه٢٠٠ بخة (أى أن أل١٠ مللتر تنتج ٢٠٠ بخة) أى أنه فى كل بخة يخرج جزء من المللتر الواحد، فكل بخة تشكل أقل من قطرة واحدة ، وهذه القطرة الواحدة ستقسم إلى أجزاء يدخل الجزء الأكبر منه إلى جهاز التنفس، وجزء آخر يترسب على جدار البلعوم الفمى، والباقى قد ينزل إلى المعدة وهذا المقدار النازل إلى المعدة يعفى عنه قياساً على المتبقى من المضمضة والاستنشاق، فإن المتبقى منها أكثر من القدر الذى يبقى من بخة الربو "ولو مضمض المرء بماء موسوم بمادة مشعة، لاكتشفنا المادة المشعة فى المعدة بعد قليل، مما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں اس پمپ کا استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، البتہ انتہائی مجبوری کی صورت میں اگر کوئی احتیاط کے ساتھ استعمال کرے تاکہ اس کے اجزاء پیٹ میں داخل نہ ہوں، بلکہ منہ وحلق کے مسامات میں حل ہوجائیں، اور اگر کچھ اجزاء باقی ہوں، تو ان کو باہر تھوک دے، تو امید ہے کہ روزہ فاسد نہیں ہوگا، اور اگر دوا کا کوئی جزو پیٹ میں جانے کا یقین یا غالب گمان ہو، تو اس روزہ کی بعد میں قضا کرلی جائے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

یؤکد وجود قدر یسیر معفو عنه، وهو یسیر یزید -یقیناً -عما یمکن أن یتسرب إلی المرء من بخاخ الربو إن تسرب "

(۲)أن دخول شیء إلی المعدة من بخاخ الربو أمر لیس قطعیاً، بل مشکوک فیه، أی قد یدخل وقد لا یدخل، والأصل صحة الصیام وعدم فسادة، والیقین لا یزول بالشک.

(۳)أنه لا یشبه الأکل والشرب، بل یشبه سحب الدم للتحلیل والإبر غیر المغذیة.

المناقشة :یشکل علی هذا الدلیل وجود قدر من الماء فی ترکیب الدواء کما سبق بیانه.

(۴)أن البخاخ یتبخر ولا یصل إلی المعدة، وإنما یصل إلی القصبات الهوائیة.

المناقشة :سبق أنه قد یصل شیء یسیر من مادة البخاخ إلی المعدة.

(۵)ذکر الأطباء أن السواک یحتوی علی ثمانیة مواد کیمیائیة، تقی الأسنان، واللثة من الأمراض، وهی تنحل باللعاب وتدخل البلعوم، وقد جاء فی صحیح البخاری عن عامر بن ربیعة "رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یستاک وهو صائم ما لا أحصی.

فإذا کان عُفی عن هذه المواد التی تدخل إلی المعدة؛ لکونها قلیلة وغیر مقصودة، فکذلک ما یدخل من بخاخ الربو یعفی عنه للسبب ذاته.

القول الثانی :أن بخاخ الربو یفطِّر، ولا یجوز تناوله فی رمضان إلا عند الحاجة للمریض، ویقضی ذلک الیوم، وهو قول الدکتور فضل حسن عباس(والشیخ محمد المختار السلامی، والدکتور محمد الألفی، والشیخ محمد تقی العثمانی، والدکتور وهبة الزحیلی)

دلیل القول الثانی :أن محتوی البخاخ یصل إلی المعدة عن طریق الفم فهو مفطر

لمناقشة:

یجاب عنه بالدلیل الأول لأصحاب القول الأول.

ولم أقف لهم علی دلیل آخر سوی ما ذکرته.

الترجیح:الذی یظهر والله أعلم أن بخاخ الربو لا یفطر، فإن ما ذکره القائلون بعدم التفطیر وجیه، وقیاسهم علی المضمضة والسواک قیاس صحیح، والله سبحانه وتعالی أعلم(مفطرات الصیام المعاصرة،الباب الثانی :المفطرات المعاصرة،الفصل الأول :المفطرات المعاصرة الداخلة إلی بدن الصائم،المبحث الأول :ما یدخل إلی بدن الصائم عبر الفم،لأحمد بن محمد الخلیل،الأستاذ المساعد فی قسم الفقه،بجامعة القصیم)

قے (Vomiting) آنا یا قے کرنا

جب معدہ اپنی ناپسندیدہ چیز کو باہر خارج کردیتا ہے، تو اس کو قے آنا کہا جاتا ہے، اور اگر باہر خارج نہیں کرپاتا، البتہ خارج کرنے کے لئے حرکت کرتا ہے، تو اس کو اُبکائی کہا جاتا ہے، اور اگر حرکت کئے بغیر اس چیز سے صرف تنفر کا اظہار کرتا ہے، تو اس کو متلی کہا جاتا ہے (حاذق، صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱، ملخصاً، مصنفہ: حکیم حافظ محمد اجمل خان)

قے کی وجہ سے روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کی احادیث میں تفصیل پائی جاتی ہے، پہلے ان کو ذکر کیا جاتا ہے، جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ ان سے فقہائے کرام کے اخذ کردہ مسائل کا تذکرہ کیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ ذَرَعَہُ الْقَیْءُ فَلَیْسَ عَلَیْہِ قَضَاءٌ ، وَمَنْ اِسْتَقَاءَ فَلْیَقْضِ (مسند أحمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو قے آجائے، اس پر روزے کی قضا نہیں، اور جو جان بوجھ کر (اپنے اختیار سے) قے کرے، تو اسے

---

[1] رقم الحدیث ۱۰۴۶۳ ،واللفظ لہٗ، سنن الترمذی، رقم الحدیث ۷۲۰.
فی حاشیة مسند احمد: إسنادہ صحیح علی شرط مسلم، رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر الحکم بن موسی، فمن رجال مسلم.
وقال الترمذی: وَفِی البَابِ عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ، وَثَوْبَانَ، وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَیْدٍ :. حَدِیثُ أَبِی هُرَیْرَةَ حَدِیثٌ حَسَنٌ غَرِیبٌ، لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِیثِ هِشَامٍ، عَنْ ابْنِ سِیرِینَ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا مِنْ حَدِیثِ عِیسَی بْنِ یُونُسَ، وقَالَ مُحَمَّدٌ :لَا أُرَاهُ مَحْفُوظًا :.وَقَدْ رُوِیَ هَذَا الحَدِیثُ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا یَصِحُّ إِسْنَادُهُ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ، وَثَوْبَانَ، وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَیْدٍ، أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَأَفْطَرَ وَإِنَّمَا مَعْنَی هَذَا :أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ صَائِمًا مُتَطَوِّعًا فَقَاءَ فَضَعُفَ فَأَفْطَرَ، لِذَلِکَ هَکَذَا رُوِیَ فِی بَعْضِ الحَدِیثِ مُفَسَّرًا "، وَالعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ عَلَی حَدِیثِ أَبِی هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :أَنَّ الصَّائِمَ إِذَا ذَرَعَهُ القَیْءُ فَلَا قَضَاءَ عَلَیْهِ، وَإِذَا اسْتَقَاءَ عَمْدًا، فَلْیَقْضِ، وَبِهِ یَقُولُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ، وَالشَّافِعِیُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ (سنن الترمذی)

چاہئے کہ روزہ قضا کرے (مسند احمد، ترمذی)

حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا، فَاحْتَلَمَ أَوِ احْتَجَمَ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ، فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ، وَمَنِ اسْتَقَاءَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ

(المعجم الأوسط للطبرانی، ج۲ ص۱۸۵، رقم الحدیث ۱۵۶۸، باب الالف)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے روزہ کی حالت میں صبح کی، پھر اسے احتلام ہوگیا، یا اس نے پچھنا لگوایا (یعنی خون نکلوایا) یا اس کو قے آئی، تو اس پر روزہ کی قضا نہیں، اور جس نے جان بوجھ کر (اپنے اختیار سے) قے کی، تو اس پر روزہ کی قضا ہے (طبرانی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

مَنْ تَقَيَّأَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ، وَإِنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ، فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحدیث ۷۵۵۳، کتاب الصیام، باب القیئ للصائم)

ترجمہ: جس نے جان بوجھ کر (اپنے اختیار سے) قے کی، تو اس پر روزہ کی قضا ہے، اور جس کو قے آئی، اس پر قضا نہیں ہے (عبدالرزاق)

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَقُوْلُ: مَنِ اسْتَقَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ، وَمَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ (موطأ امام محمد)[1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر اپنے ارادہ سے قے کرے، تو اس پر قضا ہے، اور جس کو خود بخود قے آجائے، تو اس پر کچھ واجب نہیں (مؤطا امام محمد)

---

[1] رقم الحدیث ۳۵۷، ابواب الصیام، باب الصائم یذرعه القیئ.
قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهِ نَأْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى (موطأ امام محمد)

اس قسم کی احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود قے کے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اوراگراپنے اختیار وارادہ سے قے کی جائے، تواس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اوراس کی قضا واجب ہوتی ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصولی طور پر روزہ کسی چیز کے اندر داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے، کسی چیز کے خارج ہونے سے نہیں ٹوٹتا، جس کی بعض روایات میں وضاحت بھی پائی جاتی ہے۔ [۱]

اس کا تقاضا یہ تھا کہ قے خواہ جان بوجھ کر کی جائے یا خود بخود ہو، روزہ نہیں ٹوٹنا چاہئے، کیونکہ قے میں کوئی چیز اندر داخل نہیں ہوتی، بلکہ اندر سے باہر خارج ہوتی ہے۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ جب قے آتی ہے تو کچھ نہ کچھ مواد حلق میں آنے کے بعد غیراختیاری طور پر واپس بھی چلا جاتا ہے، جس کا تقاضا یہ تھا کہ قے خود آنے کی وجہ سے بھی روزہ ٹوٹنا چاہئے تھا، لیکن کیونکہ قے کا خود بخود آنا انسان کے اختیار میں نہیں، اس لئے شریعت نے خود بخود آنے والی قے کی صورت میں تنگی وحرج لازم آنے کی وجہ سے روزہ کو درست قرار دیا، اور جو مواد حلق میں آنے کے بعد خود بخود واپس چلا جائے، اس کو سانس کے ساتھ خود بخود جانے والے دھویں، گردوغبار اور مکھی، مچھر کی طرح معاف قرار دیا۔

لہٰذا اگر کسی کو خود بخود قے آئی، خواہ کتنی مقدار میں بھی ہو، اور کتنی بھی مرتبہ ہو، اس سے روزہ نہ تو فاسد ہوتا ہے، اور نہ ہی مکروہ ہوتا ہے، بشرطیکہ اپنے ارادہ واختیار سے منہ کی طرف آئی ہوئی قے کا کوئی حصہ اپنے اختیار سے واپس پیٹ میں نہ لے جائے۔

اوراس کے برعکس اگراپنے اختیار وارادہ سے قے کی جائے، تواس سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے، جیسا کہ اپنے اختیار سے کوئی دھواں وغیرہ اندر لے جائے۔

گویا کہ شریعت نے اپنے ارادہ سے قے کرنے کو ظاہری اعتبار سے اپنے اختیار وارادہ سے

---

[۱] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؛ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ ، قَالَ :الْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ ، وَلَيْسَ مِمَّا يَخْرُجُ (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۹۴۱۱)

پیٹ کے اندر کوئی چیز داخل کرنے کا حکم دے کر روزہ کو فاسد قرار دے دیا۔ [1]

فقہائے احناف نے روزہ کی حالت میں قے سے متعلق جو مسائل واحکام ذکر فرمائے ہیں، ان کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

مسئلہ نمبر۱...... جو قے خود بخود آئے، خواہ وہ کتنی مقدار میں آئے، اور کتنی مرتبہ آئے، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

البتہ اگر قے تو خود بخود آئی، لیکن اس کو اپنے اختیار سے واپس پیٹ میں داخل کرلیا، تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ قے منہ یا حلق کے اس حصہ تک آ جائے، جہاں سے قے کو واپس لے جانا اختیار میں ہے۔ [2]

مسئلہ نمبر۲...... بعض حضرات کے نزدیک اپنے اختیار سے کی ہوئی قے جتنی بھی مقدار میں ہو، خواہ زیادہ ہو یا تھوڑی، اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، بشرطیکہ روزہ یاد ہو۔

---

[1] فقہائے کرام نے ان امور کو جو انسان کے اختیار میں نہ ہوں، جیسے مکھی، مچھر اور گرد وغبار کے خود بخود داخل ہونے کو غلبہ اور دفعِ حرج کی وجہ سے معفو عنہ قرار دیا ہے، اور ایسی چیزوں کے دخول وادخال میں فرق کیا ہے۔
ہمارے نزدیک قے بھی انہی جیسے امور سے تعلق رکھتی ہے، اور قے کرنے کی صورت میں روزہ کا رکن امساک فوت ہوتا ہے، جبکہ خود بخود ہونے بلکہ خود بخود لوٹ جانے میں ارادہ واختیار نہ ہونے کی وجہ سے امساک فوت نہیں ہوتا۔
وَإِنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ لَمْ يُفْطِرْ لِمَا رَوَيْنَا وَلِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ -رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ- الصَّوْمُ مِمَّا دَخَلَ، وَإِنْ تَقَيَّأَ مُتَعَمِّدًا فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ لِحَدِيثِ عَلِيٍّ -رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى- مَوْقُوفًا عَلَيْهِ وَمَرْفُوعًا إلَى رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: مَنْ قَاءَ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَمَنْ اسْتِقَاءَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ؛ وَلِأَنَّ فِعْلَهُ يُفَوِّتُ رُكْنَ الصَّوْمِ، وَهُوَ الْإِمْسَاكُ فَفِي تَكَلُّفِهِ لَا بُدَّ أَنْ يَعُودَ شَيْءٌ إلَى جَوْفِهِ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ إلَّا عَلَى قَوْلِ مَالِكٍ -رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى- فَإِنَّهُ يَقُولُ كُلُّ مُفْطِرٍ غَيْرُ مَعْذُورٍ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ (المبسوط للسرخسی ج۳ص۵۷، کتاب الصوم)

[2] (قَوْلُهُ أَوْ قَاءَ وَعَادَ لَمْ يُفْطِرْ) لِحَدِيثِ السُّنَنِ مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ، وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ، وَإِنْ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ وَإِنَّمَا ذَكَرَ الْعَوْدَ لِيُفِيدَ أَنَّ مُجَرَّدَ الْقَيْءِ بِلَا عَوْدٍ لَا يُفْطِرُ بِالْأَوْلَى وَأَطْلَقَهُ فَشَمِلَ مَا إذَا مَلَأَ الْفَمَ أَوْ لَا، وَفِيمَا إذَا عَادَ وَمَلَأَ الْفَمَ خِلَافُ أَبِي يُوسُفَ وَالصَّحِيحُ قَوْلُ مُحَمَّدٍ لِعَدَمِ وُجُودِ الصُّنْعِ وَلِعَدَمِ وُجُودِ صُورَةِ الْفِطْرِ، وَهُوَ الِابْتِلَاعُ، وَكَذَا مَعْنَاهُ؛ لِأَنَّهُ لَا يَتَغَذَّى بِهِ بَلْ النَّفْسُ تَعَافُهُ (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج۲ ص۲۹۵، کِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ اگر قے زیادہ مقدار میں ہو، تو روزہ یاد ہوتے ہوئے، اس کے اپنے اختیار سے کرنے سے تو روزہ ٹوٹتا ہے، اور جو تھوڑی مقدار میں ہو، اس کے اپنے اختیار سے کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ تھوڑی مقدار میں کی جانے والی قے کا حکم اس تھوک اور بلغم کی طرح ہے، جو کوئی حلق یا سینہ سے منہ کی طرف کھینچے اور اس کو واپس لے جائے۔

اور اسی وجہ سے تھوڑی مقدار میں اپنے اختیار سے کی جانے والی قے کو اگر کوئی واپس لے جائے، تو ان حضرات کے نزدیک اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [1]

اور ان حضرات کی طرف سے تھوڑی اور زیادہ مقدار میں فرق منہ بھرنے نہ بھرنے کا ہے، لہٰذا اگر منہ بھر کر قے کی جائے، کہ جس کو منہ بند کر کے منہ میں روکنا مشکل ہو، تو وہ زیادہ مقدار میں داخل ہے، اور اس سے کم ہو، تو وہ تھوڑی مقدار میں داخل ہے۔ [2]

---

[1] وَإِنَّمَا قَالُوا :إِنَّهُ إِذَا اسْتَقَاءَ أَقَلَّ مِنْ مِلْءِ فِيهِ لَمْ يُفْطِرْهُ، مِنْ قِبَلِ أَنَّهُ لَا يَتَنَاوَلُهُ اسْمُ الْقَيْءِ ;أَلَا تَرَى أَنَّ مَنْ ظَهَرَ عَلَى لِسَانِهِ شَيْءٌ بِالْجُشَاءِ لَا يُقَالُ إنَّهُ قَدْ تَقَيَّأَ؟ وَإِنَّمَا يَتَنَاوَلُهُ هَذَا الِاسْمُ عِنْدَ كَثْرَتِهِ وَخُرُوجِهِ ;وَقَدْ كَانَ أَبُو الْحَسَنِ الْكَرْخِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَقُولُ فِي تَقْدِيرِ مِلْءِ الْفَمِ " :هُوَ الَّذِي لَا يُمْكِنُهُ إمْسَاكُهُ فِي الْفَمِ لِكَثْرَتِهِ فَيُسَمَّى حِينَئِذٍ قَيْئًا(أحكام القرآن،للجصاص، ج ا ص ۲۳۵،سورة البقرة)

وأما إذا استقاء ملء فيه فلقوله -عليه الصلاة والسلام :-من قاء فلا قضاء عليه، ومن استقاء فعليه القضاء روى ذلک عن عكرمة مرفوعا وموقوفا، وعند محمد وزفر يفسده وإن لم يملأ الفم، ولم يفصل بينهما فی ظاهر الرواية لإطلاق الحديث، والصحيح الفصل، وهو رواية الحسن عن أبی حنيفة؛ لأن ما دون ملء الفم تبع للريق كما لو تجشأ ولا كذلک ملء الفم(الاختيار لتعليل المختار، ج ا ص ۱۳۲، كتاب الصوم)

منہ کیونکہ ایک حیثیت سے خارجی عضو کا حکم رکھتا ہے، اور ایک حیثیت سے داخلی عضو کا حکم رکھتا ہے، ان حضرات نے تھوڑی قے کے اعتبار سے تو منہ کو داخلی عضو کا حکم دیا، اور زیادہ قے کے اعتبار سے منہ کو خارجی عضو کا حکم دیا۔

وَشَرْطٌ أَنْ يَكُونَ مِلْءَ الْفَمِ ؛لِأَنَّ لِلْفَمِ حُكْمَ الْخَارِجِ حَتَّى لَا يُفْطِرُ الصَّائِمُ بِالْمَضْمَضَةِ ، وَلَهُ حُكْمُ الدَّاخِلِ حَتَّى لَا يُفْطِرُ بِابْتِلَاعِ شَيْءٍ مِنْ بَيْنِ أَسْنَانِهِ مِثْلُ الرِّيقِ فَلَا يُعْطَى لَهُ حُكْمُ الْخَارِجِ مَا لَمْ يَمْلَأْ الْفَمَ، وَاخْتَلَفُوا فِي حَدِّ مِلْءِ الْفَمِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ مَا لَا يُمْكِنُ ضَبْطُهُ إلَّا بِكُلْفَةٍ ، وَقِيلَ مَا لَا يُمْكِنُ الْكَلَامُ مَعَهُ ، وَبَعْضُهُمْ قَدَّرَهُ بِالزِّيَادَةِ عَلَى نِصْفِ الْفَمِ ، وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، ج ا ص ۹، كِتَابُ الطَّهَارَةِ،نَوَاقِض الْوُضُوءِ)

[2] وَلَمْ يُفَصِّلْ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ بَيْنَ مَلِيءِ الْفَمِ، وَمَا دُونَهُ وَفِي رِوَايَةِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى -فَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَهُوَ الصَّحِيحُ فَإِنَّ مَا دُونَ مَلِيءِ الْفَمِ تَبَعٌ لِرِيقِهِ فَكَانَ قِيَاسَ مَا لَوْ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور مشائخِ احناف کا فتویٰ اسی تفصیل کے مطابق ہے۔

پھر ان حضرات کے نزدیک جو قے منہ بھر کر آئے، اور اس کو واپس لے جائے، تو اگر واپس لے جانے والی قے کی مقدار چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر اس سے کم ہو، یا خود بخود واپس لوٹ جائے، تو خواہ کتنی مقدار میں بھی ہو، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تَجشّأً وَمِلْءُ الْفَمِ لَا يَكُونُ تَبَعًا لِرِيقِهِ أَلَا تَرَى أَنَّهُ نَاقِضٌ لِطَهَارَتِهِ فَإِنْ عَادَ إِلَى جَوْفِهِ، أَوْ أَعَادَهُ فَقَدْ رَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُمَا اللَّهُ إِذَا ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَرَدَّهُ، وَهُوَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَرْمِيَ بِهِ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَرَوَى ابْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي يُوسُفَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ إِذَا ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَكَانَ مِلْءَ فِيهِ أَوْ أَكْثَرَ فَعَادَ إِلَى جَوْفِهِ فَسَدَ صَوْمُهُ تَعَمَّدَ ذَلِكَ، أَوْ لَمْ يَتَعَمَّدْ وَالْمَشْهُورُ أَنَّ فِيهِ خِلَافًا بَيْنَ أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللَّهُ فَمُحَمَّدٌ اعْتَبَرَ الصُّنْعَ فِي طَرَفِ الْإِخْرَاجِ، أَوْ الْإِدْخَالِ؛ لِأَنَّهُ يَفُوتُ بِهِ الْإِمْسَاكُ وَأَبُو يُوسُفَ يَعْتَبِرُ انْتِقَاضَ الطَّهَارَةِ لِيَسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ بِتَبَعٍ لِرِيقِهِ حَتَّى إِذَا ذَرَعَهُ الْقَيْءُ دُونَ مِلْءِ الْفَمِ، وَعَادَ بِنَفْسِهِ لَمْ يَفْسُدْ صَوْمُهُ بِالِاتِّفَاقِ .وَإِنْ أَعَادَهُ فَسَدَ صَوْمُهُ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَلَمْ يَفْسُدْ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ -رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى-، وَإِنْ كَانَ مِلْءَ الْفَمِ فَعَادَ بِنَفْسِهِ فَسَدَ صَوْمُهُ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ وَلَمْ يَفْسُدْ عِنْدَ مُحَمَّدٍ، وَإِنْ أَعَادَهُ فَسَدَ صَوْمُهُ بِالِاتِّفَاقِ، وَإِنْ تَقَيَّأَ أَقَلَّ مِنْ مِلْءِ فَمِهِ فَإِنْ عَادَ بِنَفْسِهِ يَفْسُدُ صَوْمُهُ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَلَمْ يَفْسُدْ صَوْمُهُ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ -رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى-، وَإِنْ أَعَادَهُ فَفِيهِ رِوَايَتَانِ عَنْ أَبِي يُوسُفَ فِي إِحْدَاهُمَا لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِنَاقِضٍ لِطَهَارَتِهِ وَفِي الْأُخْرَى يَفْسُدُ صَوْمُهُ لِكَثْرَةِ صُنْعِهِ فِي الْإِدْخَالِ وَالْإِخْرَاجِ جَمِيعًا فَكَانَ قِيَاسَ مِلْءِ الْفَمِ(المبسوط للسرخسي ج۳ص۵۷، كتاب الصوم)

[1] (وَإِنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَخَرَجَ) وَلَمْ يَعُدْ (لَا يُفْطِرُ مُطْلَقًا) مَلَأَ أَوْ لَا (فَإِنْ عَادَ) بِلَا صُنْعِهِ (وَ) لَوْ (هُوَ مِلْءُ الْفَمِ مَعَ تَذَكُّرِهِ لِلصَّوْمِ لَا يَفْسُدُ) خِلَافًا لِلثَّانِي (وَإِنْ أَعَادَهُ) أَوْ قَدْرَ حِمَّصَةٍ مِنْهُ فَأَكْثَرَ حَدَّادِيٌّ (أَفْطَرَ إِجْمَاعًا) وَلَا كَفَّارَةَ (إِنْ مَلَأَ الْفَمَ وَإِلَّا لَا) هُوَ الْمُخْتَارُ (وَإِنْ اسْتِقَاءً) أَيْ طَلَبَ الْقَيْءَ (عَامِدًا) أَيْ مُتَذَكِّرًا لِصَوْمٍ (إِنْ كَانَ مِلْءَ الْفَمِ فَسَدَ بِالْإِجْمَاعِ)مُطْلَقًا (وَإِنْ أَقَلَّ لَا) عِنْدَ الثَّانِي وَهُوَ الصَّحِيحُ، لَكِنْ ظَاهِرَ الرِّوَايَةِ كَقَوْلِ مُحَمَّدٍ إِنَّهُ يَفْسُدُ كَمَا فِي الْفَتْحِ عَنْ الْكَافِي (فَإِنْ عَادَ بِنَفْسِهِ لَمْ يُفْطِرْ وَإِنْ أَعَادَهُ فَفِيهِ رِوَايَتَانِ) أَصَحُّهُمَا لَا يُفْسِدُ مُحِيطٌ (وَهَذَا) كُلُّهُ (فِي قَيْءِ طَعَامٍ أَوْ مَاءٍ أَوْ مِرَّةٍ) أَوْ دَمٍ (فَإِنْ كَانَ بَلْغَمًا فَغَيْرُ مُفْسِدٍ) مُطْلَقًا خِلَافًا لِلثَّانِي وَاسْتَحْسَنَهُ الْكَمَالُ وَغَيْرُهُ(الدر المختار، كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

(قَوْلُهُ :وَإِنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ) أَيْ غَلَبَهُ وَسَبَقَهُ قَامُوسٌ وَالْمَسْأَلَةُ تَتَفَرَّعُ إِلَى أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ صُورَةً؛ لِأَنَّهُ إِمَّا أَنْ يَقِيءَ أَوْ يَسْتَقِيءَ وَفِي كُلٍّ إِمَّا أَنْ يَمْلَأَ الْفَمَ أَوْ دُونَهُ، وَكُلٌّ مِنْ الْأَرْبَعَةِ إِمَّا إِنْ خَرَجَ أَوْ عَادَ أَوْ أَعَادَهُ وَكُلٌّ إِمَّا ذَاكِرٌ لِصَوْمِهِ أَوْ لَا وَلَا فِطْرَ فِي الْكُلِّ عَلَى الْأَصَحِّ إِلَّا فِي الْإِعَادَةِ وَالِاسْتِقَاءِ بِشَرْطِ الْمِلْءِ مَعَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۳...... اگر کوئی شخص کھانسی کے ساتھ سینہ یا دماغ کی طرف سے آئے ہوئے بلغم کو اپنے اختیار سے نگل لے، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اگر اس کو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التَّذكُرِ شَرْحُ الْمُلْتَقَى (قَوْلُهُ :وَلَوْ هُوَ مِلْءُ الْفَمِ) أَتَى بِلَوْ مَعَ أَنَّ مَا دُونَ مِلْءِ الْفَمِ مَفْهُومٌ بِالْأَوْلَى لِأَجْلِ التَّنْصِيصِ عَلَيْهِ؛ لِأَنَّ الْمَعْطُوفَ عَلَيْهِ فِي حُكْمِ الْمَذْكُورِ فَافْهَمْ وَأَطْلَقَ لَوْ مِلْءَ الْفَمِ فَشَمِلَ مَا لَوْ كَانَ مُتَفَرِّقًا فِي مَوْضِعٍ وَاحِدٍ بِحَيْثُ لَوْ جَمَعَ مِلْءَ الْفَمِ كَمَا فِي السِّرَاجِ.

(قَوْلُهُ :لَا يُفْسِدُ) أَيْ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الصَّحِيحُ لِعَدَمِ وُجُودِ الصُّنْعِ وَلِعَدَمِ وُجُودِ صُورَةِ الْفِطْرِ، وَهُوَ الِابْتِلَاعُ وَكَذَا مَعْنَاهُ؛ لِأَنَّهُ لَا يَتَغَذَّى بِهِ بَلْ النَّفْسُ تَعَافُهُ بَحْرٌ (قَوْلُهُ :وَإِنْ أَعَادَهُ) أَيْ أَعَادَ مَا قَاءَهُ الَّذِي هُوَ مِلْءُ الْفَمِ (قَوْلُهُ :أَوْ قَدْرُ حِمَّصَةٍ مِنْهُ فَأَكْثَرَ) أَشَارَ إلَى أَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ إعَادَةِ كُلِّهِ أَوْ بَعْضِهِ إذَا كَانَ أَصْلُهُ مِلْءَ الْفَمِ قَالَ الْحَدَّادِيُّ فِي السِّرَاجِ مَبْنَى الْخِلَافِ أَنَّ أَبَا يُوسُفَ يَعْتَبِرُ مِلْءَ الْفَمِ وَمُحَمَّدًا يَعْتَبِرُ الصُّنْعَ ثُمَّ مِلْءُ الْفَمِ لَهُ حُكْمُ الْخَارِجِ وَمَا دُونَهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ؛ لِأَنَّهُ يُمْكِنُ ضَبْطُهُ.

وَفَائِدَتُهُ تَظْهَرُ فِي أَرْبَعِ مَسَائِلَ :إحْدَاهَا إذَا كَانَ أَقَلَّ مِنْ مِلْءِ الْفَمِ وَعَادَ أَوْ شَيْءٌ مِنْهُ قَدْرَ الْحِمَّصَةِ لَمْ يُفْطِرْ إجْمَاعًا أَمَّا عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ فَإِنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ؛ لِأَنَّهُ أَقَلُّ مِنْ الْمِلْءِ، وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ لَا صُنْعَ لَهُ فِي الْإِدْخَالِ وَالثَّانِيَةُ :إنْ كَانَ مِلْءَ الْفَمِ وَأَعَادَهُ أَوْ شَيْئًا مِنْهُ قَدْرَ الْحِمَّصَةِ فَصَاعِدًا أَفْطَرَ إجْمَاعًا؛ لِأَنَّهُ خَارِجٌ أَدْخَلَهُ جَوْفَهُ وَلِوُجُودِ الصُّنْعِ، وَالثَّالِثَةُ :إذَا كَانَ أَقَلَّ مِنْ مِلْءِ الْفَمِ وَأَعَادَهُ أَوْ شَيْئًا مِنْهُ أَفْطَرَ عِنْدَ مُحَمَّدٍ لِلصُّنْعِ لَا عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ لِعَدَمِ الْمِلْءِ، وَالرَّابِعَةُ :إذَا كَانَ مِلْءَ الْفَمِ وَعَادَ بِنَفْسِهِ أَوْ شَيْءٌ مِنْهُ كَالْحِمَّصَةِ فَصَاعِدًا أَفْطَرَ إجْمَاعًا؛ لِأَنَّهُ خَارِجٌ أَدْخَلَهُ جَوْفَهُ وَلِوُجُودِ الصُّنْعِ وَالثَّالِثَةُ إذْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ مِلْءِ الْفَمِ وَأَعَادَهُ أَوْ شَيْئًا مِنْهُ أَفْطَرَ عِنْدَ مُحَمَّدٍ لِلصُّنْعِ لَا عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ لِعَدَمِ مِلْءٍ.

وَالرَّابِعَةُ :إذَا كَانَ مِلْءَ الْفَمِ وَعَادَ بِنَفْسِهِ أَوْ شَيْءٌ مِنْهُ كَالْحِمَّصَةِ فَصَاعِدًا أَفْطَرَ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ لِوُجُودِ الْمِلْءِ لَا عِنْدَ مُحَمَّدٍ لِعَدَمِ الصُّنْعِ وَهُوَ الصَّحِيحُ اهـ فَمَسْأَلَتُنَا الْإِعَادَةُ وَهُمَا الثَّانِيَةُ وَالثَّالِثَةُ أَوْ لَا هُمَا إجْمَاعِيَّةٌ وَهِيَ الَّتِي ذَكَرَهَا الْمُصَنِّفُ بِقَوْلِهِ :وَإِنْ أَعَادَهُ إلَخْ وَالْأُخْرَى خِلَافِيَّةٌ وَهِيَ الَّتِي ذَكَرَهَا الْمُصَنِّفُ بِقَوْلِهِ وَإِلَّا لَا وَلَا فَرْقَ فِيهِمَا بَيْنَ إعَادَةِ الْكُلِّ أَوْ الْبَعْضِ فَافْهَمْ (قَوْلُهُ :إنْ مَلَأَ الْفَمَ) قَيْدٌ لِإِفْطَارِهِ إجْمَاعًا بِالْإِعَادَةِ لِكُلِّهِ أَوْ لِقَدْرِ حِمَّصَةٍ مِنْهُ (قَوْلُهُ :وَإِلَّا لَا) أَيْ وَإِنْ لَمْ يَمْلَأْ الْقَيْءُ الْفَمَ وَأَعَادَهُ كُلَّهُ أَوْ بَعْضَهُ لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ، وَلَا يُنَافِي مَا قَدَّمَهُ مِنْ أَنَّهُ لَوْ أَعَادَ قَدْرَ حِمَّصَةٍ مِنْهُ أَفْطَرَ إجْمَاعًا؛ لِأَنَّ ذَاكَ فِيمَا إذَا كَانَ الْقَيْءُ مِلْءَ الْفَمِ؛ لِأَنَّهُ صَارَ فِي حُكْمِ الْخَارِجِ؛ لِأَنَّ الْفَمَ لَا يَنْضَبِطُ عَلَيْهِ، وَمَا كَانَ فِي حُكْمِ الْخَارِجِ لَا فَرْقَ بَيْنَ إعَادَةِ كُلِّهِ أَوْ بَعْضِهِ بِصُنْعِهِ بِخِلَافِ مَا دُونَهُ؛ لِأَنَّهُ فِي حُكْمِ الدَّاخِلِ، فَلَا يَفْسُدُ إلَّا إذَا أَعَادَهُ وَلَوْ قَدْرَ الْحِمَّصَةِ مِنْهُ بِصُنْعِهِ وَبِهِ عُلِمَ أَنَّ كَلَامَ الشَّارِحِ صَوَابٌ لَا خَطَأَ فِيهِ بِوَجْهٍ مِنْ الْوُجُوهِ فَافْهَمْ.

(قَوْلُهُ :هُوَ الْمُخْتَارُ) وَفِي الْخَانِيَّةِ :هُوَ الصَّحِيحُ وَصَحَّحَهُ كَثِيرٌ مِنْ الْعُلَمَاءِ رَمْلِيٌّ (قَوْلُهُ :أَيْ مُتَذَكِّرًا لِصَوْمِهِ) أَشَارَ بِهِ إلَى الرَّدِّ عَلَى صَاحِبِ غَايَةِ الْبَيَانِ حَيْثُ قَالَ :إنَّ ذِكْرَ الْعَمْدِ مَعَ الِاسْتِقَاءِ تَأْكِيدٌ؛ لِأَنَّهُ لَا يَكُونُ إلَّا مَعَ الْعَمْدِ .وَحَاصِلُ الرَّدِّ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْعَمْدِ تَذَكُّرُ الصَّوْمِ لَا تَعَمُّدُ الْقَيْءِ فَهُوَ مَخْرَجٌ لِمَا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بسہولت باہر نکالنا ممکن ہو، تو باہر نکال دیا جائے۔ ۱

مسئلہ نمبر۴...... اگر کسی نے قے اپنے اختیار سے کی، مگر اسے قے کرتے وقت روزہ یاد نہیں تھا، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ یہ بھول کر روزہ کی خلاف ورزی کرنے میں داخل ہے۔ ۲

مسئلہ نمبر۵...... اگر کسی کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ خود بخود قے کے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اور اس نے قے آنے کے بعد سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے، اس لئے اس نے بعد میں جان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إذَا فَعَلَ ذٰلِكَ نَاسِيًا فَإِنَّهُ لَا يُفْطِرُ أَفَادَهُ فِي الْبَحْرِ ط .وَحَاصِلُهُ أَنَّ ذِكْرَ الْعَمْدِ لِبَيَانِ تَعَمُّدِ الْفِطْرِ بِكَوْنِهِ ذَاكِرًا لِصَوْمِهِ وَالِاسْتِقَاءُ لَا يُفِيدُ ذٰلِكَ بَلْ يُفِيدُ تَعَمُّدَ الْقَيْءِ قَوْلُهُ :مُطْلَقًا) أَيْ سَوَاءٌ عَادَ أَوْ أَعَادَهُ أَوْ لَا وَلَا ح.قَالَ فِي الْفَتْحِ :وَلَا يَتَأَتَّى فِيهِ تَفَرُّعُ الْعَوْدِ وَالْإِعَادَةِ؛ لِأَنَّهُ أَفْطَرَ بِمُجَرَّدِ الْقَيْءِ قَبْلَهُمَا (قَوْلُهُ: وَإِنْ أَقَلَّ لَا) أَيْ إنْ لَمْ يَعُدْ وَلَمْ يُعِدْهُ بِدَلِيلِ قَوْلِهِ فَإِنْ عَادَ بِنَفْسِهِ إلَخْ ح (قَوْلُهُ :وَهُوَ الصَّحِيحُ) قَالَ فِي الْفَتْحِ صَحَّحَهُ فِي شَرْحِ الْكَنْزِ أَيْ الزَّيْلَعِيُّ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ (قَوْلُهُ :لَمْ يُفْطِرْ) أَيْ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ لِعَدَمِ الْخُرُوجِ، فَلَا يَتَحَقَّقُ الدُّخُولُ فَتْحٌ أَيْ؛ لِأَنَّ مَا دُونَ مِلْءِ الْفَمِ لَيْسَ فِي حُكْمِ الْخَارِجِ كَمَا مَرَّ (قَوْلُهُ :فَفِيهِ رِوَايَتَانِ) أَيْ وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ لَا يَتَأَتَّى التَّفْرِيعُ لِمَا مَرَّ(رد المحتار على الدر المختار،ج۲،ص۴۱۴،۴۱۵،كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

۱ لَوْ ابْتَلَعَ الْبَلْغَمَ بَعْدَمَا تَخَلَّصَ بِالتَّنَحْنُحِ مِنْ حَلْقِهِ إلَى فَمِهِ لَا يُفْطِرُ عِنْدَنَا قَالَ فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ وَلَمْ أَرَهُ وَلَعَلَّهُ كَالْمُخَاطِ قَالَ :ثُمَّ وَجَدْتهَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ سُئِلَ إبْرَاهِيمُ عَمَّنْ ابْتَلَعَ بَلْغَمًا قَالَ إنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ مِلْءِ فِيهِ لَا يَنْقُضُ إجْمَاعًا وَإِنْ كَانَ مِلْءَ فِيهِ يَنْقُضُ صَوْمَهُ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ لَا يَنْقُضُ .اهـ.وَسَيَذْكُرُ الشَّارِحُ ذٰلِكَ أَيْضًا فِي بَحْثِ الْقَيْءِ(رد المحتار ،ج۲،ص۴۰۰،كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

وَهٰذَا فِي غَيْرِ الْبَلْغَمِ أَمَّا هُوَ فَغَيْرُ مُفْسِدٍ مُطْلَقًا خِلَافًا لِأَبِي يُوسُفَ فِي الصَّاعِدِ وَاسْتَحْسَنَهُ الْكَمَالُ وَغَيْرُهُ(منحة الخالق على هامش البحر الرائق،ج۲،ص۲۹۵،كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

وَأَطْلَقَ فِي أَنْوَاعِ الْقَيْءِ وَالِاسْتِقَاءِ فَشَمِلَ مَا إذَا اسْتَقَاءَ بَلْغَمًا مِلْءَ الْفَمِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ بِنَاءً عَلَى الِاخْتِلَافِ فِي انْتِقَاضِ الطَّهَارَةِ،وَقَوْلُ أَبِي يُوسُفَ هُنَا أَحْسَنُ إلَى قَوْلِهِ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ (منحة الخالق على هامش البحر الرائق،ج۲،ص۲۹۶،كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

فعلى هذا ينبغي أن يحتاط في النخامة والبزاق حتى لا يفسد صومه على قول مجتهد(الفتاوى البزازية،ج۱،ص۴۶،كتاب الصوم)

۲ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْعَمْدِ تَذَكُّرُ الصَّوْمِ لَا تَعَمُّدُ الْقَيْءِ فَهُوَ مَخْرَجٌ لِمَا إذَا فَعَلَ ذٰلِكَ نَاسِيًا فَإِنَّهُ لَا يُفْطِرُ أَفَادَهُ فِي الْبَحْرِ ط(رد المحتار،ج۲،ص۴۱۴،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

بوجھ کر کھا پی لیا، تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اس پر بعد میں روزہ کی قضا واجب ہوگی۔ [1]

ناک (Nose) میں کوئی چیز لگانا یا کھینچنا

ناک ایک چھوٹا سا عضو ہے، جو منہ کے اوپر اور دونوں آنکھوں و رخسار کے درمیان واقع ہے، ناک دراصل سونگھنے کی قوت کا ذریعہ و آلہ ہے، ناک کا اوپری حصہ نازک ہڈیوں سے، اور نیچے کا حصہ نرم ہڈیوں یا کُریوں سے بنا ہوا ہے، ناک کے دونوں نتھنوں کے سوراخ عظمِ مصفات یا عظمِ مشاشی تک پہنچتے ہیں، عظمِ مصفات ایک جھلی کی طرح سوراخ دار ہڈی ہے، اس پر دو بے ڈول جوف یا گڑھے ہوتے ہیں، جو تالو کے اوپر واقع ہیں، ان جوفوں کے سامنے کے سوراخ باہر کی طرف ناک کے نتھنوں سے ملے رہتے ہیں، اور پچھلے سوراخ یعنی بلعوم انفی (Nasopharynx) منہ کے اندرونی حصہ میں بلعومِ فموی (Oropharynx) سے پہلے کھلتے ہیں (حاذق، صفحہ ۱۳۳، ۱۳۴، باضافہ، مصنفہ: حکیم حافظ محمد اجمل خان) [2]

---

[1] لَوْ ذَرَعَهُ الْقَیْءُ وَظَنَّ أَنَّهُ یُفَطِّرُهُ فَأَفْطَرَ، فَلَا کَفَّارَةَ عَلَیْهِ لِوُجُودِ شُبْهَةِ الِاشْتِبَاهِ بِالنَّظِیرِ فَإِنَّ الْقَیْءَ وَالِاسْتِقَاءَ مُتَشَابِهَانِ؛ لِأَنَّ مَخْرَجَهُمَا مِنْ الْفَمِ وَکَذَا لَوِ احْتَلَمَ لِلتَّشَابُهِ فِی قَضَاءِ الشَّهْوَةِ وَإِنْ عَلِمَ أَنَّ ذَلِکَ لَا یُفَطِّرُهُ فَعَلَیْهِ الْکَفَّارَةُ؛ لِأَنَّهُ لَمْ تُوجَدْ شُبْهَةُ الِاشْتِبَاهِ وَلَا شُبْهَةُ الِاخْتِلَافِ اهـ.(رد المحتار علی الدر المختار، ج ۲، ص ۴۰۲، کِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا یُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا یُفْسِدُهُ)

[2] وإذا انتهى الأنف إلى أعلاه انقسم المجرى هناک إلى ثلاثة أقسام: قسم واحد غليظ متسع ينحدر مؤرباً إلى آخر فضاء الفم، وفيه ينفذ الهواء إلى الحنجرة وقصبة الرئة ثم إلى الرئة وقسمان دقيقان يصعد منهما الهواء إلى عظام المصفاة المثقبة، ومن هناک إلى داخل الأم الجافية فی ثقوب الأم الجافية محاذية لثقوب تلک العظام ومن هناک تنفذ إلى الزائدتين الشبيهتين بحلمة الثدی اللتين فی مقدم الدماغ وفی کل واحدة من تلک الزائدتين ثقب دقيق جداً يفضی إلى داخل الدماغ، فلذلک فإن الروائح لها تأثير قوی فی الدماغ، وذلک لأجل نفوذها صحبة الهواء المستنشق فی هذين الثقبين إلى داخل الدماغ .ومما يدل على أن إدراک الرائحة هو بهاتين الزائدتين أن الهواء المخالط للرائحة وإن كثرت تلک الرائحة وقويت فإن تلک الرائحة إنما تدرک إذا استنشق ذلک الهواء حتى بلغ هناک ولو كان إدراک الرائحة هو بالمنخرين لكنا ندرک تلک الرائحة بدون الاستنشاق وذلک إذا امتلأ المنخران من الهواء الحامل لتلک الرائحة ومن ذينک الثقبين تندفع الفضول من البطن المقدم من الدماغ إلى حيث ينتهی إلى الأنف فی التصعيد فينزل بعضها فی مجری الحنک إلى فضاء الفم، ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس سے معلوم ہوا کہ ناک کے راستہ سے بھی بعض اوقات کسی چیز کا منہ کے اندر بلعوم انفی (Nasopharynx) کے واسطے سے بلعومِ فموی (Oropharynx) سے نیچے بلعومِ حنجری یا بلعوم سفلی (Hypopharynx) کی طرف پیٹ میں داخل ہونا ممکن ہے۔

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ، إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا (سنن أبی داؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ (وضو کے دوران) ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کریں، مگر یہ کہ آپ روزہ دار ہوں (ابوداؤد، ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کو وضو کے دوران کلی کرنے کی طرح ناک میں پانی ڈالنا جائز ہے، لیکن ناک کے ذریعہ سے پانی زیادہ اندر لے جانا اور بالفاظِ دیگر مبالغہ کرنا منع ہے۔ کیونکہ ناک کے سوراخ یعنی بلعوم انفی (Nasopharynx) منہ کے اندر جا کر کھلتے ہیں، جس کی وجہ سے ناک کے ذریعہ سے لے جایا ہوا پانی پیٹ کے اندر جانے کا خدشہ ہوتا ہے، جو روزہ ٹوٹنے کا سبب بن سکتا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وبعضها يخرج من الأنف وباقى ألفاظ هذا الفصل ظاهرة المعنى .والله ولى التوفيق(شرح تشريح القانون لابنِ سينا، ج ۱ ص ۱۳۰، ۱۳۱ ،لابن النفيس،، تشريح اعضاء الحلق)

[1] رقم الحديث ۲۳۶۶ ،كتاب الصوم،باب الصائم يصب عليه الماء من العطش ويبالغ فى الاستنشاق، واللفظ لهٗ،سنن الترمذى،رقم الحديث ۷۸۸.

قال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ كَرِهَ أَهْلُ الْعِلْمِ السُّعُوطَ لِلصَّائِمِ، وَرَأَوْا أَنَّ ذَلِكَ يُفَطِّرُهُ، وَفِي الْحَدِيثِ مَا يُقَوِّي قَوْلَهُمْ.

[2] البتہ متقدمین نے دماغ سے پیٹ تک منفذ ہونے کی وجہ سے دماغ میں کسی چیز کے پہنچنے کو مفسد قرار دیا ہے، جس پر کلام آگے آتا ہے۔ موجودہ ماہرین سے رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ ناک سے پانی وغیرہ دماغ میں نہیں جا سکتا، بلکہ ناک کا اندرونی یا بالائی حصہ جس میں قوتِ شامہ ہوتی ہے، اس سے پانی لگے، تو ایسی جھنجھناہٹ ہوتی ہے، جیسے دماغ میں کوئی چیز چلی گئی، اسے بہت سے لوگ دماغ میں جانا سمجھ لیتے ہیں۔

وَكَانَ فِي نَهْيِهِ عَنْهَا فِي حَالِ الصِّيَامِ مَا قَدْ دَلَّ عَلَى أَنَّهَا تُفْسِدُ الصِّيَامَ بِدُخُولِ الْمَاءِ بِهَا مِنَ الْمَوْضِعِ الَّذِي بَلَغَ بِهَا إِلَيْهِ، مِمَّا يَكُونُ سَبَبًا إِلَى وُصُولِهَا إِلَى حَلْقٍ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اب ناک کے ذریعہ سے کسی چیز کے اندر داخل کرنے کے متعلق اہم مسائل ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ نمبر ا...... ناک کے نتھنوں کے اندرونی سوراخ بلعوم انفی (Nasopharynx) منہ کے آخری حصہ میں حلق یعنی بلعومِ فموی (Oropharynx) کے قریب اس سے پہلے واقع ہیں، لہٰذا اگر ناک کے سوراخوں سے کوئی چیز صرف منہ کے آخری حصہ یا حلق کی جڑ تک پہنچ جائے، مگر پیٹ میں داخل نہ ہو، اور اگر منہ میں داخل ہو، تو اس کو باہر نکال دے، اس سے اصولی درجہ میں روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الْمُسْتَعْمِلِ لَهَا، فَيَكُونَ ذَلِكَ مُفْسِدًا عَلَيْهِ صِيَامَهُ (شرح مشكل الآثار، ج ۱۴ ص ۳۱، بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرِهِ بِالْمُبَالَغَةِ بِالِاسْتِنْشَاقِ فِي الْوُضُوءِ لِلصَّلَاةِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمُتَوَضِّءُ صَائِمًا)

وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ حُكْمَ سَائِرِ مَا يَأْكُلُهُ لَا يَخْتَلِفُ فِي وُجُوبِ الْقَضَاءِ إذَا أَكَلَهُ عَمْدًا وَأَمَّا السَّعُوطُ وَالدَّوَاءُ الْوَاصِلُ بِالْجَائِفَةِ أَوْ الْآمَّةِ فَالْأَصْلُ فِيهِ حَدِيثُ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالِغْ فِي الِاسْتِنْشَاقِ إلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا فَأَمَرَهُ بِالْمُبَالَغَةِ فِي الِاسْتِنْشَاقِ وَنَهَاهُ عَنْهَا لِأَجْلِ الصَّوْمِ، فَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ مَا وَصَلَ بِالِاسْتِنْشَاقِ إلَى الْحَلْقِ أَوْ إلَى الدِّمَاغِ أَنَّهُ يُفْطِرُ لَوْلَا ذَلِكَ لَمَا كَانَ لِنَهْيِهِ عَنْهَا لِأَجْلِ الصَّوْمِ مَعْنًى مَعَ أَمْرِهِ بِهَا فِي غَيْرِ الصَّوْمِ وَصَارَ ذَلِكَ أَصْلًا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ فِي إيجَابِ الْقَضَاءِ فِي كُلِّ مَا وَصَلَ إلَى الْجَوْفِ وَاسْتَقَرَّ فِيهِ مِمَّا يُسْتَطَاعُ الِامْتِنَاعُ مِنْهُ سَوَاءٌ كَانَ وُصُولُهُ مِنْ مَجْرَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ أَوْ مِنْ مَخَارِقِ الْبَدَنِ الَّتِي هِيَ خِلْقَةٌ فِي بِنْيَةِ الْإِنْسَانِ أَوْ مِنْ غَيْرِهَا لِأَنَّ الْمَعْنَى فِي الْجَمِيعِ وُصُولُهُ إلَى الْجَوْفِ وَاسْتِقْرَاره فِيهِ مَعَ إمْكَانِ الِامْتِنَاعِ مِنْهُ فِي الْعَادَةِ وَلَا يَلْزَمُ عَلَى ذَلِكَ الذُّبَابُ وَالدُّخَانُ وَالْغُبَارُ يَدْخُلُ حَلْقَهُ لِأَنَّ جَمِيعَ ذَلِكَ لَا يُسْتَطَاعُ الِامْتِنَاعُ مِنْهُ فِي الْعَادَةِ وَلَا يُمْكِنُ التَّحَفُّظُ مِنْهُ بِإِطْبَاقِ الْفَمِ (أحكام القرآن، للجصاص، ج ۱، ص ۲۳۸، سورة البقرة)

وَمَا وَصَلَ إلَى الْجَوْفِ أَوْ إلَى الدِّمَاغِ عَنْ الْمَخَارِقِ الْأَصْلِيَّةِ كَالْأَنْفِ وَالْأُذُنِ وَالدُّبُرِ بِأَنْ اسْتَعَطَ أَوِ احْتَقَنَ أَوْ أَقْطَرَ فِي أُذُنِهِ فَوَصَلَ إلَى الْجَوْفِ أَوْ إلَى الدِّمَاغِ فَسَدَ صَوْمُهُ، أَمَّا إذَا وَصَلَ إلَى الْجَوْفِ فَلَا شَكَّ فِيهِ لِوُجُودِ الْأَكْلِ مِنْ حَيْثُ الصُّورَةِ. وَكَذَا إذَا وَصَلَ إلَى الدِّمَاغِ لِأَنَّهُ لَهُ مَنْفَذٌ إلَى الْجَوْفِ فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَا الْجَوْفِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ لِلَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ: بَالِغْ فِي الْمَضْمَضَةِ، وَالِاسْتِنْشَاقِ إلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا وَمَعْلُومٌ أَنَّ اسْتِثْنَاءَهُ حَالَةَ الصَّوْمِ لِلِاحْتِرَازِ عَنْ فَسَادِ الصَّوْمِ وَإِلَّا لَمْ يَكُنْ لِلِاسْتِثْنَاءِ مَعْنًى، وَلَوْ وَصَلَ إلَى الرَّأْسِ ثُمَّ خَرَجَ لَا يُفْسِدُ بِأَنْ اسْتَعَطَ بِاللَّيْلِ ثُمَّ خَرَجَ بِالنَّهَارِ لِأَنَّهُ لَمَّا خَرَجَ عَلِمَ أَنَّهُ لَمْ يَصِلْ إلَى الْجَوْفِ، أَوْ لَمْ يَسْتَقِرَّ فِيهِ (بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، ج ۲ ص ۹۳، كِتَابُ الصَّوْمِ، فَصْلٌ أَرْكَان الصِّيَام)

[1] فقہائے کرام نے استنشاق اور سعوط کی صورت میں ناک میں پانی یا دوا جانے کو مفسد قرار نہیں دیا، تا آنکہ وہ دماغ تک نہ پہنچ جائے، اور دماغ تک پہنچنے کی قید کی بظاہر وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک دماغ سے پیٹ کی طرف راستہ ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۲...... وضو اور غسل کے دوران ناک کے ذریعہ سے غلطی سے پانی پیٹ میں چلا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی سعوط کے مفسدِ صوم ہونے کی وجہ دخول فی الرأس منقول ہے، اور دخول فی الرأس یا فی الدماغ کے مفسد ہونے کی وجہ جوفِ رأس اور جوفِ معدہ کے درمیان منفذ ہونا ہے، پس دماغ میں ناک کی طرف سے داخل ہونے کے مفسد ہونے کی علت کان میں داخل ہونے کی علت کی طرح ہوئی۔

جبکہ موجودہ تحقیق سے دماغ کی طرف سے پیٹ میں منفذ کی نفی ہوتی ہے، جس کے پیشِ نظر کان کے مسئلہ کی طرح یہ کہا جائے گا کہ اگر ناک سے کوئی چیز داخل کی، اور وہ پیٹ میں داخل نہیں ہوئی، بلکہ دماغ میں داخل ہوگئی (جو کہ موجودہ ماہرین کے بقول عام حالات میں مشکل ہے) یا منہ میں داخل ہوگئی، لیکن اسے منہ سے باہر نکال دیا گیا، تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

قال البرزلي :من رعف فأمسك أنفه فخرج الدم من فيه ولم يرجع إلى حلقه فلا شيء عليه؛ لأن منفذ الأنف إلى الفم دون الجوف، فهو ما لم يصل إلى الجوف لا شيء فيه، انتهى(مواهب الجليل في شرح مختصر خليل، ج۲ص ۴۲۵، كتاب الصيام، باب مايثبت به رمضان)

قلت أَرَأَيت رجلا استعط فِي شهر رَمَضَان وَهُوَ صَائِم قَالَ عَلَيْهِ قَضَاء ذَلِك الْيَوْم قلت فَإِن اكتحل وَهُوَ صَائِم فَوجدَ طعم الْكحل فِي حلقه قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاء وَلَا كَفَّارَة قلت من أَيْن اخْتلفَا قَالَ لِأَن السعوط يدْخل رَأسه والكحل لَا يدْخل رَأسه وَإِنَّمَا الَّذِي يُوجد مِنْهُ رِيحه مثل الْغُبَار وَالدُّخَان يدْخل حلقه(الاصل المعروف بالمبسوط للشيباني ج۲ص ۲۰۲، كتاب الصوم)

الْفِطْرَ يَتَعَلَّقُ بِالْوُصُولِ إلَى الْجَوْفِ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۳،ص ۲۴۶، كِتَابُ الرَّضَاعِ)

سواء أدخله "بطنا "من الفم أو الأنف(مراقي الفلاح ،ج ۱،ص ۲۳۲، كتاب الصوم)

فَأَمَّا السَّعُوطُ وَالْوَجُورُ يُفْطِرُهُ لِوُصُولِهِ إلَى أَحَدِ الْجَوْفَيْنِ إمَّا الدِّمَاغُ، أَوْ الْجَوْفُ وَالْفِطْرُ مِمَّا يَدْخُلُ (المبسوط للسرخسي، ج۳ص ۶۷، كتاب الصوم)

(قَوْلُهُ أَيْ صَبَّ الدَّوَاءَ فِي أَنْفِهِ) هَذَا تَفْسِيرُ السَّعُوطِ، وَعَلَى مَا قَدَّمْنَاهُ مِنَ الْكَلَامِ فِي إقْطَارِ الْمَاءِ فِي الْأُذُنِ لَا يَخْتَصُّ السَّعُوطُ بِالدَّوَاءِ فِي الْحُكْمِ؛ وَلِذَا قَالَ فِي الْبُرْهَانِ أَوْ اسْتَعَطَ شَيْئًا فَدَخَلَ دِمَاغَهُ أَفْطَرَ اهـ .وَفِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ لَوْ اسْتَنْشَقَ فَوَصَلَ الْمَاءُ إلَى دِمَاغِهِ أَفْطَرَ.(تَنْبِيهٌ) : قَالَ قَاضِي خَانْ :الْحُقْنَةُ تُوجِبُ الْقَضَاءَ، وَكَذَا السَّعُوطُ وَالْوُجُورُ وَالْقُطُورُ فِي الْأُذُنِ أَمَّا الْحُقْنَةُ وَالْوُجُورُ؛ فَلِأَنَّهُ وَصَلَ إلَى الْجَوْفِ مَا فِيهِ صَلَاحُ الْبَدَنِ وَفِي الْقُطُورِ وَالسَّعُوطِ؛ لِأَنَّهُ وَصَلَ إلَى الرَّأْسِ مَا فِيهِ صَلَاحُ الْبَدَنِ(حاشية الشرنبلالي على التبيين، ج ۱ ص ۳۲۰، باب موجب الافساد في الصوم)

وَفِي الْبَزَّازِيَّةِ اسْتَنْشَقَ فَوَصَلَ الْمَاءُ إلَى فَمِهِ، وَلَمْ يَصِلْ إلَى دِمَاغِهِ لَا يُفْسِدُ صَوْمَهُ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲، ص ۲۷۹، كتاب الصوم، اقسام الصوم)

استنشق فوصل الماء إلى فمه ولم يصل إلى دماغه لم يفطر(الفتاوىٰ البزازية، كتاب الصوم)

(أَوْ خَرَجَ الدَّمُ مِنْ بَيْنِ أَسْنَانِهِ وَدَخَلَ حَلْقَهُ) يَعْنِي وَلَمْ يَصِلْ إلَى جَوْفِهِ(الدر المختار مَعرد المحتار، ج ۲، ص۳۹۷، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

لَوْ بَقِيَ السَّعُوطُ فِي الْأَنْفِ وَلَمْ يَصِلْ إلَى الرَّأْسِ لَا يُفْطِرُ(رد المحتار ،ج ۲، ص ۴۰۲، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جائے، تو اس بارے میں روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کی تفصیل وہی ہے، جو وضو اور غسل کے دوران کلی کرتے ہوئے پیٹ میں چلے جانے کی ذکر کی گئی، کہ بعض حضرات کے نزدیک روزہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَالتَّحْقِيقُ أَنَّ بَيْنَ جَوْفِ الرَّأْسِ وَجَوْفِ الْمعدة مَنْفَذًا أَصْلِيًّا فَمَا وَصَلَ إلَى جَوْفِ الرَّأْسِ يَصِلُ إلَى جَوْفِ الْبَطْنِ(رد المحتار، ج۲،ص۴۰۳، كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

واما قولهم بفساد الصوم اذا دخل شيئ الى الدماغ فهو ايضا مبنى على ان بينه وبين الحلق مسلكا، لانه جوف معتبر فى نفسه (ضابط المفطرات فى مجال التداوى، للشيخ المفتى محمد رفيع العثمانى، ص۳۴،الباب الاول،الفصل الثالث فى بيان الجوف)

وهناك نواح مبنية على النظر الطبى فيمكن أن يتغير فيها الحكم بتغير التحقيقات الطبية.

الذى تنبنى عليه مسائل الإفطار هو وصول الشىء إلى الجوف، والجوف وإن كان يطلق فى اللغة على كل شىء مجوف ولكن الفقهاء اختلفوا فى تعيين معنى الجوف الذى يؤثر فى إفطار الصوم , وقد تتبعت كتب المذاهب فى هذا الموضوع فوجدت أن الحنفية والمالكية متفقون على أن المراد بالجوف هو الحلق والمعدة والأمعاء فقط .ويظهر من كتب الشافعية أنهم يعتبرون كل جوف فى باطن جسم الإنسان جوفًا معتبرًا يؤثر فى إفطار الصوم .وأما الحنابلة فقد وجدت فى كتبهم عبارات مختلفة ولم أبت بالنظر فى هذه الروايات ولم يتمخض لى المذهب المفتى به والمأخوذ به عندهم , فالروايات تدل على أنهم ينحون منحى الحنفية والمالكية فى أن الجوف المعتبر هو الحلق والمعدة والأمعاء فقط، وتدل بعض العبارات على أنهم ينحون منحى الشافعية فى اعتبار كل باطن الجسم من الجوف المعتبر.فهذا موضوع فقهى بحت وليس فيه مدخل للرأى الطبى ,ثم هناك ناحية أخرى وهى قضية نفوذ الشىء إلى الجوف ,فهذه قضية طبية ولها علاقة بالتحقيق الطبى ,فبنى كثير من الفقهاء بعض المسائل على اعتبار أن هناك منفذًا للجوف فلذلك أفتوا بالإفطار، وذهب بعض الفقهاء إلى أنه ليس هناك منفذ إلى الجوف فذهبوا إلى عدم الإفطار، وهذا فى مسألة الأذن -مثلًا- وفى مسألة الدماغ، وفى مسألة القبل ,ففى مسألة الدماغ -مثلًا -ذهب الإمام أبو حنيفة -رحمه الله -إلى أنه إذا داوى آمة فى الرأس فإنه يفسد به الصوم، لأنه رأى أن هناك منفذًا من الدماغ إلى الجوف، يعنى إلى المعدة وإلى البطن .وهذا موضوع يتعلق بالطب، فإذا ظهر هناك تحقيق جديد أو اكتشاف جديد فى علم الطب بأنه ليس هناك منفذ واتفق الأطباء على أنه ليس هناك منفذ فيما بين الدماغ والبطن فحينئذ القول بفساد الصوم بمداواة آمة الرأس هذا القول ينبغى أن يرجع عنه، ويؤخذ بهذا الرأى الطبى الحديث، لأنه مبنى على واقع قد تحقق خلافه.وكذلك مسألة الأذن، فمن قال بإفساد الصوم بإدخال الدواء فى الأذن فإنه قال ذلك اعتمادا على أن هناك منفذًا فيما بين الأذن والحلق، وإذا تحقق طبيًّا وثبت طبيًّا باتفاق أهل الطب بأنه ليس هناك منفذ فينبغى أن يتغير هذا الرأى؛ لأن هذا ليس مسألة فقهية وإنما هى مسألة واقعية وطبية .وعلى هذا الأساس الموضوعات التى تهمنا فى هذه الجلسة هى موضوع (الأذن) وموضوع (الرأس والآمة) وموضوع (القبل) ، وكذلك القبل قد تحقق أنه ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ٹوٹ جاتا ہے، اور بعض کے نزدیک نہیں ٹوٹتا، الا یہ کہ اپنی طرف سے ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ سے کام لیا جائے۔ ۱؎

اگر ناک کے ذریعہ سے حلق و پیٹ میں پانی نہیں گیا، بلکہ دماغ کی طرف چڑھ گیا (جس کا طبی لحاظ سے دماغ میں جانا مشکل ہے) تو راجح یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ لیس هناک منفذ فیما بین القبل والبطن .فلذلک ینبغی أن نقول بعدم فساد الصوم إذا أدخل شیء من القبل (مجلة المجمع الفقه الاسلامی، مقالة :المفطرات فی ضوء الطب الحدیث للشیخ المفتی تقی العثمانی، ج۱۰ ص ۸۳۲)

المنفذ الثانی :الأنف،الأنف منفذ إلی الحلق وما وراءه -قطعا یدرک ذلک حتی غیر أهل الاختصاص -فکثیر من العملیات الجراحیة یدخل الفریق الطبی أنبوبًا طرفه بالمعدة وطرفه بجهاز استقبال یتجمع فیه إفرازات المعدة (مجلة مجمع الفقه الإسلامی، ج۱۰ ص۷۱۲، الموضوع: المفطرات، المقالة: المفطرات ،للشیخ محمد المختار السلامی، مفتی الجمهوریة التونسیة)

الأنف منفذ إلی الحلق کما هو معلوم بدلالة السنة، والواقع، والطب الحدیث

فمن السنة قوله صلی الله علیه وسلم "وبالغ بالاستنشاق إلا أن تکون صائماً" فدل هذا الحدیث علی أن الأنف منفذ إلی الحلق، ثم المعدة، والطب الحدیث أثبت، ذلک فإن التشریح لم یدع مجالاً للشک باتصال الأنف بالحلق (مفطرات الصیام المعاصرة، الباب الثانی :المفطرات المعاصرة، الفصل الأول :المفطرات المعاصرة الداخلة إلی بدن الصائم، المبحث الثانی ،ما یدخل إلی الجسم عبر الأنف ،لأحمد بن محمد الخلیل، الأستاذ المساعد فی قسم الفقه، بجامعة القصیم)

۱؎ فأما الاستنشاق فحکمه حکم المضمضة کما ذکره علی الاختلاف (النتف فی الفتاوی، ج۱، ص۱۵۶، کتاب الصوم)

الأنف ینطبق علیه ما انطبق علی الفم فی حالة الصوم، فیأخذ حکمه فی المبالغة فی الغسل (عمدة الرعایة بتحشیة شرح الوقایة، ج۱، ص۳۴۹، کتاب الطهارة)

عَنْ نُصَیْرِ بْنِ یَحْیَی فِیمَنْ اغْتَسَلَ وَدَخَلَ الْمَاءُ فِی حَلْقِهِ لَمْ یَفْسُدْ (البحر الرائق، ج۲ ص۲۹۲، با مایفسد الصوم ومالایفسده)

۲؎ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فتاویٰ امدادیہ مطبوعہ مجتبائی جلد اول صفحہ ۱۸۱ میں جو مسئلہ مذکور ہے کہ ناک کی راہ سے دماغ میں پانی پہنچانے سے روزہ نہیں جاتا اھ، اس مسئلہ میں بعض وجوہ سے تردد ہو گیا، یعنی اگر ناک سے حلق میں پانی چلا آیا، تب تو روزہ فاسد ہو ہی جائے گا، اس میں تردد نہیں، صرف دماغ تک پہنچنے کی صورت میں تردد ہے، تحقیق کر لیں (امداد الفتاویٰ ج۲ ص۱۲۹، کتاب الصوم)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے ناک کی راہ سے دماغ میں پہنچنے سے روزہ فاسد نہ ہونے کے موقف کی تائید درجِ ذیل عبارت سے ہوتی ہے: ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۳۳...... چکی پیسنے، جھاڑو دینے، روئی دھننے اور دوسرے کام کاج کے دوران جو گرد وغبار اڑتا ہے، وہ اگر خود بخود سانس کے ساتھ اندر چلا جائے، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، جیسا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فَلَوْ دَخَلَ الْمَاءُ فِي الْغُسْلِ أَنْفَهُ أَوْ أُذُنَهُ وَوَصَلَ إِلَى الدِّمَاغِ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ اھ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲، ص ۳۰۰، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

ناک میں پانی جانے سے روزہ کے فاسد ہونے کے قائلین نے یہ وجہ بیان فرمائی ہے کہ دماغ سے پیٹ کی طرف منفذ ہے۔

چنانچہ امداد الفتاویٰ اور امداد المفتین میں ہے کہ:

جوف سے مراد صرف جوفِ بطن ہے، اور جوفِ دماغ سے چونکہ جوفِ بطن میں پہنچنا لازمی ہے، اس لئے اس میں پہنچنے کو بھی طبعاً لجوف المعدہ مفسد قرار دیا ہے (امداد الفتاویٰ، ج ۲ ص ۱۴۶، کتاب الصوم، امداد المفتین ص ۴۹۱، کتاب الصوم)

یہ مسئلہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا تحریر فرمودہ ہے، جس کی تصحیح حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب، حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی، حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب اور حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب رحمہم اللہ نے فرمائی ہے (ملاحظہ ہو: امداد المفتین صفحہ ۴۹۲، کتاب الصوم، فصل فیما یفسد الصوم و ما یکرہ للصائم)

اور حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

واما قولهم بفساد الصوم اذا دخل شيئ الى الدماغ فهو ايضا مبنى على ان بينه وبين الحلق مسلكا، لانه جوف معتبر فى نفسه (ضابط المفطرات فى مجال التداوى، ص ۳۴، الباب الاول، الفصل الثالث فى بيان الجوف)

اور موجود تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دماغ سے بطن یعنی پیٹ بلکہ ناک سے دماغ کی طرف بھی کوئی غذائی ودوائی منفذ نہیں ہے، جیسا کہ پہلے گزرا، لہٰذا ناک سے صرف دماغ کی طرف پانی یا کوئی چیز چڑھنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

خلاصة هذا الفصل: ان الجوف المعتبر فى الصوم عند الحنفية والمالكية هى المعدة والحلق والامعاء، واما الاجواف الاخر فى باطن الجسم فما كان له مسلك الى احد هذه الثلاثة بحيث اذا وصل شيئ من الخارج الى هذا الجوف وصل الى احد هذه الثلاثة عادة ياخذ حكمها، ومالا فلا (ضابط المفطرات فى مجال التداوى، للشيخ المفتى محمد رفيع العثمانى، ص ۵۱، الباب الاول، الفصل الثالث فى بيان الجوف)

الجوف المعتبر فى نفسه عند الحنفية هى المعدة والحلق والامعاء (وانظر للامعاء عبارتهم المارة برقم ۴) واما الاجواف الاخر التى توجد فى باطن الجسم فما كان له مسلك الى احد هذه الثلاثة بحيث اذا وصل شيئ من الخارج الى هذا الجوف وصل الى احد هذه الثلاثة عادة ياخذ حكمها وما لا فلا.

وبقولنا: "باطن الجسم" خرج الفم والانف لان الشارع اعتبرهما فى الصوم من الخارج فليسا بجوفين معتبرين، فما وصل اليهما لايفسد الصوم مالم يصل الى الحلق (حاشية: ضابط المفطرات

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کہ پہلے منہ کے بیان میں گزرا۔ ۱

مسئلہ نمبر۴...... ناک کے ذریعہ سے ایسی آکسیجن دینا کہ جس میں دوا کے اجزاء شامل نہ ہوں، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ اس کا حکم سانس کے ذریعہ سے جانے والی ہوا کی طرح ہے۔ ۲

مسئلہ نمبر۵...... اپنے ارادہ واختیار سے ناک کے ذریعہ سے کوئی دھواں وغیرہ اندر کھینچنے سے جبکہ وہ بلعوم حنجری یا بلعوم سفلی (Hypopharynx) سے نیچے پہنچ جائے، روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

چنانچہ اگر کوئی ناک کے ذریعہ سے بلعوم حنجری یا بلعوم سفلی (Hypopharynx) کی طرف

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾فی مجال التداوی، للشیخ المفتی محمد رفیع العثمانی، ص۳۳،الباب الاول،الفصل الثالث فی بیان الجوف)

۱ وَغُبَارُ الطَّاحُونَةِ كَالدُّخَانِ(البحرالرائق، ج۲ص ۲۹۴، باب مایفسد الصوم وما لایفسده)

وَلَوْ دَخَلَ حَلْقَهُ غُبَارُ الطَّاحُونَةِ أَوْ طَعْمُ الْأَدْوِيَةِ أَوْ غُبَارُ الْهَرْسِ، وَأَشْبَاهُهُ أَوِ الدُّخَانُ أَوْ مَا سَطَعَ مِنْ غُبَارِ التُّرَابِ بِالرِّيحِ أَوْ بِحَوَافِرِ الدَّوَابِّ، وَأَشْبَاهِ ذٰلِكَ لَمْ يُفْطِرْهُ كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ(الفتاویٰ الهندية، ج ۱ ص ۲۰۳، كتاب الصوم، الباب الرابع، النوع الاول)

(قَوْلُهُ :كَطَعْمِ أَدْوِيَةٍ) أَيْ لَوْ دَقَّ دَوَاءً فَوَجَدَ طَعْمَهُ فِي حَلْقِهِ زَيْلَعِيٌّ وَغَيْرُهُ .وَفِي الْقُهُسْتَانِيِّ طَعْمُ الْأَدْوِيَةِ وَرِيحُ الْعِطْرِ إذَا وَجَدَ فِي حَلْقِهِ لَمْ يُفْطِرْ كَمَا فِي الْمُحِيطِ(رد المحتار علی الدر المختار، ج۲،ص ۳۹۶،كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

وَإِنْ دَخَلَ ذُبَابٌ جَوْفَهُ لَمْ يُفْطِرْهُ وَلَمْ يَضُرَّهُ، وَهٰذَا اسْتِحْسَانٌ وَكَانَ يَنْبَغِي فِي الْقِيَاسِ أَنْ يَفْسُدَ صَوْمُهُ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ أَكْثَرُ مِنْ أَنَّهُ غَيْرُ مُغَذٍّ وَأَنَّهُ لَا صُنْعَ لَهُ فِيهِ فَكَانَ نَظِيرُ التُّرَابِ يُهَالُ فِي حَلْقِهِ وَفِي الِاسْتِحْسَانِ لَا يَضُرُّهُ هٰذَا؛ لِأَنَّهُ لَا يُسْتَطَاعُ الِامْتِنَاعُ مِنْهُ فَإِنَّ الصَّائِمَ لَا يَجِدُ بُدًّا مِنْ أَنْ يَفْتَحَ فَمَهُ فَيَتَحَدَّثَ مَعَ النَّاسِ وَمَا لَا يُمْكِنُ التَّحَرُّزُ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ؛ وَلِأَنَّهُ مِمَّا لَا يَتَغَذَّى بِهِ فَلَا يَنْعَدِمُ بِهِ مَعْنَى الْإِمْسَاكِ، وَهُوَ نَظِيرُ الدُّخَانِ وَالْغُبَارِ يَدْخُلُ حَلْقَهُ(المبسوط للسرخسی، ج۳ص ۹۳، كتاب الصوم)

(قَوْلُهُ فَأَشْبَهَ الْغُبَارَ وَالدُّخَانَ) إذَا دَخَلَا فِي الْحَلْقِ فَإِنَّهُ لَا يُسْتَطَاعُ الِاحْتِرَازُ عَنْ دُخُولِهِمَا لِدُخُولِهِمَا مِنَ الْأَنْفِ إذَا طَبَّقَ الْفَمَ وَصَارَ أَيْضًا كَبَلَلٍ يَبْقَى فِي فِيهِ بَعْدَ الْمَضْمَضَةِ(فتح القدير، ج۲،ص ۳۳۲)

وَإِذَا دَخَلَ الْغُبَارُ، أَوِ الدُّخَانُ حَلْقَ الصَّائِمِ لَمْ يَضُرَّهُ؛ لِأَنَّ هٰذَا لَا يُسْتَطَاعُ الِامْتِنَاعُ مِنْهُ فَالتَّنَفُّسُ لَا بُدَّ مِنْهُ لِلصَّائِمِ وَالتَّكْلِيفُ بِحَسَبِ الْوُسْعِ(المبسوط للسرخسی، ج۳ص ۹۸، كتاب الصوم)

۲ (أَوِ اسْتَعَطَ) عَلَى الْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَهُوَ إيصَالُ مَائِعٍ إلَى الْجَوْفِ مِنْ طَرِيقِ الْمَنْخَرَيْنِ (مجمع الأنهر فی شرح ملتقی الأبحر،ج ۱ ص ۲۴۱ ،كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مُوجَبِ الْفَسَادِ)

الهواء غير مفطر بالاجماع ،وكذا ماكان من قبيل الاعراض لا الجواهر كالرائحة والبرودة والحرارة (ضابط المفطرات فی مجال التداوی، للشيخ المفتی محمد رفيع العثمانی، ص۱۶۵ ،الباب الثالث،الفصل الاول)

دھواں کھینچ کر سگریٹ نوشی کرے، تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ [1]

مسئلہ نمبر ۶ ...... روزہ کی حالت میں کسی قسم کی خوشبو سونگھنے سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ [2]

---

[1] لیکن اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک کفارہ واجب نہیں ہوتا، کیونکہ کفارہ واجب ہونے کے لئے منہ کے راستہ سے کسی چیز کا اندر پہنچنا ضروری ہے، جس کی تفصیل کفارہ کی بحث میں آتی ہے۔

وكذلك يفطر الصائم بمضغ الدخان أو نشوقه، لأنه نوع من أنواع التكييف، ويصل طعمه للحلق، ويتكيف به الدماغ مثل تكيفه بالدخان الذى يمص بالعود.

وهذا ما صرح به المالكية، وقواعد المذاهب الأخرى لا تأباه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٠،ص ١١١، ١١٢،تفطير الصائم بشرب الدخان)

قد عللوا عدم فساد الصوم بدخول الدخان بعدم امكان الاحتراز عنه فإذا شرب الدخان فقد ادخله عمدا ذاكرا للصوم فيفسد لا محالة ويجب القضاء حتما وقد نبه عليه بعض الفقهاء أيضاً فقال الشرنبلالى فى شرحه مراقى الفلاح عند نور الايضاح أو دخل فى حلقه دخان بلا صنعه وفى ماذكرنا اشارة إلى أن من ادخله بصنعه فى حلقه باى صورة كان فسد صومه سواء كان دخان عنبر او *غيرهما حتى إن من تبخر ببخار فآواه إلى نفسه وشم دخانه ذاكرا للصوم أفطر لامكان التحرز عن ادخال المفطر جوفه ودماغه وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس فليتنبه ولا يتوهم أنه كشم الورد ومائه والمسك لوضوح الفرق بين هواء التطييب بريح المسك وشبهه وبين جوهر دخان وصل إلى جوفه بفعله وسنذكر الكفارة بشربه انتهى وقال شيخ زاده فى مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر عند قول الماتن وأن دخل حلقه غيا أو ذباب أو دخان لا يفطر والقياس أن يفطر لوصول المفطر إلى جوفه وأن كان لا يتغذى به وجه الاستحسان أنه لايقدر على الامتناع عنها فإذا اطبق الفم لا يستطاع الاحتراز عن الوصول إلى الانف فصار كبلل يبقى فى فيه بعد المضمضة وعلى هذا لو ادخل حلقه فسد صومه حتى أن من تبخر ببخور فاشتم دخانه حلقه ذاكرا لصومه افطر لأنهم فرقوا بين الدخول والادخال لأن الادخال عمله والتحرز عنه ممكن ويؤيده قول صاحب النهاية إذا دخل الذباب جوفه لايفسد صومه لأنه لم يوجد ماهو ضد الصوم وهو ادخال الشىء من الخارج إلى الباطن وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس فليتنبه له انتهى وقال الحصكفى فى الدر المختار مفاده أنه لو ادخل حلقه الدخان افطر اى دخان كان ولوعود *لو ذاكر الامكان الاحتراز عنه فليتنبه له كما بسطه الشرنبلالى انتهى وفى رد المحتار به يعلم حكم شرب الدخان انتهى فقد بان لك دراية ورواية فساد الصوم بشرب دخان التنباك المعروف فى هذا الزمان ولم يبق للمنكر مع ذلك الا الضلال والطغيان(ترويج الجنان فى حكم شرب الدخان، لعبد الحيئ اللكنوى،ص ٧١،٧٢)

[2] الهواء غير مفطر بالاجماع ،وكذا ماكان من قبيل الاعراض لا الجواهر كالرائحة والبرودة والحرارة (ضابط المفطرات فى مجال التداوى، للشيخ المفتى محمد رفيع العثمانى، ص ١٦٥،الباب الثالث،الفصل الاول)

مسئلہ نمبر ۷..... اگر کوئی جرم ومادہ والی چیز، خواہ وہ خشک ہو (مثلاً سفوف) یا تر ہو، ناک میں ڈالی، یا ناک کے نتھنوں وسوراخوں میں لگائی اور اس کے اجزاء پیٹ میں نہیں پہنچے، اور اگر منہ میں پہنچے تو ان کو باہر نکال دیا، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

اور اگر اس کے اجزاء پیٹ میں پہنچ گئے، تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اگر کسی چیز کی صرف خوشبو حلق میں محسوس ہوئی، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ [۱]

---

[۱] پہلے گزر چکا ہے کہ فقہائے کرام نے جو ناک میں ڈالی ہوئی کسی چیز کے دماغ تک پہنچنے کو روزہ ٹوٹنے کا سبب قرار دیا ہے، یہ اس علت پر مبنی ہے کہ دماغ سے پیٹ تک راستہ ہو، اور ماہرین کی موجودہ تحقیق سے اس کی نفی ہوتی ہے ''وَهَذَا لَيْسَ مِنْ بَابِ الْفِقْهِ؛ بل هو مُتَعَلِّقٌ بِالطِّبِّ''

قال البرزلي :من رعف فأمسك أنفه فخرج الدم من فيه ولم يرجع إلى حلقه فلا شيء عليه؛ لأن منفذ الأنف إلى الفم دون الجوف، فهو ما لم يصل إلى الجوف لا شيء فيه، انتهى(مواهب الجليل فى شرح مختصر خليل، ج۲ ص ۴۲۵، كتاب الصيام، باب مايثبت به رمضان)

ذهب الحنفية والمالكية إلى أن من رعف فأمسك أنفه فخرج الدم من فيه ولم يرجع إلى حلقه فلا شيء عليه؛ لأن منفذ الأنف إلى الفم دون الجوف، فهو ما لم يصل إلى الجوف لا شيء فيه، ومن دخل دم رعافه حلقه فسد صومه .أما الشافعية والحنابلة فيؤخذ من عباراتهم أن ما يصل إلى جوف الصائم بلا قصد لا يفطر(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۲ ص۲۶۷ ،مادة"رعاف" أثر الرعاف على الصوم)

فأما الاستنشاق فحكمه حكم المضمضمة كما ذكره على الاختلاف واما السعوط اذا وصل الى دماغه يفسد صومه وعليه القضاء فى قول الفقهاء ولا يفسد فى قول ابى عبد الله(النتف فى الفتاوىٰ، ص ۱۵۶، كتاب الصوم)

قوله" :أو دماغه "أي وإذا وصل دماغه وصل جوفه لأن التحقيق أن بين جوف الرأس وجوف المعدة منفذا أصليا فمتى وصل إلى جوف الرأس يصل إلى جوف البطن(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ص۶۷۳، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم ويوجب القضاء)

وَلَا يَرِدُ مَا وَصَلَ إلَى الدِّمَاغِ فَإِنَّهُ مُفْطِرٌ كَمَا سَيَأْتِي لِمَا أَنَّ بَيْنَ الدِّمَاغِ وَالْجَوْفِ مَنْفَذًا فَمَا وَصَلَ إلَى الدِّمَاغِ وَصَلَ إلَى الْجَوْفِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي الْبَدَائِعِ عَلَى مَا سَيَأْتِي، وَفِي الْبَزَّازِيَّةِ اسْتَنْشَقَ فَوَصَلَ الْمَاءُ إلَى فَمِهِ، وَلَمْ يَصِلْ إلَى دِمَاغِهِ لَا يُفْسِدُ صَوْمَهُ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲، ص ۲۷۹، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

وَفِي التَّحْقِيقِ أَنَّ بَيْنَ الْجَوْفَيْنِ مَنْفَذًا أَصْلِيًّا فَمَا وَصَلَ إلَى جَوْفِ الرَّأْسِ يَصِلُ إلَى جَوْفِ الْبَطْنِ كَذَا فِي النِّهَايَةِ وَالْبَدَائِعِ وَلِهَذَا لَوْ اسْتَعَطَ لَيْلًا، وَوَصَلَ إلَى الرَّأْسِ ثُمَّ خَرَجَ نَهَارًا لَا يَفْسُدُ كَمَا قَدَّمْنَاهُ، وَعَلَّلَهُ فِي الْبَدَائِعِ بِأَنَّهُ لَمَّا خَرَجَ عُلِمَ أَنَّهُ لَمْ يَصِلْ إلَى الْجَوْفِ أَوْ لَمْ يَسْتَقِرَّ فِيهِ(قَوْلُهُ، وَإِنْ أَقْطَرَ فِي إحْلِيلِهِ لَا) أَيْ لَا يُفْطِرُ أَطْلَقَهُ فَشَمِلَ الْمَاءَ وَالدُّهْنَ، وَهَذَا عِنْدَهُمَا خِلَافًا لِأَبِي يُوسُفَ، وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى أَنَّهُ هَلْ بَيْنَ الْمَثَانَةِ وَالْجَوْفِ مَنْفَذٌ أَمْ لَا، وَهُوَ لَيْسَ بِاخْتِلَافٍ فِيهِ عَلَى التَّحْقِيقِ فَقَالَا :لَا، وَوُصُولُ الْبَوْلِ مِنْ الْمَعِدَةِ إلَى الْمَثَانَةِ بِالتَّرَشُّحِ، وَمَا يَخْرُجُ رَشْحًا لَا يَعُودُ رَشْحًا كَالْجَرَّةِ إذَا سُدَّ رَأْسُهَا وَأُلْقِيَ فِي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسی وجہ سے اگر کوئی مریض ناک میں وِکس، سپرے (Nasal spray) وغیرہ احتیاط کے ساتھ استعمال کرے (اور احتیاط کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ناک کا رُخ نیچے کی طرف رکھے) تاکہ اس میں جانے والی دوا اوپر چڑھ کر بلعوم انفی (Nasopharynx) کے واسطے سے پیٹ میں نہ پہنچے، اور اگر دوا منہ میں پہنچے تو اس کو بلعومِ حنجری یا بلعوم سفلی (Hypopharynx) سے نیچے نہ لے جائے، بلکہ باہر نکال دے، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ روزہ کی حالت میں بلاسخت ضرورت کے اس طرح کا عمل اختیار کرنا مکروہ ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الْحَوضِ يَخْرُجُ مِنهَا الْمَاءُ ، وَلَا يَدْخُلُ فِيهَا ذَكَرَهُ الْوَلْوَالِجِيُّ وَقَالَ :نَعَمْ قَالَ: هَـذَا فِي الْهِـدَايَةِ، وَهَـذَا لَيْسَ مِنْ بَابِ الْفِقْهِ؛ لِأَنَّهُ مُتَعَلِّقٌ بِالطِّبِّ(البحر الرائق ، ج٢، ص ٣٣٠، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

وَفِي عُـمْـدَةِ الْـفَتَـاوَى لِلصَّدْرِ الشَّهِيدِ فَلَوْ دَخَلَ الْمَاءُ فِي الْغُسْلِ أَنْفَهُ أَوْ أُذُنَهُ وَوَصَلَ إِلَى الدِّمَاغِ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ اهـ.(البحر الرائق ، ج٢، ص ٣٠٠، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

وَفِي الشَّرِيعَةِ (هُوَ تَرْكُ الْأَكْلِ) وَمَـا فِي حُكْمِهِ فَلَا يَرِدُ مَا وَصَلَ إِلَى الدِّمَاغِ فَإِنَّهُ مُفْطِرٌ؛ لِأَنَّ الْمُرَادَ إِدْخَالُ شَيْءٍ بَطْنَهُ مَأْكُولًا أَوْ لَا فَمَا وَصَلَ إِلَى الدِّمَاغِ وَصَلَ إِلَى الْجَوْفِ لِمَا أَنَّ بَيْنَ الدِّمَاغِ وَالْجَوْفِ مَنْفَذٌ(مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر، ج١، ص ٢٣٠، كِتَابُ الصَّوْمِ)

واما قولهم بفساد الصوم اذا دخل شيئ الى الدماغ فهو ايضا مبنى على ان بينه وبين الحلق مسلكا، لا انه جوف معتبر فى نفسه (ضابط المفطرات، ص ٣٤، الباب الاول، الفصل الثالث فى بيان الجوف)

۱ لَوْ بَقِـيَ السَّعُـوطُ فِـي الْأَنْفِ وَلَمْ يَصِلْ إِلَـى الـرَّأْسِ لَا يُـفْـطِـرُ(رد المحتار على الدر المختار، ج٢، ص ٤٠٢، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

السعوط يصل إلى الدماغ وإلى الحلق (بدائع الصنائع، ج٤ص ٩، فصل فى صفة الرضاع المحرم)

بعد اطلاعه على البحوث المقدمة فى موضوع المفطرات فى مجال التداوى، والدراسات والبحوث والتوصيات الصادرة عن الندوة الفقهية الطبية التاسعة التى عقدتها المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية، بالتعاون مع المجمع وجهات أخرى، فى الدار البيضاء بالمملكة المغربية، فى الفترة من ٩إلى ١٢ صفر ١٤١٨هـ (الموافق ١٤-١٧ ايونيو ١٩٩٧م) ، واستماعه للمناقشات التى دارت حول الموضوع بمشاركة الفقهاء والأطباء ، والنظر فى الأدلة من الكتاب والسنة، وفى كلام الفقهاء .قرر ما يلى: أولاً :الأمور الآتية لا تعتبر من المفطرات:

(١) قطرة العين، أو قطرة الأذن، أو غسول الأذن، أو قطرة الأنف، أو بخاخ الأنف، إذا اجتنب ابتلاع ما نفذ إلى الحلق(مجلة مجمع الفقه الاسلامى، ج١٠ ص ٩١٣، الموضوع "المفطرات"، المفطرات فى ضوء الطب الحديث، إعداد: الدكتور محمد هيثم الخياط، عضو مجامع اللغة العربية

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۸...... نزلہ زکام وغیرہ کے مریض خالص گرم پانی یا اس میں دوا ڈال کر اس کی بھاپ (Vapour یا Vapor) سانس کے ذریعے سے اندر کھینچتے ہیں، اس میں چونکہ دوا یا پانی کے اجزاء شامل ہوتے ہیں، جو دھویں کی شکل میں اوپر اٹھتے ہیں، اس لئے بھاپ دراصل اسی چیز کا نام ہے جو پانی کی گرمی کے اثر سے اڑنے لگی ہے گویا کہ کوئی وہ چیز پھینک رہا ہے (طبی جوہر ضمیمہ بہشتی زیور حصہ ۹ ص ۱۰۸) [1]

اس لئے سانس کی نالی کے تنفس کو کھولنے یا سینہ پر جما ہوا بلغم اکھاڑنے کے لئے جو "Nebulizer" کے ذریعہ سے یا کسی دوسرے طریقہ پر بھاپ لی جاتی ہے، وہ اگر بلعومِ حنجری یا بلعوم سفلی (Hypopharynx) سے نیچے تجاوز کر جائے، تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ بدمشق وبغداد وعمان والقاهرة وعليكرة، وأكاديمية نيويورك للعلوم، نائب المدير الإقليمى، لمنظمة الصحة العالمية للشرق المتوسط)

المسألة الثالثة :بخاخ الأنف، والبحث فيه هو البحث نفسه فى بخاخ الربو عن طريق الفم، وقد سبق بيانه، فحكمه كحكمه تماماً ولا داعى لتكرار الكلام (مفطرات الصيام المعاصرة، الباب الثانى: المفطرات المعاصرة، الفصل الأول :المفطرات المعاصرة الداخلة إلى بدن الصائم، المبحث الأول، لأحمد بن محمد الخليل، الأستاذ المساعد فى قسم الفقه، بجامعة القصيم)

[1] الْبُخَارُ لُغَةً وَاصْطِلاحًا :مَا يَتَصَاعَدُ مِنَ الْمَاءِ أَوِ النَّدَى أَوْ أَيِّ مَادَّةٍ رَطْبَةٍ تَتَعَرَّضُ لِلْحَرَارَةِ. وَيُطْلَقُ الْبُخَارُ أَيْضًا عَلَى :دُخَانِ الْعُودِ وَنَحْوِهِ .وَعَلَى :كُل رَائِحَةٍ سَاطِعَةٍ مِنْ نَتْنٍ أَوْ غَيْرِهِ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۸، ص۱۷، مادة"بخار")

(البخار) كل ما يصعد كالدخان من السوائل الحارة و الرائحة (ج) أبخرة (المعجم الوسيط، ج ا ،ص ۸٦، باب الباء)

[2] السعوط اذا دخل جوفه (النتف فى الفتاوى، ج ا ،ص ۱۵۳ ، كتاب الصوم)

(وَإِنْ دَخَلَ فِي حَلْقِهِ غُبَارٌ أَوْ دُخَانٌ أَوْ ذُبَابٌ) وَهُوَ ذَاكِرٌ لِصَوْمِهِ (لَا يُفْطِرُ) وَالْقِيَاسُ أَنْ يُفْطِرَ لِوُصُولِ الْمُفْطِرِ إلَى جَوْفِهِ وَإِنْ كَانَ لَا يُتَغَذَّى بِهِ وَجْهُ الِاسْتِحْسَانِ أَنَّهُ لَا يَقْدِرُ عَلَى الِامْتِنَاعِ عَنْهُ فَإِنَّهُ إذَا أَطْبَقَ الْفَمَ لَا يُسْتَطَاعُ الِاحْتِرَازُ عَنْ الدُّخُولِ مِنْ الْأَنْفِ فَصَارَ كَبَلَلٍ تَبْقَى فِي فِيهِ بَعْدَ الْمَضْمَضَةِ وَعَلَى هَذَا لَوْ أَدْخَلَ حَلْقَهُ فَسَدَ صَوْمُهُ حَتَّى إنَّ مَنْ تَبَخَّرَ بِبَخُورٍ فَاسْتَشَمَّ دُخَانَهُ فَأَدْخَلَهُ حَلْقَهُ ذَاكِرًا لِصَوْمِهِ أَفْطَرَ؛ لِأَنَّهُمْ فَرَّقُوا بَيْنَ الدُّخُولِ وَالْإِدْخَالِ فِي مَوَاضِعَ عَدِيدَةٍ؛ لِأَنَّ الْإِدْخَالَ عَمَلُهُ وَالتَّحَرُّزُ مُمْكِنٌ وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُ صَاحِبِ النِّهَايَةِ إذَا دَخَلَ الذُّبَابُ جَوْفَهُ لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يُوجَدْ مَا هُوَ ضِدُّ الصَّوْمِ وَهُوَ إدْخَالُ الشَّيْءِ مِنْ الْخَارِجِ إلَى الْبَاطِنِ وَهَذَا مِمَّا يَغْفُلُ عَنْهُ كَثِيرٌ فَلْيُتَنَبَّهْ لَهُ (مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر، ج ا ،ص ۲۴۵ ، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مُوجَبِ الْفَسَادِ)

مسئلہ نمبر ۹...... جو بلغم ناک کے اندر اندر سے منہ میں پہنچے، اور اسے کوئی حلق میں لے جائے اور پیٹ میں نگل لے، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن بغیر مجبوری کے اسے نگلنے سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ [1]

آنکھ (Eye) میں پانی، سرمہ یا دوا ڈالنا

آنکھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھنے کی ضرورت کے لئے بنائی گئی ہیں، جو پیشانی کے نیچے اور ناک کے اوپر والے حصہ کے دائیں بائیں دونوں طرف واقع ہیں۔

آنکھوں کا اصل مقصود دیکھنا ہے، اور یہ جسمانی غذا کا منفذ اور راستہ نہیں ہیں۔

---

[1] (قَوْلُهُ أَوْ دَخَلَ أَنْفَهُ مُخَاطٌ . . .إلَخْ) أَطْلَقَهُ فَشَمِلَ مَا لَوْ ظَهَرَ الْمُخَاطُ عَلَى رَأْسِ أَنْفِهِ أَوْ لَمْ يَظْهَرْ كَمَا يُفِيدُهُ مَا فِي الْبَزَّازِيَّةِ وَنَقَلَهُ فِي شَرْحِ الْمَنْظُومَةِ مِنْ عَدَمِ الْفِطْرِ بِبُزَاقٍ امْتَدَّ وَلَمْ يَنْقَطِعْ مِنْ فَمِهِ إلَى ذَقَنِهِ ثُمَّ ابْتَلَعَهُ بِجَذْبِهِ .اهـ.
وَكَذَا قَالَ الْكَمَالُ لَوْ اسْتَشَمَّ الْمُخَاطَ مِنْ أَنْفِهِ حَتَّى أَدْخَلَهُ إلَى فَمِهِ وَابْتَلَعَهُ عَمْدًا لَا يُفْطِرُ، وَلَوْ خَرَجَ رِيقُهُ مِنْ فِيهِ فَأَدْخَلَهُ وَابْتَلَعَهُ إنْ كَانَ لَمْ يَنْقَطِعْ مِنْ فِيهِ بَلْ مُتَّصِلٌ بِمَا فِي فِيهِ كَالْخَيْطِ فَاسْتَشْرَبَهُ لَمْ يُفْطِرْ، وَإِنْ كَانَ قَدْ انْقَطَعَ فَأَخَذَهُ وَأَعَادَهُ أَفْطَرَ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ كَمَا لَوْ ابْتَلَعَ رِيقَ غَيْرِهِ اهـ لَكِنَّهُ ذَكَرَ فِي الْكَنْزِ فِي مَسَائِلَ شَتَّى لَوْ بَلَعَ بُزَاقَ صَدِيقِهِ كَفَّرَ اهـ .إلَّا أَنْ يُحْمَلَ مَا فِي الْكَمَالِ عَلَى غَيْرِ الصَّدِيقِ ثُمَّ قَالَ الْكَمَالُ، وَلَوْ اجْتَمَعَ أَيْ الْبُزَاقُ فِي فِيهِ ثُمَّ ابْتَلَعَهُ يُكْرَهُ، وَلَا يُفْطِرُ اهـ.
وَكَذَا مَا نَقَلَهُ فِي الْبَحْرِ عَنْ الْوَلْوَالِجِيَّةِ بِقَوْلِهِ الصَّائِمُ إذَا دَخَلَ الْمُخَاطُ أَنْفَهُ مِنْ رَأْسِهِ ثُمَّ اسْتَشَمَّهُ وَدَخَلَ حَلْقَهُ عَلَى تَعَمُّدٍ مِنْهُ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ؛ لِأَنَّهُ بِمَنْزِلَةِ رِيقِهِ إلَّا أَنْ يَجْعَلَهُ فِي كَفِّهِ فَيَبْلَعَهُ فَيَكُونُ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ .وَفِي الظَّهِيرِيَّةِ، وَكَذَا الْمُخَاطُ وَالْبُزَاقُ يَخْرُجُ مِنْ فِيهِ أَوْ أَنْفِهِ فَاسْتَشَمَّهُ وَاسْتَنْشَقَهُ لَا يَفْسُدُ صَوْمُهُ اهـ .قُلْتُ لَكِنْ يُخَالِفُهُ مِنْ حَيْثِيَّةِ التَّقْيِيدِ بِعَدَمِ الظُّهُورِ مَا نَقَلَهُ ابْنُ الشِّحْنَةِ عَنْ الْقُنْيَةِ بِقَوْلِهِ نَزَلَ الْمُخَاطُ إلَى رَأْسِ أَنْفِهِ لَكِنْ لَمْ يَظْهَرْ ثُمَّ جَذَبَهُ فَوَصَلَ إلَى جَوْفِهِ لَمْ يَفْسُدْ ثُمَّ قَالَ ابْنُ الشِّحْنَةِ وَذَكَرَ فِي الْبَزَّازِيَّةِ مَسْأَلَةَ الْمُخَاطِ وَعَقَّبَهَا بِكَلَامِ الشَّافِعِيَّةِ فَقَالَ :وَيَبْطُلُ الصَّوْمُ بِجَرْيِ النُّخَامَةِ مِنْ فَضَاءِ الْفَمِ فِي جَوْفِهِ، وَإِنْ جَرَتْ فِيهِ مِنْ مَجْرَاهَا وَقَدَرَ عَلَى مَجِّهَا أَفْطَرَ فِي أَصَحِّ الْوَجْهَيْنِ فَعَلَى هَذَا يَنْبَغِي أَنْ يَحْتَاطَ فِي النُّخَامَةِ حَتَّى لَا يَفْسُدَ صَوْمُهُ عَلَى قَوْلِ مُجْتَهِدٍ قَالَ ابْنُ الشِّحْنَةِ أَحْبَبْت التَّنَبُّهَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مُهِمٌّ اهـ.وَلَمْ أَرَ حُكْمَ الْبَلْغَمِ إذَا ابْتَلَعَهُ بَعْدَ مَا تَخَلَّصَ بِالتَّنَحْنُحِ مِنْ حَلْقِهِ إلَى فَمِهِ وَلَعَلَّهُ كَالْمُخَاطِ فَلْيُنْظَرْ ثُمَّ وَجَدْتهَا بِحَمْدِ اللَّهِ فِي التَّتَارْخَانِيَّة سُئِلَ إبْرَاهِيمُ عَمَّنْ ابْتَلَعَ الْبَلْغَمَ قَالَ :إنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ مِلْءِ فِيهِ لَا يُنْقَضُ إجْمَاعًا، وَإِنْ كَانَ مِلْءَ فِيهِ يَنْتَقِضُ صَوْمُهُ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ،وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ لَا يُنْتَقَضُ .اهـ.
(حاشية الشرنبلالية على درر الحكام شرح غرر الاحكام، ج ا ص ۲۰۲، ۲۰۳، باب موجب الافساد فى الصوم)

اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ کے دوران وضواور غسل کرنا ثابت ہے، اور اس کے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، اور یہ بات ظاہر ہے کہ وضواور غسل کے دوران آنکھوں میں پانی داخل ہونے کا امکان ہوتا ہے، جس سے ضمناً یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آنکھ میں پانی یا کوئی اور چیز داخل ہونے سے روزہ پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام وتابعینِ عظام سے روزہ کی حالت میں سُرمہ لگانا ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

اِكْتَحَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ (سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا (ابنِ ماجہ)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی سند سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَحِلُ بِالْإِثْمِدِ وَهُوَ صَائِمٌ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۶۹۱۱، ج۷ص ۸۱، باب الميم) [2]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کی حالت میں ''اثمد'' سرمہ لگاتے ہوئے دیکھا (طبرانی)

حضرت ابورافع کی سند سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَحِلُ بِالْإِثْمِدِ وَهُوَ صَائِمٌ

(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۳۹، ج ۱ ص ۳۱۷، باب الالف) [3]

---

[1] رقم الحديث ۱۶۷۸، كتاب الصيام، باب ماجاء فی السواک.
سَعِيدٌ الزُّبَيْدِيُّ مِنْ مَجَاهِيلِ شُيُوخِ بَقِيَّةَ يَنْفَرِدُ بِمَا لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ وَرُوِىَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا بِإِسْنَادٍ ضَعِيفٍ بِمَرَّةٍ أَنَّهُ لَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا (السنن الكبرى للبيهقی، تحت رقم الحديث ۸۲۵۹)

[2] قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه جماعة لم أعرفهم (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۹۷۲، باب الكحل للصائم)

[3] قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير من رواية حبان بن على بن محمد بن عبيد الله بن أبی رافع، وقد وثقا، وفيهما كلام كثير (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۹۷۱، باب الكحل للصائم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں ''اثمد'' سرمہ (ایک خاص قسم کا سرمہ) لگایا کرتے تھے (طبرانی)

حضرت عبیداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّـهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ (سنن أبى داود) ؎۱

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے مرفوعاً بھی روزہ دار کو سرمہ لگانے کی اجازت کی حدیث مروی ہے۔ ؎۲

ان میں سے بعض احادیث کی سند میں اگرچہ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن ان میں سے بعض، بعض کی تائید کرتی ہیں، مزید براں ان کی تائید کئی جلیل القدر تابعین کے قول وفعل سے بھی ہوتی ہے، نیز روزہ کی حالت میں غسل اور وضو کے عمل کے ثابت ہونے سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، لہٰذا مجموعی طور پر یہ احادیث حجت بننے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ ؎۳

؎۱ رقم الحديث ۲۳۷۸، كتاب الصوم، باب فى الكحل عند النوم للصائم.

؎۲ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اشْتَكَتْ عَيْنِي، أَفَأَكْتَحِلُ وَأَنَا صَائِمٌ؟ قَالَ: نَعَمْ وَفِي البَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ :. حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالقَوِيِّ (ترمذى، رقم الحديث ۷۲۶)

؎۳ قَوْلُهُ (وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ فَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَهُوَ قَوْلُ سفيان وبن الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ) وَاسْتُدِلَّ لَهُمْ بِمَا أَخْرَجَ أَبُو دَاوُدَ مِنْ طَرِيقِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ هَوْذَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْإِثْمِدِ الْمُرَوَّحِ عِنْدَ النَّوْمِ وَقَالَ لِيَتَّقِهِ الصَّائِمُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ لِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ هُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ انْتَهَى، قَالَ الزَّيْلَعِيُّ قَالَ صَاحِبُ التَّنْقِيحِ مَعْبَدٌ وَابْنُهُ النُّعْمَانُ كَالْمَجْهُولَيْنِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ النُّعْمَانِ قال ابن مَعِينٍ ضَعِيفٌ وَقَالَ لِي أَبُو حَاتِمٍ صَدُوقٌ انْتَهَى، فَهَذَا الْحَدِيثُ لَا يَصْلُحُ لِلِاسْتِدْلَالِ عَلَى كَرَاهَةِ الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ وَلَيْسَ فِي كَرَاهَتِهِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ (وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ) وَهُوَ قَوْلُ الْحَنَفِيَّةِ وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ فِي سُنَنِهِ بِإِسْنَادِهِ هُوَ الْأَعْمَشُ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ لِلصَّائِمِ وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ يُرَخِّصُ أَنْ يَكْتَحِلَ الصَّائِمُ بِالصَّبِرِ انْتَهَى، وَهَذَا الْأَثَرُ سَكَتَ عَنْهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْمُنْذِرِيُّ وَاسْتُدِلَّ لَهُمْ بِأَحَادِيثِ الْبَابِ وَهِيَ بِمَجْمُوعِهَا تَصْلُحُ لِلِاحْتِجَاجِ عَلَى جَوَازِ الِاكْتِحَالِ لِلصَّائِمِ وَلَيْسَ فِي كَرَاهَتِهِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ فَالرَّاجِحُ هُوَ الْقَوْلُ بِالْجَوَازِ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ (تحفة الاحوذى، ج۳ص۳۴۸، باب ماجاء فى الكحل للصائم)

چنانچہ حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ لِلصَّائِمِ،وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ يُرَخِّصُ أَنْ يَّكْتَحِلَ الصَّائِمُ بِالصَّبِرِ (سنن أبي داود) ۱؎

ترجمہ: میں نے اپنے اصحاب میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ روزہ دار کے لئے سرمہ کو مکروہ قرار دیتے ہوں، اور حضرت ابراہیم نخعی روزہ دار کو ''صبر'' کا سرمہ لگانے کی اجازت دیا کرتے تھے (ابوداؤد)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں روایت ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَذُرَّ الصَّائِمُ عَيْنَهُ بِالذَّرُوْرِ (مُصنف ابن أبي شيبة) ۲؎

ترجمہ: وہ روزہ دار کو آنکھ میں دوا ڈالنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت ابنِ جریج سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَطَاءٍ ، قَالَ: لَا بَأْسَ بِالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ (مصنف ابنِ ابی شيبة) ۳؎

ترجمہ: (جلیل القدر تابعی) حضرت عطاء نے فرمایا کہ روزہ دار کے لئے سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت اعمش سے روایت ہے کہ:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ: لَا بَأْسَ بِالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ (مصنف ابنِ ابی شيبة) ۴؎

ترجمہ: (جلیل القدر تابعی) حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ روزہ دار کے لئے سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَامِرٍ ، وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، وَعَطَاءٍ ؛ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْتَحِلُوْنَ

۱؎ رقم الحديث ۲۳۷۹، كتاب الصوم، باب في الكحل عند النوم للصائم.
۲؎ رقم الحديث ۹۳۸۷، ورقم الحديث ۹۳۹۹، كتاب الصيام، باب في الذرور للصائم.
۳؎ رقم الحديث ۹۳۵۹، كتاب الصيام، باب من رخص فِي الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ، ورقم الحديث ۹۳۵۸.
۴؎ رقم الحديث ۹۳۶۰، كتاب الصيام، باب من رخص فی الكحل للصائم.

بِالْإِثْمَدِ وَهُمْ صُيَّامٌ ، لَا يَرَوْنَ بِهٖ بَأْسًا (مصنف ابنِ ابی شیبة) ۱

ترجمہ: حضرت عامر شعبی، حضرت محمد بن علی اور حضرت عطاء روزہ کی حالت میں ''اثمد'' سرمہ لگایا کرتے تھے، جس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت معمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ: لَا بَأْسَ بِالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ (مُصنف ابن أبی شیبة) ۲

ترجمہ: حضرت زہری (جلیل القدر تابعی) نے فرمایا کہ روزہ دار کے لئے سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں (ابنِ ابی شیبہ)

اس قسم کی احادیث وروایات کی روشنی میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور کئی دیگر فقہائے کرام نے فرمایا کہ روزہ کی حالت میں آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنا جائز ہے۔

جہاں تک آنکھ میں ڈالی ہوئی دوا کے اثر اور ذائقہ کے حلق میں محسوس ہونے کا تعلق ہے، تو اس سے بھی روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

کیونکہ آنکھ میں ڈالی ہوئی چیز کا حلق تک یہ اثر مسامات کے ذریعہ سے بلغم کی حیثیت اختیار کرکے بلعوم انفی (Nasopharynx) کے واسطہ سے پہنچتا ہے، نہ یہ کہ آنکھ اور حلق کے درمیان کوئی باقاعدہ منفذ اور غذائی راستہ موجود ہے، جس سے روزہ ٹوٹنے کا شبہ پیدا ہو۔ البتہ کوئی اس کو باہر تھوک دے، تو اچھا ہے، تاکہ دیگر اختلاف کرنے والوں کے قول کی رُو سے بھی روزہ کی حفاظت رہے۔ ۳

---

۱ رقم الحدیث ۹۳۶۲، کتاب الصیام، باب من رخص فی الکحل للصائم.

۲ رقم الحدیث ۹۳۶۷، کتاب الصیام، باب من رخص فی الکحل للصائم.

۳ (قَوْلُهُ :وَإِنْ وَجَدَ طَعْمَهُ فِي حَلْقِهِ) أَيْ طَعْمَ الْكُحْلِ أَوْ الدُّهْنِ كَمَا فِي السِّرَاجِ وَكَذَا لَوْ بَزَقَ فَوَجَدَ لَوْنَهُ فِي الْأَصَحِّ بَحْرٌ قَالَ فِي النَّهْرِ ؛ لِأَنَّ الْمَوْجُودَ فِي حَلْقِهِ أَثَرٌ دَاخِلٌ مِنْ الْمَسَامِّ الَّذِي هُوَ خَلَلُ الْبَدَنِ وَالْمُفْطِرُ إنَّمَا هُوَ الدَّاخِلُ مِنْ الْمَنَافِذِ لِلِاتِّفَاقِ عَلَى أَنَّ مَنْ اغْتَسَلَ فِي مَاءٍ فَوَجَدَ بَرْدَهُ فِي بَاطِنِهِ أَنَّهُ لَا يُفْطِرُ وَإِنَّمَا كَرِهَ الْإِمَامُ الدُّخُولَ فِي الْمَاءِ وَالتَّلَفُّفَ بِالثَّوْبِ الْمَبْلُولِ لِمَا فِيهِ مِنْ إظْهَارِ الضَّجَرِ فِي إقَامَةِ الْعِبَادَةِ لَا ؛ لِأَنَّهُ مُفْطِرٌ .اهـ .وَسَيَأْتِي أَنَّ كُلًّا مِنْ الْكُحْلِ وَالدُّهْنِ غَيْرُ مَكْرُوهٍ وَكَذَا فِي الْحِجَامَةِ إلَّا إذَا كَانَتْ تُضْعِفُهُ عَنْ الصَّوْمِ (رد المحتار ، ج ۲، ص ۳۹۵، کِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس طرح آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنے سے روزہ پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، اسی طرح اگر پیشانی وغیرہ سے پسینہ آنکھ میں داخل ہوجائے، اس سے بھی روزہ پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ اوراسی طرح آنکھ سے آنسو یا بیماری کی وجہ سے کوئی پانی رِس کر آنکھوں کے اندر اندر سے حلق میں پہنچ جائے، تو اس سے بھی روزہ پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ (كان يكتحل بالإثمد) بكسر الهمزة والميم بينهما مثلثة ساكنة (وهو صائم) فلا بأس بالاكتحال للصائم سواء وجد طعم الكحل فى حلقه أم لا وبهذا أخذ الشافعي إذ لا منفذ من العين للحلق وما يصل إليه يصل من المسام كما لو شرب الدماغ الدهن فوجد طعمه فإنه لا يفطر اتفاقا وقال ابن العربي :العين غير نافذة إلى الجوف بخلاف الأذن ذكره الأطباء وقال مالك وأحمد :يكره فإن وجد طعمه في الحلق أفطر وفيه أن الاكتحال غير مفطر وهو مذهب الشافعي(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۷۱۳۸)

إذا اكتحل الصائم بما يصل إلى جوفه فعند الحنفية والشافعية -وهو اختيار ابن تيمية -لا يفسد صومه، وإن وجد طعمه فى حلقه، ولونه فى نخامته، لأنه لم يصل إلى الجوف من منفذ مباشر، بل بطريق المسام .وقال المالكية، وهو المذهب عند الحنابلة :إنه يفسد صومه إذا وصل إلى الحلق(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦،ص ۹۴،الاكتحال فى الصوم)

واما عدم اعتبار العين :فاتفقت الحنفية ايضا على ان مايصل منها الى الحلق بالاكتحال او التقطير غير مفطر للاحاديث والآثار التى نذكرها مع تخريجها بعد عبارات الحنفية الآتية ، ولان الواصل من العين الى الحلق بالاكتحال او التقطير انما يصل اليه بواسطة باطن الانف والمنفذ من العين الى الانف لصغره وخفاء ه ملحق بالمسام عندهم فيكون مايصل الى الحلق معفوا عنه كالغبار والدخان يدخل حلقه وكما يصل اليه بتشرب المسام وبه قالت الشافعية (ضابط المفطرات فى مجال التداوى، للشيخ المفتى محمد رفيع العثمانى، ص ۵۹)

وشيء آخر وهو موضوع يتعلق بالعين، وإن كان قد ثبت طبيًا أن هناك منفذًا بين العين والحلقوم فقد ورد فى ذلك نص :أن الرسول صلى الله عليه وسلم كان يكتحل بالإثمد وهو صائم .وقد تأيد هذا الحديث بآثار عدة من الصحابة والتابعين فهذا أيضًا شيء منصوص، وقد ذكر الفقهاء أن هذا المنفذ ليس منفذًا فى الواقع وإنما ألحق بالمسام، والمسام لا تعتبر منفذًا معتبرًا لإفساد الصوم. فالقول الذى أذهب إليه هو أن إقطار الدواء فى العين لا يفسد به الصوم، أما الإقطار فى الأذن فينبغى أن نقول بعدم فساد الصوم لأنه لا منفذ بين الأذن والحلق كما تحقق طبيًّا.

هذا ما أراه، والله سبحانه وتعالى أعلم، وعلمه أتم وأحكم(مجلة المجمع الفقه الاسلامى، مقالة : المفطرات فى ضوء الطب الحديث للشيخ المفتى تقى العثمانى،ج ۱۰ ص ۸۳۲)

؎ (والدمع يترشح كالعرق) ش :جواب عن سؤال مقدر، وهو أن يقال لو لم يكن بين العين والدماغ منفذ لما خرج الدمع، فأجاب بقوله والدمع يترشح أى ينزل من الدماغ شيئاً فشيئاً كما يترشح العرق من مسام الجلد م :(والداخل (من) المسام لا ينافى) ش :هو من جملة الجواب.

قال الكاكى :المسام المنافذ مأخوذ من سم الإبرة، وإن لم يسمع إلا من الأطباء (البناية شرح الهداية، ج۴ص ۱۴۱،كتاب الصوم،ما لا يفطر الصائم)

کان (Ear) میں پانی یا دوا ڈالنا

کان انسان کی سماعت اور سننے کی ضرورت کا آلہ اور عضو ہے، ہوا کی لہریں کان میں جمع ہو کر اس کے سوراخ میں سے گزر کر کان کے پردے پر جا کر لگتی ہیں، اور عصبِ سماعت کے ذریعہ دماغ انہیں محسوس کر لیتا ہے، کان کے تین حصے ہوتے ہیں، ایک بیرونی، ایک درمیانی اور ایک اندرونی، کان کے درمیانی حصہ میں ایک بے ڈول جوف ہے، جو کنپٹی کی ہڈی کے سخت حصہ میں ہوتا ہے، جسے کان کا ڈھول بھی کہتے ہیں، اس حصہ میں کان کا پردہ واقع ہے، اور کان کے اندرونی حصہ میں سماعت کا عصب مفروش ہے (حاذق، صفحہ ۱۱۶، ۱۱۸، ملخصاً، مصنفہ: حکیم حافظ محمد اجمل خان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ کی حالت میں غسل کرنا اور سر پر پانی ڈالنا ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی سند سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهِ الْمَاءَ، وَهُوَ صَائِمٌ مِنَ الْعَطَشِ، أَوْ مِنَ الْحَرِّ (سنن أبی داود) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "عرج" (نامی مقام) میں دیکھا کہ آپ روزہ سے تھے، اور اپنے سر پر پیاس یا گرمی کی وجہ سے پانی ڈال رہے تھے (ابوداؤد)

اور غسل کرتے یا سر پر پانی ڈالتے وقت کچھ نہ کچھ پانی کے کان میں داخل ہونے کا امکان ہوتا ہے، اس لئے کان میں پانی چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اور اگر اپنے اختیار سے کان میں پانی ڈالا جائے، تو بھی بہت سے اہلِ علم حضرات کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٢٣٦٥، كتاب الصوم، باب الصائم يصب عليه الماء من العطش ويبالغ فى الاستنشاق، مسند احمد رقم الحديث ٢٣٢٢٣.

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير صحابيه.

[2] ولو اغتسل فدخل الماء أذنه فلا شىء عليه ولو صبه فيها فعليه القضاء، والمختار لا شىء عليه فيهما، وهو قول مالک والأوزاعى وداود، وفى "خزانة الأكمل" لو صب الماء فى أذنه لا يفطره، هكذا عند بعض مشايخنا بخلاف الدهن يفعله فعليه القضاء، وفى "السليمانية (البناية شرح الهداية، ج۴، ص ٦٥، كتاب الصوم)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ بہت سے علمائے قدیم کے نزدیک کان میں اپنے اختیار سے پانی یا تَر دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جبکہ وہ دماغ یا حلق کے اندر داخل ہوجائے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

واختلف الحنفية فى تقطير الماء فى الأذن، فاختار المرغينانى فى الهداية -وهو الذى صححه غيره -عدم الإفطار به مطلقا، دخل بنفسه أو أدخله.

وفرق قاضى خان، بين الإدخال قصدا فأفسد به الصوم، وبين الدخول فلم يفسده به، وهذا الذى صححوه، لأن الماء يضر الدماغ، فانعدم الإفساد صورة ومعنى(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۸،ص۳۷،مفسدات الصوم،التقطير فى الاذن)

[۱] وَقَالَ أَبُو حنيفَة السعوط والحقنة فِي شهر رَمَضَان يوجبان الْقَضَاء وَلَا كَفَّارَة عَلَيْهِ وَكَذَلِكَ مَا أقطر فِي أُذُنه وَكَذَلِكَ كل جَائِفَة أَو آمة داواها صَاحبهَا بزَيْت أَو سمن فخلص إِلَى الْجوف والدماغ فِي قَوْله وَإِن داواها بدواء يَابِس فَلَا شَيْء عَلَيْهِ وَقَالَ أَبُو يُوسُف لَا نرى عَلَيْهِ الْقَضَاء فِي الآمة والجائفة وَقَالَ أَبُو حنيفَة وَمُحَمّد إِن أقطر فِي إحليله فَلَا قَضَاء عَلَيْهِ وَقَالَ أَبُو يُوسُف عَلَيْهِ الْقَضَاء ثمَّ إِن مُحَمَّدًا شكّ فِي ذَلِك ووقف فِيهِ(الأصل المعروف بالمبسوط للشيبانى، ج۲ص۲۱۲، كتاب الصوم)

وأكثر المشايخ اعتبروا الوصول إلى الجوف فى الجائفة والآمة إن عرف أن اليابس وصل إلى الجوف يفسد صومه بالاتفاق، وإن عرف أن الرطب لا يصل إلى الجوف لا يفسد صومه، كذا ذكر شمس الأئمة السرخسى رحمه الله(المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى، ج۲ص ص۳۸۳،كتاب الصوم،الفصل الرابع فيما يفسد الصوم وما لا يفسد صومه)

وَلَو وصل إِلَى جَوف الرَّأْس بالإقطار فِي الْأذن أَو السعوط أَو إِلَى الْبَطن بالاحتقان يفْسد صَوْمه لِأَنَّهُ يصل إِلَى جَوْفه بالحقنة وَكَذَا بالسعوط والإقطار فِي الْأذن لِأَن جَوف الرَّأْس لَهُ منفذ إِلَى الْبَطن(تحفة الفقهاء، ج۱ص۳۵۵،كتاب الصَّوْم)

فقہائے کرام نے حرمتِ رضاعت کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کان میں دودھ ٹپکانے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ اس کا دماغ تک پہنچنا یقینی نہیں ہے، جبکہ بعض نے روزہ اور حرمتِ رضاعت میں تغذی اور وصول الی الجوف کی علتوں کا فرق کیا ہے۔

وَأَمَّا الْإِقْطَارُ فِي الْأُذُنِ فَلَا يُحَرِّمُ؛ لِأَنَّهُ لَا يُعْلَمُ وُصُولُهُ إلَى الدِّمَاغِ لِضِيقِ الْخَرْقِ فِي الْأُذُنِ وَكَذَلِكَ الْإِقْطَارُ فِي الْإِحْلِيلِ؛ لِأَنَّهُ لَا يَصِلُ إلَى الْجَوْفِ فَضْلًا عَنْ الْوُصُولِ إلَى الْمَعِدَةِ وَكَذَلِكَ الْإِقْطَارُ فِي الْعَيْنِ وَالْقُبُلِ لِمَا قُلْنَا وَكَذَلِكَ الْإِقْطَارُ فِي الْجَائِفَةِ وَفِي الْآمَّةِ؛ لِأَنَّ الْجَائِفَةَ تَصِلُ إلَى الْجَوْفِ لَا إلَى الْمَعِدَةِ وَالْآمَّةُ إنْ كَانَ يَصِلُ إلَى الْمَعِدَةِ لَكِنْ مَا يَصِلُ إلَيْهَا مِنْ الْجِرَاحَةِ لَا يَحْصُلُ بِهِ الْغِذَاءُ فَلَا تَثْبُتُ بِهِ الْحُرْمَةُ وَالْحُقْنَةُ لَا تُحَرِّمُ بِأَنْ حُقِنَ الصَّبِيُّ بِاللَّبَنِ فِي الرِّوَايَةِ الْمَشْهُورَةِ.

وَرُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهَا تُحَرِّمُ، وَجْهُ هَذِهِ الرِّوَايَةِ أَنَّهَا وَصَلَتْ إلَى الْجَوْفِ حَتَّى أَوْجَبَتْ فَسَادَ الصَّوْمِ فَصَارَ كَمَا لَوْ وَصَلَ مِنْ الْفَمِ، وَجْهُ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ أَنَّ الْمُعْتَبَرَ فِي هَذِهِ الْحُرْمَةِ هُوَ مَعْنَى التَّغَذِّي وَالْحُقْنَةُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن موجودہ طبی تحقیق سے معلوم ہوا کہ کان میں سے باقاعدہ کوئی ایسا راستہ دماغ یا حلق اور پیٹ میں نہیں پہنچتا کہ جس سے کان میں ڈالی ہوئی دوا اس میں سے گزر کر جائے، البتہ اگر کسی کے کان کا پردہ پھٹ جائے، تو حلق کی طرف راستہ بن جاتا ہے۔

اس لئے موجودہ دور کے بہت سے اہلِ علم حضرات کے نزدیک کان میں تیل یا کسی بھی قسم کی تر دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، الا یہ کہ کسی شخص کے کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو جس کی وجہ سے وہ چیز حلق کے اندر داخل جائے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لَا تَصِلُ إِلَى مَوْضِعِ الْغِذَاءِ ؛ لِأَنَّ مَوْضِعَ الْغِذَاءِ هُوَ الْمَعِدَةُ وَالْحُقْنَةُ لَا تَصِلُ إِلَيْهَا فَلَا يَحْصُلُ بِهَا نَبَاتُ اللَّحْمِ وَنُشُوزُ الْعَظْمِ وَانْدِفَاعُ الْجُوعِ فَلَا تُوجِبُ الْحُرْمَةَ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۴، ص ۹، كِتَابُ الرَّضَاعِ، فَصْلٌ فِي صفة الرَّضَاع الْمُحَرِّم)

فأما الإقطار في الأذن لا يوجب الحرمة؛ لأن الظاهر أنه لا يصل إلى الدماغ لضيق ذلك الثقب (المبسوط، لشمس الأئمة السرخسي، ج۵ ص ۱۳۵، باب الرضاع)

[۱] واما الاذن فلان الدواء او الماء اوالدهن ونحوها لاتصل بالاقطار فيها الى الحلق اذا كان طبلة الاذن سليمة غير مخرومة ، لان فتحة الاذن ليست بنافذة الى الحلق، لامباشرة ولا بواسطة قناة او جوف آخر، الا اذا كانت الطبلة مخرومة.

وايضاحه: ان الاذن ثلاثة اقسام: (۱) الاذن الخارجية (۲) والاذن الوسطى (۳) والاذن الداخلية، والطبلة حاجزة بين الاذن الخارجية والوسطى، وهى (اى: الطبلة) غشاء مثل الجلد تماما فى تركيبها، وما يقطر فى الاذن الخارجية لايصل الى الاذن الوسطى الا بتشرب المسام، اذا كانت الطبلة سليمة غير مخرومة ، فلا يصل الى الحلق.

واما اذا كانت الطبلة مخرومة فان السوائل قد يصل منها شيئ يسير الى الاذن الوسطى ، ومنها عبر القناة السمعية البلعومية (قناة استاكيوس) الى البلعوم الانفى، ومنه الى الحلق، كما فصله الدكتور محمد على البار فى بحثه ص ۱۳، ۱۴، ۴۳، فحينئذ يكون ذلك سببا للافطار وافساد الصوم (ضابط المفطرات فى مجال التداوى، للشيخ المفتى محمد رفيع العثمانى، ص ۵۸، الباب الاول، الفصل الثالث فى بيان الجوف)

ثم هناك ناحية أخرى وهى قضية نفوذ الشيء إلى الجوف ,فهذه قضية طبية ولها علاقة بالتحقيق الطبى ,فبنى كثير من الفقهاء بعض المسائل على اعتبار أن هناك منفذًا للجوف فلذلك أفتوا بالإفطار، وذهب بعض الفقهاء إلى أنه ليس هناك منفذ إلى الجوف فذهبوا إلى عدم الإفطار، وهذا فى مسألة الأذن -مثلًا -وفى مسألة الدماغ، وفى مسألة القبل ,ففى مسألة الدماغ -مثلًا -ذهب الإمام أبو حنيفة -رحمه الله -إلى أنه إذا داوى آمة فى الرأس فإنه يفسد به الصوم، لأنه رأى أن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا اگر کوئی شخص قدیم فقہاء کے قول کے مطابق عمل کرے، تو احتیاط ہے، اور اگر مجبوری میں روزہ کی حالت میں کان میں کوئی دوا ڈالنی پڑ جائے، یا کان کی صفائی وغیرہ کرانی پڑ جائے، مثلاً درد کی وجہ سے تکلیف کا سامنا ہے، یا افطار کے بعد معالج کی دستیابی مشکل ہے، تو روزہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هناک منفذًا من الدماغ إلى الجوف، يعني إلى المعدة وإلى البطن .وهذا موضوع يتعلق بالطب، فإذا ظهر هناک تحقيق جديد أو اكتشاف جديد في علم الطب بأنه ليس هناک منفذ واتفق الأطباء على أنه ليس هناک منفذ فيما بين الدماغ والبطن فحينئذ القول بفساد الصوم بمداواة آمة الرأس هذا القول ينبغي أن يرجع عنه، ويؤخذ بهذا الرأى الطبى الحديث، لأنه مبنى على واقع قد تحقق خلافه.

وكذلک مسألة الأذن، فمن قال بإفساد الصوم بإدخال الدواء في الأذن فإنه قال ذلک اعتمادا على أن هناک منفذًا فيما بين الأذن والحلق، وإذا تحقق طبيًّا وثبت طبيًّا باتفاق أهل الطب بأنه ليس هناک منفذ فينبغي أن يتغير هذا الرأى؛ لأن هذا ليس مسألة فقهية وإنما هى مسألة واقعية وطبية.

وعلى هذا الأساس الموضوعات التى تهمنا في هذه الجلسة هى موضوع (الأذن) وموضوع (الرأس والآمة) وموضوع (القبل) ، وكذلک القبل قد تحقق أنه ليس هناک منفذ فيما بين القبل والبطن .فلذلک ينبغي أن نقول بعدم فساد الصوم إذا أدخل شىء من القبل(مجلة المجمع الفقه الاسلامى، مقالة :المفطرات فى ضوء الطب الحديث للشيخ المفتى تقى العثمانى، ج١٠ ص ٨٣٢)

والذى أثبته علماء التشريح بالاعتماد على المشاهدة والتجربة أن الأذن ليس بينها وبين الجوف ولا الدماغ قناة ينفذ منها المائعات إلا إذا تخرمت طبلة الأذن (مجلة مجمع الفقه الإسلامى، ج١٠ ص ٦١٩، مقالة :المفطرات ،إعداد:الشيخ محمد المختار السلامى،مفتى الجمهورية التونسية)

دارالعلوم کراچی کی مجلس تحقیق مسائلِ حاضرہ کے فیصلہ میں ہے کہ:

فقہائے کرام رحمہم اللہ کے نزدیک کان میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ دوا جوفِ معتبر یعنی دماغ یا حلق تک پہنچ جاتی ہے۔ وھوالاصل فی الافطار۔

اب رہی یہ بات کہ کان میں دوا ڈالنے سے کیا دوا واقعتاً حلق یا دماغ کی طرف کسی منفذ کے ذریعہ منتقل ہوتی ہے یا نہیں؟ تو یہ مسئلہ فقہ سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ طب اور فنِ ''تشریح الابدان'' سے تعلق رکھتا ہے، اور اس بارے میں اطباء کے متفق علیہ قول کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، جبکہ قرآن وسنت کی نصوص سرے سے موجود ہی نہ ہوں، اور فقہاء کے اقوال خود محتمل ہوں، اوران میں بھی فقہاء نے خود تشریح البدن کو مدارِ حکم بنایا ہو۔

چنانچہ فقہاء رحمہم اللہ نے اس کی صراحت فرمادی ہے کہ ان جیسے مسائل (تشریح البدن) کا تعلق فقہ سے نہیں ہے (بلکہ طب سے ہے) یعنی ان جیسے مسائل میں نصِ شرعی نہ ہونے کی بناء پر فقہاء کی آراء تشریحِ اعضاء کے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کی حالت میں کان میں دوا ڈالنے اور کان کی صفائی و دھلائی کرانے کی گنجائش ہے، اور ایسی صورت میں اس کا روزہ فاسد نہیں کہلائے گا۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بارے میں اطباء کی آراء سے ماخوذ یا ان پر مبنی ہیں (ماہنامہ البلاغ، کراچی، شمارہ رمضان ۱۴۲۲ھ / دسمبر ۲۰۰۱ء، صفحہ نمبر ۴۷)

ایک عرصہ سے تمام اطباء اور تشریحِ ابدان کے تمام ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ کان کے اندر سے دماغ تک کوئی راستہ موجود نہیں ہے، اور اس بات پر بھی سارے اطباء اور ماہرین متفق ہیں کہ عام صحت مند آدمی کے کان سے حلق تک بھی کوئی ایسا راستہ کھلا ہوا نہیں ہے کہ جس سے دوا یا پانی حلق میں خود بخود جا سکے، کیونکہ کان کے آخر میں ایک باریک مگر مضبوط پردہ ہے، جس نے حلق یا دماغ کی طرف جانے کا راستہ مسدود کیا ہوا ہے، اور عام حالات میں کان میں ڈالے جانے والی کوئی بھی دوا یا غذا حلق تک نہیں جاتی، الا یہ کہ کسی کے کان کا پردہ پھٹ جائے، یا کان کے پردہ میں واضح سوراخ ہو جائے، تو ایسی بیماری یا غیر معمولی صورتِ حال میں دوا اندرونی کان سے حلق کی طرف منتقل ہو سکتی ہے، ورنہ نہیں (ایضاً صفحہ نمبر ۴۸)

اور اندرونی کان سے مراد غالباً کان کا داخلی حصہ ہے، خواہ وہ درمیانی حصہ ہو، واللہ اعلم۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب تک کسی دلیل وعلامت سے کان کے پردہ کا پھٹا ہوا ہونا ثابت نہ ہو، اس وقت تک پھٹے ہوئے ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، کیونکہ اصل حالت پردہ کے سلامت ہونے کی ہے، اور پھٹا ہوا ہونا عارض ہے، جس کے لئے دلیل وعلامت درکار ہے، نیز یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اگر کان سے پیٹ کی طرف کوئی فطری راستہ موجود نہیں، تو کان کا پردہ پھٹ جانے کی صورت میں اُن حضرات کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہونا چاہئے، جو خلقی وفطری منفذ سے ہی روزہ ٹوٹنے کے قائل ہیں، کیونکہ پردہ پھٹنے کے بعد ظاہر ہے کہ یہ فطری وخلقی راستہ نہیں کہلائے گا۔ محمد رضوان۔

۱؎ اس بارے میں دارالعلوم کراچی کی مجلس تحقیق مسائلِ حاضرہ نے جو فیصلہ کیا اس کی عبارت یہ ہے کہ:

کان کے اندر پانی، تیل، یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، الا یہ کہ کسی شخص کے کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو اور وہ پانی، تیل یا دوا وغیرہ اس کے حلق تک پہنچ جائے۔ البتہ اس کے باوجود اگر کوئی شخص قدیم جمہور فقہاء کے قول کے مطابق خود احتیاط کرے اور روزہ کی حالت میں کان کے اندر دوا ڈالنے کے بجائے افطار کے بعد تیل یا دوا وغیرہ ڈالے تو اس کے لئے ایسا کرنا بلاشبہ بہتر اور شبہ سے بعید تر ہوگا۔

یہ تحریر مجلسِ تحقیق مسائلِ حاضرہ کے اجلاس منعقدہ ۲۰ شعبان ۱۴۲۲ھ بروز بدھ میں پڑھ کر سنائی گئی، اور ترمیم واضافہ کے بعد اس کو آخری شکل دیتے ہوئے مندرجہ ذیل تمام شرکاء نے اس کی تصدیق کی، اور اپنے دستخط ثبت فرمائے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم (۲) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم
(۳) حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم (۴) حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

شرم گاہ (قُبل ودُبر) کے راستے سے کوئی چیز اندر داخل کرنا

فقہائے کرام نے مقعد یعنی پاخانہ کے مقام سے کسی چیز کے اندر داخل ہونے کو جبکہ وہ حقنہ کے مقام سے اوپر پہنچ جائے، روزہ ٹوٹنے کا سبب قرار دیا ہے۔

حضرت ابنِ جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَطَاءٍ، كَرِهَ أَنْ يَّسْتَدْخِلَ الْإِنْسَانُ شَيْئًا فِيْ رَمَضَانَ بِالنَّهَارِ، فَإِنْ فَعَلَ فَلْيُبْدِلْ يَوْمًا، وَلَا يُفْطِرْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ (مصنف عبدالرزاق)[1]

ترجمہ: حضرت عطاء نے فرمایا کہ انسان کو رمضان میں دن کے وقت مقعد کے مقام سے کوئی چیز داخل کرنا مکروہ ہے، اگر اس نے یہ عمل کیا تو اسے چاہیے کہ وہ اس دن کے روزہ کی قضا کرے، اور اس دن بھی کھائے پئے نہیں (عبدالرزاق)

مسئلہ نمبر ۱...... مقعد (Anus) کے راستے میں حقنہ کا مقام وہ کہلاتا ہے، جہاں بعض بیماریوں کے موقع پر آنتوں کے لئے دوا پہنچائی جاتی ہے۔

اور بعض ماہرین وتجربہ کاروں کے نزدیک یہ مقام مقعد سے تقریباً چار انگل (یعنی ایک

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سکھروی مدظلہم (۵) حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب مدظلہم (۶) حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب مدظلہم (۷) حضرت مولانا مفتی اصغرعلی ربانی صاحب مدظلہم (۸) حضرت مولانا مفتی محمد کمال الدین صاحب مدظلہم (۹) حضرت مولانا تفضّل شاہ صاحب مدظلہم (۱۰) مولانا زبیر اشرف صاحب مدظلہٗ (۱۱) مولانا عمران اشرف صاحب مدظلہٗ (۱۲) مولانا یحییٰ صاحب مدظلہٗ (۱۳) مولانا عصمت اللہ صاحب مدظلہٗ (۱۴) مولانا حنیف خالد صاحب مدظلہٗ (۱۵) مولانا زبیر شمسی صاحب مدظلہٗ (۱۶) مولانا حسین احمد صاحب مدظلہٗ (۱۷) مولانا یعقوب صاحب مدظلہٗ (۱۸) مولانا افتخار بیگ صاحب مدظلہٗ (۱۹) مولانا حسان کلیم صاحب مدظلہٗ (۲۰) مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہٗ (۲۱) مولانا سلیمان لسپیا صاحب مدظلہٗ (۲۲) مولانا یاسر عرفات صاحب مدظلہٗ۔

(ماہنامہ البلاغ، کراچی، شمارہ رمضان ۱۴۲۲ھ/دسمبر ۲۰۰۱ء، صفحہ نمبر ۴۹، ۵۰)

[1] رقم الحديث ٧٤٧٧، كتاب الصيام، باب الحقنة في رمضان والرجل يصيب أهله.

مشت) اوپر واقع ہے (ملاحظہ ہو: مریض ومعالج کے اسلامی احکام، ص ۱۳۸، چوتھا ایڈیشن) ۱؎

مسئلہ نمبر۲...... بواسیر کے مسوں (Piles) کو (جن کا محل عموماً مقعد کی جگہ کا کنارہ ہوتا ہے) طہارت کے بعد اندر دبا دینا جائز ہے، کیونکہ یہ مسے عام طور پر حقنہ کے مقام تک نہیں پہنچتے (ایضاً صفحہ ۱۳۸)

مسئلہ نمبر۳...... مشہور ہے کہ اگر استنجے کا پانی خشک نہ کیا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، حالانکہ روزہ میں استنجے کا پانی خشک کرنا ضروری نہیں، البتہ اگر پانی حقنہ کی جگہ تک پہنچ جائے تو فقہائے کرام کے بقول روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر استنجے میں عموماً ایسا نہیں ہوتا۔ ۲؎

مسئلہ نمبر۴...... اگر مقعد (Anus) میں کوئی خشک چیز داخل کی، اور وہ اندر غائب نہیں ہوئی، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، مثلاً خشک انگلی داخل کی، یا کوئی اور چیز داخل کی، مگر اس کا ایک سِرا باہر رہا، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

لیکن اگر اس چیز پر پانی، تیل یا کوئی اور محلول لگا ہوا ہے، تو اس کے حقنہ کے مقام تک پہنچنے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ۳؎

۱؎ (قَوْلُهُ :حَتّٰى بَلَغَ مَوْضِعَ الْحُقْنَةِ) هِيَ دَوَاءٌ يُجْعَلُ فِي خَرِيطَةٍ مِنْ أُدُمٍ يُقَالُ لَهَا الْمِحْقَنَةُ مُغْرِبٌ ثُمَّ فِي بَعْضِ النُّسَخِ الْمُحْقَنَةُ بِالْمِيمِ وَهِيَ أَوْلَى قَالَ فِي الْفَتْحِ :وَالْحَدُّ الَّذِي يَتَعَلَّقُ بِالْوُصُولِ إِلَيْهِ الْفَسَادُ قَدْرُ الْمِحْقَنَةِ اهـ.أَيْ قَدْرُ مَا يَصِلُ إِلَيْهِ رَأْسُ الْمِحْقَنَةِ الَّتِي هِيَ آلَةُ الِاحْتِقَانِ وَعَلَى الْأَوَّلِ فَالْمُرَادُ الْمَوْضِعُ الَّذِي يَنْصَبُّ مِنْهُ الدَّوَاءُ إِلَى الْأَمْعَاءِ (رد المحتار ج۲،ص۳۹۷،بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُه)

حَتّٰى بَلَغَ مَوْضِعَ الْحُقْنَةِ أَفْطَرَهُ وَتَذَكُّرُ الصَّوْمِ شَرْطٌ فِي جَمِيعِ هَذِهِ الصُّوَرِ؛ لِأَنَّ النَّاسِيَ فِي جَمِيعِهَا لَيْسَ بِمُفْطِرٍ اتِّفَاقًا(مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، ج ۱ ص ۲۴۱ ،بَابُ مُوجِبِ الْفَسَادِ)

۲؎ وَفِي كِتَابِ الصَّوْمِ مِنْ الْخُلَاصَةِ :إِنَّمَا يُفْسِدُ إِذَا وَصَلَ إِلَى مَوْضِعِ الْحُقْنَةِ وَقَلَّمَا يَكُونُ ذٰلِكَ (فتح القدير، ج ۱ ص ۲۱۳ ،فَصْلٌ فِي الِاسْتِنْجَاءِ)

بالفرض کسی نے عام عادت کے مطابق استنجاء کیا، اور پھر باقی ماندہ تری خود بخود موضعِ حقنہ تک پہنچ جائے، تب بھی دفعِ حرج کی بناء پر روزہ فاسد نہیں ہونا چاہئے، جیسا کہ کلی کے بعد باقی ماندہ تری کے نگلنے سے روزہ دفعِ حرج کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتا، واللہ اعلم۔

۳؎ وَلَوْ طُعِنَ بِرُمْحٍ أَوْ أَصَابَهُ سَهْمٌ وَبَقِيَ فِي جَوْفِهِ فَسَدَ وَإِنْ بَقِيَ طَرَفُهُ خَارِجًا لَمْ يَفْسُدْ(تبيين الحقائق، ج ۱ ص ۳۳۰، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

ولايفسد عند الحنفية ، لعدم الاستقرار فيه، لان بقاء الطرف الآخر للمنظار والاصبع واللبوس بيد الطبيب يمنع استقرارها فيه، الا ان ينفصل منها شيئ ووصل الى قدر المحقنة واستقر فيه فيكون فى حكم الحقنة (ضابط المفطرات فى مجال التداوى، للشيخ المفتى محمد رفيع العثمانى، ص ۱۷۵، ۱۷۶)

آج کل مقعد یا آنتوں کی صفائی یا تشخیص وعلاج کے لئے بعض چیزیں یا آلات استعمال کیے جاتے ہیں ان کا حکم بھی خشک اور تر انگلی کی طرح ہے۔

مسئلہ نمبر۵...... عورت کی آگے والی شرم گاہ میں مثانہ کی طرف والے سوراخ یا رحم کی طرف والے سوراخ میں، اور اسی طرح مرد کے پیشاب والے سوراخ میں کوئی دوا وغیرہ داخل کی جائے، یا صفائی یا مخصوص تشخیص کے لئے عورت کی مخصوص شرم گاہ میں ہاتھ یا کوئی آلہ داخل کیا جائے، تو اس میں قدیم فقہاء کا اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیونکہ ان کی تحقیق کے مطابق ان مقامات سے غذا یا دوا معدہ وآنتوں تک نہیں پہنچتی، جبکہ بعض فقہاء کے نزدیک ان سوراخوں سے معدہ وآنتوں کی طرف منفذ اور غذائی راستہ موجود ہے، لہٰذا ان کے نزدیک تر چیز یا محلول کے داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ [1]

لیکن جدید ماہرین کی تحقیق کے مطابق مرد اور عورت کی پیشاب گاہ سے معدہ وآنتوں کی طرف راستہ موجود نہیں ہے، لہٰذا ان کی تحقیق کے مطابق عورت یا مرد کی آگے والی شرم گاہ یا

---

[1] احلیل یعنی مرد کے پیشاب والے سوراخ میں کوئی چیز ڈالنے سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک فاسد ہو جاتا ہے۔

اور عورت کی پیشاب گاہ کے بارے میں اختلاف ہے، مشائخ نے اصح اس کو قرار دیا ہے کہ بلا خلاف فاسد ہو جاتا ہے۔

(وَكَذَا لَوْ صُبَّ فِي إِحْلِيلِهِ دُهْنٌ أَوْ غَيْرُهُ لا يَفْسُدُ) عِنْدَ الْإِمَامِ (خِلَافًا لِأَبِي يُوسُفَ) فَإِنَّهُ قَالَ يُفْطِرُ وَقَوْلُ مُحَمَّدٍ مُضْطَرِبٌ.

وَفِي التَّبْيِينِ وَغَيْرِهِ وَالْأَظْهَرُ مَعَ الْإِمَامِ وَهَذَا الِاخْتِلَافُ مَبْنِيٌّ عَلَى أَنَّهُ هَلْ بَيْنَ الْمَثَانَةِ وَالْجَوْفِ مَنْفَذٌ وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ لا مَنْفَذَ لَهُ وَإِنَّمَا يَجْتَمِعُ الْبَوْلُ فِيهَا بالتَّرْشِيحِ :كَمَا يَقُولُ الْأَطِبَّاءُ هَذَا فِيمَا وَصَلَ إِلَى الْمَثَانَةِ فَإِنْ لَمْ يَصِلْ بِأَنْ كَانَ فِي قَصَبَةِ الذَّكَرِ لا يُفْطِرُ اتِّفَاقًا وَالْإِفْطَارُ فِي أَقْبَالِ النِّسَاءِ قَالُوا أَيْضًا عَلَى هَذَا الِاخْتِلَافِ لَكِنَّ الْأَصَحَّ يَفْسُدُ بِلَا خِلَافٍ كَمَا فِي أَكْثَرِ الْمُعْتَبَرَاتِ،وَلَوْ وَضَعَتْ قُطْنَةً فَانْتَهَتْ إِلَى الْفَرْجِ الدَّاخِلِ وَهُوَ الرَّحِمُ فَسَدَ(مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر،ج ۱ ص ۲۴۵، كِتَابُ الصَّوْمِ،بَابُ مُوجَبِ الْفَسَادِ)

وَأما فِي الإقطار من الإحليل فَلَا يفُسد الصَّوْم عِنْد أبي حنيفَة وَعِنْدَهُمَا يفُسد وَهَذَا لَيْسَ بِخِلَاف من حَيْثُ الْحَقِيقَة لِأَنَّهُ لَو وصل إِلَى الْجوف يفُسد بِالْإِجْمَاع وَلَو لم يصل لَا يفُسد بِالْإِجْمَاع إِلَّا أَنَّهُمَا أخذا بِالظَّاهِرِ فَإِن الْبَوْل يخرج مِنْهُ فَيكون لَهُ منفذ وَأَبُو حنيفَة يَقُول لَيْسَ لَهُ منفذ وَإِنَّمَا الْبَوْل يترشح مِنْهُ كَمَا يترشح المَاء من الْكوز الْجَدِيد وَالْبَوْل(تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج ۱ ص ۳۵۵، كتاب الصَّوْم)

پیشاب گاہ میں کوئی چیز داخل کرنے اور مثانہ ورحم کی تشخیص وصفائی کے لئے کوئی آلہ داخل کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، خواہ وہ چیز تر ہو یا خشک، اور خواہ اس کا سرا باہر ہو یا نہ ہو۔

پس عام حالات میں تو اختلاف سے بچنے کے لئے پیشاب گاہ میں کوئی چیز داخل کرنے سے روزہ کی حالت میں بچنا چاہئے، اور بوقتِ ضرورت ومجبوری جدید ماہرین کی تحقیق کے پیشِ نظر عمل کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ [1]

---

[1] ومنها ما فی نفوذها وعدم نفوذها الی الجوف المعتبر خفاء ،فالجزم فیها بانها نافذة الیه اولا،لیس فی الاصل من باب الفقه ،لانه من باب الطب وتشریح الابدان، کما صرح به غیر واحد من الفقهاء، کالسرخسی فی المبسوط، والمرغینانی فی الهدایة، وابن الهمام فی فتح القدیر، وابن نجیم فی البحر الرائق، وقد مرت عباراتهم فی بحث الجوف برقم ۵،۸، ۹،۱۰ ،فلا بد فیها من الاعتماد علی اهل الطب وخبرائه، کما یظهر من عبارات الفقهاء المارة والآتیة ، فان ”لکل فن رجال“ (ضابط المفطرات فی مجال التداوی، للشیخ المفتی محمد رفیع العثمانی، ص۵۴،الباب الثانی،الفصل الاول)

واما الاحلیل فلا یفسد الصوم بادخال شیئ فیه کالماء والدواء وکالماصة الطبیة(Catheter) وهی انبویه تدخل فی المسالک البولیة لافراغ المثانة(Catherization) عند الحنفیة والمالکیة والحنابلة وان وصل الی المثانة (ضابط المفطرات فی مجال التداوی، للشیخ المفتی محمد رفیع العثمانی، ص۱۷۶)

بعد اطلاعه علی البحوث المقدمة فی موضوع المفطرات فی مجال التداوی، والدراسات والبحوث والتوصیات الصادرة عن الندوة الفقهیة الطبیة التاسعة التی عقدتها المنظمة الإسلامیة للعلوم الطبیة، بالتعاون مع المجمع وجهات أخری، فی الدار البیضاء بالمملکة المغربیة، فی الفترة من ۹إلی ۱۲ صفر۱۴۱۸ هـ(الموافق ۱۴ـ۱۷ یونیو۱۹۹۷م) واستماعه للمناقشات التی دارت حول الموضوع بمشارکة الفقهاء والأطباء ، والنظر فی الأدلة من الکتاب والسنة، وفی کلام الفقهاء .قرر ما یلی:أولاً :الأمور الآتیة لا تعتبر من المفطرات:............

(۳) ما یدخل المهبل من تحامیل (لبوس)أو غسول، أو منظار مهبلی، أو إصبع للفحص الطبی.

(۴)إدخال المنظار أو اللولب ونحوهما إلی الرحم.

(۵)ما یدخل الإحلیل -أی مجری البول الظاهر للذکر والأنثی -من قثطرة (أنبوب دقیق) أو منظار، أو مادة ظلیلة علی الأشعة، أو دواء ، أو محلول لغسل المثانة (مجلة مجمع الفقه الإسلامی، ج۱۰ ص۹۱۶ ، مقالة :المفطرات)

المبحث الخامس:ما یدخل إلی الجسم عن طریق المهبل.

وفیه مسائل:المسألة الأولی :الغسول المهبلی (دوش مهبلی)

یعرف حکم هذه المسألة بمعرفة حکم دخول شیء للمهبل عند الفقهاء المتقدمین، وقد اختلفوا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

غسل، جسم کی مالش، انجکشن، ڈرپ وغیرہ لگوانے کے احکام

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی سند سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهِ الْمَاءَ، وَهُوَ صَائِمٌ مِّنَ الْعَطَشِ، أَوْ مِنَ الْحَرِّ(سنن أبی داود) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ’’عرج‘‘ (نامی مقام) میں دیکھا کہ آپ روزہ سے تھے، اور اپنے سر پر پیاس یا گرمی کی وجہ سے پانی ڈال رہے تھے (ابوداؤد)

امُّ المومنین حضرت عائشہ اور حضرت امِّ سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

على قولين:القول الأول :ذهب المالكية، والحنابلة، إلى أن المرأة إذا قطرت فى قبلها مائعاً لا تفطر بذلك.الأدلة(۱)أن فرج المرأة ليس متصلاً بالجوف (۲)أن مسلك الذكر من فرج المرأة فى حكم الظاهر.

القول الثانى :ذهب الأحناف، والشافعية، إلى أن دخول المائع إلى قبل المرأة يفطر.الدليل :أن لمثانتها منفذاً يصل إلى الجوف، كالإقطار فى الأذن.

القول المختار :بنى الأحناف والشافعية قولهم بالتفطير على وصول المائع إلى الجوف عن طريق قبل المرأة، كما علل به فى بدائع الصنائع، وهو أمر مخالف لما ثبت فى الطب الحديث، حيث دل على أنه لا منفذ بين الجهاز التناسلى للمرأة وبين جوفها، ولذلك فليس هناك فى الحقيقة ما يوجب التفطير، حتى على مذهب الأحناف والشافعية، إنطلاقاً من تعليلهم.

فالقول الأقرب هو عدم التفطير بالغسول المهبلى مطلقاً، وليس فى النصوص ما يدل على التفطير، كل ما جاء فى النصوص فيما يتعلق بالمهبل من المفطرات هو الجماع، ولا علاقة له لا شرعاً، ولا لغةً، ولا عرفاً بالغسول المهبلى(مفطرات الصيام المعاصرة ،المبحث الخامس،ما يدخل إلى الجسم عن طريق المهبل)

[1] رقم الحديث ۲۳۶۵، رقم الحديث ۲۳۶۵،كتاب الصوم،باب الصائم يصب عليه الماء من العطش ويبالغ فى الاستنشاق،مسند احمد رقم الحديث ۲۳۲۲۳)

فى حاشية مسند احمد:إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير صحابيه .

مِنْ أَهْلِهٖ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ، وَيَصُوْمُ (بخاری) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں فجر ہو جاتی تھی کہ آپ اپنی زوجہ مطہرہ کی وجہ سے (رات کو) جنبی ہو جاتے تھے، پھر (طلوعِ فجر کے بعد) آپ غسل کرتے تھے، اور آپ روزہ سے ہوتے تھے (بخاری، ترمذی)

اور امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِيْ رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ، مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ، فَيَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ (مسلم) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان میں طلوعِ فجر اس حال میں ہو جاتی تھی کہ آپ جنبی ہوتے تھے، احتلام کے بغیر، پھر آپ غسل کرتے تھے اور اسی حال میں روزہ رکھتے تھے (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

أَصْبِحُوْا مُتَدَهِّنِيْنَ صُيَّامًا (المعجم الكبير للطبرانی) [۳]

ترجمہ: تم روزہ کی حالت میں صبح تیل لگانے کی حالت میں کرو (طبرانی)

حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَهُوَ صَائِمٌ يَبُلُّ الثَّوْبَ ، ثُمَّ يُلْقِيْهِ عَلَيْهِ (مصنف ابنِ ابی

---

[۱] رقم الحديث ۱۹۲۶، كتاب الصوم، باب الصائم يصبح جنبا،، واللفظ لهٗ، سنن الترمذی، رقم الحديث ۷۷۹.

قال الترمذی: حَدِيْثُ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَغَيْرِهِمْ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، "وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنَ التَّابِعِينَ :إِذَا أَصْبَحَ جُنُبًا يَقْضِي ذَلِكَ اليَوْمَ، وَالقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ (سنن الترمذی)

[۲] رقم الحديث ۱۱۰۹ "۷۶" كتاب الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب.

[۳] رقم الحديث ۹۲۰۸، ج۹ص ۲۴۶، باب العين.

قال الهيثمی: رواه الطبرانی، ورجاله رجال الصحيح إلا أنی لم أجد لأبی حصين من ابن مسعود سماعا (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۹۷۴، باب الدهن للصائم)

شیبة) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کو روزہ کی حالت میں دیکھا کہ آپ نے کپڑا بھگویا، پھر اپنے اوپر ڈالا (ابنِ ابی شیبہ)

اس قسم کے اور بھی آثار و روایات ہیں۔ [2]

غسل کرنے، سر پر پانی ڈالنے، تیل کی مالش کرنے اور جسم پر بھیگا ہوا کپڑا ڈالنے سے مسامات کے ذریعے سے پانی اور تیل جسم کے اندر داخل ہو جاتا ہے، لیکن شریعت نے اس سے منع نہیں کیا۔

جس سے معلوم ہوا کہ جسم کے مسامات کے واسطہ سے پانی یا کوئی دوسری چیز جسم کے اندر داخل ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [3]

اس تمہید کے بعد اس سلسلہ میں فقہائے کرام کے بیان کردہ چند مسائل ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ نمبر ۱...... غسل کرنے، کپڑا بھگو کر سر یا بدن پر لپیٹنے یا ڈالنے، سر، داڑھی، مونچھوں اور بدن کے کسی دوسرے حصہ پر تیل لگانے، اور مالش کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [4]

---

[1] رقم الحدیث ۹۳۰۳ کتاب الصیام، باب مَا ذُكِرَ فِي الصَّائِمِ يَتَلَذَّذُ بِالْمَاءِ.

[2] عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ، قَالَ : كَانَ ابْنُ سِيرِينَ لا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَبُلَّ الثَّوْبَ ، ثُمَّ يُلْقِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۹۳۰۵ ، باب مَا ذُكِرَ فِي الصَّائِمِ يَتَلَذَّذُ بِالْمَاءِ)

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ ؛ أَنَّهُ كَانَ يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ ، وَيُرَوِّحُ عَنْهُ وَهُوَ صَائِمٌ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ ، أَوْ يَوْمَ عَرَفَةَ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۹۳۰۶)

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ ، قَالَ : رَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الأَسْوَدِ يَنْقَعُ رِجْلَيْهِ فِي الْمَاءِ وَهُوَ صَائِمٌ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۹۳۰۷)

[3] (قَوْلُهُ أَوْ ادَّهَنَ أَوِ احْتَجَمَ أَوِ اكْتَحَلَ أَوْ قَبَّلَ) أَيْ لَا يُفْطِرُ ؛ لِأَنَّ الِادِّهَانَ غَيْرُ مُنَافٍ لِلصَّوْمِ، وَلِعَدَمِ وُجُودِ الْمُفْطِرِ صُورَةً وَمَعْنًى وَالدَّاخِلُ مِنْ الْمَسَامِّ لَا مِنْ الْمَسَالِكِ فَلَا يُنَافِيهِ كَمَا لَوْ اغْتَسَلَ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ، وَوَجَدَ بَرْدَهُ فِي كَبِدِهِ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲ ص۲۹۳، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَمَا لَا يُفْسِدُهُ)

[4] وَكَذَا لَا تُكْرَهُ حِجَامَةٌ وَتَلَفُّفٌ بِثَوْبٍ مُبْتَلٍّ وَمَضْمَضَةٌ أَوِ اسْتِنْشَاقٌ أَوِ اغْتِسَالٌ لِلتَّبَرُّدِ عِنْدَ الثَّانِي وَبِهِ يُفْتَى شُرُنْبُلَالِيَّةٌ عَنْ الْبُرْهَانِ (الدر المختار)

(قَوْلُهُ : وَمَضْمَضَةٍ أَوِ اسْتِنْشَاقٍ) أَيْ لِغَيْرِ وُضُوءٍ أَوِ اغْتِسَالٍ نُورُ الْإِيضَاحِ (قَوْلُهُ : لِلتَّبَرُّدِ) رَاجِعٌ لِقَوْلِهِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۲...... کسی قسم کا انجکشن، یا ٹیکہ لگوانے، خون یا گلوکوز چڑھوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، خواہ وہ رگ کے ذریعہ سے ہو، یا گوشت وپٹھے کے ذریعہ سے۔

البتہ بغیر سخت ضرورت ومجبوری کے روزہ کی حالت میں گلوکوز یا خون چڑھوانا یا طاقت کا انجکشن لگوانا مکروہ ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَتَلَفُّفِ وَمَا بَعْدَهُ (قَوْلُهُ :وَبِهِ يُفْتَى) ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ ، وَهُوَ صَائِمٌ مِنْ الْعَطَشِ أَوْ مِنْ الْحَرِّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُد وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا -يَبُلُّ الثَّوْبَ وَيَلُفُّهُ عَلَيْهِ وَهُوَ صَائِمٌ وَلِأَنَّ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ فِيهَا عَوْنٌ عَلَى الْعِبَادَةِ وَدَفْعُ الضَّجَرِ الطَّبِيعِيِّ وَكَرِهَهَا أَبُو حَنِيفَةَ لِمَا فِيهَا مِنْ إظْهَارِ الضَّجَرِ فِي الْعِبَادَةِ؛ كَمَا فِي الْبُرْهَانِ إمْدَادٌ(ردالمحتار، ج۲ص۴۱۹، باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

وَمَا يَدْخُلُ مِنْ مَسَامِّ الْبَدَنِ مِنَ الدُّهْنِ لَا يُفْطِرُ هَكَذَا فِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ(الفتاوىٰ الهندية، ج۱ص۲۰۳، كتاب الصوم، الباب الرابع، النوع الاول)

[1] انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس لئے کہ انجکشن کے ذریعہ جو دوا رگوں یا گوشت میں پہنچائی جاتی ہے، وہ کسی ایسے منفذ اور راستے سے نہیں جاتی، جس کا شریعت اعتبار کرتی ہو۔

البتہ روزہ جہاں عبادت ہے وہاں اس سے یہ بھی مقصود ہے کہ روزہ کی حالت میں بھوکا پیاسا رہ کر نفس پر قابو حاصل ہو اور تقویٰ حاصل ہونے میں مدد ملے اور تھوڑی بہت کمزوری کو طاقت کی ڈرپ یا ٹیکہ سے ختم کر دیا جائے تو روزہ کی حکمت متاثر ہو جاتی ہے، لہٰذا عام حالات میں صرف طاقت حاصل کرنے اور معمولی کمزوری (جو عموماً روزہ سے ہر ایک کو ہی محسوس ہوتی ہے) دور کرنے کے لئے ٹیکہ یا ڈرپ لگوانا مکروہ ہے، البتہ مخصوص حالات یا غیر معمولی کمزوری میں اس کی کراہت نہ ہوگی۔

اور جو حضرات طاقت کے ٹیکہ یا ڈرپ لگوانے کو روزہ کے لئے اس بناء پر مفسد قرار دیتے ہیں کہ اس سے بھوک، پیاس مٹ جاتی ہے، تو یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ بھوک اور پیاس روزہ کی علت نہیں، بلکہ حکمت ہے، اور حکمت پر حکم کا دارومدار نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی شخص کو روزہ رکھنے کے بعد بالکل بھوک اور پیاس نہ لگے، تب بھی اس کا روزہ درست ہو جاتا ہے، اور اس کے برعکس اگر کوئی روزہ کی نیت کے بغیر لمبے وقت تک بھوکا پیاسا رہے، اور خوب بھوک اور پیاس برداشت کرے، تب بھی اس کا روزہ درست نہیں ہوتا۔

بعد اطلاعه على البحوث المقدمة فى موضوع المفطرات فى مجال التداوى، والدراسات والبحوث والتوصيات الصادرة عن الندوة الفقهية الطبية التاسعة التى عقدتها المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية، بالتعاون مع المجمع وجهات أخرى، فى الدار البيضاء بالمملكة المغربية، فى الفترة من ۹إلى ۱۲صفر۱۴۱۸هـ (الموافق ۱۴۔۱۷ ايونيو۱۹۹۷م) ، واستماعه للمناقشات التى دارت حول الموضوع بمشاركة الفقهاء والأطباء، والنظر فى الأدلة من الكتاب والسنة، وفى كلام

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۳...... اگر کسی روزہ دار کو کوئی زہریلا جانور کاٹ لے، مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ، اور اس کے جسم میں زہر داخل ہو جائے، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سر اور پیٹ کے زخم (آمّہ وجائفہ) سے کوئی چیز اندر داخل ہونا

فقہائے کرام کے درمیان یہ مسئلہ زیرِ بحث آیا ہے کہ اگر کسی کے سر یا پیٹ میں زخم ہو، اور اس زخم سے کوئی دوا اندر داخل کی جائے، تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

سر کے زخم کو انہوں نے آمّہ اور پیٹ کے زخم کو جائفہ کے نام سے تعبیر کیا ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر کوئی ایسی دوا سر یا پیٹ کے زخم میں داخل کی جائے، جو دماغ یا پیٹ میں پہنچ جائے، تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک زخم کے سوراخ سے اندر داخل ہونے والی دوا وغیرہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ زخم کا سوراخ غذا و دوا کے داخل ہونے کے لئے فطری اور خلقی راستہ نہیں ہے، اس لئے اس کی مثال جسم میں پائے جانے والے مسامات کی طرح ہے، اور مسامات کے ذریعہ سے کسی چیز کے اندر داخل ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الفقهاء .قرر ما يلي:أولاً :الأمور الآتية لا تعتبر من المفطرات:............

(۸)الحقن العلاجية الجلدية أو العضلية أو الوريدية، باستثناء السوائل والحقن المغذية......

(۱۰)غازات التخدير (البنج) ما لم يعط المريض سوائل (محاليل) مغذية.

(۱۱)ما يدخل الجسم امتصاصاً من الجلد؛ كالدهونات والمراهم واللصقات العلاجية الجلدية المحملة بالمواد الدوائية أو الكيميائية.

(۱۲)إدخال قثطرة (أنبوب دقيق) فى الشرايين لتصوير أو علاج أوعية القلب أو غيره من الأعضاء .

(۱۳)إدخال منظار من خلال جدار البطن لفحص الأحشاء أو إجراء عملية جراحية عليها.

(۱۴)أخذ عينات (خزعات) من الكبد أو غيره من الأعضاء ، ما لم تكن مصحوبة بإعطاء محاليل.

(مجلة مجمع الفقه الإسلامي، ج۱۰ ص ۹۱۹، مقالة :المفطرات)

[1] دلائل کے لحاظ سے صاحبین کا قول راجح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اگر خلقی وفطری راستہ کی قید نہ لگائی جائے، تو مسامات کے ذریعہ سے بھی روزہ فاسد ہونا چاہئے، بالخصوص انجکشن کے ذریعہ سے روزہ فاسد ہونا چاہئے، کیونکہ انجکشن کے ذریعہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور یہ بات پہلے ذکر کی جاچکی ہے کہ دماغ میں کسی چیز کے داخل ہونے سے روزہ ٹوٹنے کی بنیادی وجہ یہ سمجھنا ہے کہ دماغ سے پیٹ کی طرف کوئی منفذ اور معتبر راستہ موجود ہے۔ [1]

جبکہ موجودہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ دماغ سے پیٹ کی طرف ایسا راستہ موجود نہیں، لہٰذا سر کے زخم سے داخل ہونے والی دوا سے روزہ نہیں ٹوٹنا چاہئے۔

پس اختلاف سے بچنے کے لئے عام حالات میں تو (جبکہ کوئی ضرورت ومجبوری نہ ہو) روزہ میں سر اور پیٹ کے زخم میں کوئی ایسی دوا ڈالنے سے پرہیز کرنا چاہئے، جو دماغ یا پیٹ تک پہنچ جائے، البتہ اگر کسی وقت روزہ کی حالت میں علاج معالجہ یا درپیش تکلیف کے ازالہ کے لئے کوئی ضرورت پیش آجائے، تو سر اور پیٹ کے زخم سے دوا ڈالنے کی گنجائش ہے، اور ایسی صورت میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے پیشِ نظر روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سے جو دوا اندر جاتی ہے، وہ صرف مسامات کے ذریعہ سے نہیں جاتی، بلکہ اس کی سوئی خود اپنا راستہ بناتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر سوئی کے بغیر وہ دوا جلد کے مسامات پر رکھ دی جائے، تو وہ خود سے اندر داخل نہ ہوگی، اور سوئی کے ذریعہ سے جو راستہ بنتا ہے، اس میں سے عموماً قدرے خون بھی برآمد ہوتا ہے، جو تازہ زخم کے مشابہ ہے، لہٰذا اگر کسی کے پیٹ یا جسم کے ایسے حصہ میں انجکشن لگایا جائے کہ جس کی دوا معدہ یا آنتوں تک پہنچ جائے، بالخصوص جبکہ سوئی کا کنارہ وہاں تک پہنچ جائے، تو امام صاحب کے قول کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے روزہ فاسد ہونا چاہئے، جبکہ صاحبین کے قول کے مطابق روزہ فاسد نہیں ہوگا، اور ہمارے نزدیک صاحبین کا قول ہی راجح ہے۔ محمد رضوان۔

[1] وَقَوْلُهُ :إلَى جَوْفِهِ عَائِدٌ إلَى الْجَائِفَةِ وَقَوْلُهُ إلَى دِمَاغِهِ عَائِدٌ إلَى الْآمَّةِ، وَفِي التَّحْقِيقِ أَنَّ بَيْنَ الْجَوْفَيْنِ مَنْفَذًا أَصْلِيًّا فَمَا وَصَلَ إلَى جَوْفِ الرَّأْسِ يَصِلُ إلَى جَوْفِ الْبَطْنِ كَذَا فِي النِّهَايَةِ وَالْبَدَائِعِ وَلِهَذَا لَوِ اسْتَعَطَ لَيْلًا، وَوَصَلَ إلَى الرَّأْسِ ثُمَّ خَرَجَ نَهَارًا لَا يَفْسُدُ كَمَا قَدَّمْنَاهُ، وَعَلَّلَهُ فِي الْبَدَائِعِ بِأَنَّهُ لَمَّا خَرَجَ عُلِمَ أَنَّهُ لَمْ يَصِلْ إلَى الْجَوْفِ أَوْ لَمْ يَسْتَقِرَّ فِيهِ(البحر الرائق، ج۲ ص۳۰۰، باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

[2] وَأما الْجَائِفَة وَالْأمة إِذا داووهما فَإِن كَانَ الدَّوَاء يَابسا فَلَا يفْسد لِأَنَّهُ لَا يصل إِلَى الْجوف،وَأما إِذا كَانَ رطبا فيفسد عِنْد أبي حنيفَة وَعِنْدهمَا لَا يفْسد.فَأَبُو حنيفَة اعْتبر ظَاهر الْوُصُول بوصول المغذى إِلَى الْجوف حَقِيقَة،وهما يعتبران الْوُصُول بالمخارق الْأَصْلِيّ لَا غير ويقولان فِي الْمخَارِق الْأَصْلِيَّة يتَيَقَّن الْوُصُول فَأَما فِي الْمخَارِق الْعَارِض فيحْتَمل الْوُصُول إِلَى الْجوف وَيحْتَمل الْوُصُول إِلَى موضِع آخر لَا إِلَى مَحل الْغذَاء والدواء فَلَا يفْسد الصَّوْم مَعَ الشَّك وَالِاحْتِمَال وَأَبُو حنيفَة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

روزہ میں جسم سے خون نکلوانے اور نکلنے کے احکام

پہلے زمانہ میں پچھنے لگوانے کا رواج تھا، اور پچھنے لگوانے میں جسم سے غیر ضروری یا فاسد خون خارج کیا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض موقعوں پر روزہ کی حالت میں پچھنے لگوانے سے منع فرمایا، مگر محدثین وفقہائے کرام کے بقول اس کی وجہ یہ تھی کہ کہیں روزہ دار کو اس کی وجہ سے کمزوری واقع نہ ہوجائے، جس کے نتیجہ میں اسے بعد میں روزہ توڑنا نہ پڑجائے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يَقُول الْوُصُول إِلَى الْجوف ثَابت ظَاهرا فَكفى لوُجُوب الْقَضَاء احْتِيَاطًا (تحفة الفقهاء ج ١ ص ٣٥٦، كتاب الصوم)

وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٌ :لَا يَفْسُدُ الصَّوْمُ فِي الْجَائِفَةِ وَالْآمَّةِ؛ لِأَنَّ الشَّرْطَ عِنْدَهُمَا الْوُصُولُ مِنْ مَنْفَذٍ أَصْلِيٍّ، وَلِعَدَمِ التَّيَقُّنِ بِالْوُصُولِ لِاحْتِمَالِ ضِيقِ الْمَنْفَذِ وَانْسِدَادِهِ بِالدَّوَاءِ وَصَارَ كَالْيَابِسِ، وَلَهُ أَنَّ رُطُوبَةَ الدَّوَاءِ إِذَا اجْتَمَعَتْ مَعَ رُطُوبَةِ الْجِرَاحَةِ ازْدَادَ سَيَلَانًا إِلَى الْبَاطِنِ فَيَصِلُ، بِخِلَافِ الْيَابِسِ لِأَنَّهُ يُنَشِّفُ الرُّطُوبَةَ فَيَنْسَدُّ فَمُ الْجِرَاحَةِ .قَالَ مَشَايِخُنَا :وَالْمُعْتَبَرُ عِنْدَهُ الْوُصُولُ حَتَّى لَوْ عَلِمَ بِوُصُولِ الْيَابِسِ فَسَدَ، وَلَوْ عَلِمَ بِعَدَمِ وُصُولِ الرَّطِبِ لَا يَفْسُدُ(الاختيار لتعليل المختار، ج ١ ص ١٣٢، فصل من افطر عامدا فى رمضان)

أما إذا شك فى وصول الدواء إلى الجوف، فعند الحنفية بعض التفصيل والخلاف، فإن كان الدواء رطبا، فعند أبى حنيفة الظاهر هو الوصول، لوجود المنفذ إلى الجوف، وهو السبب، فيبنى الحكم على الظاهر، وهو الوصول عادة، وقال الصاحبان :لا يفطر، لعدم العلم به، فلا يفطر بالشك، فهما يعتبران المخارق الأصلية؛ لأن الوصول إلى الجوف من المخارق الأصلية متيقن به، ومن غيرها مشكوك به، فلا نحكم بالفساد مع الشك .وأما إذا كان الدواء يابسا، فلا فطر اتفاقا؛ لأنه لم يصل إلى الجوف ولا إلى الدماغ .لكن قال البابرتى :وأكثر مشايخنا على أن العبرة بالوصول، حتى إذا علم أن الدواء اليابس وصل إلى جوفه، فسد صومه، وإن علم أن الرطب لم يصل إلى جوفه، لم يفسد صومه عنده، إلا أنه ذكر الرطب واليابس بناء على العادة،وإذا لم يعلم يقينا فسد عند أبى حنيفة، نظرا إلى العادة، لا عندهما ،ومذهب المالكية عدم الإفطار بمداواة الجراح، وهو اختيار الشيخ تقى الدين .قال المرداوى :واختار الشيخ تقى الدين عدم الإفطار بمداواة جائفة ومأمومة ، قال ابن جزى :أما دواء الجرح بما يصل إلى الجوف، فلا يفطر ،وقال الدردير، معللا عدم الإفطار بوضع الدهن على الجائفة، والجرح الكائن فى البطن الواصل للجوف :لأنه لا يصل لمحل الطعام والشراب، وإلا لمات من ساعته(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٨، ص٣٨، مفسدات الصوم، مداواة الآمة والجائفة والجراح)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس کا بعض روایات میں ذکر بھی پایا جاتا ہے، اس لئے روزہ کی حالت میں پچھنے لگوانے اور جسم سے خون نکلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَكُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ، وَزَادَ شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری) [1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا تم روزہ دار کے لئے پچھنے لگوانے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مکروہ سمجھتے تھے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں، مگر کمزوری ہوجانے کی وجہ سے (مکروہ سمجھتے تھے) (بخاری)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِحْتَجَمَ صَائِمًا (مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۹۴) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے (مسند احمد)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بعد اطلاعه على البحوث المقدمة فى موضوع المفطرات فى مجال التداوى، والدراسات والبحوث والتوصيات الصادرة عن الندوة الفقهية الطبية التاسعة التى عقدتها المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية، بالتعاون مع المجمع وجهات أخرى، فى الدار البيضاء بالمملكة المغربية، فى الفترة من ۹إلى ۱۲ صفر ۱۴۱۸ هـ (الموافق ۱۴ـ۱۷ يونيو ۱۹۹۷م) واستماعه للمناقشات التى دارت حول الموضوع بمشاركة الفقهاء والأطباء، والنظر فى الأدلة من الكتاب والسنة، وفى كلام الفقهاء .قرر ما يلى:أولاً :الأمور الآتية لا تعتبر من المفطرات:............

(۱۶)دخول أى أداة أو مواد علاجية إلى الدماغ أو النخاع الشوكى.

(مجلة مجمع الفقه الإسلامى، ج۱۰ ص ۶۱۹، مقالة :المفطرات)

[1] رقم الحديث ۱۹۴۰، كتاب الصوم، باب الحجامة والقيء للصائم.

[2] فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ (سنن الدار قطني، رقم الحديث ٢٢٦٢، كتاب الصيام، باب القبلة للصائم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کو پچھنے لگوانے کی اجازت دی (دارقطنی)

حضرت ابوظبیان سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؛ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ ، قَالَ: اَلْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ ، وَلَيْسَ مِمَّا يَخْرُجُ (مُصنف ابن أبي شيبة) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے روزہ دار کے لئے پچھنے لگوانے کے بارے میں فرمایا کہ روزہ داخل ہونے والی چیز سے ٹوٹتا ہے، باہر نکلنے والی چیز سے نہیں ٹوٹتا (اور پچھنے لگوانے میں خون باہر نکلتا ہے، کوئی چیز اندر داخل نہیں ہوتی، اس لئے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا) (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ سَعْدًا، وَابْنَ عُمَرَ، كَانَا يَحْتَجِمَانِ وَهُمَا صَائِمَانِ (المؤطا للامام محمد، رقم الحديث ٣٥٦، ابواب الصيام، باب الحجامة للصائم)

ترجمہ: حضرت سعد اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما روزہ کی حالت میں پچھنے لگوایا کرتے تھے (مؤطا امام محمد)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ پچھنے لگوانے اور جسم کا خون نکلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر کسی کو کمزوری کا خوف ہو، اور اس کی وجہ سے بعد میں روزہ توڑنے کی نوبت آسکتی ہو، یا سخت مشکل پیش آتی ہو، تو پھر روزہ کی حالت میں یہ مکروہ عمل ہے۔ [3]

---

[1] قال الدارقطني: كُلُّهُم ثِقَاتٌ ,وَرَوَاهُ الْأَشْجَعِيُّ أَيْضًا وَهُوَ مِنَ الثِّقَاتِ(حواله بالا)

[2] رقم الحديث ٩٤١١، كتاب الصيام،باب من رخص للصائم أن يحتجم.

[3] قال محمد :لا بأس بالحجامة للصائم وإنما كرهت من أجل الضعف فإذا أمن ذلك فلا بأس وهو قول أبي حنيفة -رحمه الله(المؤطا للامام محمد، تحت رقم الحديث ٣٥٦)

اس تفصیل کی روشنی میں مندرجہ ذیل مسائل کا حکم بھی معلوم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ نمبر۱...... شوگر یا دوسری بیماری کی تشخیص وچیک کی غرض سے جسم سے خون نکلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ نمبر۲...... جسم کے کسی حصہ میں چوٹ لگ گئی، اور اس سے خون نکل گیا، تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ نمبر۳...... ناک سے نکسیر پھوٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، جبکہ ناک سے نکلنے والے خون کو پیٹ میں نہ لے جائے، اور اگر منہ میں داخل ہو، تو اسے باہر نکال دے۔ [۱]

مسئلہ نمبر۴...... اگر کسی زخم سے خون کے بجائے پیپ اور پانی کا مواد خارج ہو، اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [۲]

مسئلہ نمبر۵...... بچے کو پستان سے دودھ پلانے یا چھاتی سے کسی طرح دودھ خارج کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [۳]

---

[۱] خروج الدم من البدن لا يفوت ركن الصوم ولا يحصل به اقتضاء الشهوة وبقاء العبادة ببقاء ركنها (المبسوط للسرخسي، ج۳ص۵۷، كتاب الصوم)

لَوْ وَصَلَ لِحَلْقِهِ دُمُوعُهُ أَوْ عَرَقُهُ أَوْ دَمُ رُعَافِهِ أَوْ مَطَرٌ أَوْ ثَلْجٌ فَسَدَ صَوْمُهُ لِتَيَسُّرِ طَبْقِ الْفَمِ وَفَتْحِهِ أَحْيَانًا مَعَ الِاحْتِرَازِ عَنِ الدُّخُولِ (البحر الرائق، ج۲ص۲۹۴، باب مايفسد الصوم وما لايفسده)

قال البرزلي: من رعف فأمسک أنفه فخرج الدم من فيه ولم يرجع إلى حلقه فلا شيء عليه؛ لأن منفذ الأنف إلى الفم دون الجوف، فهو ما لم يصل إلى الجوف لا شيء فيه، انتهى(مواهب الجليل فى شرح مختصر خليل، ج۲ص۴۲۵، كتاب الصيام، باب مايثبت به رمضان)

ذهب الحنفية والمالكية إلى أن من رعف فأمسک أنفه فخرج الدم من فيه ولم يرجع إلى حلقه فلا شيء عليه؛ لأن منفذ الأنف إلى الفم دون الجوف، فهو ما لم يصل إلى الجوف لا شيء فيه، ومن دخل دم رعافه حلقه فسد صومه .أما الشافعية والحنابلة فيؤخذ من عباراتهم أن ما يصل إلى جوف الصائم بلا قصد لا يفطر(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۲ص۲۶۷، مادة"رعاف" أثر الرعاف على الصوم)

[۲] لان القيح له حكم الدم فى نقض الوضوء، فحكمها حكم الدم فى الصوم.

[۳] لان لبن المرأة طاهر، فلما لم يفسد الصوم بالدم فلا يفسد باللبن.

بھول کر، جبر واکراہ، بے ہوشی یا غلط فہمی میں روزہ ٹوٹنے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو یہ بات بھول جائے کہ وہ روزے سے ہے، پھر وہ کچھ کھا یا پی لے، تو وہ اپنے روزے کو پورا کرلے، پس اس کو اللہ تعالیٰ کھلاتے پلاتے ہیں (اوراس وجہ سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا) (مسلم)

اس قسم کی احادیث کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ اگرکوئی روزہ دار بھول کر کھائے پئے یا جماع کرے، تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ١١٥٥ "١٧١" كتاب الصيام، باب أكل الناسى وشربه وجماعه لا يفطر.

[2] البتہ بعض فقہاء کے نزدیک بھول کر جماع کرنے کی صورت میں روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔

(فَصْلٌ) وَأَمَّا رُكْنُهُ: فَالْإِمْسَاكُ عَنِ الْأَكْلِ، وَالشُّرْبِ، وَالْجِمَاعِ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَبَاحَ الْأَكْلَ، وَالشُّرْبَ، وَالْجِمَاعَ فِي لَيَالِي رَمَضَانَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى (أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ) إلَى قَوْلِه (فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ) أَيْ: حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمْ ضَوْءُ النَّهَارِ مِنْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ مِنَ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَمَرَ بِالْإِمْسَاكِ عَنْ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ فِي النَّهَارِ بِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إلَى اللَّيْلِ) فَدَلَّ أَنَّ رُكْنَ الصَّوْمِ مَا قُلْنَا فَلَا يُوجَدُ الصَّوْمُ بِدُونِهِ.

وَعَلَى هَذَا الْأَصْلِ يَنْبَنِي بَيَانُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ وَيَنْقُضُهُ لِأَنَّ انْتِقَاضَ الشَّيْءِ عِنْدَ فَوَاتِ رُكْنِهِ أَمْرٌ ضَرُورِيٌّ، وَذَلِكَ بِالْأَكْلِ، وَالشُّرْبِ، وَالْجِمَاعِ سَوَاءٌ كَانَ صُورَةً وَمَعْنًى، أَوْ صُورَةً لَا مَعْنًى، أَوْ مَعْنًى لَا صُورَةً وَسَوَاءٌ كَانَ بِغَيْرِ عُذْرٍ، أَوْ بِعُذْرٍ وَسَوَاءٌ كَانَ عَمْدًا، أَوْ خَطَأً طَوْعًا، أَوْ كَرْهًا بَعْدَ أَنْ كَانَ ذَاكِرًا لِصَوْمِهِ لَا نَاسِيًا وَلَا فِي مَعْنَى النَّاسِي، وَالْقِيَاسُ أَنْ يَفْسُدَ، وَإِنْ كَانَ نَاسِيًا وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ لِوُجُودِ ضِدِّ الرُّكْنِ حَتَّى قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: لَوْلَا قَوْلُ النَّاسِ لَقُلْتُ يَقْضِي أَيْ: لَوْلَا قَوْلُ النَّاسِ إنَّ أَبَا حَنِيفَةَ خَالَفَ الْأَثَرَ لَقُلْتُ: يَقْضِي لَكِنَّا تَرَكْنَا الْقِيَاسَ بِالنَّصِّ وَهُوَ مَا رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ: مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَطْعَمَهُ وَسَقَاهُ حَكَمَ بِبَقَاءِ صَوْمِهِ وَعَلَّلَ بِانْقِطَاعِ نِسْبَةِ فِعْلِهِ عَنْهُ بِإِضَافَتِهِ إلَى اللَّهِ تَعَالَى لِوُقُوعِهِ مِنْ غَيْرِ قَصْدِهِ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۱...... جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر کسی آدمی کو ان میں سے کسی چیز کو اختیار کر کے روزہ توڑنے پر (جان سے مار دینے یا کسی عضو کے ضائع کر دینے یا کسی بڑے صدمہ سے دوچار کرنے کی دھمکی وغیرہ دے کر) مجبور کیا جائے، اور وہ اس چیز کو اختیار کر لے، تو حنفیہ کے نزدیک اس کا روزہ فاسد ہو جاتا ہے، اگرچہ وہ گناہ گار نہیں ہوتا، اور اس پر صرف قضا واجب ہوتی ہے، کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

جبکہ بعض دیگر فقہائے کرام کے نزدیک جبر واکراہ کے ذریعہ سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَرُوِیَ عَنْ أَبِی حَنِیفَةَ أَنَّهُ قَالَ :لَا قَضَاءَ عَلَی النَّاسِی لِلْأَثَرِ الْمَرْوِیِّ عَنِ النَّبِیِّ -صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - وَالْقِیَاسُ أَنْ یَقْضِیَ ذَلِکَ وَلَکِنَّ اتِّبَاعَ الْأَثَرِ أَوْلَی إِذَا کَانَ صَحِیحًا، وَحَدِیثٌ صَحَّحَهُ أَبُو حَنِیفَةَ لَا یَبْقَی لِأَحَدٍ فِیهِ مَطْعَنٌ.

وَکَذَا انْتَقَدَهُ أَبُو یُوسُفَ حَیْثُ قَالَ :وَلَیْسَ حَدِیثًا شَاذًّا نَجْتَرِءُ عَلَی رَدِّهِ، وَکَانَ مِنْ صَیَارِفَةِ الْحَدِیثِ.

وَرُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِی هُرَیْرَةَ -رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُمْ -مِثْلُ مَذْهَبِنَا وَلِأَنَّ النِّسْیَانَ فِی بَابِ الصَّوْمِ مِمَّا یَغْلِبُ وُجُودُهُ وَلَا یُمْکِنُ دَفْعُهُ إِلَّا بِحَرَجٍ فَجُعِلَ عُذْرًا دَفْعًا لِلْحَرَجِ.

وَعَنْ عَطَاءٍ، وَالثَّوْرِیِّ أَنَّهُمَا فَرَّقَا بَیْنَ الْأَکْلِ، وَالشُّرْبِ وَبَیْنَ الْجِمَاعِ نَاسِیًا، فَقَالَا :یَفْسُدُ صَوْمُهُ فِی الْجِمَاعِ وَلَا یَفْسُدُ فِی الْأَکْلِ، وَالشُّرْبِ لِأَنَّ الْقِیَاسَ یَقْتَضِی الْفَسَادَ فِی الْکُلِّ لِفَوَاتِ رُکْنِ الصَّوْمِ فِی الْکُلِّ، إِلَّا أَنَّا تَرَکْنَا الْقِیَاسَ بِالْخَبَرِ، وَأَنَّهُ وَرَدَ فِی الْأَکْلِ، وَالشُّرْبِ فَبَقِیَ الْجِمَاعُ عَلَی أَصْلِ الْقِیَاسِ، وَإِنَّا نَقُولُ :نَعَمْ الْحَدِیثُ وَرَدَ فِی الْأَکْلِ، وَالشُّرْبِ لَکِنَّهُ مَعْلُولٌ بِمَعْنًی یُوجَدُ فِی الْکُلِّ، وَهُوَ أَنَّهُ فِعْلٌ مُضَافٌ إِلَی اللَّهِ تَعَالَی عَلَی طَرِیقِ التَّمْحِیصِ بِقَوْلِهِ "فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ" قَطَعَ إِضَافَتَهُ عَنِ الْعَبْدِ لِوُقُوعِهِ فِیهِ مِنْ غَیْرِ قَصْدِهِ وَاخْتِیَارِهِ، وَهَذَا الْمَعْنَی یُوجَدُ فِی الْکُلِّ، وَالْعِلَّةُ إِذَا کَانَتْ مَنْصُوصًا عَلَیْهَا کَانَ الْحُکْمُ مَنْصُوصًا عَلَیْهِ وَیَتَعَمَّمُ الْحُکْمُ بِعُمُومِ الْعِلَّةِ ،وَکَذَا مَعْنَی الْحَرَجِ یُوجَدُ فِی الْکُلِّ(بدائع الصنائع، ج ۲ ص ۹۰ ،فَصْلٌ أَرْکَانُ الصِّیَامِ)

۱ وَلَو أکره علی الْإِفْطَار فَأکل یفْسد صَوْمه لِأَنَّهُ وجد مَا یضاده وَهَذَا لَیْسَ بنظیر النَّاسِی لِأَن الْإِکْرَاه علی الْإِفْطَار لَیْسَ بغالب فَلَا یکون فِی وجوب الْقَضَاء حرج.فَأَما إِذا أوجد فِی حلقه وَهُوَ مکْرُوه ذَاکر للصَّوْم یفْسد صَوْمه عندنَا وَعند الشَّافِعِی لَا یفْسد صَوْمه لِأَنَّهُ أعذر من النَّاسِی،وَلَکنَّا نقُول إِن هَذَا نَادِر وَلَیْسَ بغالب.وَکَذَلِکَ الصَّائِم إِذا فتح فَاه وَرفع رَأسه إِلَی السَّمَاء فَوَقع قَطْرَة من الْمَطَر فِی حلقه یفْسد صَوْمه لِأَنَّهُ نَادِر،وَکَذَلِکَ إِذا وجد فِی حلق النَّائِم یفْسد صَوْمه لِأَنَّهُ نَادِر،وَکَذَلِکَ لَو جومعت النائمة أَو الْمَجْنُون یفْسد صَومهَا بِخِلَاف الناسیة وَالنَّاسِی لِأَن هَذَا لَیْسَ فِی مَعْنَاهُمَا لِأَنَّهُ لَا یکثر وجوده خُصُوصا فِی حَالَة الصَّوْم (تحفة الفقهاء ج ۱ ص ۳۵۴، کتاب الصوم)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۲...... اگر کسی کو روزہ کی حالت میں جنون یا بے ہوشی طاری ہوجائے، یا کوئی سویا ہوا ہو، اوراس کو اس حالت میں کوئی دوا کھلائی پلائی جائے، یا وہ خود کوئی چیز کھا پی لے، یا کسی بے ہوش یا سوئی ہوئی روزہ دار عورت سے صحبت کر لی جائے، تو حنفیہ کے نزدیک اس کا روزہ فاسد جاتا ہے۔

البتہ سوتے ہوئے احتلام ہوجائے، تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قد اختلف انظار الفقهاء فی عد الاکراه من موانع الفطر، ای: اذا تحقق سبب من اسباب الفطر والصائم مکره فیه هل یفسد صومه ام لا؟فذهب الحنفیة والمالکیة الی انه غیر مانع، فیفسد مع الاکراه ، ولایجب الکفارة .

واما الشافعیة فعندهم فیه تفصیل، وهو انه اما ان یفعل به غیر شیئا من المفطرات بان اوجر الطعام فی حلقه قهرا او اسعط الماء وغیره، واما ان یکرهه علی ان یاکل بنفسه او یشرب .ففی الاول لایفسد الصوم مطلقا، وفی الثانی عندهم قولان مشهوران مصححان: احدهما: لایفسد، وجعله الامام النووی رح اصح القولین ،وثانیها: یفسد، وجعله الامام الغزالی رح اصح القولین، فوقع الاختلاف فی اصحیتهما ایضا کالاختلاف فی تصحیحهما.

واما الحنابلة فعدوه من الموانع المعتبرة فلایفسد معه الصوم، سواء اکره حتی فعله او فعله به، الاالجماع ، ففی الجماع عن الامام احمد روایات: منها: ان الاکراه فیه غیر مانع فیجب القضاء والکفارة ، سواه اکره حتی فعله او فعل به، وهو الصحیح من مذهبهم،ومنها: انه غیر مانع ، فیفسد معه الصوم ولاتجب الکفارة ، کمذهب الاحناف والموالک.ومنها: انه مانع من الفطر ولایفسد معه الصوم،فلا قضاء علیه ولا کفارة، واختاره الشیخ تقی الدین ابن تیمیة الحافظ رح وصاحب الفائق رح. وقیل انه یقضی من فعل بنفسه، لامن فعله به من نائم وغیره(ضابط المفطرات فی مجال التداوی، للشیخ المفتی محمد رفیع العثمانی، ص ۱۳۱،۱۳۲،الباب الثانی،الفصل الثالث فی الموانع)

[۱] اور بعض فقہائے کرام کے نزدیک سوئے ہوئے ہونے کی حالت میں کھانے پینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

وَكَذٰلِكَ إذا وجد فِي حلق النَّائِم يفْسد صَوْمه لِأَنَّهُ نَادِر،وَكَذٰلِكَ لَو جومعت النائمة أَو الْمَجْنُون يفْسد صَومهَا بِخِلَاف الناسية وَالنَّاسِي لِأَن هَذَا لَيْسَ فِي مَعْنَاهُمَا لِأَنَّهُ لَا يكثر وجوده خُصُوصا فِي حَالَة الصَّوْم(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج ۱ ص ۳۵۴، کتاب الصوم)

(قَوْلُهُ :أَوْ شَرِبَ نَائِمًا) فِيهِ أَنَّ النَّائِمَ غَيْرُ مُخْطِئٍ لِعَدَمِ قَصْدِهِ الْفِعْلَ نَعَمْ صَرَّحَ فِي النَّهْرِ بِأَنَّ الْمَكْرُوهَ وَالنَّائِمَ كَالْمُخْطِئِ .اهـ.وَلَيْسَ هُوَ كَالنَّاسِي؛ لِأَنَّ النَّائِمَ أَوْ ذَاهِبَ الْعَقْلِ لَمْ تُؤْكَلْ ذَبِيحَتُهُ وَتُؤْكَلُ ذَبِيحَةُ مَنْ نَسِيَ التَّسْمِيَةَ بَحْرٌ عَنْ الْخَانِيَّةِ قَالَ الرَّحْمَتِيُّ وَمَعْنَاهُ :أَنَّ النِّسْيَانَ أُعْتُبِرَ عُذْرًا فِي تَرْكِ التَّسْمِيَةِ بِخِلَافِ النَّوْمِ وَالْجُنُونِ فَكَذَا يُعْتَبَرُ عُذْرًا فِي تَنَاوُلِ الْمُفْطِرِ؛ لِأَنَّ النِّسْيَانَ غَيْرُ نَادِرِ الْوُقُوعِ، وَأَمَّا الذَّبْحُ وَتَنَاوُلُ الْمُفْطِرِ فِي حَالِ النَّوْمِ وَالْجُنُونِ فَنَادِرٌ فَلَمْ يُلْحَقْ بِالنِّسْيَانِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسی وجہ سے اگر مثلاً کوئی شخص رات کو منہ میں لقمہ یا پان یا نسوار وغیرہ رکھ کر سو گیا، اور طلوعِ فجر ہونے کے بعد نیند کی حالت میں اس کو نگل لیا تو حنفیہ کے نزدیک اس کا روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(ردالمحتار، ج۲ص ۴۰۱، باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

وَمِمَّا أُلْحِقَ بِالْمُكْرَهِ النَّائِمُ إذَا صُبَّ فِي حَلْقِهِ مَا يُفْطِرُ، وَكَذَا النَّائِمَةُ إذَا جَامَعَهَا زَوْجُهَا، وَلَمْ تَنْتَبِهْ، وَفِي الْفَتَاوَى الظَّهِيرِيَّةِ :وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا رَمَى إلَى رَجُلٍ حَبَّةَ عِنَبٍ فَدَخَلَتْ حَلْقَهُ، وَهُوَ ذَاكِرٌ لِصَوْمِهِ يَفْسُدُ صَوْمُهُ، وَمَا عَنْ نُصَيْرِ بْنِ يَحْيَى فِيمَنْ اغْتَسَلَ وَدَخَلَ الْمَاءُ فِي حَلْقِهِ لَمْ يَفْسُدْ اهـ(البحر الرائق، ج۲ص ۲۹۲، با مایفسد الصوم ومالایفسده)

النَّائِمُ إذَا شَرِبَ فَسَدَ صَوْمُهُ، وَلَيْسَ هُوَ كَالنَّاسِي؛ لِأَنَّ النَّائِمَ أَوْ ذَاهِبَ الْعَقْلِ إذَا ذَبَحَ لَمْ تُؤْكَلْ ذَبِيحَتُهُ وَتُؤْكَلُ ذَبِيحَةُ مَنْ نَسِيَ، كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ(الفتاویٰ الهندية، ج ۱ ص ۲۰۲، کتاب الصوم، الباب الرابع، النوع الرابع)

فَصْلٌ :وَإِنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ، وَهُوَ نَائِمٌ، لَمْ يَفْسُدْ صَوْمُهُ؛ لِأَنَّهُ لَا قَصْدَ لَهُ، وَلَا عِلْمَ بِالصَّوْمِ، فَهُوَ أَعْذَرُ مِنْ النَّاسِي .وَذَكَرَ أَبُو الْخَطَّابِ .أَنَّ مَنْ فَعَلَ مِنْ هَذَا شَيْئًا جَاهِلًا بِتَحْرِيمِهِ، لَمْ يُفْطِرْ، وَلَمْ أَرَهُ عَنْ غَيْرِهِ .وَقَوْلُ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :-أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ .فِي حَقِّ الرَّجُلَيْنِ اللَّذَيْنِ رَآهُمَا يُحَجِّمُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، مَعَ جَهْلِهِمَا بِتَحْرِيمِهِ، يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْجَهْلَ لَا يُعْذَرُ بِهِ، وَلِأَنَّهُ نَوْعُ جَهْلٍ، فَلَمْ يَمْنَعْ الْفِطْرَ، كَالْجَهْلِ بِالْوَقْتِ فِي حَقِّ مَنْ يَأْكُلُ يَظُنُّ أَنَّ الْفَجْرَ لَمْ يَطْلُعْ، وَقَدْ كَانَ طَلَعَ (المغنی لابن قدامة الحنبلی ، ج۳ص ۱۳۱ ،فَصْلُ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ مُفْطِرَاتِ الصِّيَامِ وَهُوَ نَائِمٌ)

وَلَوْ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَأُوجِرَ مُعَالَجَةً لَمْ يُفْطِرْ فِي الْأَصَحِّ، وَلَوْ صُبَّ فِي حَلْقِهِ وَهُوَ نَائِمٌ فَكَمَا لَوْ أُوجِرَ قَالَهُ فِي الْكَافِي (فَإِنْ) (أُكْرِهَ حَتَّى أَكَلَ) أَوْ شَرِبَ (أَفْطَرَ فِي الْأَظْهَرِ) لِأَنَّهُ حَصَلَ مِنْ فِعْلِهِ لِدَفْعِ الضَّرَرِ عَنْ نَفْسِهِ فَأَفْطَرَ بِهِ كَمَا لَوْ أَكَلَ لِدَفْعِ الْمَرَضِ أَوِ الْجُوعِ (قُلْت :الْأَظْهَرُ لَا يُفْطِرُ، وَاَللَّهُ أَعْلَمُ)(نهاية المحتاج الی شرح المنهاج، ج۳ص ۱۷۲، فصل فی شرط الصوم)

وان فعل ذلک کله ناسیا لم یبطل صومه لِمَا رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ أَكَلَ ناسیا أو شرب ناسیا فلا یفطر فانما هو رزق رزقه الله "فنص علی الاکل والشرب وقسنا علیه کل ما یبطل الصوم من الجماع وغیره وان فعل ذلک وهو جاهل بتحریمه لم یبطل صومه لانه یجهل تحریمه فهو کالناسی وان فعل ذلک به بغیر اختیاره بان اوجر الطعام فی حلقه مکرها لم یبطل صومه وان شد امرأته ووطئها وهی مکرهة لم یبطل صومها وان استدخلت المرأة ذکر الرجل وهو نائم لم یبطل صومه لحدیث ابی هریرة "ومن ذرعه القیء فلا قضاء علیه" فدل علی ان کل ما حصل بغیر اختیاره لم یجب به القضاء ولان النبی صلی الله علیه وسلم اضاف أکل الناسی إلی الله تعالی واسقط به القضاء فدل علی ان کل ما حصل بغیر فعله لا یوجب القضاء (المجموع شرح المهذب، ج۶ص ۳۲۳، کتاب الصیام، مسائل تتعلق بنیة الصوم، مذاهب العلماء فی نیة الصوم)

مسئلہ نمبر۳...... جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ان سے ناواقف ہونا عذر نہیں ہے، اس لئے اگر کسی کو مثلاً یہ مسئلہ معلوم نہ ہو کہ احتلام ہو جانے یا خود بخود قے ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اور وہ احتلام ہونے یا قے ہونے کے بعد میں یہ سمجھ کر کھا پی لے کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے، تو تب بھی اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی نے سحری کا وقت سمجھ کر صبح صادق ہو جانے کے بعد کچھ کھایا پیا، یا سورج غروب ہونے سے پہلے یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو گیا ہے افطار کر لیا، تو اس کا روزہ درست نہیں ہوگا، اور اس کو اس روزہ کی قضا کرنا ضروری ہوگا، اگرچہ غلط فہمی کی وجہ سے وہ گناہ گار نہیں ہوگا، اس لئے سحری وافطاری کے وقت انتہائے سحر اور وقتِ افطار کی طرف اچھی طرح توجہ ضروری ہے، ورنہ ذرا سی غفلت ولا پرواہی سے پورے دن کی محنت رائیگاں جانے کا ڈر ہے۔[۱]

---

[۱] هَـذَا الَّـذِى ذكرنَا إِذا لم يكن فِى الْإِفْطَار شُبْهَة،فَأَما إِذا كَانَ فِيهِ شُبْهَة فَلَا يجب فَإِن الْمُسَافِر إِذا صَامَ فِى رَمَضَان ثمَّ جَامع مُتَعَمدا لَا يلْزمه الْكَفَّارَة لِأَن فِيهِ شُبْهَة الْإِبَاحَة لقِيَام السَّبَب الْمُبِيح صُورَة وَهُوَ السّفر،وَكَذَلِك إِذا تسحر على ظن أَن الْفجْر لم يطلع فَإِذا هُوَ طالع أَو أفطر على ظن أَن الشَّمْس قد غربت فَإِذا هِىَ لم تغرب لَا تجب الْكَفَّارَة لِأَنَّهُ خاطىء وَإِلَّا ثمَّ عَنهُ مَرْفُوع بِالنَّصِّ،وكل من أكل أَو شرب أَو جَامع نَاسِيا أَو ذرعه الْقَيْء فَظن أَن ذَلِك يفطره فَأكل بعد ذَلِك مُتَعَمدا لَا كَفَّارَة عَلَيْهِ لِأَن هَذَا شُبْهَة فِى مَوضِع الِاشْتِبَاه لوُجُود الْمضاد للصَّوْم قَالَ مُحَمَّد إِلَّا إِذا بلغ الْخَبَر أَن أكل النَّاس والقيء لَا يفسدان الصَّوْم فَتجب عَلَيْهِ الْكَفَّارَة لِأَن الظَّن فِى غير مَوضِع الشُّبْهَة لَا يعْتَبر،فَأَما إِذا احْتجم فَظن أَن ذَلِك يفطره ثمَّ أفطر مُتَعَمدا إِن استفتى فَقِيها فَأفْتى بالإفطار ثمَّ أفطر مُتَعَمدا لَا كَفَّارَة عَلَيْهِ لِأَن الْعَامِّيّ يجب عَلَيْهِ تَقْلِيد الْعَالم فَيصير ذَلِك شُبْهَة،وَلَو بلغه الحَدِيث أفطر الحاجم والمحجوم روى الْحسن عَن أبى حنيفَة أَنه لَا كَفَّارَة عَلَيْهِ لِأَنَّهُ اعْتمد على الحَدِيث وَهُوَ حجَّة فِى الأَصْل،وَرُوِىَ عَن أبى يُوسُف أَنه تجب عَلَيْهِ الْكَفَّارَة لِأَن الْعَامِّيّ يجب عَلَيْهِ الاستفتاء من الْمُفْتِى دون الْعَمَل بِظَاهِر الحَدِيث لِأَنَّهُ قد يكون مَتْرُوك الظَّاهِر وَقد يكون مَنْسُوخا فَلَا يصير شُبْهَة،وَإِن لمس امْرَأَة بِشَهْوَة أَو قبل امْرَأَة بِشَهْوَة وَلم ينزل فَظن أَن ذَلِك يفطره فَأكل عمدا يلْزمه الْكَفَّارَة لِأَن ذَلِك لَا يُنَافِى الصَّوْم فَيكون ظنا فِى غير مَوْضِعه إِلَّا إِذا استفتى فَقِيها أَو أول الحَدِيث فَأفْطر على ذَلِك فَلَا كَفَّارَة عَلَيْهِ وَإِن أَخطَأ وَلم يثبت الحَدِيث لِأَن ظَاهره يعْتَبر شُبْهَة،فَإِن اغتاب فَظن أَن ذَلِك يفطره فأكل عمدا يلْزمه الْكَفَّارَة وَإِن بلغه الحَدِيث لِأَنَّهُ تَأْوِيل بعيد لِأَنَّهُ لَا يُرَاد بِهِ إفطار الصَّوْم حَقِيقَة وَالله أعلم(تحفة الفقهاء، ج ۱،ص ۳۶۴،كتاب الصَّوْم)

روزہ میں غیبت، جھوٹ اور دوسرے گناہوں کا حکم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں روزے کی فرضیت بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ:

" لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ "(سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۳)

ترجمہ: تاکہ تم متقی بن جاؤ(سورہ بقرہ)

اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ کو حاصل کرنے میں روزے کا بڑا دخل ہے، کیونکہ روزہ سے اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنے کا ایک ملکہ پیدا ہوتا ہے، وہی تقوے کی بنیاد ہے، روزے رکھنے سے نفس کے تقاضوں پر زَد پڑتی ہے اور شہوانی قوتوں میں ضعف آتا ہے اور تقویٰ صغیرہ وکبیرہ ظاہرہ اور باطنہ گناہوں سے بچنے کا نام ہے۔

ایک مہینہ دن میں کھانے پینے اور جنسی تعلقات کے تقاضوں پر عمل کرنے سے اگر باز رہے تو باطن کے اندر ایک نِکھار اور نفس کے اندر سُدھار پیدا ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص روزے اُن احکام وآداب کی روشنی میں رکھ لے جو احادیث میں وارد ہوئے ہیں تو واقعتاً نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے۔

جو گناہ انسان سے سرزد ہوتے ہیں ان میں سب سے زیادہ دو چیزیں گناہ کا باعث بنتی ہیں۔ ایک منہ اور دوسری شرمگاہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ، فَقَالَ: تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ، وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ، فَقَالَ: اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ (ترمذی) [1]

---

[1] رقم الحدیث ۲۰۰۴، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحدیث ۷۹۰۷، شعب الایمان للبیهقی، رقم الحدیث ۵۰۲۵، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۹۱۹۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ جنت میں لوگوں کا زیادہ کس وجہ سے داخلہ ہوگا؟ تو فرمایا کہ اللہ کے تقویٰ اور حسنِ خلق کی وجہ سے۔

پھر سوال کیا گیا کہ لوگ جہنم میں زیادہ کس وجہ سے داخل ہوں گے؟ تو فرمایا کہ منہ اور شرم گاہ کی وجہ سے (ترمذی، مسند احمد)

روزہ میں منہ اور شرمگاہ دونوں پر پابندی ہوتی ہے۔ اور مذکورہ دونوں راہوں سے جو گناہ ہو سکتے ہیں روزہ ان سے باز رکھنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ، فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ أَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لَیْسَ الصِّیَامُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَحْدَہٗ وَلٰکِنَّہٗ مِنَ الْکِذْبِ وَالْبَاطِلِ وَاللَّغْوِ وَالْحَلْفِ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [2]

ترجمہ: روزہ صرف کھانے اور پینے سے بچنے کا نام نہیں، بلکہ جھوٹ، باطل، لغو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الترمذی: ہٰذَا حَدِیثٌ صَحِیحٌ غَرِیبٌ وَعَبْدُ اللَّہِ بْنُ إِدْرِیسَ ہُوَ ابْنُ یَزِیدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَوْدِیُّ.

قال الحاکم: ہٰذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ.

وقال الذہبی فی التلخیص: صحیح.

فی حاشیۃ مسند احمد: حدیث حسن.

[1] رقم الحدیث ۱۹۰۳، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور، والعمل بہ فی الصوم.

[2] رقم الحدیث ۸۹۷۵، کتاب الصیام، باب ما یؤمر بہ الصائم من قلۃ الکلام وتوقی الکذب.

باتوں اور جھوٹی قسموں سے بچنا بھی ضروری ہے (ابن ابی شیبہ)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

أَلَا إِنَّ الصِّيَامَ لَيْسَ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ، وَلٰكِنْ مِنَ الْكِذْبِ وَالْبَاطِلِ وَاللَّغْوِ (شعب الایمان للبیہقی) [1]

ترجمہ: خبردار کہ روزہ صرف کھانے اور پینے سے بچنے کا نام نہیں، بلکہ جھوٹ، باطل اور لغو باتوں سے بچنا بھی ضروری ہے (شعبُ الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ [2]

مطلب یہ ہے کہ روزہ میں صرف کھانے اور پینے سے بچنے ہی کا اہتمام کافی نہیں، بلکہ جھوٹ، باطل اور لغو باتوں سے بچنا بھی ضروری ہے، اور جو شخص روزہ رکھ کر گناہ کے کام خاص کر زبان کے گناہ مثلاً جھوٹ، غیبت، بہتان، تہمت، گالی گلوچ، لعن طعن، جھوٹی گواہی اور قسم وغیرہ نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی طرف زیادہ توجہ نہیں ہوتی، اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے روزہ کو شرفِ قبولیت عطا نہیں فرماتے، کیونکہ اس قسم کی چیزیں تو روزہ کے علاوہ بھی گناہ ہیں، اور روزہ رکھ کر گناہوں سے بچنا اور زیادہ ضروری ہے۔

معلوم ہوا کہ صرف کھانے پینے اور جنسی تعلقات کے چھوڑنے ہی سے روزہ کامل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے روزے کو فواحش ومنکرات اور ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رکھنا لازم ہے، روزہ کی حالت میں ہو اور آدمی بدکلامی یا بدعملی کرے یہ اس کو زیب نہیں دیتا۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ۳۳۷۲، كتاب الصيام، باب الصائم ينزه صيامه، عن اللغط والمشاتمة، وما لا يليق به.

[2] عن أبي هريرة -رضي الله عنه -أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (ليس الصيام من الطعام والشراب؛ إنما الصيام من اللغو والرفث (الترغيب والترهيب لقوام السنة، رقم الحديث ۱۷۷۴)

[3] (عن أبي هريرة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-من لم يدع ") أي يترك " قول الزور "أي الباطل وهو ما فيه إثم، والإضافة بيانية، وقال الطيبي :الزور الكذب والبهتان، أي من لم يترك القول الباطل من قول الكفر وشهادة الزور والافتراء والغيبة والبهتان والقذف والسب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ، وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّيْ صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ (بخاری) ؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال (یعنی گناہ اور عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ) ہے، پس روزہ دار نہ تو بے شرمی کی بات کرے، اور نہ جہالت کی، اور اگر کوئی آدمی اس سے لڑے جھگڑے، یا گالی گلوچ کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ دو مرتبہ یہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں (بخاری)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَرْفُثْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَسْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّيْ امْرُؤٌ صَائِمٌ (مسلم) ؎

ترجمہ: اور روزہ ڈھال (یعنی گناہ اور عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ) ہے، اور جب تم میں سے کسی کا کسی دن روزہ ہو تو گندی باتیں نہ کرے شور نہ مچائے، اگر کوئی شخص گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑا کرنے لگے تو (اس کو گالی گلوچ سے جواب نہ دے بلکہ) یوں کہہ دے کہ میں روزہ دار آدمی ہوں (گالی گلوچ، لڑائی میرا کام نہیں) (مسلم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والشتم واللعن وأمثالها مما يجب على الإنسان اجتنابها ويحرم عليه ارتكابها "والعمل "بالنصب "به "أى بالزور يعنى الفواحش من الأعمال لأنها فى الإثم كالزور، وقال الطيبى :هو العمل بمقتضاه من الفواحش وما نهى الله عنه "فليس لله حاجة "أى التفات ومبالاة، وهو مجاز عن عدم القبول ينفى السبب وإرادة نفى المسبب "فى أن يدع "أى يترك "طعامه وشرابه "فإنهما مباحان فى الجملة، فإذا تركهما وارتكب أمرا حراما من أصله استحق المقت، وعدم قبول طاعته فى الوقت، فإن المطلوب منه ترك المعاصى مطلقا لا تركا دون ترك، وكأن هذا مأخذ من قال: إن التوبة عن بعض المعاصى غير صحيحة(مرقاة المفاتيح .ج۴ص۱۳۸۸ ،باب تنزيه الصوم)

؎ رقم الحديث ۱۸۹۴، كتاب الصوم ،باب فضل الصوم.

؎ رقم الحديث ۱۱۵۱ "۱۶۳" كتاب الصيام،باب فضل الصيام.

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَیْسَ الصِّیَامُ مِنَ الْأَکْلِ وَالشُّرْبِ، إِنَّمَا الصِّیَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، فَإِنْ سَابَّکَ أَحَدٌ أَوْ جَهِلَ عَلَیْکَ فَلْتَقُلْ: إِنِّیْ صَائِمٌ، إِنِّیْ صَائِمٌ (صحیح ابنِ خزیمۃ) ۱

ترجمہ: روزہ (درحقیقت صرف) کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں، بلکہ روزہ بے ہودہ اور شہوت پرستی والی باتوں سے رکنے کا نام ہے، لہٰذا اگر آپ کو (روزہ کی حالت میں) کوئی گالی دے، یا کوئی جہالت والی حرکت کرے، تو آپ کو چاہئے کہ یہ کہہ دو کہ میں روزہ سے ہوں، میں روزہ سے ہوں (ابنِ خزیمہ)

مطلب یہ ہے کہ روزہ دار خود سے بے ہودہ اور شہوت پرستی والی باتوں سے بچنے کا اہتمام کرے، اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کے ساتھ ایسی حرکت کرے کہ جس کے نتیجہ میں بے ہودہ یا شہوت پرستی والی حرکت مثلاً گالی گلوچ، بدنظری، زنا وغیرہ کی نوبت آئے، تو وہ اس سے یہ کہہ کر اعراض کرے کہ میں روزہ سے ہوں، اور روزہ دار کو اس طرح کی حرکات زیب نہیں دیتیں۔

بعض روزہ دار روزہ کی حالت میں بڑی بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں، ذرا ذرا سی بات پر بیوی سے لڑنا، بچوں کو پیٹنا، ملازمین کو ڈانٹنا غرضیکہ ان کا روزہ رکھنا دوسروں کے لئے ایک آفتِ ناگہانی بن جاتا ہے یہ بڑی معیوب بات ہے ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

بعض لوگ لڑتے جھگڑتے تو نہیں، لیکن گرمی اور بھوک و پیاس ہی کا شکوہ شکایت کرتے رہتے ہیں، جب ان سے ملوان کے پاس یہی قصہ ملتا ہے اور بعض لوگ اس سے بھی کچھ زیادہ ہی ہائے ہوئی کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں، یہ سب بے صبری کی باتیں ہیں، جن سے روزہ دار کو بچنا چاہئے۔ ۲

---

۱ رقم الحدیث ۱۹۹۶، کتاب الصیام، باب النهی عن اللغو فی الصیام.
قال الأعظمی: إسناده صحیح (تعلیق صحیح ابنِ خزیمة)

۲ لیس الصیام من الأکل والشرب فقط إنما الصیام من اللغو والرفث "، ویؤخذ منه أن یتأکد اجتناب المعاصی علی الصائم کما قیل فی الحج، لکن لا یبطل ثوابه من أصله بل کماله، فله ثواب الصوم وإثم المعصیة (مرقاة المفاتیح . ج ۴ ص ۱۳۸۸، باب تنزیه الصوم) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُسَابَّ وَأَنْتَ صَائِمٌ، فَإِنْ سَابَّكَ أَحَدٌ فَقُلْ: إِنِّيْ صَائِمٌ، وَإِنْ كُنْتَ قَائِمًا فَاجْلِسْ (صحيح ابنِ خزيمة) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ کی حالت میں گالی گلوچ نہ کرو اور اگر کوئی تمہارے ساتھ گالی گلوچ کرے تو آپ کہہ دو کہ میں روزہ سے ہوں اور اگر آپ کھڑے ہوئے ہوں تو بیٹھ جائیں (تاکہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے) (ابنِ خزیمہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهٖ إِلَّا الْجُوْعُ، وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهٖ إِلَّا السَّهَرُ (ابنِ ماجه) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ جن کے لئے بھوک کے علاوہ کچھ بھی نہیں اور بہت سے تہجد گزار ایسے ہیں کہ جن کے لئے جاگنے کے سوا کچھ نہیں (ابنِ ماجہ، مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ روزہ اور تہجد جیسے اعمال میں اگر کوتاہی کی جائے، خواہ نیت کے اعتبار سے (مثلاً ریاکاری شامل کرکے) یا عمل کے اعتبار سے (مثلاً گناہ اور لغویات شامل کرکے) تو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(ليس الصيام)في الحقيقة (من الأكل والشرب)وجميع المفطرات (إنما الصيام)المعتبر الكامل الفاضل (من اللغو)قول الباطل واختلاط الكلام (والرفث)الفحش في المنطق والتصريح بما يكنى عنه من ذكر النكاح حول المعنى فيه من الظاهر إلى الباطن على وزان ما سبق (فإن سابك أحد أو جهل عليك فقل)بلسانك أو بقلبك وبهما أولى على ما مر (إني صائم إني صائم)أي يكرر ذلك كذلك(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٧٥٧٨)

[1] رقم الحديث ١٩٩٤، كتاب الصيام، باب الأمر بالجلوس إذا شتم الصائم وهو قائم.
قال الأعظمي :إسناده صحيح(تعليق صحيح ابنِ خزيمة)

[2] رقم الحديث ١٦٩٠، كتاب الصيام، باب ما جاء في الغيبة والرفث للصائم، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ٩٦٨٥.
في حاشية مسند احمد:إسناده حسن

ایسی صورت میں ظاہری مشقت ومجاہدہ تو ہو جاتا ہے، لیکن اس عمل کی اصل فضیلت اور قبولیت سے محرومی ہوتی ہے۔ ۱؎

بعض لوگ اور خاص کر کئی عورتیں مختلف قسم کے گناہوں کو تو چھوڑتی نہیں، اور اس کے بجائے ایک اور خرابی میں مبتلا ہوتی ہیں، وہ یہ ہے کہ روزہ میں بالکل بات چیت کرنے کو منع اور گناہ سمجھتی ہیں، بلکہ بعض عورتیں تو روزہ ہی خاموشی کا رکھتی ہیں یعنی دن بھر کسی سے بات چیت نہیں کرتیں۔

حالانکہ اسلام سے پہلے تو یہ طریقہ عبادت میں داخل تھا کہ نہ بولنے کا روزہ رکھے، صبح سے رات تک کسی سے کلام نہ کرے۔

جیسا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا (سورہ مریم آیت ۲۶)

ترجمہ: بے شک میں نے رحمٰن کے لئے روزے کی منت مان رکھی ہے، لہٰذا آج میں کسی انسان سے کلام نہیں کروں گی (سورہ مریم)

۱؎ (وعنه) أى :أبى هريرة (قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-كم من صائم ليس له ") أى :حاصل أو حظ "من صيامه "أى :من أجله "إلا الظمأ "بالرفع أى :العطش ونحوه من الجوع، واختار الظمأ بالذكر لأن مشقته أعظم "وكم من قائم "أى :فى الليل "ليس له من قيامه " أى :أثر "إلا السهر "أى :ونحوه من تعب الرجل وصفار الوجه وضعف البدن، قال الطيبى :فإن الصائم إذا لم يكن محتسبا أو لم يكن مجتنبا عن الفواحش من الزور والبهتان والغيبة ونحوها من المناهى فلا حاصل له إلا الجوع والعطش، وإن سقط القضاء ، وكذلك الصلاة فى الدار المغصوبة وأداؤها بغير جماعة بلا عذر فإنها تسقط القضاء ولا يترتب عليها الثواب اهـ .قال ابن الملك : وكذا جميع العبادات إذ لم تكن خالصة اهـ .كالحج والزكاة فإنه لا يحصل له بهما إلا خسارة المال، وتعب البدن فى المال، والظاهر أنه أريد به المبالغة وأن النفى محمول على نفى الكمال، أو المراد به المرائى فإنه ليس له ثواب أصلا (مرقاة المفاتيح،ج۴،ص۱۳۹۸، كتاب الصوم،باب تنزيه الصوم)

(رب صائم ليس له من صيامه إلا الجوع) قال الغزالى :قيل هو الذى يفطر على حرام أو من يفطر على لحوم الناس بالغيبة أو من لا يحفظ جوارحه عن الآثام (ورب قائم) أى متهجد فى الأسحار (ليس له من قيامه إلا السهر) كالصلاة فى الدار المغصوبة وأداها بغير جماعة لغير عذر فإنها تسقط القضاء ولا يترتب عليها الثواب ذكره الطيبى(فيض القدير للمناوى تحت رقم الحديث،۴۴۰۴)

مگر اسلام نے اس طرح روزہ رکھنے کے حکم کو منسوخ اور ختم کردیا اور یہ لازم کردیا کہ روزے میں صرف بُرے کلام، گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

حَفِظْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَلَاصُمَاتَ یَوْمٍ اِلَی اللَّیْلِ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی یہ بات محفوظ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد یتیمی نہیں (یعنی جب یتیم بچہ بالغ ہوجائے تو اس کو یتیم نہیں کہا جاتا) اور رات تک خاموشی اختیار کئے رکھنا کوئی (عبادت کی) چیز نہیں (ابوداؤد)

زمانۂ جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) چُپ کا روزہ رکھنا ایک عبادت شمار ہوتا تھا، لیکن اسلام میں اس سے منع کردیا گیا اور اس کے بجائے ذکر اور نیک باتوں کے کرنے کا حکم دیا گیا۔ [2]

حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ عَلٰی اِمْرَأَۃٍ مِّنْ اَحْمَسَ یُقَالُ لَھَازَیْنَبُ فَرَاٰھَالَا تُکَلِّمُ

---

[1] رقم الحديث ۲۸۷۳، كتاب الوصايا، باب ما جاء متى ينقطع اليتم .

[2] رواه أبو داود بإسناد حسن قال الخطابي في تفسير هذا الحديث كان من نسك الجاهلية الصمات فنهوا في الإسلام عن ذلك وأمروا بالذكر والحديث بالخير (رياض الصالحين للنووي ، كتاب الامور المنهى عنها، باب النهى عن صمت يوم إلى الليل)

(لا يتم بعد احتلام) وفي رواية للبزار بعد حلم أى لا يجرى على البالغ حكم اليتيم .والحلم بالضم ما يراه النائم مطلقا لكن غلب استعماله فيما يرى من أمارة البلوغ كذا في النهاية وفي المغرب حلم الغلام احتلم والحالم المحتلم في الأصل ثم عم فقيل لمن بلغ مبلغ الرجال حالم أشار إلى أن حكم اليتيم جار عليه قبل بلوغه من الحجر في ماله والنظر في مهماته وكفالته وإيوائه فإذا احتلم وكانت حالة البلوغ استقل ولا يسمى باليتيم (ولا صمات) بالضم أى سكوت (يوم إلى الليل) أى لا عبرة به ولا فضيلة له وليس مشروعا عندنا كما شرع للأمم قبلنا فنهى عنه لما فيه من التشبه بالنصرانية قال الطيبي :والنفي وإن جرى على اللفظ لكن المنفى محذوف أى لا استحقاق يتم بعد احتلام ولا حل صمت يوم إلى الليل (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۹۹۴۷)

فَقَالَ مَالَهَالَا تُكَلِّمُ قَالُوْا حَجَّتْ مُصْمِتَةً، فَقَالَ لَهَا تُكَلِّمِيْ! فَاِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ؛ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ ،فَتَكَلَّمَتْ (بخاری) [1]

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قبیلۂ احمس کی ایک عورت کی طرف تشریف لائے جسے زینب کہا جاتا تھا۔ آپ کو معلوم ہوا کہ وہ کسی سے کوئی بات نہیں کرتی؟ آپ نے معلوم کیا کہ اس کو کیا ہو گیا کہ بات نہیں کرتی؟ لوگوں نے بتلایا کہ اس نے خاموش رہنے کا ارادہ کیا ہوا ہے (یہ نیت کی ہے کہ وہ کسی سے بات نہیں کرے گی) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو فرمایا کہ کلام کیا کرو! کیونکہ ایسا کرنا حلال نہیں، یہ تو زمانۂ جاہلیت کا عمل ہے، اس کے بعد اس عورت نے کلام کرنا شروع کر دیا (بخاری)

اس قسم کی احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں روزہ بولنے اور بات چیت کرنے سے بچنے اور خاموش رہنے کا نام نہیں، البتہ روزہ دار کو کھانے پینے اور جماع کے علاوہ دوسرے گناہوں سے اور خاص کر زبان کے گناہوں سے بچنا چاہئے، روزہ کا کامل ثواب اور پوری قبولیت اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے، ورنہ گناہ کرنے کی صورت میں اگرچہ روزہ کا فریضہ تو ذمہ سے اتر جاتا ہے، مگر روزہ کے پورے فوائد وبرکات سے محرومی رہتی ہے۔

اسی قسم کی احادیث وروایات کے پیشِ نظر بعض مشائخ نے روزے کے چھ آداب بتلائے ہیں، جن پر عمل کر کے روزہ کے پورے فوائد اور فضائل کو حاصل کرنا ممکن وسہل ہوتا ہے۔

ان کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

(۱) نظر کی حفاظت:...... نظر کے گناہوں سے بچیں، بدنظری نہ کریں، نہ کسی پر شہوت پرستی کی نظر ڈالیں، نہ گناہوں اور بے شرمی وبے حیائی کے مناظر دیکھیں، نہ کسی پر بے جا تجسس کی نظر ڈالیں، نہ کسی کے مال اور جان پر ناحق نظر ڈالیں۔

---

[1] رقم الحديث ۳۸۳۴، كتاب المناقب، باب ايام الجاهلية.

(۲) زبان کی حفاظت:...... جھوٹ، غیبت، چغلی، فضول گفتگو، بدکلامی، گالی گلوچ، لعن و طعن، لڑنا جھگڑنا، غرور و تکبر، بے حیائی اور فحش باتوں سے اور دوسروں کا استہزاء کرنے سے، اور گانوں وغیرہ سے بچیں، غیبت سے خاص طور پر بچیں۔

(۳) کان کی حفاظت:...... موسیقی، گانا بجانا، نامحرم عورتوں کی گفتگو، دوسروں کی غیبت سننے، فضول مجلسوں میں بیٹھ کر لوگوں کی فضول ولایعنی بکواس سننے سے اپنے کانوں کو بچائیں۔

(۴) دیگر اعضاء کی حفاظت:...... ہاتھوں سے ناحق کسی کو مارنے یا کسی طرح سے تکلیف دینے، نامحرم عورت کے بدن کو چھونے، قدموں سے، چوری، ڈاکہ ڈالنے، کسی پر ظلم وستم کرنے کے واسطے جانے یا اور کسی گناہ کی طرف جانے اور پیٹ کو حرام اور مشتبہ غذا سے بچائے رکھنے کا پورا اہتمام کریں۔

(۵) شکم سیری سے حفاظت:...... سحری وافطار کے وقت بہت زیادہ پیٹ نہ بھریں کہ چلنا پھرنا اور سانس لینا دوبھر ہو جائے (اگرچہ حلال مال سے ہو) کیونکہ ایسا کرنا روزہ کی حکمت کے خلاف ہے۔

ہم لوگوں کا یہ حال ہے کہ دن بھر جو کھانا پینا چھوڑا تھا افطار کے وقت اس کی کمی کو ضرورت سے کہیں زیادہ پورا کرتے ہیں اور سحری میں دن بھر کی تیاری کے طور پر اتنا کھا لیتے ہیں کہ بغیر رمضان اور روزہ کی حالت میں بھی عموماً اتنا نہیں کھاتے جس کی وجہ سے دن بھر کھٹی ڈکاریں آتی ہیں، جو حرام تو نہیں، لیکن روزہ کی حکمت کے خلاف ہے۔

اعتدال ہونا چاہئے۔

(۶) روزہ کی حفاظت:...... روزہ رکھنے اور عبادت کرنے والوں کو روزہ توڑنے اور مکروہ کرنے والی چیزوں سے بچنے کے ساتھ روزہ کے بعد ڈرتے رہنا چاہئے کہ نامعلوم یہ روزہ قابلِ قبول ہے یا نہیں؟

لٰہذا اخلاصِ نیت کے ساتھ روزہ اور دوسری عبادت وطاعت پر ناز اور تکبر ہرگز نہ کرے بلکہ ڈرتا اور دعا کرتا رہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمائیں۔

روزہ کے کفارہ، قضا اور فدیہ کے احکام

بعض صورتوں میں رمضان کے روزہ کی قضا، بعض صورتوں میں قضا کے ساتھ کفارہ اور بعض صورتوں میں روزہ کا فدیہ واجب ہوا کرتا ہے۔

آ گے ان تینوں چیزوں کے الگ الگ احکام ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱)......رمضان کے روزہ کے کفارہ کے احکام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهٖ فِيْ رَمَضَانَ، فَاسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ: لَا، قَالَ: هَلْ تَسْتَطِيْعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ: لَا، قَالَ: فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا (بخاری) [۱]

ترجمہ: ایک آدمی نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کرلیا، پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ کو غلام میسر ہے؟ (جس کو آپ آزاد کردیں)

اس نے عرض کیا کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ کو دو مہینے کے روزے رکھنے کی استطاعت ہے؟

اس نے عرض کیا کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر آپ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں (بخاری، مسلم)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[۱] رقم الحديث ٦٨٢١، كتاب الحدود، باب: من أصاب ذنبا دون الحد، فأخبر الإمام، فلا عقوبة عليه بعد التوبة، إذا جاء مستفتيا، واللفظ لهٗ، مسلم، رقم الحديث ١١١١ "٨٢"

أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ هَلَكْتُ أَفْطَرْتُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا قَالَ: أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ: لَا أَجِدُ قَالَ: صُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ: لَا أَقْدِرُ قَالَ: فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا (مسند البزار) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں ہلاک ہوگیا، میں نے رمضان کے مہینے میں جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ایک غلام آزاد کریں، اس نے کہا کہ مجھے یہ میسر نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھیں، اس نے کہا کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں (بزار)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّيْ أَفْطَرْتُ يَوْمًا فِيْ رَمَضَانَ، قَالَ: مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلَا سَفَرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: بِئْسَ مَا صَنَعْتَ قَالَ: أَجَلْ فَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا مَلَكْتُ رَقَبَةً قَطُّ، قَالَ: فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ: فَلَا أَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ، قَالَ: فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُشْبِعُ أَهْلِيْ، قَالَ: فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِكْتَلٍ فِيْهِ تَمْرٌ، فَقَالَ: تَصَدَّقْ بِهٰذَا عَلٰى سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ: إِلٰى مَنْ أَدْفَعُهُ، قَالَ: إِلٰى أَفْقَرِ مَنْ تَعْلَمُ قَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ قُتْرَيْهَا أَهْلُ

---

[1] رقم الحديث ۱۱۰۷، ج۳ص ۳۱۳، مسند سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه.
قال البزار: "وَهٰذَا الْحَدِيْثُ لَا نَعْلَمُ يُرْوَى عَنْ سَعْدٍ، إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَا نَعْلَمُ رَوَاهُ إِلَّا الْوَاقِدِيُّ وَالْوَاقِدِيُّ فَقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ.
قال الهيثمی: رواه البزار، وفيه الواقدی، وفيه كلام كثير، وقد وثق (مجمع الزوائد، ج۳ص ۱۶۸، باب فيمن أفطر فی شهر رمضان متعمدا أو جامع)

بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا، قَالَ: فَتَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى عِيَالِكَ (مسند أبي يعلى الموصلي) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا کہ میں نے رمضان میں روزہ توڑ دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر عذر کے اور بغیر سفر کے توڑا ہے؟

اس نے کہا کہ بے شک، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے بہت برا کام کیا، اس نے کہا کہ بے شک آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ایک غلام آزاد کریں، اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں کبھی بھی کسی غلام کا مالک نہیں بنا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر آپ لگاتار دو مہینوں کے روزے رکھئے، اس آدمی نے عرض کیا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر آپ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایئے۔

اس آدمی نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں نے اپنے گھر والوں کو کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھلایا، راوی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کا ایک تھیلا لایا گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھجوریں ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کردو۔

اس آدمی نے عرض کیا کہ یہ میں کس پر صدقہ کروں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے علم میں جو مسکین ہوں، اس آدمی نے عرض کیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے (مدینہ کی) گلیوں میں ہم سے زیادہ مسکین کوئی

---

[1] رقم الحديث ۵۷۲۵، ج۱۰ ص ۸۹، مسند عبدالله بن عمر.
قال حسين سليم أسد: رجاله ثقات (تعليق مسند ابى يعلىٰ)

نہیں ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنے گھر والوں پر خرچ کردو (ابویعلیٰ)

فقہائے کرام نے فرمایا کہ اپنے بال بچوں کو کھلانے پلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس شخص کو اجازت دی، تو اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے گھر والے اس وقت بھوکے ہیں، اس لئے فی الحال تو آپ ان کھجوروں سے اپنے گھر والوں کے نان نفقہ کی ضرورت پوری کردو، اور بعد میں جب حیثیت ہو، تو کفارہ ادا کردینا۔

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اسی شخص کے لئے خاص تھا، دوسروں کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔ [۱]

---

[۱] وَكَفَّارَةَ الْجِمَاعِ لَا أَمَدَ لَهَا فَتَسْتَقِرُّ فِي الذِّمَّةِ وَلَيْسَ فِي الْخَبَرِ مَا يَدُلُّ عَلَى إِسْقَاطِهَا بَلْ فِيهِ مَا يَدُلُّ عَلَى اسْتِمْرَارِهَا عَلَى الْعَاجِزِ وَقَالَ الْجُمْهُورُ لَا تَسْقُطُ الْكَفَّارَةُ بِالْإِعْسَارِ وَالَّذِي أَذِنَ لَهُ فِي التَّصَرُّفِ فِيهِ لَيْسَ عَلَى سَبِيلِ الْكَفَّارَةِ ثُمَّ اخْتَلَفُوا فَقَالَ الزُّهْرِيُّ هُوَ خَاصٌّ بِهَذَا الرَّجُلِ وَإِلَى هَذَا نَحَا إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ وَرُدَّ بِأَنَّ الْأَصْلَ عَدَمُ الْخُصُوصِيَّةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ مَنْسُوخٌ وَلَمْ يُبَيِّنْ قَائِلُهُ نَاسِخَهُ وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالْأَهْلِ الَّذِينَ أُمِرَ بِصَرْفِهَا إِلَيْهِمْ مَنْ لَا تَلْزَمُهُ نَفَقَتُهُ مِنْ أَقَارِبِهِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ الشَّافِعِيَّةِ وَضُعِّفَ بِالرِّوَايَةِ الْأُخْرَى الَّتِي فِيهَا عِيَالَكَ وَبِالرِّوَايَةِ الْمُصَرِّحَةِ بِالْإِذْنِ لَهُ فِي الْأَكْلِ مِنْ ذَلِكَ وَقِيلَ لَمَّا كَانَ عَاجِزًا عَنْ نَفَقَةِ أَهْلِهِ جَازَ لَهُ أَنْ يَصْرِفَ الْكَفَّارَةَ لَهُمْ وَهَذَا هُوَ ظَاهِرُ الْحَدِيثِ وَهُوَ الَّذِي حَمَلَ أَصْحَابَ الْأَقْوَالِ الْمَاضِيَةِ عَلَى مَا قَالُوهُ بِأَنَّ الْمَرْءَ لَا يَأْكُلُ مِنْ كَفَّارَةِ نَفْسِهِ قَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ وَأَقْوَى مِنْ ذَلِكَ أَنْ يُجْعَلَ الْإِعْطَاءُ لَا عَلَى جِهَةِ الْكَفَّارَةِ بَلْ عَلَى جِهَةِ التَّصَدُّقِ عَلَيْهِ وَعَلَى أَهْلِهِ بِتِلْكَ الصَّدَقَةِ لِمَا ظَهَرَ مِنْ حَاجَتِهِمْ وَأَمَّا الْكَفَّارَةُ فَلَمْ تَسْقُطْ بِذَلِكَ وَلَكِنْ لَيْسَ اسْتِقْرَارُهَا فِي ذِمَّتِهِ مَأْخُوذًا مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ وَأَمَّا مَا اعْتَلُّوا بِهِ مِنْ تَأْخِيرِ الْبَيَانِ فَلَا دَلَالَةَ فِيهِ لِأَنَّ الْعِلْمَ بِالْوُجُوبِ قَدْ تَقَدَّمَ وَلَمْ يَرِدْ فِي الْحَدِيثِ مَا يَدُلُّ عَلَى الْإِسْقَاطِ لِأَنَّهُ لَمَّا أَخْبَرَهُ بِعَجْزِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ بِإِخْرَاجِ الْعَرَقِ دَلَّ عَلَى أَنْ لَا سُقُوطَ عَنِ الْعَاجِزِ وَلَعَلَّهُ أَخَّرَ الْبَيَانَ إِلَى وَقْتِ الْحَاجَةِ وَهُوَ الْقُدْرَةُ اه وَقَدْ وَرَدَ مَا يَدُلُّ عَلَى إِسْقَاطِ الْكَفَّارَةِ أَوْ عَلَى إِجْزَائِهَا عَنْهُ بِإِنْفَاقِهِ إِيَّاهَا عَلَى عِيَالِهِ وَهُوَ قَوْلُهُ فِي حَدِيثِ عَلِيٍّ وَكُلْهُ أَنْتَ وَعِيَالُكَ فَقَدْ كَفَّرَ اللَّهُ عَنْكَ وَلَكِنَّهُ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ لَا يُحْتَجُّ بِمَا انْفَرَدَ بِهِ وَالْحَقُّ أَنَّهُ لَمَّا قَالَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ لَمْ يَقْبِضْهُ بَلِ اعْتَذَرَ بِأَنَّهُ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنْ غَيْرِهِ فَأَذِنَ لَهُ حِينَئِذٍ فِي أَكْلِهِ فَلَوْ كَانَ قَبَضَهُ لَمَلَكَهُ مِلْكًا مَشْرُوطًا بِصِفَةٍ وَهُوَ إِخْرَاجُهُ عَنْهُ فِي كَفَّارَتِهِ فَيَنْبَنِي عَلَى الْخِلَافِ الْمَشْهُورِ فِي التَّمْلِيكِ الْمُقَيَّدِ بِشَرْطٍ لَكِنَّهُ لَمَّا لَمْ يَقْبِضْهُ لَمْ يَمْلِكْهُ فَلَمَّا أَذِنَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِطْعَامِهِ لِأَهْلِهِ وَأَكْلِهِ مِنْهُ كَانَ تَمْلِيكًا مُطْلَقًا بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ وَإِلَى أَهْلِهِ وَأَخْذُهُمْ إِيَّاهُ بِصِفَةِ الْفَقْرِ الْمَشْرُوحَةِ وَقَدْ تَقَدَّمَ أَنَّهُ كَانَ مِنْ مَالِ الصَّدَقَةِ وَتَصَرُّفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ تَصَرُّفُ الْإِمَامِ فِي إِخْرَاجِ مَالِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پھر اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے کہ روزہ کا کفارہ صرف اس صورت میں واجب ہوگا، جبکہ قصداً وعمداً جماع وصحبت کر کے روزہ توڑا ہو، یا قصداً وعمداً بلاعذر کھاپی کر روزہ توڑنے کی صورت میں بھی کفارہ واجب ہوگا؟

امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک تو کفارہ جماع وصحبت کر کے روزہ توڑنے کے ساتھ خاص ہے، اور کھانے پینے سے روزہ توڑنے کی صورت میں کفارہ واجب نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارہ کا حکم جماع سے روزہ توڑنے کی صورت میں دیا تھا، اور اکثر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصَّدَقَةِ وَاحْتُمِلَ أَنَّهُ كَانَ تَمْلِيكًا بِالشَّرْطِ الْأَوَّلِ وَمِنْ ثَمَّ نَشَأَ الْإِشْكَالُ وَالْأَوَّلُ أَظْهَرُ فَلَا يَكُونُ فِيهِ إِسْقَاطٌ وَلَا أَكْلُ الْمَرْءِ مِنْ كَفَّارَةِ نَفْسِهِ وَلَا إِنْفَاقِهِ عَلَى مَنْ تَلْزَمُهُ نَفَقَتُهُمْ مِنْ كَفَّارَةِ نَفْسِهِ وَأَمَّا تَرْجَمَةُ الْبُخَارِيِّ الْبَابَ الَّذِي يَلِيهِ بَابٌ المجامع فِي رَمَضَانَ هَل يطعم أَهله من الْكَفَّارَةِ إِذَا كَانُوا مَحَاوِيجَ فَلَيْسَ فِيهِ تَصْرِيحٌ بِمَا تَضَمَّنَهُ حُكْمُ التَّرْجَمَةِ وَإِنَّمَا أَشَارَ إِلَى الِاحْتِمَالَيْنِ الْمَذْكُورَيْنِ بِإِتْيَانِهِ بِصِيغَةِ الِاسْتِفْهَامِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ (فتح البارى لابنِ حجر، ج۴ص، ۱۷۱، ۱۷۲، قوله باب اذاجامع فى رمضان)

(ثم قال " :أطعمه أهلك ") وفى رواية صحيحة :فلا تفطر، فيه دليل على أن العبرة بحال الأداء لا الفعل إذ لم يكن له حال ارتكاب المحظور شىء ، فلما تصدق عليه وصار قادرا أمره بالإطعام، وهو قول أكثر العلماء ، وأظهر قولى الشافعى :فلما ذكر حاجته أخره عليه إلى الوجد، وقال الزهرى : كان هذا خاصا بذلك الرجل، وقيل :منسوخ، والتأويل الأول أولى من الأخيرين، إذ لا دليل عليهما، كذا ذكره الطيبى (متفق عليه) قال ابن الهمام :رواه أصحاب الستة لكن قال فى آخره : حتى بدت ثناياه، وفى لفظ :أنيابه، وفى لفظ :نواجذه، ثم قال :خذه فأطعمه أهلك، وفى لفظ لأبى داود :زاد الزهرى :ربما كان هذا رخصة له خاصة ولو أن رجلا فعل ذلك اليوم لم يكن له بد من التكفير، قال المنذر :قول الزهرى ذلك دعوى لا دليل عليها، وعلى ذلك ذهب سعيد بن جبير إلى عدم وجوب الكفارة على من أفطر فى رمضان بأى شىء أفطر، قال :لانتساخه بما فى آخر الحديث بقوله "كلها أنت وعيالك "اهـ وجمهور العلماء على قول الزهرى، وأما رفع المصنف يعنى صاحب الهداية :يجزئك ولا يجزء أحدا بعدك، فلم ير فى شىء من طرقه، وكذا لم يوجد فيها لفظ الفرق بالفاء بل بالعين، وهو مكتل يسع خمسة عشر صاعا على ما قيل، قلنا :وإن لم يثبت فغاية الأمر أنه أخر عنه إلى الميسرة إذا كان فقيرا فى الحال عاجزا عن الصوم بعد ما ذكر له ما يجب عليه، كذا قال الشافعى وغيره، والظاهر أنه خصوصية لأنه وقع عند الدارقطنى فى هذا الحديث :فقد كفر الله عنك، ولفظ (وأهلكت) ليس فى الكتب الستة، وجاء فى حديث الدارقطنى والبيهقى وضعفه الحاكم اهـ ملخصا (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۹۲، كتاب الصوم، باب تنزيه الصوم)

احادیث میں جماع کرکے روزہ توڑنے پر ہی کفارہ کا ذکر ہے۔ ۱؎

جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں کفارہ واجب ہے، کیونکہ بعض روایات میں روزہ توڑنے کا ذکر ہے، خاص جماع کرنے کے الفاظ کا ذکر نہیں، اور روزہ جس طرح جماع کرنے سے ٹوٹتا ہے، اسی طرح کھانے پینے سے بھی ٹوٹتا ہے، لہٰذا دونوں کا حکم کفارہ کے معاملہ میں بھی مساوی اور برابر ہونا چاہئے۔ ۲؎

۱؎ وَفِي البَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَعَائِشَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو :.حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، "وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا الحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ فِي مَنْ أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا مِنْ جِمَاعٍ، وَأَمَّا مَنْ أَفْطَرَ مُتَعَمِّدًا مِنْ أَكْلٍ أَوْ شُرْبٍ، فَإِنَّ أَهْلَ العِلْمِ قَدْ اخْتَلَفُوا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ :عَلَيْهِ القَضَاءُ، وَالكَفَّارَةُ، وَشَبَّهُوا الأَكْلَ وَالشُّرْبَ بِالجِمَاعِ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ المُبَارَكِ، وَإِسْحَاقَ، وقَالَ بَعْضُهُمْ :عَلَيْهِ القَضَاءُ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ، لِأَنَّهُ إِنَّمَا ذُكِرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الكَفَّارَةُ فِي الجِمَاعِ وَلَمْ تُذْكَرْ عَنْهُ فِي الأَكْلِ وَالشُّرْبِ، وَقَالُوا :لَا يُشْبِهُ الأَكْلُ وَالشُّرْبُ الجِمَاعَ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ "، وقَالَ الشَّافِعِيُّ " :وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلرَّجُلِ الَّذِي أَفْطَرَ فَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ يَحْتَمِلُ هَذَا مَعَانِيَ :يَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الكَفَّارَةُ عَلَى مَنْ قَدَرَ عَلَيْهَا، وَهَذَا رَجُلٌ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الكَفَّارَةِ، فَلَمَّا أَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا وَمَلَكَهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ :مَا أَحَدٌ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنَّا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ، لِأَنَّ الكَفَّارَةَ إِنَّمَا تَكُونُ بَعْدَ الفَضْلِ عَنْ قُوتِهِ، وَاخْتَارَ الشَّافِعِيُّ لِمَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ هَذَا الحَالِ أَنْ يَأْكُلَهُ وَتَكُونَ الكَفَّارَةُ عَلَيْهِ دَيْنًا، فَمَتَى مَا مَلَكَ يَوْمًا مَا كَفَّرَ(سنن الترمذی،رقم الحديث ۷۲۴)

قلت :فهؤلاء أكثر من ثلاثين شخصا اتفقوا على أن الرواية على الترتيب ,وأن الإفطار كان بالجماع ,فروايتهم أرجح لأنهم أكثر عددا ,ولأن معهم زيادة علم ,ومن علم حجة على من لم يعلم .وثمة مرجحات أخرى فانظر "الفتح(۱۴۵/۴)"(ارواء الغليل فی تخريج احاديث منار السبيل للالبانی، ج۴ص۹۰، تحت رقم الحديث ۹۳۹)

۲؎ (قال) أی الرجل (وقعت على امرأتی) أی جامعتها، وزاد فی المصابيح :فی رمضان (وأنا صائم) كذا نقله ابن الملك، وقال الطيبی :فی أكثر نسخ المصابيح :(واقعت على امرأتی فی نهار رمضان) قال ابن حجر :وبهذا أخذ أئمتنا فقالوا :إنما تجب الكفارة الآتية بالجماع إن كان فی أداء رمضان لا غير، لأنه يميز عن غيره بخصائص كثيرة، وكذا الكفارة واجبة على المرأة خلافا للشافعی، وفی الهداية :أن قوله -صلى الله عليه وسلم " :-من أفطر فی رمضان فعليه ما على المظاهر "قال ابن الهمام :الله أعلم به، وهو غير محفوظ، وما فی الصحيحين :عن أبی هريرة أنه -صلى الله عليه وسلم -أمر رجلا أفطر فی رمضان أن يعتق رقبة، أو يصوم شهرين متتابعين، أو يطعم ستين مسكينا، علق الكفارة بالإفطار، فإن قيل :لا يفيد المطلوب لأنه حكاية واقعة حال لا عموم لها فيجب كون ذلك الفطر بأمر خاص لا بالأعم فلا دليل فيه أنه بالجماع أو بغيره، فلا متمسك به

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس تمہید کے بعد کفارہ سے متعلق اہم مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لأحد، بل قام الدليل على أن المراد به جماع الرجل وهو السائل لمجيئه مفسرا كذلك برواية من نحو عشرين رجلا عن أبى هريرة، قلنا :وجه الاستدلال به تعليقها بالإفطار فى عبارة الراوى عن أبى هريرة إذا أفاد أنه فهم من خصوص الأحوال التى شاهدها فى قضائه -صلى الله عليه وسلم -أو سمع ما يفيد أن إيجابها عليه باعتبار خصوص الإفطار فيصح التمسك به، وهذا كما قالوه فى أصولهم فى مسألة ما إذا نقل الراوى بلفظ ظاهره العموم فإنهم اختاروا اعتباره ومثلوه بقول الراوى، وقضى بالشفعة للجار لما ذكرنا من المعنى، فهذا مثله بلا تفاوت لمن تأمل، ولأن الحد يجب عليها إذا طاوعته، فالكفارة أولى على نظير ما ذكرناه آنفا فتكون ثابتة لدلالة نص حدها، ثم قال ابن الهمام عند قول صاحب الهداية :ولنا أن الكفارة تعلقت بجناية الإفطار :يعنى وهو أعم من أن يكون جماعا أو غيره، قال ابن الهمام :مأخوذ من ذلك الحديث الذى ذكره :من أفطر فى رمضان، من قول أبى هريرة، وروى الدارقطنى عن أبى هريرة :أن رجلا أكل فى رمضان فأمره النبى -صلى الله عليه وسلم -أن يعتق . . .الحديث، وأعله بأبى معشر، وأخرجه الدارقطنى أيضا فى كتاب العلل فى حديث "الذى وقع على امرأته "عن سعيد بن المسيب :أن رجلا أتى النبى -صلى الله عليه وسلم -فقال :يا رسول الله أفطرت فى رمضان متعمدا . .الحديث، وهذا مرسل سعيد، وهو مقبول عند كثير ممن لا يقبل المرسل، وعندنا هو حجة مطلقا، وأيضا دلالة نص الكفارة بالجماع تفيده للعلم بأن من علم استواء الجماع والأكل والشرب فى أن ركن الصوم ألكف عن كلها، ثم علم لزوم عقوبة على من فوت الكف عن بعضها جزم بلزومها على من فوت الكف عن البعض الآخر حكما للعمل بذلك الاستواء ، غير متوقف فيه على أهلية الاجتهاد، أعنى بعد حصول العلمين يحصل العلم الثالث، ويفهم كل عالم بهما أن المؤثر فى لزومها تفويت الركن لا خصوص ركن اهـ وحاصله أن هذا قياس جلى فى غاية الوضوح لا خفى يحتاج إلى ترتيب مقدمات من مقيس ومقيس عليه وإلى معرفة القياس ودقائقه المحتاج إلى إدراك جامعه وفارقه، والله أعلم (فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-هل تجد رقبة؟ "أى عبدا أو أمة "تعتقها "أى كفارة لهذا الذنب (قال :لا، قال " :فهل تستطيع أن تصوم شهرين متتابعين؟ "قال :لا، قال " :هل تجد "بدون الفاء "إطعام ستين مسكينا؟ "قال :لا) قال القاضى :وكذا فى شرح السنة رتب الثانى بالفاء على فقد الأول، ثم الثالث بالفاء على فقد الثانى، فدل على الترتيب، وقال مالك بالتخيير، فإن المجامع مخير بين الخصال الثلاث عنده، قال ابن حجر :الكفارة مرتبة ككفارة الظهار المذكورة فى سورة المجادلة، وهو قول الشافعى والأكثرين، وقال مالك :إنها مخيرة كالكفارة المذكورة فى سورة المائدة لرواية أبى داود :أن يعتق رقبة أو يصوم شهرين متتابعين أو يطعم ستين مسكينا، وأجابوا بأن أو كما لا تقتضى الترتيب لا تمنعه كما بينته الروايات الأخر، وحينئذ فالتقدير :أو يصوم إن عجز عن العتق أو يطعم إن عجز عن الصوم، ورواتها أكثر وأشهر فقد رواها عشرون صحابيا، وهى حكاية لفظ النبى -صلى الله عليه وسلم -ورواة هذا اثنان، وهو لفظ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبرا...... فقہائے احناف کے نزدیک روزہ توڑ دینے کا کفارہ لازم ہونے کے لئے کئی چیزیں ضروری ہیں، یعنی روزہ ٹوٹ جانے والی ہر صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوتا بلکہ خاص خاص صورتوں میں لازم ہوتا ہے، جس کی بنیاد اس پر ہے کہ روزہ توڑنے کی جنایت اور جرم کامل طریقہ پر پایا گیا ہو اور اس میں کوئی شبہ والی بات نہ پائی جارہی ہو۔ ۱

چنانچہ حنفیہ کے نزدیک کفارہ واجب ہونے کے لئے مندرجہ ذیل چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱)...... روزہ کا کفارہ واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ روزہ توڑنے والا روزہ کا مکلّف ہو، یعنی اس میں روزہ کے واجب اور صحیح ہونے کی تمام شرائط پائی جاتی ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نابالغ بچہ یا مجنون و پاگل نے روزہ رکھ کر توڑا، تو اس پر کفارہ واجب نہیں، بلکہ نابالغ اور دائمی پاگل پر قضا بھی واجب نہیں۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الراوی، وخبر أنه مخير بين عتق ونحر بدنة ضعيف، وإن أخذ به الحسن اهـ واعلم أن الفاء فی أصلنا الموافق للنسخ المصححة فی الثانی غير موجود، وأما فی أصل البخاری فموجود فی بعض النسخ، وفی بعضها مفقود، وأما الفاء فی الأول فموجود اتفاقا، وهو يكفی للدلالة على الترتيب لعلم القائل بالفصل، والله أعلم(مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، كتاب الصوم، باب تنزيه الصوم)

۱ وأما الْكَلَام فِی وجوب الْكَفَّارَة فَإِنَّهَا تتعَلَّق بالإفطار الْكَامِل صُورَة وَمعنى فِی رَمَضَان مَعَ وجود صفة العمدية وَكَونه حَرَامًا مَحْضا لَيْسَ فِيهِ شُبْهَة الْإِبَاحَة بِأَن أفطر مُتَعَمدا وَلَا يُبَاح لَهُ الْإِفْطَار بِعُذْر وَلَا لَهُ شُبْهَة الْإِبَاحَة(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج۱ص ۳۶۰، كتاب الصوم)

(وإن أنزل بقبلة أو مس فعليه القضاء) ش :لأنه يجب بمجرد الإفساد م :(دون الكفارة) ش :لأنها لا تجب إلا بكمال الجناية، لأنها تسقط بالشبهات لكونها دائرة بين العبادة والعقوبة وعدم صورة الجماع صار شبهة فلم تجب الكفارة(البناية شرح الهداية، ج۴ص ۴۵، كتاب الصوم)

۲ فَإِذَا لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ الصَّوْمُ فِی حَالِ الصِّبَا لَا يَلْزَمُهُ الْقَضَاءُ لِمَا بَيَّنَّا أَنَّهُ لَا يَلْزَمُهُ لِمَكَانِ الْحَرَجِ لِأَنَّ مُدَّةَ الصِّبَا مَدِيدَةٌ فَكَانَ فِی إيجَابِ الْقَضَاءِ عَلَيْهِ بَعْدَ الْبُلُوغِ حَرَجٌ(بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع، ج۲،ص۸۷، فصل شرائط انواع الصيام)

أَقُولُ :وَقَدْ صَرَّحَ فِی أَحْكَامِ الصِّغَارِ بِأَنَّهُ يُؤْمَرُ بِالْغُسْلِ إذَا جَامَعَ وَبِإِعَادَةِ مَا صَلَّاهُ بِلَا وُضُوءٍ لَا لَوْ أَفْسَدَ الصَّوْمَ لِمَشَقَّتِهِ عَلَيْهِ(رد المحتار على الدر المختار، ج۱،ص ۳۵۲، كِتَابُ الصَّلَاةِ)

(۲)...... روزہ کا کفارہ واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جو روزہ توڑا گیا ہے، وہ رمضان کا ادائی روزہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اگر رمضان کا روزہ نہیں ہے، بلکہ نفل روزہ ہے یا منت کا روزہ ہے، یا رمضان کا روزہ تو ہے، مگر وہ دوسرے دنوں میں قضا کررہا تھا، تو ایسے روزہ کے توڑنے پر کفارہ واجب نہیں۔ ؎۱

(۳)...... روزہ کا کفارہ واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ رمضان کا ادائی روزہ صبح صادق سے روزہ کی نیت کرنے کے بعد توڑا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے رمضان کا روزہ شروع ہی نہیں کیا یعنی رکھا ہی نہیں، یا صبح صادق ہوتے وقت روزہ کی نیت نہیں کی، بلکہ بعد میں روزہ کی نیت کی، اور پھر اس روزہ کو توڑ دیا، تو اس پر کفارہ واجب نہیں، صرف قضا واجب ہے۔ ؎۲

؎۱ وَأَمَّا صِيَامُ غَيْرِ رَمَضَانَ فَلَا يَتَعَلَّقُ بِإِفْسَادِ شَيْءٍ مِنْهُ وُجُوبُ الْكَفَّارَةِ، لِأَنَّ وُجُوبَ الْكَفَّارَةِ بِإِفْسَادِ صَوْمِ رَمَضَانَ عُرِفَ بِالتَّوْقِيفِ، وَأَنَّهُ صَوْمٌ شَرِيفٌ فِي وَقْتٍ شَرِيفٍ لَا يُوَازِيهِمَا غَيْرُهُمَا مِنَ الصِّيَامِ وَالْأَوْقَاتِ فِي الشَّرَفِ وَالْحُرْمَةِ، فَلَا يَلْحَقُ بِهِ فِي وُجُوبِ الْكَفَّارَةِ(بدائع الصنائع، ج۲ص ۱۰۲، فصل فی حکم فساد الصوم)

قَالَ -رَحِمَهُ اللَّهُ -(وَبِإِفْسَادِ صَوْمِ غَيْرِ رَمَضَانَ) أَيْ لَا تَجِبُ الْكَفَّارَةُ بِإِفْسَادِ الصَّوْمِ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ وَلَوْ فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ لِأَنَّ الْكَفَّارَةَ وَرَدَتْ فِي هَتْكِ حُرْمَةِ رَمَضَانَ إِذْ لَا يَجُوزُ إِخْلَاؤُهُ عَنِ الصَّوْمِ بِخِلَافِ غَيْرِهِ مِنَ الزَّمَانِ(تبیین الحقائق، ج ۱ ص ۳۲۹، باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

؎۲ وَمَنْ أَصْبَحَ فِي رَمَضَانَ لَا يَنْوِي الصَّوْمَ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَوْ جَامَعَ عَلَيْهِ قَضَاءُ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا الثَّلَاثَةِ، وَعِنْدَ زُفَرَ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ بِنَاءً عَلَى أَنَّ صَوْمَ رَمَضَانَ يَتَأَدَّى بِدُونِ النِّيَّةِ عِنْدَهُ فَوُجِدَ إِفْسَادُ صَوْمِ رَمَضَانَ بِشَرَائِطِهِ، وَعِنْدَنَا لَا يَتَأَدَّى فَلَمْ يُوجَدْ الصَّوْمُ فَاسْتَحَالَ الْإِفْسَادُ.

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ إِنْ أَكَلَ قَبْلَ الزَّوَالِ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ وَإِنْ أَكَلَ بَعْدَ الزَّوَالِ فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ، كَذَا ذَكَرَ الْقُدُورِيُّ الْخِلَافَ بَيْنَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ وَبَيْنَ أَبِي يُوسُفَ فِي شَرْحِهِ مُخْتَصَرَ الْكَرْخِيِّ، وَذَكَرَ الْقَاضِي فِي شَرْحِهِ مُخْتَصَرَ الطَّحَاوِيِّ الْخِلَافَ بَيْنَ أَبِي حَنِيفَةَ وَبَيْنَ صَاحِبَيْهِ.

وَجْهُ قَوْلِ مَنْ فَصَلَ بَيْنَ مَا قَبْلَ الزَّوَالِ أَوْ بَعْدَهُ :أَنَّ الْإِمْسَاكَ قَبْلَ الزَّوَالِ كَانَ بِفَرْضِ أَنْ يَصِيرَ صَوْمًا قَبْلَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ لِجَوَازِ أَنْ يَنْوِيَ فَإِذَا أَكَلَ فَقَدْ أَبْطَلَ الْفَرْضِيَّةَ وَأَخْرَجَهُ مِنْ أَنْ يَصِيرَ صَوْمًا فَكَانَ إِفْسَادًا لِلصَّوْمِ مَعْنًى بِخِلَافِ مَا بَعْدَ الزَّوَالِ لِأَنَّ الْأَكْلَ بَعْدَ الزَّوَالِ لَمْ يَقَعْ إِبْطَالًا لِلْفَرْضِيَّةِ لِبُطْلَانِهَا قَبْلَ الْأَكْلِ، وَرَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ فِيمَنْ أَصْبَحَ لَا يَنْوِي صَوْمًا ثُمَّ نَوَى قَبْلَ الزَّوَالِ ثُمَّ جَامَعَ فِي بَقِيَّةِ يَوْمِهِ؟ فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۴)...... روزہ کا کفارہ واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ روزہ قصداً وعمداً اور جان بوجھ کرتوڑا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ بھول کر کھانے پینے یا صحبت کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اوراس کی قضا بھی واجب نہیں ہوتی، چہ جائیکہ کفارہ واجب ہو۔ [1]

اوراگرروزہ تو یاد تھا لیکن غلطی سے پانی یا کوئی دوسری چیز منہ میں چلی گئی، تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا، لیکن کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَرُوِیَ عَنْ أَبِی یُوسُفَ أَنَّ عَلَیْهِ الْكَفَّارَةَ، وَجْهُ قَوْلِهِ أَنَّ صَوْمَ رَمَضَانَ یَتَأَدَّی بِنِیَّةٍ مِنَ النَّهَارِ قَبْلَ الزَّوَالِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا فَكَانَتْ النِّیَّةُ مِنَ النَّهَارِ وَاللَّیْلِ سَوَاءً، وَجْهُ ظَاهِرِ الرِّوَایَةِ أَنَّهُ لَوْ جَامَعَ فِی أَوَّلِ النَّهَارِ لَا كَفَّارَةَ عَلَیْهِ، فَكَذَا إذَا جَامَعَ فِی آخِرِهِ لِأَنَّ الْیَوْمَ فِی كَوْنِهِ مَحَلًّا لِلصَّوْمِ وَلَا یَتَجَزَّأُ أَوْ یُوجِبُ ذَلِكَ شُبْهَةً فِی آخِرِ الْیَوْمِ وَهَذِهِ الْكَفَّارَةُ لَا تَجِبُ مَعَ الشُّبْهَةِ، وَذُكِرَ فِی الْمُنْتَقَی فِیمَنْ أَصْبَحَ یَنْوِی الْفِطْرَ ثُمَّ عَزَمَ عَلَی الصَّوْمِ ثُمَّ أَكَلَ مُتَعَمِّدًا أَنَّهُ لَا كَفَّارَةَ عَلَیْهِ عِنْدَ أَبِی حَنِیفَةَ، وَعِنْدَ أَبِی یُوسُفَ عَلَیْهِ الْكَفَّارَةُ، وَالْكَلَامُ مِنْ الْجَانِبَیْنِ عَلَی نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا(بدائع الصنائع، ج۲ص ۱۰۱، فصل فی حکم فساد الصوم)

الكفارة تعلقت بجناية الإفطار) ش :أی أن وجوب الكفارة فی الوقاع تعلق بجناية الإفساد للصوم م :(فی رمضان علی وجه الكمال(البناية شرح الهداية، ج۴ص۵۸،کتاب الصوم)

وَهَذَا كُلُّهُ إذَا ابْتَدَأَ الْجِمَاعَ وَقَدْ نَوَی الصَّوْمَ لَیْلًا .أَمَّا إذَا طَلَعَ الْفَجْرُ قَبْلَ أَنْ یَنْوِیَ ثُمَّ نَوَی بَعْدَ ذَلِكَ وَجَامَعَ لَمْ تَلْزَمْهُ الْكَفَّارَةُ عِنْدَ أَبِی حَنِیفَةَ وَهُوَ الْمُرَادُ بِمَا ذَكَرَ صَاحِبُ الْمَنْظُومَةِ:

لَا یَجِبُ التَّكْفِیرُ بِالْإِفْطَارِ ...إذَا نَوَی الصَّوْمَ مِنْ النَّهَارِ

لِأَنَّ النَّاسَ اخْتَلَفُوا فِی صِحَّةِ الصَّوْمِ بِنِیَّةٍ مِنْ النَّهَارِ وَالِاخْتِلَافُ یُورِثُ شُبْهَةً وَالْكَفَّارَةُ تَسْقُطُ بِالشُّبْهَةِ (الجوهرة النيرة، ج ۱ ص ۱۴۰،کتاب الصوم)

وإذا أصبح غير ناو للصوم ثم نوى قبل الزوال ثم أكل فلا كفارة عليه كذا فی الكشف الكبير(الفتاوی الهندية،ج ۱ ص ۲۰۶،کتاب الصوم ،الباب الخامس فی الأعذار التی تبيح الإفطار)

[1] إذا أكل الصائم أو شرب أو جامع ناسيا لم يفطر، ولا فرق بين الفرض والنفل كذا فی الهداية(الفتاویٰ الهندية، ج ۱ ص ۲۰۲،الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد،النوع الأول ما يوجب القضاء دون الكفارة)

[2] لو أكل مكرها أو مخطئا عليه القضاء دون الكفارة كذا فی فتاوی قاضی خان .المخطء هو الذاكر للصوم غير القاصد للفطر إذا أكل أو شرب هكذا فی النهر الفائق .والناسی عكسه، هكذا فی النهاية والبحر الرائق(الفتاویٰ الهندية، ج ۱ ص ۲۰۲،الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد،النوع الأول ما يوجب القضاء دون الكفارة)

اگر کسی نے سحری کا وقت سمجھ کر صبح صادق ہو جانے کے بعد کچھ کھایا پیا، یا سورج غروب ہونے سے پہلے یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو گیا ہے افطار کرلیا، تو اس کا روزہ تو ٹوٹ جائے گا، اور اس کی قضا بھی ضروری ہوگی، لیکن اس صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوگا، کیونکہ خطا کی وجہ سے کامل جرم نہیں پایا گیا۔ [1]

(۵)...... اگر نفسانی شہوت پوری کر کے روزہ توڑا ہے، تو کفارہ واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس نے کامل طریقہ پر جماع کیا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے جماع کئے بغیر ہاتھ وغیرہ سے منی خارج کی، تو اس سے روزہ تو ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کی قضا بھی واجب ہوتی ہے، مگر کفارہ واجب نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں کامل جرم نہیں پایا جاتا۔ [2]

---

[1] وَلَوْ تَسَحَّرَ عَلَى ظَنٍّ أَنَّ الْفَجْرَ لَمْ يَطْلُعْ فَإِذَا هُوَ طَالِعٌ أَوْ أَفْطَرَ عَلَى ظَنٍّ أَنَّ الشَّمْسَ قَدْ غَرَبَتْ فَإِذَا هِيَ لَمْ تَغْرُبْ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَلَا كَفَّارَةَ لِأَنَّهُ لَمْ يُفْطِرْ مُتَعَمِّدًا بَلْ خَاطِئًا أَلَا تَرَى أَنَّهُ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ(بدائع الصنائع، ج۲ص۱۰۰،فصل فی حکم فساد الصوم)

فَأَما إِذا كَانَ فِيهِ شُبْهَة فَلَا يجب فَإِن الْمُسَافِر إِذا صَامَ فِي رَمَضَان ثمَّ جَامع مُتَعَمدا لَا يلْزمه الْكَفَّارَة لِأَن فِيهِ شُبْهَة الْإِبَاحَة لقِيَام السَّبَب الْمُبِيح صُورَة وَهُوَ السّفر،وَكَذَلِكَ إِذا تسحر على ظن أَن الْفجْر لم يطلع فَإِذا هُوَ طالع أَو أفطر على ظن أَن الشَّمْس قد غربت فَإِذا هِيَ لم تغرب لَا تجب الْكَفَّارَة لِأَنَّهُ خاطىء وَإِلَّا ثمَّ عَنهُ مَرْفُوع بِالنَّصِّ(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج۱ص۳۶۳، کتاب الصوم)

[2] وَأما فِي الْأكل وَالشرب عمدا فتجب الْكَفَّارَة عندنَا،وَعند الشَّافِعِي لَا تجب لِأَن النَّص ورد فِي الْجِمَاع بِخِلَاف الْقيَاس فَلَا يُقَاس عَلَيْهِ غَيره،وَقُلْنَا إِنَّهَا تجب مَعْقُول الْمَعْنى وَهُوَ تَكْفِير جِنَايَة إِفْسَاد الصَّوْم من كل وَجه وَهَذَا الْمَعْنى مَوْجُود فِي الْأكل وَالشرب لِأَن الصَّوْم هُوَ الْإِمْسَاك عَن الْأكل وَالْجِمَاع فَكَانَ الْإِفْسَاد بأحدهمَا نَظِير الْإِفْسَاد بِالْآخرِ وَإِذا استويا فِي الْإِفْسَاد فاستويا فِي الْإِثْم فَيجب أَن يستويا فِي وجوب الرافع للإثم،وَلَو أولج وَلم ينزل تجب الْكَفَّارَة لِأَن الْإِيلَاج هُوَ الْجِمَاع فَأَما الْإِنْزَال حَالَة الْفَرَاغ فَلَا عِبْرَة بِهِ،وَلَو أنزل فِيمَا دون الْفرج لَا يجب الْكَفَّارَة لِأَنَّهُ وجد الْجِمَاع معنى لَا صُورَة وَفِي الْمَعْنى قُصُور فَكَانَ دون الْجِمَاع فِي الْجِنَايَة،وَلَو جَامع الْبَهِيمَة وَأنزل لَا تجب الْكَفَّارَة لِأَنَّهُ قَاصِر من حَيْثُ الْمَعْنى لسعة الْمحل وَنَحْوهَا،وَأما إِذا جَامع فِي الْموضع الْمَكْرُوه عمدا فعلى قَول أبي يُوسُف وَمُحَمّد تجب الْكَفَّارَة لِأَنَّهُ مُلْحق بالزنى عِنْدهمَا فِي حق وجوب الْحَد فَفِي حق وجوب الْكَفَّارَة أولى،وَعَن أبي حنيفَة رِوَايَتَانِ فِي رِوَايَة الْحسن عَنهُ أَنه لَا يجب،وَفِي رِوَايَة أبي يُوسُف عَنهُ أَن عَلَيْهِ الْكَفَّارَة وَالْغسْل أنزل أَو لم ينزل(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج۱ص۳۶۱، ۳۶۲، کتاب الصوم)

(۶)...... اگر کوئی چیز کھا پی کر روزہ توڑا ہے، تو کفارہ واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس چیز کو منہ کے راستے سے پیٹ میں داخل کیا جائے، اور وہ چیز ایسی ہو کہ جو غذا یا دوا کے طور پر استعمال کی جاتی ہو، یا اس سے لذت حاصل کی جاتی ہو، اور طبیعت اس سے نفرت نہ کرتی ہو۔ [۱]

یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے مثلاً کنکر، پتھر وغیرہ کو حلق میں نگل لیا، یا پاخانہ کے راستہ سے کوئی دوا یا غذا اندر داخل کی، جو پیٹ تک پہنچ گئی، یا کسی نے منہ بھر کے ہونے والی قے کی کچھ مقدار کو اپنے اختیار سے واپس لوٹا لیا، تو اس سے روزہ تو ٹوٹ جاتا ہے، اور روزہ کی قضا واجب ہوتی ہے، لیکن کفارہ واجب نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں کامل جرم نہیں پایا جاتا۔ [۲]

---

[۱] وَأَمَّا وُجُوبُ الْكَفَّارَةِ فَيَتَعَلَّقُ بِإِفْسَادٍ مَخْصُوصٍ وَهُوَ الْإِفْطَارُ الْكَامِلُ بِوُجُودِ الْأَكْلِ أَوْ الشُّرْبِ أَوْ الْجِمَاعِ صُورَةً وَمَعْنًى مُتَعَمِّدًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ مُبِيحٍ وَلَا مُرَخِّصٍ وَلَا شُبْهَةِ الْإِبَاحَةِ، وَنَعْنِي بِصُورَةِ الْأَكْلِ، وَالشُّرْبِ وَمَعْنَاهُمَا :إيصَالَ مَا يُقْصَدُ بِهِ التَّغَذِّي أَوْ التَّدَاوِي إلَى جَوْفِهِ مِنْ الْفَمِ لِأَنَّ بِهِ يَحْصُلُ قَضَاءُ شَهْوَةِ الْبَطْنِ عَلَى سَبِيلِ الْكَمَالِ(بدائع الصنائع، ج۲ص۹۷،۹۸، فصل فی حکم فساد الصوم)

قال فی الجوهرة واختلفوا فی معنى التغذی قال بعضهم أن يميل الطبع إلى أكله وتنقضی شهوة البطن به وقال بعضهم هو ما يعود نفعه إلى إصلاح البدن وفائدته فيما إذا مضغ لقمة ثم أخرجها ثم ابتلعها فعلى القول الثانی تجب الكفارة وعلى الأول لا تجب وهذا هو الأصح لأنه بإخراجها تعافها النفس كما فی المحيط (مراقی الفلاح شرح نورالایضاح ص۲۴۷،۲۴۸، باب ما يفسد الصوم وتجب به الكفارة مع القضاء)

[۲] وَأَمَّا إذَا ابْتَلَعَ مَا لَا يُتَغَذَّى بِهِ، وَلَا يُتَدَاوَى بِهِ كَالْحَصَاةِ وَالْحَدِيدِ فَلِوُجُودِ صُورَةِ الْفِطْرِ، وَلَا كَفَّارَةَ لِعَدَمِ مَعْنَاهُ، وَهُوَ إيصَالُ مَا فِيهِ نَفْعُ الْبَدَنِ إلَى الْجَوْفِ فَقَصُرَتْ الْجِنَايَةُ، وَهِيَ لَا تَجِبُ إلَّا بِكَمَالِهَا فَانْتَفَتْ،وَفِي الْقُنْيَةِ أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى بِتُرَابٍ أَوْ مَدَرٍ لِأَجْلِ الْمَعْصِيَةِ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ زَجْرًا لَهُ وَكَتَبَ غَيْرُهُ نَعَمْ الْفَتْوَى عَلَى ذَلِكَ وَبِهِ أَفْتَى أَئِمَّةُ الْأَمْصَارِ، وَإِنَّمَا عَبَّرَ بِالِابْتِلَاعِ دُونَ الْأَكْلِ؛ لِأَنَّهُ عِبَارَةٌ عَنْ إيصَالِ مَا يَأْتِي فِيهِ الْمَضْغُ، وَهُوَ لَا يَتَأَتَّى فِي الْحَصَاةِ وَكَذَا كُلُّ مَا لَا يُتَغَذَّى بِهِ، وَلَا يُتَدَاوَى بِهِ كَالْحَجَرِ وَالتُّرَابِ وَالدَّقِيقِ عَلَى الْأَصَحِّ وَالْأُرْزِ وَالْعَجِينِ وَالْمِلْحِ إلَّا إذَا اعْتَادَ أَكْلَهُ وَحْدَهُ، وَلَا فِي النَّوَاةِ وَالْقُطْنِ وَالْكَاغِدِ وَالسَّفَرْجَلِ إذَا لَمْ يُدْرِكْ، وَلَا وَهُوَ مَطْبُوخٌ، وَلَا فِي ابْتِلَاعِ الْجَوْزَةِ الرَّطْبَةِ، وَيَجِبُ لَوْ مَضَغَهَا أَوْ مَضَغَ الْيَابِسَةَ لَا إنْ ابْتَلَعَهَا، وَكَذَا يَابِسُ اللَّوْزِ وَالْبُنْدُقِ وَالْفُسْتُقِ إنْ ابْتَلَعَهُ لَا يَجِبُ، وَإِنْ مَضَغَهُ وَجَبَتْ كَمَا يَجِبُ فِي ابْتِلَاعِ اللَّوْزَةِ الرَّطْبَةِ؛ لِأَنَّهَا تُؤْكَلُ كَمَا هِيَ بِخِلَافِ الْجَوْزَةِ، وَابْتِلَاعُ التُّفَّاحَةِ كَاللَّوْزَةِ، وَالرُّمَّانَةُ وَالْبَيْضَةُ كَالْجَوْزَةِ، وَفِي ابْتِلَاعِ الْبِطِّيخَةِ الصَّغِيرَةِ وَالْخَوْخَةِ الصَّغِيرَةِ وَالْهَلِيلَجَةِ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ وُجُوبُ الْكَفَّارَةِ، وَتَجِبُ بِأَكْلِ اللَّحْمِ النِّيءِ، وَإِنْ كَانَ مَيْتَةً مُنْتِنًا لَا إنْ دَوَّدَ فَلَا تَجِبُ(البحر الرائق، ج۲ص۲۹۶،باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

(۷)...... روزہ کا کفارہ واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ رمضان کا ادا روزہ اپنی رضامندی اور خوشی سے توڑا ہو۔ [۱]

یہی وجہ ہے کہ جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر کسی آدمی کو ان میں سے کسی چیز کو اختیار کر کے روزہ توڑنے پر (جان سے مار دینے یا کسی عضو کے ضائع کر دینے یا کسی بڑے صدمہ سے دوچار کرنے کی دھمکی وغیرہ دے کر) مجبور کیا جائے، اور وہ اس چیز کو استعمال کر لے، تو حنفیہ کے نزدیک اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ وہ گناہگار نہیں ہوتا، اور اس پر صرف قضا واجب ہوتی ہے، کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ [۲]

---

[۱] وكان فعله "شيئا منها "أى المفسدات "طائعا "احترازا عن المكره ولو أكرهته زوجته فى الأصح كما فى الجوهرة وبه يفتى فلا كفارة ولو حصلت الطواعية فى أثناء الجماع لأنها بعد الإفطار مكرها فى الابتداء "متعمدا "احترز به عن الناسى والمخطىء"وغير مضطر "إذا المضطر لا كفارة عليه "لزمه القضاء "(مراقى الفلاح شرح نورالايضاح ص۲۴۷، باب ما يفسد الصوم وتجب به الكفارة مع القضاء)

[۲] وَلَو أكره على الْإِفْطَار فَأكل يفْسد صَوْمه لِأَنَّهُ وجد مَا يضاده وَهَذَا لَيْسَ بنظير النَّاسِي لِأَن الْإِكْرَاه على الْإِفْطَار لَيْسَ بغالب فَلَا يكون فِي وجوب الْقَضَاء حرج.فَأَما إِذا أوجد فِي حَلقَة وَهُوَ مكْرُوه ذَاكر للصَّوْم يفْسد صَوْمه عندنَا وَعند الشَّافِعِي لَا يفْسد صَوْمه لِأَنَّهُ أعذر من النَّاسِي،وَلَكنَّا نقُول إِن هَذَا نَادِر وَلَيْسَ بغالب.وَكَذَلِكَ الصَّائِم إِذا فتح فَاه وَرفع رَأسه إِلَى السَّمَاء فَوَقع قَطْرَة من الْمَطَر فِي حلقه يفْسد صَوْمه لِأَنَّهُ نَادِر،وَكَذَلِكَ إِذا وجد فِي حلق النَّائِم يفْسد صَوْمه لِأَنَّهُ نَادِر،وَكَذَلِكَ لَو جومعت النائمة أَو الْمَجْنُون يفْسد صَومهَا بِخِلَاف الناسية وَالنَّاسِي لِأَن هَذَا لَيْسَ فِي مَعْنَاهُمَا لِأَنَّهُ لَا يكثر وجوده خُصُوصا فِي حَالَة الصَّوْم (تحفة الفقهاء ج ۱ ص۳۵۴، كتاب الصوم)

قد اختلف انظار الفقهاء فى عد الاكراه من موانع الفطر، اى: اذا تحقق سبب من اسباب الفطر والصائم مكره فيه هل يفسد صومه ام لا؟فذهب الحنفية والمالكية الى انه غير مانع، فيفسد مع الاكراه ، ولايجب الكفارة .واما الشافعية فعندهم فيه تفصيل، وهو انه اما ان يفعل به غيره شيئا من المفطرات بان اوجر الطعام فى حلقه قهرا او اسعط الماء وغيره، واما ان يكرهه على ان ياكل بنفسه او يشرب .ففى الاول لايفسد الصوم مطلقا، وفى الثانى عندهم قولان مشهوران مصححان: احدهما: لايفسد، وجعله الامام النووى رح اصح القولين ،وثانيها: يفسد، وجعله الامام الغزالى رح اصح القولين، فوقع الاختلاف فى اصحيتهما ايضا كالاختلاف فى تصحيحهما.واما الحنابلة فعدوه من الموانع المعتبرة فلايفسد معه الصوم، سواء اكره حتى فعله او فُعل به، الاالجماع ، ففى الجماع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۸)...... روزہ کا کفارہ واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ روزہ توڑنے میں روزہ دار کا اپنا فعل پایا گیا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اگر اپنے فعل کے بغیر روزہ ٹوٹنے والی کوئی بات پائی گئی، مثلاً خود بخود بارش کا پانی منہ کے ذریعہ سے پیٹ کے اندر داخل ہوگیا، تو اس میں کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

یا کسی نے کوئی چیز پھینکی اور وہ اس کے منہ کے راستے سے پیٹ میں داخل ہوگئی، تو اس میں کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ ۲

(۹)...... روزہ کا کفارہ واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ روزہ توڑتے وقت اس کو کوئی عذر لاحق نہ ہو، اور اس نے بلا عذر روزہ توڑا ہو۔ ۳

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن الامام احمد روايات: منها: ان الاكراه فيه غير مانع فيجب القضاء والكفارة، سواء اكره حتى فعله او فُعل به، وهو الصحيح من مذهبهم،ومنها: انه غير مانع، فيفسد معه الصوم ولاتجب الكفارة، كمذهب الاحناف والموالک.ومنها: انه مانع من الفطر ولايفسد معه الصوم،فلا قضاء عليه ولا كفارة، واختاره الشيخ تقى الدين ابن تيمية الحافظ رح وصاحب الفائق رح.وقيل انه يقضى من فعل بنفسه، لامن فُعل به من نائم وغيره(ضابط المفطرات فى مجال التداوى، للشيخ المفتى محمد رفيع العثمانى، ص ۱۳۱، ۱۳۲،الباب الثانى،الفصل الثالث فى الموانع)

۲ أَوْ مَطَرٌ أَوْ ثَلْجٌ فَسَدَ صَوْمُهُ لِتَيَسُّرِ طَبْقِ الْفَمِ وَفَتْحِهِ أَحْيَانًا مَعَ الِاحْتِرَازِ عَنْ الدُّخُولِ(البحر الرائق، ج۲ص ۲۹۴،باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

(أَوْ صُبَّ فِي حَلْقِهِ نَائِمًا) أَيْ لَوْ كَانَ الصَّائِمُ نَائِمًا فَصَبَّ أَحَدٌ فِي فَمِهِ مَاءً أَوْ سَقَطَ مَاءُ الْمَطَرِ فِي فَمِهِ فَدَخَلَ جَوْفَهُ فَإِنَّهُ يَقْضِي وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ(مجمع الانهر، ج ا ص ۲۴۳،باب موجب الفساد)

ولو رمى رجل إلى صائم شيئا فدخل حلقه فسد صومه؛ لأنه بمنزلة المخطء(الفتاوىٰ الهندية، ج ا ص ۲۰۲،الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد،النوع الأول ما يوجب القضاء دون الكفارة)

۳ مُتَعَمِّدًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ مُبِيحٍ وَلَا مُرَخِّصٍ وَلَا شُبْهَةَ الْإِبَاحَةِ، وَنَعْنِي بِصُورَةِ الْأَكْلِ، وَالشُّرْبِ وَمَعْنَاهُمَا :إيصَالَ مَا يُقْصَدُ بِهِ التَّغَذِّي أَوْ التَّدَاوِي إلَى جَوْفِهِ مِنْ الْفَمِ لِأَنَّ بِهِ يَحْصُلُ قَضَاءُ شَهْوَةِ الْبَطْنِ عَلَى سَبِيلِ الْكَمَالِ(بدائع الصنائع، ج۲ص۹۷، ۹۸، فصل فى حكم فساد الصوم)

فالأصل عندنا أنه إذا صار فى آخر النهار على صفة لو كان عليها فى أول اليوم يباح له الفطر تسقط عنه الكفارة كذا فى فتاوى قاضى خان(الفتاوى الهندية، ج ا ص ۲۰۶، كتاب الصوم،الباب الخامس فى الأعذار التى تبيح الإفطار)

یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے سفر کی حالت میں یا کسی عورت نے حمل کی حالت میں یا بچے کو دودھ پلانے کے زمانہ میں یا کسی مریض نے بیماری کے زمانہ میں یا مجاہد نے جہاد کے وقت روزہ رکھ لیا، اور بعد میں تکلیف ومشقت پیش آنے یا دشمن سے مقابلہ کی قوت حاصل کرنے کی وجہ سے غذا یا دوا کھا کر روزہ توڑنا پڑا، تو اس صورت میں روزہ کا کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جبکہ کسی کو روزہ رکھنے کے بعد سخت بھوک اور پیاس لگی، اور شدید مجبوری کی وجہ سے روزہ توڑنا پڑا کہ اس صورت میں قضا تو واجب ہے، مگر کفارہ واجب نہیں۔ [۱]

(۱۰)...... روزہ کا کفارہ واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ روزہ توڑنے والے کی طرف سے روزہ توڑنے کے عمل میں کوئی ایسی بات نہ پائی جائے، جو شبہ پیدا کرنے والی ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اگر مسافر نے روزہ رکھ لیا، اور پھر جان بوجھ کر بغیر عذر روزہ توڑ دیا،

---

[۱] إذا فعل "المكلف "الصائم "مبيتا النية فى أداء رمضان ولم يطرأ ما يبيح الفطر بعده كمرض أو قبله كسفر(مراقى الفلاح شرح نورالايضاح ص۲۴۷، باب ما يفسد الصوم وتجب به الكفارة مع القضاء)

إذا دخل المسافر مصره قبل الزوال، ولم يتناول شيئا ونوى الصوم ثم جامع متعمدا لا كفارة عليه، وكذا إذا أفاق المجنون قبل الزوال فنوى الصوم ثم جامع كذا فى السراج الوهاج(الفتاوى الهندية، ج ۱ ص ۲۰۶، كتاب الصوم ،الباب الخامس فى الأعذار التى تبيح الإفطار)

وَفِي الْمُبْتَغِي الْعَطَشُ الشَّدِيدُ وَالْجُوعُ الَّذِي يُخَافُ مِنْهُ الْهَلَاكُ يُبِيحُ الْإِفْطَارَ إذَا لَمْ يَكُنْ بِإِتْعَابِ نَفْسِهِ وَمَنْ أَتْعَبَ نَفْسَهُ فِي شَيْءٍ أَوْ عَمَلٍ حَتَّى أَجْهَدَهُ الْعَطَشُ فَأَفْطَرَ كَفَّرَ، وَقِيلَ لَا .وَالْغَازِي إذَا كَانَ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ وَيَعْلَمُ قَطْعًا أَنَّهُ يُقَاتِلُ فِي رَمَضَانَ وَخَافَ الضَّعْفَ إنْ لَمْ يُفْطِرْ يُفْطِرُ قَبْلَ الْحَرْبِ مُسَافِرًا كَانَ أَوْ مُقِيمًا(مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر، ج ۱، ص ۲۴۹، كِتَابُ الصَّوْمِ)

وَالْغَازِي إذَا كَانَ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ وَيَعْلَمُ قَطْعًا أَنَّهُ يُقَاتِلُ فِي رَمَضَانَ وَخَافَ الضَّعْفَ حَالَ الْقِتَالِ حَلَّ لَهُ الْفِطْرُ مُسَافِرًا كَانَ أَوْ مُقِيمًا، وَكَذَا لَوْ لَسَعَتْهُ حَيَّةٌ فَأَفْطَرَ لِشُرْبِ الدَّوَاءِ كَمَا فِي الْبَزَّازِيَّةِ(حاشية الشرنبلالى،عَلى درر الحكام شرح غرر الأحكام، ج ۱، ص ۲۰۹، كِتَابُ الصَّوْمِ)

وَلَوْ أَفْطَرَ عَلَى ظَنٍّ أَنَّهُ يُقَاتِلُ أَهْلَ الْحَرْبِ فَلَمْ يَتَّفِقْ الْقِتَالُ لَا يُكَفِّرُ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲، ص ۳۰۳، كِتَابُ الصَّوْمِ)

تو اس پر قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں، کیونکہ سفر کے شبہ کی وجہ سے کامل جرم نہیں پایا گیا۔ ۱؎

اسی طرح اگر کسی کو احتلام ہوگیا یا خود بخود الٹی آ گئی، اور اس نے یہ سمجھا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے، اور اس نے بعد میں کھا پی لیا، تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہوگا، کیونکہ اس میں روزہ ٹوٹنے کا شبہ پیدا کرنے والی بات پائی گئی۔

البتہ روزہ توڑنے والا عمل پائے جانے کی وجہ سے بعد میں اس روزہ کی قضا ضروری ہوگی۔ ۲؎

۱؎ لَوْ أَصْبَحَ مُقِيمًا صَائِمًا ثُمَّ سَافَرَ فَأَفْطَرَ فَإِنَّهَا تَسْقُطُ؛ لِأَنَّ الْأَصْلَ أَنَّهُ إذَا صَارَ فِي آخِرِ النَّهَارِ عَلَى صِفَةٍ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا فِي أَوَّلِ الْيَوْمِ يُبَاحُ لَهُ الْفِطْرُ تَسْقُطُ عَنْهُ الْكَفَّارَةُ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲،ص۲۹۸، كِتَابُ الصَّوْمِ)

وَلَوْ أَصْبَحَ صَائِمًا فِي سَفَرِهِ ثُمَّ أَفْطَرَ مُتَعَمِّدًا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ لِأَنَّ السَّبَبَ الْمُبِيحَ مِنْ حَيْثُ الصُّورَةُ قَائِمٌ وَهُوَ السَّفَرُ فَأَوْرَثَ شُبْهَةً وَهَذِهِ الْكَفَّارَةُ لَا تَجِبُ مَعَ الشُّبْهَةِ وَالْأَصْلُ فِيهِ أَنَّ الشُّبْهَةَ إذَا اسْتَنَدَتْ إلَى صُورَةِ دَلِيلٍ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ دَلِيلًا فِي الْحَقِيقَةِ بَلْ مِنْ حَيْثُ الظَّاهِرُ اُعْتُبِرَتْ فِي مَنْعِ وُجُوبِ الْكَفَّارَةِ وَإِلَّا فَلَا .وَقَدْ وُجِدَتْ هَهُنَا، وَهِيَ صُورَةُ السَّفَرِ لِأَنَّهُ مُرَخِّصٌ أَوْ مُبِيحٌ فِي الْجُمْلَةِ(بدائع الصنائع، ج۲ص۱۰۰،فصل فی حكم فساد الصوم)

لَوْ نَوَى الصَّوْمَ وَهُوَ مُسَافِرٌ فِي رَمَضَانَ لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ فَهَذَا أَوْلَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ فِي الْمَسْأَلَتَيْنِ لِوُجُودِ الشُّبْهَةِ وَهُوَ السَّفَرُ فِي أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ كَمَا يَسْقُطُ الْحَدُّ بِالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ لِلشُّبْهَةِ(تبيين الحقائق، ج۱ص۳۴۰، فصل فی العوارض)

۲؎ وكل من أكل أو شرب أو جامع نَاسِيا أو ذرعه الْقَيْء فظن أن ذَلِك يفطره فَأكل بعد ذَلِك مُتَعَمدا لَا كَفَّارَة عَلَيْهِ لِأَن هَذَا شُبْهَة فِي مَوضِع الِاشْتِبَاه لوُجُود المضاد للصَّوْم قَالَ مُحَمَّد إِلَّا إِذا بلغ الْخَبَر أن أكل النَّاس والقيء لَا يفسدان الصَّوْم فتجب عَلَيْهِ الْكَفَّارَة لِأَن الظَّن فِي غير مَوضِع الشُّبْهَة لَا يعْتَبر، فَأَما إِذا احْتجم فَظن أَن ذَلِك يفطره ثمَّ أفطر مُتَعَمدا إِن استفتى فَقِيها فَأفْتى بالإفطار ثمَّ أفطر مُتَعَمدا لَا كَفَّارَة عَلَيْهِ لِأَن الْعَاميّ يجب عَلَيْهِ تَقْلِيد الْعَالم فيصير ذَلِك شُبْهَة،وَلَو بلغه الحَدِيث أفطر الحاجم والمحجوم روى الْحسن عَن أبي حنيفَة أَنه لَا كَفَّارَة عَلَيْهِ لِأَنَّهُ اعْتمد على الحَدِيث وَهُوَ حجَّة فِي الأَصْل،وَرُوِيَ عَن أبي يُوسُف أَنه تجب عَلَيْهِ الْكَفَّارَة لِأَن الْعَاميّ يجب عَلَيْهِ الاستفتاء من الْمُفْتِي دون الْعَمَل بِظَاهِر الحَدِيث لِأَنَّهُ قد يكون مَتْرُوك الظَّاهِر وَقد يكون مَنْسُوخا فَلَا يصير شُبْهَة،وَإِن لمس امْرَأَة بِشَهْوَة أَو قبل امْرَأَة بِشَهْوَة وَلم ينزل فَظن أَن ذَلِك يفطره فَأكل عمدا يلْزمه الْكَفَّارَة لِأَن ذَلِك لَا يُنَافِي الصَّوْم فَيكون ظنا فِي غير مَوْضِعه إِلَّا إِذا استفتى فَقِيها أَو أول الحَدِيث فَأفْطر على ذَلِك فَلَا كَفَّارَة عَلَيْهِ وَإِن أَخطَأ وَلم يثبت الحَدِيث لِأَن ظَاهره يعْتَبر شُبْهَة،فَإِن اغتاب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۲...... اگر کسی مرد وعورت نے جان بوجھ کر باہم جماع کیا، اور دونوں روزہ کی حالت میں تھے، اور دونوں میں کفارہ واجب ہونے والی شرائط پائی جاتی تھیں، تو حنفیہ کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فَظن أَن ذَلِک یفطره فأکل عمدا یلْزمه الْکَفَّارَة وَإِن بلغه الحَدِیث لِأَنَّهُ تَأْوِیل بعید لِأَنَّهُ لَا یُرَاد بِهِ إفطار الصَّوْم حَقِیقَة وَالله أعلم(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج ا ص ۳۵۶،۳۵۷، کتاب الصوم)

إذا جامع امرأته فی نهار رمضان، ثم حاضت امرأته، ومرضت فی ذلک الیوم لا کفارة علیها عندنا. وکذلک إذا مرض الرجل سقط عنه الکفارة، وکذلک إذا أکلت أو شربت، ثم حاضت أو مرضت فی ذلک الیوم لا کفارة علیها، وإذا جامع أو أکل أو شرب، ثم سافر فی ذلک الیوم لا تسقط عنه الکفارة، وإن سوفر به مکرهاً بأن رکب علی الدابة، وخرج إلی السفر مکرهاً روی الحسن عن أبی حنیفة أنه لا کفارة علیه، وعندهما تجب الکفارة حجتهما أن العذر جاء لا من جهة من له الحق، فصار بمنزلة ما لو سافر بنفسه وأکره علی السفر، فخرج بنفسه.

وجه قول أبی حنیفة إن العذر جاء لا من جهة المفطر، فصار کالحیض والمرض إذا حسبت المرأة أن هذا الیوم یوم حیضها، فأفطرت فیه، ثم لم تحض، أو کان لها نوبة حمی، فافطر فلم تحم فی ذلک الیوم أجمعوا أن فی فصل الحمی تجب الکفارة، وفی فصل الحیض اختلاف المشایخ، والصحیح أنه تجب.

فی فتاوی القاضی :إذا أکل بعد الفجر، أو قبل غروب الشمس، وهو لا یعلم، ثم أکل بعد ذلک متعمداً، فعلیه القضاء دون الکفارة، أصبح فی رمضان لا ینوی الصوم فأکل أو شرب، فلا کفارة علیه، قال أبو یوسف رحمه الله :إن أکل بعده، فلا کفارة علیه، وإن نوی الصوم قبل الزوال، ثم أفطر فی باقی الیوم، فعلیه الکفارة عند أبی یوسف ومحمد؛ لأن هذا إفطار فی صوم جائز، وعند أبی حنیفة لا کفارة علیه؛ لأن ظاهر قوله علیه السلام لا صیام لمن لم ینو الصیام من اللیل یورث شبهة عدم الجواز، والکفارة تدرأ بالشبهات.

قال محمد رحمه الله فی الجامع الصغیر :إذا أکل أو شرب أو جامع فی نهار رمضان ناسیاً، وظن أن ذلک یفطره، فأکل بعد ذلک متعمداً، فلا کفارة علیه، وإنما لم تجب الکفارة لمکان الشبهة، والشبهة نوعان :شبهة اشتباه بالنظیر، وهو أن یجد لما ظن، واشتبه علیه نظیرا و شبهة حکمیة، وقد وجد لما اشتبه نظیراً، وهو الأکل حالة العمد؛ لأن أکل الناسی ینافی الإمساک فی الظاهر کأکل العامد، وکذلک وجدت الشبهة الحکمیة، فإن الصوم قد فسد بالأکل الأول عند أهل المدینة، وإنه قیاس غیر مهجور، فصار شبهة فی الاستحسان.

وعن أبی حنیفة رحمه الله تعالیٰ :أنه إن کان بلغه الحدیث لزمه الکفارة؛ لأنه علم أن القیاس متروک، فلا یعتبر القیاس سبباً للشبهة فی حقه، وفی روایة أخری عنه لا تلزمه الکفارة علی کل حال، وهو الصحیح .وإذا احتجم، فظن أن ذلک یفطره، فأکل بعد ذلک متعمداً، فإن لم یستفت أحداً، ولا بلغه الخبر الوارد فی هذا الباب، أو بلغه، وعرف نسخه، فعلیه الکفارة، وإن لم یبلغه النسخ، أو استفتی أحداً

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نزدیک دونوں پر الگ الگ قضا اور کفارہ لازم ہوگا۔ ؎۱

البتہ اگر مرد نے عورت کے ساتھ جبر واکراہ کر کے جماع کیا، تو اس صورت میں صرف مرد پر کفارہ واجب ہوگا، عورت پر واجب نہیں ہوگا۔ ؎۲

مسئلہ نمبر۳...... اگر کسی عورت نے جان بوجھ کر روزہ فاسد کیا، جس کی وجہ سے اس پر کفارہ واجب ہوگیا، پھر اسی دن سورج غروب ہونے سے پہلے اس کو حیض یا نفاس جاری ہوگیا، تو اس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ممن يؤخذ منه الفقه، ويعتمد على فتواه، فأفتى أن صومه فاسد، فلا كفارة عليه؛ لأن على العامى العمل بفتوى المفتى، فإذا فعل كان ذلک معذوراً فيما صنع، وإن كان المفتى مخطئاً فيما أفتى، وإذا ذرعه القىء فظن أن ذلک يفطره، فأكل بعد ذلک متعمداً، فلا كفارة عليه لوجود شبهة الاشتباه بالنظير، فالقىء والتقيؤ سواء، وإذا اكتحل، فظن أن ذلک يفطره، فأكل بعد ذلک متعمداً، فعليه الكفارة لانعدام الشبهتين، ولو أوصى بالفطر فلا كفارة عليه وإذا قبل امرأته أو مسها، فظن أن ذلک يفطره، فأكل بعد ذلک متعمداً، فلا كفارة عليه لوجود الاشتباه، فإن له نظيراً، وهو الفعل فى حالة اليقظة والله أعلم(المحيط البرهانى، ج۳ص ۳۶۶،۳۶۷، كتاب الصوم،الفصل التاسع فيما يصير شبهة فى إسقاط الكفارة)

؎۱ بَيَان ذَلِک:إذا جَامع الصَّحِيح الْمُقِيم عمدا فِي شهر رَمَضَان فَإِنَّهُ يلْزمه الْكَفَّارَة،بِحَدِيث الْأَعرَابِي أَنه قَالَ هَلَكت وأهلكت فَقَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم مَاذَا صنعت فَقَالَ واقعت امْرَأَتي فِي شهر رَمَضَان وَأَنا صَائِم فَقَالَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَام اعْتِقْ رَقَبَة،وَأما الْمَرْأَة الَّتِي تجامع يلْزمهَا الْكَفَّارَة عندنَا، وللشافعي قَولَانِ فِي قَول لَا يلْزمهَا الْكَفَّارَة لِأَن النَّص ورد فِي الرجل دون الْمَرْأَة،وَفِي قَول تجب ويتحملها الرجل لِأَنَّهُ وَجب عَلَيْهَا بِسَبَب فعله،وَالصَّحِيح قَوْلنَا لِأَن الحكم تعلق بِالْجِمَاعِ الْحَرَام الْمُفْسد للصَّوْم وَقد وجد مِنْهُمَا وَلِهَذَا فِي بَاب الزِّنَى يجب على كل وَاحِد مِنْهُمَا الْحَد لِاسْتِوَائِهِمَا فِي الزِّنَى فَكَذَا هَذَا(تحفة الفقهاء ،ج ا ص ۳۶۰،۳۶۱، كتاب الصوم، مسالة النذر)

؎۲ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ کے اظہر قول کے مطابق عورت ومرد کے اختیاری طور پر جماع کرنے سے عورت پر کفارہ نہیں۔

(فَرْعٌ) وَفِي الْمُجْتَبَى فِي الْمَبْسُوطَيْنِ لَوْ مَكَّنَتْ نَفْسَهَا مِنْ صَبِيٍّ أَوْ مَجْنُون فَزَنَى بها فَعَلَيْهَا الْكَفَّارَةُ وَبِهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ فِي أَظْهَرِ قَوْلَيْهِ وَفِي النَّوَادِرِ عَلَى قِيَاسِ الْحَدِّ لَا يَلْزَمُهَا الْكَفَّارَةُ وَلَوْ كَانَتْ الزَّوْجَةُ مُكْرَهَةً لَا كَفَّارَةَ عَلَيْهَا قَالَ الْحَلْوَانِيُّ الشَّرْطُ الْإِكْرَاهُ عِنْدَ الْإِيلَاجِ وَالْأَصْلُ فِي جِنْسِ هَذِهِ الْمَسَائِلِ أَنَّ كُلَّ وَطْءٍ يُوجِبُ الْحَدَّ لَوْ وَقَعَ فِي غَيْرِ الْمِلْكِ يُوجِبُ الْكَفَّارَةَ وَمَا لَا فَلَا وَلَوْ أَكْرَهَتْ زَوْجَهَا عَلَى الْجِمَاعِ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ وَذَكَرَ مُحَمَّدٌ فِي الْأَصْلِ أَنَّهُ لَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَبِهِ يُفْتِي وَقَالَ قَاضِي خَانْ لَوْ جَامَعَ مُكْرَهًا فَعَلَيْهِ الْقَضَاء لَا الْكَفَّارَةُ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ أَوَّلًا عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ لِأَنَّ الِانْتِشَارَ أَمَارَةُ الِاخْتِيَارِ ثُمَّ رَجَعَ إلَى قَوْلِهِمَا وَلَوْ كَتَمَتْ طُلُوعَ الْفَجْرِ عَلَى زَوْجِهَا حَتَّى جَامَعَهَا فَعَلَيْهَا الْكَفَّارَةُ ا.هـ. دِرَايَةٌ(تبيين الحقائق، ج ا ص ۳۲۷، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

سے کفارہ ساقط ہوجائے گا، روزہ کی صرف قضا واجب ہوگی، کیونکہ اس دن حیض یا نفاس جاری ہونے سے ظاہر ہوگیا کہ اس دن عورت میں رزہ کی ادائیگی کی اہلیت موجود نہیں تھی۔ ۱؎

مسئلہ نمبر۴...... رمضان کے روزہ کو توڑ دینے کا کفارہ ظہار کے کفارہ کی طرح ہے، جس کا قرآن مجید کی سورہ حدید میں ذکر ہے۔ ۲؎

مسئلہ نمبر۵...... رمضان کا روزہ توڑ دینے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے، جہاں غلام نہ ملتے ہوں یا غلام کے خریدنے پر قدرت نہ ہو (جیسا کہ آج کل ایسا ہی ہے) تو ساٹھ روزے مسلسل رکھے، ناغہ نہ ہو ورنہ پھر شروع سے ساٹھ روزے پورے رکھنے ہوں گے اور

۱؎ (قَوْلُهُ :وَمِمَّا يُسْقِطُهَا حَيْضُهَا أَوْ نِفَاسُهَا بَعْدَ إفْطَارِهَا) فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ إذَا جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ ثُمَّ حَاضَتْ امْرَأَتُهُ أَوْ مَرِضَتْ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ سَقَطَ عَنْهُ الْكَفَّارَةُ عِنْدَنَا اهـ.(منحة الخالق على هامش البحر الرائق ،ج۲،ص۲۹۸،كِتَابُ الصَّوْمِ)

۲؎ وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا ذَلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ .فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا (سورة الحديد،آيت ۳،۴)

مَطْلَبٌ فِي الْكَفَّارَةِ (قَوْلُهُ :كَكَفَّارَةِ الْمُظَاهِرِ) مُرْتَبِطٌ بِقَوْلِهِ وَكَفَّرَ أَيْ مِثْلُهَا فِي التَّرْتِيبِ فَيَعْتِقُ أَوَّلًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ صَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَطْعَمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا لِحَدِيثِ الْأَعْرَابِيِّ الْمَعْرُوفِ فِي الْكُتُبِ السِّتَّةِ فَلَوْ أَفْطَرَ وَلَوْ لِعُذْرٍ اسْتَأْنَفَ إلَّا لِعُذْرِ الْحَيْضِ وَكَفَّارَةُ الْقَتْلِ يُشْتَرَطُ فِي صَوْمِهَا التَّتَابُعُ أَيْضًا وَهَكَذَا كُلُّ كَفَّارَةٍ شُرِعَ فِيهَا الْعِتْقُ نَهْرٌ، وَتَمَامُ فُرُوعِ الْمَسْأَلَةِ فِي الْبَحْرِ وَفِيهِ أَيْضًا وَلَا فَرْقَ فِي وُجُوبِ الْكَفَّارَةِ بَيْنَ الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالسُّلْطَانِ وَغَيْرِهِ، وَلِهَذَا صَرَّحَ فِي الْبَزَّازِيَّةِ بِالْوُجُوبِ عَلَى الْجَارِيَةِ فِيمَا لَوْ أَخْبَرَتْ سَيِّدَهَا بِعَدَمِ طُلُوعِ الْفَجْرِ عَالِمَةً بِطُلُوعِهِ فَجَامَعَهَا مَعَ عَدَمِ الْوُجُوبِ عَلَيْهِ وَبِأَنَّهُ إذَا لَزِمَتْ السُّلْطَانَ، وَهُوَ مُوسِرٌ بِمَالِهِ الْحَلَالِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ تَبِعَةٌ لِأَحَدٍ يُفْتَى بِإِعْتَاقِ الرَّقَبَةِ وَقَالَ أَبُو نَصْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ :يُفْتَى بِصِيَامِ شَهْرَيْنِ؛ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْ الْكَفَّارَةِ الِانْزِجَارُ وَيَسْهُلُ عَلَيْهِ إفْطَارُ شَهْرٍ وَإِعْتَاقُ رَقَبَةٍ فَلَا يُجْعَلُ الزَّجْرُ .اهـ .(قَوْلُهُ :وَمِنْ ثَمَّ) أَيْ مِنْ أَجْلِ ثُبُوتِ كَفَّارَةِ الظِّهَارِ بِالْكِتَابِ وَثُبُوتِ كَفَّارَةِ الْإِفْطَارِ بِالسُّنَّةِ، شَبَّهُوا الثَّانِيَةَ لِكَوْنِهَا أَدْنَى حَالًا بِالْأُولَى لِقُوَّتِهَا بِثُبُوتِهَا بِالْكِتَابِ ط وَمُقْتَضَاهُ الْإِكْفَارُ بِإِنْكَارِهَا دُونَ الْأُولَى يُؤَيِّدُهُ أَنَّهُ فِي الْفَتْحِ ذُكِرَ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ ذَهَبَ إلَى أَنَّهَا مَنْسُوخَةٌ.

(تَنْبِيهٌ) فِي التَّشْبِيهِ إشَارَةٌ إلَى أَنَّهُ لَا يَلْزَمُ كَوْنُهَا مِثْلَهَا مِنْ كُلِّ وَجْهٍ فَإِنَّ الْمَسِيسَ فِي أَثْنَائِهَا يَقْطَعُ التَّتَابُعَ فِي كَفَّارَةِ الظِّهَارِ مُطْلَقًا عَمْدًا أَوْ نِسْيَانًا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا لِلْآيَةِ بِخِلَافِ كَفَّارَةِ الصَّوْمِ وَالْقَتْلِ فَإِنَّهُ لَا يَقْطَعُهُ فِيهِمَا إلَّا الْفِطْرُ بِعُذْرٍ أَوْ بِغَيْرِ عُذْرٍ فَتَأَمَّلْ، فَقَدْ زَلَّتْ بَعْضُ الْأَقْدَامِ فِي هَذَا الْمَقَامِ رَمْلِيٌّ وَنَحْوُهُ فِي الْقُهُسْتَانِيِّ وَأَرَادَ بِغَيْرِ الْعُذْرِ مَا سِوَى الْحَيْضِ (ردالمحتار، ج۲ص۴۱۲، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

اگر روزہ کی طاقت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دونوں وقت کھانا کھلائے۔ [۱]

مسئلہ نمبر۶ ...... اگر کسی شخص نے کفارہ کے روزے رکھنے شروع کئے، اور ساٹھ روزوں کی تعداد پوری ہونے سے پہلے درمیان میں کوئی عذر پیش آ گیا، جس کی وجہ سے روزے رکھنے کا تسلسل برقرار نہیں رہا، اور ایک یا زیادہ دن کے روزوں کا ناغہ ہو گیا، تو اب پھر نئے سرے سے ساٹھ روزوں کی تعداد پوری کرنی ہوگی۔ [۲]

مسئلہ نمبر۷ ...... کسی عورت کو نفاس (ولادت کے بعد آنے والے خون) کی وجہ سے درمیان میں روزے چھوٹ جانے کی بناء پر ساٹھ روزے رکھنے میں تسلسل برقرار نہیں رہا، تو بھی ان روزوں سے کفارہ صحیح نہیں ہوا، بلکہ نئے سرے سے تعداد پوری کرنی ہوگی۔ [۳]

مسئلہ نمبر۸ ...... عورت کے جتنے روزے درمیان میں حیض کی وجہ سے چھوٹ گئے ہیں وہ معاف ہیں ان کے چھوٹ جانے سے کفارہ کی مسلسل والی قید میں کچھ نقصان نہیں آتا لیکن پاک ہونے کے فوراً بعد پھر روزے رکھنے شروع کرے اور ساٹھ روزے پورے کرلے۔ [۴]

مسئلہ نمبر۹ ...... اگر کفارے کے روزے چاند دیکھ کر قمری مہینہ کی پہلی تاریخ سے شروع کر دیئے تو چاند کے حساب سے دو مہینے پورے کئے جائیں گے، خواہ دونوں مہینے تیس کے

---

[۱] كَفَّارَةُ الصَّوْمِ -:اتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ عَلَى وُجُوبِ الْإِطْعَامِ فِي كَفَّارَةِ الْفِطْرِ فِي صَوْمِ رَمَضَانَ أَدَاءً، غَيْرَ أَنَّ الشَّافِعِيَّةَ وَالْحَنَابِلَةَ قَصَرُوهُ عَلَى مَنْ جَامَعَ فِي رَمَضَانَ عَامِدًا، دُونَ مَنْ أَفْطَرَ فِيهِ بِغَيْرِ الْجِمَاعِ، وَاخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ فِي رُتْبَتِهِ تَقْدِيمًا وَتَأْخِيرًا .فَقَالَ الْحَنَفِيَّةُ وَالشَّافِعِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ بِتَأْخِيرِهِ عَنِ الْإِعْتَاقِ وَالصِّيَامِ، وَقَالَ الْمَالِكِيَّةُ بِالتَّخْيِيرِ بَيْنَ الْأَنْوَاعِ الثَّلَاثَةِ :الْإِعْتَاقِ وَالصِّيَامِ وَالْإِطْعَامِ وَتَفْصِيلُهُ فِي الْكَفَّارَاتِ(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵،ص ۱۱۶، مادة "اطعام" كفارة اليمين)

[۲] مَطْلَبٌ فِي الْكَفَّارَةِ (قَوْلُهُ : كَكَفَّارَةِ الْمُظَاهِرِ) مُرْتَبِطٌ بِقَوْلِهِ وَكَفَّرَ أَيْ مِثْلُهَا فِي التَّرْتِيبِ فَيُعْتِقُ أَوَّلًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ صَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَطْعَمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا لِحَدِيثِ الْأَعْرَابِيِّ الْمَعْرُوفِ فِي الْكُتُبِ السِّتَّةِ فَلَوْ أَفْطَرَ وَلَوْ لِعُذْرٍ اسْتَأْنَفَ إلَّا لِعُذْرِ الْحَيْضِ (ردالمحتار، ج۲ص ۴۱۲، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

[۳] أَمَّا النِّفَاسُ فَيَقْطَعُ التَّتَابُعَ فِي صَوْمِ كُلِّ كَفَّارَةٍ؛ وَتَمَامُهُ فِي الْبَحْرِ (ردالمحتار، ج۳ص۴۷۷، باب كفارة الظهار)

[۴] وَلَوْ حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِي كَفَّارَةِ الصَّوْمِ لَا تَسْتَقْبِلُ، وَإِنْ أَفْطَرَتْ لِمَرَضٍ اسْتَقْبَلَتْ(الاختيار لتعليل المختار، ج۳ص ۱۶۵، كِتَابُ الطَّلَاقِ، بَابُ الظِّهَار، فصل كفارة الظِّهَار)

ہوں یا انتیس کے، یا ایک تیس کا اور ایک انتیس کا۔

اور اگر چاند کی پہلی تاریخ کے علاوہ کسی اور دن سے روزے شروع کئے تو پھر ساٹھ کا عدد پورا کرنا ضروری ہوگا۔ [1]

مسئلہ نمبر ۱۰...... اگر ایک ہی رمضان کے دو یا تین روزوں کے توڑنے کا کفارہ ذمہ میں لازم ہوا، اور ابھی تک کسی روزہ کا کفارہ ادا نہیں کیا تو سب روزوں کی طرف سے ایک ہی کفارہ کافی ہے (اگرچہ قضاء ہر ایک روزہ کی الگ الگ ہے)

البتہ اگر یہ روزے ایک رمضان کے نہ ہوں بلکہ الگ الگ رمضان کے ہوں تو ہر رمضان کے روزے کا علیٰحدہ علیٰحدہ کفارہ دینا پڑے گا، جبکہ بعض حضرات کے نزدیک اس صورت میں بھی سب کی طرف سے ایک ہی کفارہ واجب اور کافی ہوگا۔ [2]

---

[1] (صَامَ شَهْرَيْنِ وَلَوْ ثَمَانِيَةً وَخَمْسِينَ) بِالْهِلَالِ وَإِلَّا فَسِتِّينَ يَوْمًا(الدر المختار)
(قَوْلُهُ :بِالْهِلَالِ) حَالٌ مِنْ لَفْظِ الشَّهْرَيْنِ الْمُقَدَّرِ بَعْدَ "لَوْ"، وَفِي بَعْضِ النُّسَخِ لَوْ بِالْهِلَالِ .وَحَاصِلُهُ أَنَّهُ إذَا ابْتَدَأَ الصَّوْمَ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ كَفَاهُ صَوْمُ شَهْرَيْنِ تَامَّيْنِ، أَوْ نَاقِصَيْنِ، وَكَذَا لَوْ كَانَ أَحَدُهُمَا تَامًّا وَالْآخَرُ نَاقِصًا (قَوْلُهُ :وَإِلَّا) أَيْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ صَوْمُهُ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ بِأَنْ غُمَّ، أَوْ صَامَ فِي أَثْنَاءِ شَهْرٍ فَإِنَّهُ يَصُومُ سِتِّينَ يَوْمًا .وَفِي كَافِي الْحَاكِمِ وَإِنْ صَامَ شَهْرًا بِالْهِلَالِ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ وَقَدْ صَامَ قَبْلَهُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَبَعْدَهُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا أَجْزَأَهُ(ردالمحتار، ج۳ص۴۷۶، باب كفارة الظهار)

[2] وَلَوْ جَامَعَ مِرَارًا فِي أَيَّامِ رَمَضَانَ وَاحِدٌ، وَلَمْ يُكَفِّرْ كَانَ عَلَيْهِ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ؛ لِأَنَّهَا شُرِعَتْ لِلزَّجْرِ، وَهُوَ يَحْصُلُ بِوَاحِدَةٍ فَلَوْ جَامَعَ وَكَفَّرَ ثُمَّ جَامَعَ مَرَّةً أُخْرَى فَعَلَيْهِ كَفَّارَةٌ أُخْرَى فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ لِلْعِلْمِ بِأَنَّ الزَّجْرَ لَمْ يَحْصُلْ بِالْأَوَّلِ،وَلَوْ جَامَعَ فِي رَمَضَانَيْنِ فَعَلَيْهِ كَفَّارَتَانِ، وَإِنْ لَمْ يُكَفِّرْ لِلْأُولَى فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، وَهُوَ الصَّحِيحُ كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ وَقَالَ مُحَمَّدٌ :عَلَيْهِ وَاحِدَةٌ قَالَ فِي الْأَسْرَارِ وَعَلَيْهِ الِاعْتِمَادُ، وَكَذَا فِي الْبَزَّازِيَّةِ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲،ص۲۹۸، كِتَابُ الصَّوْمِ)
وَلَو جَامع فِي شهر رَمَضَان مرَارًا فِي ظَاهر الرِّوَايَة تلْزمهُ كَفَّارَة وَاحِدَة مَا لم يكفر للْأولِ،وَلَو كفر ثمَّ جَامع ثَانِيًا يلْزمه كَفَّارَة أُخْرَى،وَذكر فِي الكيسانيات أَنه يلْزمه كَفَّارَة وَاحِدَة من غير فصل،وَهَذَا عندنَا،وَقَالَ الشَّافِعِي يلْزمه لكل يَوْم كَفَّارَة لِأَنَّهُ وجد فِي كل يَوْم إِفْسَاد كَامِل،وَلَو أفسد بِالْجِمَاع فِي رمضانين فَعَن أَصْحَابنَا رِوَايَتَانِ فِي رِوَايَة يجب كفارتان،وَفِي رِوَايَة كفارة وَاحِدَة،وَلنَا فِي الْمَسْأَلَة طَرِيقَانِ أَحدهمَا أَن الْكَفَّارَة تجب بطرِيق الزّجر وَأَسْبَاب الزّجر إِذا اجْتمعت لَا يجب بهَا إِلَّا زاجر وَاحِد كَمَا فِي الزِّنَى إِذا وجد مرَارًا لَا تجب إِلَّا حد وَاحِد،وَالثَّانِي أَنَّهَا تجب بطرِيق التَّكْفِير وَرفع الْإِثْم وَلَكِن الْإِفْطَار فِي الْيَوْم الثَّانِي وَالثَّالِث فِي الْجِنَايَة فَوق الْإِفْطَار فِي الْيَوْم الأول لِأَنَّهُ انضمت إِلَيْهِ جِنَايَة الْإِفْطَار وَجِنَايَة الْإِصْرَار وَإِيجَاب الْكَفَّارَة لأدنى الجنايتين لَا يصلح للأعلى،هَذَا الَّذِي ذكرنَا إِذا لم يكن فِي الْإِفْطَار شُبْهَة(تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج۱ ص۳۶۲، كتاب الصوم)

مسئلہ نمبر ۱۱...... روزہ کے کفارہ میں کھانا کھلانے میں جس طرح یہ جائز ہے کہ ساٹھ غریبوں کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے، اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ کھانا کھلانے کے بجائے غلہ یا نقدی دے کر روزہ کا کفارہ ادا کرے، اور اس صورت میں ایک صدقۂ فطر کی مقدار ایک غریب کو دو وقت کا کھانا کھلانے کے قائم مقام سمجھی جائے گی۔

اور صدقۂ فطر کی مقدار کا ذکر آگے فدیہ کے بیان میں آتا ہے۔ [1]

---

[1] وإن عجز عن الصيام يطعم ستين مسكيناً ويجزىء فيه طعام التمليك وطعام الإباحة، وتفسير طعام الإباحة :أن يعدّ منهم ويعيّنهم، وتفسير طعام التمليك ظاهر، فإن أراد أن يطعم طعام التمليك يطعم لكلّ مسكين نصف صاع من برّ، أو صاع من تمر أو شعير كما في صدقة الفطر، به ورد الأثر عن عمر رضى الله عنه عن الحنطة تختلف أجناسها، فإنَّ من الحنطة ما يبلغ منوين، منها نصف صاع، ومنها ما يبلغ أكثر من منوين نصف صاع، فلا بدّ من التقدير بأحدهما، أمّا الصاع أو المنّ (المحيط البرهاني، ج۳ص ۴۳۶، كتاب الطلاق، الفصل الثالث والعشرون :في مسائل الظهار وكفارته)

قَالَ :(فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الصِّيَامَ أَطْعَمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا) لِقَوْلِهِ تَعَالَى :(فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا)(وَيُطْعِمُ كَمَا ذَكَرْنَا فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ) لِقَوْلِهِ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -فِي حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ صَخْرٍ أَوْ أَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ :لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ وَلِأَنَّهُ لِحَاجَةِ الْمِسْكِينِ فِي الْيَوْمِ فَاعْتُبِرَتْ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ .قَالَ :(أَوْ قِيمَةُ ذَلِكَ) لِمَا مَرَّ فِي دَفْعِ الْقِيَمِ فِي الزَّكَاةِ(الاختيار لتعليل المختار، ج۳ص ۱۶۵، فصل كفارة الظهار)

پھر طرفین کے نزدیک ذمی مساکین کو بھی یہ کھانا کھلانا جائز ہے، اور امام ابو یوسف اور جمہور فقہائے کرام کے نزدیک ذمی کو جائز نہیں، بلکہ مسلمان مسکین کو ہی جائز ہے۔

اور اس میں شک نہیں کہ غیر مسلم کو کھلانا خلافِ احتیاط ہے، جیسا کہ صدقۂ فطر کا حکم ہے، لہٰذا اختلاف سے بچنے کے لئے حتی الامکان ذمی کو کفارہ کا کھانا کھلانے سے بچنا چاہئے۔

وَقَوْلُهُ سِتِّينَ مِسْكِينًا سَوَاءٌ كَانُوا مُسْلِمِينَ أَوْ ذِمِّيِّينَ عِنْدَهُمَا . وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ لَا يَجُوزُ فُقَرَاءُ أَهْلِ الذِّمَّةِ(الجوهرة النيرة، ج۲ص ۶۸، كفارة الظهار)

رَابِعًا :الْمُسْتَحِقُّ لِلْإِطْعَامِ:اشْتَرَطَ الْفُقَهَاءُ فِي الْمَحَل الْمُنْصَرِفِ إِلَيْهِ الطَّعَامُ شُرُوطًا مِنْهَا :(أ)أَنْ لَا يَكُونَ مَنْ تُصْرَفُ إِلَيْهِ الْكَفَّارَةُ مِمَّنْ يَلْزَمُ الْمُكَفِّرَ نَفَقَتُهُ، كَالْأُصُول وَالْفُرُوعِ، لِأَنَّ الْقَصْدَ إِشْعَارُ الْمُكَفِّرِ بِأَلَمٍ حِينَ يُخْرِجُ جُزْءًا مِنْ مَالِهِ كَفَّارَةً عَنِ الذَّنْبِ الَّذِي ارْتَكَبَهُ، وَهَذَا الْمَعْنَى لَا يَتَحَقَّقُ إِذَا أَطْعَمَ مَنْ تَلْزَمُهُ نَفَقَتُهُ (ب)أَنْ يَكُونُوا مُسْلِمِينَ، فَلَا يَجُوزُ عِنْدَ الْجُمْهُورِ إِطْعَامُ الْكَافِرِ مِنَ الْكَفَّارَاتِ ذِمِّيًّا كَانَ أَوْ حَرْبِيًّا، وَأَجَازَ أَبُو حَنِيفَةَ -وَمُحَمَّدٌ إِعْطَاءَ فُقَرَاءِ أَهْل الذِّمَّةِ مِنَ الْكَفَّارَاتِ، لِعُمُومِ قَوْلِهِ تَعَالَى :(فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ) مِنْ غَيْرِ تَفْرِقَةٍ بَيْنَ الْمُؤْمِنِ وَغَيْرِهِ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۱۲...... ساٹھ غریبوں کو دو وقت کھانا کھلانے میں یہ بھی جائز ہے کہ ایک ہی دن میں دو وقت کھانا کھلائے، اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک یا زیادہ دنوں کا فاصلہ دے کر دو وقت کھانا کھلائے۔ لیکن اگر ایک وقت کا کھانا ایک غریب کو، اور دوسرے وقت کا کھانا دوسرے غریب کو کھلائے، تو یہ جائز نہیں۔ [1]

مسئلہ نمبر ۱۳...... اگر ساٹھ دن کا حساب کر کے ایک غریب کو ایک ہی دن میں (یک مشت یا متفرق طور پر) کفارہ دے دیا، تو ایک دن کے اعتبار سے ادا ہوگا، یعنی ایک دن میں ایک غریب کو ایک روزہ کے فدیہ کی مقدار سے زیادہ دینا درست نہیں۔ [2]

اسی طرح اگر کسی نے ایک سو بیس افراد کو ایک ہی وقت میں کھانا کھلا دیا، تو وہ اس طرح سمجھا جائے کہ، جس طرح سے ساٹھ افراد کو ایک وقت میں کھانا کھلایا، لہٰذا ساٹھ افراد کو ایک وقت کا مزید کھانا کھلانا پڑے گا۔ [3]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ (ج) أَنْ لا يَكُونَ هَاشِمِيًّا، لأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَل لَهُمْ مَا يَكْفِيهِمْ مِنْ خُمُسِ الْغَنَائِمِ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵ص۱۰۳، مادة''كفارة'')

وأما صرف ما وراء الزكاة والعشر إلى فقراء أهل الذمة فجائز عند أبي حنيفة ومحمد نحو صدقة الفطر والصدقة المنذورة والكفارات ولكن الصرف إلى المسلمين أولى وعن أبي يوسف ثلاث روايات والأصح أنه لا يجوز صرف صدقة ما إليهم إلا التطوع وأما الحربي فلا يجوز صرف صدقة ما إليه(تحفة الفقهاء، ج۱ص۳۰۳، كتاب الزكاة، باب من يوضع فيه الصدقة)

[1] (قَوْلُهُ وَالشَّرْطُ غَدَاءَانِ وَعَشَاءَانِ مُشْبِعَانِ أَوْ غَدَاءٌ وَعَشَاءٌ) أَيْ :الشَّرْطُ فِي طَعَامِ الْإِبَاحَةِ أَكْلَتَانِ مُشْبِعَتَانِ لِكُلِّ مِسْكِينٍ وَالسَّحُورُ كَالْغَدَاءِ .فَلَوْ غَدَّاهُمْ يَوْمَيْنِ أَوْ عَشَّاهُمْ كَذَلِكَ أَوْ غَدَّاهُمْ وَسَحَّرَهُمْ أَوْ سَحَّرَهُمْ يَوْمَيْنِ أَجْزَأَهُ، وَلَوْ غَدَّى سِتِّينَ مِسْكِينًا وَعَشَّى سِتِّينَ غَيْرَهُمْ لَمْ يُجْزِهِ إلَّا أَنْ يُعِيدَ عَلَى أَحَدِ النَّوْعَيْنِ مِنْهُمْ غَدَاءً أَوْ عَشَاءً، وَلَوْ غَدَّى وَاحِدًا وَعَشَّى آخَرَ لَمْ يَجُزْ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۴ص۱۱۸، بَابُ الظِّهَارِ، فَصْلٌ فِي كَفَّارَةِ الظِّهَارِ)

[2] (وَإِنْ أَعْطَاهُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ عَنِ الْكُلِّ أَجْزَأَهُ عَنْ يَوْمٍ وَاحِدٍ) لِانْدِفَاعِ الْحَاجَةِ بِالْمَرَّةِ الْأُولَى، وَهَذَا لَا خِلَافَ فِيهِ فِي الْإِبَاحَةِ، فَأَمَّا التَّمْلِيكُ مِنْهُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فِي دُفُعَاتٍ، قِيلَ :لَا يُجْزِئُهُ، وَقِيلَ : يُجْزِئُهُ لِأَنَّ الْحَاجَةَ إِلَى التَّمْلِيكِ تَتَجَدَّدُ فِي الْيَوْمِ مَرَّاتٍ، وَلَوْ دَفَعَ الْكُلَّ إِلَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً لَا يَجُوزُ لِأَنَّ التَّفْرِيقَ وَاجِبٌ بِالنَّصِّ(الاختيار لتعليل المختار، ج۳ص۱۶۶، فصل كفارة الظهار)

[3] وَفِي الْيَنَابِيعِ لَوْ أَطْعَمَ مِائَةً وَعِشْرِينَ مِسْكِينًا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ أَكْلَةً وَاحِدَةً مُشْبِعَةً لَمْ يُجْزِ إلَّا عَنْ نِصْفِ الْإِطْعَامِ فَإِنْ أَعَادَهُ عَلَى سِتِّينَ مِسْكِينًا أَجْزَأَهُ اهـ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۴ص۱۱۹، بَابُ الظِّهَارِ، فَصْلٌ فِي كَفَّارَةِ الظِّهَارِ)

مسئلہ نمبر۱۴...... اگر ایک ہی غریب کو صبح شام ساٹھ دن تک کھانا کھلایا یا ساٹھ دن تک ایک صدقۂ فطر کے برابر غلہ یا رقم دی جاتی رہی تو بھی کفارہ صحیح ہوگیا۔

اسی طرح اگر کسی غریب کو ساٹھ دن لگاتار کھانا نہیں کھلایا، یا صدقۂ فطر کے برابر غلہ یا رقم لگاتار روزانہ نہیں دی بلکہ درمیان میں کچھ دن ناغہ ہوگئے تو کچھ حرج نہیں۔ [1]

مسئلہ نمبر۱۵...... اگر کسی غریب کو ایک صدقۂ فطر کی مقدار سے کم دیا تو صحیح نہیں۔ [2]

مسئلہ نمبر۱۶...... غریب شخص کو پیٹ بھر کھانا کھلانا ضروری ہے، اسی وجہ سے اگر کسی غریب کا پہلے سے پیٹ بھرا ہوا ہے، یا اگر کوئی بچہ ہے، جو بالغ نہیں ہے، اور نہ ہی بالغ ہونے کے قریب ہے، تو اس کو کھلانا کافی نہیں۔

اور پیٹ بھر کھانا کھلانے کے لئے کوئی مقدار متعین نہیں ہے، جتنا غریب پیٹ بھر کر کھائے، وہ کافی ہے۔ [3]

مسئلہ نمبر۱۷...... غریبوں اور مسکینوں کو کفارہ کا کھانا کھلاتے یا رقم دیتے وقت یہ ضروری نہیں کہ ان کو بتایا جائے کہ یہ روزے کا کفارہ ہے، بلکہ دل میں نیت کر لینا کافی ہے، خواہ وہ پھر

---

[1] قَالَ :(وَلَوُ أَطُعَمَ مِسُكِينًا) وَاحِدًا (سِتِّينَ يَوُمًا أَجُزَأَهُ) لِأَنَّ الُمُعُتَبَرَ دَفُعُ حَاجَةِ الُمِسُكِينِ وَأَنَّهَا تَتَجَدَّدُ بِتَجَدُّدِ الُيَوُمِ(الاختيار لتعليل المختار، ج۳ص۱۶۶، فصل كفارة الظهار)

[2] بِخِلَافِ نَحُوِ كَفَّارَةِ الُيَمِينِ لِلنَّصِّ فِيهَا عَلَى التَّعَدُّدِ(رد المحتار على الدر المختار، ج۲، ص۴۲۷، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

[3] وَقُيِّدَ بِالشِّبَعِ؛ لِأَنَّهُ لَوُ كَانَ فِيهِمُ مَنُ هُوَ شَبُعَانُ قَبُلَ الُأَكُلِ أَوُ صَبِيٌّ لَيُسَ بِمُرَاهِقٍ لَا يُجُزِئُهُ وَاخُتَلَفَ الُمَشَايِخُ فِيهِ وَمَالَ الُحَلُوَانِيُّ إلَى عَدَمِ الُجَوَازِ، وَفِي الُمِصُبَاحِ الُأَكُلُ مَعُرُوفٌ وَالُأُكُلُ بِضَمَّتَيُنِ وَإِسُكَانِ الثَّانِي لِلتَّخُفِيفِ الُمَأُكُولُ وَالُأَكُلَةُ بِالُفَتُحِ الُمَرَّةُ وَبِالضَّمِّ اللُّقُمَةُ وَالُغَدَاءُ بِالُمَدِّ طَعَامُ الُغَدَاةِ وَالُعَشَاءُ بِالُفَتُحِ وَبِالُمَدِّ طَعَامُ الُعِشَاءِ بِالُكَسُرِ وَالسَّحُورُ بِفَتُحِ السِّينِ مَا يُؤُكَلُ فِي السَّحَرِ مَا قَبُلَ الصُّبُحِ وَبِالضَّمِّ الُأَكُلُ وَقُتَهُ وَأَشَارَ بِهِ إلَى أَنَّهُ لَا مُعُتَبَرَ بَعُدَ الشِّبَعِ إلَى مِقُدَارِ الطَّعَامِ حَتَّى رُوِيَ عَنُ أَبِي حَنِيفَةَ فِي كَفَّارَةِ الُيَمِينِ لَوُ قَدَّمَ أَرُبَعَةَ أَرُغِفَةٍ إلَى عَشُرَةِ مَسَاكِينَ وَشَبِعُوا أَجُزَأَهُ وَإِنُ لَمُ يَبُلُغُ ذَلِكَ صَاعًا أَوُ نِصُفَ صَاعٍ كَذَا فِي التَّتَارُخَانِيَّة وَإِلَى أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنُ الُإِدَامِ فِي خُبُزِ الشَّعِيرِ وَالذُّرَةِ لِيُمُكِنَهُمُ الِاسُتِيفَاءُ إلَى الشِّبَعِ بِخِلَافِ خُبُزِ الُبُرِّ وَقَدِ اخُتَلَفَ الُمَشَايِخُ فِي جَوَازِ إطُعَامِ خُبُزِ الشَّعِيرِ بِالُإِدَامِ بِنَاءً عَلَى أَنَّ مُحَمَّدًا نَصَّ عَلَى خُبُزِ الُبُرِّ فِي الزِّيَادَاتِ فَقَالَ الُبَعُضُ :لَا يَجُوزُ بِخُبُزِ الشَّعِيرِ وَبَعُضُهُمُ جَوَّزَهُ مَعَ الُإِدَامِ وَإِلَيُهِ مَالَ الُكَرُخِيُّ كَمَا فِي التَّتَارُخَانِيَّةِ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۴ص۱۱۸، ۱۱۹، بَابُ الظِّهَارِ، فَصُلٌ فِي كَفَّارَةِ الظِّهَار)

اس کھانے کو دعوت اور اس رقم کو ہدیہ سمجھیں، اس سے فرق نہیں پڑتا۔ ل

مسئلہ نمبر ۱۸...... جن غریبوں کو کفارہ کا کھانا کھلانا یا رقم دینا جائز ہے، وہ ایسے غریب ہونے چاہئیں جن کو زکاۃ اور صدقۂ فطر دینا جائز ہے (اس کی تفصیل آگے فدیہ کے بیان میں آتی ہے)

(۲)......رمضان کے روزہ کی قضا کے احکام

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (سورة البقرة آيت ۱۸۴)

ترجمہ: پس جو تم میں سے مریض ہو، یا سفر میں ہو، تو اسے دوسرے دنوں میں (روزہ) شمار کر لینے کی گنجائش ہے (سورہ بقرہ)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص مریض و مسافر ہو، اور وہ رمضان میں روزے نہ رکھ سکے تو اسے بعد میں روزہ کی قضا کرنے کا حکم ہے۔

اور جو شخص بلا عذر روزہ نہ رکھے، تو اس پر بدرجۂ اولیٰ روزہ کی قضا لازم ہے۔

اسی طرح اگر کوئی رمضان کا روزہ رکھ کر بلا عذر عمداً توڑ دے، اور اس پر کفارہ واجب ہو تو اس پر روزہ کی قضا بھی لازم ہے۔ ۲

رمضان کے روزہ کی قضا کے احکام درجِ ذیل ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱...... رمضان کے ایک روزہ کی قضا ایک روزہ کے ذریعے ہوتی ہے، اور بلا عذر

ل ولا يشترط علم الفقير بأنها زكاة على الأصح لما فى البحر عن القنية والمجتبى الأصح أن من أعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أو قرضا ونوى الزكاة فإنها تجزيه لأن العبرة لنية الدافع لا لعلم المدفوع إليه(مجمع الانهر، ج ۱ ص ۱۹۶، كتاب الزكاة، شروط صحة اداء الزكاة)

۲ عَنْ عَطَاءٍ، وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَزَادَ :بَدَنَةً، وَقَالَ عَمْرٌو فِي حَدِيثِهِ :وَأَمَرَهُ أَنْ يَصُومَ يَوْمًا مَكَانَهُ(مسند أحمد، رقم الحديث ۶۹۴۵)

فى حاشية مسند احمد:حديث صحيح.

رمضان کا روزہ چھوڑنے یا توڑنے پر توبہ واستغفار کا بھی حکم ہوتا ہے۔ ۱؎

مسئلہ نمبر۲...... رمضان کے جو روزے کسی عذر کی وجہ سے یا بلا عذر نہ رکھے ہوں یا رکھ کر توڑ دیئے ہوں اور قضاء واجب ہوئی ہو تو عذر زائل ہونے کے بعد جلد از جلد ان کی قضاء کر لینا مناسب ہے، لیکن اگر کسی نے تاخیر سے قضا کی، تب بھی ادا ہو جائیں گے، البتہ اگر کسی نے اتنی تاخیر کی کہ عمر کا آخری حصہ آ گیا، اور اب ادائیگی کی قدرت نہیں رہی، یا بغیر ادا کئے ہوئے فوت ہو گیا، تو پھر گناہ گار ہوگا۔

اور فوت ہونے سے پہلے اس کو اپنے روزوں کے فدیہ کی وصیت کرنے کا حکم ہوگا، جیسا کہ آگے فدیہ کے بیان میں آتا ہے۔ ۲؎

مسئلہ نمبر۳...... جو مریض چند دن تک روزہ نہیں رکھ سکا، پھر وہ چند دن صحت یاب رہا، پھر وہ

۱؎ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، قَالَ :جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، فَقَالَ :إِنِّي أَفْطَرْتُ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم :تَصَدَّقْ ، وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ، وَصُمْ يَوْمًا مَكَانَهُ(مُصنف ابن أبي شيبة،رقم الحديث ٩٨٦٧،مَا قَالُوا فِي الرَّجُلِ يُفْطِرُ مِنْ رَمَضَانَ يَوْمًا ، مَا عَلَيْهِ ؟)

عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ ، قَالَ :قَالَ لِي عَاصِمٌ :سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ :مَا بَلَغَك فِيمَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ، مَا عَلَيْهِ ؟ قَالَ :لِيَصُمْ يَوْمًا مَكَانَهُ ، وَيَصْنَعُ مَعَ ذَلِكَ مَعْرُوفًا(ايضاً،رقم الحديث ٩٨٦٨)

عَنْ مُغِيرَةَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ (ح) وَعَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، قَالاَ :يَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ(ايضاً،رقم الحديث ٩٨٦٩)

عَنِ الشَّعْبِيِّ ، قَالَ :عَلَيْهِ يَوْمٌ مَكَانَهُ(ايضاً،رقم الحديث ٩٨٧٠)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ؛ فِي رَجُلٍ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا ، قَالَ :يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْ ذَلِكَ وَيَتُوبُ إِلَيْهِ، وَيَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ(ايضاً،رقم الحديث ٩٨٧١)

۲؎ وَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ بِالتَّأْخِيرِ وَيَتَضَيَّقُ عَلَيْهِ الْوُجُوبُ فِي آخِرِ عُمُرِهِ فِي زَمَانٍ يَتَمَكَّنُ فِيهِ مِنْ الْأَدَاءِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَلِهَذَا لَهُ التَّطَوُّعُ قَبْلَ الْقَضَاءِ ؛ لِأَنَّهُ يُكْرَهُ لَهُ تَأْخِيرُ الْوَاجِبِ عَنْ وَقْتِهِ الْمُضَيَّقِ وَلِهَذَا إذَا أَخَّرَ قَضَاءَ رَمَضَانَ حَتَّى دَخَلَ آخَرُ فَلَا فِدْيَةَ عَلَيْهِ لِكَوْنِهَا تَجِبُ خَلَفًا عَنْ الصَّوْمِ عِنْدَ الْعَجْزِ وَلَمْ يُوجَدْ لِقُدْرَتِهِ عَلَى الْقَضَاءِ وَلِهَذَا قَالَ (فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ قَدَّمَ الْأَدَاءَ عَلَى الْقَضَاءِ) ؛ لِأَنَّهُ فِي وَقْتِهِ وَهُوَ لَا يَقْبَلُ غَيْرَهُ وَيَصُومُ الْقَضَاءَ بَعْدَهُ وَهَذَا بِخِلَافِ قَضَاءِ الصَّلَوَاتِ فَإِنَّهَا عَلَى الْفَوْرِ وَلَا يُبَاحُ التَّأْخِيرُ إلَّا بِعُذْرٍ ذَكَرَهُ الْوَلْوَالِجِيُّ(البحر الرائق، ج٢ص٣٠٧، فصل فی عوارض المبیحة فی رمضان)

واختلف أصحابنا في وقت القضاء ، منهم من قال بأن القضاء على الفور ومنهم من قال :بأنه مؤقت بما بين رمضانين، وبه أخذ أبو الحسن الكرخي، والصحيح أنه على التراخي لقوله تعالى(فعدة من أيام أخر)من غير فصل، وعن هذا قال أصحابنا رحمهم الله ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فوت ہوگیا، تو اس پر اتنے دن کے روزوں کی قضا کرنا ضروری تھا، جتنے دن وہ صحت یاب رہا۔ [1]

مسئلہ نمبر ۴...... اگر رمضان کے روزے ذمہ میں باقی ہیں، اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب رمضان کے ادا روزے رکھنا چاہئے، اور قضا روزوں کی رمضان کے بعد ادائیگی کرنی چاہئے۔ [2]

البتہ اگر رمضان سے پہلے بآسانی ممکن ہو، تو قضا روزوں کو رکھ لینا بہتر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ذمہ میں قضا شدہ روزوں کو رمضان سے پہلے شعبان کے مہینے میں رکھ لیا کرتی تھیں۔ [3]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ لا يكره لمن عليه قضاء رمضان أن يتطوع بالصوم؛ لأن الوجوب ليس على الفور قد قال أصحابنا :إذا أخر قضاء رمضان حتى دخل رمضان آخر، فلا فدية عليه، وهو بناءً على ما قلنا :إن القضاء غير مؤقت، فكان رجاء القضاء ثانياً، ومع رجاء القضاء لا تلزمه الفدية، فإن لم يصم بعدما صح، أو أقام حتى مات، فعليه أن يوصى أن يطعم عنه؛ لأنه عجز عما هو واجب عليه، فينقل إلى ما يقوم مقامه، وكان عليه أن يوصى بالإطعام، ولا يجوز لابن أن يصوم عنه، وكذا لا يجب عليه الإطعام بدون الوصية؛ لأن العبادات لا يجوز أداؤها عن الغير إلا بالوصية كسائر العبادات وكحالة الحياة(المحيط البرهانى ، ج٢ص ٣٩١، ٣٩٢، كتاب الصوم، الفصل السابع فى الأسباب المبيحة للفطر)

[1] إذا افطر المريض أياماً ثم صح أياماً ثم مات لزمه القضاء بقدر ما صح لأنه لايقدر على القضاء إلا بقدر ما أدركه(فتاوى قاضى خان، ج١، ص ١٥٢، كتاب الصوم)

إذا صَحَّ الْمَرِيض أَيَّامًا ثمَّ مَاتَ يلْزمه الْقَضَاء بعَدَد مَا صَحَّ وَلَا يلْزمه قَضَاء جَمِيع مَا فَاتَهُ فِي قَول أَصْحَابنَا جَمِيعًا،وَذكر الطَّحَاوِيّ هَذِه الْمَسْأَلَة على الِاخْتِلَاف فَقَالَ عِنْد أبي حنيفَة وَأبي يُوسُف يلْزمه قَضَاء الْجَمِيع إِذا صَحَّ يَوْمًا وَاحِدًا،وَقَالَ مُحَمَّد يلْزمه بِقدر مَا أدْرك(تحفة الفقهاء ج١ ص ٣٦٠، كتاب الصوم)

[2] وإن جاء الرمضان الثانى، ولم يقض الأول قدم الأداء على القضاء كذا فى النهر الفائق(الفتاوى الهندية، ج١ ص ٢٠٨، كتاب الصوم ،الباب الخامس فى الأعذار التى تبيح الإفطار)

(فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ قَدَّمَ الْأَدَاءَ عَلَى الْقَضَاءِ) ؛ لِأَنَّهُ فِي وَقْتِهِ وَهُوَ لَا يَقْبَلُ غَيْرَهُ وَيَصُومُ الْقَضَاءَ بَعْدَهُ وَهَذَا بِخِلَافِ قَضَاءِ الصَّلَوَاتِ فَإِنَّهَا عَلَى الْفَوْرِ وَلَا يُبَاحُ التَّأْخِيرُ إلَّا بِعُذْرٍ ذَكَرَهُ الْوَلْوَالِجِيُّ(البحر الرائق، ج٢ص٣٠٧، فصل فى عوارض المبيحة فى رمضان)

[3] عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ :سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، تَقُولُ :كَانَ يَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ، فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَهُ إِلَّا فِي شَعْبَانَ، الشُّغْلُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(مسلم،رقم الحديث ١١٤٦ "١٥١") ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۵...... اگر کسی کے ذمہ رمضان کے روزوں کی قضا باقی ہے، تو ان کی ادائیگی سے پہلے نفل وسنت روزے رکھنا جائز ہے، یعنی سنت ونفل روزے رکھنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ پہلے ذمہ میں فرض روزوں کی قضا پوری کی جائے۔ ؎۱

مسئلہ نمبر۶...... اگر کسی نے عذر کی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے، اور پھر وہ عذر زائل وختم ہونے سے پہلے فوت ہوگیا، تو اس پر کچھ واجب نہیں۔ ؎۲

مسئلہ نمبر۷...... جتنے روزے قضا ہوگئے ہوں سب کو لگاتار یا الگ الگ اور ترتیب کے ساتھ اور بلاترتیب کے سب طرح رکھنا جائز ہے، البتہ اگر کوئی ترتیب سے رکھے تو بہتر ہے۔ ؎۳

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وَفِی الْحَدِیثِ دَلَالَةٌ عَلَی جَوَازِ تَأْخِیرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ مُطْلَقًا سَوَاءٌ كَانَ لِعُذْرٍ أَوْ لِغَیْرِ عُذْرٍ لِأَنَّ الزِّیَادَةَ كَمَا بَیَّنَّاهُ مُدْرَجَةٌ فَلَوْ لَمْ تَكُنْ مَرْفُوعَةً لَكَانَ الْجَوَازُ مُقَیَّدًا بِالضَّرُورَةِ لِأَنَّ لِلْحَدِیثِ حُكْمَ الرَّفْعِ لِأَنَّ الظَّاهِرَ اطِّلَاعُ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی ذٰلِكَ مَعَ تَوَفُّرِ دَوَاعِی أَزْوَاجِهِ عَلَی السُّؤَالِ مِنْهُ عَنْ أَمْرِ الشَّرْعِ فَلَوْلَا أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ جَائِزًا لَمْ تُوَاظِبْ عَائِشَةُ عَلَیْهِ وَیُؤْخَذُ مِنْ حِرْصِهَا عَلَی ذٰلِكَ فِی شَعْبَانَ أَنَّهُ لَا یَجُوزُ تَأْخِیرُ الْقَضَاءِ حَتَّی یَدْخُلَ رَمَضَانُ آخَرُ (فتح الباری لابنِ حجر، ج۴ص ۱۹۱، قَوْلُهُ بَابٌ مَتَی یُقْضَی قَضَاءُ رَمَضَانَ)

؎۱ وَحَكَی الْقُدُورِیُّ عَنِ الْكَرْخِیِّ أَنَّهُ كَانَ یَقُولُ فِی قَضَاءِ رَمَضَانَ :إنَّهُ مُؤَقَّتٌ بِمَا بَیْنَ رَمَضَانَیْنِ .وَهَذَا غَیْرُ سَدِیدٍ بَلِ الْمَذْهَبُ عِنْدَ أَصْحَابِنَا أَنَّ وُجُوبَ الْقَضَاءِ لَا یَتَوَقَّتُ لِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ الْأَمْرَ بِالْقَضَاءِ مُطْلَقٌ عَنْ تَعْیِینِ بَعْضِ الْأَوْقَاتِ دُونَ بَعْضٍ، فَیَجْرِی عَلَی إطْلَاقِهِ .وَلِهَذَا قَالَ أَصْحَابُنَا : إنَّهُ لَا یُكْرَهُ لِمَنْ عَلَیْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ أَنْ یَتَطَوَّعَ، وَلَوْ كَانَ الْوُجُوبُ عَلَی الْفَوْرِ لَكُرِهَ لَهُ التَّطَوُّعُ قَبْلَ الْقَضَاءِ لِأَنَّهُ یَكُونُ تَأْخِیرًا لِلْوَاجِبِ عَنْ وَقْتِهِ الْمَضِیقِ، وَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ، وَعَلَی هَذَا قَالَ أَصْحَابُنَا :إنَّهُ إذَا أَخَّرَ قَضَاءَ رَمَضَانَ حَتَّی دَخَلَ رَمَضَانُ آخَرُ فَلَا فِدْیَةَ عَلَیْهِ(بدائع الصنائع، ج۲ص ۱۰۴، فصل حکم الصوم المؤقت اذا فات عن وقته)

؎۲ وَمن أفطر لشَیْء من الْعذر ثمَّ زَالَ الْعذر فَعَلَیْهِ الْقَضَاء بِعَدَد الْأَیَّام الَّتِی یَزُول عَنهُ الْعذر فِیهَا،وَلَیْسَ عَلَیْهِ قَضَاء مَا لم یزلِ الْعذر عَنهُ فِیهَا حَتَّی إِن الْمُسَافِر إِذا مَاتَ فِی السّفر وَالْمَرِیض قبل الْبُرْء لَا یجب عَلَیْهِمَا الْقَضَاء لِأَن الْعَاجِز لَا یُكَلف وَإِن أدْركَا بِعَدَد مَا فاتهما یلْزمهُمَا الْقَضَاء وَإِذا مَاتَا قبل الْقَضَاء یجب عَلَیْهِمَا الْفِدْیَة(تحفة الفقهاء ج ۱ ص ۳۵۹، کتاب الصوم)

؎۳ قَالَ :(وَقَضَاءُ رَمَضَانَ إنْ شَاءَ تَابَعَ وَإِنْ شَاءَ فَرَّقَ) لِأَنَّ قَوْله تَعَالَی :(فَعِدَّةٌ مِنْ أَیَّامٍ أُخَرَ)لَمْ یُشْرَطْ فِیهِ التَّتَابُعُ وَهُوَ أَفْضَلُ مُسَارَعَةً إلَی إسْقَاطِ الْفَرْضِ(الاختیار لتعلیل المختار، ج ۱ ص ۱۳۵، کتاب الصوم، فصل مایباح به الافطار)

بِخِلَافِ قَضَاءِ رَمَضَانَ حَیْثُ لَا تَعْیِینَ فِی وَقْتِهِ(درر الحکام شرح غرر الاحکام، ج ۱ ص ۱۹۸، کتاب الصوم)

(قَوْلُهُ :وَقَضَیَا مَا قَدَرَا بِلَا شَرْطِ وِلَاءٍ) أَیْ لَا یُشْتَرَطُ التَّتَابُعُ فِی الْقَضَاءِ لِإِطْلَاقِ قَوْله تَعَالَی (فَعِدَّةٌ مِنْ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۸...... قضا روزے میں صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے، اگر صبح صادق ہوجانے کے بعد نیت کی تو قضاء صحیح نہیں ہوئی بلکہ یہ روزہ نفل ہوگیا، قضا کا روزہ پھر رکھے، کفارے کے روزے کا بھی یہی حکم ہے کہ صبح صادق ہونے سے پہلے نیت کرنا چاہیے۔ ؎۱

مسئلہ نمبر۹...... قضا کے روزے میں دن تاریخ مقرر کرکے قضاء کی نیت کرنا مثلاً یہ کہ میں فلاں تاریخ کا روزہ قضا رکھ رہا ہوں، ضروری نہیں، بلکہ جتنے روزے قضا ہوں، اُتنے ہی روزے رکھ لینا کافی ہے۔

البتہ اگر دو رمضان کے کچھ کچھ روزے قضاء ہوگئے اس لئے دونوں سال کے روزوں کی قضا رکھنا ہے تو بعض مشائخ کے نزدیک سال کا مقرر کرنا ضروری ہے یعنی اس طرح نیت کرے کہ فلاں سال کے روزوں کی قضاء رکھتا ہوں۔

اور بعض کے نزدیک اس صورت میں بھی متعین کرنا ضروری نہیں۔ ؎۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أَيَّامٍ أُخَرَ)وَالَّذِى فِى قِرَاءَةِ أُبَىٍّ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ مُتَتَابِعَةٍ غَيْرُ مَشْهُورٍ لَا يُزَادُ بِمِثْلِهِ بِخِلَافِ قِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ فِى كَفَّارَةِ الْيَمِينِ فَإِنَّهَا مَشْهُورَةٌ فَيُزَادُ كَذَا فِى النِّهَايَةِ وَالْكَافِى لَكِنِ الْمُسْتَحَبُّ التَّتَابُعُ وَأَشَارَ بِإِطْلَاقِهِ إِلَى أَنَّ الْقَضَاءَ عَلَى التَّرَاخِى؛ لِأَنَّ الْأَمْرَ فِيهِ مُطْلَقٌ وَهُوَ عَلَى التَّرَاخِى كَمَا عُرِفَ فِى الْأُصُولِ وَمَعْنَى التَّرَاخِى عَدَمُ تَعَيُّنِ الزَّمَنِ الْأَوَّلِ لِلْفِعْلِ فَفِى أَىِّ وَقْتٍ شَرَعَ فِيهِ كَانَ مُمْتَثِلًا (البحرالرائق، ج۲ص۳۰۷، فصل فى عوارض المبيحة فى رمضان)

؎۱ (قَوْلُهُ :فَيَصِحُّ أَدَاءُ صَوْمِ رَمَضَانَ إلَخْ) قَيَّدَ بِالْأَدَاءِ؛ لِأَنَّ قَضَاءَ رَمَضَانَ وَقَضَاءَ النَّذْرِ الْمُعَيَّنِ أَوْ النَّفْلِ الَّذِى أَفْسَدَهُ يُشْتَرَطُ فِيهِ التَّبْيِيتُ وَالتَّعَيُّنُ كَمَا يَأْتِى فِى قَوْلِ الْمُصَنِّفِ وَالشَّرْطِ لِلْبَاقِى إلَخْ(ردالمحتار، ج۲ص۳۷۷، كتاب الصوم، سبب صوم رمضان)

؎۲ وَكَذَا صَوْمُ كَفَّارَةِ الْيَمِينِ مُتَتَابِعٌ فَهِىَ أَرْبَعَةٌ بِخِلَافِ قَضَاءِ رَمَضَانَ وَصَوْمِ الْمُتْعَةِ وَكَفَّارَةِ الْحَلْقِ وَكَفَّارَةِ جَزَاءِ الصَّيْدِ فَإِنَّهُ غَيْرُ مُتَتَابِعٍ، وَالْأَصْلُ أَنَّ كُلَّ كَفَّارَةٍ شُرِعَ فِيهَا عِتْقٌ فَإِنَّ صَوْمَهُ مُتَتَابِعٌ، وَمَا لَمْ يُشْرَعْ فِيهَا عِتْقٌ فَهُوَ مُخَيَّرٌ كَذَا فِى النِّهَايَةِ، وَإِذَا وَجَبَ عَلَيْهِ قَضَاءُ يَوْمَيْنِ مِنْ رَمَضَانَ وَاحِدٍ يَنْوِى أَوَّلَ يَوْمٍ وَجَبَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَنْوِ جَازَ، وَإِنْ كَانَا مِنْ رَمَضَانَيْنِ يَنْوِى قَضَاءَ رَمَضَانَ الْأَوَّلِ، فَإِنْ لَمْ يَنْوِ ذَلِكَ اخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ فِيهِ،وَالصَّحِيحُ الْإِجْزَاءُ، وَلَوْ صَامَ الْفَقِيرُ إحْدَى وَسِتِّينَ لِلْكَفَّارَةِ، وَلَمْ يُعَيِّنْ الْيَوْمَ لِلْقَضَاءِ جَازَ ذَلِكَ كَذَا ذَكَرَهُ الْفَقِيهُ أَبُو اللَّيْثِ وَصَارَ كَأَنَّهُ نَوَى الْقَضَاءَ فِى الْيَوْمِ الْأَوَّلِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اگر کسی کے ذمہ بہت سے رمضانوں کے روزے قضا ہیں، اور ان کا سَن وغیرہ یاد نہیں، تو اس طرح نیت کرلیا کرے کہ مثلاً میرے ذمہ جتنے روزے قضا ہیں، ان میں سے سب سے پہلے روزہ کی قضا کرتا ہوں، ہر مرتبہ یہی نیت کرتا رہے، یہاں تک کہ اس کے ذمہ میں قضا شدہ روزوں کی تعداد مکمل ہوجائے۔ [1]

مسئلہ نمبر ۱۰..... جتنے روزے ذمہ میں قضا ہیں، ان کی قضا کرتے وقت تعداد پوری کرنا ضروری ہے، اسی وجہ سے اگر کسی کے ذمہ مثلاً تیس روزے قضا ہیں، اور اس نے چاند کی یکم تاریخ سے روزوں کو قضا کرنا شروع کیا، پھر انتیس تاریخ کو چاند نظر آ گیا، اور اگلے دن دوسرا مہینہ شروع ہوگیا، تو اسے ایک روزہ اور رکھ کر تیس روزوں کی تعداد پوری کرنی ہوگی۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وَسِتِّينَ يَوْمًا عَنْ الْكَفَّارَةِ كَذَا فِي الْفَتَاوَى الظَّهِيرِيَّةِ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲، ص ۲۹۸، كِتَابُ الصَّوْمِ)

(قَوْلُهُ لَوْ مِنْ رَمَضَانَيْنِ) لِأَنَّ كُلَّ رَمَضَانَ سَبَبٌ لِصَوْمِهِ فَصَارَا كَظُهْرَيْنِ مِنْ يَوْمَيْنِ بِخِلَافِ صَوْمِ يَوْمَيْنِ مِنْ رَمَضَانَ وَاحِدٍ فَيَصِحُّ وَإِنْ لَمْ يُعَيِّنْ الْقَضَاءَ عَنْ الْيَوْمِ الْأَوَّلِ أَوْ الثَّانِي مِنْهُ (ردالمحتار، ج ۲ ص ۷۷، باب سجود السهو)

[1] كَثُرَتْ الْفَوَائِتُ نَوَى أَوَّلَ ظُهْرٍ عَلَيْهِ أَوْ آخِرَهُ (الدر المختار)

(قَوْلُهُ كَثُرَتْ الْفَوَائِتُ إلَخْ) مِثَالُهُ: لَوْ فَاتَهُ صَلَاةُ الْخَمِيسِ وَالْجُمُعَةِ وَالسَّبْتِ فَإِذَا قَضَاهَا لَا بُدَّ مِنْ التَّعْيِينِ لِأَنَّ فَجْرَ الْخَمِيسِ مَثَلًا غَيْرُ فَجْرِ الْجُمُعَةِ، فَإِنْ أَرَادَ تَسْهِيلَ الْأَمْرِ، يَقُولُ أَوَّلَ فَجْرٍ مَثَلًا، فَإِنَّهُ إذَا صَلَّاهُ يَصِيرُ مَا يَلِيهِ أَوَّلًا أَوْ يَقُولُ آخِرَ فَجْرٍ، فَإِنَّ مَا قَبْلَهُ يَصِيرُ آخِرًا، وَلَا يَضُرُّهُ عَكْسُ التَّرْتِيبِ لِسُقُوطِهِ بِكَثْرَةِ الْفَوَائِتِ. وَقِيلَ لَا يَلْزَمُهُ التَّعْيِينُ أَيْضًا كَمَا فِي صَوْمِ أَيَّامٍ مِنْ رَمَضَانَ وَاحِدٍ، وَمَشَى عَلَيْهِ الْمُصَنِّفُ فِي مَسَائِلَ شَتَّى آخِرَ الْكِتَابِ تَبَعًا لِلْكَنْزِ وَصَحَّحَهُ الْقُهُسْتَانِيُّ عَنْ الْمُنْيَةِ، لَكِنْ اسْتَشْكَلَهُ فِي الْأَشْبَاهِ وَقَالَ إنَّهُ مُخَالِفٌ لِمَا ذَكَرَهُ أَصْحَابُنَا كَقَاضِي خَانْ وَغَيْرِهِ وَالْأَصَحُّ الِاشْتِرَاطُ. اهـ. قُلْت: وَكَذَا صَحَّحَهُ فِي الْمُلْتَقَى هُنَاكَ، وَهُوَ الْأَحْوَطُ، وَبِهِ جَزَمَ فِي الْفَتْحِ كَمَا قَدَّمْنَاهُ فِي بَحْثِ النِّيَّةِ وَجَزَمَ بِهِ هُنَا صَاحِبُ الدُّرَرِ أَيْضًا. (قَوْلُهُ لَوْ مِنْ رَمَضَانَيْنِ) لِأَنَّ كُلَّ رَمَضَانَ سَبَبٌ لِصَوْمِهِ فَصَارَا كَظُهْرَيْنِ مِنْ يَوْمَيْنِ بِخِلَافِ صَوْمِ يَوْمَيْنِ مِنْ رَمَضَانَ وَاحِدٍ فَيَصِحُّ وَإِنْ لَمْ يُعَيِّنْ الْقَضَاءَ عَنْ الْيَوْمِ الْأَوَّلِ أَوْ الثَّانِي مِنْهُ (رد المحتار على الدر المختار، ج ۲ ص ۷۶، كتاب الصلاة)

[2] وَقَدْ عُلِمَ مِنْ هَذَا أَنَّ مَنْ فَاتَهُ رَمَضَانُ وَكَانَ نَاقِصًا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهُ بِعَدَدِ الْأَيَّامِ، لَا شَهْرٌ كَامِلٌ وَلِهَذَا قَالَ فِي الْبَدَائِعِ قَالُوا فِيمَنْ أَفْطَرَ شَهْرًا بِعُذْرٍ ثَلَاثِينَ يَوْمًا ثُمَّ قَضَى شَهْرًا بِالْهِلَالِ فَكَانَ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ أَنَّ عَلَيْهِ قَضَاءَ يَوْمٍ آخَرَ؛ لِأَنَّ الْمُعْتَبَرَ عَدَدُ الْأَيَّامِ الَّتِي أَفْطَرَ فِيهَا دُونَ الْهِلَالِ؛ لِأَنَّ الْقَضَاءَ عَلَى قَدْرِ الْفَائِتِ، وَلَوْ صَامَ أَهْلُ مِصْرٍ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ وَأَفْطَرُوا لِلرُّؤْيَةِ، وَفِيهِمْ مَرِيضٌ لَمْ يَصُمْ فَإِنْ عَلِمَ مَا صَامَ أَهْلُ مِصْرِهِ فَعَلَيْهِ قَضَاءُ تِسْعَةٍ وَعِشْرِينَ يَوْمًا، وَإِنْ لَمْ يَعْلَمْ صَامَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا؛ لِأَنَّهُ الْأَصْلُ وَالنُّقْصَانُ عَارِضٌ اهـ (البحر الرائق، ج ۲ ص ۲۸۳، كتاب الصوم)

(۳)......رمضان کے روزہ کے فدیہ کے احکام

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ (سورة البقرة، آیت ۱۸۴)

ترجمہ: اور جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہیں ان پر ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ ہے (سورہ بقرہ)

ابتداء میں جب رمضان کے روزے فرض کیئے گئے، اس وقت دو اختیار تھے، ایک یہ کہ کوئی روزہ رکھ لے، دوسرا یہ کہ کوئی روزہ کے بجائے فدیہ دے دے۔

لیکن بعد میں فدیہ کا حکم صرف ان لوگوں کے لئے برقرار رکھا گیا، جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كُنَّا فِي رَمَضَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ فَافْتَدٰى بِطَعَامِ مِسْكِيْنٍ، حَتّٰى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رمضان میں ہم میں سے جو چاہے روزہ رکھتا، اور جو چاہے روزہ نہ رکھتا، اور اس کا ایک مسکین کے کھانے کے ذریعہ سے فدیہ دے دیتا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ جو شخص تم میں سے رمضان کے مہینہ کو پائے، تو اسے چاہئے کہ وہ اس مہینہ کا روزہ رکھے (بخاری، مسلم)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۱۱۴۵ ا "۱۵۰" کتاب الصیام، باب بیان نسخ قوله تعالی وعلی الذین یطیقونه فدیة، بقوله :فمن شهد منكم الشهر فليصمه، واللفظ لهٗ، بخاری، رقم الحدیث ۴۵۰۷، سنن الترمذی، رقم الحدیث ۷۹۸، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۲۳۱۵.

أَمَّا أَحْوَالُ الصِّيَامِ: فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ، فَجَعَلَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَصِيَامَ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْهِ الصِّيَامَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ، إِلٰى هٰذِهِ الْآيَةِ: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ، فَكَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَطْعَمَ مِسْكِيْنًا، فَأَجْزَأَ ذٰلِكَ عَنْهُ، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ الْآيَةَ الْأُخْرَى، شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ، إِلٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ، فَأَثْبَتَ اللّٰهُ صِيَامَهُ عَلَى الْمُقِيْمِ الصَّحِيْحِ، وَرَخَّصَ فِيْهِ لِلْمَرِيْضِ وَلِلْمُسَافِرِ، وَثَبَتَ الْإِطْعَامُ لِلْكَبِيْرِ الَّذِيْ لَا يَسْتَطِيْعُ الصِّيَامَ، فَهٰذَانِ حَوْلَانِ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: روزوں کا معاملہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے، تو آپ نے ہر مہینہ میں تین روزے اور عاشوراء (یعنی دس محرم) کے روزے رکھنے شروع کئے، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر (رمضان کے) روزے فرض کئے، اور یہ آیت نازل فرمائی کہ اے لوگو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح سے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، اس آیت تک کہ جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہیں، ان پر ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ ہے، پس جو شخص چاہتا روزہ رکھتا، اور جو چاہتا مسکین کو کھانا کھلا دیتا، اس کی طرف سے یہ کافی ہو جاتا تھا،

---

[1] رقم الحديث ۳۰۸۵، ج۲ص ۳۰۱، كتاب التفسير، واللفظ لهٗ، مسند أحمد، رقم الحديث ۲۲۱۲۴.

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

في حاشية مسند احمد: رجاله ثقات رجال الشيخين غير المسعودي -وهو عبد الرحمن بن عبد الله بن عتبة -فقد روى له البخاري استشهاداً وأصحاب السنن.

پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی کہ رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید نازل کیا گیا، اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ جو تم میں سے رمضان کے مہینہ کو پائے، تو اسے چاہئے کہ اس کا روزہ رکھے، تو اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو مقیم، صحت مند پر لازم فرمادیا، اور مریض اور مسافر کے لئے رخصت دے دی (کہ وہ بعد میں رکھ لے) اور کھانا کھلانا (وفدیہ دینا) اس بوڑھے شخص کے لئے ثابت رہا، جو روزوں کی (فی الحال اور آئندہ) طاقت نہیں رکھتا، پس یہ دو تبدیلیاں ہیں (حاکم، مسند احمد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سورہ بقرہ کی اس آیت میں جو روزہ کے فدیہ کا حکم دیا گیا ہے، وہ ان بوڑھے اور مریضوں کے لئے ہے، جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے، اور آئندہ بھی انہیں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو، لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں ہوئی، اور اس کا حکم اپنی حالت پر برقرار ہے۔ [1]

بہرحال جو کچھ بھی ہو، شریعت کا اصل حکم یہ ہے کہ روزہ کا فدیہ دینے کی اجازت اسی بوڑھے یا بیمار شخص کو حاصل ہے، جو نہ تو فی الحال روزہ کی طاقت رکھتا ہو، اور نہ آئندہ اس روزہ کو قضا

---

[1] عَنُ ابُنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوُلِهِ عَزَّ وَجَلَّ :(وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدُيَةٌ طَعَامُ مِسُكِينٍ) " يُطِيقُونَهُ :يُكَلَّفُونَهُ، فِدُيَةٌ :طَعَامُ مِسُكِينٍ وَاحِدٍ، فَمَنُ تَطَوَّعَ خَيُرًا طَعَامُ مِسُكِينٍ آخَرَ لَيُسَتُ بِمَنُسُوخَةٍ فَهُوَ خَيُرٌ لَهُ، وَأَنُ تَصُومُوا خَيُرٌ لَكُمُ، لَا يُرَخَّصُ فِي هَذَا إِلَّا لِلَّذِي لَا يُطِيقُ الصِّيَامَ أَوُ مَرِيضٍ لَا يُشُفَى (سنن النسائی، رقم الحديث ۲۳۱۷)

عَنِ ابُنِ عَبَّاسٍ ,فِي قَوُلِهِ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدُيَةٌ طَعَامُ مِسُكِينٍ) ،قَالَ :يُطِيقُونَهُ يُكَلَّفُونَهُ فِدُيَةٌ طَعَامُ مِسُكِينٍ وَاحِدٍ ,(فَمَنُ تَطَوَّعَ خَيُرًا) فَزَادَ مِسُكِينًا آخَرَ لَيُسَتُ بِمَنُسُوخَةٍ (فَهُوَ خَيُرٌ لَهُ وَأَنُ تَصُومُوا خَيُرٌ لَكُمُ)فَلَا يُرَخَّصُ فِي هَذَا إِلَّا لِلُكَبِيرِ الَّذِي لَا يُطِيقُ الصِّيَامَ أَوُ مَرِيضٍ يَعُلَمُ أَنَّهُ لَا يُشُفَى ."وَهَذَا الُإِسُنَادُ صَحِيحٌ(سنن الدارقطنی، رقم الحديث ۲۳۷۸)

عَنِ ابُنِ عَبَّاسٍ ,قَرَأَ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدُيَةٌ طَعَامُ مِسُكِينٍ)يَقُولُ :هُوَ الشَّيُخُ الُكَبِيرُ الَّذِي لَا يَسُتَطِيعُ الصِّيَامَ فَيُفُطِرُ وَيُطُعِمُ عَنُ كُلِّ يَوُمٍ مِسُكِينًا نِصُفَ صَاعٍ مِنُ حِنُطَةٍ(سنن الدارقطنی، رقم الحديث ۲۳۷۸)

کر کے رکھنے کی قدرت حاصل ہو۔ [1]

اب روزہ کے فدیہ کے سلسلہ میں چند مسائل ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ نمبر ۱...... جس مسلمان میں روزہ واجب ہونے کی شرائط تو پائی جائیں، لیکن وہ کسی عذر کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو، تو اسے قدرت حاصل ہونے پر روزہ کی قضا کرنی چاہئے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

لیکن جس مسلمان کو آئندہ روزہ رکھنے کی بھی قدرت حاصل نہ ہو، مثلاً وہ اتنا بوڑھا ہے کہ نہ تو اب روزہ رکھنے کی قدرت ہے، اور نہ ہی آئندہ روزہ رکھنے کی قدرت حاصل ہونے کا ظاہری طور پر امکان ہے۔

یا مثلاً کسی کو ایسی بیماری لاحق ہے کہ اس میں روزہ رکھنے کی اسے قدرت حاصل نہیں، اور اس بیماری کے آئندہ زائل وختم ہونے کا بھی ظاہری طور پر امکان نہیں، تو ایسے مسلمان کو روزہ کے بدلہ میں فدیہ دینے کا حکم ہے۔ [2]

---

[1] وَاتَّفَقَتْ هَذِهِ الْأَخْبَارُ عَلَى أَنَّ قَوْلَهُ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فدية مَنْسُوخ وَخَالف فِي ذَلِك ابن عَبَّاسٍ فَذَهَبَ إِلَى أَنَّهَا مُحْكَمَةٌ لَكِنَّهَا مَخْصُوصَةٌ بِالشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَنَحْوِهِ وَسَيَأْتِي بَيَانُ ذَلِكَ وَالْبَحْثُ فِيهِ فِي كِتَابِ التَّفْسِيرِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى حَيْثُ ذَكَرَهُ الْمُصَنِّفُ مِنْ تَفْسِيرِ الْبَقَرَةِ(فتح الباری، ج۴ص۱۸۸، قَوْلُهُ بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فدية طَعَام مِسْكين)

[2] (قَوْلُهُ وَلِلشَّيْخِ الْفَانِي) أَيْ الَّذِي فَنِيَتْ قُوَّتُهُ أَوْ أَشْرَفَ عَلَى الْفَنَاءِ، وَلِذَا عَرَّفُوهُ بِأَنَّهُ الَّذِي كُلَّ يَوْمٍ فِي نَقْصٍ إلَى أَنْ يَمُوتَ نَهْرٌ، وَمِثْلُهُ مَا فِي الْقُهُسْتَانِيِّ عَنْ الْكَرْمَانِيِّ: الْمَرِيضُ إذَا تَحَقَّقَ الْيَأْسُ مِنْ الصِّحَّةِ فَعَلَيْهِ الْفِدْيَةُ لِكُلِّ يَوْمٍ مِنْ الْمَرَضِ اهـ (رد المحتار علی الدر المختار، ج۲،ص۴۲۷، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ)

(قَوْلُهُ وَلَا فِدْيَةٍ وَصَوْمٍ) فَمَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الصَّوْمُ لَا تَلْزَمُهُ فِدْيَةٌ، وَمَنْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْفِدْيَةُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الصَّوْمُ مَا دَامَ عَاجِزًا، أَمَّا إذَا قَدَرَ فَإِنَّهُ يَصُومُ، لَكِنْ لَا يَبْقَى مَا أَدَّاهُ فِدْيَةً؛ لِأَنَّ شَرْطَهَا الْعَجْزُ الدَّائِمُ فَلَا جَمْعَ أَفَادَهُ ط(رد المحتار علی الدر المختار، ج۱،ص۲۵۹، کتاب الطهارة، باب التیمم)

وَاعْلَمْ أَنَّ صِحَّةَ الْفِدْيَةِ فِي الصَّوْمِ لِلْفَانِي مَشْرُوطَةٌ بِاسْتِمْرَارِ عَجْزِهِ إلَى الْمَوْتِ .فَلَوْ قَدَرَ قَبْلَهُ قَضَى كَمَا سَيَأْتِي فِي كِتَابِ الصَّوْمِ .اهـ .ح.(رد المحتار علی الدر المختار، ج۱،ص۳۵۵، کتاب الصلاة)

مسئلہ نمبر۲...... بعض لوگ خاص طور پر جو مالدار ہوتے ہیں وہ روزہ رکھنے کے بجائے اس کا فدیہ دے دیتے ہیں، جب کہ ان کو روزہ رکھنے کی طاقت ہوتی ہے، روزے کا فدیہ اس طرح ادانہیں ہوتا، کیونکہ جب تک روزہ رکھنے کی طاقت ہواس وقت تک فدیہ کی ادائیگی معتبر نہیں، بلکہ روزہ رکھنا ہی ضروری ہے۔

یہاں تک کہ اگر کوئی رمضان میں گرمی کی شدت کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہیں، لیکن رمضان گزرنے کے بعد سردیوں کے موسم میں روزہ رکھنے پر قادر ہے، تو اس کو سردیوں کے موسم میں روزہ کی قضا کرنا ضروری ہے، مگر فدیہ دینا اس کو بھی جائز نہیں۔ [1]

مسئلہ نمبر۳...... ایک روزہ کا فدیہ ایک صدقۂ فطر کے برابر ہے۔ [2]

اور تیس روزوں کا فدیہ تیس صدقۂ فطر کے برابر ہے۔

پس جتنی مقدار ایک صدقۂ فطر کی ہے، اتنی ہی مقدار ایک روزہ کے فدیہ کی بھی ہے، اور جتنی مقدار تیس فطرانوں کی ہے، اتنی ہی مقدار تیس روزوں کے فدیہ کی ہے۔

البتہ روزہ کے فدیہ میں یہ بھی جائز ہے کہ کوئی صدقۂ فطر کے برابر نقدی یا غلہ دینے کے

---

[1] أَمَّا لَوْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ لِشِدَّةِ الْحَرِّ كَانَ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ وَيَقْضِيَهُ فِي الشِّتَاءِ .فَتْحٌ(رد المحتار على الدر المختار، ج۲،ص۴۲۷، كتاب الصلاة)

[2] حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ :سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَعْقِلٍ، قَالَ قَعَدْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَقَالَ " :أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ كُلَّ مِسْكِينٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ(مسند أحمد، رقم الحديث ۱۸۱۱۱)
فی حاشية مسند احمد:إسناده صحيح على شرط الشيخين.
وقد روى عن ابن عباس وقيس ابن السَّائِبِ الَّذِي كَانَ شَرِيكَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هريرة وسعيد ابن الْمُسَيِّبِ فِي الشَّيْخِ الْكَبِيرِ أَنَّهُ يُطْعِمُ عَنْ كُلِّ يَوْمٍ نِصْفَ صَاعِ بُرٍّ وَأَوْجَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ إطْعَامَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ كُلُّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعِ بُرٍّ وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ تَقْدِيرَ فِدْيَةِ الصَّوْمِ بِنِصْفِ صَاعٍ أَوْلَى مِنْهُ بِالْمُدِّ لِأَنَّ التَّخْيِيرَ فِي الْأَصْلِ قَدْ تَعَلَّقَ بَيْنَ الصَّوْمِ وَالْفِدْيَةِ فِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَجَمَاعَةٍ مِنْ التَّابِعِينَ عَنْ كُلِّ يَوْمٍ مُدٌّ وَالْأَوَّلُ أَوْلَى لِمَا رَوَيْنَاهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(أحكام القرآن للجصاص، ج۱،ص۲۲۲،أحكام سُورَةِ الْبَقَرَةِ)

بجائے غریب کو دو وقت کا پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے، ایسی صورت میں غریب دو وقت میں جتنا بھی کھانا کھالے، خواہ وہ زیادہ ہو یا تھوڑا، تو وہ ایک روزہ کا فدیہ بن جائے گا۔ [1]

---

[1] صدقۂ فطر اور روزہ کے فدیہ میں یہ فرق ہے کہ صدقۂ فطر میں تملیک ضروری ہے، اور فدیہ میں اباحت بھی کافی ہے، اور کھانا کھلانے کی صورت میں صدقۂ فطر کی مقدار کی رعایت ضروری نہیں، بلکہ دو وقت پیٹ بھر کر کھلانا اس کے قائم مقام ہے۔

رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ وَعُمَرَ وَعَائِشَةَ وَسَعِیدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ وَسَعِیدِ بْنِ جُبَیْرٍ وَإِبْرَاهِیمَ وَمُجَاهِدٍ وَالْحَسَنِ فِی کَفَّارَةِ الْیَمِینِ کُلُّ مِسْکِینٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

وَقَالَ عُمَرُ وَعَائِشَةُ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ وَهُوَ قَوْلُ أَصْحَابِنَا إذَا أَعْطَاهُمْ الطَّعَامَ تَمْلِیکًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَطَاءٌ فِی آخَرِینَ مُدٌّ مِنْ بُرٍّ لِکُلِّ مِسْکِینٍ وَهُوَ قَوْلُ مَالِکٍ والشافعی وَاخْتُلِفَ فِی الْإِطْعَامِ مِنْ غَیْرِ تَمْلِیکٍ فَرُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ وَمُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ وَالشَّعْبِیِّ وَإِبْرَاهِیمَ وَقَتَادَةَ یُغَدِّیهِمْ وَیُعَشِّیهِمْ وَهُوَ قَوْلُ أَصْحَابِنَا وَمَالِکِ بْنِ أَنَسٍ وَالثَّوْرِیِّ وَالْأَوْزَاعِیِّ(أحکام القرآن للجصاص، ج۴،ص۱۱۷،سورة المائدة،بَابُ الْأَیْمَانِ)

وَأَرَادَ بِتَشْبِیهِهِ بِالْفِطْرَةِ کَالْکَفَّارَةِ التَّشْبِیهَ مِنْ جِهَةِ الْمِقْدَارِ بِأَنْ یُطْعِمَ عَنْ صَوْمِ کُلِّ یَوْمٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ زَبِیبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِیرٍ لَا التَّشْبِیهَ مُطْلَقًا؛ لِأَنَّ الْإِبَاحَةَ کَافِیَةٌ هُنَا وَلِهَذَا عَبَّرَ بِالْإِطْعَامِ دُونَ الْإِیتَاءِ دُونَ صَدَقَةِ الْفِطْرِ فَإِنَّ الرُّکْنَ فِیهَا التَّمْلِیکُ وَلَا تَکْفِی الْإِبَاحَةُ(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج۲،ص۳۰۶،باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

(قَوْلُهُ وَلِلشَّیْخِ الْفَانِی وَهِیَ یَفْدِی فَقَطْ) أَیْ لَهُ الْفِطْرُ وَعَلَیْهِ الْفِدْیَةُ وَلَیْسَتْ عَلَى غَیْرِهِ مِنْ الْمَرِیضِ وَالْمُسَافِرِ وَالْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ لِعَدَمِ وُرُودِ نَصٍّ فِیهِمْ وَوُرُودِهِ فِی الشَّیْخِ الْفَانِی وَهُوَ الَّذِی کُلَّ یَوْمٍ فِی نَقْصٍ إلَى أَنْ یَمُوتَ وَسُمِّیَ بِهِ إمَّا؛ لِأَنَّهُ قَرُبَ مِنْ الْفَنَاءِ أَوْ؛ لِأَنَّهُ فَنِیَتْ قُوَّتُهُ وَإِنَّمَا لَزِمَتْهُ بِاعْتِبَارِ شُهُودِهِ لِلشَّهْرِ حَتَّى لَوْ تَحَمَّلَ الْمَشَقَّةَ وَصَامَ کَانَ مُؤَدِّیًا وَإِنَّمَا أُبِیحَ لَهُ الْفِطْرُ لِأَجْلِ الْحَرَجِ وَعُذْرُهُ لَیْسَ بِعَرَضِ الزَّوَالِ حَتَّى یُصَارَ إلَى الْقَضَاءِ فَوَجَبَ الْفِدْیَةُ لِکُلِّ یَوْمٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ زَبِیبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِیرٍ کَصَدَقَةِ الْفِطْرِ لَکِنْ یَجُوزُ هُنَا طَعَامُ الْإِبَاحَةِ أَکْلَتَانِ مُشْبِعَتَانِ بِخِلَافِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ کَمَا قَدَّمْنَاهُ کَذَا فِی فَتْحِ الْقَدِیرِ وَفَتَاوَى قَاضِی خَانْ وَفِی مِعْرَاجِ الدِّرَایَةِ وَلَا یَجُوزُ فِی الْفِدْیَةِ الْإِبَاحَةُ؛ لِأَنَّهَا تنبئ عَنْ تَمْلِیکٍ .اهـ.(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج۲،ص۳۰۸،باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

ثُمَّ الْإِطْعَامُ عِنْدَنَا یُقَدَّرُ بِنِصْفِ صَاعٍ لِکُلِّ مِسْکِینٍ وَعِنْدَهُ یُقَدَّرُ بِالْمُدِّ وَأَصْلُ الْخِلَافِ فِی طَعَامِ الْکَفَّارَةِ وَنَحْنُ نَقِیسُهُ عَلَى صَدَقَةِ الْفِطْرِ بِعِلَّةِ أَنَّهُ أَوْجَبَ کِفَایَةً لِلْمِسْکِینِ فِی یَوْمِهِ(المبسوط للسرخسی، ج۳،ص۹۰،کِتَابُ الصَّوْمِ)

الْإِبَاحَةُ بِالتَّغْذِیَةِ وَالتَّعْشِیَةِ وَالْقِیمَةُ فِی ذَلِکَ جَائِزٌ(الجوهرة النیرة، ج۱،ص۱۴۳،کِتَابُ الصَّوْمِ)

یعطی لکل یوم نصف صاع من الحنطة ویجوز فیها ما یجوز فی صدقة الفطر إلا أن فی الفدیة یجوز طعام الإباحة أکلتان مشبعتان ولا یجوز ذلک فی صدقة الفطر ومن وجب علیه کفارة الیمین أو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۴...... ایک روزہ کا فدیہ ایک صدقۂ فطر کے برابر ہے، جو کہ وزن کے اعتبار سے بھی جائز ہے، اور قیمت کے اعتبار سے بھی۔

وزن کے اعتبار سے چار قسم کی چیزوں میں سے کسی ایک چیز سے صدقۂ فطر اور روزہ کا فدیہ ادا کرنا جائز ہے، اور وہ چار چیزیں یہ ہیں:

(۱)...... ایک صاع کشمش (۲)...... ایک صاع کھجور (یا چھوارا)

(۳)...... ایک صاع جَو (۴)...... آدھا صاع گندم (یا گیہوں)

صاع عرب میں اُس زمانے میں ناپنے کے پیمانے تھے، ایک صاع چار مُد کا اور آدھا صاع دو مُد کا ہوتا تھا۔ [۱]

ہمارے مروّجہ وزن کے لحاظ سے آدھا صاع اکثر علماء کی تحقیق کے مطابق پونے دوسیر (یعنی ایک کلو چھ سو تینتیس گرام) کے وزن کے برابر اور ایک صاع اس وزن کا دوگنا یعنی ساڑھے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

القتل إذا لم يجد ما يكفر به وهو شيخ كبير ولم يصم حتى صار شيخاً فانياً لأن الصوم هنا بدل عن غيره ولهذا لا يجوز المصير إلى الصوم إلا عند العجز عن التكفير بالمال(فتاوى قاضي خان، ج ۱، ص ۱۵۲، كتاب الصوم)

والفدية أن يطعم لكل يَوْم مِسْكينا بِقدر مَا يجب فِي صَدَقَة الْفطر (تحفة الفقهاء ج ۱ ص ۳۵۹، كتاب الصوم)

وَمِقْدَارُ الْفِدْيَةِ مِقْدَارُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ، وَهُوَ أَنْ يُطْعِمَ عَنْ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا مِقْدَارَ مَا يُطْعِمُ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ .وَقَدْ ذَكَرْنَا ذَلِكَ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَذَكَرْنَا الِاخْتِلَافَ فِيهِ(بدائع الصنائع، ج ۲ ص ۹۷، فصل في حكم فساد الصوم)

(قَوْلُهُ وَالشَّيْخُ الْفَانِي الَّذِي لَا يَقْدِرُ عَلَى الصَّوْمِ يُفْطِرُ وَيُطْعِمُ لِكُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ كَمَا يُطْعِمُ فِي الْكَفَّارَاتِ) الْفَانِي الَّذِي قَرُبَ إلَى الْفِنَاءِ أَوْ فَنِيَتْ قُوَّتُهُ وَكَذَا الْعَجُوزُ مِثْلُهُ.

فَإِنْ قُلْت مَا الْحَاجَةُ إلَى قَوْلِهِ كَمَا يُطْعِمُ فِي الْكَفَّارَاتِ وَقَدْ ذَكَرَ قَدْرَ الْإِطْعَامِ قُلْت يُفِيدَانِ الْإِبَاحَةَ بِالتَّغْذِيَةِ وَالتَّعْشِيَةِ وَالْقِيمَةُ فِي ذَلِكَ جَائِزٌ(الجوهرة النيرة، ج ۱ ص ۱۴۳، كتاب الصوم)

وَيَجُوزُ فِي الْفِدْيَةِ طَعَامُ الْإِبَاحَةِ أَكْلَتَانِ مُشْبِعَتَانِ بِخِلَافِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ لِلتَّنْصِيصِ عَلَى الصَّدَقَةِ فِيهَا، وَالْإِطْعَامِ فِي الْفِدْيَةِ(فتح القدير، ج ۲ ص ۳۵۷، كِتَابُ الصَّوْمِ، فَصلٌ كَانَ مَرِيضًا فِي رَمَضَانَ فَخَافَ إنْ صَامَ ازْدَادَ مَرَضُهُ)

[۱] قلت :وأَجْمَعُوا على أَنَّ الصَّاعَ أَرْبَعَةُ أَمداد (شرح النقاية،فصلٌ صَدَقَةُ الفِطْرِ)

تین سیر (یعنی تین کلو اور دو سو چھیاسٹھ گرام) کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر ۵...... جن چار اشیاء کا ذکر کیا گیا (یعنی ایک صاع کشمش، یا ایک صاع کھجور وچھوارا، یا ایک صاع جَو، یا آدھا صاع گندم) اُن میں سے کسی بھی چیز کو بعینہٖ یا اُن میں سے کسی ایک چیز کی قیمت کو ادا کرنا درست ہے۔

اوران میں سے کسی چیز کی قیمت نقد کی صورت میں ادا کرنا اس لحاظ سے بہتر ہے کہ اس سے غریب و مستحق کی ہر قسم کی ضرورت پوری ہوسکتی ہے۔ [2]

مسئلہ نمبر ۶...... اگر مذکورہ چار چیزوں میں سے کوئی چیز دینا چاہے تو اس میں خاص وزن کی پابندی ہے۔ لیکن ان چار چیزوں کے علاوہ کوئی اور چیز دینا چاہے یا نقد رقم دینا چاہے تو مذکورہ چار چیزوں میں سے کسی بھی ایک چیز کے مذکورہ وزن کی مالیت کو بنیاد بنایا جائے گا۔ [3]

---

[1] جبکہ بعض حضرات کی تحقیق کے مطابق آدھا صاع سوا دو سیر (یعنی دو کلو سو گرام) کا اور ایک صاع اس مذکورہ وزن کا دوگنا یعنی ساڑھے چار سیر (یعنی چار کلو دو سو گرام) کا ہوتا ہے، لیکن اکثر حضرات کا فتویٰ اوپر والے قول پر ہے۔

[2] وهى نصف صاع من بر أو دقيقه أو صاع تمر أو زبيب أو شعير وهو ثمانية أرطال بالعراقى ويجوز دفع القيمة وهى أفضل عند وجدان ما يحتاجه لأنها أسرع لقضاء حاجة الفقير(مراقى الفلاح شرح نورالايضاح، ص ٢٧٣، باب صدقة الفطر)

(ودفع القيمة) أى الدراهم (أفضل من دفع العين على المذهب) المفتى به جوهرة وبحر عن الظهيرية وهذا فى السعة، أما فى الشدة فدفع العين أفضل كما لا يخفى(الدر المختار)

(قوله :ودفع القيمة) أطلقها فشمل قيمة الحنطة وغيرها خلافا لمحمد .قال فى التتارخانية عن المحيط :وإذا أراد أن يعطى قيمة الحنطة أو الشعير أو التمر يؤدى قيمة أى الثلاث شاء عندهما وقال محمد يؤدى قيمة الحنطة (قوله :أى الدراهم) اقتصر على الدراهم تبعا للزيلعى لبيان أنها الأفضل عند إرادة دفع القيمة؛ لأن العلة فى أفضلية القيمة كونها أعون على دفع حاجة الفقير لاحتمال أنه يحتاج غير الحنطة مثلا من ثياب ونحوها بخلاف دفع العروض، وعلى هذا فالمراد بالدراهم ما يشمل الدنانير تأمل (قوله على المذهب المفتى به) مقابله ما فى المضمرات من أن دفع الحنطة أفضل فى الأحوال كلها، سواء كانت أيام شدة أم لا؛ لأن فى هذا موافقة السنة وعليه الفتوى منح فقد اختلف الإفتاء ط (قوله :وهذا) أى كون دفع القيمة أفضل (قوله كما لا يخفى) يوهم أنه بحث منه مع أنه عزاه فى التتارخانية إلى محمد بن سلمة وقال فى النهر وهو حسن(ردالمحتار، ج٢ ص ٣٦٦، ٣٦٧، باب صدقة الفطر)

[3] وإن أراد الأداء من سائر الحبوب أعطى باعتبار القيمة وقد بينا جواز أداء القيمة عندنا،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

چنانچہ اگر کوئی ایک صاع کشمش کے بجائے اس کی قیمت دینا چاہے، تو بازار میں جتنی رقم کی ایک صاع کشمش آتی ہے، اتنی رقم ادا کرے، اور اگر کھجور کے بجائے اس کی قیمت دینا چاہے تو بازار میں جتنی رقم کی ایک صاع کھجور آتی ہے، اتنی رقم ادا کردے، اور اگر جَو سے ادا کرنا چاہے، تو بازار میں جتنی رقم کا ایک صاع جَو آتا ہے، اتنی رقم ادا کردے۔

اور اگر گندم کے بجائے اس کی قیمت دینا چاہے تو جتنی رقم کی آدھا صاع گندم آتی ہے، اتنی رقم ادا کردے۔

مسئلہ نمبر ۷...... اگر کوئی شخص چار چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز کے ذریعہ سے فدیہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، کپڑے، یا کسی دوسری ضرورت کی چیز سے، تو یہ بھی جائز ہے، مگر اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اتنی مالیت ومقدار کی چیز سے ادا کیا جائے کہ اس کی مقدار پیچھے بیان کردہ چیزوں میں سے کسی ایک چیز کی مالیت کے برابر ہو جائے۔ [۱]

(مزید تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''شوال اور عید الفطر کے فضائل واحکام'' میں صدقۂ فطر کی بحث ملاحظہ فرمائیں)

مسئلہ نمبر ۸...... اگر کوئی ایک روزہ کا فدیہ ایک سے زیادہ غریبوں کو دے، تو جائز ہے، اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایک روزہ کا فدیہ ایک سے زیادہ غریبوں کو نہ دیا جائے۔

اور ایک شخص کے ایک سے زیادہ روزوں کا فدیہ ایک غریب کو ایک ہی وقت میں دے دینے کے جائز ہونے میں اختلاف ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وهذا؛ لأنه ليس في سائر الحبوب نص على التقدير فالتقدير بالرأى لا يكون وكذا من الأقط يؤدى باعتبار القيمة عندنا(المبسوط للسرخسي، ج۳ص ۱۱۴، كتاب الصوم، باب صدقة الفطر)

واما الاقط فتعتبر فيه القيمة لايجزئ الا باعتبار القيمة (بدائع الصنائع ج۲ ص ۷۲، ۷۳،فصل بيان جنس الواجب وقدره وصفة فى صدقة الفطر)

[۱] وما لم ينص عليه كذرة وخبز تعتبر فيه القيمة وصدقة الفطر كالزكاة فى المصارف(حاشية الطحطاوى على المراقى، ص ۷۲۴، باب صدقة الفطر)

(قوله :وخبز) عدم جواز دفعه إلا باعتبار القيمة هو الصحيح لعدم ورود النص به فكان كالذرة وغيرها من الحبوب التى لم يرد بها نص وكالأقط بحر(ردالمحتار، ج۲ص ۳۶۵، باب صدقة الفطر)

اس لئے احتیاط یہ ہے کہ کئی روزوں کا فدیہ اکٹھا ایک شخص کو ایک وقت میں نہ دے۔ البتہ اگر کسی نے اس طرح دے دیا، تو اس کی ادائیگی درست ہوجائے گی۔ [1]

مسئلہ نمبر ۹ ...... جب کسی شخص کو روزہ کا فدیہ دینا جائز ہو، تو اس کو جس طرح یہ جائز ہے کہ وہ ہر دن کے روزہ کا فدیہ ساتھ ساتھ دیتا رہے، اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ وہ رمضان شروع ہونے کے بعد اس مہینے کے آنے والے دنوں کے روزے کا فدیہ دے دے۔

---

[1] وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ لَوْ أَعْطَى نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ عَنْ يَوْمٍ وَاحِدٍ لِمَسَاكِينَ يَجُوزُ قَالَ الْحَسَنُ وَبِهِ نَأْخُذُ وَإِنْ أَعْطَى مِسْكِينًا صَاعًا عَنْ يَوْمَيْنِ فَعَنْ أَبِي يُوسُفَ رِوَايَتَانِ وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ لَا يُجْزِئُهُ كَالْإِطْعَامِ فِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ وَفِي الْفَتَاوَى الظَّهِيرِيَّةِ اسْتِشْهَادًا لِكَوْنِ الْبَدَلِ لَا بَدَلَ لَهُ وَذَكَرَ الصَّدْرُ الشَّهِيدُ إذَا كَانَ جَمِيعُ رَأْسِهِ مَجْرُوحًا فَرَبَطَ الْجَبِيرَةَ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَى الْجَبِيرَةِ؛ لِأَنَّ الْمَسْحَ بَدَلٌ عَنْ الْغُسْلِ وَالْبَدَلُ لَا بَدَلَ لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ عَلَيْهِ أَنْ يَمْسَحَ؛ لِأَنَّ الْمَسْحَ هُنَا أَصْلٌ مَنْصُوصٌ عَلَيْهِ لَا بَدَلٌ عَنْ غَيْرِهِ اهـ.(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج٢،ص ٣٠٩،باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

(وَلِلشَّيْخِ الْفَانِي الْعَاجِزِ عَنْ الصَّوْمِ الْفِطْرُ وَيَفْدِي) وُجُوبًا وَلَوْ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ وَبِلَا تَعَدُّدِ فَقِيرٍ كَالْفِطْرَةِ(الدر المختار)

(قَوْلُهُ وَبِلَا تَعَدُّدِ فَقِيرٍ) أَيْ بِخِلَافِ نَحْوِ كَفَّارَةِ الْيَمِينِ لِلنَّصِّ فِيهَا عَلَى التَّعَدُّدِ، فَلَوْ أَعْطَى هُنَا مِسْكِينًا صَاعًا عَنْ يَوْمَيْنِ جَازَ لَكِنْ فِي الْبَحْرِ عَنْ الْقُنْيَةِ أَنَّ عَنْ أَبِي يُوسُفَ فِيهِ رِوَايَتَيْنِ وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ لَا يُجْزِيهِ كَمَا فِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ، وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ لَوْ أَعْطَى نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ عَنْ يَوْمٍ وَاحِدٍ لِمَسَاكِينَ يَجُوزُ قَالَ الْحَسَنُ وَبِهِ نَأْخُذُ اهـ وَمِثْلُهُ فِي الْقُهُسْتَانِيِّ(رد المحتار على الدر المختار، ج٢،ص٤٢٧)

(وَجَازَ دَفْعُ كُلِّ شَخْصٍ فِطْرَتَهُ إلَى) مِسْكِينٍ أَوْ (مَسَاكِينَ عَلَى) مَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُ وَبِهِ جَزَمَ فِي الْوَلْوَالِجِيَّةِ وَالْخَانِيَّةِ وَالْبَدَائِعِ وَالْمُحِيطِ وَتَبِعَهُمْ الزَّيْلَعِيُّ فِي الظِّهَارِ مِنْ غَيْرِ ذِكْرِ خِلَافٍ وَصَحَّحَهُ فِي الْبُرْهَانِ فَكَانَ هُوَ (الْمَذْهَبَ) كَتَفْرِيقِ الزَّكَاةِ وَالْأَمْرُ فِي حَدِيثِ "أَغْنُوهُمْ" لِلنَّدْبِ فَيُفِيدُ الْأَوْلَوِيَّةَ،وَلِذَا قَالَ فِي الظَّهِيرِيَّةِ :لَا يُكْرَهُ التَّأْخِيرُ أَيْ تَحْرِيمًا (كَمَا جَازَ دَفْعُ صَدَقَةِ جَمَاعَةٍ إلَى مِسْكِينٍ وَاحِدٍ بِلَا خِلَافٍ(الدر المختار مع شرحه ردالمحتار، ج٢ص٣٦٧، باب صدقة الفطر)

(قَوْلُهُ :وَوَجَبَ دَفْعُ كُلِّ شَخْصٍ . . .إلَخْ) ظَاهِرُهُ أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ اللُّزُومُ لِمُقَابَلَتِهِ بِقَوْلِهِ حَتَّى لَوْ فَرَّقَ إلَى فَقِيرَيْنِ لَمْ يَجُزْ (قَوْلُهُ :لَكِنَّ الْأَوْلَى هُوَ الْأَوَّلُ) يَعْنِي عَلَى قَوْلِ الْكَرْخِيِّ وَالصَّحِيحُ قَوْلُ الْكَرْخِيِّ لِمَا قَالَ فِي الْبُرْهَانِ وَيَجُوزُ دَفْعُ صَدَقَةٍ وَاحِدَةٍ لِجَمْعٍ مِنْ الْفُقَرَاءِ لِوُجُودِ الدَّفْعِ إلَى الْمَصْرِفِ عَلَى الصَّحِيحِ .اهـ.وَقَالَ فِي الْبَحْرِ صَرَّحَ الْوَلْوَالِجِيُّ وَقَاضِي خَانْ وَصَاحِبُ الْمُحِيطِ وَالْبَدَائِعِ بِجَوَازِ تَفْرِيقِ الْفِطْرَةِ الْوَاحِدَةِ عَلَى مَسَاكِينَ مِنْ غَيْرِ ذِكْرِ خِلَافٍ فَكَانَ هُوَ الْمَذْهَبَ كَجَوَازِ تَفْرِيقِ الزَّكَاةِ، وَأَمَّا الْحَدِيثُ الْمَأْمُورُ فِيهِ بِالْإِغْنَاءِ فَيُفِيدُ الْأَوْلَوِيَّةَ وَقَدْ نَقَلَ فِي التَّبْيِينِ الْجَوَازَ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ فِي بَابِ الظِّهَارِ اهـ.(قَوْلُهُ :وَيَجُوزُ دَفْعُ مَا يَجِبُ عَلَى جَمَاعَةٍ إلَى فَقِيرٍ وَاحِدٍ . . .إلَخْ)أَقُولُ هَذَا عَلَى الصَّحِيحِ،لِأَنَّ الْفَقِيرَ بِالنِّسْبَةِ إلَى كُلِّ دَافِعٍ مَصْرِفٌ كَمَا فِي الْبُرْهَانِ وَاَللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ(حاشية الشرنبلالی علی درر الحکام شرح غرر الاحکام، ج ١ ص ١٩٦، کتاب الصوم)

اور اگر کوئی رمضان کے آخر میں سب روزوں کا ایک وقت میں فدیہ دینا چاہے، تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

اور اگر کسی نے رمضان میں ادا نہیں کیا، تو بعد میں ادا کرنا ضروری ہوگا۔ ۱

مسئلہ نمبر۱۰...... فدیہ ادا کرنے کے بعد اگر کبھی روزہ رکھنے کی طاقت ہوگئی تو وہ فدیہ اب معتبر نہیں رہے گا بلکہ روزہ رکھنا ہی ضروری ہوگا اور اس فدیہ کا ثواب الگ سے نفلی درجہ میں مل جائے گا۔ ۲

مسئلہ نمبر۱۱...... اگر کسی کو تنگ دستی کی وجہ سے فدیہ دینے کی بھی قدرت نہ ہو تو اس کا انتظار کرے اور مناسب یہ ہے کہ اس وقت تک استغفار کرے۔ ۳

---

۱ وَفِي فَتَاوَى أَبِي حَفْصٍ الْكَبِيرِ إنْ شَاءَ أَعْطَى الْفِدْيَةَ فِي أَوَّلِ رَمَضَانَ بِمَرَّةٍ وَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهَا فِي آخِرِهِ بِمَرَّةٍ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲،ص ۳۰۹،باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

قوله" :وتلزمهما الفدية "ثم إن شاء أعطى فى أول رمضان وإن شاء أعطى فى آخره ولا يشترط فى المدفوع إليه العدد(حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح،ص ۶۸۸،كتاب الصوم)

(قَوْلُهُ وَلَوْ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ) أَيْ يُخَيَّرُ بَيْنَ دَفْعِهَا فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ كَمَا فِي الْبَحْرِ (رد المحتار على الدر المختار، ج۲،ص۴۲۷،باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

ثم إن شاء أعطى الفدية فى أول رمضان بمرة، وإن شاء أخرها إلى آخره كذا فى النهر الفائق(الفتاوى الهندية، ج ۱ ص۲۰۷، كتاب الصوم ،الباب الخامس فى الأعذار التى تبيح الإفطار)

اور کیونکہ حنفیہ کے نزدیک روزہ کے فرض ہونے کا سبب شہرِ رمضان یا اس کا جزو ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ رمضان کا آغاز ہونے سے پہلے اس مہینے کے روزوں کا فدیہ جائز نہیں ہوگا۔

(قَوْلُهُ شُرِطَ الْخَلَفِيَّةُ)أَيْ فِي الصَّوْمِ أَيْ كَوْنُ الْفِدْيَةِ خَلَفًا عَنْهُ(ردالمحتار، ج۲ص۴۲۷،۴۲۸، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

فإنما ينتقل وجوب الصوم عليه إلى الفدية عند وجود سبب التعيين(فتح القدير، ج۲ص۳۵۷، باب مايوجب القضاء والكفارة)

۲ ولو قدر على الصيام بعد ما فدى بطل حكم الفداء الذى فداه حتى يجب عليه الصوم هكذا فى النهاية(الفتاوى الهندية، ج ۱ ص۲۰۷، كتاب الصوم ،الباب الخامس فى الأعذار التى تبيح الإفطار)

۳ وَإِلَّا فَيَسْتَغْفِرُ اللَّهَ هَذَا إذَا كَانَ الصَّوْمُ أَصْلًا بِنَفْسِهِ وَخُوطِبَ بِأَدَائِهِ(الدر المختار)

(قَوْلُهُ وَإِلَّا فَيَسْتَغْفِرُ اللَّهَ) هَذَا ذَكَرَهُ فِي الْفَتْحِ وَالْبَحْرِ عَقِيبَ مَسْأَلَةِ نَذْرِ الْأَبَدِ إذَا اشْتَغَلَ عَنْ الصَّوْمِ بِالْمَعِيشَةِ فَالظَّاهِرُ أَنَّهُ رَاجِعٌ إلَيْهَا دُونَ مَا قَبْلَهَا مِنْ مَسْأَلَةِ الشَّيْخِ الْفَانِي لِأَنَّهُ لَا تَقْصِيرَ مِنْهُ بِوَجْهٍ بِخِلَافِ النَّاذِرِ لِأَنَّهُ بِاشْتِغَالِهِ بِالْمَعِيشَةِ عَنْ الصَّوْمِ رُبَّمَا حَصَلَ مِنْهُ نَوْعُ تَقْصِيرٍ وَإِنْ كَانَ اشْتِغَالُهُ بِهَا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۱۲...... اگر کسی شخص کے ذمہ رمضان کے کچھ روزے باقی تھے، اور اس نے ان کی قضا نہیں کی، یہاں تک کہ وہ اتنا بوڑھا ہوگیا، یا ایسا بیمار ہوگیا کہ اب اس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی، اور آئندہ بھی روزہ رکھنے کی بظاہر قدرت حاصل ہونے کا امکان نہیں، تو اس کو روزہ کا فدیہ دینا جائز بلکہ واجب ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر۱۳...... روزہ کا فدیہ صرف انہی غریبوں کو دینا جائز ہے جنہیں زکاۃ وصدقۂ فطر دینا جائز ہو، اور جن لوگوں کو زکاۃ وصدقۂ فطر دینا جائز نہیں، انہیں روزہ کا فدیہ دینا بھی جائز نہیں، چنانچہ مالدار، سید اور بنو ہاشم (یعنی جو لوگ حضرت علی، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت حارث بن عبدالمطلب کی اولاد ہوں) کو یہ فدیہ دینا جائز نہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَاجِبًا لِمَا فِيهِ مِنْ تَرْجِيحِ حَظِّ نَفْسِهِ فَلْيُتَأَمَّلْ (قَوْلُهُ هَذَا) أَيْ وُجُوبُ الْفِدْيَةِ عَلَى الشَّيْخِ الْفَانِي وَنَحْوِهِ (قَوْلُهُ أَصْلًا بِنَفْسِهِ) كَرَمَضَانَ وَقَضَائِهِ وَالنَّذْرِ كَمَا مَرَّ فِيمَنْ نَذَرَ صَوْمَ الْأَبَدِ، وَكَذَا لَوْ نَذَرَ صَوْمًا مُعَيَّنًا فَلَمْ يَصُمْ حَتَّى صَارَ فَانِيًا جَازَتْ لَهُ الْفِدْيَةُ بَحْرٌ (رد المحتار على الدر المختار، ج۲، ص۴۲۷، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

[1] إذا وجب على الرجل القضاء بأن أفطر بعذر أو بغير عذر ولم يقض حتى عجز وصار شيخاً فانياً بحيث لا يرجى برؤه تجوز له الفدية وإنما تجوز له الفدية عن صوم هو أصل بنفسه وهو صوم رمضان عند وقوع اليأس عن القضاء (فتاوى قاضي خان، ج۱، ص۱۵۲، كتاب الصوم)

(وَلِلشَّيْخِ الْفَانِي الْعَاجِزِ عَنْ الصَّوْمِ الْفِطْرُ وَيَفْدِي) وُجُوبًا وَلَوْ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ وَبِلَا تَعَدُّدِ فَقِيرٍ كَالْفِطْرَةِ لَوْ مُوسِرًا وَإِلَّا فَيَسْتَغْفِرُ اللَّهَ هَذَا إذَا كَانَ الصَّوْمُ أَصْلًا بِنَفْسِهِ وَخُوطِبَ بِأَدَائِهِ (الدر المختار مع شرحه ردالمحتار، ج۲ص۴۲۷، باب مايفسد الصوم ومالايفسده)

فَلَوْ وَجَبَ عَلَيْهِ قَضَاءُ شَيْءٍ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقْضِهِ حَتَّى صَارَ شَيْخًا فَانِيًا لَا يُرْجَى بُرْؤُهُ جَازَتْ لَهُ الْفِدْيَةُ (فتح القدير، ج۲، ص۳۵۷، كِتَابُ الصَّوْمِ)

[2] وصدقة الفطر كالزكاة في المصارف (حاشية الطحطاوى على المراقى، ص۷۲۴، باب صدقة الفطر)

(و) لا إلى (بنى هاشم) إلا من أبطل النص قرابته وهم بنو لهب (الدر المختار مع شرحه ردالمحتار، ج۲ص۳۵۰، كتاب الزكاة، باب مصرف الزكاة والعشر)

غیر مسلم کو صدقۂ فطر دینا جائز نہیں، البتہ جو غیر مسلم مسلمانوں کے ملک میں رہتا سہتا ہو، اسے صدقۂ فطر دینے کے جائز وناجائز ہونے میں اختلاف ہے، احتیاط اس میں ہے کہ اسے بھی صدقۂ فطر نہ دیا جائے، اور اس کے بجائے کسی مسلمان

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ:۱۴..... زکاۃ کی طرح فدیہ بھی دل میں نیت کر کے مستحق کو دے دینا کافی ہے، زبان سے یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ فدیہ ہے۔ [۱]

مسئلہ نمبر۱۵..... اپنے اصول یعنی جن کے واسطے سے پیدا ہوا ہے مثلاً اپنے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا، پردادی، وغیرہ کو یہ فدیہ دینا جائز نہیں۔

والدین کی خدمت ویسے ہی اولاد کے ذمہ ہے۔

اسی طرح اپنے فروع یعنی جو اس کے واسطے سے پیدا ہوئے ہیں، مثلاً اولاد بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی وغیرہ کو بھی یہ فدیہ دینا جائز نہیں۔

اور اسی طرح شوہر اور بیوی کا ایک دوسرے کو یہ فدیہ دینا جائز نہیں، اس لیے ضرورت مند ہونے کی صورت میں کسی دوسرے طریقے پر ان کی مدد واعانت کرنی چاہیے۔

مذکورہ افراد کے علاوہ سب رشتہ داروں کو یہ فدیہ دینا جائز ہے، بشرطیکہ وہ زکاۃ کے مستحق ہوں بلکہ ان کو دینے میں دوگنا ثواب ہے، ایک ضرورت مند ہونے کے اعتبار سے مدد کرنے کا، دوسرا احسنِ سلوک کرنے کا۔

چنانچہ اپنے بھائی، بھابھی، بہن، بہنوئی، چچا، چچی، ماموں، ممانی، خالہ، پھوپھی، اور ان سب

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ مستحق کو دیا جائے۔

بعض علماء نے صدقۂ فطر غریب ذمی کافر کو دینے کی اجازت دی ہے مگر دیگر علماء نے ناجائز قرار دیا ہے، لہٰذا کافر کو نہ دینے میں ہی احتیاط ہے، لیکن دارالکفر میں رہنے والے کافر اور اسی طرح مرتد کو بالاتفاق صدقۂ فطر دینا جائز نہیں، آغا خانی اور قادیانی وغیرہ زنادقہ کا کفر اور ان کا حکم دوسرے کفار سے زیادہ سخت ہے، ان کو صدقۂ فطر دینا بالاتفاق جائز نہیں (امداد المفتین ص۴۶۴، احسن الفتاویٰ ج۴ ص۳۸۳، آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۳ ص۴۱۶ تا ۴۱۸)

وأما صرف ما وراء الزكاة والعشر إلى فقراء أهل الذمة فجائز عند أبي حنيفة ومحمد نحو صدقة الفطر والصدقة المنذورة والكفارات ولكن الصرف إلى المسلمين أولى وعن أبي يوسف ثلاث روايات والأصح أنه لا يجوز صرف صدقة ما إليهم إلا التطوع وأما الحربي فلا يجوز صرف صدقة ما إليه(تحفة الفقهاء، ج ۱ ص ۳۰۳، كتاب الزكاة، باب من يوضع فيه الصدقة)

[۱] ولا يشترط علم الفقير بأنها زكاة على الأصح لما في البحر عن القنية والمجتبى الأصح أن من أعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أو قرضا ونوى الزكاة فإنها تجزيه لأن العبرة لنية الدافع لا لعلم المدفوع إليه(مجمع الانهر، ج ۱ ص ۱۹۶، كتاب الزكاة، شروط صحة اداء الزكاة)

کی اولادیں، دودھ کے رشتے کے والدین اوردودھ کے رشتے والی اولاد،سوتیلے والدین، سوتیلی اولاد، بہو، داماداورسسر وغیرہ کوفدیہ دینا جائز ہے، بشرطیکہ یہ مستحق اورغریب ہوں۔ [1]

مسئلہ نمبر۱۶...... اگرکسی شخص کے ذمہ رمضان کے روزے باقی تھے، اوروہ ان کوادانہیں کرسکا، توفوت ہونے سے پہلے اس کوروزوں کے فدیہ کی وصیت کرناواجب ہے۔

لیکن اگرکسی نے وصیت نہیں کی، اوروہ فوت ہوگیا، تواس کے وارثوں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ بخوشی اس کے روزوں کافدیہ اداکردیں۔ [2]

مسئلہ نمبر۱۷...... اگرکسی شخص نے گزشتہ کئی سالوں کافدیہ ادانہیں کیاتوبھی ادائیگی ضروری ہے اورجس وقت فدیہ اداکرے گااس وقت صدقۂ فطرکے برابرغلہ کی مقداریاادائیگی کے وقت غلہ کی قیمت کااعتبارکیاجائے گا۔ [3]

---

[1] والشـرط الآخـر أن لا يكون منافع الأملاک متصلة بين صاحب المال وبين المدفوع إليه لأن الواجب هو التمليک من الغير من كل وجه فإذا كانت المنافع بينهما متصلة عادة فيكون صرفا إلى نفسـه مـن وجه فلا يجوز. بيان ذلک أنه لو دفع الزكاة إلى الوالدين وإن علوا أو إلى المولودين وإن سفلوا لا يجوز لاتصال منافع الأملاک بينهم ولهذا لا تقبل شهادة بعضهم لبعض ،ولو دفع إلى سائر الأقـارب سـواهـم من الإخوة والأخوات وغيرهـم جاز لانقطاع المنافع بينهم من حيث الغالب ولهذا تـقبل شهادة بعضهم لبعض،ولو دفع إلى الزوج أو الزوجة لا يجوز عند أبي حنيفة لما قلنا من اتصال الـمـنـافـع بيـنهم من حيث الغالب وعلى قول أبي يوسف ومحمد يجوز للزوجة أن تدفع إلى زوجها الـفـقيـر ولا يـجـوز لـلـزوج أن يدفع إلى زوجته الفقيرة(تحفة الفقهاء، ج ا ص ۳۰۳، ۳۰۴،باب من يوضع فيه الصدقة)

[2] ولـو فـات صـوم رمـضان بعذر المرض أو السفر واستدام المرض والسفر حتى مات لا قضاء عليه لكنه إن أوصى بأن يطعم عنه صحت وصيته، وإن لم تجب عليه ويطعم عنه من ثلث ماله فإن برء المريض أو قدم المسافر، وأدرک من الوقت بقدر ما فاته فيلزمه قضاء جميع ما أدرک فإن لم يصم حتـى أدركـه الموت فعليه أن يوصى بالفدية كذا في البدائع ويطعم عنه وليه لكل يوم مسكينا نصف صاع من بر أو صاعا من تمر أو صاعا من شعير كذا في الهداية .فإن لم يوص وتبرع عنه الورثة جاز، ولا يـلـزمهم من غير إيصاء كذا في فتاوى قاضي خان .ولا يـصوم عنه الولي كذا في التبيين(الفتاوى الهندية، ج ا ص۲۰۷، كتاب الصوم ،الباب الخامس في الأعذار التي تبيح الإفطار)

[3] ومـا لـم ينص عليه كذرة وخبز تعتبر فيه القيمة (حاشية الطحطاوي على المراقي، ص۷۲۴، باب صدقة الفطر)

سحری کے فضائل واحکام

اللہ جل شانہٗ کا بہت بڑا انعام واحسان ہے کہ روزہ شروع کرنے سے پہلے کھانے (یعنی سحری) کو امت کے لئے ثواب کی چیز بنادیا۔

روزہ کے لئے سحری کھانا سنت ہے، اگر کوئی سحری کے بغیر روزہ رکھ لے یا کسی وجہ سے رات کو سونے سے پہلے ہی سحری کھالے تو بھی روزہ رکھنا درست ہے، مگر افضل اور بہتر یہ ہے کہ سحری طلوعِ فجر یعنی صبح صادق ہونے سے کچھ پہلے کھائی جائے۔

بہت سی احادیث میں سحری کھانے کی فضیلت اور اجر کا ذکر ہے۔

اور فقہائے کرام کا سحری کے سنت ومستحب ہونے پر اتفاق ہے۔ [1]

بہت سے لوگ سُستی کی وجہ سے اس فضیلت سے محروم رہ جاتے ہیں اور بعض لوگ تراویح پڑھ کر کھانا کھا کر سوجاتے ہیں اور وہ سحری کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔

لُغت میں سحری اس کھانے کو کہتے ہیں جو طلوعِ فجر یعنی صبح صادق سے پہلے اور رات کے آخری حصہ میں کھایا جائے۔ [2]

---

[1] وَقد نقل ابن الْمُنْذر الْإِجْمَاع على ندبية السّحُور (فتح البارى لابنِ حجر، ج۴ص ۱۳۹، قوله باب بركة السحور)

فاتفق اصحابناوغيرهم من العلماء علىٰ ان السحور سنة ،وان تاخيره افضل وعلىٰ ان تعجيل الفطر سنة بعد تحقق غروب الشمس، ودليل ذالک كله الاحاديث الصحيحة ،ولان فيهما اعانة على الصوم،ولان فيهما مخالفة للكفار (المجموع شرح المهذب ج٦ ص ٣٦٠، كتاب الصيام، السحورفى الصوم؛ الناشر: دار الفكر)

[2] السَّحَرُ، ويحرَّكُ ويضمُّ الرِّئَةُ ج سُحُورٌ وأسحارٌ، وأَثَرُ دَبَرَةِ البعيرِ.وانْتَفَخَ سَحْرُهُ ومَساحِرُهُ عَدَا طَوْرَهُ، وجاوزَ قَدْرَهُ .وانقَطَعَ منه سَحْرِى يَئِسْتُ منه .والمُقَطَّعَةُ السَّحُورِ والأَسْحارِ، وقد تكسرُ الطاء ُالْأَرْنَبُ .والسَّحُور، كصَبورٍ ما يُتَسَحَّرُ به .والسَّحَرُ قُبَيْلَ الصُّبحِ، كالسَّحَرِىِّ والسَّحَرِيَّةِ (القاموس المحيط ، ج ا ، ص ۴۰۵، باب الراء، فصل السين، الناشر :مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت -لبنان)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ (مسلم) [1]

ترجمہ: ہمارے روزوں اور اہلِ کتاب کے روزوں کے درمیان امتیاز کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے (مسلم)

اہلِ کتاب کو رات میں سو جانے کے بعد کھانے پینے کی اجازت نہ تھی اور اسلام کے ابتدائی دور میں بھی یہی حکم تھا بعد میں اِس امت کی آسانی اور اہلِ کتاب کی مخالفت کی غرض سے سورہ بقرہ کی آیت کے ذریعہ یہ حکم ختم کر دیا گیا اور صبح صادق سے پہلے پہلے پوری رات کھانے پینے کی اجازت دے دی گئی، خواہ کوئی سو کر اٹھ کر کھائے، یا جاگ رہا ہو، پھر کھائے، ہر طرح جائز قرار دے دیا گیا۔ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وقت السحر وهو قبيل الصبح قال الزمخشري هو السدس الأخير من الليل (مرقاة، كتاب الدعوات، باب الدعوات المتفرقة فى الاوقات، الفصل الاول)

وقت السحر وهو كما قال فى القاموس قبيل الصبح (ارشاد السارى، ج٢، ص ١١، كتاب الاذان، باب الأذان بعد الفجر)

[1] رقم الحديث ١٠٩٦ "٤٦"باب فضل السحور وتأكيد استحبابه، واستحباب تأخيره وتعجيل الفطر.

[2] وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ (سورة البقرة، رقم الآية١٨٧)

(وعن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-فصل ما بين صيامنا وصيام أهل الكتاب ") ما زائدة أضيف إليها الفصل بمعنى الفرق، قال التوربشتي :هو بالصاد المهملة والمعجمة تصحيف "أكلة السحر "بفتح الهمزة المرة، قاله ميرك، وقال زين العرب :الأكلة بالضم اللقمة، وهو كذا في نسخة، وقال التوربشتي :والمعنى أن السحور هو الفارق بين صيامنا وصيام أهل الكتاب، لأن الله -تعالى -أباحه لنا إلى الصبح بعد ما كان حراما علينا أيضا في بدء الإسلام، وحرمه عليهم بعد أن يناموا أو مطلقا، ومخالفتنا إياهم تقع موقع الشكر لتلك النعمة، فقول ابن الهمام :إنه من سنن المرسلين غير صحيح (مرقاة المفاتيح، ج٤ص ١٣٨١، باب في مسائل متفرقة من كتاب الصوم، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو! کیونکہ سحری میں برکت ہے (بخاری؛مسلم)

برکت کے مفہوم میں ظاہری اور باطنی دنیوی اوراخروی کئی طرح کی خیراورفائدے کی چیزیں داخل ہیں۔ [2]

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْبَرَكَةُ فِيْ ثَلَاثَةٍ: فِي الْجَمَاعَةِ، وَالثَّرِيْدِ، وَالسُّحُوْرِ (المعجم الكبير للطبراني) [3]

---

[1] رقم الحديث ۱۹۲۳، كتابا الصوم، باب بركة السحور من غير إيجاب؛ مسلم،رقم الحديث ۱۰۹۵ "۴۵"باب فضل السحور وتأكيد استحبابه، واستحباب تأخيره وتعجيل الفطر)

[2] (تسحروا) وهو تفعل من السحر وهو الأكل قبيل الصبح والأمر للندب إجماعا قال في شرح الترمذي :أجمعوا على أن السحور مندوب لا واجب (فإن في السحور بركة) قال العراقي :روى بفتح السين وضمها فبالضم الفعل وبالفتح ما يتسحر به والمراد بالبركة الأجر فيناسب الضم أو التقوى على الصوم فيناسب الفتح وللبركة في السحور جهات كالتقوى والنشاط والانبساط ذكره بعضهم وقال الزين العراقي :البركة فيه محتملة لمعان منها أنه يبارك في القليل منه بحيث يحصل به الإعانة على الصوم ويدل له قوله في حديث ولو بلقمة وقوله في الحديث الآتي ولو بالماء ويكون بالخاصية كما بورك في الثريد والطعام الحار إذا برد ومنه أنه يراد نفي التبعة فيه بدليل حديث الديلمي ثلاثة لا يحاسب العبد عليها أكل السحور وما أفطر عليه وما أكل مع الإخوان ومنها أنه يراد بالبركة القوة على الصيام وغيره من أعمال النهار(فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۳۲۹۱، ج۳، ص۲۴۳، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى -مصر)

[3] رقم الحديث ۶۱۲۷، دار النشر :مكتبة ابن تيمية -القاهرة، واللفظ لهٗ؛ شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ۷۱۱۴، فصل في فضل الجماعة والألفة وكراهية الاختلاف والفرقة وما جاء في إكرام السلطان وتوقيره؛ اخبارِ اصبهان، ج۱، ص۸۲.

قال المنذري: رواه الطبراني في الكبير ورواته ثقات وفيهم أبو عبد الله البصري لا يدري من هو (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۱۶۱۲، كتاب الصوم، الترغيب في السحور سيما بالتمر)

وقال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ ، وَفِيهِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْبَصْرِيُّ قَالَ الذَّهَبِيُّ :لَا يُعْرَفُ ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ .قُلْتُ :وَيَأْتِي حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الْأَطْعِمَةِ فِي الثَّرِيدِ ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۸۵۰، ج۳ص۱۵۱، كتاب الصيام، بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّحُورِ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برکت تین چیزوں میں ہے:
ایک جماعت میں (یعنی باجماعت نماز اور ہر وہ کام جو اہلِ حق مسلمانوں کی جماعت مل کر کرے) دوسرے ثرید میں (جو عرب کا ایک قسم کا کھانا ہے)
تیسرے سحری میں (طبرانی)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِغَدَاءِ السَّحَرِ، فَإِنَّهُ هُوَ الْغَدَاءُ الْمُبَارَكُ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سحری کے کھانے کا اہتمام کیا کرو کیونکہ وہ صبح کا مبارک کھانا ہے (مسند احمد)

سحری کو صبح کا مبارک کھانا اس لئے کہا گیا کہ یہ صبح کے کھانے یعنی ناشتے کے قائم مقام ہے۔ [2]

حضرت عرباض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّحُوْرِ فِيْ رَمَضَانَ، فَقَالَ: هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ (ابوداؤد) [3]

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کھانے کے لئے بلایا اور فرمایا کہ آیئے صبح کا مبارک کھانا کھایئے (ابوداؤد؛ مسند احمد)

---

[1] رقم الحديث ١٧١٩٢، واللفظ لهٗ؛ سنن النسائی، رقم الحديث ٢١٦٤، تَسْمِيَةُ السَّحُورِ غَدَاءً؛ شرح مشكل الآثار، رقم الحديث ٥٥٠٤، بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَسْمِيَةِ السُّحُورِ غَدَاءً.
فی حاشية مسند احمد: حديث حسن بشواهده.

[2] والغداء مأكول الصباح وأطلق عليه لأنه يقوم مقامه وصحفه بعضهم وضبطه بالمعجمة وكسر أوله (مرقاة المفاتيح، ج٤ص١٣٨٨، كتاب الصوم، باب باب فی مسائل متفرقة)

[3] رقم الحديث ٢٣٤٤، كتاب الصوم، بَابُ مَنْ سَمَّى السَّحُورَ الْغَدَاءَ، واللفظ لهٗ؛ مسند احمد، رقم الحديث ١٧١٤٣؛ المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٦٢٨؛ ابنِ خزيمه، رقم الحديث ١٩٣٨.
فی حاشية مسند احمد: حديث حسن بشواهده.

سحری کے کھانے کو مبارک کھانے کا نام دینا سحری کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ، فَقَالَ: إِنَّ السَّحُوْرَ بَرَكَةٌ أَعْطَاكُمُوْهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَدَعُوْهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۱۴۲) [1]

ترجمہ: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ سحری تناول فرما رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ بے شک سحری برکت کی چیز ہے؛ اللہ عزوجل نے یہ خاص چیز تم کو عطا فرمائی ہے (تم سے پہلوں کو یہ عطا نہیں کی گئی) لہٰذا اس کو نہ چھوڑو (مسند احمد)

سحری میں برکت کا ایک ظاہری اور عمومی پہلو تو یہ ہے کہ اس کی وجہ سے روزہ دار کو قوت حاصل ہوتی ہے اور سحری کھا کر روزہ رکھنا زیادہ آسانی کا باعث ہوتا ہے اور زیادہ مشکل نہیں ہوتا۔

اور دوسرا ایمانی اور دینی پہلو یہ ہے کہ اگر سحری کھانے کا رواج نہ رہے، تو اس کا خطرہ ہے کہ عوام اسی کو شریعت کا حکم یا کم از کم اولیٰ و افضل سمجھنے لگیں اور اس طرح شریعت کی مقرر کردہ حدود میں فرق پڑ جائے۔

پہلی امتوں میں اسی طرح دین میں تحریفات ہوئی ہیں تو سحری کی ایک برکت اور اس کا ایک بڑا دینی فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ اس قسم کی تحریفات سے حفاظت کا ذریعہ ہے ان جیسی وجوہات کی بنا پر سحری اللہ کو محبوب اور اس کی رضا و محبت کا باعث ہے۔ [2]

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير صحابيه.

[2] فِي السَّحُورِ بَرَكَةً هُوَ بِفَتْحِ السِّينِ وَبِضَمِّهَا لِأَنَّ الْمُرَادَ بِالْبَرَكَةِ الْأَجْرُ وَالثَّوَابُ فَيُنَاسِبُ الضَّمُّ لِأَنَّهُ مَصْدَرٌ بِمَعْنَى التَّسَحُّرِ أَوِ الْبَرَكَةُ لِكَوْنِهِ يُقَوِّى عَلَى الصَّوْمِ وَيُنَشِّطُ لَهُ وَيُخَفِّفُ الْمَشَقَّةَ فِيهِ فَيُنَاسِبُ الْفَتْحَ لِأَنَّهُ مَا يُتَسَحَّرُ بِهِ وَقِيلَ الْبَرَكَةُ مَا يُتَضَمَّنُ مِنَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِسْتَعِيْنُوْا بِطَعَامِ السَّحَرِ عَلٰى صِيَامِ النَّهَارِ، وَبِقَيْلُوْلَةِ النَّهَارِ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دن کے روزے پر سحری کے کھانے سے مدد حاصل کرو، اور رات کے قیام پر دن کے قیلولہ (یعنی دوپہر کے آرام) سے مدد حاصل کرو (حاکم؛ ابنِ ماجہ؛ ابنِ خزیمہ)

اس حدیث کی سند پر اگرچہ محدثین کو کچھ کلام ہے، لیکن اس کی تائید ایک اور روایت سے بھی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الِاسْتِيقَاظِ وَالدُّعَاءِ فِى السَّحَرِ وَالْأَوْلَى أَنَّ الْبَرَكَةَ فِى السُّحُورِ تَحْصُلُ بِجِهَاتٍ مُتَعَدِّدَةٍ وَهِىَ اتِّبَاعُ السُّنَّةِ وَمُخَالَفَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالتَّقَوِّى بِهِ عَلَى الْعِبَادَةِ وَالزِّيَادَةُ فِى النَّشَاطِ وَمُدَافَعَةُ سُوءِ الْخُلُقِ الَّذِى يُثِيرُهُ الْجُوعُ وَالتَّسَبُّبُ بِالصَّدَقَةِ عَلَى مَنْ يَسْأَلُ إِذْ ذَاكَ أَوْ يَجْتَمِعُ مَعَهُ عَلَى الْأَكْلِ وَالتَّسَبُّبُ لِلذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَقْتَ مَظِنَّةِ الْإِجَابَةِ وَتَدَارُكُ نِيَّةِ الصَّوْمِ لِمَنْ أَغْفَلَهَا قَبْلَ أَنْ يَنَامَ قَالَ ابنِ دَقِيقِ الْعِيدِ هَذِهِ الْبَرَكَةُ يَجُوزُ أَنْ تَعُودَ إِلَى الْأُمُورِ الْأُخْرَوِيَّةِ فَإِنَّ إِقَامَةَ السُّنَّةِ يُوجِبُ الْأَجْرَ وَزِيَادَتَهُ وَيُحْتَمَلُ أَنْ تَعُودَ إِلَى الْأُمُورِ الدُّنْيَوِيَّةِ كَقُوَّةِ الْبَدَنِ عَلَى الصَّوْمِ وَتَيْسِيرِهِ مِنْ غَيْرِ إِضْرَارٍ بِالصَّائِمِ قَالَ وَمِمَّا يُعَلَّلُ بِهِ اسْتِحْبَابُ السُّحُورِ الْمُخَالَفَةُ لِأَهْلِ الْكِتَابِ لِأَنَّهُ مُمْتَنِعٌ عِنْدَهُمْ وَهَذَا أَحَدُ الْوُجُوهِ الْمُقْتَضِيَةِ لِلزِّيَادَةِ فِى الْأُجُورِ الْأُخْرَوِيَّةِ وَقَالَ أَيْضًا وَقَعَ لِلْمُتَصَوِّفَةِ فِى مَسْأَلَةِ السّحُور كَلَام من جِهَة اعْتِبَار حِكْمَة الصَّوْمِ وَهِىَ كَسْرُ شَهْوَةِ الْبَطْنِ وَالْفَرْجِ وَالسُّحُورُ قَدْ يُبَايِنُ ذَلِكَ قَالَ وَالصَّوَابُ أَنْ يُقَالَ مَا زَادَ فِى الْمِقْدَارِ حَتَّى تَنْعَدِمَ هَذِهِ الْحِكْمَة بِالْكُلِّيَّةِ فَلَيْسَ بمستحب كَالَّذِى يَصْنَعُهُ الْمُتْرَفُونَ مِنَ التَّأَنُّقِ فِى الْمَآكِلِ وَكَثْرَةِ الِاسْتِعْدَادِ لَهَا وَمَا عَدَا ذَلِكَ تَخْتَلِفُ مَرَاتِبُهُ تَكْمِيلٌ يَحْصُلُ السُّحُورُ بِأَقَلِّ مَا يَتَنَاوَلُهُ الْمَرْءُ مِنْ مَأْكُولٍ وَمَشْرُوبٍ (فتح البارى لابنِ حجر، ج۴ص ۱۴۰، قوله باب بركة السحور)

[1] رقم الحديث ۱۵۵۱، ج ۱ ص ۵۸۸، كتاب الصوم، واللفظ لهٗ؛ سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۱۶۹۳، باب ماجاء فى السحور؛ ابنِ خزيمة، رقم الحديث ۱۹۳۹.

قال الحاكم: زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، وَسَلَمَةُ بْنُ وَهْرَامٍ لَيْسَا بِالْمَتْرُوكَيْنِ اللَّذَيْنِ لَا يُحْتَجُّ بِهِمَا، لَكِنَّ الشَّيْخَيْنِ لَمْ يُخَرِّجَا عَنْهُمَا وَهَذَا مِنْ غُرَرِ الْحَدِيثِ فِى هَذَا الْبَابِ.

قال الأعظمى: إسناده ضعيف زمعة ضعيف (ابنِ خزيمة، حواله بالا)

وأورده الضياء فى المختارة والحاكم وصححه، لكن فيه زمعة ضعيف لخطأه وإن كان صدوقا (كشف الخفاء للعجلونى، تحت رقم الحديث ۳۳۰، ج ۱، ص ۱۱۹)

ہوتی ہے۔ ۱

چنانچہ حضرت طاووس رحمہ اللہ سے مرسلاً مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِسْتَعِيْنُوْا بِرُقَادِ النَّهَارِ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ، وَبِأَكْلَةِ السَّحَرِ عَلٰى صِيَامِ النَّهَارِ (مصنف عبد الرزاق) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دن کو آرام کر کے رات کے قیام پر اور سحری کھا کر دن کے روزہ پر مدد حاصل کرو (عبدالرزاق؛ بیہقی)

سحری کھانے سے روزے پر قوت کا حاصل ہونا تو بالکل ظاہر ہے کہ سحری کھائے بغیر روزہ رکھنا دشوار ہوتا ہے، اور سحری کھا کر اس کے مقابلہ میں آسان ہوجاتا ہے۔

اسی لئے ہماری زبان میں سحری کھائے بغیر روزہ رکھنے کو "آٹھ پہرہ" روزہ کہا جاتا ہے۔

اور دوپہر کو آرام کرنے سے رات کو تہجد اور عبادت میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ ۳

---

۱ وَرَوَى ابْنُ مَاجَهْ وَالْحَاكِمُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِلَفْظِ "اسْتَعِينُوا بِطَعَامِ السَّحَرِ عَلَى صِيَامِ النَّهَارِ وَبِقَيْلُولَةِ النَّهَارِ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ "وَشَاهِدُهُ فِي الْعِلَلِ لِابْنِ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَفِي أَبِي دَاوُد رِوَايَةُ ابْنِ دَاسَةَ وَفِي ابْنِ حِبَّانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ "نِعْمَ سَحُورُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ "وَفِي ابْنِ حِبَّانَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا "إنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِينَ "وَفِيهِ عَنْهُ "تَسَحَّرُوا وَلَوْ بِجَرْعَةٍ مِنْ مَاءٍ (التلخيص الحبير فى تخريج أحاديث الرافعى الكبير للعسقلانى، تحت رقم الحديث ۹۰۰، ج۲، ص۴۳۷، الناشر: دار الكتب العلمية)

۲ رقم الحديث ۷۶۰۳، كتاب الصيام، باب ما يقال فى السحور، واللفظ لهٗ؛ شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۴۴۱۲؛ الآداب للبيهقى، تحت رقم الحديث ٦٧٦.

قال البيهقى: هكذا روى مرسلا ، ورواه زمعة بن صالح ، عن سلمة بن وهرام ، عن عكرمة ، عن ابن عباس رفعه ، غير أنه قال : بقيلولة النهار . وروى فى القيلولة عن عمر بن الخطاب ، وأبى الدرداء (الآداب للبيهقى، تحت رقم الحديث ٦٧٦)

۳ (استعينوا) ندبا (بطعام السحر) بالتحريک أى المأكول وقت السحر وهو السحور (على صيام النهار) فإنه يعين عليه كما هو محسوس (وبالقيلولة) النوم وسط النهار عند الزوال وما قاربه من قبل أو بعد (على قيام الليل) يعنى الصلاة فيه وهو التهجد وما فى معناه من ذكر وقراء ة فإن النفس إذا أخذت حظها من نوم النهار استقبلت السهر بنشاط وقوة انبساط فأفاد ندب التسحر والنوم وسط النهار وبقصد التقوى على الطاعة (ه ک) وكذا البزاز (طب هب) كلهم من حديث زمعة بن صالح عن سلمة بن وهرام عن عكرمة (عن ابن عباس) قال الحاكم زمعة وسلمة ليسا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلسُّحُوْرُ اَکْلُہٗ بَرَکَۃٌ فَلَا تَدَعُوْہُ وَلَوْ اَنْ یَّجْرَعَ اَحَدُکُمْ جُرْعَۃً مِّنْ مَّآءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَآئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الْمُتَسَحِّرِیْنَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۱۰۸۶) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھانے میں برکت ہے اسے ہرگز نہ چھوڑو، اگر کچھ نہیں تو اس وقت تم میں سے کوئی پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لے، کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ عزوجل رحمت نازل فرماتے ہیں اور فرشتے ان کے لئے دعا کرتے ہیں (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: تَسَحَّرُوْا وَلَوْ بِجَرْعَۃٍ مِّنْ مَّاءٍ

(صحیح ابنِ حبان) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اگرچہ پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو (ابنِ حبان)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بمتروكين وأقره الذهبى فى التلخيص لكنه أورد زمعة فى الضعفاء والمتروكين وقال ضعفه أحمد وأبو حاتم والدارقطنى ونقل فى الكاشف عن أبى داود أنه ضعف سلمة هذا وقال ابن حجر فى مسنده زمعة بن صالح وفيه ضعف وقال السخاوى زمعة كان مع صدقه ضعيفا لخطئه ووهمه ولذا لم يخرج له مسلم إلا مقرونا بغيره وسلمة ضعيف مطلقا أو فى خصوص ما يرويه عن زمعة انتهى(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۹۸۶، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى -مصر)

[۱] فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

وقال المنذرى: واسناده قوى (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۱۶۲۳، ج ۲ ص ۹۰، الترغيب فى السحور سيما بالتمر)

[۲] رقم الحديث ۳۴۷۶. ج۸ص ۲۵۴، كتاب الصوم، باب السحور، ذكر الأمر بالاقتصار على شرب الماء لمن أراد السحور.

فى حاشية ابنِ حبان: إسناده حسن.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ سَحُوْرُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ (ابو داوٗد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی کھجور کی سحری کیا ہی اچھی ہے (ابوداؤد)

افراط وتفریط (یعنی حد سے آگے بڑھنا یا حد سے کمی کرنا) ہر چیز میں نقصان دہ ہے۔

سحری میں نہ اتنا کم کھائے کہ عبادات میں کمزوری محسوس ہونے لگے اور نہ اتنا زیادہ کھائے کہ دن بھر کھٹی ڈکاریں آتی رہیں۔

خود ان احادیث میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ اگر چہ چھوارے، کھجور یا ایک گھونٹ پانی ہی سے سحری کر لی جائے۔

یہ مطلب نہیں کہ اس سے زیادہ کھانا منع ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر گنجائش نہ ہو تو تھوڑا بہت ہی سہی۔

چھوارے، کھجور میں طاقت اور غذائیت بھی ہوتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ غذا بھی ہے اور پانی سے پیاس کی شدت میں کمی آتی ہے، اور جسم سے پانی کی کمی دور ہوتی ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُؤَخِّرَ سُحُوْرَنَا ، وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا ، وَأَنْ نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلَى شَمَائِلِنَا فِيْ صَلَاتِنَا (صحیح ابنِ حبان) [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۳۴۵، کتاب الصوم، باب من سمى السحور، واللفظ لهٗ؛ سنن البيهقى، رقم الحديث ۸۱۱۷، باب ما يستحب من السحور؛ صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۳۴۷۵، ذكر الاستحباب لمن أراد الصيام أن يجعل سحوره تمرا؛ مسند البزار، رقم الحديث ۸۵۵۰؛ حلية الاولياء عن جابر، ج۳، ص ۳۵۰.

فى حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين.

[2] رقم الحديث ۱۷۷۰، ج۵ ص۶۷، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاه، باب ذِكْرُ الْإِخْبَارِ عَمَّا يُسْتَحَبُّ لِلْمَرْءِ مِنْ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الْيَسَارِ فِى صَلَاتِهِ، واللفظ لهٗ؛ المعجم الاوسط، رقم الحديث ۱۸۸۴.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے، کہ ہم سحری میں تاخیر کریں (یعنی رات کے آخری حصے میں صبح صادق ہونے سے پہلے سحری کھائیں) اور افطار میں (غروب ہوتے ہی) جلدی کریں، اور ہم نماز میں اپنے دائیں ہاتھوں سے بائیں ہاتھوں کو تھامیں (ابنِ حبان)

اسی قسم کی روایت حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ [1]

سحری تاخیر سے کھانے کا اور احادیث میں بھی ذکر ہے۔ [2]

ظاہر ہے کہ سحری دیر سے یعنی رات کے آخری حصہ میں کھانے سے ہی اس کے تمام فوائد اور برکات حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا شرعاً سحری دیر سے کھانے کو پسند کیا گیا۔

لیکن دیر کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اتنی تاخیر کردی جائے کہ سحری کا وقت ختم ہونے کا ہی اندیشہ ہونے لگے بلکہ انتہائے سحر ہونے سے اتنی دیر پہلے سحری سے فراغت حاصل کرلینی چاہئے کہ اطمینان سے کلی وغیرہ کرلی جائے۔ [3]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ فی حاشیة ابنِ حبان: اسناده صحيح على شرط مسلم.
وقال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٤٨٨٠، باب تعجيل الإفطار وتأخير السحور)

[1] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ,قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أُمِرْنَا مَعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ أَنْ نُعَجِّلَ إِفْطَارَنَا وَنُؤَخِّرَ سُحُورَنَا وَنَضْرِبَ بِأَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِي الصَّلَاةِ (سنن الدارقطني، رقم الحديث ١٠٩٦، باب في أخذ الشمال باليمين في الصلاة)
عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ، قَالَ :مِنْ أَخْلَاقِ النَّبِيِّينَ التَّبْكِيرُ فِي الْإِفْطَارِ وَالْإِبْلَاغُ فِي السُّحُورِ وَوَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ (مصنف ابنِ ابي شيبة،رقم الحديث ٩٠٥٠، كتاب الصيام، في تعجيل الافطار وماذكر فيه)

[2] عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْإِفْطَارَ، وَأَخَّرُوا السُّحُورَ (مسند احمد، رقم الحديث ٢١٣١٢)
عَنْ أُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ وَدَاعٍ قَالَتْ :سَمِعْتُ النَّبِيَّ يَقُولُ :عَجِّلُوا الْإِفْطَارَ وَأَخِّرُوا السُّحُورَ(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٣٩٥)

[3] (بكروا بالإفطار) أى تقدموا به وقدموه فى الوقت وقت الفطر قال الديلمي :والتبكير التقدم فى أول الوقت وإن لم يكن أول النهار (وأخروا السحور) أى أوقعوه آخر الليل ما لم يؤد إلى شك فى طلوع الفجر فإنه أعظم للأجر(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٣١٥٧)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طلوعِ فجر سے کچھ پہلے سحری کھا کر فارغ ہوجاتے تھے۔ پس سحری کا افضل وقت طلوعِ فجر سے پہلے پہلے ہے۔ [1]

سحری اور تہجّد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ يَقُوْلُ: مَنْ يَّدْعُوْنِيْ، فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ

(بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے رب تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا پر نزولِ رحمت فرماتے ہیں، جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ

---

[1] ومما يستفاد منه :استحباب التسحر وتأخيره إلى قريب طلوع الفجر(عمدة القارى للعينى، ج۵ ص۷۳،كتاب الصلاة، باب وقت الفجر)

(كم كان بين الأذان والسحور) . قوله :(قال) ، أى :زيد بن ثابت .قوله :(قدر خمسين آية) أى: مقدار قراء ة خمسين آية، وقال بعضهم :(قدر خمسين آية) ، أى متوسطة لا طويلة ولا قصيرة ولا سريعة ولا بطيئة .قلت :هذا بطريق الحدس والتخمين، وهو أعم من تقييده بهذه القيود، وأيضا السرعة والبطء من صفات القارىء لا من صفات الآية، ويجوز فى قوله :(قدر) الرفع والنصب، أما الرفع فعلى أنه خبر مبتدأ محذوف تقديره :هو قدر خمسين آية، يعنى :الزمان الذى بين الأذان والسحور، وأما النصب فعلى أنه خبر :كان المقدر، تقديره :كان الزمان بينهما قدر خمسين آية. وقال المهلب :فيه تقدير الأوقات بأعمال البدن، وكانت العرب تقدر الأوقات بالأعمال، كقولهم : قدر حلب شاة، وقدر نحر جزور، فعدل زيد بن ثابت، رضى الله تعالى عنه، عن ذلك إلى التقدير بالقراء ة إشارة إلى أن ذلك الوقت كان وقت العبادة بالتلاوة.

وفيه :إشارة إلى أن أوقاتهم كانت مستغرقة بالعبادة .وفيه :تأخير السحور لكونه أبلغ فى المقصود، والنبى صلى الله عليه وسلم كان ينظر إلى ما هو أرفق بأمته (عمدة القارى للعينى، ج۱۰ ص۲۹۹، كتاب الصوم،باب بركة السحور من غير إيجاب)

[2] رقم الحديث۱۱۴۵ ،كتاب الجمعة، باب الدعاء فى الصلاة من آخر الليل،مسلم رقم الحديث ۷۵۸"۱۶۸" ج۱ ص۵۲۱.

جاتا ہے، فرماتے ہیں کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے، تو میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے، تو میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے، تو میں اس کی مغفرت کروں (بخاری، مسلم)

حضرت عمرو بن عبسہ سُلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ (ترمذی) [1]

ترجمہ: بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری حصہ میں ہوتا ہے، پس اگر آپ اس وقت میں اللہ کو یاد کرنے والوں میں سے ہونے کی قدرت رکھتے ہوں، تو اس وقت میں اللہ کو یاد کرنے (اور نماز پڑھنے) والوں میں سے ہوجائیں (ترمذی)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ إِلٰى رَبِّكُمْ، وَمُكَفِّرٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: تم رات کی نماز کا اہتمام کرو، کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ رہا ہے، اور یہ تمہارے لئے اپنے رب کی طرف قرب اور گناہوں کی معافی، اور گناہ سے روکنے کا ذریعہ ہے (حاکم، ترمذی)

---

[1] رقم الحدیث، ۳۵۷۹، ابواب الدعوات.
قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

[2] رقم الحدیث ۱۱۵۶، واللفظ لهٗ، ترمذی، رقم الحدیث ۳۵۴۹، ابواب الدعوات، المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث ۷۴۶۶، صحیح ابنِ خزیمة رقم الحدیث ۱۱۳۵، سنن البیهقی رقم الحدیث ۴۳۱۷)
قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "
وقال الترمذی: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ بِلَالٍ (حواله بالا)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات اور تہجد کی نماز اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص کا ذریعہ ہے، اور اس کے ذریعہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں، اور آدمی کی گناہوں سے حفاظت ہوتی ہے۔ [۱]

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ (ابوداؤد) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو بیدار ہو، اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے، پھر وہ دونوں دو رکعتیں پڑھیں، تو وہ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں اور کثرت سے ذکر کرنے والیوں میں لکھے جائیں گے (ابوداؤد)

رمضان میں رات کے آخری حصہ میں تہجد اور نوافل پڑھنا آسان ہو جاتا ہے، کیونکہ تہجد کے

---

[۱] (عليكم بقيام الليل) يعنى التهجد فيه (فإنه دأب الصالحين) أى عادتهم وشأنهم من دأب فى العمل إذا جد فحولوه إلى العادة والشأن (قبلكم) أى هى عادة قديمة واظب عليها الكمل السابقون واجتهدوا فى إحراز فضلها ومنه قوله تعالى (وسخر لكم الشمس والقمر دائبين) أى مواظبين على إصلاح العالم (وقربة إلى الله تعالى) وفى رواية وهو قربة لكم إلى ربكم نكر القربة إيذانا بأن لها شأنا وأتى بالجملة ولم يعطف قربة على دأب الصالحين لتدل باستقلالها على مزيد تقريب (ومنهاة) بفتح الميم وسكون النون (عن الإثم) أى حال من شأنها أن تنهى عن الإثم مفعلة من النهى والميم زائدة وقال القاضى :مفعلة بمعنى اسم فاعل ونظائره كثيرة مطهرة ومرضاة ومبجلة (وتكفير للسيئات) أى خصلة تكفر سيئاتكم (ومطردة للداء عن الجسد) أى حالة شأنها إبعاد الداء مفعلة من الطرد قال القاضى :معناه أن قيام الليل قربة تقربكم إلى ربكم وخصلة تكفر سيئاتكم وتنهاكم عن المحرمات (إن الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر) قال ابن الحاج :وفى قيام الليل من الفوائد أنه يحط الذنوب كما يحط الريح العاصف الورق الجاف من الشجرة وينور القبر ويحسن الوجه ويذهب الكسل وينشط البدن وترى الملائكة موضعه من السماء كما يتراء ى الكوكب الدرى لنا من السماء (فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۵۵۷۳)

[۲] رقم الحديث ۱۴۵۱ ،كتاب الصلاة،باب الحث على قيام الليل ، واللفظ لهٗ، ابنِ ماجة رقم الحديث ۱۳۳۵ ، صحيح ابنِ حبان رقم الحديث ۲۵۶۸)
اسنادهٗ صحيح (حاشية ابنِ حبان)

وقت سحری کھانے کے لئے تو اٹھتے ہی ہیں، اس میں صبح صادق یعنی انتہائے سحر سے پہلے (سحری کھانے سے پہلے یا بعد میں) جس قدر میسر ہو سکے، کم از کم دو یا اس سے زیادہ جتنی چاہیں، نفلیں پڑھ لیا کریں، اس سے رمضان میں تہجد کی فضیلت نصیب ہو سکتی ہے۔

پھر عادت ہو جائے تو بعد میں بھی جاری رکھ سکتے ہیں ورنہ کم از کم رمضان میں تو تہجد کا اہتمام کر ہی لیں۔

تہجد کا وقت صبح صادق یعنی انتہائے سحر سے پہلے پہلے ہے۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ رمضان میں طلوعِ فجر یا انتہائے سحر ہونے کے بعد بھی تہجد پڑھتے رہتے ہیں۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب تک فجر کی اذان نہ ہوئی ہو اس وقت تک تہجد کا وقت ہوتا ہے۔

حالانکہ بعض اوقات اذان صبح صادق ہونے کے بعد ہوتی ہے اور تہجد کا وقت اس سے پہلے صبح صادق ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔

ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

رمضان میں فجر کی جماعت جلدی ادا کرنا

رمضانُ المبارک میں طلوعِ فجر کے بعد دوسرے دنوں کے مقابلہ میں فجر کی نماز باجماعت اس لئے جلدی پڑھنا تاکہ زیادہ لوگ جماعت میں شریک ہو سکیں جائز بلکہ بہتر ہے۔

فقہ حنفی کی تحقیق کے مطابق اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ فجر کی نماز جلدی (اندھیرے میں) پڑھنے کے بجائے کچھ تاخیر سے (جب روشنی پھیل جائے) پڑھی جائے، جس میں زیادہ لوگوں کی شرکت آسان ہوتی ہے۔

اور تجربہ یہ ہے کہ رمضانُ المبارک میں اگر فجر کی نماز جلدی پڑھی جائے تو زیادہ لوگ شریک ہوتے ہیں اور عام دنوں کی طرح تاخیر سے پڑھی جائے تو بہت سے لوگ ویسے ہی سو جاتے

ہیں اور ان کی نماز قضا ہو جاتی ہے یا جلدی بغیر جماعت کے نماز پڑھ کر سو جاتے ہیں۔

اس لئے صبح صادق کے بعد لوگوں کا لحاظ کرتے ہوئے فجر کی نماز جلدی پڑھ لی جائے کہ سب کو جماعت سے نماز پڑھنے کی توفیق ہو جائے تو بہتر اور افضل ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّھُمْ تَسَحَّرُوْا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامُوْا اِلَی الصَّلَاۃِ قُلْتُ کَمْ بَیْنَھُمَا، قَالَ: قَدْرَ خَمْسِیْنَ اَوْ سِتِّیْنَ، یَعْنِیْ آیَۃً (بخاری) [۱]

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری تناول کی پھر فجر کی نماز ادا فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے کہا کہ سحری اور نماز کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ تو (حضرت زید بن ثابت نے فرمایا) کہ پچاس، ساٹھ آیات کے برابر (بخاری)

حضرت قُرَّہ بن حَیَّان بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

تَسَحَّرْنَا مَعَ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ السُّحُوْرِ، أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ، فَأَقَامَ الصَّلَاۃَ (شرح معانی الآثار) [۲]

ترجمہ: ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سحری کھائی، پھر سحری سے فارغ ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو حکم دیا، پھر نماز پڑھی (شرح معانی الآ ثار)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سحری تناول فرما کر صبح صادق ہونے کے بعد جلدی فجر کی نماز ادا فرمائی تھی۔ [۳]

---

[۱] رقم الحدیث ۵۷۵، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقت الفجر.

[۲] رقم الحدیث ۱۰۷۲، کتاب الصلاۃ، باب الوقت الذی یصلی فیہ الفجر أی وقت ہو ؟

[۳] مطابقتہ للترجمۃ من حیث إنہم قاموا إلی الصلاۃ بعد أن تسحروا بمقدار قراءۃ خمسین آیۃ أو نحوھا وذلک أول ما یطلع الفجر وھو أول وقت الصبح واستدل البخاری بھذا أن أول وقت الصبح ھو طلوع الفجر فحصل التطابق بین الحدیث والترجمۃ (عمدۃ القاری، ج۵، ص ۷۲، باب وقت الفجر)

پس رمضانُ المبارک میں طلوعِ فجر اور انتہائے سحر کے بعد جلد از جلد فجر کی نماز پڑھ لینا افضل ہے، مگر اتنا وقت ضرور دینا چاہیئے کہ سحری کھا کر بآسانی استنجا، وضو اور فجر کی دو سنتوں سے فراغت حاصل کرلیں۔

سحری سے متعلق کوتاہیاں

اب سحری سے متعلق چند کوتاہیاں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱)...... بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جس شخص کی آنکھ دیر سے کھلی کہ فجر کی اذان ہورہی تھی یا اس کے بھی کچھ دیر بعد آنکھ کھلی تو اس کے لئے جلدی جلدی سحری کھالینا جائز ہے۔

یہ غلط فہمی ہے، کیونکہ سحری کا وقت صبح صادق سے پہلے ہے، صبح صادق ہوجانے کے بعد سحری کھانا جائز نہیں، خواہ اذان ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو (معارف القرآن ج۱ص۴۵۵)

(۲)...... بعض لوگ آدھی رات سے سحری کھا کر بیٹھ جاتے ہیں۔

اتنی جلدی سحری کھانا شریعت کے منشاء اور سحری کے مقاصد کے خلاف ہے، اس سے بچنا چاہیئے، ہاں کوئی معذوری ومجبوری ہو تو علیٰحدہ بات ہے۔

(۳)...... بعض لوگ جو گھڑی گھنٹہ کے پابند ہوتے ہیں، وہ سحری کھانے میں اتنی تاخیر کرتے ہیں کہ بعض مرتبہ صبح صادق کے بعد کھانا کھانے کا شبہ ہونے لگتا ہے۔

یہ بے احتیاطی ہے، مطلوبِ شرعی یہ ہے کہ سحری صبح صادق سے بہت پہلے نہ کھائی جائے اور نہ ہی اتنی تاخیر کی جائے کہ صبح صادق ہونے کا گمان ہونے لگے بلکہ جب صبح صادق کا وقت قریب ہو اس وقت کھایا پیا جائے، اور صبح صادق سے پہلے اطمینان کے ساتھ فارغ ہوجائیں۔

(۴)...... بعض لوگ سحری تو مناسب وقت پر کھاتے ہیں مگر پھر خواہ مخواہ پان، نسوار، سگریٹ، چائے، قہوہ نوشی میں اتنی دیر لگا دیتے ہیں کہ طلوعِ فجر ہونے کے شبہ کی وجہ سے

روزہ خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔

(۵)...... بعض لوگ پان، نسوار وغیرہ منہ میں دبا کر سور ہتے ہیں، اور اسی حال میں صبح ہو جاتی ہے، یہ سنگین کوتاہی ہے۔

اس سے روزہ خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔

(۶)...... بعض لوگ سحری کھانے کے لئے تو اٹھتے ہیں، مگر فجر کی نماز پڑھے بغیر سحری کھا کر فوراً سو جاتے ہیں۔ اس طرح رمضان میں بھی ان کی فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔

یاد رکھئے! اس طرح سحری کی سنت ادا کر کے فجر کے فرضوں کو قضا کرنا جائز نہیں۔

(۷)...... بعض لوگ فجر کی نماز قضا تو نہیں کرتے لیکن نیند پوری کرنے کی غرض سے فجر کی جماعت چھوڑ دیتے ہیں اور جلدی سے گھر ہی میں فجر کی نماز پڑھ کر سور ہتے ہیں۔

یہ بھی درست نہیں، جب تک کوئی واقعی مجبوری نہ ہو، اس طرزِ عمل سے بچنا چاہئے۔

(۸)...... بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی پر صبح صادق سے پہلے غسل واجب ہو یا صبح صادق سے پہلے عورت کو حیض ونفاس آنا بند ہوا ہو تو یہ غسل سے پہلے سحری نہیں کھا سکتے۔

لہٰذا اگر کسی کی دیر سے آنکھ کھلی اور غسل کرنے اور سحری کھانے کا وقت نہیں تو پریشان ہوتے ہیں اور بعض تو روزہ ہی چھوڑ دیتے ہیں یا بغیر سحری کے روزہ رکھ کر تکلیف اٹھاتے ہیں۔

حالانکہ سحری اس حالت میں بھی کھانا جائز ہے، اگر وقت تھوڑا ہو تو سحری کھالیں اور اس کے بعد غسل کر کے نماز پڑھیں، اس سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی،، البتہ کھانے سے پہلے کلی یا وضو کرلیں، تو بہتر ہے۔

(۹)...... آج کل بہت سی جگہ اذان صبح صادق ہونے سے پہلے ہی دے دی جاتی ہے اور بعض جگہ صبح صادق ہونے کے کچھ دیر بعد دی جاتی ہے اور بعض جگہ جنتری میں وقت دیکھ کر ٹھیک صبح صادق ہونے پر فوراً دے دی جاتی ہے اور اس طرح کافی وقت تک مختلف مسجدوں میں اذانوں کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

دوسری طرف عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ پہلی اذان کی آواز کان میں پڑتے ہی سحری کھانا چھوڑ دینا چاہئے خواہ وہ اذان صبح صادق سے پہلے ہورہی ہو، یا اس کے بعد ہورہی ہو یا ٹھیک صبح صادق کے وقت پر ہورہی ہو، اور بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب تک اذانوں کا سلسلہ چلتا رہے اس وقت تک سحری کھانا جائز رہتا ہے خواہ اذان صبح صادق ہوچکنے کے کتنی ہی دیر بعد کیوں نہ ہورہی ہو۔

اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ جو اپنے محلّہ کی اذان کو سحری ختم کرنے کا معیار سمجھتے ہیں۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ سحری ختم کرنے کا معیار پہلی یا بعد کی یا اپنے محلّہ کی اذان نہیں ہے بلکہ صبح صادق کا ہونا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

”وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (سورة البقرة آیت ۱۸۷ پ ۲)

ترجمہ: اور کھاؤ پیو اس وقت تک کہ تم کو سفید دھاگہ فجر کا ظاہر ہوجائے سیاہ دھاگہ (یعنی رات) سے (سورہ بقرہ)

اس آیت میں سفید دھاگے سے بیاض النہار (یعنی دن کی سفیدی جو صبح صادق سے شروع ہوتی ہے) مراد ہے، اور سیاہ دھاگے سے سوادُ اللیل (یعنی رات کی تاریکی) مراد ہے اور یہ تفسیر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔ [1]

---

[1] چنانچہ احادیث میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ واقعہ آتا ہے کہ:

جب سورہ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی تو اُنہوں نے ایک سیاہ دھاگہ اور ایک سفید دھاگہ رکھ لیا، اور دونوں کو دیکھنا شروع کیا اور جب رات کی تاریکی میں دونوں میں کچھ فرق معلوم نہ ہوا؛ تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر واقعہ عرض کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إنما ذلک سواد الليل وبياض النهار (بخاری، رقم الحديث ۱۹۱۶، واللفظ لهٗ و رقم الحديث ۴۵۱۰؛ مسلم، رقم الحديث ۱۰۹۰ "۳۳"؛ ابوداوٗد، رقم الحديث ۲۳۴۹؛ نسائی، رقم الحديث ۲۱۶۹؛ مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۹۱۷۲)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس آیت میں رات کی تاریکی کو سیاہ خیط (یعنی دھاگے) اور صبح کی روشنی کو سفید خیط (یعنی دھاگے) کی مثال سے بتلا کر روزہ شروع ہونے اور کھانا پینا حرام ہوجانے کا صحیح وقت متعین فرمادیا۔

کھانے پینے اور روزہ کے درمیان حدِ فاصل صبح صادق کا ہونا ہے، صبح صادق ہوجانے کے بعد کھانے پینے میں مشغول رہنا روزے کو فاسد اور ضائع کرنے والا عمل ہے، اگرچہ ایک ہی منٹ کے لئے ہو۔

جس طرح سے کہ سورج غروب ہونے سے ایک لمحہ پہلے بھی افطار کرلینا اور کھا پی لینا روزہ کو فاسد کردیتا ہے، اور جو حکم روزہ کے آخری وقت کا ہے، وہی پہلے وقت کا بھی ہے، اور جس طرح آخری وقت سے ایک منٹ پہلے کھانا پینا روزہ کو ضائع کردیتا ہے، اسی طرح شروع حصہ میں صبح صادق کے بعد کا بھی یہی حکم ہے۔

سحری کھانے میں وسعت اور گنجائش صرف اسی وقت تک ہے جب تک صبح صادق نہ ہو۔

بہر حال قرآن مجید نے جو حد بندی فرمادی ہے وہ صبح صادق کا ہوجانا ہے اس کے بعد ایک منٹ کے لئے بھی کھانے پینے کی اجازت دینا نصِ قرآن کی خلاف ورزی ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ یعنی ''(قرآن مجید کی اس آیت میں جو سیاہ اور سفید دھاگہ بیان کیا گیا ہے) وہ تو رات کا اندھیرا اور دن کی روشنی ہے''

اور ترمذی اور مسند احمد وغیرہ میں یہ الفاظ ہیں کہ:

إنما ذلک بياض النهار من سواد الليل (ترمذی، رقم الحديث ۲۹۷۰،مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۳۷۰ و رقم الحديث ۱۹۳۷۵ ؛ سنن البيهقی، رقم الحديث ۷۹۹۹ ؛ المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۷۲ ؛ ابنِ خزيمه، رقم الحديث ۱۹۲۵)

یعنی ''(قرآن مجید کی اس آیت میں جو سیاہ اور سفید دھاگہ بیان کیا گیا ہے) وہ تو دن کی روشنی ہے رات کے اندھیرے کے مقابلے میں''

۱ وكلوا وأشربوا الليل كله حتى يتبين أی يظهر لكم الخيط الأبيض وهو أول ما يبدو من الفجر الصادق المعترض فی الأفق قبل إنتشاره وحمله على الفجر الكاذب المستطيل الممتد كذنب السرحان وهم من الخيط الأسود وهو ما يمتد مع بياض الفجر من ظلمة آخر الليل من الفجر بيان لأول الخيط ومنه يتبين الثانی وخصه بالبيان لأنه المقصود (روح المعانی، سوره بقره)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی سحری کھانے میں طلوعِ فجر ہونے سے پہلے کا لحاظ کیا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ولـم يقل حتى يتبين لكم الفجر دلالة على حرمة الاكل عند ظهور خيطه يعني اول جزء منه (التفسير المظهرى ،الجزء الاول ،ص ۲۰۴ ،سورة البقرة)

ولا شك أن حتـى لانتهـاء الـغاية فـدلـت الآية عـلى أن حل المباشرة والأكل والشرب ينتهى عند طلوع الصبح (غرائب القرآن ورغائب الفرقان تفسير النيسا بورى، ج ا ص ۵۱۵، سورة بقرة)

الخيط الأبيض هو أول ما يبدو من الفجر الصادق وهو المستطير :أى المنتشر المعترض فى الأفق كالخيط الممدود (العناية شرح الهداية، ج۲ ص ۳۲۶، كتاب الصوم، فصل فى رؤية الهلال)

الـفـجـر أول طـلـوع الصبح لانفجار ظلمة الليل عن نور الصباح حينئذ ولذلک سمى الفجر فجرا (روح المعانى، ج۸ص ۱۳۰، سوره اسراء)

الـخيـط الأبيـض مـن الـفـجر يتبين عند ابتداء طلوع أوائل الفجر، وقد جعل الله تعالى ذكره ذلک حـدًّا لـمـن لـزِمه الصوم فى الوقت الذى أباح إليه الأكل والشرب والمباشرة..........والنهار عندهم أوَّلـه طـلـوع الـفجر، وذلک هو ضوء الشمس وابتداء ُطلوعها دون أن يتتامَّ طلوعها، كما أن آخر النهار ابتداء ُغروبها دون أن يتتامَّ غروبها(تفسير الطبرى ،ج۳ص ۵۳۱،سورة البقرة آيت ۱۸۷)

فإن قيل :فـكيف يشبـه الـصبـح الـصادق بالخيط ، مع أن الصبح الصادق ليس بمستطيل والخيط مستطيل .وجوابه :أن القدر من البياض الذى يحرم هو أول الصبح الصادق ، وأول الصبح الصادق لا يكون منتشراً بل يكون صغيراً دقيقاً .بل الفرق بينه وبين الصبح الكاذب أن الصبح الكاذب يطلع دقيـقاً ، والصادق يبدو دقيقاً ، ويرتفع مستطيلاً فزال السؤال ، فأما ما حكى عن عدى بن حاتم فبعيد ، لأنـه يبـعـد أن يـخفى على مثله هذه الإستعارة مع قوله تعالى :(مِنَ الفجر) . المسألة الثانية :لا شک أن كلمة (حتى) لانتهـاء الـغـاية ، فـدلت هذه الآية على أن حل المباشرة والأكل والشرب ينتهى عند طلوع الصبح (تفسير الرازى ج۵ص ۲۷۳، سورة البقرة، آيت ۱۸۷)

وشبـه بـالـخيـط وذلک بـاول حـالـه لانه يبدو دقيقا ثم يرتفع مستطيرا فبطلوع اوله فى الافق يجب الامسـاک هـذا مـذهـب الـجـمهـور وبـه اخذ الناس ومضت عليه الاعصار والامصار وهو مقتضى حديث ابن مسعود وسمرة بن جندب (تفسير البحر المحيط ج۲ص ۲۱۶،سورة البقرة)

ذكـر الـشـمـنـى أن المعتبر أول طلوع الصبح عند جمهور العلماء (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۸۴، كتاب الصوم، باب فى مسائل متفرقة)

أجـمـع الـعـلـماء على أن وقت صلاة الصبح طلوع الفجر، وهو البياض المعترض فى الافق الشرقى (شرح ابنِ بطال، ج۲ ص ۲۰۰ ،كتاب مواقيت الصلاة وفضلها، باب وقت الفجر)

قـول الله -تعالى : -(حتـى يتبيـن لـكـم الـخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر) وقد ظهر تـحـريـم الأكـل بـطـلوع الفجر عند الخاص والعام وفى كل عصر ومصر(مواهب الجليل فى شرح مختصر الشيخ خليل، ج ا ص ۳۹۸، باب مواقيت الصلاة)

يثبت كونه من النهار بقوله تعالى (فكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جاتا تھا۔ لے

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سحری ختم کرنے یا انتہائے سحر کا اصل معیار اور دارومدار صبح صادق ہونے پر ہے نہ کہ اذان یا کسی دوسری چیز پر۔

اور اذان تو دراصل فجر کی نماز کے لئے دی جاتی ہے۔

رمضانُ المبارک کے سحر و افطار کے جو نقشے اور جنتریاں شائع ہوتی ہیں ان میں بھی روزمرہ کے اعتبار سے ایک، آدھ منٹ کے فرق کے ساتھ پورے مہینہ کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

اگر سحری کا معیار اذان ہوتی تو ان تمام جنتریوں میں خوامخواہ روزمرہ کی الگ الگ اتنی تفصیل لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟

پھر اگر اذان ہی کو معیار قرار دینا ہے تو اس اذان کا معیار کیا ہوگا کیونکہ اذانوں کا سلسلہ بھی دیر تک چلتا رہتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

من الفجر) وباجماع اهل الاعصار على تحريم الطعام والشراب بطلوع الفجر وثبت فى حديث جبريل عليه السلام ان النبى صلى الله عليه وسلم قال (ثم صلى الفجر حين برق الفجر وحرم الطعام على الصائم "وهو حديث صحيح كما سبق وثبتت الاحاديث الاربعة فى الفرع الذى قبل هذا وفى الصحيحين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال (ان بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم) والليل لا يصح الصوم فيه باجماع المسلمين(المجموع شرح المهذب، ج۳ صفحه ۴۵، ۴۶، باب مواقيت الصلاة)

لے عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّهُ قَالَ :سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ :كُنَّا نَنْصَرِفُ فِي رَمَضَانَ، فَنَسْتَعْجِلُ الْخَدَمَ بِالطَّعَامِ، مَخَافَةَ الْفَجْرِ(الموطأ للامام مالك، رقم الحديث ۳۸۲)

(وعن عبد الله بن أبى بكر) ، أى :ابن محمد بن عمرو بن حزم الأنصارى المدنى، أحد أعلام المدينة تابعى، قال أحمد :حديثه شفاء ، ذكره المؤلف .(قال :سمعت أبيا يقول :كنا ننصرف فى رمضان من القيام) ، أى :من قيام صلاة التراويح سمى بذلك ;لأنهم كانوا يطيلون القيام فيه، لا لما نقل عن الحليمى أنه لكونهم يفعلونها عقب القيام من النوم ;لأن أكثرهم كانوا يفعلونها قبل النوم .(فنستعجل الخدم) : بفتحتين، أى الخدام (بالطعام) ، أى :بتهيئته أو بإحضاره لنتسحر به، (مخافة) : علة الاستعجال (فوت السحور) : بالضم والفتح (وفى أخرى :مخافة الفجر) ، أى: اقترابه فيفوت السحور، فمآل الروايتين واحد فى المعنى، وإن اختلفتا فى المبنى (مرقاة المفاتيح، ج۳ص ۹۷۳، باب قيام شهر رمضان)

غرضیکہ یہ طرزِ عمل شریعت کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ عقل کے بھی خلاف ہے۔ ۱؎

۱؎ بعض لوگ ایک حدیث سے صبح صادق کے بعد کھاتے پیتے رہنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں، اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ:

إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ (ابوداؤد، رقم الحديث ۲۳۵۰، كتاب الصوم، باب في الرجل يسمع النداء والإناء على يده)

کہ ''جب تم میں سے کوئی نداء سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اس برتن کو اس وقت تک نہ رکھے جب تک کہ اس سے اپنی ضرورت پوری نہ کرلے''

اس کے یہ معنٰی مراد لینا جو ان لوگوں نے سمجھے ہیں درست نہیں ہیں، کیونکہ یہ معنٰی مراد لینا قرآن مجید کی صریح مخالفت ہے قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری کی انتہاء صبح ہونے پر بلکہ طلوعِ فجر کا خیط (دھاگہ) ظاہر ہونے پر ہوجاتی ہے۔ اور کسی مبہم حدیث سے قرآن مجید کی مخالفت جائز نہیں۔

وَذَهَبَ الْجُمْهُور إِلَى اِمْتِنَاع السُّحُور بِطُلُوعِ الْفَجْر، وَهُوَ قَوْل الْأَئِمَّة الْأَرْبَعَة، وَعَامَّة فُقَهَاء الْأَمْصَار (حاشية ابن القيم، تهذيب السنن على هامش عون المعبود، ج۶ ص ۳۴۱، كتاب الصوم، باب في الرجل يسمع النداء والإناء على يده)

اس حدیث میں نہ تو سحری کا ذکر ہے، نہ ہی فجر کی اذان کا ذکر ہے اور نہ ہی رمضان کا ذکر ہے اور نہ ہی صاف طور پر اذان کا لفظ موجود ہے بلکہ ''نداء'' کا لفظ ہے، اب اس وسیع مفہوم کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس حدیث کے جو صحیح مطالب بیان فرمائے گئے ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) اس حدیث کا روزے سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ جب کھانے پینے کی کوئی چیز ہاتھ میں ہو اور اس حال میں اذان ہوجائے تو وہ چیز کھا پی لے، اذان سننے یا اس کا جواب دینے کے لئے فوراً وہ کھانا پینا چھوڑنا ضروری نہیں، بلکہ اس کے کھانے پینے کی اجازت ہے۔

(۲) حدیث میں ''نداء'' کا لفظ ہے اذان کا نہیں جس سے اقامت (یعنی جماعت کھڑی ہونے کی تکبیر) بھی مراد ہوسکتی ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر کوئی پانی وغیرہ پی رہا ہو اور اس حال میں اقامت شروع ہوجائے تو پانی وغیرہ پی کر اطمینان سے جماعت میں شریک ہوسکتا ہے، فوراً وہ پانی وغیرہ چھوڑنا ضروری نہیں۔

(۳) یہ حدیث دراصل افطار سے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ مغرب کی اذان ہوجائے اور وہ افطار کر رہا ہو تو اس کا جواب دینے کے لئے افطار موقوف نہ کرے۔

(۴) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب روزہ دار کو معلوم ہو کہ اذان ہی صبح صادق سے پہلے ہورہی ہے (جیسا کہ آج کل بعض جگہ ہورہی ہوتی ہے) تو وہ سحری میں کھانا پینا جاری رکھ سکتا ہے، کیونکہ سحری کا تعلق صبح صادق سے ہے نہ کہ اذان سے (جیسا کہ تفصیل سے پیچھے گزر چکا ہے)

(۵) اس حدیث میں وہ اذان مراد ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں خاص غرض سے صبح صادق سے پہلے دی جاتی تھی۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا سحری کے ختم کرنے کی بنیاد انتہائے سحر کے وقت یا بالفاظِ دیگر صبح صادق کو بنانا چاہئے نہ کہ فجر کی اذان کو اور اس کا وقت عام طور پر جنتریوں میں لکھا ہوتا ہے، مستند کیلنڈر اور جنتریوں میں درج شدہ وقت کو اپنی گھڑیوں کے ساتھ ملا کر آسانی سے سحری ختم ہونے کا وقت معلوم کیا جاسکتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فلا يضعه "أى الإناء "حتى يقضى حاجته منه "أى بالأكل والشرب، وهذا إذا علم أو ظن عدم الطلوع، وقال ابن الملك :هذا إذا لم يعلم طلوع الصبح، أما إذا علم أنه قد طلع أو شك فيه فلا، وقال الخطابى :هذا مبنى على قوله -صلى الله عليه وسلم " -إن بلالا يؤذن بليل، فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم "، وفيه أنه لا يظهر حينئذ فائدة القيد، قال :أو يكون معناه أن يسمع النداء وهو شاك فى الصبح لتغيم الهواء مثلا فلا يقع له العلم بأذانه أن الفجر قد طلع لعلمه أن دلائل الفجر معدومة ولو ظهرت للمؤذن لظهرت له أيضا، فأما إذا علم طلوعه فلا حاجة إلى أذان الصارخ، فإنه مأمور بالإمساك إذا تبين له الخيط الأبيض من الخيط الأسود، وقال الطيبى :يشعر دليل الخطاب بأنه لم يفطر إذا لم يكن الإناء فى يده، وقد سبق أن تعجيل الإفطار مسنون، لكن هذا من مفهوم اللقب فلا يعمل به، وتعقبه ابن حجر بأن الصواب أنه ليس من مفهوم اللقب، والتقييد بالجملة الحالية له مفهوم اتفاقا اهـ يعنى عند الشافعية، وإلا فعند الحنفية لا اعتبار بالمفهوم إلا فى المسألة لا فى الأدلة.

وقال ابن حجر تبعا للطيبى :إيماء ويصح أن يراد من الحديث طلب تعجيل الفطر، أى إذا سمع أحدكم نداء المغرب وصادف ذلك أن الإناء فى يده لحالة أخرى فليبادر بالفطر منه ولا يؤخر إلى وضعه، وبهذا يندفع قول الشارح، ووجه اندفاعه أن قوله والإناء فى يده ليس للتقييد بل للمبالغة فى السرعة اهـ وهو فى غاية من البعد مع أن قوله لحاجة أخرى يرده صريح الحديث حتى يقضى حاجته منه، فالصواب أنه قيد احترازى فى وقت الصبح مشعر بأن إمكان سرعة أكله وشربه لتقارب وقته واستدراك حاجته واستشراف نفسه وقوة نهمته وتوجه شهوته بجميع همته مما يكاد يخاف عليه أنه لو منع منه لما امتنع فأجازه الشارع -رحمة عليه، وتدريجا له بالسلوك والسير إليه، ولعل هذا كان فى أول الأمر، ويشير عليه ما وقع من الخلاف فى الصبح المراد فى الصوم.

فقد ذكر الشمنى أن المعتبر أول طلوع الصبح عند جمهور العلماء (مرقاة المفاتيح ج۴ص ۱۳۸۴، كتاب الصوم، باب فى مسائل متفرقة)

(إذا سمع أحدكم النداء) أى الأذان للصبح وهو يريد الصوم (والإناء) مبتدأ (على يده) خبره (فلا يضعه) نهى أو نفى بمعناه (حتى يقضى حاجته) بأن يشرب منه كفايته ما لم يتحقق طلوع الفجر أو يظنه يقرب منه وما ذكر من أن المراد به أذان الصبح هو ما جزم به الرافعى فقال :أراد أذان بلال الأول بدليل إن بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم وقيل المراد أذان المغرب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خصوصاً جبکہ گھڑیاں اور گھنٹے بھی گھر گھر میں بلکہ ہر شخص کے ساتھ موجود ہیں، جن سے روزمرّہ کے کاموں میں مدد حاصل کی جاتی ہے اور جنتریاں اور سحر وافطار کے نقشے بھی آسانی سے حاصل ہوجاتے ہیں۔

مگر نہ جانے کیوں جانتے بوجھتے ہوئے لوگ نہ ان نقشوں کو دیکھتے ہیں اور نہ ہی گھڑیوں کی طرف توجہ کرتے ہیں، اس کی وجہ سوائے غفلت کے اور کیا ہوسکتی ہے؟ ل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فإذا سمعه الصائم والإناء في يده فلا يضعه بل يفطر فورا محافظة على تعجيل الفطر وعليه قال الطيبي :دليل الخطاب في أحدكم يشعر بأنه لا يفطر إذا لم يكن الإناء في يده ويأتي أن تعجيل الفطر مسنون مطلقا لكن هذا مفهوم لقب فلا يعمل به(فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوی، تحت رقم الحديث ٦٨٢)

(وَأَمَّا) حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ "إذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعُهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ "وَفِي رواية "وكان المؤذن يؤذن إذا بزغ الْفَجْرُ "فَرَوَى الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الرِّوَايَةَ الاولى وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَرَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ ثُمَّ قَالَ وَهَذَا إنْ صَحَّ مَحْمُولٌ عِنْدَ عَوَامِّ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمَ أَنَّهُ يُنَادَى قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِحَيْثُ يَقَعُ شُرْبُهُ قُبَيْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ قَالَ وَقَوْلُهُ إذَا بَزَغَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مِنْ كَلَامِ مَنْ دُونَ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ يَكُونَ خبرا عن الْأَذَانِ الثَّانِي وَيَكُونَ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ "خَبَرًا عَنْ النِّدَاءِ الْأَوَّلِ لِيَكُونَ مُوَافِقًا لِحَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عنهما قَالَ وَعَلَى هَذَا تَتَّفِقُ الْأَخْبَارُ وَبِاَللَّهِ التَّوْفِيقُ والله أعلم(المجموع شرح المهذب، ج٦ص ٣١٢، كتاب الصيام)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا :(إذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعُهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ)رَوَاهُ أَبُو دَاوُد ، فَإِنْ صَحَّ فَمَعْنَاهُ أَنَّهُ لَمْ يَتَحَقَّقْ طُلُوعُ الْفَجْرِ (الفروع لابن المفلح، كتاب الصيام، فصل تعجيل الافطار وتاخير السحور)

ل قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يمنعن احدا منكم اذان بلال او قال نداء بلال من سحوره فانه يؤذن او قال ينادى بليل ليرجع قائمكم و يوقظ نائمكم وقال ليس ان يقول هٰكذا و هٰكذا و صوّب يده ورفعها حتى يقول هٰكذا و فرّج بين اصبعيه(صحيح مسلم رقم الحديث ١٠٩٣ "٣٩"، كتاب الصيام، باب بيان ان الدخول فى الصوم يحصل بطلوع الفجر وان له الخ واللفظ لهٗ، بخارى ،رقم الحديث ٦٢١ رقم الحديث ٧٢٤٧)

فيه أبين البيان على أن بلالا كان يؤذن بالليل لانتباه النوام ، ورجوع الهجد ، عن القيام لا لصلاة الفجر ، فإذا كان المسجد له مؤذنان ، وأذن أحدهما بليل لما وصفنا ، والآخر عند انفجار الصبح

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پس لوگوں کو غلط فہمی سے بچانے اور روزوں کی اصلاح کے لئے آگاہ کرنے کا مناسب طریقہ اختیار کرنا چاہیئے، جس کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ مسجدوں وغیرہ میں سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے لاؤڈ اسپیکر وغیرہ پر سحری بند کرنے کا اعلان کردیا جائے، یا کسی جگہ سائرن

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لصلاة الفجر ، كان ذلك جائزا ، فأما من أذن بليل قبل طلوع الفجر لصلاة الصبح ، كان عليه الإعادة لصلاة الصبح (صحيح ابنِ حبان، تحت حديث رقم ۳۴۷۲، ج۸ص ۲۵۱، كتاب الصوم، باب السحور)

ومعناه يرد القائم أى المتهجد إلى راحته ليقوم إلى صلاة الصبح نشيطا أو يكون له حاجة إلى الصيام فيتسحر وقال الكرمانى ليرجع إما من الرجوع وإما من الرجع وقائمكم مرفوع أو منصوب قلت فهم منه أنه جوز الوجهين ههنا أحدهما كون ليرجع لازما ويكون قائمكم فاعله مرفوعا والآخر يكون متعديا ويكون قائمكم منصوب على أنه مفعول له قوله ولينبه من التنبيه أى وليوقظ نائمكم وقال الكرمانى ولينبه من التنبيه وهو الإنباه وفى بعضها ولينتبه من الانتباه قلت جوز الوجهين فيه أيضا ثم قال معناه أنه إنما يؤذن بالليل ليعلمكم أن الصبح قريب فيرد القائم المتهجد إلى راحته لينام لحظة ليصبح نشيطا ويوقظ نائمكم ليتأهب للصبح بفعل ما أراده من تهجد قليل أو تسحر أو اغتسال قلت أو لإيتار إن كان نام عن الوتر وهذا كما ترى جوز الكرمانى الوجهين فى كل واحد من قوله ليرجع ولينبه ولم يبين أنهما رواية أم لا آوالظاهر أنه تصرف من جهة المعنى(عمدة القارى ،ج۵ص ۱۳۴ ، كتاب مواقيت الصلاة، باب الاذان قبل الفجر)

قلت: وشرحه ماقاله الشيخ مولانا محمود حسن المحدث الديوبندى قدس الله سره: أن للإمام أن يعين طريقا لإيقاظ النائمين وتسحير الصائمين فى رمضان وغيره سواء كان بدق الطبل أو إطلاق المدافع أو زيادة أذان بالليل وهذا لانزاع فيه، وأذان بلال من هذا القبيل، والنزاع إنما هو فى أن أذان الفجر هل يجوزقبل الوقت أم لا؟ وحديث بلال لايجوزه ولا ينهاه، فإن أذانه لم يكن لصلاة الفجر وإنما كان لها أذان ابن أم مكتوم، فمن ادعى جواز الأذان للصلاة المكتوبة قبل الوقت فليأت ببرهان غير هذا اه. قلت: سمعت هذا منه مشافهة رضى الله عنه (اعلاء السنن، باب أن لايؤذن قبل الفجر، جلد۲ صفحه ۱۳۳، ۱۳۴)

وبلال رضى الله عنه ما كان يؤذن بليل لصلاة الفجر بل لمعان أخر ، لما روى عن ابن مسعود رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال (لا يمنعنكم من السحور أذان بلال فإنه يؤذن بليل ليوقظ نائمكم ويرد قائمكم ويتسحر صائمكم ، فعليكم بأذان ابن أم مكتوم). وقد كانت الصحابة رضى الله عنهم فرقتين :فرقة يتهجدون فى النصف الأول من الليل ، وفرقة فى النصف الأخير ، وكان الفاصل أذان بلال ، والدليل على أن أذان بلال كان لهذه المعانى لا لصلاة الفجر أن ابن أم مكتوم كان يعيده ثانيا بعد طلوع الفجر(بدائع الصنائع، ج ا ص ۱۵۵ ، كتاب الصلاة، فصل واما بيان من تجب عليه الجماعة)

وغیرہ بجایا جائے، پھر صبح صادق ہوجانے کے بعد فجر کی اذان دی جائے، تاکہ روزہ بھی اپنی جگہ صحیح ہوجائے اور فجر کی اذان بھی اپنے وقت پر ادا ہو۔

اور درمیان میں تھوڑا سا وقفہ بھی رکھا جائے، کیونکہ نقشہ اور گھڑی کے وقت میں کچھ فرق ہونے کی وجہ سے سحری کچھ پہلے ختم کردینے اور اذان بعد میں دینے میں احتیاط ہے۔

البتہ اگر کسی جگہ لوگ اعلان اور دوسرے طریقوں سے بھی باز نہ آتے ہوں، اور وہ اذان ہونے یا اذان ختم ہونے تک کھاتے پیتے رہتے ہوں، تو ایسی صورت میں لوگوں کے روزوں کی فرضیت کی حفاظت کی خاطر اگر فجر کی اذان طلوعِ فجر سے کچھ پہلے دے دی جائے، تاکہ لوگ سحری کھانے سے باز آجائیں، تو بعض فقہائے کرام کے قول کے مطابق اس کی گنجائش ہے۔ [1]

---

[1] امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک فجر کی اذان طلوعِ فجر سے قبل جائز نہیں، اور امام ابو یوسف اور بعض دیگر فقہائے کرام رحمہم اللہ کے نزدیک طلوعِ فجر سے قبل فجر کی اذان جائز ہے۔

اور اذان سنت عمل ہے، اور روزہ فرض عمل ہے، لہٰذا اگر کسی جگہ کا ماحول ایسا ہو کہ لوگ اذان کے بغیر سحری کھانے سے باز نہ آتے ہوں (جیسا کہ آج کل بہت سے علاقوں میں یہی صورتِ حال ہے) تو اس مجبوری اور مخصوص صورتِ حال میں رمضان میں اذان کے مسنون عمل ہونے کی وجہ سے اور بعض فقہائے کرام کے قول کے پیشِ نظر فجر کی اذان طلوعِ فجر سے قبل دے دینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، تاکہ لوگ کھانے پینے سے باز رہیں، اور ان کے روزہ کی فرضیت صحیح ادا ہوسکے۔ محمد رضوان۔

ذكر ما يستفاد منه فيه :أن الأذان الذى كان يؤذن به بلال، رضى الله تعالى عنه، كان لرجع القائم وإيقاظ النائم، وبه قال أبو حنيفة .قال :ولا بد من أذان آخر، كما فعل ابن أم مكتوم، وهو قول النووى أيضا، وقد ذكرنا اختلاف العلماء فيه فيما مضى، وقال أبو الفتح القشيرى :الذين قالوا بجواز الأذان للصبح قبل دخول الوقت اختلفوا فى وقته، فذكر بعض الشافعية أنه يكون فى وقت السحر بين الفجر الصادق والكاذب، ويكره التقديم على ذلك الوقت، وعند البعض :يؤذن عند انقضاء صلاة العتمة من نصف الليل، وقيل :عند ثلث الليل، وقيل :عند سدسه الآخر.
وقال أبو يوسف وأحمد ومالك فى قول الجواز :من نصف الليل، وهو الأصح من أقوال أصحاب الشافعى، رضى الله تعالى عنه .والقول الثانى :عند طلوع الفجر فى السحر، وقال النووى :وبه قطع البغوى وصححه القاضى حسين والمتولى .والثالث :يؤذن لها فى الشتاء لسبع يبقى من الليل، وفى الصيف لنصف سبع يبقى .والرابع :من ثلث الليل آخر الوقت المختار .والخامس :جميع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ورنہ کم ازکم لوگوں اور عوام الناس کو اس چیز سے تو آگاہ کرنے کا اہتمام کرنا ہی چاہئے کہ وہ سحری کھانے پینے کا سلسلہ انتہائے سحر کا وقت ہونے پر لازماً بند کردیں، ورنہ چند منٹ کی وجہ سے پورے دن کا روزہ خطرہ میں پڑکر فاقہ کشی کی نذر ہوسکتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الليل وقت لأذان الصبح، حكاه إمام الحرمين، وقال :لولا حكاية أبى على له، وأنه لم ينقل إلا ما صح عنده لما استجزت نقله(عمدة القارى، ج۵ص ۱۳۵، باب الاذان قبل الفجر)

(فَصْلٌ): وَأَمَّا بَيَانُ وَقْتِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ فَوَقْتُهُمَا مَا هُوَ وَقْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ، حَتَّى لَوْ أَذَّنَ قَبْلَ دُخُولِ الْوَقْتِ لَا يُجْزِئُهُ وَيُعِيدُهُ إذَا دَخَلَ الْوَقْتُ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ.

وَقَدْ قَالَ أَبُو يُوسُفَ :أَخِيرًا لَا بَأْسَ بِأَنْ يُؤَذِّنَ لِلْفَجْرِ فِي النِّصْفِ الْأَخِيرِ مِنْ اللَّيْلِ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

(وَاحْتَجَّا) بِمَا رَوَى سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ :لَا يَغُرَّنَّكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ عَنْ السَّحُورِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ ؛ وَلِأَنَّ وَقْتَ الْفَجْرِ مُشْتَبَهٌ، وَفِي مُرَاعَاتِهِ بَعْضُ الْحَرَجِ بِخِلَافِ سَائِرِ الصَّلَوَاتِ.

وَلِأَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ مَا رَوَى شَدَّادُ مَوْلَى عِيَاضِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ لِبِلَالٍ لَا تُؤَذِّنْ حَتَّى يَسْتَبِينَ لَكَ الْفَجْرُ هَكَذَا، وَمَدَّ يَدَهُ عَرْضًا؛ وَلِأَنَّ الْأَذَانَ شُرِعَ لِلْإِعْلَامِ بِدُخُولِ الْوَقْتِ، وَالْإِعْلَامُ بِالدُّخُولِ قَبْلَ الدُّخُولِ كَذِبٌ، وَكَذَا هُوَ مِنْ بَابِ الْخِيَانَةِ فِي الْأَمَانَةِ، وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ عَلَى لِسَانِ رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، وَلِهَذَا لَمْ يَجُزْ فِي سَائِرِ الصَّلَوَاتِ؛ وَلِأَنَّ الْأَذَانَ قَبْلَ الْفَجْرِ يُؤَدِّي إلَى الضَّرَرِ بِالنَّاسِ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ وَقْتُ نَوْمِهِمْ خُصُوصًا فِي حَقِّ مَنْ تَهَجَّدَ فِي النِّصْفِ الْأَوَّلِ مِنْ اللَّيْلِ، فَرُبَّمَا يَلْتَبِسُ الْأَمْرُ عَلَيْهِمْ، وَذَلِكَ مَكْرُوهٌ.

وَرُوِيَ أَنَّ الْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ كَانَ إذَا سَمِعَ مَنْ يُؤَذِّنُ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ قَالَ :عُلُوجٌ فِرَاغٌ لَا يُصَلُّونَ إلَّا فِي الْوَقْتِ، لَوْ أَدْرَكَهُمْ عُمَرُ لَأَدَّبَهُمْ، وَبِلَالٌ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- مَا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ بَلْ لِمَعَانٍ أُخَرَ، لِمَا رُوِيَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- عَنْ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَنَّهُ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ السَّحُورِ أَذَانُ بِلَالٍ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ لِيُوقِظَ نَائِمَكُمْ وَيَرُدَّ قَائِمَكُمْ وَيَتَسَحَّرَ صَائِمُكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِأَذَانِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ .

وَقَدْ كَانَتْ الصَّحَابَةُ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ- فِرْقَتَيْنِ :فِرْقَةٌ يَتَهَجَّدُونَ فِي النِّصْفِ الْأَوَّلِ مِنْ اللَّيْلِ، وَفِرْقَةٌ فِي النِّصْفِ الْأَخِيرِ، وَكَانَ الْفَاصِلُ أَذَانُ بِلَالٍ، وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ أَذَانَ بِلَالٍ كَانَ لِهَذِهِ الْمَعَانِي لَا لِصَلَاةِ الْفَجْرِ أَنَّ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ كَانَ يُعِيدُهُ ثَانِيًا بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، وَمَا ذُكِرَ مِنْ الْمَعْنَى غَيْرُ سَدِيدٍ؛ لِأَنَّ الْفَجْرَ الصَّادِقَ الْمُسْتَطِيرَ فِي الْأُفُقِ مُسْتَبِينٌ لَا اشْتِبَاهَ فِيهِ(بدائع الصنائع، ج ۱ ص ۱۵۴، ۱۵۵،فَصْلٌ بَيَانُ وَقْتِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ)

افطار کے فضائل واحکام

افطار کے فضائل

روزہ شروع ہونے کا وقت طلوعِ فجر ہے، اور روزہ مکمل ہونے کا وقت سورج کا غروب ہونا ہے، جب روزہ رکھ کر یہ وقت گزر گیا، یعنی سورج غروب ہوگیا، تو روزہ مکمل ہوگیا، خواہ غروب ہونے پر کچھ کھایا پیا، یعنی افطار بھی نہ کیا ہو۔

لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ روزہ مکمل ہونے کے وقت کھانے پینے یعنی افطار کرنے کو بھی عبادت اور ثواب کا کام قرار دے دیا، بلکہ جلدی افطار کرنے کو زیادہ ثواب کا باعث قرار دے دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَۃٌ حِیْنَ یُفْطِرُ، وَفَرْحَۃٌ حِیْنَ یَلْقٰی رَبَّہٗ (ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روزے کی فضیلت سے متعلق ایک لمبی حدیث کا حصہ ہے، روزے دار کو افطار کے وقت خوشی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے روزے جیسی عمدہ عبادت پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی اور دنیوی نعمتیں حلال ہوگئیں۔

---

[1] رقم الحدیث ۷۶۶، ابواب الصوم، باب ماجاء فی فضل الصوم، واللفظ لہ، مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام؛ بخاری، رقم الحدیث ۷۴۹۲.
قال الترمذی: وَھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اور روزے نے اسے آخرت کی نعمتوں اور لذتوں کا امیدوار بنادیا اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے وقت یہ خوشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس عبادت کی قبولیت پر جس اجروثواب کا وعدہ کیا تھا وہ حاصل ہوگا۔ ل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلّٰهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ، وَذٰلِكَ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ (ابنِ ماجه) ٢

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے (یعنی خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ہر افطار کے وقت (جہنم سے) آزاد کردہ (لوگ) ہوتے ہیں، اور یہ ہر رات کو ہوتے ہیں (ابنِ ماجہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لِلّٰهِ عُتَقَاءَ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ

(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٨٠٨٨، ج٨ص ٢٨٤، باب الصاد) ٣

ل للصائم فرحتان "أى مرتان من الفرح عظيمتان :إحداهما فى الدنيا والأخرى فى الآخرة " فرحة عند فطره "أى إفطاره بالخروج عن عهدة المأمور، أو بوجدان التوفيق لإتمام الصوم، أو بالأكل والشرب بعد الجوع والعطش، أو بما يرجوه من حصول الثواب(مرقاة المفاتيح، ج٤ص ١٣٦٣، كتاب الصوم)

(وللصائم فرحتان يفرحهما) أى يفرح بهما (إذا أفطر فرح بفطره) أى بإتمام صومه وسلامته من المفسدات لخروجه عن عهدة المأمور أو بالأكل والشرب بعد الجوع أو بما يعتقده من وجود الثواب أو بما ورد فى خبر إن للصائم عند فطره دعوة لا ترد (وإذا لقى ربه فرح بصومه) أى بنيل الثواب وإعظام المنزلة أو بالنظر إلى وجه ربه والأخير فرح الخواص(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٢٠١٢)

٢ رقم الحديث ١٦٤٣، كتاب الصيام، باب ماجاء فى فضل شهر رمضان.

قال البوصيرى: هَـذَا إِسْنَاد رِجَاله ثِقَات إِلَّا أَن طَلْحَة بن نَافِع أَبَا سُفْيَان عَن جَابر إِنَّمَا هِيَ صحيفَة (مصباح الزجاجة فى زوائد ابن ماجه، تحت رقم الحديث ٦٠٣، كتاب الصيام)

٣ قال الهيثمى: رواه أحمد، والطبرانى فى الكبير، ورجاله موثقون (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٤٧٩٤، كتاب الصيام، باب فى شهور البركة وفضل شهر رمضان)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر افطار کے وقت (جہنم سے) آزاد کردہ (لوگ) ہوتے ہیں (طبرانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

اِنَّ لِـلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عُتَقَآءَ فِیْ کُلِّ لَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ اِلَّا رَجُلٌ اَفْطَرَ عَلٰی خَمْرٍ (المعجم الصغیر للطبرانی، رقم الحدیث ۴۳۴، ج ۱ ص ۲۶۴، باب الحاء)

ترجمہ: بے شک رمضان کے مہینے کی ہر رات میں اللہ عزوجل کے بہت سے بندے (جہنم سے) آزاد کئے ہوئے ہوتے ہیں (یعنی ان کو جہنم سے خلاصی دی جاتی ہے) مگر وہ آدمی (جہنم سے آزاد نہیں ہوتا) جس نے شراب سے روزہ افطار کیا ہو (طبرانی)

اگرچہ اس حدیث کی سند پر محدثین کو کلام ہے۔ [1]

لیکن شراب کا عام دِنوں میں بھی استعمال حرام ہے، تو ماہِ رمضان میں اور روزہ افطار کرنے میں اس کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے، اس لئے عام دِنوں میں بھی اور خاص طور پر رمضان میں اور افطار کے وقت شراب اور دوسری حرام چیزوں سے بچنا چاہئے۔

افطار کے وقت دُعا اور اس کی قبولیت

مسلمان کو اگرچہ دعا ہر وقت کرنے کی ضرورت ہے اور خاص طور پر رمضانُ المبارک کے پورے مہینہ میں دعا کا اہتمام رکھنا چاہئے۔

لیکن احادیث میں بعض خاص خاص اوقات کی قید لگا کر بھی دعا کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

اور روزے دار کی دعا روزے کی حالت میں پورے دن قبول ہوتی ہے۔

اور افطار کے وقت خصوصیت کے ساتھ دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔

---

[1] قال الهیثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الصَّغِیرِ ، وَفِیهِ وَاسِطُ بْنُ الْحَارِثِ ، وَهُوَ ضَعِیفٌ .(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۴۸۹۱، بَابٌ فِیمَنْ أَفْطَرَ عَلَی مُحَرَّمٍ)

اس سلسلہ میں وارِد ہونے والی چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلصَّائِمُ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهٗ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۰۱۸۳) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے دار کی دعا رَد نہیں کی جاتی (بلکہ قبول کی جاتی ہے) (مسند احمد)

کئی احادیث میں رمضان میں دعا کی قبولیت کا ذکر آیا ہے، اور رمضان میں جو روزہ رکھا جاتا ہے، اس میں روزے اور رمضان دونوں کی قبولیت کے آثار داخل ہوجاتے ہیں، اور دعا کی قبولیت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهٖ لَدَعْوَةً مَاتُرَدُّ (ابن ماجه) [2]

---

[1] فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح بطرقه وشواهده.

[2] رقم الحديث ۱۷۵۳، كتاب الصيام، بَاب فِي الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ؛ الدعاء للطبرانی، رقم الحديث ۸۴۵؛ عمل اليوم والليلة لابن سنی، رقم الحديث ۴۸۰، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۵۳۵.

هذا إسناد صحيح رجاله ثقات رواه الحاكم فی المستدرک عن عبد العزيز بن عبد الرحمن الدباس عن محمد بن علی بن زيد عن الحكم بن موسى عن الوليد به حدثنا إسحاق فذكره ورواه البيهقی من طريق إسحاق بن عبيد الله قال عبد العظيم المنذری فی كتاب الترغيب وإسحاق هذا مدنی لا يعرف . قلت قال الذهبی فی الكاشف صدوق وذكره ابن حبان فی الثقات لأن اسحاق بن عبيد الله بن الحارث قال النسائی ليس به بأس وقال أبو زرعة ثقة وباقی رجال الإسناد على شرط البخاری (مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجة لأحمد بن أبی بكر بن إسماعيل الكنانی، باب دعوة الصائم، تحت رقم الحديث ٦٣٦، باب دعوة الصائم)

وإسناده صحيح وله شاهد من حديث أبی هريرة رواه أحمد بن حنبل والبزار والترمذی وحسنه، وابن ماجة وابن خزيمة وابن حبان فی صحيحيهما (اتحاف الخيرة المهرة، تحت رقم الحديث ۲۲۹۲)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ روزہ دار کی افطار کے وقت دعا رد نہیں کی جاتی (ابنِ ماجہ؛ طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ثَـلاثَـةٌ لا تُـرَدُّ دَعْـوَتُهُـمْ: اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حِينَ يُفْطِرُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ (ابن حبان) ؎1

ترجمہ: تین لوگوں کی دعا رد نہیں کی جاتی، ایک عدل وانصاف کرنے والے بادشاہ کی، دوسرے افطار کے وقت روزہ دار کی، تیسرے مظلوم کی دعا (ابنِ حبان؛ ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ روزے دار کو روزے کی حالت میں ہر وقت اور افطار کے وقت خاص طور پر دعا کا اہتمام کرنا چاہئے، کہ یہ دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ ؎2

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رَوَاهُ ابْـن مَاجَه وَالْحَاكِم وَاللَّفْظ لَهُ وَقَالَ إِسْحَاق بن عبد الله الْمَذْكُور فِي إِسْنَاده إِن كَانَ هُوَ ابْن عبد الـلـه مولَى زَائِدَة فقد خرج عَنهُ مُسلم وَإِن أبي فَرْوَة فَإِنَّهُمَا لم يخرجَاهُ قلت الْوَاقِع فِي سَنَد ابن ماجة هُـوَ إِسْـحَـاق بـن عبيـد الـلـه بِـالتَّـصْـغِيـرِ وَقـد ذكـر ابْـن حبَـان فِي ثقاتـه (تحفة المحتاج إلى أدلة المنهاج،لابن ملقن ،كتاب الصيام، تحت رقم الحديث ۹۹۹)

؎1 رقـم الـحـديـث ۷۳۸۷،ج۱۶ ص۳۹۶، بـاب وصف الجنة واهلها ، واللفظ لهٗ؛ ترمذى، رقم الحديث ۳۵۹۸، ابواب الدعوات.

قـال الترمذى: هَـذَا حَـدِيـثٌ حَسَنٌ وَسَعْدَانُ الْقُبِّيُّ هُوَ :سَـعْـدَانُ بْـنُ بِشْرٍ، وَقَدْ رَوَى عَنْهُ عِيسَى بْنُ يُـونُـسَ، وَأَبُـو عَاصِمٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ أَهْلِ الحَدِيثِ، وَأَبُو مُجَاهِدٍ هُوَ :سَـعْدٌ الطَّائِيُّ، وَأَبُو مُدِلَّةَ هُوَ :مَـوْلَـى أُمِّ الـمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ، وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ بِهَذَا الحَدِيثِ، وَيُرْوَى عَنْهُ هَذَا الْحَدِيثُ أَطْوَلَ مِنْ هَذَا وَأَتَم(حواله بالا)

وفى حاشية ابنِ حبان:حديث صحيح بشواهد.

؎2 قَـوْلُـهُ (حَتَّى يُفْطِرَ) يَـدُلُّ عَـلَـى أَنَّ دُعَـاءَهُ تَـمَامَ النَّهَارِ مُسْتَجَابٌ وَعَلَى هَذَا فَلَفْظُ الـدَّعْـوَـةِ بِـمَـعْـنَـى الدُّعَاءِ لَا لِلْمَرَّةِ كَمَا هُوَ أَصْلُ الْبِنَاءِ وَالْأَقْرَبُ أَنَّ حَتَّى سَهْوٌ مِنْ بَعْضِ الـرُّوَاـةِ وَالـصَّـوَابُ حِـيـنَ كَـمَـا يَدُلُّ عَلَيْهِ الْحَدِيثُ الْآتِي (حاشية السندى على سنن ابنِ ماجه، ج ۱ ص۵۳۳، باب فى الصائم لاترد دعوته)

قال الدميرى :يستحب للصائم أن يدعو فى حال صومه بمهمات الآخرة والدنيا له

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لِلصَّائِمِ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو إِذَا أَفْطَرَ دَعَا أَهْلَهُ وَوَلَدَهُ وَدَعَا (شعب الایمان للبیهقی) ؎۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ روزہ دار کی افطار کے وقت دعا قبول کی جاتی ہے، اور حضرت عبداللہ بن عمرو افطار کے وقت اپنے گھر والوں اور اولاد کو بلاتے اور دعا کرتے (بیہقی)

حضرت معاذ بن زہرہ رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو یہ پڑھتے کہ:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ، وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ.

ترجمہ: اے اللہ! میں نے آپ کے لئے روزہ رکھا، اور آپ کے رزق پر افطار کیا (ابوداؤد) ؎۲

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ولمن يحب وللمسلمين لهذا الحديث والرواية فيه حتى بالمثناة فوق فيقتضي استحباب دعاء الصائم من أول يومه إلى آخره لأنه يسمى صائما في كل ذلك اه قلت: قوله والرواية فيه حتى بالمثناة من فوق هو كذلك في بعض الأصول وفي بعضها بالمثناة التحتية والنون وفي خط شيخنا كذلك ويؤيده رواية إن للصائم عند فطره لدعوة ما ترد كما تقدم وقول سائر أصحابنا يستحب للصائم أن يدعو عند إفطاره (حاشية فيض القدير للمناوى، جلد۳، صفحه ۳۲۴، تحت رقم الحديث ۳۵۲۰)

؎۱ رقم الحديث ۳۶۲۴، كتاب الصيام؛ ابو داؤد طيالسى، رقم الحديث ۲۳۷۶.

ضعيف يحتمل التحسين رواه :أبو داود الطيالسى، ومن طريقه البيهقى فى الشعب، وعلة سنده أبو محمد المليكى (تخريج أحاديث وآثار كتاب فى ظلال القرآن، لسيد قطب رحمه الله، تحت رقم الحديث ۵۷، ج ۱، ص۳۸، الناشر :دار الهجرة للنشر والتوزيع)

؎۲ رقم الحديث ۲۳۵۸، كتاب الصوم، باب القول عند الافطار؛ مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۹۸۳۷، مَا قَالُوا فِي الصَّائِمِ إِذَا أَفْطَرَ ، مَا يَقُولُ ؟؛ الدعوات الكبير للبيهقى، رقم الحديث ۵۰۱؛ الزهد والرقائق لابن المبارك، رقم الحديث ۱۴۱۰.

اس روایت کی سند قابلِ اطمینان ہے۔ ۱؎

مگر اس دعا میں " لَکَ صُمْتُ" کے بعد لوگوں نے:

" وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ "

کے الفاظ کا اضافہ کرلیا ہے، ان الفاظ کا مذکورہ حدیث میں ثبوت نہیں ہے۔ ۲؎

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا مروی ہے کہ:

لَکَ صُمْتُ، وَعَلٰی رِزْقِکَ أَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ إِنَّکَ أَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. ۳؎

مگر تحقیق کرنے سے اس روایت کا سند کے اعتبار سے غیر معمولی ضعیف ہونا معلوم ہوا۔ ۴؎

۱؎ قال ابن الملقن: وهذا إسناد حسن لكنه مرسل؛ معاذ بن زهرة لم يدرك النبى صلى الله عليه وسلم ، وأخرجه البغوى فى شرح السنة كذلك ولم يذكر فيه أنه بلغه(البدرالمنير ج۵ص ۷۱۰، ۷۱۱،الحديث الثانى بعد الأربعين)

وقال المناوى: قال ابن حجر : أخرجه فى السنن والمراسيل بلفظ واحد ومعاذ هذا ذكره البخارى فى التابعين لكنه قال معاذ أبو زهرة وتبعه ابن أبى حاتم وابن حبان فى الثقات وعده الشيرازى فى الصحابة وغلطه المستغفرى ويمكن كون الحديث موصول ولو كان معاذ تابعيا لاحتمال كون الذى بلغه له صحابيا وبهذا الاعتبار أورده أبو داود فى السنن وبالاعتبار الآخر أورده فى المراسيل اه (فيض القدير للمناوى تحت رقم الحديث ۶۵۷۹)

وقال أحمد بن محمد بن على بن حجر الهيتمي: وَلَا يَضُرُّ إرْسَالُهُ؛ لِأَنَّهُ فِي الْفَضَائِلِ عَلَى أَنَّهُ وَصَلَ فِي رِوَايَةٍ(تحفة المحتاج فى شرح المنهاج، ج۳،ص ۴۲۵،كتاب الصوم، فصل فى شروط الصوم)

۲؎ واماماشتهر على الالسنة اللهم لک صمت وبک آمنت وعلیٰ رزقک افطرت ،فزيادة وبک آمنت لااصل لها وان كان معناهاصحيحا وكذا زيادة وعليک توكلت ،وبصوم غدنويت بل النية من البدعة الحسنة (مرقاة ج۴ص۱۳۸۷ ، كتاب الصوم، باب فى مسائل متفرقة، الفصل الثالث)

۳؎ المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۲۷۲۰ ، واللفظ لهٗ؛ سنن الدارقطنى رقم الحديث ۲۲۸۰ ؛ عمل اليوم والليلة لابن سنى،رقم الحديث ۴۸۰.

۴؎ قال الهيثمى:رواه الطبرانى فى الكبير، وفيه عبد الملك بن هارون، وهو ضعيف(مجمع الزوائد، ج۳ص ۱۵۶)

وقال العسقلانى: عبد الملک بن هارون بن عنترة عن أبيه قال الدارقطنى هما ضعيفان وقال أحمد عبد الملک ضعيف وقال يحيى كذاب وقال أبو حاتم متروک ذاهب الحديث وقال بن حبان يضع الحديث (لسان الميزان، ج۲، ص۱۳۳)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا مروی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ، وَعَلٰی رِزْقِکَ أَفْطَرْتُ . [1]

مگر تحقیق کرنے سے اس روایت کی سند کا بھی غیر معمولی ضعیف ہونا معلوم ہوا۔ [2]

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اس سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ دعا مروی ہے۔ [3]

اس کی سند پر بھی کلام ہے۔ [4]

---

[1] المعجم الاوسط ، رقم الحديث ۷۵۴۹، المعجم الصغير للطبرانی، رقم الحديث ۹۱۲.

[2] قال الطبرانی فی الاوسط: لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شُعْبَةَ إِلَّا دَاوُدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ، تَفَرَّدَ بِهِ: إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَمْرٍو.

وقال فی الصغير: لَمْ يَرْوِهِ عَنْ شُعْبَةَ إِلَّا دَاوُدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ تَفَرَّدَ بِهِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَمْرٍو ,وَلَا كَتَبْنَاهُ إِلَّا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ.

وقال الهيثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ دَاوُدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ، وَهُوَ ضَعِيفٌ (مجمع الزوائد ، ج۳ص۱۵۶ ، بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَفْطَرَ)

وقال المزی: دَاوُد بن الزبرقان الرقاشی ، أَبُو عَمْرو، وقيل :أَبُو عُمَر البَصْرِيّ، نزل بغداد ...... قال عباس الدُّورِيُّ ، وعثمان بْن سَعِيد الدارمی ، عَن يحيى بْن مَعِين :ليس بشيء.وَقَال عَبد اللَّهِ بْن عَلِيِّ ابن المدينی، عَن أَبِيهِ :كتبت عنه شيئا يسيرا، ورميت بِهِ، وضعفه جدا.وَقَال إِبْرَاهِيم بْن يعقوب الجوزجانی :كذاب. وَقَال يَعْقُوب بْن شَيْبَة ، وأَبُو زُرْعَة :متروک.وقَال البُخارِيُّ :مقارب الحديث.وَقَال أَبُو دَاوُدَ :ضعيف.وَقَال فِي موضع آخر :ليس بشیء .وفی موضع آخر ترک حديثه.وَقَال النَّسَائی :ليس بثقة.وَقَال أَبُو أَحْمَد بْن عَدِيّ :عامة ما يرويه عَنْ كل من روى عنه مما لا يتابعه أحد عليه، وهو فِي جملة الضعفاء الذين يكتب حديثهم (تهذيب الكمال، ج۸، ص۳۹۵)

[3] قال الحارث ، حدثنا عبد الرحيم بن واقد ، ثنا حماد بن عمرو ، عن السری بن خالد بن شداد ، عن جعفر بن محمد ، عن أبيه ، عن جده ، عن علی ، قال :قال لی رسول الله صلى الله عليه وسلم : يا علی ، إذا كنت صائما فی شهر رمضان فقل بعد إفطارک : اللهم لک صمت ، وعليک توكلت ، وعلى رزقک أفطرت ، يكتب لک مثل من كان صائما من غير أن ينقص من أجورهم شيئا (المطالب العالية للحافظ ابن حجر العسقلانی، ج۳،ص۴۰۸؛ بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، رقم الحديث ۴۶۹)

[4] (۱)عبد الرحيم بن واقد، الخراسانی قدم بغداد وحدث بها عن بشير بن زاذان، وهياج بن بسطام، وأبی البختری وهب بن وهب، وعمرو بن جميع، والحارث بن النعمان، وعدی بن الفضل. روى عنه محمد بن الجهم السمری، والحارث بن أَبِی أسامة، وبشر بن مُوسَى .وفی حديثه غرائب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ افطار کے وقت یہ دُعا کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی اس رحمت کا جو ہر چیز پر وسیع ہے کہ آپ میری مغفرت کردیجئے (ابن ماجہ) [1]

اس روایت کی سند صحیح ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومناكير لأنها عن الضعفاء والمجاهيل(تاريخ بغداد، للخطيب البغدادى، ج۱۱،ص۸۶)

(۲)قَالَ أَبُو حفص عَمْرو بْن عَلِيّ :حَمَّاد بْن عَمْرو النصيبى متروك الحديث، ضعيف جدا منكر الحديث.

أنبأنا ابن الفضل، أنبأنا على بْن إبراهيم المستملى قَالَ :أَخْبَرَنِي مُحَمَّد بن إبراهيم ابن شعيب الغازى قَالَ :سمعت مُحَمَّد بْن إسماعيل الْبُخَارِيّ يقول :حَمَّاد بْن عَمْرو أَبُو إِسْمَاعِيل النصيبى منكر الحديث، ضعفه على بْن حجر.

وفيما ذكر لنا البرقانيّ أن يعقوب ابن موسى الأردبيلى حدّثهم قال :حدّثنا أحمد ابن طاهر بن النّجم، حدّثنا سعيد بن عمرو البردعى قَالَ :وَسمعته -يعنى أبا زرعة الرازى -يقول :حماد بن عمرو النصيبى واهى الحديث.

وأنبأنا البرقانيّ، أنبأنا أحمد بن سعيد بن سعد، حدثنا عبد الكريم بن أحمد بن شعيب النّسائيّ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ :حَمَّاد بْن عَمْرو النصيبى متروك الحديث.

حَدَّثَنَا عَبْد العزيز بْن أَحْمَد الكتانى -لفظا بدمشق -حدّثنا عبد الوهّاب بن جعفر الميدانى، حَدَّثَنَا أَبُو هاشم عَبْد الجبار بْن عَبْد الصّمد السلمى، حدّثنا القاسم بن عيسى العصار، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيم بْن يعقوب الجوزجانى قَالَ :حَمَّاد بْن عَمْرو النصيبى كَانَ يكذب، لم يدع للحليم فِي نفسه منه هاجسا(تاريخ بغداد، للخطيب البغدادى، ج۸،ص۱۵۱)

[1] رقم الحديث ۱۷۵۳، كتاب الصيام، باب فى الصائم لاترد دعوته؛مستدرك حاكم، رقم الحديث ۱۵۳۵؛ بيهقى شعب الايمان، رقم الحديث ۳۶۲۱؛ عمل اليوم والليلة لابن سنى، رقم الحديث ۴۸۱.

[2] وإسناده صحيح وله شاهد من حديث أبى هريرة رواه أحمد بن حنبل والبزار والترمذى وحسنه، وابن ماجة وابن خزيمة وابن حبان فى صحيحيهما(اتحاف الخيرة المهرة، تحت رقم الحديث ۲۲۹۲)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ.

ترجمہ: پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہوگئیں اوران شاء اللہ اجر ثابت ہوگیا (ابوداؤد) [1]

اس حدیث کی سند قابلِ اطمینان ہے۔ [2]

افطار کے وقت جو دعائیں مستند طریقہ سے ثابت ہیں، ان دعاؤں میں سے بعض دعاؤں کے الفاظ ایسے ہیں، جن سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعائیں افطار کرنے کے بعد کی ہیں۔

اس لیے بعض حضرات نے تو فرمایا کہ یہ دعائیں کھجور وغیرہ سے افطار کرتے ہی (اور کھانا پیٹ بھر کر کھانے سے پہلے) پڑھنی چاہئیں، بطورِ خاص آخری دعا۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے بالکل متصل جب افطار کرنے کے لیے کھانے پینے کی چیز اُٹھا لے تو منہ میں لے جانے سے پہلے پڑھنی چاہئے۔ [3]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هذا إسناد صحيح رجاله ثقات رواه الحاكم فى المستدرک عن عبد العزيز بن عبد الرحمن الدباس عن محمد بن على بن زيد عن الحكم بن موسى عن الوليد به حدثنا إسحاق فذكره ورواه البيهقى من طريق إسحاق بن عبيد الله قال عبد العظيم المنذرى فى كتاب الترغيب وإسحاق هذا مدنى لا يعرف،قلت قال الذهبى فى الكاشف صدوق وذكره ابن حبان فى الثقات لأن إسحاق بن عبيد الله بن الحارث قال النسائى ليس به بأس وقال أبو زرعة ثقة وباقى رجال الإسناد على شرط البخارى (مصباح الزجاجة فى زوائد ابنِ ماجه، ج۲ ص ۸۱، باب دعوة الصائم)

[1] رقم الحديث ۲۳۵۷، كتاب الصوم، باب القول عند الافطار، واللفظ لهٔ؛ سنن كبرى للنسائى، رقم الحديث ۳۳۱۵؛ سنن دارقطنى، رقم الحديث ۲۲۷۹؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۳۶۱۹، فصل مايفطر الصائم عليه؛ مستدرک حاكم، رقم الحديث ۱۵۳۶؛ مسند بزار، رقم الحديث ۵۳۹۵.

[2] قال الدارقطنى: اسناده حسن (سنن دارقطنى، حواله بالا)

وقال المناوى: وهو إسناد حسن قال ابن حجر :حديثه حسن (فيض القدير للمناوى تحت رقم الحديث ۶۵۷۹)

[3] اس صورت میں افطرتُ اور ذھب وغیرہ ماضی کے صیغے قريب الشئ فى حكم الشئ کے قبیل سے ہوں گے۔
اذا افطر أى بعد الافطار قَالَ :ذَهَبَ الظَّمَأُ (مرقاة المفاتيح، جلد۴صفحه ۱۳۸۶، كتاب الصوم، باب فى مسائل متفرقة من كتاب الصوم، الفصل الثانى) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہرحال مذکورہ یا ان میں سے کوئی دعا افطار سے پہلے اور افطار کے بعد ہر طرح سے پڑھ لینا جائز ہے، شریعت کی طرف سے خاص پابندی نہیں۔

اگر کوئی روزہ دار کسی دوسرے کے یہاں افطار کرے تو اسے افطار کے بعد مندرجہ ذیل دعاء پڑھنی چاہئے۔

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّآئِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَآئِكَةُ.

ترجمہ: آپ کے پاس روزہ دار افطار کریں اور آپ کے کھانے کو نیک صالح لوگ کھائیں اور آپ پر فرشتے دعا کریں (ابنِ ماجہ) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اذا افطر قال أى دعا وقال ابن الملک أى قرأ بعد الافطار ومنه اللهم لک صمت (مرقاة، جلد ۴ ص۱۳۸۷، کتاب الصوم، باب فی مسائل متفرقة من کتاب الصوم، الفصل الثانی)

وهٰذا يقتضى ان الدعاء بعد الفطر لاقبلهٗ، وقول المصنف: عند فطره، يحتملهما (شرح غاية المنتهیٰ، ج۲، ص۲۰۷، کتاب الصيام، الناشر: المكتب الإسلامی، دمشق)

قيل هی بين رفع اللقمة ووضعها فی فيه (الفواكه الدوانی، ج۱، ص ۳۰۵، باب فی الصيام، شروط الصوم، الناشر :دار الفكر)

ويسن أن يقول عقب الفطر :اللهم لک صمت، وعلى رزقک أفطرت ويزيد -من أفطر بالماء -: ذهب الظمأ، وابتلت العروق، وثبت الاجر إن شاء الله تعالى(فتح المعين بشرح قرة العين، ج۲، ص ۲۷۹، الناشر دار الفكر، بيروت)

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

ذهب الظمأ افطار کرنے کے بعد ہونی چاہیے، جیسا کہ سیاقِ دعا سے ظاہر ہو رہا ہے، کیونکہ جب کوئی روزے دار پانی پی لے تب ہی یہ کہا جائے گا کہ رگیں تر ہو گئیں (حاشیہ حصنِ حصین صفحہ ۲۱۵، ۲۱۶)

[1] رقم الحديث ۱۷۴۷، كتاب الصيام، بَابٌ فِي ثَوَابِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا؛ ابنِ حبان، رقم الحديث ۵۲۹۶، ذكر إباحة الضيف للمضيف بغير ما وصفنا عند فراغه من الطعام؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۳۸۵۴، بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ لِرَبِّ الطَّعَامِ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۱۷۷؛ مصنف ابنِ ابی شيبة، مَا قَالُوا فِي الصَّائِمِ إِذَا أَفْطَرَ ، مَا يَقُولُ؟، رقم الحديث ۹۸۳۸.

قال شعيب الأرنؤوط: صحيح بشاهده (حاشية ابن حبان، حواله بالا)

فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

روزہ افطار کرانے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کے کریمانہ قوانین میں سے یہ بھی ایک قانون ہے کہ کسی نیک عمل کی ترغیب دینے والے اوراس میں مدد دینے والے کو بھی اس کے عمل کرنے جیسا ثواب عطا فرماتے ہیں۔

اسی وجہ سے روزہ دار کا روزہ افطار کرانے کی بھی فضیلت ہے۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ غَيْرَ اَنَّهُ لَا يُنْقَصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ (ترمذی) [1]

ترجمہ: جس شخص نے روزے دار کو افطار کرایا تو افطار کرانے والے کو روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا، لیکن روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی (بلکہ یہ ثواب روزہ افطار کرانے والے کو علیٰحدہ سے حاصل ہوگا) (ترمذی)

اگرچہ روزہ دار کو صرف روزہ افطار کرانے کی چیز مہیا کرنے کی بھی فضیلت ہے، لیکن اگر کوئی مکمل افطار کرائے، جس میں پیٹ بھر کر کھانا کھلانا داخل ہے، تو اس کی فضیلت زیادہ ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٨٠٧، ابواب الصوم، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا، واللفظ لهٗ؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ١٧٤٦، بَابٌ فِي ثَوَابِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا؛ مسند احمد، رقم الحديث ١٧٠٣٣؛ السنن الكبرىٰ للنسائي، رقم الحديث ٣٣١٦؛ سنن الدارمي، رقم الحديث ١٧٤٤؛ المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٥٢٦٧؛ ابنِ خزيمة، رقم الحديث ٢٠٦٤؛ مسند البزار، رقم الحديث ٣٧٧٥۔

قال الترمذي: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (حواله بالا)

[2] من فطر صائما قال ابن الملك التفطير جعل أحد مفطرا أى من أطعم صائما اه أى عند افطاره (مرقاة المفاتيح ج٤ص ١٣٨٦، كتاب الصوم، باب فى مسائل متفرقة)

(من فطر صائما) بعشائه وكذا بتمر فإن لم يتيسر فبماء (كان له مثل أجره غير أنه لا ينقص من أجر الصائم شيئا) فقد حاز الغنى الشاكر أجر صيامه هو أو مثل أجر الفقير الذى فطره ففيه دلالة على تفضيل غنى شاكر على فقير صابر، ووقع فى رواية البيهقى من فطر صائما كان له أجر من عمله والحديث المشروح كما قال المؤلف يبين أن الضمير راجع للصوم المفهوم من الصائم أى فله مثل أجر من عمل الصوم لا مثل أجر من عمل تفطير الصائم ويجوز كون من بمعنى ما والأصل كان له أجر ما عمله وهو الصوم (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٨٨٨٩)

بعض لوگ دوسرے کی دی ہوئی چیز سے روزہ اس لئے افطار نہیں کرتے کہ اس کی وجہ سے میرے روزہ کا ثواب کم ہوجائے گا یا میرے روزہ کا ثواب روزہ کھلوانے والے کو مل جائے گا، یہ خیال غلط ہے کیونکہ روزہ کھلوانے کا ثواب الگ ملتا ہے اس سے روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی نہیں آتی، جس کا حدیث شریف میں صاف طور پر ذکر گزرا۔

لہٰذا دوسرے کی دی ہوئی چیز سے افطار کر کے خود بھی ثواب حاصل کرنا چاہئے اور دوسرے کو بھی ثواب ملنے کا ذریعہ بننا چاہئے۔

اگر روزہ افطار کرنے کے وقت کئی شخصوں کے دیے ہوئے کھانوں کو استعمال کیا جائے تو چونکہ کھانا دینے والوں میں سے سب کی نیت ہی افطاری کرانے کی ہوتی ہے اس لئے افطار کرانے کے ثواب میں یہ سب لوگ شریک ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ سب کو پورا پورا ثواب ہی حاصل ہوگا، البتہ یہ بات ممکن ہے کہ جس کے کھانے سے روزہ افطار کیا ہو اس کو زیادہ ثواب عطا کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

روزہ کس چیز سے افطار کیا جائے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْدَأُ إِذَا أَفْطَرَ بِالتَّمْرِ (السنن الكبرىٰ للنسائى) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تھے تو کھجور سے ابتداء فرماتے تھے (سنن کبریٰ نسائی)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

[1] رقم الحديث ۳۳۰۴، كتاب الصيام، باب ما يستحب للصائم أن يفطر عليه.
الإسناد صحيح (سلسلة الأحاديث الصحيحة، للالبانى، تحت رقم الحديث ۲۱۱۷)

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ عَلٰى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلٰى تَمَرَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ (ابوداؤد) ؎۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مغرب کی) نماز پڑھنے سے پہلے چند کھجوروں سے افطار فرمایا کرتے تھے اور اگر کھجوریں نہ ملتیں تو چند چھواروں سے افطار کیا کرتے تھے اور اگر وہ بھی میسر نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ سے افطار کرلیا کرتے تھے (ابوداؤد؛ ترمذی)

بعض اور احادیث میں بھی مختلف الفاظ کے ساتھ یہ مضمون آیا ہے۔ ؎۲

؎۱ رقم الحديث ۲۳۵۶، كتاب الصوم، باب مايفطر عليه، واللفظ لهٗ؛ ترمذى، رقم الحديث ۶۹۶؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۶۷۶؛ سنن دار قطنى، رقم الحديث ۲۲۷۸؛ شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۳۶۱۷؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۵۷۶.

قال الترمذى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

وقال الدار قطنى: إِسْنَادٌ صَحِيحٌ.

وفى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

؎۲ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ، فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ تَمْرًا فَالْمَاءُ فَإِنَّهُ طَهُورٌ (ترمذى، رقم الحديث ۶۵۸، بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى ذِى القَرَابَةِ، واللفظ لهٗ؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۶۹۹؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۲۲۵؛ سنن كبرىٰ نسائى، رقم الحديث ۳۳۰۵؛ ابنِ خزيمة، رقم الحديث ۲۰۶۷؛ معرفة السنن والآثار للبيهقى، رقم الحديث ۸۷۶۰؛ مصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۹۸۸۹، ورقم الحديث ۹۸۹۰، مَنْ كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُفْطِرَ عَلَى تَمْرٍ ، أَوْ مَاءٍ)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَأَبْنَائِهَا وَأَبْنَاءِ أَبْنَائِهَا وَحَشَمِهَا. قَالَ :وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرُّطَبُ لَمْ يُفْطِرْ إِلَّا عَلَى الرُّطَبِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنِ الرُّطَبُ لَمْ يُفْطِرْ إِلَّا عَلَى التَّمْرِ (مسند عبد بن حميد، رقم الحديث ۱۱۴۴، واللفظ لهٗ؛ المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية للعسقلانى، رقم الحديث ۱۰۲۳، بَابُ السُّنَّةِ فِي الْفِطْرِ عَلَى التَّمْرِ أَوِ الرُّطَبِ أَوْ ما لم تمسه النار)

قال البوصيرى: رواه عبد بن حميد بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ، لِجَهَالَةِ بَعْضِ رُوَاتِهِ (إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة للبوصيرى، تحت رقم الحديث ۲۲۸۳، بَابُ الْفِطْرِ عَلَى التَّمْرِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْوِصَالِ، دار النشر :دار الوطن للنشر، الرياض)

اس سے معلوم ہوا کہ عموماً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور سے افطار فرماتے تھے، اور کھجور میسر نہ ہوتی تو چھواروں سے افطار فرماتے تھے، اور اگر یہ بھی نہ ہوتے تو پھر پانی سے افطار فرماتے تھے۔ [1]

جلیلُ القدر تابعیہ حضرت اُمِ موسیٰ رحمہا اللہ فرماتی ہیں کہ:

كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ أَنْ يُّفْطِرُوا عَلَى الْبُسْرِ ، أَوِ التَّمْرِ (مُصنف ابن أبی شیبة) [2]

ترجمہ: صحابۂ کرام اس بات کو پسند کرتے تھے کہ وہ تازہ کھجور یا چھوارے سے روزہ افطار کریں (ابنِ ابی شیبہ)

اس لئے افضل یہ ہے کہ کھجور سے اور وہ میسر نہ ہو تو چھوارے سے ورنہ پھر پانی سے افطار کیا جائے، اور اگر پانی میں دودھ یا کوئی دوسرا مشروب شامل کر لیا جائے تو تب بھی کوئی حرج نہیں۔ ایک روایت میں کھجور سے یا ایسی چیز سے افطار کرنے کا ذکر ہے، جو آگ پر نہ پکائی گئی ہو۔ [3]

---

[1] (إذا أفطر أحدكم) أی دخل وقت فطره من صومه (فليفطر) ندبا (على تمر) أی بتمر والأفضل سبع والأولى من رطب فعجوة لخبر الترمذی كان يفطر على رطبات فإن لم يكن فتمرات فإن لم يكن حسا حسوات من ماء ولم ينص على الرطب هنا لقصر زمنه (فإنه بركة) أی فإن الإفطار عليه ثوابا كثيرا فالأمر به شرعی وفيه شوب إرشاد لأن الصوم ينقص البصر ويفرقه والتمر يجمعه ويرد الذاهب لخاصية فيه ولأن التمر إن وصل إلى المعدة وهی خالية أغذى وإلا أخرج بقايا الطعام (فإن لم يجد تمرا) يعنی لم يتيسر (فليفطر على الماء) القراح (فإنه طهور) بالفتح مطهر محصل للمقصود مزيل للوصال الممنوع ومن ثم من الله به على عباده بقوله تعالى *(وأنزلنا من السماء ماء طهورا) * وبما تقرر علم وجه حكمة تخصيص التمر دون غيره مما فی معناه من نحو تين وزبيب وأنه لا يقوم غيره مقامه عند تيسره فزعم أن القصد منه أن لا يدخل جوفه إلا حلوا لم تمسه النار فی حيز المنع وورد الفطر على اللبن لكن سنده ساقط فيقدم الماء عليه لهذا الحديث .(حم وابن خزيمة حب) كلهم فی الصوم (عن سلمان) بفتح فسكون (ابن عامر) بن أوس (الضبی) بفتح المعجمة وكسر الموحدة صحابی سكن البصرة وبها مات .قال مسلم :ليس فی الصحب ضبی غيره واعترض قال الترمذی حسن صحيح(فيض القدير، تحت رقم الحديث ۴۶۴)

[2] رقم الحديث، كتاب الصيام ، مَنْ كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُفْطِرَ عَلَى تَمْرٍ ، أَوْ مَاءٍ.

[3] عَنْ أَنَسٍ، قَالَ :كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُفْطِرَ عَلَى ثَلَاثِ تَمَرَاتٍ أَوْ شَیْءٍ لَمْ تُصِبْهُ النَّارُ (مسند ابی يعلی، رقم الحديث ۳۳۰۵، واللفظ لهٗ؛ المطالب العالية للعسقلانی، رقم الحديث ۱۰۶۶)

قال الحافظ البوصيری:رواه أبويعلى، ورواته ثقات، وأبوداود والترمذی وحسنه دون قوله" :أو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ایک روایت میں دودھ سے افطار کرنے کا بھی ذکر ہے۔ [1]

جس سے معلوم ہوا کہ کھجور، چھوارے یا پانی سے افطار کرنا ضروری نہیں، بلکہ کسی اور پاکیزہ چیز مثلاً دودھ سے بھی افطار کرنا جائز ہے۔

البتہ اگر با آسانی میسر ہو، اور کوئی عذر بھی نہ ہو، تو کھجور سے افطار کرنا افضل ہے۔

کھجور سے افطار کرنے میں بہت سی خوبیاں اور کمالات موجود ہیں، کیونکہ کھجور کے بے مثال طبی فوائد ہیں۔

چنانچہ بلغم اور سردی کے اثر سے پیدا ہونے والی یادداشت کی کمزوری کا بہترین علاج ہے، دل اور گردوں کو قوت دیتی ہے اور بدن میں خون کی کمی کو دور کرتی ہے، سانس کی تکلیف اور خاص

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

شیء لم تصبه النار (اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، تحت رقم الحديث ۲۲۸۴، باب الفطر على التمر والنهى عن عن الوصال)

وقال الهيثمي: رواه أبو يعلى، وفيه عبد الواحد بن ثابت، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۸۸۶، باب على أى شيء يفطر)

وفي حاشية مسند احمد: وأخرجه أبو يعلى من طريق أبي ثابت عبد الواحد بن ثابت، عن ثابت، عن أنس بلفظ :كان النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يحب أن يفطر على ثلاث تمرات، أو شيء لم تصبه النار .وإسناده ضعيف لضعف أبي ثابت هذا (تحت رقم الحديث ۱۲۶۷۶)

وقال المناوى:(كان يحب أن يفطر على ثلاث تمرات) لما فيه من تقوية البصر الذى يضعفه الصوم (أو شيء لم تصبه النار) أى ليس مصنوعا بنار كلبن وعسل فيندب لنا التأسى به في ذلك.

(ع) عن إبراهيم بن حجاج عن عبد الواحد بن زياد عن ثابت (عن أنس) بن مالك رمز المصنف لحسنه وليس كما قال قال ابن حجر :عبد الواحد قال البخارى :منكر الحديث اه.وقال الهيثمي : فيه عبد الواحد بن ثابت وهو ضعيف (فيض القدير، تحت رقم الحديث ۶۹۹۷)

[1] أنا أبو القاسم بن حبابة نا أبو بكر محمد بن إبراهيم بن نيروز الأنماطي نا أبو يعقوب إسحاق بن الضيف نا عبد الرزاق نا جعفر بن سليمان عن ثابت عن أنس قال كان رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يستحب إذا أفطر أن يفطر على لبن فإن لم يجد فتمر فإن لم يجد حسا حسوات من ماء (تاريخ دمشق لابن عساكر، ج۸، ص۲۲۶)

(كان يستحب إذا أفطر) من صومه (أن يفطر على لبن) هذا محمول على ما إذا فقد الرطب أو التمر أو الحلو أو على أنه جمع مع التمر غيره كاللبن جمعا بين الأخبار.

(قط عن أنس) بن مالك رمز المصنف لحسنه(فيض القدير ،تحت رقم الحديث،۷۰۳۶)

کردمہ میں مفید ہے، کھانسی، بخار، اور پیچش میں اس کے استعمال سے افاقہ ہوتا ہے، یہ قبض کشا اور پیشاب آور ہے، قوتِ باہ کو بڑھانے میں مددگار ہے۔

غرضیکہ کھجور کا استعمال ایک مکمل غذا بھی ہے اور اچھی صحت کے لئے ایک لاجواب ٹانک بھی۔

بعض اہلِ علم حضرات فرماتے ہیں کہ جب معدہ خالی ہوتا ہے اور کھانے کی خواہش ہوتی ہے تو کھانے کو معدہ خوب قبول کرتا ہے ایسی حالت میں کھجور جیسی لطیف اور نرم مقوّی غذا بدن کی قوت میں جلدی سرایت کرتی ہے، اور اس سے نظر کو بھی بہت فائدہ ہوتا ہے۔ [۱]

---

[۱] بعض حضرات نے ہر میٹھی چیز کو کھجور کا حکم دے کر اس سے افطار کو مستحب قرار دیا ہے۔
لیکن بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ اگر (حدیث میں) میٹھی چیز ہی سے افطار کے استحباب کو بیان کرنا مقصود ہوتا تو تمر (کھجور) وغیرہ کے بعد پانی کے بجائے کسی اور میٹھی چیز (مثلاً شہد وغیرہ) کا ذکر ہوتا حالانکہ ایسا نہیں جس سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ (حدیث میں) کھجور وغیرہ کا تذکرہ میٹھی چیز سے افطار کے استحباب کو بیان کرنے کے لئے نہیں بلکہ چونکہ مدینہ منورہ میں کھجور اور پانی ہی دو ایسی چیزیں تھیں جو عام میسر آسکتی تھیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول انہی چیزوں سے افطار کرنے کا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کو بھی ان کی سہولت کے پیشِ نظر اسی کا مشورہ دیا کرتے تھے (ملاحظہ ہو: درس ترمذی ج۲ ص۵۳۹، ابواب الصوم، باب ماجاء مایستحب علیہ الافطار)

وعللوه بان الصوم يضعف البصر والافطار على الحلو يقوى البصر لكن لم يذكر فى الحديث بعدالتمر الاالماء فلعله خرج مخرج الغالب فى المدينه من وجود الرطب فى زمنه ووجود التمر فى بقية السنة وتيسير الماء بعدهما بخلاف الحلواوالعسل وان كان العسل موجوداً عندهم لكن يحتاج الى ما يحمل فيه اذا كانوا خارج منازلهم اوفى الاسفار(عمدة القارى شرح بخارى ج ٨ ص ١٦٢)

(كان يفطر) إذا كان صائما (على رطبات قبل أن يصلى) المغرب (فإن لم يكن رطبات) أى لم تيسر (فتمرات) أى فيفطر على تمرات (فإن لم تكن تمرات) أى لم تتيسر (حسا حسوات من ماء)بحاء وسين مهملتين جمع حسوة بالفتح المرة من الشراب .قال ابن القيم :فى فطره عليها تدبير لطيف فإن الصوم يخلى المعدة من الغذاء فلا يجد الكبد منها ما يجذبه ويرسله إلى القوى والأعضاء فيضعف والحلو أسرع شيئا وصولا إلى الكبد وأحبه إليها سيما الرطب فيشتد قبولها فتنتفع به هى والقوى فإن لم يكن فالتمر لحلاوته وتغذيته فإن لم يكن فحسوات الماء تطفء لهيب المعدة وحرارة الصوم فتنتبه بعده للطعام وتتلقاه بشهوة اهـ .وقال غيره فى كلامه على هذا الحديث :هذا من كمال شفقته على أمته وتعليمهم ما ينفعهم فإن إعطاء الطبيعة الشيئ الحلو مع خلو المعدة أدعى لقبوله وانتفاع القوى سيما القوة الباصرة فإنها تقوى به وحلاوة رطب المدينة التمر ومرباهم عليه وهو عندهم قوت وأدم وفاكهة وأما الماء فإن الكبد يحصل لها بالصوم نوع يبس فإذا رطبت بالماء انتفعت بالغذاء بعده ولهذا كان الأولى بالظمأ الجائع البداء ة بشرب قليل ثم يأكل وفيه ندب الفطر على التمر ونحوه(فيض القدير للمناوى،تحت رقم الحديث ٧١٢٠)

یاد رہے کہ بعض مرد اور بعض عورتیں نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں اور اس میں ثواب سمجھتے ہیں یہ عقیدہ غلط ہے (بہشتی زیور)

اور بعض لوگ رمضان کے ایک عشرہ میں کھجور سے اور ایک عشرہ میں پانی سے اور ایک عشرہ میں نمک سے افطار کرنے کو افضل سمجھتے ہیں یہ تفصیل اور تقسیم بھی شریعت سے ثابت نہیں، بلکہ من گھڑت ہے۔

بعض لوگ افطار کے وقت بہت سی چیزوں کا تو اہتمام کرتے ہیں، مگر حلال چیز کا اہتمام نہیں کرتے، اور ناجائز طریقے سے حاصل شدہ مال کو افطار کے لئے استعمال کرتے ہیں، حالانکہ عام دنوں میں بھی اور بطورِ خاص رمضان اور افطار میں حرام سے بچنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

روزہ جلدی افطار کرنا

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۷)

یعنی تم رات تک روزہ کو پورا کرلیا کرو (سورہ بقرہ)

اس آیت میں روزہ کے آخری وقت کا بیان ہے اور جو روزہ کا آخری وقت ہے وہی روزہ افطار کرنے کا وقت ہے، اور وہ رات شروع ہونے کا وقت ہے، اور شرعی اعتبار سے رات سورج غروب ہونے پر شروع ہوجاتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِذَا اَقْبَلَ الَّیْلُ مِنْ ھَا ھُنَا وَاَدْبَرَ النَّھَارُ مِنْ ھَاھُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ (بخاری) [1]

---

[1] رقم الحدیث ۱۹۵۴، کتاب الصوم، باب متیٰ یحل فطر الصوم، واللفظ لہٗ، مسلم، باب بیان وقت انقضاء الصوم؛ ترمذی، بَاب مَا جَاء َ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ وَأَدْبَرَ النَّهَارُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۱.

ترجمہ: جب رات اُدھر سے (یعنی مشرق سے) آجائے اور دن ادھر سے (یعنی مغرب سے) چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار صاحبِ افطار ہو گیا (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورج غروب ہوتے ہی روزہ کا وقت مکمل ہو جاتا ہے۔ ۱؎ اور اسی وجہ سے اگر کسی نے غروب ہونے کے بعد روزہ افطار نہیں کیا تب بھی اس کا روزہ مکمل ہو جاتا ہے، اور اگر سورج غروب ہونے کے بعد افطاری کی نیت کے بغیر بھی کچھ کھا پی لے، تب بھی روزہ ادا ہو جاتا ہے۔

احادیث میں روزہ سورج غروب ہونے کے بعد جلدی افطار کرنے کی ترغیب آئی ہے۔

چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَایَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَاعَجَّلُوْا الْفِطْرَ (بخاری) ۲؎

ترجمہ: لوگ اس وقت تک خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا یَزَالُ الدِّیْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ (ابوداؤد) ۳؎

۱؎ ذکر معناه :قوله :(إذا أقبل الليل من ههنا) أى :من جهة المشرق .(وأدبر النهار من ههنا) أى :من المغرب، وقد مر الكلام فيه فى باب الصوم فى السفر والإفطار فى آخر حديث عبد الله بن أبى أوفى .قوله :(فقد أفطر الصائم) ، أى :دخل فى وقت الفطر، وقال ابن خزيمة :لفظه خبر ومعناه الأمر أى :فليفطر الصائم(عمدة القارى للعينى، ج ۱۱ ص ۶۵، باب متى يحل فطر الصائم)

۲؎ رقم الحديث ۱۹۵۷، كتاب الصوم ،باب تعجيل الافطار، واللفظ لهٗ؛ مسلم،رقم الحديث ۱۰۹۸ "۴۸" باب فضل السحور؛ ترمذى،رقم الحديث ۶۹۹، باب ماجاء فى تعجيل الافطار.

۳؎ رقم الحديث ۲۳۵۳،كتاب الصوم، باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ، واللفظ لهٗ؛ مسنداحمد، رقم الحديث ۹۸۱۰؛ مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۹۰۳۷؛ سنن كبرىٰ نسائى، رقم الحديث ۳۲۹۹؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۳۶۳۳؛ صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث ۲۰۶۰؛ صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۳۵۰۳؛ مستدرك حاكم، رقم الحديث ۱۵۷۳.

فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح دون قوله:إن اليهود والنصارى يؤخرون، وهذا إسناد حسن.
وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

ترجمہ: دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے (ابوداؤد)

بعض اور احادیث میں بھی جلدی افطار کرنے کو پسند کیا گیا ہے۔ [۱]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُؤَخِّرَ سُحُوْرَنَا ، وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا ، وَأَنْ نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِيْ صَلَاتِنَا (صحیح ابنِ حبان) [۲]

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے، کہ ہم سحری میں تاخیر کریں (یعنی رات کے آخری حصے میں صبح صادق ہونے سے پہلے سحری کھائیں) اور افطار میں (غروب ہوتے ہی) جلدی کریں، اور ہم نماز میں اپنے دائیں ہاتھوں سے بائیں ہاتھوں کو تھامیں (ابنِ حبان)

افطار میں جلدی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ غروب کا یقین ہوجانے کے بعد دیر نہ کی جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ ابھی تک غروب کا پوری طرح یقین بھی نہ ہوا ہو اور جھٹ روزہ افطار کرلیا

---

[۱] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ :إِنَّ أَحَبَّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا " (ترمذی، رقم الحديث ۷۰۰، باب ماجاء فی تعجيل الافطار، واللفظ لهٗ؛ مسند احمد، رقم الحديث ۷۲۴۱؛ المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۱۴۹؛ صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث ۲۰۶۲؛ مسند ابی يعلیٰ، رقم الحديث ۵۹۷۴؛ صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۳۵۰۷)

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ (ترمذی، تحت رقم الحديث ۷۰۱)

وفی حاشية مسند احمد: إسناده ضعيف، قرة -وهو ابن عبد الرحمن المعافری المصری -الجمهور علی تضعيفه، وتساهل بعضهم فوثقه، روی له مسلم مقرونا بغيره، وأصحاب السنن الأربعة.

[۲] رقم الحديث ۱۷۷۰، ج۵ص۶۷، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاه، باب ذِكْرُ الْإِخْبَارِ عَمَّا يُسْتَحَبُّ لِلْمَرْءِ مِنْ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الْيَسَارِ فِي صَلَاتِهِ، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۱۴۸۵؛ مسند عبد بن حميد، رقم الحديث ۲۲۶؛ سنن دار قطنی، رقم الحديث ۱۰۹۲.

قال الهيثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۶۰۹، بَابُ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْأُخْرَى)

جائے کیونکہ اس میں جلدی کی فضیلت کا حاصل ہونا تو دور کی بات ہے، روزہ ہونے نہ ہونے کا ہی خطرہ ہے۔

سورج غروب ہونے کے وقت میں تھوڑی سی احتیاط اختیار کی جائے تو مناسب ہے، کیونکہ بعض اوقات گھڑی میں کچھ فرق ہوجاتا ہے اور جنتری ونقشوں اور ان کو استعمال کرنے والوں کی جگہ وغیرہ کے مختلف ہونے کے اعتبار سے بھی تھوڑا بہت فرق ممکن ہوتا ہے۔

لہٰذا احتیاط کے مسئلہ کو جلدی افطار کرنے کے اصول کے خلاف قرار نہیں دیا جاسکتا۔

انتباہ: سورج غروب ہونے کے بعد رات کا شروع ہوجانا اور افطار کا حلال ہوجانا قرآن وسنت کے واضح دلائل سے ثابت ہے، لیکن بہت سے روافض واہلِ تشیع کے نزدیک سورج غروب ہوجانے کے کافی دیر بعد جب آسمان پر ستارے خوب ظاہر ہوجائیں اور سیاہی پھیل جائے تب افطار کا وقت ہوتا ہے۔

مگر روافض واہلِ تشیع کا یہ مذہب قرآن وسنت کے خلاف ہے، بعض سنی لوگ روافض سے متاثر ہوکر دیر سے افطار کرتے ہیں جو کہ غلط طریقہ ہے۔ [1]

مغرب کی نماز سے پہلے افطار کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] (عن أبي هريرة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-لا يزال الدين ظاهرا ") أى غالبا وعاليا أو واضحا ولائحا "ما عجل الناس الفطر "أى مدة تعجيلهم الفطر "لأن اليهود والنصارى يؤخرون "أى الفطر إلى اشتباك النجوم وتبعهم الأرفاض فى زماننا (مرقاة المفاتيح ج۴ص۱۳۸۷، كتاب الصوم، باب فى مسائل متفرقة، الفصل الثالث)

ويدخل وقتها بالغروب إجماعا، وكأنه اكتفى بذكر المغرب ولا يعتد بخلاف الشيعة، وخبر :إنه صلى الله عليه وسلم صلى المغرب عند اشتباك النجوم باطل، بل صح " :لا تزال أمتى على الفطرة ما لم يؤخروا المغرب حتى تشتبك النجوم "، وتأخيره عليه الصلاة والسلام لها كما فى أحاديث صحيحة لبيان الجواز، ونقل الترمذى عن العلماء كراهية تأخيرها عن أوله، كذا ذكره ابن حجر (مرقاة المفاتيح، ج۲ص۵۱۷، كتاب الصلاة، باب المواقيت)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ (ترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مغرب کی) نماز سے پہلے افطار کیا کرتے تھے

(ترمذی)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

مَـا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ صَلّٰى صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يُفْطِرَ وَلَوْ عَلٰى شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ (صحيح ابن حبان) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے افطار کرنے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھی ہو اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ ہی سے افطار کر لیا ہو (ابنِ حبان)

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ:

كَـانَ لَا يُـصَلِّي الْمَغْرِبَ حَتّٰى يُفْطِرَ وَلَوْ عَلٰى شَرْبَةٍ مِّنْ مَّآءٍ (مستدرک حاکم) [3]

---

[1] رقم الحديث ٦٩٦، ابواب الصوم، بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ عَلَيْهِ الْإِفْطَارُ، واللفظ لهٗ؛ ابوداؤد، رقم الحديث ٢٣٥٦؛ مسند احمد، رقم الحديث ١٢٦٧٦،

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير جعفر بن سليمان، فمن رجال مسلم.

[2] رقم الحديث ٣٥٠٤، كتاب الصوم باب الافطار وتعجيله، ذِكْرُ الِاسْتِحْبَابِ لِلصُّوَّامِ تَعْجِيلُ الْإِفْطَارِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، واللفظ لهٗ، مسند ابی يعلیٰ، رقم الحديث ٣٧٩٢؛ مسند بزار، رقم الحديث ٧١٢٧.

قال المنذری: رَوَاهُ أَبُو يعلى وَابْن خُزَيْمَة وَابْن حبَان فِي صَحِيحَيْهِمَا (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ١٦٣٢، التَّرْغِيب فِي تَعْجِيل الْفطر وَتَأْخِير السّحُور)

وقال الهيثمی :رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى ، وَالْبَزَّارُ ، وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ ، وَرِجَالُ أَبِي يَعْلَى رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٤٨٨٣، ج٣ص ١٥٥، بَابُ تَعْجِيلِ الْإِفْطَارِ وَتَأْخِيرِ السُّحُورِ)

فی حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[3] رقم الحديث ١٥٧٧، ج ١ ص ٥٩٧، كتاب الصوم، واللفظ لهٗ؛ مسند ابی يعلیٰ، رقم الحديث

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرنے سے پہلے مغرب کی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے، اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ پر ہی افطار کیوں نہ کر لیتے (حاکم)

مذکورہ احادیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مغرب کی نماز سے پہلے افطار فرمانے کا ثابت ہوا، لہٰذا اسی کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

البتہ اگر کوئی اتفاق سے یا کسی عذر و مجبوری سے مغرب کی نماز کے بعد افطار کرے، تو تب بھی کوئی گناہ نہیں اور اس سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

۳۷۹۲، مسند البزار، رقم الحدیث۷۱۲۷، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۸۷۹۳؛ صحیح ابنِ خزیمۃ، رقم الحدیث ۲۰۶۳؛ مُصنف ابن أبی شیبۃ، رقم الحدیث ۹۸۸۲، مَنْ کَانَ یُحِبُّ أَنْ یُفْطِرَ قَبْلَ أَنْ یُصَلِّیَ.

قال الھیثمی:رواہ أبو یعلی، والبزار، والطبرانی فی الأوسط، ورجال أبی یعلی رجال الصحیح(مجمع الزوائد ج۳ص ۱۵۵)

[1] حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَی ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِیِّ ، عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ؛ أَنَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ کَانَا یُصَلِّیَانِ الْمَغْرِبَ إِذَا رَأَیَا اللَّیْلَ ، وَکَانَا یُفْطِرَانِ قَبْلَ أَنْ یُصَلِّیَا (مصنف ابن أبی شیبۃ، رقم الحدیث ۹۸۸۵، مَنْ کَانَ یُحِبُّ أَنْ یُفْطِرَ قَبْلَ أَنْ یُصَلِّیَ)

عن حمید بن عبد الرحمن بن عوف أنہ أخبرہ :أن عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان کانا یصلیان المغرب حین ینظران اللیل الأسود قبل أن یفطروا ثم یفطران بعد الصلاۃ فی رمضان .

قال محمد :وھذا کلہ واسع فمن شاء أفطر قبل الصلاۃ ومن شاء أفطر بعدھا وکل ذلک لا بأس بہ (موطأ روایۃ محمد بن الحسن، رقم الروایۃ ۳۶۴، ابواب الصیام، باب تعجیل الإفطار، واللفظ لہٗ؛ مسند الشامیین للطبرانی، رقم الحدیث ۳۰۷۰)

(وعن أنس قال :کان النبی -صلی اللہ علیہ وسلم -یفطر) أی فی صیامہ (قبل أن یصلی) أی المغرب، وفیہ إشارۃ إلی کمال المبالغۃ فی استحباب تعجیل الفطر، وأما ما صح أن عمر وعثمان -رضی اللہ عنھما -کانا برمضان یصلیان المغرب حین ینظران إلی اللیل الأسود ثم یفطران بعد الصلاۃ فھو لبیان جواز التأخیر لئلا یظن وجوب التعجیل، ویمکن أن یکون وجھہ أنہ -صلی اللہ علیہ وسلم -کان یفطر فی بیتہ ثم یخرج إلی صلاۃ المغرب، وأنھما کانا فی المسجد ولم یکن عندھما تمر ولا ماء ، أو کانا غیر معتکفین، ورأیا الأکل والشرب لغیر المعتکف مکروھین، لکن إطلاق الأحادیث ظاھر فی استثناء حال الإفطار، واللہ أعلم (مرقاۃ المفاتیح، ج۴ص ۱۳۸۵، کتاب الصوم، باب فی مسائل متفرقۃ، الفصل الثانی)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

رمضان میں افطار کی وجہ سے مغرب کی نماز میں تاخیر کرنا

جس طرح روزہ افطار کرنے کا وقت سورج غروب ہونے پر ہوجاتا ہے، اسی طرح مغرب کی نماز کا وقت بھی سورج کے غروب ہونے پر شروع ہوجاتا ہے۔

اوراحادیث میں عام حالات میں مغرب کی نماز کو جلد از جلد ادا کرنے کی ترغیب آئی ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیز صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مغرب کی نماز غروب ہونے کے بعد بلا تاخیر ادا کرنا اوراس کی ترغیب وفضیلت ثابت ہے۔

اور تاروں کے خوب چٹکنے اور چمکنے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھ لینے میں خیر بتلائی گئی ہے۔

جس کے پیشِ نظر عام حالات میں مغرب کی نماز جلداز جلد پڑھنا مستحب وافضل ہے۔ [1]

لیکن رمضانُ المبارک میں چونکہ مغرب کی نماز اور روزہ افطار کرنے کا وقت ایک ساتھ شروع ہوتا ہے، اور افطار کے وقت کھانے کی طرف رغبت وطلب ہوتی ہے، اور افطار کئے بغیر نماز پڑھنے کی صورت میں نماز کا خشوع کمزور یا فوت ہوجاتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افطار کے بعد نماز کا ثبوت ملتا ہے، اس لئے زیادہ مناسب طریقہ یہی ہے۔

کئی احادیث سے نماز سے پہلے افطار کرنے اور کھانا کھانے کا حکم ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَأَحَدُكُمْ صَائِمٌ فَلْيَبْدَأْ بِالْعَشَاءِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَلَا تُعْجَلُوْا عَنْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وتعجيل الافطار افضل فيستحب ان يفطر قبل الصلاة (الفتاویٰ الهندية، ج ۱ ص ۲۰۰، کتاب الصوم، الباب الثالث)

ويستحب الافطار قبل الصلاة (طحطاوی شرح المراقی، ص ۲۸۳، کتاب الصوم، فصل فيما يكره للصائم)

[1] وأجمع كل من نحفظ عنه من أهل العلم على أن التعجيل بصلاة المغرب أفضل وكذلك نقول (الاوسط لابن المنذر، تحت حديث رقم ۹۹۳)

عَشَائِكُمْ (ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کھڑی کردی جائے، اور تم میں سے کوئی روزہ سے ہو، تو اُسے چاہئے کہ مغرب کی نماز سے پہلے کھانا کھالے، اورتم نماز کو اپنے کھانے سے پہلے نہ پڑھو (ابنِ حبان)

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ أَحْيَانًا نَلْقَاهُ، وَهُوَ صَائِمٌ، فَيُقَدَّمُ لَهُ الْعَشَاءُ، وَقَدْ نُودِيَ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ تُقَامُ، وَهُوَ يَسْمَعُ - يَعْنِي الصَّلَاةَ - فَلَا يَتْرُكُ عَشَاءَهُ، وَلَا يَعْجَلُ حَتّٰى يَقْضِيَ عَشَاءَهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ، وَيَقُوْلُ: إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: لَا تَعْجَلُوْا عَنْ

---

[1] رقم الحديث ٢٠٦٨، ج٥ص ٤٢٢، كتاب الصلاة، باب فرض الجماعة والاعذار التى تبيح تركها، ذكر البيان بأن التخلف عن إتيان الجماعات عند حضور العشاء إنما يجب ذلك إذا كان المرء صائما أو تاقت نفسه إلى الطعام فآذته؛ المعجم الاوسط، رقم الحديث ٥٠٧٥؛ شرح مشكل الآثار، رقم الحديث ١٩٩٢.

فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح .العباس بن أبى طالب :هو العباس بن جعفر بن عبد الله، ثقة، ومن فوقه من رجال الصحيح.

قال الهيثمى: قلت :هو فى الصحيح خلا قوله" :وأحدكم صائم ."رواه الطبرانى فى الأوسط ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٢١٩١، باب الأعذار فى ترك الجماعة)

وقال الالبانى: وقال الطبرانى: "لم يقل فى هذا الحديث" :وأحدكم صائم فليبدأ بالعشاء قبل صلاة المغرب "إلا عمرو بن الحارث، تفرد به موسى بن أعين ."قلت :كلاهما ثقة من رجال الشيخين، فلا يضر تفردهما، لا سيما والذين شاركوهم فى رواية أصل الحديث قد رووه بألفاظ متقاربة، يزيد بعضهم على بعض فى "الصحيحين "وغيرهما، وأقربهم ابن وهب قال :أخبرنى عمرو عن ابن شهاب بتمامه نحوه؛ إلا أنه لم يقل " :وأحدكم صائم ."أخرجه مسلم ٧٢/٢.وتابعه أيضاً بكر بن مضر عن عمرو بن الحارث به .أخرجه أبو عوانة ١٦/٢ . وتابع عمراً :عقيل عن ابن شهاب به نحوه .أخرجه البخارى ٦٧٢ . يضاف إلى ما سبق أن هذه الزيادة " :وأحدكم صائم "لا تنافى الروايات الأخرى، لأنها بإطلاقها وشمولها تشمل الصائم وغيره؛ كما هو ظاهر، بل الصائم هو أولى بهذه الرخص من غير الصائم، كما هو ظاهر .والله أعلم (سلسلة الأحاديث الصحيحة ، تحت رقم الحديث ٣٩٦٤)

عَشَائِكُمْ إِذَا قُدِّمَ إِلَيْكُمْ (مصنف عبدالرزاق) ؎۱

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ ہم سے بعض اوقات روزہ کی حالت میں ملاقات کرتے تھے، پھر آپ کے لئے (افطار کے وقت) شام کا کھانا پیش کیا جاتا تھا، اور مغرب کی نماز کی اذان ہو چکتی تھی، پھر وہ کھڑی بھی ہو جاتی تھی، اور آپ نماز کی آواز سُن رہے ہوتے تھے، مگر آپ اپنا کھانا نہیں چھوڑتے تھے، اور نماز کے لئے جلدی نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ کھانا نہ کھالیں، پھر تشریف لے جا کر نماز پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے سامنے جب شام کا کھانا پیش کر دیا جائے تو تم (نماز کے لئے) جلدی نہ کرو (عبدالرزاق)

ان احادیث کا مضمون اُن احادیث کے مطابق ہے، جن میں بھوک لگنے کی حالت میں کھانا تیار ہونے کی صورت میں پہلے کھانے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ روزہ افطار کرنے کے وقت بھی عموماً بھوک لگی ہوئی ہوتی ہے، اور کھانے کی طلب ہوتی ہے۔ ؎۲

؎۱ رقم الحديث ۲۱۸۹، كتاب الصلاة، بَابُ إِذَا قُرِّبَ الْعَشَاءُ وَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ، واللفظ لهٗ؛ الاوسط لابن المنذر، رقم الحديث ۱۹۱۴.

؎۲ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتُ الصَّلَاةُ فَابْدَءُ وا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرُغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ (بخاری رقم الحديث ۶۷۳، بَاب إِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَأُقِيمَتُ الصَّلَاةُ، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۷۹۹۸، عن ابنِ عمر)

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُدِّمَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُ وا بِهِ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ (بخاری رقم الحديث ۶۷۲، عن انس بن مالك)

إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُ وا بِالْعَشَاءِ (مسلم رقم الحديث ۵۵۷ "۶۴" عن انس)

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتُ الصَّلَاةُ فَابْدَءُ وا بِالْعَشَاءِ (بخاری، رقم الحديث ۶۷۱، بَاب إِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَأُقِيمَتُ الصَّلَاةُ، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۷۹۹۵، عن عائشة)

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ": إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَالْعَشَاءُ فَابْدَءُ وا بِالْعَشَاءِ "(مسند احمد رقم الحديث ۱۶۵۲۱، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۷۹۹۹، عن سلمة بن الاكوع)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ إِقْبَالُهُ عَلٰى حَاجَتِهِ حَتّٰى يُقْبِلَ عَلٰى صَلَاتِهِ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ (الزهد والرقائق لابن المبارک) ؎۱

ترجمہ: آدمی کے فقہ (وسمجھداری) کی نشانی میں سے یہ بات ہے کہ وہ اپنی (کھانے پینے وغیرہ کی) حاجت کی طرف متوجہ ہو، اپنی نماز کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے، تاکہ اس کا دل (نماز اور اس کے خشوع کے لئے) فارغ ہو (الزہد والرقائق)

مطلب یہ ہے کہ کھانے وغیرہ کی ضرورت سے فارغ ہوکر اس حال میں نماز پڑھنا کہ دل کھانے کی طرف متوجہ نہ ہو، یہ آدمی کے سمجھدار ہونے کی نشانی ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھوک لگی ہوئی ہو، اور کھانا تیار ہو، تو نماز میں صحیح خشوع حاصل نہیں ہوتا، اس لئے ایسی صورت میں کھانے کے تقاضے سے فارغ ہوکر نماز پڑھنے کو فقہ اور سمجھداری کی علامت اور اس کا حکم دیا گیا۔ ؎۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم :إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَؤُوا بِالْعَشَاءِ.(مصنف ابن ابی شيبة،رقم الحديث ۷۹۹۷،عن ام سلمة)

عن ابی المليح قال: كُنَّا مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَقَدْ خَرَجَ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَتُلُقِّيَ بِقَصْعَةٍ فِيهَا ثَرِيدٌ وَلَحْمٌ ، فَقَالَ :اجْلِسُوا فَكُلُوا فَإِنَّمَا صُنِعَ الطَّعَامُ لِيُؤْكَلَ ، فَأَكَلَ ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ وَمَضْمَضَ وَصَلَّى.(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۸۰۰۴)

؎۱ رقم الحديث ۱۱۴۲، ج۱ص ۴۰۱، باب فضل ذكر الله عزوجل،بخاری فی ترجمة الباب، ج۱ ۱۳۵،كتاب الاذان،باب إذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة، تعظيم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزی رقم الحديث ۱۲۰.

؎۲ وقال الفاكهاني ينبغي حمله على العموم نظرا إلى العلة وهي التشويش المفضي إلى ترك الخشوع وذكر المغرب لا يقتضي حصرا فيها لأن الجائع غير الصائم قد يكون أشوق إلى الأكل من الصائم انتهى وحمله على العموم إنما هو بالنظر إلى المعنى إلحاقا للجائع بالصائم وللغداء بالعشاء لا بالنظر إلى اللفظ الوارد (فتح البارى لابنِ حجر، ج۲ص ۱۶۰، قوله باب إذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اگر رمضان کے مہینے میں اذان کے بعد کچھ تاخیر سے نماز پڑھی جائے، اور کچھ تاخیر سے جماعت کھڑی کی جائے، تاکہ اعتدال کے ساتھ افطار کر کے لوگ نماز و جماعت میں شریک ہوسکیں، اور خشوع کے ساتھ نماز ادا کرسکیں، تو اس میں نہ صرف یہ کہ کوئی حرج نہیں، بلکہ اس کی فضیلت زیادہ ہے۔

لیکن مغرب کی نماز میں اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ خوب اندھیرا ہوجائے، اور چھوٹے بڑے تارے اچھی طرح روشن ہوجائیں، کیونکہ احادیث میں اتنی تاخیر کرنے کو ناپسند کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: لَا يَزَالُ أُمَّتِيْ بِخَيْرٍ أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَشْتَبِكَ النُّجُوْمُ

(مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میری اُمت خیر یا فطرت پر قائم رہے گی، جب تک کہ مغرب میں اتنی تاخیر نہ کرے گی کہ ستارے گُتھ جائیں (حاکم)

اسی قسم کی حدیث حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ (إذا أقيمت الصلاة وحضر العشاء) كسماء ما يؤكل عند العشاء والمراد بحضوره وضعه بين يدى الآكل أو قرب حضوره لديه وقد تاقت نفسه له (فابدؤوا) ندبا (بالعشاء) إن إتسع الوقت فيأكل لقيمات يكسر بها حدة الجوع على وجه لكن الأصح يأكل حاجته وذلك لما فى تركه من فوت الخشوع أو كماله (فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۴۷۳)

[1] رقم الحديث ٦٨٥، ج ا ص ٣٠٣، كتاب الصلاة، باب فى مواقيت الصلاة؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۴۱۸، بَابٌ فِي وَقْتِ الْمَغْرِبِ؛ مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۵۳۴.
قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَلَهُ شَاهِدٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ.
وقال الذهبى: على شرط مسلم وله شاهد صحيح.
وفى حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

[2] عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَزَالُ أَمْرُ أُمَّتِي عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى يَشْتَبِكَ النُّجُومُ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ٦٨٦؛ ابن ماجه، رقم الحديث ٦٨٩)

ستارے چٹخنے اور چمکنے سے مراد یہ ہے کہ بڑے چھوٹے ستارے خوب اور کثرت سے نظر آنے لگیں، نہ یہ کہ صرف بعض اور تیز ستارے نظر آنے لگیں، اور یہ کیفیت اسی وقت ہوتی ہے، جب زمین پر غیر معمولی اندھیرا چھاجاتا ہے۔ [1]

لہٰذا رمضان میں مغرب کی نماز اور جماعت افطار کے بعد اتنی تاخیر سے ادا کرنا کہ بھوک کا تقاضا جاتا رہے، اور نماز یکسوئی اور خشوع کے ساتھ ادا کی جاسکے، یہ شریعت کے تقاضوں کے

---

[1] (وعن أبی أیوب) : أی :الأنصاری (قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :لا یزال ") : بالتحتانیة، وقیل بالفوقیة (أمتی بخیر -أو قال :علی الفطرة -) : أی :السنة المستمرة، أو الإسلام الذی لم یدخله تبدیل فی أرکانه ومتمماته، شک من الراوی (ما لم یؤخروا المغرب إلی أن تشتبک النجوم) : أی :تصیر مشتبکة کالشبکة قاله ابن الملک .أی :یظهر جمیعها ویختلط بعضها ببعض، وهذا یدل علی أن لا کراهة بمجرد الطلوع، وقال الطیبی :أی تختلط لکثرة ما ظهر منها، وفی شرح السنة اختار أهل العلم من الصحابة والتابعین ومن بعدهم تعجیل المغرب اهـ .وما وقع من تأخیره -علیه الصلاة والسلام -فی أحادیث صحیحة محمول علی بیان الجواز .(رواه أبو داود) : وفی سنده محمد بن إسحاق صاحب المغازی، وصرح بالتحدیث فحدیثه صحیح، قاله میرک (مرقاة المفاتیح ،ج۲ص ۵۳۴،۵۳۵، کتاب الصلاة، باب تعجیل الصلوات)

(لا تزال أمتی علی الفطرة) أی السنة وفی روایة بخیر (ما لم یؤخروا المغرب) أی صلاتها (إلی اشتباک النجوم) أی انضمام بعضها إلی بعض وظهورها کلها بحیث یختلط إنارة بعضها ببعض ویظهر صغارها من کبارها حتی لا یخفی منها شیئ وفیه رد علی الشیعة فی تأخیرهم إلی ظهور النجوم وأن الوصال یحرم علینا شرعا لأن تأخیر الفطر إذا کان ممنوعا فترکه بالکلیة أشد منعا (حم د)(فیض القدیر للمناوی تحت حدیث رقم ۹۷۷۲)

قال رسولُ الله -علیه السلام " :-لا تزال أمّتی علی الفِطرة ما لم یؤخروا المَغرب حتی تشتبک النجوم ."والمرادُ من الفطرة :السُّنَّة؛ کما فی قوله -علیه السلام " :-عشر من الفطرة ."قوله ": إلی أن تَشتبک النجُوم "أن :مَصدریة، والتقدیر :إلی اشتباک النجوم .قال ابن الأثیر ": اشتبکت النجوم أی :ظهرت جمیعها واختلط بعضها ببعض لکثرة ما ظهر منها (شرح ابی داوٗد للعینی، ج۲، ص۲۸۵، کتاب الصلاة، بَاب :فِی وَقتِ المَغرب)

وقوله :إلی أن تشتبک النجوم ، فکلمة "أن "مصدریة والتقدیر إلی أن اشتباک النجوم یقال اشتبک النجوم إذا ظهرت جمیعها واختلط بعضها ببعض لکثرة ما ظهر منها، وجه التمسک أن التأخیر لما کان سببا لزوال الخیر کان التعجیل سببا لاستجلائه وکلمة ما فی المتن توقیت الفعل بمعنی المصدر إلی زمان تعجیلهم للمغرب (البنایة شرح الهدایة، ج۲، ص۴۵، باب تعجیل المغرب)

واشتباکها کثرتها (تبیین الحقائق ج ۱ ص ۸۴،کتاب الصلاة، باب مواقیت الصلاة)

وَالْمَغْرِبِ إلَی اشْتِبَاکِ النُّجُومِ یُکْرَهُ کَرَاهَةَ تَحْرِیمٍ (البحرالرائق، ج ۱ ، ص ۲۶۱،کتاب الصلاة)

عین مطابق ہے، اسی پر عمل کرنا چاہئے، بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ زمین پر خوب اندھیرا ہوجائے، اور آسمان پر چھوٹے بڑے ستارے خوب کثرت سے روشن اور نمایاں ہوجائیں۔ [۱]

[۱] (وَ) أَخَّرَ (الْمَغْرِبَ إلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ) أَيْ كَثْرَتِهَا (كُرِهَ) أَيْ التَّأْخِيرُ لَا الْفِعْلُ لِأَنَّهُ مَأْمُورٌ بِهِ (تَحْرِيمًا) إلَّا بِعُذْرٍ كَسَفَرٍ، وَكَوْنِهِ عَلَى أَكْلٍ (الدرالمختار مع ردالمحتار)

(قَوْلُهُ :إلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ) هُوَ الْأَصَحُّ .وَفِي رِوَايَةٍ لَا يُكْرَهُ مَا لَمْ يَغِبْ الشَّفَقُ بَحْرٌ أَيْ الشَّفَقُ الْأَحْمَرُ؛ لِأَنَّهُ وَقْتٌ مُخْتَلَفٌ فِيهِ فَيَقَعُ الشَّكُّ .وَفِي الْحِلْيَةِ بَعْدَ كَلَامٍ :وَالظَّاهِرُ أَنَّ السُّنَّةَ فِعْلُ الْمَغْرِبِ فَوْرًا وَبَعْدَهُ مُبَاحٌ إلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ فَيُكْرَهُ بِلَا عُذْرٍ اهـ قُلْت أَيْ يُكْرَهُ تَحْرِيمًا، وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ أَرَادَ الْمُبَاحَ مَا لَا يَمْنَعُ فَلَا يُنَافِي كَرَاهَةَ التَّنْزِيهِ وَيَأْتِي تَمَامُهُ قَرِيبًا .(قَوْلُهُ :أَيْ كَثْرَتِهَا) قَالَ فِي الْحِلْيَةِ :وَاشْتِبَاكُهَا أَنْ يَظْهَرَ صِغَارُهَا وَكِبَارُهَا حَتَّى لَا يَخْفَى مِنْهَا شَيْءٌ، فَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ كَثْرَتِهَا وَانْضِمَامِ بَعْضِهَا إلَى بَعْضٍ .اهـ.(قَوْلُهُ :كُرِهَ) يَرْجِعُ إلَى الْمَسَائِلِ الثَّلَاثَةِ قَبْلَهُ ط .قَوْلُهُ :أَيْ التَّأْخِيرُ لَا الْفِعْلُ) فِيهِ كَلَامٌ يَأْتِي .(قَوْلُهُ :تَحْرِيمًا) كَذَا فِي الْبَحْرِ عَنْ الْقُنْيَةِ، لَكِنْ فِي الْحِلْيَةِ أَنَّ كَلَامَ الطَّحَاوِيِّ يُشِيرُ إلَى أَنَّ الْكَرَاهَةَ فِي تَأْخِيرِ الْعِشَاءِ تَنْزِيهِيًّا وَهُوَ الْأَظْهَرُ .اهـ.(قَوْلُهُ :إلَّا بِعُذْرٍ إلَخْ) ظَاهِرُهُ رُجُوعُهُ إلَى الثَّلَاثَةِ أَيْضًا لَكِنْ ذُكِرَ فِي الْإِمْدَادِ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ إلَى الِاصْفِرَارِ عَنْ الْمِعْرَاجِ أَنَّهُ لَا يُبَاحُ التَّأْخِيرُ لِمَرَضٍ أَوْ سَفَرٍ اهـ وَمِثْلُهُ فِي الْحِلْيَةِ وَاقْتَصَرَ فِي الْإِمْدَادِ وَغَيْرِهِ عَلَى ذِكْرِهِ الِاسْتِثْنَاءَ فِي الْمَغْرِبِ، وَعِبَارَتُهُ إلَّا مِنْ عُذْرٍ كَسَفَرٍ وَمَرَضٍ وَحُضُورِ مَائِدَةٍ أَوْ غَيْمٍ .اهـ.قُلْت وَيَنْبَغِي عَدَمُ الْكَرَاهَةِ فِي تَأْخِيرِ الْعِشَاءِ لِمَنْ هُوَ فِي رَكْبِ الْحُجَّاجِ، ثُمَّ إنَّ لِلْمُسَافِرِ وَالْمَرِيضِ تَأْخِيرَ الْمَغْرِبِ لِلْجَمْعِ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ فِعْلًا كَمَا فِي الْحِلْيَةِ وَغَيْرِهَا :أَيْ بِأَنْ تُصَلَّى فِي آخِرِ وَقْتِهَا وَالْعِشَاءُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا، وَهُوَ مَحْمَلُ مَا رُوِيَ مِنْ جَمْعِهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -بَيْنَهُمَا سَفَرًا كَمَا سَيَأْتِي.(قَوْلُهُ :وَكَوْنِهِ عَلَى أَكْلٍ) أَيْ لِكَرَاهَةِ الصَّلَاةِ مَعَ حُضُورِ طَعَامٍ تَمِيلُ إلَيْهِ نَفْسُهُ وَلِحَدِيثِ إذَا أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ وَحَضَرَ الْعِشَاءُ فَابْدَءُوا بِالْعِشَاءِ) رَوَاهُ الشَّيْخَانِ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۶۸، ۳۶۹، کتاب الصلاۃ)

علامہ شامی رحمہ اللہ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اشتباکِ نجوم تک کی تاخیر کے بارے میں ایک قول تحریمی ہونے کا ہے، لیکن راجح تنزیہی ہونا ہے، اور ایک غیر اصح قول کے مطابق شفقِ احمر کے غروب تک کراہت نہیں ہے۔

احسن الفتاویٰ میں ہے کہ:

> رمضان میں اگر بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پندرہ بیس منٹ تک تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں، اس لئے کہ یہ تاخیر زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے، اور بھوک کی حالت میں کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، لہٰذا کھانے سے فارغ ہو کر اطمینان اور فراغِ قلب کے ساتھ نماز پڑھنا چاہئے (احسن الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۳۸)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسجد میں افطار کرنا

احادیث سے مسجد میں کھانا کھانے کا ثبوت اور اس کے ساتھ مسجدوں کو صاف رکھنے کا حکم ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَأْكُلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ہمارا مشاہدہ وتجربہ ہے کہ عام حالات میں پندرہ بیس منٹ تک اعتدال کے ساتھ افطار کر کے نماز میں شمولیت آسان ہوتی ہے، ضرورت کے وقت اس میں کمی بیشی بھی کی جاسکتی ہے، بس اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ چھوٹے بڑے ستارے خوب روشن ہو جائیں، اور زمین پر اندھیرا غالب آ جائے۔

مختلف علاقوں اور موسموں کے لحاظ سے مذکورہ کیفیت یا بالفاظِ دیگر اشتباکِ نجوم کے اوقات مختلف ہوسکتے ہیں، نیز آب وہوا اور فضاء کے مکدّر، ابر آلود اور صاف ہونے کے اعتبار سے بھی فرق ہوسکتا ہے۔تاہم اگر فلکی لحاظ سے یہ بات محقق ہو جائے کہ معتدل حالات میں سورج کے کتنی ڈگری نیچے چلے جانے کے بعد اشتباکِ نجوم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، تو پھر مختلف علاقوں کے اعتبار سے متعین اوقات کی تخریج کر کے اس کی تحدید وتعیین بھی ممکن ہے۔

اور آج کل شہروں میں آبادی اور مصنوعی روشنیوں کی کثرت اور آسمان کے مناظر دیکھنے میں مشکلات کے باعث اس کی فلکی تحقیق کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

اسی ضرورت کے لئے ہم نے اس پر غور کیا، تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ فلکی اعتبار سے سورج غروب ہونے کے بعد اس کے افق سے 6 ڈگری نیچے چلے جانے تک کی روشنی کو سول ٹیولائٹ (Civil Twilight) کہا جاتا ہے، اس روشنی میں شہری ماحول اور آبادی میں اخبار پڑھنا ممکن ہوتا ہے (جس کا مطلب یہ ہے کہ 6 ڈگری تک اندھیرا زیادہ نہیں ہوتا) اور 6 ڈگری کے بعد سے لے کر 12 ڈگری نیچے جانے تک کی روشنی کو ناٹیکل ٹیولائٹ (Nautical Twilight) کہا جاتا ہے، اس وقت میں سمندری راستوں پر سفر کرنے والوں کو معروف اور واضح ستارے نظر آنے لگتے ہیں (اور سمندری راستوں کی قید سے مصنوعی روشنیوں اور آبادی کی آلودگیوں سے احتراز مقصود ہے، کیونکہ فضا کی آلودگی اور مصنوعی روشنیاں ستاروں کے نظر آنے میں مانع ہوتی ہیں) اور 12 ڈگری سے لے کر 18 ڈگری تک کی روشنی کو آسٹرونومیکل ٹیولائٹ (Astronomical Twilight) کہا جاتا ہے، جس کے بعد رات کا اندھیرا اتنا گہرا ہو جاتا ہے، کہ اب مزید گہرا نہیں ہوسکتا (اور ہماری تحقیق کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اسی وقت سے عشاء کے وقت کا آغاز ہوتا ہے، اور اس سے پہلے پہلے مغرب کا اداوقت ہوتا ہے)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ (ابنِ ماجه) ۱؎

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں روٹی اور گوشت کھالیا کرتے تھے (ابنِ ماجہ)

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

أَكَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِوَاءً فِي الْمَسْجِدِ (مسند

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اس تفصیل کے پیشِ نظر اشتباکِ نجوم اور چھوٹے بڑے ستارے خوب نظر آنے کی کیفیت 12 ڈگری سے 18 ڈگری کے درمیان ہوتی ہے، کیونکہ 12 ڈگری تک اگر کوئی مانع نہ ہو، تو صرف تیز چمکنے والے ستارے ہی واضح نظر آتے ہیں، جبکہ فقہائے کرام کی تصریح کے مطابق اشتباکِ نجوم چھوٹے اور بڑے ستاروں کے واضح نظر آنے کا وقت ہے، لہٰذا اگر سورج غروب ہونے سے لے کر 18 ڈگری کے مطابق درمیانی وقت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے، تو دو تہائی حصہ گزرنے کے کچھ وقت بعد اشتباکِ نجوم کی مذکورہ کیفیت پیدا ہوتی ہے، چنانچہ اگر مثلاً سورج غروب ہونے سے لے کر 18 ڈگری کے مطابق وقت ڈیڑھ گھنٹہ پر مشتمل ہو، تو غروب آفتاب کے ایک گھنٹہ گزرنے کے کچھ دیر بعد ہی اشتباکِ نجوم کی مذکورہ کیفیت پیدا ہوگی، اس سے پہلے نہیں، پس 12 ڈگری یا اس کے کچھ بعد تک مغرب کی نماز سے فراغت حاصل کر لینے میں کراہت نہ ہوگی، صرف استحباب کے خلاف ہوگا، اور افطار کی ضرورت کے لئے اتنی تاخیر میں حرج نہیں۔

اگر اس پر شبہ کیا جائے کہ یہ تو طویل وقت ہے، اور تعجیل کے منافی ہے، تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ تعجیل مستحب ہے، اور یہاں بحث اُس وقت سے متعلق ہے، جو کراہت کو مستلزم ہو، جو کہ اشتباکِ نجوم کا وقت ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان مغرب کا ادا وقت ہے، لہٰذا اگر اس کے اکثر وقت کو کراہت میں داخل مانا جائے، تو اس میں حرجِ عظیم ہے، اور شریعت کے پیشِ نظر نمازوں کے اوقات میں جو یُسر و سہولت اور وسعت رکھی گئی ہے، اس مقصود کو فوت کر دینا ہے۔

لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ مکروہ وقت، غیر مکروہ وقت کے مقابلہ میں اقل ہونا چاہئے، جیسا کہ عصر کی نماز کے وقت کا معاملہ ہے۔
مذکورہ تحقیق ہمارے شرح صدر اور اطمینان پر مبنی ہے، اگر کسی صاحبِ علم وفن کو اس پر اطمینان نہ ہو، تو وہ خود تحقیق فرمالیں۔

محمد رضوان۔

۱؎ رقم الحديث ۳۳۰۰، كتاب الاطعمة، بَابُ الْأَكْلِ فِي الْمَسْجِدِ؛ ابنِ حبان، رقم الحديث ۱۶۵۷.

قال شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح رجاله رجال الصحيح غير سليمان بن زياد الحضرمي وهو ثقة (حاشية ابنِ حبان)

احمد، رقم الحديث ۱۷۷۰۲) ل

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا کھانا کھایا (مسند احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

اَلْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَۃٌ وَ کَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا (مسلم) ٢

ترجمہ: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے، اوراس کی تلافی اس کو صاف کردینا ہے (مسلم)

اورایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عُرِضَتْ عَلَیَّ أُجُوْرُ أُمَّتِیْ حَتَّی الْقَذَاۃَ یُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ (ابوداؤد) ٣

ترجمہ: میرے اوپر میری امت کے اعمال پیش کئے گئے، یہاں تک کہ یہ بھی کہ

ل فی حاشية مسند احمد: صحيح، ابن لهيعة -وإن كان ضعيفاً -قد روى عنه هذا الحديث قتيبة ابن سعيد، وروايته عنه صالحة، ثم هو قد توبع، وباقى رجال الإسناد ثقات.

٢ رقم الحديث ۵۵۲ "۵۵"، كتاب المساجد، باب النهى عن البصاق فى المسجد فى الصلاة وغيرها، داراحياء التراث العربى، بيروت.

٣ رقم الحديث ۴۶۱، كتاب الصلاة، باب فى كنس المسجد، المكتبة العصرية، بيروت، عن انس بن مالك، واللفظ لهٗ، ترمذى، رقم الحديث ۲۹۱۶، مسند ابى يعلىٰ ۴۲۶۵.

قال المنذرى: رواه أبو داود والترمذى وابن ماجه وابن خزيمة فى صحيحه كلهم من رواية المطلب بن عبد الله بن حنطب عن أنس وقال الترمذى حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه قال وذاكرت به محمد بن إسماعيل يعنى البخارى فلم يعرفه واستغربه وقال محمد لا أعرف للمطلب بن عبد الله سماعا من أحد من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم إلا قوله حدثنى من شهد خطبة النبى صلى الله عليه وسلم وسمعت عبد الله بن عبد الرحمن يقول لا نعرف للمطلب سماعا من أحد من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم قال عبد الله وأنكر على بن المدينى أن يكون المطلب سمع من أنس.

قال الحافظ عبد العظيم قال أبو زرعة المطلب ثقة أرجو أن يكون سمع من عائشة ومع هذا ففى إسناده عبد المجيد بن عبد العزيز بن أبى رواد وفى توثيقه خلاف يأتى فى آخر الكتاب إن شاء الله تعالى (الترغيب والترهيب، ج ۱ ص ۱۲۲، ۱۲۳)

قال الترمذى فيه: هذا حديث غريب اهـ. ولكن للحديث شواهد بالمعنى يرتقى بها إلى درجة الحسن (روضة المحدثين، تحت رقم الحديث ۴۶۶۲)

کوئی تنکا و مٹی جس کو آدمی مسجد سے نکالے (مسند احمد)

چونکہ عام حالات میں مسجد میں کھانے پینے کا معمول بنانا تو مسجد کے ملوث ہونے اور لوگوں بطورِ خاص نمازیوں کے ایذا اُٹھانے کا باعث تھا۔

اس لئے کئی فقہائے کرام نے عام حالات میں مسجد میں کھانے پینے کو ناپسند اور مکروہ قرار دیا ہے، البتہ ضرورت کے وقت اجازت دی ہے، بشرطیکہ مسجد کو ملوث ہونے اور نمازیوں کو ایذاء پہنچانے سے بچنے بچانے کا اہتمام کیا جائے۔

پس بہتر اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی عذر نہ ہو، اور مسجد قریب ہو تو روزہ گھر میں افطار کر کے مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آئے، یا پھر مسجد کی داخلی حدود سے باہر کوئی جگہ میسر ہو (جو کہ نماز پڑھنے کے لئے مخصوص و متعین نہیں ہے) تو وہاں افطار کیا جائے، اور اگر مسجد میں افطار کرے تو بہتر یہ ہے کہ نفلی اعتکاف کی نیت کر لے، اور کوئی کپڑا وغیرہ بچھا کر مسجد کو ملوث ہونے سے بچایا جائے، اور نمازیوں کے لئے جلدی جگہ خالی کر دی جائے، تا کہ مسجد کے اصل مقصود میں (جو کہ نماز ہے) خلل واقع نہ ہو۔ [1]

---

[1] غیر معتکف کے لئے مسجد میں اکل وشرب کے متعلق ایک قول کراہت کا ہے، اور ایک قول معتکف اور غیر معتکف کے لئے غیر کراہت کا ہے، جس کو ابنِ کمال نے اختیار کیا ہے، لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ مسجد میں نماز کی جگہ کو مشغول نہ کیا جائے، اور مسجد کو ملوّث نہ کیا جائے، اور ہمارے نزدیک یہی راجح ہے، تاہم اعتکاف کی نیت کر لینا زیادہ بہتر ہے۔

(وعن أنس قال: كان النبى -صلى الله عليه وسلم -يفطر) أى فى صيامه (قبل أن يصلى) أى المغرب، وفيه إشارة إلى كمال المبالغة فى استحباب تعجيل الفطر، وأما ما صح أن عمر وعثمان -رضى الله عنهما -كانا برمضان يصليان المغرب حين ينظران إلى الليل الأسود ثم يفطران بعد الصلاة فهو لبيان جواز التأخير لئلا يظن وجوب التعجيل، ويمكن أن يكون وجهه أنه -صلى الله عليه وسلم -كان يفطر فى بيته ثم يخرج إلى صلاة المغرب، وأنهما كانا فى المسجد ولم يكن عندهما تمر ولا ماء، أو كانا غير معتكفين، ورأيا الأكل والشرب لغير المعتكف مكروهين، لكن إطلاق الأحاديث ظاهر فى استثناء حال الإفطار، والله أعلم (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۸۵، كتاب الصوم، باب فى مسائل متفرقة، الفصل الثانى)

(قَوْلُهُ وَخُصَّ الْمُعْتَكِفُ بِأَكْلٍ إلَخْ) أَيْ فِي الْمَسْجِدِ وَالْبَاءُ دَاخِلَةٌ عَلَى الْمَقْصُورِ عَلَيْهِ بِمَعْنَى أَنَّ الْمُعْتَكِفَ مَقْصُورٌ عَلَى الْأَكْلِ وَنَحْوِهِ فِي الْمَسْجِدِ لَا يَحِلُّ لَهُ فِي غَيْرِهِ، وَلَوْ كَانَتْ دَاخِلَةً عَلَى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

افطار سے متعلق چند قابلِ توجہ پہلو

اب افطار سے متعلق چند ایسے پہلوؤں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱)......بعض لوگ عین افطار کے وقت کئی قسم کے گناہوں اور خرابیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْمَقْصُورِ كَمَا هُوَ الْمُتَبَادَرُ يَرُدُّ عَلَيْهِ أَنَّ النِّكَاحَ وَالرَّجْعَةَ غَيْرُ مَقْصُورَيْنِ عَلَيْهِ لِعَدَمِ كَرَاهَتِهِمَا لِغَيْرِهِ فِي الْمَسْجِدِ.

وَاعْلَمْ :أَنَّهُ كَمَا لَا يُكْرَهُ الْأَكْلُ وَنَحْوُهُ فِي الِاعْتِكَافِ الْوَاجِبِ فَكَذَلِكَ فِي التَّطَوُّعِ كَمَا فِي كَرَاهِيَةِ جَامِعِ الْفَتَاوَى وَنَصُّهُ يُكْرَهُ النَّوْمُ وَالْأَكْلُ فِي الْمَسْجِدِ لِغَيْرِ الْمُعْتَكِفِ وَإِذَا أَرَادَ ذَلِكَ يَنْبَغِي أَنْ يَنْوِيَ الِاعْتِكَافَ فَيَدْخُلَ فَيَذْكُرَ اللَّهَ تَعَالَى بِقَدْرِ مَا نَوَى أَوْ يُصَلِّيَ ثُمَّ يَفْعَلَ مَا شَاءَ .اهـ.(رد المحتار على الدر المختار، ج۲،ص۴۴۸،بَابُ الِاعْتِكَافِ)

(وَكُرِهَ) أَيْ تَحْرِيمًا لِأَنَّهَا مَحَلُّ إطْلَاقِهِمْ بَحْرٌ (إحْضَارُ مَبِيعٍ فِيهِ) كَمَا كُرِهَ فِيهِ مُبَايَعَةُ غَيْرِ الْمُعْتَكِفِ مُطْلَقًا لِلنَّهْيِ وَكَذَا أَكْلُهُ وَنَوْمُهُ إلَّا لِغَرِيبٍ أَشْبَاهٌ وَقَدْ قَدَّمْنَاهُ قُبَيْلَ الْوِتْرِ، لَكِنْ قَالَ ابْنُ كَمَالٍ لَا يُكْرَهُ الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ وَالنَّوْمُ فِيهِ مُطْلَقًا وَنَحْوُهُ فِي الْمُجْتَبَى(الدرالمختار)

(قَوْلُهُ وَكَذَا أَكْلُهُ) أَيْ غَيْرُ الْمُعْتَكِفِ (قَوْلُهُ لَكِنْ إلَخْ) اسْتِدْرَاكٌ عَلَى مَا فِي الْأَشْبَاهِ وَعِبَارَةُ ابْنِ الْكَمَالِ عَنْ جَامِعِ الْإِسْبِيجَابِيِّ لِغَيْرِ الْمُعْتَكِفِ أَنْ يَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ مُقِيمًا كَانَ أَوْ غَرِيبًا أَوْ مُضْطَجِعًا أَوْ مُتَّكِئًا رِجْلَاهُ إلَى الْقِبْلَةِ أَوْ إلَى غَيْرِهَا فَالْمُعْتَكِفُ أَوْلَى اهـ وَنَقَلَهُ أَيْضًا فِي الْمِعْرَاجِ وَبِهِ يُعْلَمُ تَفْسِيرُ الْإِطْلَاقِ قَالَ ط :لَكِنَّ قَوْلَهُ رِجْلَاهُ إلَى الْقِبْلَةِ غَيْرُ مُسَلَّمٍ لِمَا نَصُّوا عَلَيْهِ مِنْ الْكَرَاهَةِ اهـ وَمُفَادُ كَلَامِ الشَّارِحِ تَرْجِيحُ هَذَا الِاسْتِدْرَاكِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ مِثْلَ النَّوْمِ الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ إذَا لَمْ يَشْغَلْ الْمَسْجِدَ وَلَمْ يُلَوِّثْهُ لِأَنَّ تَنْظِيفَهُ وَاجِبٌ كَمَا مَرَّ لَكِنْ قَالَ فِي مَتْنِ الْوِقَايَةِ :وَيَأْكُلُ أَيْ الْمُعْتَكِفُ وَيَشْرَبُ وَيَنَامُ وَيَبِيعُ وَيَشْتَرِي فِيهِ لَا غَيْرُهُ قَالَ مُنْلَا عَلِيٌّ فِي شَرْحِهِ :أَيْ لَا يَفْعَلُ غَيْرُ الْمُعْتَكِفِ شَيْئًا مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ فِي الْمَسْجِدِ اهـ وَمِثْلُهُ فِي الْقُهُسْتَانِيِّ ثُمَّ نَقَلَ مَا مَرَّ عَنْ الْمُجْتَبَى(ردالمحتار، ج۲ص۴۴۹، باب الاعتكاف)

وَيُكْرَهُ النَّوْمُ وَالْأَكْلُ فِيهِ لِغَيْرِ الْمُعْتَكِفِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ يَنْبَغِي أَنْ يَنْوِيَ الِاعْتِكَافَ فَيَدْخُلَ فِيهِ وَيَذْكُرَ اللَّهَ تَعَالَى بِقَدْرِ مَا نَوَى أَوْ يُصَلِّيَ ثُمَّ يَفْعَلَ مَا شَاءَ، كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ (الفتاویٰ الهندية، ج۵، ص۳۲۱، كتاب الكراهية، الباب الخامس)

وَفِي الشُّمُنِّيِّ أَنَّ الْخَيَّاطَ يَحْفَظُ الْمَسْجِدَ فَلَا بَأْسَ بِخِيَاطَتِهِ فِيهِ (لِغَيْرِهِ) أَيْ غَيْرِ الْمُعْتَكِفِ وَأَمَّا الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ فَلَا يُكْرَهُ عَلَى الصَّحِيحِ (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر،ج۱،ص۲۵۷،بَابُ الِاعْتِكَافِ)

چنانچہ بعض جگہ ٹی۔وی وغیرہ کے پروگرام چلا کر دیکھے اور سنے جاتے ہیں، اوران میں کئی باتیں شریعت کے خلاف ہوتی ہیں، مثلاً:

بدنظری (جوکہ آنکھ کا گناہ ہے) موسیقی (جوکہ کان کا گناہ ہے) فحش اور بے حیائی پر مشتمل حرکات وسکنات وغیرہ۔

کچھ لوگ یہ عذر کرتے ہیں کہ اس وقت دینی باتیں نشر ہورہی ہوتی ہیں، کوئی غلط پروگرام نہیں چل رہا ہوتا، یا روزہ افطار کرنے کا وقت معلوم کرنے کے لئے ٹی۔وی چلایا جاتا ہے، لیکن قابلِ غور بات یہ ہے کہ: اوّل تو افطار کا وقت اللہ کی طرف متوجہ ہونے اور دعا وزاری میں لگنے کا وقت ہے، اس موقع پر ٹی۔وی کے پروگراموں میں مشغول اور منہمک ہوکر اس قیمتی دولت اور قبولیت کی گھڑی کو ضائع کردینا کہاں کی عقل مندی ہے۔

دوسرے آج کل ٹی۔وی پر نشر ہونے والے پروگرام عموماً گناہوں سے خالی نہیں ہوتے، دین کے نام پر نشر ہونے والے پروگراموں کے شروع یا آخر میں بھی موسیقی وغیرہ نشر کی جاتی ہے، اور بے پردگی کی بھی نوبت آتی ہے، عین افطاری کے وقت سے کچھ پہلے مختلف قسم کے اشتہارات دکھائے جاتے ہیں جو کئی فواحش ومنکرات پر مشتمل ہوتے ہیں۔

تیسرے آج کل دین کے نام پر نشر ہونے والے پروگراموں میں بہت سی باتیں خلافِ شریعت اور غلط پیش کی جاتی ہیں، اوران پر دینی باتوں کا عنوان لگا دیا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں عقائد ونظریات کے بگڑنے تک کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔

رہا افطار کا وقت معلوم کرنے کا عذر تو افطار کا وقت معلوم کرنے کے لئے ٹی۔وی کے علاوہ اور بے شمار جائز اور آسان طریقے موجود ہیں، چنانچہ افطاری کے مختلف قسم کے اعلانات، مغرب کی اذان اور گھڑیوں اور صحیح جنتریوں ونقشوں کے ذریعے سے آج کے دور میں آسانی افطار کا وقت معلوم کیا جاسکتا ہے، اور جب تک ٹی۔وی جیسی چیزوں کی ایجاد نہیں ہوئی تھی اس وقت بھی تو روزہ اور افطاری کا سلسلہ جاری تھا۔

(۲)...... بعض مقامات پر افطار کے موقعہ پر عورتوں اور مَردوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے، خصوصاً دعوتوں کے موقعوں پر نامحرم اور اجنبی عورتیں اور مرد بن سنور کر اور بے پردگی کی حالت میں جمع ہوتے ہیں اور پردے کا بھی کوئی معقول اہتمام وانتظام نہیں ہوتا، جس کے نتیجہ میں بے پردگی وبدنظری کی نوبت آتی ہے۔

(۳)...... بعض لوگ افطار کے قریب ،غیبت، جھوٹ، بہتان تراشی اور آپس کے لڑائی جھگڑوں میں لگ جاتے ہیں ،عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ افطار کے قریب روزہ کی مشقت زیادہ محسوس ہونے یا افطاری کے لئے اپنے گھر یا کسی جگہ پہنچنے کی وجہ سے غصہ زیادہ آتا ہے، جس کے نتیجہ میں لڑائی جھگڑے اور گالی گلوچ کی نوبت آتی ہے۔

بعض جگہ جلد بازی میں راستوں پر حادثے (ایکسیڈنٹ) ہوجاتے ہیں اور جانی ومالی نقصان ہوتا ہے، یا کم از کم ایک دوسرے کو تکلیف ہوتی ہے،اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لئے گالی گلوچ کا سلسلہ بھی چلتا ہے،ان چیزوں سے تو روزہ دار کو بطورِ خاص بچنے کا احادیث میں حکم آیا ہے۔

سارا دن روزہ کی حالت میں گزار کر اور دن بھر کی مشقت برداشت کر کے اب آخری واختتامی لمحات میں ایسی حرکتیں زیب نہیں دیتیں۔

(۴)...... بعض گھروں میں افطاری کی تیاری میں لوگ اور خاص کر عورتیں اتنی مشغول ہوجاتی ہیں کہ افطار سے پہلے چند لمحات بھی دعا کے لئے میسر نہیں آتے بلکہ بعض اوقات تو افطار بھی ہوجاتا ہے مگر افطار کی تیاریاں چل رہی ہوتی ہیں۔

اوّل تو بغیر ضرورت ومجبوری کے اتنا اہتمام اور غلو کرنا ہی مناسب نہیں، دوسرے مناسب تیاری کچھ وقت پہلے بھی کر کے دعا کا مقبول وقت حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(۵)...... بعض لوگ افطار کے موقع پر بہت زیادہ تن کر کھالیتے ہیں کہ اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھنا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے، پھر یا تو مغرب کی نماز سرے سے چھوڑ دیتے ہیں، یا بہت

تاخیر کردیتے ہیں، جس سے نماز کی ادائیگی ہی خطرہ میں پڑجاتی ہے۔

(۶)...... بعض تاجر افطار کے وقت اتنے مشغول نظر آتے ہیں کہ وہ مغرب کی نماز ہی سرے سے چھوڑ دیتے ہیں یا قضا کردیتے ہیں، یہ لوگ دنیا کی عارضی تجارت تو کرلیتے ہیں لیکن آخرت کی حقیقی ودائمی تجارت سے محروم ہوجاتے ہیں۔

(۷)...... بعض لوگ افطاری کے موقع پر جب ایک سے زیادہ افراد جمع ہوں تو روزہ کھولنے سے پہلے اجتماعی دعا کو ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ اس موقع پر اجتماعی دعا کو ضروری سمجھنا درست نہیں (فتاویٰ محمودیہ مبوب ج۱۰ص۲۱۳و۲۱۴)

(۸)...... اپنے گھروں وغیرہ میں روزہ افطار کرنے والوں میں بعض لوگ ایسے ہیں جو روزہ کی افطاری میں مشغول ہوکر صرف سستی کی وجہ سے جماعت کی نماز چھوڑ دیتے ہیں، اور اپنے گھروں وغیرہ ہی میں بغیر جماعت کے نماز پڑھ لیتے ہیں، بلا عذر ایسا کرنا مناسب نہیں۔

(۹)...... بعض لوگ جب زیادہ افراد ہوتے ہیں، گھر ہی میں نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں، اگر کوئی عذر پایا جائے، مثلاً مسجد دور ہو، یا مسجد میں نماز جلدی کھڑی ہوگئی ہو، اور کھانے کے تقاضے سے فراغت نہ ہوئی ہو، تو حرج نہیں، لیکن جب اس قسم کا عذر نہ ہو، تو صرف سستی کی وجہ سے ایسا کرنا مناسب نہیں ہے۔

(۱۰)...... بہت سے حضرات افطار مسجد میں کرتے ہیں اور نماز بھی جماعت سے پڑھ لیتے ہیں مگر یہ لوگ کھجوریں وغیرہ کھا کر اُن کی گٹھلیاں مسجد ہی میں ڈال دیتے ہیں، بعض دفعہ گٹھلیاں وغیرہ مسجد کی دریوں اور صفوں پر پڑی رہتی ہیں جس سے مسجد گندی ہوتی ہے اور نمازیوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔

اسی طرح بعض اوقات مسجد میں افطاری کے دوران شور شرابے اور چھینا جھپٹی تک کی نوبت آجاتی ہے جبکہ مسجد میں شور شرابا اور اس قسم کی حرکات کرنا مسجد کی بے ادبی میں داخل ہونے کی وجہ سے نامناسب طریقہ ہے۔

(۱۱)......بعض جگہ مسجد میں آنے والی عمدہ عمدہ افطاری الگ چھپا کر رکھ لی جاتی ہے اور عام افطاری ضرورت مند حاضرین میں تقسیم کر دی جاتی ہے، پھر اس کو خاص خاص حضرات مل کر کھاتے ہیں جبکہ افطاری بھیجنے والوں کی طرف سے یہ کھانا ان خاص خاص لوگوں کے لئے مخصوص کر کے نہیں بھیجا جاتا بلکہ عام وخاص امیر وغریب سب کے لئے بلا تخصیص بھیجا جاتا ہے، اس لئے یہ طرزِ عمل افطاری بھیجنے والوں کی منشاء کے خلاف ہونے کی وجہ سے مناسب نہیں، ہاں اگر افطاری بھیجنے والے نے مخصوص کر کے بھیجا ہو، یا ان کی طرف سے اس قسم کی اجازت ہو، تو الگ بات ہے۔

(۱۲)...... آج کل بعض لوگ خواہ مخواہ یا نام ونمود کے لئے بہت چھوٹے بچوں کو روزہ رکھواتے ہیں اور پھر روزہ کشائی پر بہت سے رشتہ دار اور دوست احباب کی دعوتیں کی جاتی ہیں اور بڑی ہنگامہ آرائی ہوتی ہے، اور کئی خرابیاں لازم آتی ہیں، مثلاً:

(الف)......بعض لوگ یہاں تک غلو کرتے ہیں کہ اگر اپنے پاس لوگوں کو افطار کرانے کا انتظام نہ ہو تو قرض تک لینے سے گریز نہیں کیا جاتا، بعض جگہ قیمتی کارڈوں پر دعوت نامے بھی تیار کر کے ارسال کیے جاتے ہیں اور اخبار وغیرہ میں بھی اس کی تشہیر کی جاتی ہے جس میں بعض لوگ ان بچوں کی تصویریں بھی شائع کراتے ہیں۔

(ب)......اس قسم کی تقریبوں سے بہت سے لوگوں کا مقصود نام ونمود اور دکھلاوا ہوتا ہے، جس کا گناہ ہونا واضح ہے۔

(ج)...... بہت چھوٹے بچے کو بھوکا پیاسا رکھ کر اسے بے جا تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔

(د)......بعض لوگ اس تقریب میں تصویر سازی کے گناہ کا بھی ارتکاب کرتے ہیں۔

(ہ)......بعض لوگ روزہ کشائی کی اس رسم میں تحفہ وہدیہ پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں جبکہ یہ ہرگز ضروری نہیں اور غیر ضروری کو ضروری سمجھنا گناہ ہے۔

(و)......اس تقریب کی ہنگامہ آرائی میں مصروف ہوکر کتنے لوگ نماز سے محروم رہتے ہیں اور بہت سے لوگوں کی نماز تک قضاء ہوجاتی ہے۔

(ز)......بعض تقریبوں میں عورتوں اور مردوں کا اختلاط ہوتا ہے اور بے پردگی وبدنظری کا گناہ ہوتا ہے، عورت اور مرد خوب بن سنور کر حاضر ہوتے ہیں۔

اوراس طرح کئی قسم کی خرابیوں میں لوگ مبتلا ہوجاتے ہیں۔

جبکہ پہلے تو شریعت نے اتنے چھوٹے بچوں پر روزہ کو لازم ہی نہیں کیا کہ روزہ رکھوا کر سارا دن ان کی رکھوالی کی جائے اور کئی خطرات اپنے سر لئے جائیں۔

پھر اگر کسی بچہ میں روزہ رکھنے کی طاقت اور صلاحیت ہو اور وہ شوق میں روزہ رکھنا چاہے یا آئندہ کے لئے عادی بنانے کی غرض سے روزہ رکھوایا جائے تو اس میں اتنی فضول خرچی، دھوم دھام، نمود ونمائش اور اہتمام اور فضولیات ومنکرات کو جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

لیلۃُ القدر کے فضائل واحکام

قرآن مجید کی رُو سے لیلۃُ القدر، رمضان کے مہینے میں ہے۔ [1]

اور کئی صحیح احادیث میں یہ تفصیل بھی موجود ہے کہ لیلۃُ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے، اس لئے آخری عشرہ کے ساتھ لیلۃُ القدر کے وابستہ ہونے کی وجہ سے اس عشرہ کی فضیلت رمضان کے دوسرے عشروں سے زیادہ ہے۔

آخری عشرے میں عبادت کا اہتمام

رمضانُ المبارک کا پورا مہینہ ہی آخرت کی دولت کمانے کا مہینہ ہے، لیکن اس مہینہ کا آخری عشرہ زیادہ محنت اور کوشش سے عبادت میں لگنے اور مسنون اعتکاف کا زمانہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَادَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاَحْيَا لَيْلَهٗ وَ اَيْقَظَ اَهْلَهٗ (بخاری) [2]

---

[1] عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ " :سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ,فَقَالَ " :أَيُّكُمْ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الصَّهْبَاوَاتِ "قَالَ عَبْدُ اللهِ :أَنَا وَاللهِ ,بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ ,وَبِيَدِي تَمَرَاتٌ أَتَسَحَّرُ بِهِنَّ ,وَأَنَا مُسْتَتِرٌ بِمُؤَخِّرَةِ رَحْلِي مِنَ الْفَجْرِ ,وَذٰلِكَ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ . "فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,لَمَّا سُئِلَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ,أَخْبَرَهُمْ أَيَّ لَيْلَةٍ هِيَ ,وَأَنَّهَا لَيْلَةُ الصَّهْبَاوَاتِ ,فَوَصَفَهَا عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,بِمَا وَصَفَهَا بِهِ مِنْ ضَوْءِ الْقَمَرِ ,عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ , وَذٰلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا فِي آخِرِ الشَّهْرِ .فَقَدْ دَلَّ ذٰلِكَ أَيْضًا عَلَى مَا قَالَ أُبَيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ .وَفِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا يَدُلُّ أَنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ خَاصَّةً .قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (حم وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ .إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ .فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ)فَأَخْبَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّ اللَّيْلَةَ الَّتِي يُفْرَقُ فِيهَا كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ فَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ,وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أُنْزِلَ فِيهَا الْقُرْآنُ ,ثُمَّ قَالَ (شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ)فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ (شرح معانی الآثار، ج۳ ص ۹۳، کتاب الطلاق، بَابُ الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ طَالِقٌ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مَتَى يَقَعُ الطَّلَاقُ ؟)

[2] رقم الحدیث ۲۰۲۴، کتاب صلاۃ التراویح، باب العمل فی العشر الأواخر من رمضان.

ترجمہ: جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو (بھی عبادت کے لئے) جگاتے تھے (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْقِظُ أَهْلَهٗ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (ترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اپنے اہلِ خانہ کو (عبادت کے لئے) جگاتے تھے (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ شَمَّرَ الْمِئْزَرَ وَاعْتَزَلَ النِّسَاءَ (سنن البيهقی) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں تہبند کس لیا کرتے تھے اور بیویوں سے علیٰحدگی اختیار فرماتے تھے (بیہقی)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَيْقَظَ أَهْلَهٗ، وَرَفَعَ الْمِئْزَرَ، قِيْلَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: مَا رَفْعُ الْمِئْزَرِ ؟ قَالَ: اِعْتَزَلَ النِّسَاءَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۱۰۳) [3]

---

[1] رقم الحديث ۷۹۵، ابواب الصوم، باب ماجاء فی ليلة القدر، واللفظ لهٗ؛ مسند احمد، رقم الحديث ۷۶۲.

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيح.

فی حاشية مسند احمد: اسناده حسن رجاله ثقات.

[2] رقم الحديث ۸۵۶۲، كتاب الصيام، بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ؛ فضائل الاوقات للبيهقی، رقم الحديث ۷۶، باب الاجتهاد فی العشر الأواخر من رمضان.

[3] فی حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ رمضان کا آخری عشرہ داخل ہونے پر اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے، اور اپنا تہبند مضبوط کر لیتے تھے، ابوبکر راوی سے معلوم کیا گیا کہ تہبند مضبوط کرنا کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بیویوں سے علیحدگی اختیار کرتے تھے (مسند احمد)

تہبند مضبوط کر لینے کا ایک مطلب تو وہی ہے جو مذکورہ حدیث میں بیان کیا گیا کہ رات کو بیویوں سے دُور رہتے تھے، کیونکہ رات عبادت میں گزر جاتی تھی اور اعتکاف بھی ہوتا تھا، ابتداء میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے مہینے کا اعتکاف فرمایا، اس لئے اس وقت پورے مہینے بیویوں سے علیٰحدگی رہی، اور بعد میں جب رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا اہتمام فرمایا، اس وقت اس عشرہ میں میاں بیوی والے خاص تعلقات سے علیٰحدگی رہتی تھی۔

محدثین نے تہبند کس لینے کا ایک مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ خوب محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے۔

اور یہ لفظ ایسا ہی ہے جیسے اُردو کی بول وچال میں محنت کا کام بتانے کے لئے بولا جاتا ہے کہ:

''کمر کس لو'' [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ (مسلم) [2]

---

[1] واعتزل النساء، وهو يؤيد أن المراد بالشد المبالغة فى الجد، قال النووى :قيل :معنى شد المئزر الاجتهاد فى العبادات زيادة على عادته -صلى الله عليه وسلم -فى غيره، ومعناه التشمير فى العبادة، يقال :شددت فى هذا الأمر مئزرى أى تشمرت له وتفرغت، وقيل : هو كناية عن اعتزال النساء وترك النكاح، ودواعيه وأسبابه، وهو كناية عن التشمير للعبادة والاعتزال من النساء معا (مرقاة المفاتيح ،ج۴ص ۱۴۴۱ ، كتاب الصوم، باب ليلة القدر)

[2] رقم الحديث ۱۱۷۵ "۸"كتاب الاعتكاف، باب الاجتهاد فى العشر الأواخر من شهر رمضان.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں کے اندر جتنی محنت سے عبادت کرتے تھے اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں اتنی محنت نہ کرتے تھے (مسلم)

یعنی اگرچہ آپ پورے رمضان ہی محنت کے ساتھ عبادت کرتے تھے، لیکن آخری عشرہ میں پہلے دو عشروں سے بھی زیادہ عبادت کرتے تھے، اور اس طرح آخری عشرہ کی محنت دوسرے تمام دنوں پر غالب رہتی تھی۔

بہر حال! ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رمضانُ المبارک کے آخری عشرہ میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوب عبادت میں مصروف ہو جایا کرتے تھے۔

اور بعض روایات میں جو رمضان کا مہینہ داخل ہونے پر تہبند کس لینے کا ذکر ملتا ہے۔ [۱]

وہ مذکورہ روایات کے خلاف نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پورے رمضان ہی عبادت کی کثرت کیا کرتے تھے، خاص طور پر جبکہ شروع میں آپ نے پورے مہینے کا اعتکاف فرمایا، تو اس وقت پورے مہینے بیویوں سے علیٰحدگی رہی، اور رمضان کے آخری عشرہ میں، اس سے بھی زیادہ کثرت کے ساتھ عبادت کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ رمضان کے آخری عشرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بہت محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے، اور گھر والوں کو بھی اس مقصد کیلئے حسبِ قدرت جگاتے تھے۔

اس لئے دونوں قسم کی روایات اپنی جگہ درست ہیں۔

بات یہ ہے کہ جسے آخرت کا خیال ہو، موت کے بعد کے حالات کا یقین ہو، اجر و ثواب لینے کا شوق و رغبت ہو وہ کیونکر محنت اور کوشش سے عبادت میں نہیں لگے گا، پھر جو اپنے لئے پسند

---

[۱] كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِذَادَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّمِئْزَرَهٗ ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهٗ حَتّٰى يَنْسَلِخَ“ (شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۳۳۵۲، كتاب الصيام، باب فضائل شهر رمضان، واللفظ لهٗ، فضائل الاوقات للبيهقى رقم الحديث ۶۷، صحيح ابنِ خزيمة رقم الحديث ۲۲۱۶، الكامل لابن عدى، ج۶ ص۲۰۷.

کرے وہی اپنے اہل وعیال کیلئے بھی پسند کرنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو عام راتوں کو نمازوں میں اتنا قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک سُوج جاتے تھے۔[1]

پھر رمضان کے اندر اور خصوصاً آخری عشرہ میں عبادت میں محنت کو بڑھا دیتے تھے کیونکہ یہ مہینہ اور خاص کر آخری عشرہ آخرت کی کمائی کا خاص موقع ہے۔

آپ کی کوشش ہوتی تھی کہ گھر والے بھی عبادت میں لگیں۔

لٰہذا آخری عشرہ کی راتوں میں اُن کو بھی حسبِ قدرت وحیثیت عبادت کے لئے جگاتے اور سوئے ہوؤں کو بیدار کرتے تھے۔

یہی حال کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی تھا۔

جلیلُ القدر تابعی حضرت مجاہد رحمہ اللہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

كَانَ يُوقِظُ أَهْلَهُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ (مصنف ابنِ ابی شیبة)[2]

ترجمہ: آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

بہت سے لوگ خود تو بہت عبادت کرتے ہیں لیکن گھر والوں کی طرف سے غافل رہتے ہیں جو کہ فرض نماز بھی نہیں پڑھتے، اور بعض لوگ رمضان کے شروع میں تو کچھ عبادت کرتے ہیں لیکن آخری عشرہ میں غافل ہو جاتے ہیں، یہ نامناسب طریقہ ہے؟

---

[1] حَدَّثَنَا زِيَادٌ هُوَ ابْنُ عِلَاقَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ، يَقُولُ :قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ :غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ :أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا (بخاری، رقم الحديث ۴۸۳۶، كِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآن)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ :إِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ :أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا (ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۴۲۰، بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَوَاتِ)

[2] رقم الحديث ۸۷۸۱، كتاب الصلاة، في ليلة القدر وأى ليلة هي.

رمضان کے آخری عشرہ میں مسنون اعتکاف کیا جاتا ہے، اسی عشرہ میں لیلۃُ القدر ہونے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں اور لیلۃُ القدر بڑی عظمت و بزرگی اور خیر و برکات والی رات ہے، اسی رات میں قرآن مجید نازل ہوا، اور اسی رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہم فیصلے صادر ہوتے ہیں، قرآن مجید میں اس کو ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل بتلایا گیا ہے، اسی رات میں آسمان سے زمین پر تقدیری فیصلے لے کر فرشتے اترتے ہیں۔

ہزار مہینے کے تراسی سال اور چار مہینے ہوتے ہیں، خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس رات کی خیر اور بھلائی نصیب ہو جائے اور وہ شخص اس ایک رات کو عبادت میں گزار دے۔

اللہ جلَّ شانہٗ کا درحقیقت یہ بہت بڑا انعام ہے کہ قدر دانوں کیلئے لیلۃُ القدر کی شکل میں ایک بہت بڑی نعمت عطا فرمائی، اس رات کو دراصل ''سَیِّدُ اللَّیَالِیُ'' یعنی تمام راتوں کی سردار کہنا چاہئے۔

اگر کسی خوش نصیب کو دس لیلۃُ القدر کی راتیں بھی زندگی میں نصیب ہو جائیں اور ان کو عبادت میں گزار دے تو گویا کہ آٹھ سو تینتیس سال اور چار ماہ سے بھی زیادہ کا زمانہ عبادت کا حاصل ہو گیا۔ [1]

لَیلۃُ القدر کے معنیٰ

''لیلۃ'' رات کو کہتے ہیں، اور ''قدر'' کے ایک معنیٰ عظمت و شرافت کے آتے ہیں۔

بعض اہلِ علم حضرات نے اس جگہ یہی معنیٰ لئے ہیں اور اس رات کو لیلۃُ القدر کہنے کی وجہ اس رات کی عظمت و شرافت ہے۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس رات کو لیلۃُ القدر اس وجہ سے کہا گیا کہ جس آدمی کی اس

---

[1] عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِی قِلَابَةَ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ : کَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَالَ لِأَصْحَابِهِ :إِنَّ هَذَا شَهْرٌ مُبَارَکٌ، تُغَلُّ فِیهِ الشَّیَاطِینُ، وَتُغْلَقُ فِیهِ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَتُفْتَحُ فِیهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَیُسْتَجَابُ فِیهِ الدُّعَاءُ، فِیهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مِنْ ثَلَاثٍ وَثَمَانِینَ سَنَةً وَأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ، مَنْ حُرِمَ خَیْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ (مسند الشامیین للطبرانی، رقم الحدیث ۲۶۸۷)

سے پہلے اپنی بے عملی کی وجہ سے کوئی قدر و قیمت نہ تھی اس رات میں توبہ واستغفار اور عبادت کے ذریعہ وہ صاحبِ قدر وشرف بن جاتا ہے۔ [۱]

قدر کے دوسرے معنٰی تقدیر اور حکم کے بھی آتے ہیں۔

اس معنٰی کے اعتبار سے لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ اس رات میں مخلوقات کے لئے سال بھر کے تقدیری معاملات طے اور نافذ ہوتے ہیں، یا ان کو اُن فرشتوں کے حوالہ کردیا جاتا ہے جو کائنات کی تدبیر اور اُمور نافذ کرنے کے لئے مامور ہیں۔ [۲]

---

[۱] قال العينى: ومعنى ليلة القدر ليلة تقدير الأمور وقضائها والحكم والفضل يقضى الله فيها قضاء السنة وهو مصدر قولهم قدر الله الشىء قدرا وقدرا لغتان كالنهر والنهر وقدره تقديرا بمعنى واحد وقيل سميت بذلك لخطرها وشرفها وعن الزهرى هى ليلة العظمة والشرف من قول الناس لفلان عند الأمير قدر أى جاه ومنزلة ويقال قدرت فلانا أى عظمته قال الله تعالى وما قدروا الله حق قدره أى ما عظموه حق عظمته وقال أبو بكر الوراق سميت بذلك لأن من لم يكن ذا قدر وخطر يصير فى هذه الليلة ذا قدر وخطر إذا أدركها وأحياها وقيل لأن كل عمل صالح يوجد فيها من المؤمن يكون ذا قدر وقيمة عند الله لكونه مقبولا فيها وقيل لأنه أنزل فيها كتاب ذو قدروقال سهل بن عبد الله لأن الله تعالى يقدر الرحمة فيها على عباده المؤمنين وقيل لأنه ينزل فيها إلى الأرض ثلاثة من الملائكة أولى قدر وخطر وعن الخليل بن أحمد لأن الأرض يضيق فيها بالملائكة من قوله ويقدر ومن قدر عليه رزقه ،وقيل القدر هنا بمعنى القدر بفتح الدال الذى يواخى القضاء والمعنى أنه يقدر فيها أحكام تلك السنة لقوله تعالى فيها يفرق كل أمر حكيم .وقيل إنما جاء القدر بسكون الدال وإن كان الشائع فى القدر الذى هو يواخى القضاء فتح الدال ليعلم أنه لم يرد به ذلك وإنما أريد به تفصيل ما جرى به القضاء وإظهاره وتحديده فى تلك السنة لتحصيل ما يلقى إليهم فيها مقدارا بمقدار (عمدة القارى، ج ١١، ص١٢٨،١٢٩، كتاب التراويح، باب فضل ليلة القدر،الناشر :دار إحياء التراث العربى -بيروت)

[۲] قوله تعالى: (فى ليلة القدر) قال مجاهد :فى ليلة الحكم (وما أدراك ما ليلة القدر) قال: ليلة الحكم والمعنى ليلة التقدير سميت بذلك لأن الله تعالى يقدر فيها ما يشاء من أمره إلى مثلها من السنة القابلة من أمر الموت والأجل والرزق وغيره ويسلمه إلى مدبرات الأمور وهو أربعة من الملائكة: إسرافيل وميكائيل وعزرائيل وجبريل عليهم السلام. وعن ابن عباس قال :يكتب من أم الكتاب ما يكون فى السنة من رزق ومطر وحياة وموت حتى الحاج قال عكرمة :يكتب حاج بيت الله تعالى فى ليلة القدر بأسمائهم وأسماء آبائهم ما يغادر منهم أحد ولا يزاد فيهم وقاله سعيد بن جبير وقد مضى فى أول سورة (الدخان) هذا المعنى وعن ابن عباس أيضا :أن الله تعالى يقضى الأقضية فى ليلة نصف شعبان ويسلمها إلى أربابها فى ليلة القدر (تفسير القرطبى، سورة القدر، تحت رقم الآية ١)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیلۃُ القدر نام رکھے جانے کی اس کے علاوہ بھی اور کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ [1]

لیلۃُ القدر کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے لیلۃُ القدر کے بارے میں ایک پوری سورت نازل فرمائی ہے، جو سورۃُ القدر کے نام سے معروف ومشہور ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰـــهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ .وَمَآ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ .لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡـرٌ مِّـنۡ اَلۡفِ شَهۡـرٍ .تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ مِّنۡ کُلِّ اَمۡرٍ . سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ (سورۃالقدر پارہ ۳۰)

ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن کو لیلۃُ القدر میں اتارا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ لیلۃُ القدر کیا ہے؟ لیلۃُ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے ہر امر کو لے کر اترتے ہیں، سراپا سلام ہے، وہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال النووی: قَالَ الْعُلَمَاء :وَسُمِّيَتْ لَيْلَة الْقَدْر ؛ لِمَا يُكْتَب فِيهَا لِلْمَلَائِكَةِ مِنْ الْأَقْدَار وَالْأَرْزَاق وَالْآجَال الَّتِي تَكُون فِي تِلْكَ السَّنَة ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى :(فِيهَا يُفْرَق كُلّ أَمْر حَكِيم) وَقَوْله تَعَالَى :(تَنَزَّل الْمَلَائِكَة وَالرُّوح فِيهَا بِإِذْنِ رَبّهمْ مِنْ كُلّ أَمْر) وَمَعْنَاهُ :يَظْهَر لِلْمَلَائِكَةِ مَا سَيَكُونُ فِيهَا ، وَيَأْمُرهُمْ بِفِعْلِ مَا هُوَ مِنْ وَظِيفَتهمْ ، وَكُلّ ذَلِكَ مِمَّا سَبَقَ عِلْم اللَّه تَعَالَى بِهِ ، وَتَقْدِيره لَهُ ، وَقِيلَ : سُمِّيَتْ لَيْلَة الْقَدْر ؛ لِعِظَمِ قَدْرهَا وَشَرَفهَا ، وَأَجْمَعَ مَنْ يُعْتَدّ بِهِ عَلَى وُجُودهَا وَدَوَامهَا إِلَى آخِر الدَّهْر؛ لِلْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَة الْمَشْهُورَة ، (شرح النووی، ج۸، ص۵۷، بَاب فَضْل لَيْلَة الْقَدْر وَالْحَثّ عَلَى طَلَبهَا وَبَيَان مَحَلّهَا وَأَرْجَى أَوْقَات طَلَبهَا، الناشر :دار إحياء التراث العربى -بيروت)

[1] وقال القرطبى:وقيل :إنما سميت بذلك لعظمها وقدرها وشرفها من قولهم :لفلان قدر أى شرف ومنزلة قاله الزهرى وغيره وقيل :سميت بذلك لأن للطاعات فيها قدرا عظيما وثوابا جزيلا وقال أبو بكر الوراق :سميت بذلك لأن من لم يكن له قدر ولا خطر يصير فى هذه الليلة ذا قدر إذا أحياها وقيل :سميت بذلك لأنه أنزل فيها كتابا ذا قدر على رسول ذى قدر على أمة ذات قدر وقيل :لأنه ينزل فيها ملائكة ذوو قدر وخطر وقيل :لأن الله تعالى ينزل فيها الخير والبركة والمغفرة وقال سهل :سميت بذلك لأن الله تعالى قدر فيها الرحمة على المؤمنين وقال الخليل : لأن الأرض تضيق فيها بالملائكة كقوله تعالى :(ومن قدر عليه رزقه)أى ضيق (تفسير القرطبى،تحت سورة القدر)

(لیلۃُ القدر) طلوعِ فجر تک رہتی ہے (سورہ قدر)

اس سورۃ میں پانچ آیات ہیں اور یہ تیس کلمات اور ایک سو بارہ حروف پر مشتمل ہے۔ [1]

اس سورت میں لیلۃُ القدر کی چار خصوصیات ذکر کی گئی ہیں:

ایک یہ کہ اس رات میں قرآن مجید نازل ہوا۔ دوسری یہ کہ یہ رات ہزار مہینوں سے افضل اور بہتر ہے۔ تیسری یہ کہ اس رات میں فرشتے اور روح اترتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ اس رات میں طلوعِ فجر ہونے تک سلامتی کا نزول ہوتا ہے۔

آگے ان چار چیزوں کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

لیلۃُ القدر میں قرآن مجید کا نزول

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ .

''ہم نے اس (قرآن) کو لیلۃُ القدر میں نازل کیا ہے''

اس آیت میں تصریح ہے کہ قرآن مجید لیلۃُ القدر میں نازل ہوا۔

قرآن مجید میں دوسری جگہ سورۂ دخان میں بھی یہ مضمون کچھ تفصیل کے ساتھ ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ:

حٰمٓ . وَالْكِتَابِ الْمُبِیْنِ . اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ . فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ . اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا (سورۃالدخان آیت ۱ تا ۵)

ترجمہ: حٰمٓ (اس کے معنٰی اللہ کو معلوم ہیں) قسم ہے واضح کتاب کی۔ ہم نے اس (کتاب) کو اتارا ایک برکت والی رات میں، ہم (آخرت کے عذاب سے انسانوں کو) ڈرانے والے ہیں۔ اس رات میں ہر حکمت والے اَمر کا ہماری

---

[1] وهذه السورة مائة وإثنا عشر حرفا، وثلاثون كلمة، وخمس آيات وهى، مدنية، قاله الضحاک ومقاتل، والأكثر على أنها مكية .وقال الواقدى :هى أول سورة نزلت بالمدينة (عمدة القارى، ج ۱۱، ص ۱۲۹، كتاب التراويح، باب فضل ليلة القدر)

طرف سے فیصلہ کیا جاتا ہے (سورہ دخان)

جمہور مفسّرین کے نزدیک اس آیت میں برکت والی رات سے مراد لیلۃُ القدر ہے۔ ۱

اور بعض حضرات نے سورہ دخان کی اس آیت میں مذکورہ رات سے جوشبِ برات مراد لی ہے، وہ دلائل کے اعتبار سے راجح نہیں ہے۔ ۲

---

۱ يقول تعالى مخبرا عن القرآن العظيم :إنه أنزله فى ليلة مباركة، وهى ليلة القدر، كما قال تعالى :(إِنَّا أَنزلْنَاهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ) (القدر، ۱)وكان ذلك فى شهر رمضان، كما قال :تعالى: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِى أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (تفسير ابن كثير،ج۷ص ۲۲۵، سورة الدخان، تحت الآيات ۱ الىٰ ۸)

إنا أنزلناه فى ليلة مباركة يعنى ليلة القدر، ولقوله " :إنا أنزلناه فى ليلة القدر وفى هذا دليل على أن ليلة القدر إنما تكون فى رمضان لا فى غيره (تفسير القرطبى،ج۲ص ۲۹۷ سورة البقرة، تحت رقم الآية ۱۸۵)

إنا أنزلناه فى ليلة مباركة يريد :فى ليلة القدر (تفسير القرطبى،ج۲۰ ص ۱۲۹ ،سورة القدر، تحت رقم الآية ۱)

(إِنَّا أنزلناه فِى لَيْلَةٍ مباركة)ليلة القدر (تفسير البيضاوى،ج۵ص ۹۹، سورة الدخان، تحت رقم الآية۳)

(انَّآ أنزلناه فِى لَيْلَةٍ مباركة) أى ليلة القدر أو ليلة النصف من شعبان .وقيل :بينها وبين ليلة القدر أربعون ليلة .والجمهور على الأول لقوله (إِنَّا أنزلناه فِى لَيْلَةِ القدر) (القدر وقوله (شَهْرُ رَمَضَانَ الذى أُنزِلَ فِيهِ القرآن)وليلة القدر فى أكثر الأقاويل فى شهر رمضان (تفسير النسفى، ج۳ص ۲۸۶، سورة الدخان، تحت رقم الآية ۱)

أنا أنزلناه أى الكتاب المبين الذى هو القرآن على القول المعول عليه فى ليلة مباركة هى ليلة القدر على ما روى عن ابن عباس وقتادة وابن جبير ومجاهد وابن زيد والحسن وعليه أكثر المفسرين والظواهر معهم وقال عكرمة وجماعة :هى ليلة النصف من شعبان (تفسير روح المعانى،ج۱۳ص ۱۰۰، سورة الدخان، تحت رقم الآية ۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ :إِنَّكَ لَتَرَى الرَّجُلَ يَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ، وَقَدْ وَقَعَ اسْمُهُ فِي الْمَوْتَى ، ثُمَّ قَرَأَ (إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ، إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ)يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَفِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ يُفْرَقُ أَمْرُ الدُّنْيَا إِلَى مِثْلِهَا مِنْ قَابِلٍ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ (مستدرك حاكم، رقم الحديث ۳۶۷۸)

وقال الذهبى: صحيح على شرط مسلم.

۲ وإذا ثبت أن هذا النزول ليلة القدر ثبت أن الليلة التى يفرق فيها كل أمر حكيم فى الآية هى ليلة القدر لا ليلة النصف من شعبان، ولا نزاع فى أن ليلة نصف شعبان يقع فيها فرق، كما صرح به الحديث، وإنما النزاع فى أنها المرادة من الآية، والصواب أنها ليست مرادة منها، وحينئذ يستفاد من الحديث والآية وقوع ذلك الفرق فى كل من الليلتين إعلاما بمزيد شرفهما اهـ.ويحتمل أن يقع الفرق فى ليلة النصف ما يصدر ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کیونکہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (سورة البقرة ،آیة۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کے مہینہ میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔ جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کے واضح دلائل ہیں، اور یہ (قرآن) فرق کرنے والا ہے (حق وباطل کے درمیان) (سورہ بقرہ)

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قرآن مجید رمضان کے مہینہ میں نازل کیا گیا ہے۔

لیلۃُ القدر میں قرآن مجید نازل ہونے کا مفہوم حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے کہ پورا قرآن لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اس رات میں اتارا گیا پھر اس کو وقفہ وقفہ سے حسبِ ضرورت رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا جاتا رہا۔ [1]

چنانچہ جلیلُ القدر تابعی حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْآنَ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْیَا فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ، فَكَانَ اللّٰهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ یُّوْحِیَ مِنْهُ شَیْئًا، أَوْحَاهُ، أَوْ أَنْ یُّحْدِثَ مِنْهُ فِی الْأَرْضِ شَیْئًا أَحْدَثَهُ (مستدرک حاکم) [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ إلى ليلة القدر، ويحتمل أن يكون الفرق في إحداهما إجمالا، وفي الأخرى تفصيلا، أو تخص إحداهما بالأمور الدنيوية، والأخرى بالأمور الأخروية، وغير ذلك من الاحتمالات العقلية(مرقاة المفاتيح، ج۳ص ۹۷۴، كتاب الصلاة ، باب قيام شهر رمضان)

[1] جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ قرآن مجید نازل ہونے کی ابتداء لیلۃُ القدر کی رات میں چند آیتوں سے ہوگئی باقی بعد میں نازل ہوتا رہا، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ہر سال میں جتنا قرآن نازل ہونا مقدر ہوتا تھا اتنا ہی لیلۃُ القدر میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل کردیا جاتا تھا، مگر یہ اقوال کسی مستند روایت سے دستیاب نہیں ہوسکے، اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا قول صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے، جس کا اوپر ذکر کیا گیا (معارف القرآن ج۷و۸ بتغیر)

[2] رقم الحديث ۲۸۷۷، ج۲ص ۲۴۱۱، كتاب التفسير.

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبي: صحيح.

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو آسمانِ دنیا پر لیلۃُ القدر میں نازل فرمایا، پھر (اس کے بعد) اللہ تعالیٰ جب اُس میں سے کچھ وحی بھیجنا چاہتے، تو وحی بھیج دیتے، یا اُس میں سے کچھ زمین میں ظاہر فرمانا چاہتے، تو اس کو ظاہر فرمادیتے (حاکم)

ایک اور جلیلُ القدر تابعی حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی: إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ، قَالَ: أُنْزِلَ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ إِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا، وَكَانَ بِمَوْقِعِ النُّجُوْمِ، وَكَانَ اللّٰهُ یُنَزِّلُهٗ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَهٗ فِیْ أَثَرِ بَعْضٍ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے قول کہ "ہم نے اس کو لیلۃُ القدر میں نازل کیا" کے بارے میں فرمایا کہ قرآن مجید سارا ایک وقت میں لیلۃُ القدر میں آسمانِ دنیا کی طرف ستاروں کے مقام پر نازل کیا گیا، اور (پھر اس کے بعد) اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے کچھ حصے کو ایک دوسرے کے بعد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرماتے رہے (حاکم)

[1] رقم الحدیث ۲۸۷۸، ج۲ ص ۲۴۲، کتاب التفسیر، واللفظ لہٗ؛ شعب الایمان للبیهقی، رقم الحدیث ۳۳۸۶، کتاب الصیام، فَصْلٌ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ.

قال الحاکم: هَذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلَی شَرْطِهِمَا، وَلَمْ یُخَرِّجَاهُ

وقال الذهبی: علی شرط البخاری ومسلم.

ایک روایت میں مواقعِ نجوم پر وقتاً فوقتاً نزول کا ذکر ہے، مگر وہ روایت سند کے لحاظ سے نا قابلِ اعتبار معلوم ہوتی ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ طَرِیفٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ (شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی أُنْزِلَ فِیهِ الْقُرْآنُ) وَقَوْلِهِ (إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِی لَیْلَةٍ مُبَارَكَةٍ) فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ أُنْزِلَ فِی رَمَضَانَ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ فِی لَیْلَةٍ مُبَارَكَةٍ جُمْلَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ أُرْسِلَ عَلَی مَوَاقِعِ النُّجُومِ رِسْلًا فِی الشُّهُورِ وَالْأَیَّامِ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۲۰۹۵)

قال الهیثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ، وَفِیهِ سَعْدُ بْنُ طَرِیفٍ، وَهُوَ مَتْرُوكٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۰۸۴۵، باب سورة البقرة)

آسمان میں بے شمار ستارے ہیں، کچھ زمین سے قریب اور کچھ دور ہیں، ممکن ہے کہ کچھ مخصوص ستارے پہلے آسمان پر ہوں، جہاں کہ اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میں قرآن مجید کو نازل فرمایا۔

لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر

اس رات کی سب سے بڑی فضیلت تو یہی ہے جو سورہ قدر میں بیان ہوئی ہے کہ اس رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں یعنی تراسی سال سے زائد کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔
پھر بہتر ہونے کی کوئی حد مقرر نہیں، کتنی بہتر ہے؟ دوگنی چوگنی دس گنی سوگنی وغیرہ سب ہی احتمالات ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَالَ لِأَصْحَابِهٖ: إِنَّ هٰذَا شَهْرٌ مُبَارَكٌ ، تُغَلُّ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ ، وَتُغَلَّقُ فِيْهِ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَتُفَتَّحُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ ، وَيُسْتَجَابُ فِيْهِ الدُّعَآءُ ، فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ مِنْ ثَلَاثٍ وَّثَمَانِيْنَ سَنَةً وَأَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ (مسند الشاميين للطبراني) [1]

ترجمہ: جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ مبارک مہینہ ہے کہ جس میں شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے، اور جہنم کے دروازے بھی اس مہینے میں بند کر دیئے جاتے ہیں، اور اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور اس مہینے میں دعا قبول کی جاتی ہے۔

اس مہینے میں ایک رات ہزار مہینوں سے یعنی تراسی سال اور چار مہینوں سے بہتر

[1] رقم الحديث ٢٦٨٧، ما انتهى إلينا من مسند سعيد بن بشير وأصله بصرى نزل الشام ومات بها، الناشر :مؤسسة الرسالة -بيروت.

ہے، جو اس رات کی خیر سے محروم ہو گیا وہ تو بس محروم ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث کے تمام مضامین دوسری صحیح احادیث میں مذکور ہیں، سوائے تراسی سال اور چار مہینوں کے، اور یہ حساب کی بات ہے، اور حساب کے اعتبار سے یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے، لہٰذا یہ حدیث قابلِ اعتبار ہے۔

ایک ہزار مہینوں میں تقریباً تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں، لیلۃ القدر کے ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہونے کا مطلب یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے اور اس کی رضا اور قرب حاصل کرنے والے بندے اس ایک رات میں اللہ کی رضا اور اس کے قرب کی اتنی مسافت طے کر سکتے ہیں جو دوسری ہزاروں راتوں میں طے نہیں ہو سکتی۔

جس طرح ہم اس مادی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ تیز رفتار ہوائی جہاز یا راکٹ وغیرہ کے ذریعہ اب ایک دن بلکہ ایک گھنٹہ میں اس سے زیادہ مسافت طے کی جا سکتی ہے جتنی پُرانے زمانے میں سینکڑوں دنوں میں طے ہوا کرتی تھی، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رضا اور قُربِ الٰہی کے سفر کی رفتار لیلۃ القدر میں اتنی تیز کر دی جاتی ہے کہ جو سچے طلب گاروں کو ہزاروں مہینوں میں حاصل نہیں ہو سکتی، وہ اس ایک مبارک رات میں حاصل ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ احادیث کی رو سے اس مبارک مہینے کی عبادت کی بہت اہمیت ہے۔

اور لیلۃ القدر کی خصوصیت تو رمضانُ المبارک کے مہینہ کے دوسرے اوقات کی خصوصیت سے بھی زیادہ فضیلت واہمیت رکھتی ہے۔

ایک شبہ کا جواب

سورہ قدر میں لیلۃ القدر کو ایک ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ ان ایک ہزار مہینوں کے اندر بھی ہر سال ایک لیلۃ القدر آئے گی تو حساب کس طرح بنے گا؟

اس کے متعلق اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ یہاں ایک ہزار مہینوں سے وہ مراد ہیں جن میں

لیلۃُ القدر شامل نہ ہو، اس لئے کوئی اشکال نہیں۔ [1]

لیلۃُ القدر میں فرشتوں کا نزول

لیلۃُ القدر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا.

ترجمہ: اس رات میں فرشتے اور روح اترتے ہیں (سورہ قدر)

روح سے کیا مراد ہے؟

اس سلسلہ میں اکثر مفسرین کا کہنا یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں، جس کا بعض روایات میں ذکر پایا جاتا ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ کوئی مخصوص فرشتے ہیں۔ [2]

---

[1] معنى ذلک أن ليلة القدر خير من ألف شهر، ليس فيها ليلة القدر. ذكر من قال ذلک: حدثنا ابن عبد الأعلى، قال: ثنا ابن ثور، عن معمر، عن قتادة (خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ) ليس فيها ليلة القدر............ وأشبه الأقوال فى ذلک بظاهر التنزيل قول من قال: عملٌ فى ليلة القدر خير من عمل ألف شهر، ليس فيها ليلة القدر. وأما الأقوال الأخر، فدعاوى معان باطلة، لا دلالة عليها من خبر ولا عقل، ولا هى موجودة فى التنزيل (تفسير طبرى، سورة القدر، تحت رقم الآية ۱ تا ۷)

وقال ابن أبى حاتم: حدثنا أبو زُرْعَة، حدثنا إبراهيم بن موسى، أخبرنا ابن أبى زائدة، عن ابن جُرَيج، عن مجاهد: ليلة القدر خير من ألف شهر، ليس فى تلک الشهور ليلة القدر وهكذا قال قتادة بن دعامة، والشافعى، وغير واحد. وقال عمرو بن قيس الملائى: عمل فيها خير من عمل ألف شهر. وهذا القول بأنها أفضل من عبادة ألف شهر -وليس فيها ليلة القدر- هو اختيارُ ابن جرير. وهو الصواب لا ما عداه، وهو كقوله صلى الله عليه وسلم": رِباطُ ليلة فى سبيل الله خَيْر من ألف ليلة فيما سواه من المنازل ."رواه أحمد وكما جاء فى قاصد الجمعة بهيئة حسنة، ونية صالحة": أنه يُكتَبُ له عمل سنة، أجر صيامها وقيامها "إلى غير ذلک من المعانى المشابهة لذلک (تفسير ابن كثير، سورة القدر، ج۸، ص ۴۲۷، تحت رقم الآية ۱ تا ۷، الناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد على بيضون -بيروت)

[2] وَأَمَّا الرُّوحُ فَقِيلَ الْمُرَادُ بِهِ هَاهُنَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَكُونُ مِنْ بَابِ عَطْفِ الْخَاصِّ عَلَى الْعَامِّ، وَقِيلَ هُمْ ضَرْبٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ كَمَا تَقَدَّمَ فِى سورة النبأ والله أعلم (تفسير ابنِ كثير، ج۸ ص۴۲۷، سورة القدر)

وَالرُّوحُ يعنى جبريل عليه الصّلاة والسّلام قاله أكثر المفسرين (تفسير الخازن، ج۴ ص۴۵۳، سورة القدر، الناشر: دار الكتب العلمية -بيروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ: إِنَّھَا لَیْلَةُ سَابِعَةٍ ،أَوْ تَاسِعَةٍ وَّعِشْرِیْنَ، إِنَّ الْمَلَائِکَةَ تِلْکَ اللَّیْلَةَ فِی الْأَرْضِ أَکْثَرُ مِنْ عَدَدِ الْحَصٰی (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ وہ ستائیسویں یا انتیسویں رات ہے، بے شک اس رات میں فرشتے زمین پر اتنی زیادہ تعداد میں ہوتے ہیں کہ جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا (مسند احمد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہٗ قَالَ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ: لَیْلَةِ سَابِعَةٍ أَوْ تَاسِعَةٍ وَّعِشْرِیْنَ، إِنَّ الْمَلَائِکَةَ فِیْ تِلْکَ اللَّیْلَةِ فِی الْأَرْضِ أَکْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ (المعجم الاوسط للطبرانی) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ وہ ستائیسویں یا انتیسویں رات ہے، بے شک اس رات میں فرشتے زمین پر ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوتے ہیں (طبرانی)

لیلۃ القدر کس رات میں ہوتی ہے، اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ لیلۃ القدر میں زمین پر بے شمار فرشتے ہوتے ہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۱۰۷۳۴؛ مسند ابی داؤد الطیالسی، رقم الحدیث ۲۶۶۸؛ مسند البزار، رقم الحدیث ۹۶۴۷؛ ابنِ خزیمة، رقم الحدیث ۲۱۹۴؛ المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۴۹۳۷.
فی حاشیة مسند احمد: إسنادہ محتمل للتحسین.

[2] رقم الحدیث ۲۵۲۲، ج۳ص ۷۲، باب الالف.

فَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ يَأْمُرُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَهْبِطُ فِيْ كُبْكُبَةٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَى الْأَرْضِ (اخبار مكة للفاكهى) [1]

ترجمہ: جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو (اللہ تعالیٰ) جبریل علیہ السلام کو حکم دیتے ہیں، چنانچہ وہ فرشتوں کے جمگھٹے میں زمین کی طرف اترتے ہیں (اخبار مکہ، بیہقی)

اس حدیث کی سند پر محدثین کا کلام ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۵۷۵، ج۲ص ۳۱۴، ذكر صوم شهر رمضان بمكة، الناشر: دار اخضر، بيروت؛ شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۳۴۲۱، كتاب الصيام، التماس ليلة القدر فى الوتر من العشر الأواخر من شهر رمضان، فضائل الاوقات للبيهقى رقم الحديث ۱۰۷؛ الترغيب والترهيب،للأصبهانى، رقم الحديث ۱۷۶۸.

[2] امام منذری رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

رَوَاهُ الشَّيْخ ابْن حبَان فِي كتاب الثَّوَاب وَالْبَيْهَقِيّ وَاللَّفْظ لَهُ وَلَيْسَ فِي إِسْنَاده من أجمع على ضعفه (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۱۴۹۳، كتاب الصَّوْم)

بیہقی کی سند اس طرح سے ہے کہ:

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ، رحمه الله ، حدثنا أبو الحسين عبد الصمد بن على بن مكرم البزاز ، ببغداد ، حدثنا يعقوب بن يوسف القزوينى ، حدثنا القاسم بن الحكم العرنى ، حدثنا هشام بن الوليد ، عن حماد بن سليمان السدوسى البصرى شيخ لنا يكنى أبا الحسين ، عن الضحاك بن مزاحم ، عن عبد الله بن عباس ، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول .

اور اخبارِ مکہ للفاکہی کی سند اس طرح سے ہے کہ:

حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَحْمُودٍ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ السَّدُوسِيُّ قَالَ :ثنا أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَبُو الْحَسَن هُوَ جُوَيْبِرٌ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ :إِنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (اخبار مكة للفاكهى، رقم الحديث ۱۵۷۵)

اور امام اصبہانی کی ترغیب کی سند اس طرح سے ہے کہ:

أخبرنا أبو عبد الله الحسين بن أحمد النعالى ببغداد، أنبأ محمد بن عبد الله بن محمد الحنائى، أنبأ أبو عمرو :عثمان بن أحمد الدقاق، ثنا إسحاق بن إبراهيم الختلى، ثنا أبو عمرو :العلاء بن عمرو الخراسانى المعروف بالسنى، ثنا عبد الله بن الحكم البجلى قال :أبو عمرو :فشككت فى شىء من هذا الحديث فكتبته من الحسن بن يزيد وكنت سمعته أنا والحسن من عبد الله بن الحكم، ثنا القاسم بن الحكم العرنى، عن الضحاك عن ابن عباس -رضى الله عنه -أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول (الترغيب والترهيب،للأصبهانى، رقم الحديث ۱۷۶۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اس سے ملتی جلتی حدیث مروی ہے۔
مگر اس کی سند پر بھی کلام ہے۔ ل

ل أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ الزَّاهِدُ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَشْعَثِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا أَصْرَمُ بْنُ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْحَارِثِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي كُبْكُبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّونَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدِهِمْ، يَعْنِي يَوْمَ فِطْرِهِمْ، بَاهَى بِهِمْ مَلَائِكَتَهُ، فَقَالَ :يَا مَلَائِكَتِي مَا جَزَاءُ أَجِيرٍ وَفَّى عَمَلَهُ؟، قَالُوا :رَبَّنَا جَزَاؤُهُ أَنْ يُوفَى أَجْرَهُ، قَالَ :مَلَائِكَتِي عَبِيدِي وَإِمَائِي قَضَوْا فَرِيضَتِي عَلَيْهِمْ، ثُمَّ خَرَجُوا يَعِجُّونَ إِلَيَّ بِالدُّعَاءِ، وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكَرَمِي وَعُلُوِّي وَارْتِفَاعِ مَكَانِي لَأُجِيبَنَّهُمْ، فَيَقُولُ :ارْجِعُوا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ، قَالَ :فَيَرْجِعُونَ مَغْفُورًا لَهُمْ ."قَالَ أَحْمَدُ " :تَفَرَّدَ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى هَذَا عَنْ أَصْرَمَ بْنِ حَوْشَبٍ الْهَمْدَانِيِّ، وَقَدْ رَوَيْنَاهُ فِي الْحَدِيثِ الطَّوِيلِ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ فِي فَضْلِ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَبُرُوزِ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْفِطْرِ لِعِيدِهِمْ "(شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ۳۴۴۴، كتاب الصيام، باب فِي لَيْلَةِ الْعِيدَيْنِ وَيَوْمِهِمَا، واللفظ لهٗ، فضائل الاوقات للبيهقي رقم الحديث ۱۵۴، باب في فضل العيد)

لا يصح أصرم كذاب ورواه عباد بن عبد الصمد عن أنس أبسط من هذا وعباد قال العقيلي يروى عن أنس نسخة عامتها مناكير (قلت) ورواه أيضا أبان عن أنس أخرجه الديلمي أنبأنا أبو العلاء رجاء بن عبد الوهاب الرازى وجماعة قالوا أنبأنا أبو القاسم على بن عبد الرحمن بن الحسن أنبأنا أبو محمد بن بالويه حدثنا الأعرابى حدثنا أبو ميسرة محمد بن الحسين الهمدانى حدثنا محمد بن عبيد حدثنا الوليد بن الفضل حدثنا الكابلى عن أبان عن أنس مرفوعا وأبان متروك والله أعلم (اللآلى المصنوعة فى الأحاديث الموضوعة للسُّيوطى، ج۲ ص ۸۴، الناشر :دار الكتب العليمة)

ومن حديثه :ما حدثناه جبرون بن عيسى المغربى ، بمصر قال :حدثنا يحيى بن سليمان القرشى ، مولى لهم قال :حدثنا أبو معمر عباد بن عبد الصمد عن أنس بن مالك ، أنه قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : إذا كان أول يوم من شهر رمضان نادى الله تبارك وتعالى رضوان خازن الجنة يقول :يا رضوان ، فيقول :لبيك سيدى وسعديك ، فيقول :زين الجنان للصائمين والقائمين من أمة محمد صلى الله عليه وسلم ، ثم لا يغلقها حتى ينقضى شهرهم ، ثم إذا كان يوم الثالث أوحى الله تبارك وتعالى إلى جبريل :يا جبريل اهبط إلى الأرض فضلل مردة الشياطين وعتاة الجن كى لا يفسدوا على عبادى صومهم .ثم قال صلى الله عليه وسلم : إن لله تبارك وتعالى ملكا رأسه تحت عرش الرحمن ورجلاه فى تخوم الأرض السابعة السفلى ، له جناحان أحدهما بالمشرق والآخر بالمغرب ، أحدهما من ياقوت أحمر والآخر من زبرجد أخضر ، ينادى فى كل ليلة من شهر رمضان :هل من تائب فيتاب عليه ، هل من مستغفر فيغفر له ، هل من صاحب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن قرآن مجید میں حضرت جبریل علیہ السلام کو روح کا لقب دیا گیا ہے۔

اس لئے سورہ قدر میں فرشتوں کے ساتھ روح کے نازل ہونے سے حضرت جبریلِ امین کا مراد ہونا راجح معلوم ہوتا ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حاجة فيسعف بحاجته ؟ يا طالب الخير أبشر ، ويا طالب الشر أقصر وأبصر .ثم قال :ألا وإن لله تبارك وتعالى فى كل ليلة عند السحور والإفطار سبعة آلاف عتيق من النار قد استوجبوا العذاب من رب العالمين .ثم قال :فإذا كان ليلة القدر هبط جبريل عليه السلام فى كبكبة من الملائكة له جناحان أخضران منضوضان بالدر والياقوت لا ينشرهما جبريل فى كل سنة إلا ليلة واحدة ، وذلك قوله :(تنزل الملائكة والروح فيها) أما الملائكة فمن تحت سدرة المنتهى ، وأما الروح فهو جبرائيل عليه السلام ، فيمسح بجناحيه يسلم على القائم والنائم والمصلى من فى البر ومن فى البحر :السلام عليك يا مؤمن السلام عليك يا مؤمن ، حتى إذا طلع الفجر صعد جبرائيل عليه السلام ومعه الملائكة يتلقاه أهل السماوات فيقولون :يا جبرائيل ، ما فعل الرحمن بالصائمين شهر رمضان ؟ فيقول جبريل عليه السلام :خيرا ، ثم يسجد جبريل ومن معه من الملائكة فيقول الجبار عز وجل :يا ملائكتى ، ارفعوا رء وسكم ، أشهدكم أنى قد غفرت للصائمين شهر رمضان إلا لمن أبى أن يسلم عليه جبريل .قال :وجبريل عليه السلام لا يسلم فى تلك الليلة على مدمن خمر ، ولا عشار ، ولا شاعر ، ولا صاحب طوية ، ولا عرطبة ، ولا عاق والديه (الضعفاء الكبير للعقيلى، رقم الحديث ۱۱۲۱، ج۳ص۱۳۸)

۱؎ وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ .نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ .عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ (سورة الشعراء، رقم الآية ۱۹۲ تا ۱۹۴)

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ (سورة النحل، رقم الآية ۱۰۲)

قلت قد سمى بالروح غير جبريل قال الله تعالى (يوم يقوم الروح والملائكة صفا) وعن ابن عباس هو ملك من أعظم الملائكة خلقا فأفحم عند ذلك فقلت جبريل قد تميز عنه بصفة الأمانة لأن الله تعالى سماه أمينا وسمى ذلك الملك روحا فقط على أنه قد روى عن الشعبى وسعيد بن جبير والضحاك أن المراد بالروح فى قوله تعالى (يوم يقوم الروح) هو جبريل عليه السلام فقال من أين علمنا أن المراد من الروح الأمين هو جبريل عليه السلام قلت بتفسير المفسرين من الصحابة والتابعين وتفسيرهم محمول على السماع لأن العقل لا مجال فيه على أن من جملة أسباب العلم الخبر المتواتر وقد تواترت الأخبار من لدن النبى صلى الله عليه وسلم إلى يومنا هذا أن الذى نزل بالقرآن على نبينا عليه السلام هو جبريل عليه السلام من غير نكير منكر ولا رد راد حتى عرف بذكر أهل الكتاب من اليهود والنصارى (عمدة القارى، ج ۱، ص۴۵، كتاب الايمان)

امن وسلامتی اور اہم فیصلوں کا ہونا

اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ:

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ. سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

مطلب یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں فرشتے اپنے رب کے حکم سے امر لے کر اترتے ہیں، اور یہ رات سلامتی اور برکت والی ہے اور اس رات کا یہ سلسلہ رات کے کسی خاص حصہ کے ساتھ مخصوص نہیں، شروع رات سے طلوعِ فجر تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

سورہ دخان میں اس کی مزید تفصیل آئی ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ. فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا (سورہ دخان رقم الآیۃ ۳ تا ۵)

ترجمہ: ہم نے اس (قرآن مجید) کو ایک برکت والی رات میں اُتارا ہے، بے شک ہم (اس کتاب کے ذریعہ سے لوگوں کو آخرت کے عذاب سے) ڈرانے والے ہیں، اس رات میں ہر حکمت والے امر (معاملہ) کا فیصلہ ہماری طرف سے کیا جاتا ہے (سورہ دخان)

اس آیت میں مبارک رات سے لیلۃ القدر مراد ہونا راجح ہے، کیونکہ اس رات میں قرآن مجید نازل ہونے کی وضاحت ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ قرآن مجید لیلۃ القدر میں نازل ہوا، اور اس آیت میں ہر حکمت والے فیصلے اس رات میں ہونے کی وضاحت ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ إِنَّكَ لَتَرَى الرَّجُلَ يَمْشِيْ فِي الْأَسْوَاقِ وَقَدْ وَقَعَ اسْمُهُ فِي الْمَوْتٰى، ثُمَّ قَرَأَ (إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ

مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ،يَعْنِيْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ، فَفِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ يُفْرَقُ أَمْرُ الدُّنْيَا إِلٰى مِثْلِهَا مِنْ قَابِلٍ (مستدرک حاکم) ؎۱

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ ایک آدمی کو دیکھتے ہیں کہ وہ بازار میں چلتا پھرتا ہے، دراں حالیکہ اس کا نام مُردوں میں شامل ہو چکا ہوتا ہے، پھر آپ نے سورہ دخان کی یہ آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) ہم نے اس (قرآن مجید) کو ایک برکت والی رات میں اُتارا ہے، بے شک (ہم اس کتاب کے ذریعہ سے لوگوں کو آخرت کے عذاب سے) ڈرانے والے ہیں، اس رات میں ہر حکمت والے معاملہ کا فیصلہ (ہماری طرف سے) کیا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں اس کتاب کو اتارا ہے، پس اس لیلۃ القدر میں دنیا کے فیصلے ہوتے ہیں، اگلے سال اسی وقت تک کے (حاکم)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر میں مخلوقات کے متعلق تمام اہم امور جن کے فیصلے اس سال میں اگلی لیلۃ القدر تک واقع ہونے والے ہیں طے کئے جاتے ہیں کہ کون کون اس سال میں پیدا ہونگے، کون کون اس میں فوت ہوں گے، کس کو کس قدر رزق اس سال میں دیا جائے گا۔ ؎۲

؎۱ رقم الحدیث ۳۶۷۸، ج۲ ص۴۸۷، کتاب التفسیر، تفسیر سورة حم الدخان ، واللفظ لهٗ؛ شعب الایمان، فَصْلٌ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ، رقم الحدیث ۳۳۸۸؛ فضائل الاوقات للبیهقی، رقم الحدیث ۸۳.
قال الحاکم: صحیح الإسناد ولم یخرجاه (حواله بالا)
و قال الذهبی: صحیح علی شرط مسلم.

؎۲ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ :(فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ) قَالَ " :عَمَلُ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ "(شعب الایمان، رقم الحدیث ۳۳۸۹، فصل فی لیلة القدر)

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حَصِينٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فِي قَوْلِهِ :(فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ)قَالَ:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ یہ تمام فیصلے جو تقدیرِ الٰہی میں پہلے ہی سے طے شدہ تھے اس رات میں متعلقہ فرشتوں کے سپرد کردیئے جاتے ہیں۔ [1]

کیونکہ قرآن وسنت کی دوسری نصوص اس پر گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلے انسان کی پیدائش سے بھی پہلے ازل ہی میں لکھ دیئے تھے۔

تو اس رات میں ان کے طے کرنے کا حاصل یہی ہوسکتا ہے کہ قضاء وقدر کی تنفیذ جن فرشتوں کے ذریعہ ہوتی ہے اس رات میں یہ سالانہ احکام ان کے سپرد کردیئے جاتے ہیں۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ رات سلامتی ہے ہر شر وآفت اور بُری چیز سے۔

پس یہ رات سلام اور سلامتی ہی ہے اور خیر ہی خیر ہے اس میں شر کا نام نہیں، فرشتے اس میں خیر وبرکات اور سعادتیں لے کر اترتے ہیں۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ فرشتے ہر ایسا امر لے کر آتے ہیں جو خیر وسلام ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ يُدَبِّرُ أَمْرَ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ "(شعب الایمان، رقم الحدیث ۳۳۹۰، فصل فی لیلۃ القدر)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ الْفَضْلِ الْقَطَّانُ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، (فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ)قَالَ :هِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ يُجَاءُ بالدِّيوانِ الْأَعْظَمِ السَّنَةَ إِلَى السَّنَةِ، فَيَغْفِرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ شَاءَ أَلَا تَرَى ، أَنَّهُ قَالَ :(رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ (شعب الایمان، رقم الحدیث ۳۳۹۱، فصل فی لیلۃ القدر)

وقد أخبرنا أبو نصر بن قتادة ، أخبرنا أبو منصور النصروى ، حدثنا أحمد بن نجدة ، حدثنا سعيد بن منصور ، حدثنا جرير ، عن منصور ، قال :قلت لمجاهد :ما تقول فى هذا الدعاء :اللهم إن كان اسمى فى السعداء فاثبته فيهم ، وإن كان فى الأشقياء فامحه منهم واجعله فى السعداء ؟ فقال : حسن ثم مكثت حولا فسألته عن ذلك فقال : حم والكتاب المبين إنا أنزلناه فى ليلة مباركة إنا كنا منذرين فيها يفرق كل أمر حكيم قال :يفرق فى ليلة القدر ما يكون فى السنة من رزق أو مصيبة ، فأما كتاب الشقاوة والسعادة فإنه ثابت لا يغير (القضاء والقدر للبيهقى، رقم الحديث ۲۰۱، باب ذكر البيان أن ما كتب على ابن آدم وجرى به القلم أدركه لا محالة)

[1] قال ابن عباس :يحكم الله أمر الدنيا إلى قابل فى ليلة القدر ما كان من حياة أوموت أورزق. وقاله قتادة ومجاهد والحسن وغيرهم .وقيل :إلا الشقاء والسعادة فإنهما لا يتغيران، قاله ابن عمر . قال المهدوى :ومعنى هذا القول أمر الله عز وجل الملائكة بما يكون فى ذلك العام ولم يزل ذلك فى علمه عز وجل (تفسير القرطبى، ج۱۶ ص۱۲۶، سورة الدخان، تحت رقم الآية ۴)

بہرحال جو کچھ بھی ہو اس سے اس رات کی اور اس رات میں عبادت کی بہت بڑی فضیلت ظاہر ہوتی ہے (معارف القرآن ج ۷ ص ۷۵۶ تا ۷۵۸ بتغیر وملخصاً) ؎۱

؎۱ وقوله:(تَنزلُ الْمَلائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ)
اختلف أهل التأويل فى تأويل ذلك، فقال بعضهم :معنى ذلك :تنزل الملائكة وجبريل معهم، وهو الروح فى ليلة القدر(بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ) يعنى بإذن ربهم، من كلّ أمر قضاه الله فى تلك السنة، من رزق وأجل وغير ذلك.
حدثنا ابن عبد الأعلى، قال :ثنا ابن ثور، عن معمر، عن قتادة، فى قوله:(مِنْ كُلِّ أَمْرٍ) قال :يقضى فيها ما يكون فى السنة إلى مثلها.فعلى هذا القول منتهى الخبر، وموضع الوقف من كلّ أمر.وقال آخرون:(تَنزلُ الْمَلائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ) لا يلقون مؤمنا ولا مؤمنة إلا سلَّموا عليه.حُدثت عن يحيى بن زياد الفرّاء ، قال :ثنى أبو بكر بن عياش، عن الكلبيّ، عن أبى صالح، عن ابن عباس : أنه كان يقرأ " :من كل امرء سلام "وهذه القراءة من قرأ بها وجَّه معنى من كلّ امرء :من كلّ ملَك؛ كان معناه عنده :تنزل الملائكة والروح فيها بإذن ربهم من كلّ ملك يسلم على المؤمنين والمؤمنات؛ ولا أرى القراءة بها جائزة، لإجماع الحجة من القرّاء على خلافها، وأنها خلاف لما فى مصاحف المسلمين، وذلك أنه ليس فى مصحف من مصاحف المسلمين فى قوله "أمر "ياء ، وإذا قُرِئت :(مِنْ كُلِّ امْرِءٍ) لحقتها همزة، تصير فى الخطّ ياء .والصواب من القول فى ذلك : القول الأوّل الذى ذكرناه قبل، على ما تأوّله قتادة..
وقوله:(سَلامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ) سلام ليلة القدر من الشرّ كله من أوّلها إلى طلوع الفجر من ليلتها .وبنحو الذى قلنا فى ذلك قال أهل التأويل .حدثنا ابن عبد الأعلى، قال :ثنا ابن ثور، عن معمر، عن قتادة(سَلامٌ هِيَ) قال :خير(حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ).
حدثنا بشر، قال :ثنا يزيد، قال :ثنا سعيد، عن قتادة(مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلامٌ) أى هى خير كلها إلى مطلع الفجر.حدثنا أبو كُرَيب، قال :ثنا وكيع، عن إسرائيل، عن جابر، عن مجاهد(سَلامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ) قال :من كلّ أمر سلام .حدثنى يونس، قال :أخبرنا ابن وهب، قال :قال ابن زيد، فى قول الله:(سَلامٌ هِيَ) قال :ليس فيها شيء ، هى خير كلها(حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ). موسى بن عبد الرحمن المسروقى، قال :ثنا عبد الحميد الحمانىّ، عن الأعمش، عن المنهال، عن عبد الرحمن بن أبى لَيلى، فى قوله : (مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلامٌ هِيَ) قال :لا يحدث فيها أمر .(تفسير طبرى، ج ۲۴ ص ۵۳۴، ۵۳۵ ، سورة القدر، تحت رقم الآية ۵)
وأما الروح فقيل :المراد به هاهنا جبريل، عليه السلام، فيكون من باب عطف الخاص على العام. وقيل :هم ضرب من الملائكة .كما تقدم فى سورة "النبأ ."والله أعلم.
وقوله :(مِنْ كُلِّ أَمْرٍ) قال مجاهد :سلام هى من كل أمر .وقال سعيد بن منصور :حدثنا عيسى بن يونس، حدثنا الأعمش، عن مجاهد فى قوله :(سَلامٌ هِيَ) قال :هى سالمة، لا يستطيع الشيطان أن يعمل فيها سوءا أو يعمل فيها أذى .وقال قتادة وغيره :تقضى فيها الأمور، وتقدر الآجال والأرزاق، كما قال تعالى :(فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ)وقوله :(سَلامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ) قال سعيد بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اُمّتِ محمدیہ کو لیلۃُ القدر کیوں عطا ہوئی؟

اس امت کو لیلۃُ القدر کس لئے عطاء کی گئی، اس بارے میں مفسرین نے کئی واقعات ذکر فرمائے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ، جلیلُ القدر تابعی حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مُرسلاً روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَبِسَ السَّلَاحَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَلْفَ شَهْرٍ قَالَ فَعَجِبَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ، الَّتِي لَبِسَ فِيهَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ السَّلَاحَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَلْفَ شَهْرٍ (السنن الكبرىٰ للبيهقي) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا حال ذکر کیا جو ایک ہزار مہینے تک اللہ کے راستے میں اسلحہ کے ساتھ رہا، مسلمانوں کو یہ سن کر تعجب ہوا، اس پر پوری سورۂ قدر نازل فرمائی کہ ہم نے اس کو لیلۃُ القدر میں نازل کیا ہے، اور آپ کو کیا معلوم کہ لیلۃُ القدر کیا ہے، لیلۃُ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، یعنی ان ہزار مہینوں سے جس میں وہ آدمی اللہ کے راستے میں اسلحہ کے ساتھ رہا (بیہقی)

اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ہی روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

منصور: حدثنا هُشَيم، عن أبي إسحاق، عن الشعبي في قوله تعالى: (مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ) قال: تسليم الملائكة ليلة القدر على أهل المساجد، حتى يطلع الفجر. وروى ابن جرير عن ابن عباس أنه كان يقرأ" :من كل امرء سلام هي حتى مطلع الفجر." وروى البيهقي في كتابه "فضائل الأوقات "عن عليٍّ أثرًا غريبًا في نزول الملائكة، ومرورهم على المصلين ليلة القدر، وحصول البركة للمصلين.(تفسير ابنِ كثير، ج۸ص۴۲۷،۴۲۸، سورة القدر، تحت رقم الآية ۵)

[2] رقم الحديث ۸۵۲۲، كتاب الصوم، باب فضل ليلة القدر؛ فضائل الاوقات للبيهقي، رقم الحديث ۷۸.

أَنَّهُ كَانَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ لَبِسَ السَّلَاحَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَلْفَ شَهْرٍ فَلَمْ يَضَعْهُ عَنْهُ فَذَكَرَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهٖ فَعَجِبُوْا مِنْ قَوْلِهٖ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ يَقُوْلُ اللّٰهُ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ تِلْكَ الْأَلْفِ شَهْرِ الَّتِيْ لَبِسَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ فِيْهَا السَّلَاحَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَلَمْ يَضَعْهُ عَنْهُ (تفسیر مجاھد) [1]

ترجمہ: بنی اسرائیل میں ایک عابد کا یہ حال تھا کہ اس نے ایک ہزار مہینوں تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسلحہ پہن کر رکھا اور اس کو اتارا نہیں (اور دشمنوں سے قتال کرتا رہا) اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام سے ذکر فرمایا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس پر تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر نازل فرمائی جس میں فرمایا کہ یہ تمہارے لئے اس آدمی کے ہزار مہینوں سے بہتر ہے جس نے ہزار مہینوں تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسلحہ پہنے رکھا اور کبھی نہیں اتارا (تفسیر مجاہد)

حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ مَنْ يَّثِقُ بِهٖ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيَ أَعْمَارَ النَّاسِ قَبْلَهٗ أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَكَأَنَّهٗ تَقَاصَرَ أَعْمَارَ أُمَّتِهٖ أَنْ لَا يَبْلُغُوْا مِنَ الْعَمَلِ مِثْلَ الَّذِيْ بَلَغَ غَيْرُهُمْ فِيْ طُوْلِ الْعُمُرِ فَأَعْطَاهُ اللّٰهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (موطا امام مالک، رقم الحديث ۱۱۴۵، كتاب ليلة القدر، بَاب مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ)

ترجمہ: انہوں نے ثقہ و معتبر اہلِ علم سے یہ بات سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے پہلے لوگوں کی عمریں بتلائی گئیں، جتنا اللہ کو منظور تھا تو آپ نے

---

[1] ص ۷۴۰، سورة القدر، تحت رقم الآية ۳؛ الناشر: دار الفكر الإسلامي الحديثة، مصر؛ تفسير ابنِ كثير، سورة القدر.

اپنی امت کے لوگوں کی عمروں کو کم سمجھا اور یہ خیال کیا کہ میری امت کے لوگ (اتنی سی عمر میں) اُن لمبی عمر والوں کے برابر عمل نہ کرسکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے (مؤطا امام مالک) [1]

اس سلسلہ میں اور بھی روایات ہیں، جن میں سے بعض اتنی مستند نہیں ہیں۔ [2]

---

[1] امام بیہقی وغیرہ نے مندرجہ ذیل طریقہ پر یہ روایت بیان کی ہے:
أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّرَائِفِيُّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، فِيمَا قَرَأَ عَلَى مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ "أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيَ أَعْمَالَ النَّاسِ قَبْلَهُ أَوْ مَا شَاءَ اللهُ مِنْ ذَلِكَ فَكَأَنَّهُ تَقَاصَرَ أَعْمَالَ أُمَّتِهِ أَنْ لَا يَبْلُغُوا مِنَ الْعَمَلِ مِثْلَ مَا بَلَغَ غَيْرُهُمْ فِي طُولِ الْعُمُرِ فَأَعْطَاهُ اللهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ" (شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ۳۳۹۵، كتاب الصيام، فصل في ليلة القدر؛ قيام رمضان لمحمد بن نصر مروزي، ج ۱، ص ۲۴۸، باب ترغيب في ليلة القدر؛ فضائل الاوقات للبيهقي رقم الحديث ۷۹)

[2] أَخْبَرَنَا يُونُسُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مَسْلَمَةُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا أَرْبَعَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَبَدُوا اللَّهَ ثَمَانِينَ عَامًا، لَمْ يَعْصُوهُ طَرْفَةَ عَيْنٍ فَذَكَرَ أَيُّوبَ وَزَكَرِيَّا وَحِزْقِيلَ بْنَ الْعَجُوزِ وَيُوشَعَ بْنَ نُونٍ قَالَ: فَعَجِبَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ عَجِبَتْ أُمَّتُكَ مِنْ عِبَادَةِ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ ثَمَانِينَ سَنَةً لَمْ يَعْصُوهُ طَرْفَةَ عَيْنٍ، فَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ. فَقَرَأَ عَلَيْهِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ هَذَا أَفْضَلُ مِمَّا عَجِبْتَ أَنْتَ وَأُمَّتُكَ: فَسُرَّ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ (تفسير ابنِ ابي حاتم، ج ۱۰ ص ۳۴۵۲، سورة القدر، تحت رقم الآية ۱، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز - المملكة العربية السعودية)

قال المزي: مسلمة بن علي بن خلف الخشني، أَبُو سَعِيد الدمشقي البلاطي، كان يسكن البلاط قرية من قرى دمشق على نحو فرسخ منها ....قال عباس الدُّورِيُّ عَن يحيى بْن مَعِين، وأبو حاتم عن دحيم: لَيْسَ بشيء. وقَال البُخارِيُّ، وأَبُو زُرْعَة: منكر الحديث. وَقَال أبو حاتم: ضعيف الحديث، منكر الحديث، لا يشتغل بِهِ، هو في حد الترك. وَقَال إبراهيم بْن يعقوب الجوزجاني: ضعيف، وحديثه متروك. وَقَال يعقوب بْن سفيان: لا ينبغي لأهل العلم أن يشغلوا أنفسهم بحديثه. وَقَال النَّسَائي، والدارقطني، والبرقاني، متروك الحديث وَقَال النَّسَائي فِي موضع آخر: ليس بثقة. وَقَال الحاكم أَبُو أَحْمَد: ذاهب الحديث. وَقَال أَبُو حاتم بْن حبان: كَانَ مِمَّن يقلب الأسانيد ويروي عَنِ الثقات ما ليس عَنْدهم ولا من حديثهم، فلما فحش ذلك بطل الاحتجاج بِهِ. وَقَال أَبُو علي الحافظ النيسابوري: ضعيف. وَقَال أَبُو أَحْمَد بْن عدي: وجميع أحاديثه غير محفوظة. وَقَال أَبُو سَعِيد بْن يونس: قدم مصر، فسكنها وحدث بها، ولم يكن عَنْدهم بذاك في الحديث (تهذيب الكمال، ج۲۷، ص۵۶۷، تا ۵۷۱)

اس قسم کی مختلف روایات کی اکثر وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک ہی زمانہ میں جب مختلف واقعات کے بعد کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی ہے تو ہر واقعہ کی طرف اس سورت یا آیت کے نازل ہونے کی نسبت ہوسکتی ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃُ القدر امتِ محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔

مگر بعض حضرات نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ ۱؎

بہرحال سورہ قدر کے نازل ہونے کا یا لیلۃُ القدر کے اس امت کو عطا کئے جانے کا سبب جو کچھ بھی ہوا ہو، لیکن امتِ محمدیہ کے لئے اللہ جلَّ شانہٗ کا بہت ہی بڑا انعام ہے، یہ رات بھی اللہ ہی کا عطیہ ہے اور اس میں عمل کا ہو جانا بھی اللہ ہی کی توفیق اور اس کے کرم کا صدقہ ہے۔

میری طلب بھی ان کے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ خود اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں

لیلۃُ القدر کس رات میں ہوتی ہے؟

لیلۃُ القدر متعین طور پر کس رات میں ہوتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ہمیشہ کے لئے مستقل تعیین نہیں فرمائی، اور آپ نے مختلف اوقات میں مختلف راتوں میں ہونے کا ذکر فرمایا، اسی لئے اس کی تعیین میں علماء کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔

جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ یہ رات تمام سال میں گھومتی رہتی ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ تمام رمضان کی کسی ایک رات میں ہوتی ہے جو متعین ہے مگر معلوم نہیں، اس کے علاوہ بھی بے شمار اقوال ہیں۔

تاہم اس سلسلہ میں جمہور کا مسلک یہ ہے کہ وہ رمضان کے آخری عشرے بالخصوص آخری

۱؎ الثَّالِثُ أَنَّهَا خَاصَّةٌ بِهَذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ تَكُنْ فِي الْأُمَمِ قَبْلَهُمْ جزَمَ بِهِ بن حَبِيبٍ وَغَيْرُهُ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ وَنَقَلَهُ عَنِ الْجُمْهُورِ وَحَكَاهُ صَاحِبُ الْعِدَّةِ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَرَجَّحَهُ وَهُوَ مُعْتَرَضٌ بِحَدِيثِ أَبِي ذَرٍّ عِنْدَ النَّسَائِيِّ حَيْثُ قَالَ فِيهِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَكُونُ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مَاتُوا رُفِعَتْ قَالَ لَا بَلْ هِيَ بَاقِيَةٌ وَعُمْدَتُهُمْ قَوْلُ مَالِكٍ فِي الْمُوَطَّأِ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَاصَرَ أَعْمَارَ أُمَّتِهِ عَنْ أَعْمَارِ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ فَأَعْطَاهُ اللَّهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَهَذَا يَحْتَمِلُ التَّأْوِيلَ فَلَا يَدْفَعُ التَّصْرِيحَ فِي حَدِيثِ أَبِي ذَرٍّ (فتح الباری لابن حجر، ج۴، ص ۲۶۳، قَوْلُهُ بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ)

عشرے کی طاق راتوں میں گھومتی رہتی ہے، کسی سال کسی رات میں اور کسی سال کسی دوسری رات میں، پھر اس میں اختلاف ہوا ہے کہ ان میں سے کون سی رات میں اس کی زیادہ امید ہے۔ بعض نے اکیسویں رات کو راجح قرار دیا ہے، بعض نے تیئیسویں رات کو، لیکن اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ رمضان کی ستائیسویں رات میں لیلۃُ القدر کا زیادہ امکان پایا جاتا ہے۔
شارحِ بخاری علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں تقریباً چھیالیس اقوال نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

وَأَرْجَحُهَا كُلِّهَا أَنَّهَا فِيْ وِتْرٍ مِنَ الْعَشْرِ الْأَخِيْرِ وَأَنَّهَا تَنْتَقِلُ كَمَا يُفْهَمُ مِنْ أَحَادِيْثِ هٰذَا الْبَابِ وَأَرْجَاهَا أَوْتَارُ الْعَشْرِ وَأَرْجٰى أَوْتَارِ الْعَشْرِ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ لَيْلَةُ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ أَوْ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ عَلٰى مَا فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ وَأَرْجَاهَا عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ وَقَدْ تَقَدَّمَتْ أَدِلَّةُ ذٰلِكَ (فتح الباری لابن حجر) [1]

ترجمہ: ان تمام اقوال میں زیادہ راجح یہ ہے کہ لیلۃُ القدر آخری عشرہ کی طاق رات میں ہوتی ہے، اور وہ (ہر سال) منتقل ہوتی رہتی ہے، جیسا کہ اس سلسلہ کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے، اور لیلۃُ القدر کی زیادہ اُمید (آخری) عشرہ کی طاق راتوں میں ہوتی ہے، اور طاق راتوں میں زیادہ اُمید شافعیہ کے نزدیک اکیسویں یا تیئیسویں رات میں ہوتی ہے، جیسا کہ ابو سعید اور عبداللہ بن انیس کی حدیث میں مذکور ہے، اور جمہور کے نزدیک زیادہ اُمید ستائیسویں رات میں ہوتی ہے، اور اس کے دلائل پہلے گزر چکے ہیں (فتح الباری) [2]

---

[1] ج۴، ص ۲۶۶، کتاب صلاۃ التراویح، قَوْلُهُ بَابُ تَحَرِّی لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ.

[2] اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:
اتنی بات تو قرآنِ کریم کی تصریحات سے ثابت ہے کہ شبِ قدر ماہِ رمضانُ المبارک میں آتی ہے مگر تاریخ کے تعین میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جو چالیس تک پہنچتے ہیں۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں (بخاری)

یعنی لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُجَاوِرُ فِی الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَیَقُوْلُ تَحَرَّوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (بخاری) [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مگر تفسیرِ مظہری میں ہے کہ ان سب اقوال میں صحیح یہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان مبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے مگر آخری عشرہ کی کوئی خاص تاریخ متعین نہیں بلکہ ان میں سے کسی بھی رات میں ہوسکتی ہے وہ ہر رمضان میں بدلتی بھی رہتی ہے، اوران دس میں سے خاص طاق راتیں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ میں ازروئے احادیثِ صحیحہ زیادہ احتمال ہے۔

اس قول میں تمام احادیث جو تعیین شبِ قدر کے متعلق آئی ہیں جمع ہوجاتی ہیں جن میں ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ راتوں میں شبِ قدر ہونے کا ذکر آیا ہے۔ اگر شبِ قدر کو ان راتوں میں دائر (گھومنے والی) اور ہر رمضان میں منتقل ہونے والا قرار دیا جائے تو یہ سب روایاتِ حدیث اپنی اپنی جگہ درست اور ثابت ہوجاتی ہیں کسی میں تاویل کی ضرورت نہیں رہتی۔

اسی لئے اکثر ائمہ فقہاء نے اس کو عشرۂ اخیرہ میں منتقل ہونے والی رات قرار دیا ہے۔ ابوقلابہ، امام مالک، احمد بن حنبل، سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ، ابوثور، مزنی، ابنِ خزیمہ وغیرہ سب نے یہی فرمایا ہے اور ایک روایت میں امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی اس کے موافق منقول ہے اور دوسری روایت امام شافعی رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ یہ رات منتقل ہونے والی نہیں بلکہ معین ہے (معارف القرآن ج۸ ص۷۹۲، بلفظہٖ)

[1] رقم الحدیث ۲۰۱۷، کتاب صلاۃ التراویح، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الأواخر فیہ.

[2] رقم الحدیث ۲۰۲۰، کتاب صلاۃ التراویح، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الأواخر.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ لیلۃ القدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں میں (بخاری)

اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِلْتَمِسُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۸۰۹) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لیلۃ القدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو (مسند احمد)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور کی بات ہے، جب آپ کو یہ بتلا دیا گیا تھا کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے، ورنہ شروع میں آپ نے رمضان کے پہلے اور دوسرے عشرہ میں بھی شبِ قدر کو تلاش کرنے کے لئے اعتکاف فرمایا ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک آخری عشرہ اکیسویں رات سے شروع ہوتا ہے، خواہ مہینہ انتیس دن کا ہو یا تیس دن کا۔

اور اسی وقت سنت اعتکاف کا بھی وقت ہوتا ہے۔

اس حساب سے مذکورہ حدیث کے مطابق لیلۃ القدر کی تلاش اکیس، تیئیس، پچیس، ستائیس، انتیس ویں راتوں میں کرنا چاہئے۔ [۲]

---

[۱] في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

[۲] چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مندرجہ بالا حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:
وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ عُمَرَ وَالْفَلَتَانِ بْنِ عَاصِمٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُنَيْسٍ وَأَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَبِلَالٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَوْلُهَا يُجَاوِرُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَخْبِرْنَا عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ فِيْ رَمَضَانَ اِلْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ ؛ فَإِنَّهَا وِتْرٌ: فِيْ إِحْدَى وَّعِشْرِينَ، أَوْ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِينَ، أَوْ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ، أَوْ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ، أَوْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ، أَوْ فِيْ آخِرِ لَيْلَةٍ، فَمَنْ قَامَهَا إِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۷۴۱) ۱؎

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں خبر دیجئے! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رمضان میں ہوتی ہے، تم اس کو آخری عشرے میں تلاش کرو، وہ اس کی طاق راتوں میں اکیسویں، یا تئیسویں، یا پچیسویں، یا ستائیسویں، یا انتیسویں یا آخری رات میں ہوتی ہے۔

پس جس نے ان راتوں میں ایمان اور ثواب حاصل کرنے کے لئے (یعنی ایمان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يَعْنِي يَعْتَكِفُ وَأَكْثَرُ الرِّوَايَاتِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي كُلِّ وِتْرٍ وَرُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ أَنَّهَا لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَلَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ وَخَمْسٍ وَعِشْرِينَ وَسَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَتِسْعٍ وَعِشْرِينَ وَآخِرُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ أَبُو عِيسَى قَالَ الشَّافِعِيُّ كَأَنَّ هَذَا عِنْدِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُجِيبُ عَلَى نَحْوِ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يُقَالُ لَهُ نَلْتَمِسُهَا فِي لَيْلَةِ كَذَا فَيَقُولُ الْتَمِسُوهَا فِي لَيْلَةِ كَذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَقْوَى الرِّوَايَاتِ عِنْدِي فِيهَا لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ قَالَ أَبُو عِيسَى وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ يَحْلِفُ أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَيَقُولُ أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلَامَتِهَا فَعَدَدْنَا وَحَفِظْنَا وَرُوِيَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ قَالَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ تَنْتَقِلُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ بِهَذَا (ترمذی، تحت رقم الحديث ۷۹۲، بَاب مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ)

۱؎ فی حاشية مسند احمد: حديث حسن دون قوله" :أو فی آخر ليلة "ودون قوله" :وما تأخر".

کی حالت میں اور ریا کاری سے بچ کر اخلاص کے ساتھ) قیام کیا (یعنی عبادت کی) تو اس کے اگلے پچھلے (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جائیں گے (مسند احمد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فِيْ قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلٰى سُدَّتِهَا حَصِيْرٌ، قَالَ: فَأَخَذَ الْحَصِيْرَ بِيَدِهٖ فَنَحَّاهَا فِيْ نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهٗ فَكَلَّمَ النَّاسَ فَدَنَوْا مِنْهُ فَقَالَ إِنِّيْ اِعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ أَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِيْتُ فَقِيْلَ لِيْ إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ، فَاعْتَكَفَ النَّاسُ مَعَهٗ قَالَ وَإِنِّيْ أُرِيْتُهَا لَيْلَةَ وِتْرٍ وَأَنِّيْ أَسْجُدُ صَبِيْحَتَهَا فِيْ طِيْنٍ وَمَاءٍ، فَأَصْبَحَ مِنْ لَيْلَةِ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَقَدْ قَامَ إِلَى الصُّبْحِ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَأَبْصَرْتُ الطِّيْنَ وَالْمَاءَ فَخَرَجَ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَجَبِيْنُهٗ وَرَوْثَةُ أَنْفِهٖ فِيْهِمَا الطِّيْنُ وَالْمَاءُ وَإِذَا هِيَ لَيْلَةُ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرے کا اعتکاف فرمایا پھر ترکی خیمہ میں درمیان کے عشرے کا اعتکاف فرمایا، اس خیمہ کے دروازے پر ایک چٹائی لگی ہوئی تھی، آپ نے اپنے ہاتھ سے وہ چٹائی ہٹائی، اور خیمہ کے ایک کونے میں کردی۔

پھر اپنا سر نکالا اور لوگوں سے کلام فرمایا، تو لوگ آپ کے قریب آ گئے، تب آپ

[1] رقم الحديث ١١٦٧ "٢١٥" كتاب الصيام، باب فضل ليلة القدر.

نے فرمایا کہ میں نے لیلۃُ القدر کو تلاش کرنے کے لئے پہلے عشرے کا اعتکاف کیا، پھر (اسی مقصد سے) دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا، پھر میرے پاس (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) یہ پیغام آیا کہ لیلۃُ القدر آخری عشرے میں ہے۔

لٰہذا تم لوگوں میں سے جو شخص میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہے وہ آخری عشرے کا اعتکاف کرے، پھر لوگوں نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ مجھے لیلۃُ القدر طاق رات میں دکھادی گئی تھی، اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ میں لیلۃُ القدر کی صبح کو پانی اور کیچڑ میں سجدہ کررہا ہوں گا (یعنی لیلۃُ القدر ایسی رات ہوگی، جس میں میرے ساتھ یہ معاملہ پیش آئے گا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جو اس روایت کے راوی ہیں؛ وہ فرماتے ہیں کہ) پھر جب اکیسویں رات آئی تو آپ نے صبح تک عبادت کی، اور اس رات بارش ہوئی، اور مسجد میں پانی ٹپکا؛ اور میں نے مٹی اور پانی (کیچڑ) کو دیکھا، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے فارغ ہوئے، تو آپ کی پیشانی مبارک اور ناک پر مٹی اور پانی (کیچڑ) لگا ہوا تھا، اور یہ آخری عشرہ کی اکیسویں رات تھی (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں پہلے عشرہ کا، اور اس کے بعد دوسرے عشرہ کا اعتکاف فرمایا تھا، اور وہ لیلۃُ القدر کو تلاش کرنے کے لئے تھا، پھر آپ کو بتلایا گیا کہ وہ آخری عشرہ میں ہے۔

مصنف عبدالرزاق میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

اِعْتَكَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأُوَلَ مِنْ رَمَضَانَ، فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّ الَّذِىْ تَطْلُبُ أَمَامَكَ، فَاعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّ الَّذِىْ تَطْلُبُ أَمَامَكَ، فَاعْتَكَفَ الْعَشْرَ

الْأَوَاخِرَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :الْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِيْ وِتْرٍ ، يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ (مصنف عبدالرزاق) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف فرمایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا، کہ جس چیز کو آپ طلب کررہے ہیں (یعنی لیلۃُ القدر) وہ آپ سے آگے ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے درمیانی عشرہ کا اعتکاف فرمایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا، کہ جس چیز کو آپ طلب کررہے ہیں (یعنی لیلۃُ القدر) وہ آپ سے آگے ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا (جس میں آپ کو لیلۃُ القدر بتلا دی گئی) اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لیلۃُ القدر کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو (عبدالرزاق)

حضرت اِم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَكَفَ أَوَّلَ سَنَةٍ الْعَشْرَ الْأُوَلَ، ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ، ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ، وَقَالَ :إِنِّيْ رَأَيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِيْهَا فَأُنْسِيْتُهَا، فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِيْهِنَّ حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (المعجم الكبير للطبراني) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سال رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف فرمایا، پھر درمیانی عشرہ کا اعتکاف فرمایا، پھر آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا اور پھر فرمایا کہ میں نے اس آخری عشرہ (کی مخصوص رات) میں لیلۃُ القدر کو دیکھا تھا، پھر مجھ

---

[1] رقم الحديث ٧٦٨٣، كتاب الصيام، باب ليلة القدر .

[2] رقم الحديث ٩٩٤، ج٢٣ص ٤١٢،مسند النساء.
قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ (مجمع الزوائد ج٣ص ١٧٣)

سے وہ بھلادی گئی، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ وفات تک آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے (طبرانی)

اس سے معلوم ہوا کہ رمضان میں مسنون اعتکاف کا اہم فائدہ لیلۃُ القدر کی فضیلت کا حاصل کرنا ہے۔

چنانچہ جب تک آپ کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ لیلۃُ القدر آخری عشرے میں ہے اس وقت تک آپ نے لیلۃُ القدر کی تلاش میں پہلے اور دوسرے عشرے کا اعتکاف فرمایا۔

اور جب آپ کو یہ بتادیا گیا کہ لیلۃُ القدر آخری عشرے میں آئے گی تو آپ نے آخری عشرے کا اعتکاف خود بھی فرمایا اور دوسرے حضرات کو بھی اس کی ترغیب دی۔ [1]

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس لئے باہر تشریف لائے کہ ہمیں لیلۃُ القدر کی اطلاع فرمادیں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں لیلۃُ القدر کی اطلاع دوں مگر فلاں فلاں میں جھگڑا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اُس کی تعیین (میرے ذہن سے) اُٹھالی

---

[1] ممکن ہے کہ جب تک آپ کو لیلۃُ القدر کے بارے میں آخری عشرہ میں ہونے کے متعلق نہیں بتلایا گیا تھا، اس وقت تک آپ لیلۃُ القدر کے مطلق رمضان میں ہونے کی تعلیم دیتے ہوں، اور اسی دور کی روایات کی بنیاد پر بعض حضرات نے لیلۃُ القدر کے بارے میں مطلق رمضان میں ہونے کا قول کیا ہو، لیکن ظاہر ہے کہ یہ پہلے دور کی بات ہے، اس لئے دلائل کی رُو سے لیلۃُ القدر کا آخری عشرہ میں ہونا ہی راجح ہے۔ محمد رضوان۔

[2] رقم الحديث ۲۰۲۳، كتاب صلاة التراويح، باب رفع معرفة ليلة القدر لتلاحي الناس.

گئی، کیا بعید ہے کہ یہ اُٹھالینا تمہارے لئے بہتر ہو، لہٰذا اب اس رات کو انتیسویں، ستائیسویں اور پچیسویں رات میں تلاش کرو (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپس کا جھگڑا اس قدر بُرا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک سے لیلۃ القدر کی تعیین اُٹھالی یعنی کس رات کو لیلۃ القدر ہے مخصوص کر کے اس کا علم جو دے دیا گیا تھا وہ قلب اور دِل سے اٹھالیا گیا۔

اگرچہ بعض وجوہ سے اس میں بھی امت کا فائدہ ہوگیا، لیکن اس کا سبب آپس کا جھگڑا بن گیا جس سے آپس میں جھگڑے کی بُرائی کا پتہ چلا۔

حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ذُكِرَتْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ عِنْدَ أَبِيْ بَكْرَةَ فَقَالَ مَا أَنَا بِطَالِبِهَا إِلَّا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ الْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ تِسْعٍ يَبْقَيْنَ أَوْ سَبْعٍ يَبْقَيْنَ أَوْ خَمْسٍ يَبْقَيْنَ أَوْ ثَلَاثٍ يَبْقَيْنَ أَوْ آخِرِ لَيْلَةٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۴۰۴) [۱]

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے لیلۃ القدر کا ذکر کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کے بعد اس کو آخری عشرے میں ہی تلاش کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو آخری عشرے میں تلاش کرو، اکیسویں رات میں، یا تئیسویں رات میں یا پچیسوں رات میں، یا ستائیسویں رات میں یا آخری رات میں تلاش کرو (مسند احمد)

گزشتہ احادیث سے یہ واضح ہو چکا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی

---

[۱] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

رات میں بھی لیلۃُ القدر کے پائے جانے کا زیادہ اور غالب امکان ہے۔ [۱]

البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں حسبِ موقع مخصوص راتوں کا تذکرہ فرمایا ہے، اوران کو مختلف صحابۂ کرام نے ذکر فرمایا ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ (مسلم) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃُ القدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری سات راتوں میں (یعنی تیئیس سے لے کر آخر تک) (مسلم)

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ قَالَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ (ابوداؤد) [۳]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃُ القدر کے بارے میں فرمایا کہ لیلۃُ القدر رمضان کی ستائیسویں رات ہے (ابوداؤد)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَيُّ لَيْلَةٍ هِيَ، هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ أَمَرَنَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

---

[۱] سمعت رسول الله يقول إلتمسوها يعنى ليلة القدر تفسير للضمير من الراوى فى تسع أى تسع ليال يبقين بفتح الياء والقاف وهى التاسعة والعشرون أو فى سبع يبقين وهى السابعة والعشرون أو فى خمس يبقين وهى الخامسة والعشرون أو ثلاث أى يبقين وهى الثالثة والعشرون أو آخر ليلة من رمضان أى سلخ الشهر قال الطيبى يحتمل التسع أو السلخ رجحنا الأول بقرينة الأوتار وقال ميرك قيل فى تسع يبقين محمول على الحادية والعشرين وفى سبع يبقين محمول على الرابعة والعشرين وفى خمس محمول على السادسة والعشرين أو ثلاث محمول على الثامنة والعشرين وآخر ليلة محمول على التاسعة والعشرين اه وهو محمول على ما إذا نقص الشهر (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۴ص ۱۴۴۲،باب ليلة القدر)

[۲] رقم الحديث ۱۱۶۵ "۲۰۶" كتاب الصيام،باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها.

[۳] رقم الحديث ۱۳۸۶، كتاب الصلاة، باب من قال سبع وعشرون.

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ صَبِيْحَةِ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ (مسلم)[1]

ترجمہ: اور اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ کون سی رات لیلۃ القدر کی رات ہے، جس میں عبادت کرنے کا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے، وہ رمضان کی ستائیسویں رات ہے (مسلم)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مُتَحَرِّيَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا لَيْلَةَ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ وَقَالَ تَحَرَّوْهَا لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ يَعْنِيْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ (مسند احمد رقم الحديث ۴۸۰۸)[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے، تو اسے ستائیسویں رات میں تلاش کرنا چاہئے، اور فرمایا کہ لیلۃ القدر کو ستائیسویں رات میں تلاش کرو (مسند احمد)

اس کے علاوہ بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اور بعض تابعین رحمہم اللہ سے بھی ستائیسویں رات کا لیلۃ القدر ہونا منقول ہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ دوسری احادیث وروایات کے پیشِ نظر آخری عشرہ کی دیگر راتوں اور خاص طور سے طاق راتوں میں لیلۃ القدر کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا، اس لئے لیلۃ القدر کو حاصل کرنے کے لئے رمضان کے آخری عشرہ کی سب راتوں کو اور خصوصاً طاق راتوں کو اور بالاخص ستائیسویں رات کو لیلۃ القدر کی زیادہ امید رکھتے ہوئے عبادت کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ بار بار اس نعمت سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔

---

[1] رقم الحديث ۲۶۲۷ "۱۷۹" كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الترغيب فى قيام رمضان وهو التراويح.

[2] فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

ایک شبہ کا ازالہ......: یہاں ایک شبہ ہوتا ہے کہ آج کل مختلف ملکوں میں تاریخ میں اختلاف ہوتا ہے تو جو رات مثلاً یہاں ستائیسویں ہوگی وہ کسی دوسری جگہ اٹھائیسویں ہوگی، تو کیا لیلۃُ القدر دو ہونگی یا ایک؟ اور اگر ایک ہوگی تو کس جگہ کی تاریخ کا اعتبار ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جب اختلافِ مطالع (چاند نظر آنے کے اختلاف) کے سبب مختلف ملکوں اور شہروں میں لیلۃُ القدر مختلف دنوں میں ہو تو ہر جگہ کے اعتبار سے جو رات لیلۃُ القدر قرار پائے گی اس جگہ اسی رات میں لیلۃُ القدر کی برکات حاصل ہوں گی۔

جیسا کہ مختلف نمازوں کے اوقات اور تہجد وغیرہ کا مبارک وقت ہر علاقے کے لحاظ سے ہی وہاں کے باشندوں کے لئے معتبر ہوتا ہے۔

لہٰذا اس میں کوئی اشکال نہیں، واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم (معارف القرآن بتغیر واضافہ ج۸ص۷۹۴)

لیلۃُ القدر کی علامات

بعض روایات میں لیلۃُ القدر کی کچھ علامات اور نشانیوں کا ذکر ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي النِّصْفِ مِنَ السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، تَطْلُعُ الشَّمْسُ غَدَاتَئِذٍ صَافِيَةً، لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ ، فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا فَوَجَدْتُهَا كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۳۸۵۷) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃُ القدر رمضان کی آخری سات راتوں کے نصف (یعنی آدھے) میں ہوتی ہے (اور آخری سات راتوں کے نصف میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ تیئسویں سے انتیسویں تاریخ کے درمیان میں ہوتی ہے) اور اس رات کے بعد جب صبح کو سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ صاف ہوتا

[1] في حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

ہے، اس کی کوئی شعاع نہیں ہوتی، میں نے سورج کو دیکھا تو میں نے اسے اسی طرح پایا جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا (مسند احمد)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَظَرْتُ إِلَى الْقَمَرِ صَبِيْحَةَ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَرَأَيْتُهُ كَأَنَّهُ فِلْقُ جَفْنَةٍ، وَقَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ: إِنَّمَا يَكُوْنُ الْقَمَرُ كَذَاكَ صَبِيْحَةَ لَيْلَةِ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۳۱۲۹) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے لیلۃ القدر کی صبح کو چاند کی طرف دیکھا تو وہ آدھے پیالے کی طرح تھا ابو اسحاق کہتے ہیں کہ چاند کی یہ صورت تیئیسویں شب کو ہوتی ہے (مسند احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ كَأَنَّهُ شِقُّ جَفْنَةٍ (مسند أبي يعلى، رقم الحديث ۵۲۵) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے لیلۃ القدر میں چاند کو دیکھا گویا کہ وہ آدھے پیالے کے ٹکرے کی طرح تھا (ابویعلیٰ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ كُنْتُ أُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، ثُمَّ نُسِّيْتُهَا، وَهِيَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، وَهِيَ طَلْقَةٌ بَلْجَةٌ، لَا حَارَّةٌ وَلَا بَارِدَةٌ كَأَنَّ فِيْهَا قَمَرًا يَفْضَحُ كَوَاكِبَهَا (ابنِ حبان) [۳]

---

[۱] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح، رجاله ثقات رجال الصحیح غیر صحابیه.

[۲] فی حاشیة مسند ابی یعلیٰ: إسناده حسن.

[۳] رقم الحدیث ۳۶۸۸، ج۸ص ۴۴۴، کتاب الصوم، باب الاعتکاف ولیلة القدر.
فی حاشیة ابنِ حبان: حدیث صحیح بشواهده.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے لیلۃُ القدر کو دیکھا، پھر میں اُس کو بھول گیا، اور وہ آخری عشرہ میں ہوتی ہے، اور وہ درمیانی ومعتدل رات ہوتی ہے، نہ گرم ہوتی ہے، اور نہ ٹھنڈی، گویا کہ اُس رات میں چاند اپنے ستاروں کو مغلوب کر دیتا ہے (یعنی چاند کی روشنی زیادہ ہوتی ہے) (ابنِ حبان)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ: لَيْلَةٌ طَلْقَةٌ، لَا حَارَّةٌ وَلَا بَارِدَةٌ، تُصْبِحُ الشَّمْسُ يَوْمَهَا حَمْرَاءَ ضَعِيْفَةً (مختصر قيام الليل وقيام رمضان و كتاب الوتر لمحمد بن نصر المروزي، ج ١ ص ٢٥٨ ،باب امارات ليلة القدر) ؎١

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃُ القدر کے بارے میں فرمایا کہ وہ رات معتدل ہوتی ہے، نہ گرم ہوتی ہے، اور نہ ٹھنڈی، اُس دن کا سورج صبح کے وقت ہلکا سُرخ نکلتا ہے (ابنِ خزیمہ)

اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةٌ بَلْجَةٌ سَمْحَةٌ، تَطْلُعُ شَمْسُهَا لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ (مصنف ابنِ ابی شیبة) ؎٢

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃُ القدر درمیانی اور ہلکی رات ہے، اُس دن سورج اس طرح طلوع ہوتا ہے، گویا کہ اس کی شعاع نہیں ہے (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَمَارَةَ لَيْلَةِ الْقَدْرِ أَنَّهَا صَافِيَةٌ بَلْجَةٌ كَأَنَّ فِيْهَا قَمَرًا سَاطِعًا سَاكِنَةٌ سَاجِيَةٌ لَا بَرْدَ فِيْهَا، وَلَا

؎١ واللفظ لهٗ، ابنِ خزيمة، رقم الحديث ٢١٩٢، كتاب الصيام، باب حمرة الشمس عند طلوعها وضعفها صبيحة ليلة القدر، واللفظ لهٗ؛ مسند ابى داوٗد الطيالسى، رقم الحديث ٢٨٠٢.
قال الألباني: حديث صحيح لشواهده كما سبق (حاشية ابنِ خزيمة)

؎٢ رقم الحديث ٨٧٧٠، كتاب الصلاة، باب فى ليلة القدر ، أى ليلة هى ؟

حَرَّ وَلَا يَحِلُّ لِكَوْكَبٍ أَنْ يُرْمٰى بِهٖ فِيهَا حَتّٰى تُصْبِحَ، وَإِنَّ أَمَارَتَهَا أَنَّ الشَّمْسَ صَبِيحَتَهَا تَخْرُجُ مُسْتَوِيَةً لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ مِثْلَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لَا يَحِلُّ لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا يَوْمَئِذٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۷۶۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کی علامت یہ ہے کہ وہ رات روشن اور چمکدار ہوتی ہے اس میں چاند کی روشنی بھی خوب اجلی ہوتی ہے وہ رات پرسکون، گہری ہوتی ہے، زیادہ ٹھنڈی نہیں ہوتی، اس رات میں صبح تک ستارے (یعنی شہابِ ثاقب) توڑ کر نہیں مارے جاتے، نیز اس کی علامت یہ ہے کہ اس کی صبح کو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ سیدھا برابر نکلتا ہے، جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے اور اس کی کوئی شعاع نہیں ہوتی اور اس دن شیطان کے لئے سورج کے ساتھ نکلنا ممنوع ہوتا ہے (مسند احمد)

مذکورہ احادیث وروایات سے لیلۃ القدر کی مجموعی طور پر مندرجہ ذیل علامات اور نشانیاں معلوم ہوئیں۔

ایک یہ کہ اس رات کو چاند خوب روشن ہوتا ہے۔

دوسری یہ کہ اس رات میں چاند پیالے کے ٹکڑے کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

تیسری یہ کہ یہ رات درمیانہ موسم کی طرح ہوتی ہے، نہ تو زیادہ گرم ہوتی اور نہ زیادہ ٹھنڈی ہوتی۔

---

[1] فی حاشية مسند احمد: الشطر الأول من الحديث حسن، قد سلف الكلام عليه برقم ۲۲۷۱۳، وأما الشطر الثانی فمحتمل للتحسين لشواهده، وإسناد هذا الحديث ضعيف، بقية -وهو ابن الوليد -يدلس تدليس التسوية، ولم يصرح بالتحديث فی جميع طبقات السند، وخالد بن معدان لم يسمع من عبادة كما قال أبو حاتم فی "المراسيل"، وأبو نعيم الأصبهانی وزاد :ولم يلقه، فيما نقله عنه المزی فی "التحفة"۲۴۸/۴ ويشهد لشطره الثانی حديث جابر عند ابن خزيمة ۲۱۹۰، وابن حبان ۳۶۸۸، وسنده حسن فی المتابعات والشواهد .وحديث ابن عباس عند ابن خزيمة ۲۱۹۲، والبزار ۱۰۳۴ -كشف الأستار) ورواية البزار مختصرة وسنده ضعيف .ويشهد لقوله" :ليس لها شعاع "حديث أُبی بن كعب فی "صحيح مسلم.

چوتھی یہ کہ یہ رات پرسکون اور گہری ہوتی ہے۔

پانچویں یہ کہ اس رات میں ستارے توڑ کر (یعنی شہابِ ثاقب) نہیں مارے جاتے۔

چھٹی یہ کہ اس رات کے گزرنے کے بعد صبح کو سورج سیدھا برابر چودہویں رات کے چاند کی طرح نکلتا ہے، مگر سورج کی تیز شعاعیں نہیں ہوتیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محدثین نے فرمایا کہ لیلۃ القدر میں ان علامات کا نہ تو ہر ایک پر ظاہر ہونا ضروری ہے، اور نہ ہی لیلۃ القدر کے فضائل کا حاصل ہونا ان علامات پر موقوف ہے۔

لٰہذا ان علامات کے ضرورت سے زیادہ درپے ہونے کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں لیلۃ القدر کی ممکنہ راتوں میں عبادت کرنی چاہئے، جس کے نتیجے میں ان شاء اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل ہوجائے گی۔

البتہ اگر اللہ تعالیٰ کسی خاص بندہ پر ان میں سے کوئی علامت ظاہر فرمادیں، تو اس کا بھی انکار نہیں۔ ؎[1]

---

[1] ومن علاماتها أنها بلجة أى مشرقة، كذا فى النهاية .ساكنة لا حارة ولا قارة، تطلع الشمس صبيحتها بلا شعاع كأنها طمست، كذا قالوا .وإنما أخفيت ليجتهد فى طلبها فينال بذلك أجر المجتهدين فى العبادة، كما أخفى -سبحانه -الساعة ليكونوا على وجل من قيامها بغتة، والله أعلم(مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۴۳۸، كتاب الصوم،باب ليلة القدر)

وَاخْتَلَفُوا هَلْ لَهَا عَلَامَةٌ تَظْهَرُ لِمَنْ وُفِّقَتْ لَهُ أَمْ لَا فَقِيلَ يَرَى كُلَّ شَيْءٍ سَاجِدا وَقيل الْأَنْوَارُ فِي كُلِّ مَكَانٍ سَاطِعَةً حَتَّى فِي الْمَوَاضِعِ الْمُظْلِمَةِ وَقِيلَ يَسْمَعُ سَلَامًا أَوْ خِطَابًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَقِيلَ عَلَامَتُهَا اسْتِجَابَةُ دُعَاءِ مَنْ وُفِّقَتْ لَهُ وَاخْتَارَ الطَّبَرِيُّ أَنَّ جَمِيعَ ذَلِكَ غَيْرُ لَازِمٍ وَأَنَّهُ لَا يُشْتَرَطُ لِحُصُولِهَا رُؤْيَةُ شَيْءٍ وَلَا سَمَاعُهُ وَاخْتَلَفُوا أَيْضًا هَلْ يَحْصُلُ الثَّوَابُ الْمُرَتَّبُ عَلَيْهَا لِمَنِ اتَّفَقَ لَهُ أَنَّهُ قَامَهَا وَإِنْ لَمْ يَظْهَرْ لَهُ شَيْءٌ أَوْ يَتَوَقَّفُ ذَلِكَ عَلَى كَشْفِهَا لَهُ وَإِلَى الْأَوَّلِ ذهب الطَّبَرِيّ والمهلب وبن الْعَرَبِيِّ وَجَمَاعَةٌ وَإِلَى الثَّانِي ذَهَبَ الْأَكْثَرُ وَيَدُلُّ لَهُ مَا وَقَعَ عِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ بِلَفْظِ مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَيُوَافِقُهَا وَفِي حَدِيثِ عُبَادَةَ عِنْدَ أَحْمَدَ مَنْ قَامَهَا إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا ثُمَّ وُفِّقَتْ لَهُ قَالَ النَّوَوِيُّ مَعْنَى يُوَافِقُهَا أَيْ يَعْلَمُ أَنَّهَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ فَيُوَافِقُهَا وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ يُوَافِقُهَا فِي نَفْسِ الْأَمْرِ وَإِنْ لَمْ يَعْلَمْ هُوَ ذَلِكَ وَفِي حَدِيثِ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنِ بن مَسْعُودٍ قَالَ مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَهُوَ مُحْتَمِلٌ لِلْقَوْلَيْنِ أَيْضًا وَقَالَ النَّوَوِيُّ أَيْضًا فِي حَدِيثِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَفِي حَدِيثِ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مَعْنَاهُ مَنْ قَامَهُ وَلَوْ لَمْ يُوَافِقْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ حَصَلَ لَهُ ذَلِكَ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَوَافَقَهَا حَصَلَ لَهُ وَهُوَ جَارٍ عَلَى مَا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیلۃُ القدر کو متعین نہ کرنے کی حکمتیں

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر اہم اور فضیلت والی رات کو متعین کر کے کیوں نہیں بتلا دیا گیا، اس کے مخفی رکھنے میں کیا حکمت ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے مخفی رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں جن کا جاننا ہمارے لئے ضروری نہیں۔

جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمادیا کہ شاید اس رات کے بھلا دیئے جانے میں ہمارے لئے خیر ہو۔

اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّــهُ قَــالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِىْ بِلَيْلَةٍ يُبْتَغٰى فِيْهَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنْ يَّنْزِلَ النَّاسُ الصَّلَاةَ إِلَّا تِلْكَ اللَّيْلَةَ لَأَخْبَرْتُكَ، وَلٰكِنِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اخْتَـارَهُ مِـنْ تَفْسِيرِ الْمُوَافَقَةِ بِالْعِلْمِ بِهَا وَهُوَ الَّذِى يَتَرَجَّحُ فِى نَظَرِى وَلَا أُنْكِرُ حُصُولَ الثَّوَابِ الْجَزِيلِ لِـمَـنْ قَامَ لِابْتِغَاءِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَإِنْ لَمْ يَعْلَمْ بِهَا وَلَوْ لَمْ تُوَفَّقْ لَهُ وَإِنَّمَا الْكَلَامُ عَلَى حُصُولِ الثَّوَابِ الْمُعَيَّنِ الْـمَـوْعُـودِ بِـهِ وَفَرَّعُـوا عَـلَـى الْقَوْلِ بِاشْتِرَاطِ الْعِلْمِ بِهَا أَنَّهُ يَخْتَصُّ بِهَا شَخْصٌ دُونَ شَخْصٍ فَيُكْشَفُ لِوَاحِـدٍ وَلَا يُـكْشَفُ لِـآخَـرَ وَلَوْ كَانَا مَعًا فِى بَيْتٍ وَاحِدٍ وَقَالَ الطَّبَرِىُّ فِى إِخْفَاءِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ دَلِيلٌ عَلَى كَـذِبِ مَـنْ زَعَـمَ أَنَّهُ يَظْهَرُ فِى تِلْكَ اللَّيْلَةِ لِلْعُيُونِ مَا لَا يَظْهَرُ فِى سَائِرِ السَّنَةِ إِذْ لَوْ كَانَ ذٰلِكَ حَقًّا لَمْ يَـخْفَ عَلَى كُلِّ مَنْ قَامَ لَيَالِى السَّنَةِ فَضْلًا عَنْ لَيَالِى رَمَضَان وَتعقبه بن الْمُنِيرِ فِى الْحَاشِيَةِ بِأَنَّهُ لَا يَنْبَغِى إِطْلَاقُ الْقَوْلِ بِالتَّكْذِيبِ لِذٰلِكَ بَلْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ عَلَى سَبِيلِ الْكَرَامَةِ لِمَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ فَيَخْتَصُّ بِهَا قَوْمٌ دُونَ قَوْمٍ وَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحْصُرِ الْعَلَامَةَ وَلَمْ يَنْفِ الْكَرَامَةَ وَقَدْ كَانَتِ الْـعَلَامَةُ فِـى السَّـنَةِ الَّتِـى حَـكَاهَا أَبُو سَعِيدٍ نُزُولَ الْمَطَرِ وَنَحْنُ نَرَى كَثِيرًا مِنَ السِّنِينَ يَنْقَضِى رَمَضَانُ دُونَ مَـطَـرٍ مَـعَ اعْتِـقَـادِنَا أَنَّهُ لَا يَخْلُو رَمَضَانُ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ قَالَ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَا نَعْتَقِدُ أَنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ لَا يَنَالُهَا إِلَّا مَنْ رَأَى الْخَوَارِقَ بَلْ فَضْلُ اللّٰهِ وَاسِعٌ وَرُبَّ قَائِمٍ تِلْكَ اللَّيْلَةَ لَمْ يَحْصُلْ مِنْهَا إِلَّا عَلَى الْعِبَادَةِ مِـنْ غَيْـرِ رُؤْيَةِ خَـارِقٍ وَآخَرَ رَأَى الْخَارِقَ مِنْ غَيْرِ عِبَادَةٍ وَالَّذِى حَصَلَ عَلَى الْعِبَادَةِ أَفْضَلُ وَالْعِبْرَةُ إِنَّمَا هِـىَ بِـالاستقامة فَإِنَّهَا تسحيل أَنْ تَكُونَ إِلَّا كَرَامَةً بِخِلَافِ الْخَارِقِ فَقَدْ يَقَعُ كَرَامَةً وَقَدْ يَقَعُ فِتْنَةً وَاللّٰهُ أَعْلَمُ (فتح البارى لابن حجر، ج۴، ص۲۶۶، ۲۶۷، قَوْلُهُ بَابُ تَحَرِّى لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِى الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ)

ابْتَغِهَا فِیْ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِیْنَ مِنَ الشَّهْرِ (المعجم الکبیر للطبرانی) [1]

ترجمہ: انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اس رات کی خبر دید یجئے، جس میں لیلۃ القدر کو تلاش کیا جائے؟ تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ نماز (وعبادت) کو اسی رات کے ساتھ خاص نہ کر لیتے، تو میں آپ کو بتلا دیتا، البتہ آپ لیلۃ القدر کو مہینے کی تیئسویں رات میں تلاش کریں (طبرانی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر لیلۃ القدر کی تعیین باقی رہتی تو بہت سے لوگ دوسری راتوں میں عبادت کا اہتمام چھوڑ دیتے اور متعین نہ کرنے کی صورت میں کئی راتوں میں عبادت کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

اور بعض اہلِ علم حضرات نے لیلۃ القدر کو متعین کر کے نہ بتانے کی دوسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جو گناہ کئے بغیر نہیں رہتے، متعین کرنے کی صورت میں لیلۃ القدر کے معلوم ہونے کے باوجود اگر گناہ کیے جاتے تو یہ بات سخت خطرناک تھی۔

تیسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ متعین کرنے کی صورت میں اگر کسی شخص سے وہ رات اتفاقی طور پر چھوٹ جاتی تو آئندہ راتوں میں افسردگی وغیرہ کی وجہ سے پھر کسی رات کی عبادت کرنا بشاشت اور کھلے دل کے ساتھ نصیب نہ ہوتی، اور اب رمضان کی آخری رات تک عبادت کرنے میں ایسی بات نہیں پائی جاتی۔

چوتھی وجہ یہ بیان فرمائی کہ جتنی راتیں اس کی طلب اور جستجو میں خرچ ہوتی ہیں، ان سب کا مستقل علیحدہ ثواب ملتا ہے۔

پانچویں وجہ یہ بیان فرمائی کہ بندوں کی عبادت پر اللہ تعالیٰ فخر فرماتے ہیں، متعین نہ کرنے کی صورت میں اس فخر کا موقع زیادہ ہے کہ بندے باوجود معلوم نہ ہونے کے صرف احتمال پر

---

[1] رقم الحدیث ۳۴۲، ج۱۳ ص۱۳۸، باب العین.
قال الهیثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیرِ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۵۰۶۲، باب فی لیلة القدر)

رات بھر عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

جب صرف احتمال پر اتنی کوشش کر رہے ہیں تو اگر بتلا دیا جاتا کہ یہی لیلۃُ القدر ہے تو پھر ان کی عبادت اور کوشش کا کیا حال ہوتا۔

اور ان کے علاوہ لیلۃُ القدر کو متعین نہ کرنے یا متعین کر کے نہ بتانے میں اور بھی حکمتیں اور مصلحتیں ہوسکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱

---

۱ قَالَ الْعُلَمَاءُ الْحِكْمَةُ فِي إِخْفَاءِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ لِيَحْصُلَ الِاجْتِهَادُ فِي الْتِمَاسِهَا بِخِلَافِ مَا لَوْ عُيِّنَتْ لَهَا لَيْلَةٌ لَاقْتُصِرَ عَلَيْهَا كَمَا تَقَدَّمَ نَحْوُهُ فِي سَاعَةِ الْجُمُعَةِ وَهَذِهِ الْحِكْمَةُ مُطَّرِدَةٌ عِنْدَ مِنْ يَقُولُ إِنَّهَا فِي جَمِيعِ السَّنَةِ وَفِي جَمِيعِ رَمَضَانَ أَوْ فِي جَمِيعِ الْعَشْرِ الْأَخِيرِ أَوْ فِي أَوْتَارِهِ خَاصَّةً إِلَّا أَنَّ الْأَوَّلَ ثُمَّ الثَّانِي أَلْيَقُ بِهِ(فتح البارى لابن حجر، ج۴، ص ۲۶۷، قَوْلُهُ بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ)

(فرفعت) بصيغة المجهول أى تعيينا عن خاطرى فنسيت تعيينها لاشتغالى بالمتخاصمين، وليس معناه أن ذاتها رفعت كما توهمه بعض الشيعة، إذ ينافيه قوله الآتى "فالتمسوها "، بل معناه: فرفعت معرفتها التى يستند إليها إخبار "وعسى أن يكون "أى الإبهام، وقال الطيبى :أى الرفع، وقال ابن حجر :أى رفعها، ولكن فيه إبهام "خيرا لكم "حيث يحثكم على الاجتهاد فى جميع ليالى الأيام، ويخلصكم عن الغرور والعجب والرياء والسمعة بين الأنام، وقد استنبط السبكى من هذا أنه يسن كتمها لمن رآها، لأن الله -تعالى -قدر لنبيه أنه لم يخبر بها، والخبر كله فيما قدره له، فيستحب اتباعه فى ذلك، قال ابن حجر :وفى هذا الأخذ وقفة لما مر أنه -صلى الله عليه وسلم - لم يطلع على عينها، وإنما قيل له :إنها تكون فى ليلة كذا، ثم أنسى هذا، فالذى أنسيه ليس للاطلاع عليها لأنه لا ينسى، بل علم عينها كما تقرر اهـ وفيه أن قوله أنه -صلى الله عليه وسلم -لم يطلع على عينها جراءة عظيمة، ومن أين له الاطلاع أولا وآخرا؟ ثم إنما يكون الاستنباط والأخذ بالمقايسة عند عدم الاطلاع على عينها، بل فى نسيان معرفتها، وإلا فالمتابعة على تقدير الاطلاع لأمره بالإخفاء ، فمن أين لغيره الاطلاع المجزوم بها؟ فإن طريق الكشف ظنى، ووجه العلامات الظاهرة فيها غير قطعى، مع احتمال أنها فى تلك السنة، كذلك فيستوى حينئذ إخباره وإخفاؤه، ومع هذا كما قال السبكى يسن كتمها، ولعله أراد هذا المعنى، والله أعلم " .فالتمسوها "أى فبالغوا فى التماسها لعلكم تجدونها، وقال ابن حجر :التمسوا وقوعها فلا ينافى رفع علم عينها اهـ وفيه أنه لا معنى لالتماس وقوعها كما لا يخفى إذ لا يتصور وقوعها بالتماسها، ولا يتخلف وقوعها عن عدم التماسها، ثم قوله -صلى الله عليه وسلم " -التمسوها "يدل على رفع عينها، فلا يحتاج إلى تقدير غير صحيح، ليفرع عليه بقوله فلا ينافى رفع علم عينها، فتأمل، فإنه تكرر الزلل، ثم رأيت أنه تبع الطيبى فوقع فيما وقع، قال الطيبى :قيل :رفعت معرفة ليلة القدر لتلاحى الناس، أقول :لعل مقدر المضاف ذهب إلى أن رفع ليلة القدر مسبوق بوقوعها وحصولها، فإذا حصلت لم يكن لرفعها بمعنى، ويمكن أن يقال :المراد برفعها أنها شرعت أن تقع فلما تلاحا ارتفعت،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیلۃُ القدر سے محرومی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذَاالشَّھُرَ قَدْ حَضَرَکُمْ وَفِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ مَنْ حُرِمَھَا فَقَدْحُرِمَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَلَا یُحْرَمُ خَیْرَھَااِلَّامَحْرُوْمٌ (ابن ماجہ) [1]

ترجمہ: رمضان کا مہینہ آنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس (لیلۃُ القدر) کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتاً محروم ہی ہے (ابنِ ماجہ)

اس طرح کی اور بھی احادیث ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃُ القدر سے محرومی بہت بڑی محرومی کی بات ہے، اس لئے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ لیلۃُ القدر سے محروم لوگوں میں شامل نہ ہو۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ فنزل الشروع منزلة الوقوع، ومن ثم عقبه بقوله فالتمسوها أى التمسوا وقوعها لا معرفتها اهـ .ولعل الصواب ما عبر عنه بلعل، ولا يمكن أن يقال لأنه يلزم منه ارتفاع عينها، وهو خلاف ما عليه الحق نقلا وعقلا، إذ الملاحاة قد تكون سببا لنسيان معرفة شيء ، ولا يتصور أن تكون سببا لارتفاع وقوع شيء ، وأيضا إذا شرع فى الوقوع ثم ارتفع لا يكون مما ينسى، مع أن الشروع فى الوقوع مما لم يتبين له من المعنى، ثم قوله :ومن ثم عقبه بقوله "فالتمسوها " أى التمسوا وقوعها لا معرفتها غير مستقيم على أصله، فتدبر "فى التاسعة "أى الباقية، وهى التاسعة والعشرون، وقال ابن حجر :أى فى التاسعة من آخر الشهر، وهى ليلة الحادية والعشرون " والسابعة والخامسة "على ما تقدم (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۴۴۴ ، باب ليلة القدر)

[1] رقم الحديث ۱۶۴۴ ،كتاب الصيام، باب ماجاء فى فضل شهر رمضان.
قال المنذرى:رواه ابن ماجه وإسناده حسن إن شاء الله تعالى (الترغيب والترهيب ج ۲ ص ۶۰)

[2] ومن حرم "بصيغة المجهول "خيرها "بالنصب، قال الطيبى :يقال حرمه الشيء يحرمه حرمانا وأحرمه أيضا أى منعه إياه اهـ وفى القاموس :أحرمه لغيه أى من منع خيرها بأن لم يوفق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیلۃُ القدر کی عبادت اور اس کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری) [1]

ترجمہ: جس نے لیلۃُ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا (یعنی عبادت کی) اس کے پچھلے (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جائیں گے (بخاری)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَمَنْ قَامَهَا إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۷۴۱) [2]

ترجمہ: جس نے لیلۃُ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا (یعنی عبادت کی) اس کے اگلے پچھلے (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جائیں گے (مسند احمد)

حدیث میں جو قیام کرنے کا لفظ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کرے، نماز پڑھے،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

لإحيائها ولو بالطاعة فى طرفيها، لما ورد أن من صلى العشاء والصبح بجماعة فقد أدرك حظه من ليلة القدر، وأما ما وقع فى شرح مسلم من أنه لا ينال فضلها إلا من أطلعه الله عليها فالمراد منه فضلها الكامل "فقد حرم "أى منع الخير كله، كما سيجىء صريحا ففيه مبالغة عظيمة، والمراد حرمان الثواب الكامل أو الغفران الشامل الذى يفوز به القائم فى إحياء ليلها، قال الطيبى :اتحد الشرط والجزاء دلالة على فخامة الجزاء ، أى فقد حرم خيرا لا يقادر قدره (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۶۶، كتاب الصوم)

[1] رقم الحديث ۱۹۰۱، كتاب الصوم، باب من صام رمضان إيمانا واحتسابا ونية.

[2] فى حاشية مسند احمد: حديث حسن .

تلاوت اور ذکر وغیرہ میں مشغول رہے۔

اور ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ نیت میں اخلاص ہو اور اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کی نیت ہو۔ ریاء، دکھلاوا وغیرہ نہ ہو۔ [1]

رہی یہ بات کہ ان راتوں میں کونسی عبادت کرنا زیادہ بہتر ہے تو اس سلسلے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر اس رات میں نفلیں پڑھنا ہے، کیونکہ ان راتوں میں قیام کی فضیلت آئی ہے اور قیام نفلوں میں ہوتا ہے۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس رات میں دعا کے ساتھ مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت دوسری عبادات کے (کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں دعا کی تلقین فرمائی تھی، جیسا کہ آگے آرہا ہے)

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ صرف دعا نہیں بلکہ مختلف عبادات میں جمع کرنا افضل ہے مثلاً تلاوت، نماز، دعا وغیرہ، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سب امور منقول ہیں۔ [2]

---

[1] (من قام ليلة القدر) أى أحياها مجردة عن قيام رمضان (إيمانا واحتسابا) إخلاصا من غير شوب نحو رياء طلبا للقبول .هبه شعر بها أم لا هذا مصدر فى موضع الحال أى مؤمنا أو محتسبا أو مفعول من أجله قال أبو البقاء :ونظيره فى جواز الوجهين (اعملوا آل داود شكرا) (غفر له ما تقدم من ذنبه) وفى رواية وما تأخر قال الحافظ ابن رجب :ولا يتأخر تكفير الذنوب بها إلى انقضاء الشهر بخلاف صيام رمضان وقيامه وقد يقال يغفر لهم عند استكمال القيام فى آخر ليلة منه قبل تمام نهارها وتتأخر المغفرة بالصوم إلى إكمال النهار بالصوم (فيض القدير، تحت رقم الحديث ۸۹۰۲)

[2] وأما العمل فى ليلة القدر فقد ثبت عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال" :من قام ليلة القدر إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه "وقيامها إنما هو إحياؤها بالتهجد فيها والصلاة وقد أمر عائشة بالدعاء فيها أيضا قال سفيان الثورى الدعاء فى تلك الليلة أحب إلى من الصلاة قال :وإذا كان يقرأ وهو يدعو ويرغب إلى الله فى الدعاء والمسألة لعله يوافق انتهى ومراده أن كثرة الدعاء أفضل من الصلاة التى لا يكثر فيها الدعاء وإن قرأ ودعا كان حسنا وقد كان النبى صلى الله عليه وسلم يتهجد فى ليالى رمضان ويقرأ قراء ة مرتلة لا يمر بآية فيها رحمة إلا سأل ولا بآية فيها عذاب إلا تعوذ فيجمع بين الصلاة والقراء ة والدعاء والتفكر وهذا أفضل الأعمال وأكملها فى ليالى العشر وغيرها والله أعلم وقد قال الشعبى فى ليلة القدر :ليلها كنهارها وقال الشافعى فى القديم :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

یہی قول زیادہ اقرب ہے کیونکہ مختلف احادیث میں نماز، ذکر وغیرہ کئی چیزوں کی فضیلت آئی ہے۔

جتنی دیر جاگنا ہے اگر اس میں کچھ حصہ نفلیں پڑھنے میں اور کچھ حصہ قرآن مجید کی تلاوت میں اور کچھ حصہ ذکر وتسبیح میں اور کچھ حصہ توبہ واستغفار اور دعا میں یا ان میں سے جن جن میں سہولت ہو، گزار دیا جائے تو بہت بہتر ہے۔

لیلۃُ القدر کی خاص دعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُوْلُ فِيْهَا؟ قَالَ: قُوْلِيْ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۵۱۳، ابواب الدعوات) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی اس بارہ میں کیا رائے ہے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃُ القدر ہے، تو میں اس میں کیا کہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ یہ کہیں کہ:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ"

اے اللہ! آپ بہت معاف فرمانے والے ہیں، معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں، تو آپ مجھ معاف فرما دیجئے (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا کی تلقین وتعلیم فرمائی، کیونکہ جس کو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

استحب أن يكون اجتهاده فی نهارها كاجتهاده فی ليلها وهذا يقتضی استحباب الإجتهاد فی جميع زمان العشر الأواخر ليله ونهاره والله أعلم (لطائف المعارف لابنِ رجب، ص ۲۰۴، المجلس الخامس فی ذكر السبع الأواخر من رمضان)

[1] قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

معافی حاصل ہوگئی، اس کو اصل مقصد حاصل ہوگیا۔

بات دراصل یہ ہے کہ آخرت کا معاملہ سب سے زیادہ کٹھن ہے وہاں کام اللہ تعالیٰ کی بخشش اور معافی سے چلے گا اگر معافی نہ ہوئی اور خدانخواستہ عذاب میں گرفتار ہوئے تو دنیا کی ہر نعمت اور لذت اور دولت وثروت بیکار ہوگی، اس لئے اصل چیز معافی ومغفرت ہی ہے۔

یہ نہایت جامع دعا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے آخرت کے مطالبہ سے معاف فرمادیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے۔ [1]

لیلۃ القدر میں تمام رات جاگنا یا عبادت کرنا ضروری نہیں

لیلۃ القدر میں تمام رات جاگنا ضروری نہیں ،بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں تمام رات جاگنا ضروری ہے، ورنہ اس کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔

یہ بات صحیح نہیں بلکہ اگر کوئی اس رات میں گناہوں سے بچتے ہوئے اور دنوں کی بہ نسبت

---

[1] (قال :قولي " :اللهم إنك عفو ") أي كثير العفو "تحب العفو "أي ظهور هذه الصفة، وقد جاء في حديث رواه البزار عن أبي الدرداء مرفوعا " :ما سأل الله العباد شيئا أفضل من أن يغفر لهم ويعافيهم " "فاعف عني "فإني كثير التقصير، وأنت أولى بالعفو الكثير، فهذا دعاء من جوامع الكلم، حاز خيري الدنيا والآخرة، ولذا خلقت المذنبين، أو تحب هذه الصفة من غيرك أيضا (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۴۴۲، باب ليلة القدر)

(العفو) : فعول من العفو، وهو الذي يمحو السيئات ويتجاوز عن المعاصي، وهو أبلغ من الغفور لأن الغفران ينبء عن الستر، والعفو ينبء، عن المحو، وأصل العفو القصد لتناول الشيء ، سمي به المحو لأنه قصد لإزالة المحو .قال القشيري :من عرف أنه تعالى عفو طلب عفوه، ومن طلب عفوه تجاوز عن خلقه، فإن الله تعالى بذلك أدبهم وإليه ندبهم بقوله :(وليعفوا وليصفحوا ألا تحبون أن يغفر الله لكم)(مرقاة المفاتيح ج۴ص ۱۵۸۵ ، كتاب اسماء الله تعالىٰ)

(أقول فيها؟ قال :قولي اللهم إنك عفو) بصيغة فعول الموضوعة للمبالغة لأبلغية عفوه سبحانه كيفا وكما يعفو عن الكبائر غير الشرك، وعنه بعد الإسلام وعما لا يعلم عدده سواه (تحب العفو) خبر بعد خبر أو حال من ضمير الخبر قبله أو جملة مستأنفة أتى بها إطناباً (فاعف عني) وفيه إيماء إلى أن أهم المطالب انفكاك الإنسان من تبعات الذنوب وطهارته من دنس العيوب، فإن بالطهارة من ذلك يتأهل للانتظام في سلك حزب الله وحزب الله هم المفلحون (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تحت رقم الحديث ۱۱۹۵ ،۷، باب فضل قيام ليلة القدر)

تھوڑی سی زیادہ عبادت کرلے اس کو بھی لیلۃ القدر کی فضیلت کا حصہ حاصل ہوجائے گا۔

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص لیلۃ القدر کی راتوں میں مغرب وعشاء اور فجر جماعت کے ساتھ پڑھے، یا عشاء کے بعد چار رکعت پڑھ لے، اسے اس رات کی مبارک عبادت سے کسی قدر حصہ مل جاتا ہے۔ [1]

عشاء کی نماز بھی کیونکہ رات کی عبادت ہے، اس لئے اس کو باجماعت پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انعام ہے کہ رات کا بڑا حصہ عبادت میں شمار کرلیا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلَّی الْعِشَاءَ فِیْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّیْلِ وَمَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِی جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّی اللَّیْلَ كُلَّهُ (مسلم) [2]

---

[1] عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمُ :مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ، فَقَدْ أَخَذَ مِنْ حَظِّهِ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۷۷۴۵)

"مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ حَتّٰى يَنْقَضِيَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَقَدْ أَصَابَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ بِحَظٍّ وَافِرٍ "(شعب الايمان للبيهقى ،رقم الحديث ۳۴۳۳، كتاب الصيام،باب التماس ليلة القدر فى الوتر من العشر الأواخر من شهر رمضان،فضائل الاوقات للبيهقى ، عن انس)

قَالَ رَسُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فِي جَمَاعَةٍ فِي رَمَضَانَ فَقَدْ أَدْرَكَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ "(شعب الايمان للبيهقى،رقم الحديث ۳۴۳۲ ، كتاب الصيام،باب التماس ليلة القدر فى الوتر من العشر الأواخر من شهر رمضان، فضائل الاوقات للبيهقى، ابنِ خزيمة، رقم الحديث ۲۱۹۵؛ عن ابى هريرة)

"مَنْ صَلَّى الْعَتَمَةَ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ فَقَدْ قَامَهٗ "، "أَظُنُّهُ أَرَادَ بِالْجَمَاعَةِ ." (شعب الايمان للبيهقى ،رقم الحديث ۳۴۳۱،كتاب الصيام،باب التماس ليلة القدر فى الوتر من العشر الأواخر من شهر رمضان، عن على)

" مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَدْ أَخَذَ بِحَظِّهٖ مِنْهَا " (شعب الايمان للبيهقى،رقم الحديث ۳۴۳۰،كتاب الصيام،باب التماس ليلة القدر فى الوتر من العشر الأواخر من شهر رمضان، السنن الصغرىٰ للبيهقى رقم الحديث ۱۴۰۷، فضائل الاوقات للبيهقى رقم الحديث ۱۱۴؛ عن سعيد بن المسيب)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ :مَنْ صَلَّى أَرْبَعًا بَعْدَ الْعِشَاءِ كُنَّ كَقَدْرِهِنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ۷۳۵۱، فى أربع رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ)

[2] رقم الحديث ۶۵۶"۲۶۰"كتاب الصلاة، باب فضل صلاة العشاء والصبح فى جماعة، صحيح ابنِ حبان.

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا؛ آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرلی تو گویا کہ اس نے آدھی رات کے قیام کا ثواب پالیا اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت سے ادا کرلی تو گویا کہ اس نے پوری رات جاگ کر عبادت کرنے کا ثواب حاصل کرلیا (مسلم)

رات کو گُناہ سے بچ کر آرام کرنا اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنا حکمی عبادت ہے اور جاگ کر عبادت کرنا حقیقی عبادت ہے۔

اس لئے اگر کسی کو زیادہ توفیق نہ ہوسکے، تو اسے کم از کم عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنا چاہئے، اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور چند رکعات مزید پڑھ لینا چاہئے۔

اور اگر کوئی عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ لے، تو اس سے بھی ان شاء اللہ تعالیٰ لیلۃُ القدر کی غیر معمولی فضیلت حاصل ہوجائے گی، کیونکہ تراویح، قیامِ رمضان میں داخل ہے، اور لیلۃُ القدر میں قیام کی فضیلت آئی ہے۔ [1]

---

[1] (وعن عثمان رضى الله عنه -قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :(من صلى العشاء فى جماعة فكأنما قام نصف الليل) : أى :النصف الأول يعنى كإحيائه بالصلاة والذكر لما فى صلاة العشاء ، سيما مع الجماعة المستدعية للسعى إلى المسجد حتى فى الظلم، أو الباعثة على انتظار الصلاة فيه مع فضيلة الاعتكاف من عظيم المشقة الناشء من تحملها عن كمال الإخلاص، وظهور الخوف من جلال الله والرجاء إلى جماله تعالى .(ومن صلى الصبح فى جماعة، فكأنما صلى الليل) عبر هنا بصلى، وفيما سبق بقام تفننا وإيماء إلى أن صلاة الليل تسمى قياما "(كله) : أى :بانضمام ذلك النصف، فكأنه أحيا نصف الليل الأخير، أو يكون إشارة إلى أن قيام الصبح أفضل من قيام صلاة العشاء ، فإنه أشق وأصعب على النفس وأشد على الشيطان، فإن ترك النوم بعد الدخول فيه أشق من إرادة الدخول فيه، إذ الكسل يستولى فى الأول أكثر، فتكون مجاهدته على الشيطان أكبر (مرقاة المفاتيح، ج۲ ص ۵۴۳، كتاب الصلاة، باب فضيلة الصلوات)

(من صلى العشاء فى جماعة) أى معهم (فكأنما قام نصف الليل) أى اشتغل بالعبادة إلى نصف الليل (ومن صلى الصبح فى جماعة فكأنما صلى الليل كله) نزل صلاة كل من طرفى الليل منزلة نوافل نصفه ولا يلزم منه أن يبلغ ثوابه ثواب من قام الليل كله لأن هذا تشبيه فى مطلق مقدار الثواب ولا يلزم من تشبيه الشىء بالشىء أخذه بجميع أحكامه ولو كان قدر الثواب سواء لم يكن لمصلى العشاء والفجر جماعة منفعة فى قيام الليل غير التعب ذكره البيضاوى .وقال الطيبى :لم يرد بقوله فكأنما صلى الليل كله ولم يقل قام ليشاكل قوله صلى الصبح (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۸۷۹۵)

لیلۃُ القدر سے متعلق چند قابلِ توجہ وقابلِ اصلاح اُمور

نفس اور شیطان کی عادت ہے کہ جتنا عظیم اور اہم عمل ہوتا ہے اتنی ہی زیادہ اس میں خرابیاں پیدا کرنے اور لوگوں کو ثواب سے محروم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی وجہ سے لیلۃُ القدر کے بارے میں بھی نفس و شیطان نے طرح طرح کی خرابیاں اور کوتاہیاں پیدا کردی ہیں، جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)...... بعض لوگوں نے لیلۃُ القدر کو حتمی طور پر ستائیسویں رات میں اس طرح خاص اور متعین کرلیا ہے کہ اس رات کے علاوہ کسی اور رات کے بارے میں لیلۃُ القدر ہونے کا ان کو خیال نہیں گزرتا، اسی وجہ سے صرف ستائیسویں رات میں جاگنے اور خاص عبادت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

یہ طریقہ لیلۃُ القدر کو متعین نہ کرنے کی حکمت کے خلاف ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

(۲)...... بعض لوگ لیلۃُ القدر کی فضیلت کو سامنے رکھتے ہوئے لیلۃُ القدر کی راتوں میں عبادت کا اہتمام کر کے بے فکر ہوجاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب تو ہمارے نامۂ اعمال میں ہزاروں مہینوں سے زیادہ کی عبادت جمع ہوگئی ہے، اب ہمیں سارے سال اور ہمیشہ کے لئے عمل کرنے اور گناہوں سے بچنے کی کیا ضرورت ہے؟

حالانکہ لیلۃُ القدر کی فضیلت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ فضیلت حاصل کرنے کے بعد اب کسی عمل کے کرنے یا گناہ سے بچنے کی ضرورت نہیں رہی۔

لیلۃُ القدر کی عبادت فرض یا واجب کے درجہ میں نہیں آتی اور پوری زندگی کے فرائض اور واجبات اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام لیلۃُ القدر کی عبادت سے زیادہ ضروری ہے، لہٰذا لیلۃُ القدر کی عبادت کے ساتھ ساتھ حسبِ استطاعت دوسرے نیک اعمال اور شریعت کے ضروری احکام کا بجالانا اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا اپنی جگہ پھر بھی ضروری ہے۔

(۳)......بعض لوگ لیلۃُ القدر میں جاگنے کو ضروری سمجھتے ہیں بلکہ کسی نہ کسی طرح جاگ کر وقت گزارنے کو عبادت اور لیلۃُ القدر کا حق سمجھتے ہیں خواہ جاگنے کے لئے کچھ بھی کرنا پڑے مثلاً نسوار کھانی پڑے، لونگ یا کالی مرچ چبانی پڑے، قہوہ یا چائے پینی پڑے یا پھر جو بھی طریقہ جاگنے کا ہو اس کو اختیار کرنا پڑے، اور خواہ جاگ کر فجر کی نماز ہی قضاء ہو جائے اسی وجہ سے اس رات کو جاگنے کی رات سمجھا ہوا ہے۔

حالانکہ صرف جاگ لینا عبادت نہیں بلکہ بعض اوقات سونا عبادت ہوتا ہے اور بعض اوقات جاگنا عبادت ہوتا ہے اگر جاگنا اللہ کے حکم کے مطابق ہو تو وہ عبادت ہے اور سونا اللہ کے حکم کے مطابق ہو تو وہ بھی عبادت ہے۔

جس شخص نے لیلۃُ القدر میں عشاء اور صبح کی نماز جماعت سے اور بروقت پڑھ لی اس نے بھی اس رات کا ثواب پالیا، اور جو شخص جتنی عبادت کرے گا، زیادہ ثواب پائے گا (جیسا کہ گزشتہ احادیث سے معلوم ہو چکا)

خوب سمجھ لیجئے! کہ یہ رات عبادت کی رات ہے صرف جاگنے کی رات نہیں، جتنی دیر اخلاص اور خوش دلی کے ساتھ جاگ کر عبادت ہو سکتی ہو اتنی دیر عبادت کرلیں اور پھر اللہ کا نام لے کر سو جائیں اور صبح فجر کی نماز باجماعت پڑھ لیں اور اگر صبح انتہائے سحر سے کچھ پہلے وقت نکال کر تہجد کی نفلیں بھی پڑھ لیں تو بہت اچھا ہے۔

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ افضل یہ ہے کہ کچھ عبادت رات کے شروع حصہ میں یعنی عشاء کے بعد کرلے اور سو جائے اور پھر انتہائے سحر سے پہلے اٹھ کر کچھ عبادت کرلے۔

(۴)......بعض لوگ اس رات میں مسجدوں کے اندر جمع ہو کر جاگنے اور عبادت کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، جبکہ اس رات میں جاگنے اور عبادت کرنے کے لئے مسجد میں جمع ہونا شریعت سے ثابت نہیں۔

شریعت کا مزاج یہ ہے کہ لیلۃُ القدر کی عبادت تنہا اپنے اپنے گھروں میں رہتے ہوئے کی

جائے، کیونکہ اس رات کی عبادت اللہ تعالیٰ کے خاص دربار والی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرائض اور واجبات کے علاوہ نفلی عبادت عموماً گھر میں ادا فرمایا کرتے تھے باوجودیکہ آپ کا حجرہ مبارکہ بہت چھوٹا تھا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوا کرتی تھیں اور آپ سجدے میں تشریف لے جاتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاؤں سمیٹنے پڑتے تھے جبکہ سوئے ہوئے اور آرام کرنے والے شخص کی بہت زیادہ رعایت کرنے کا حکم ہے۔

اور مسجدِ نبوی، جس میں ایک نماز کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ ۱

---

۱ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ "، قَالَ حُسَيْنٌ :فِيمَا سِوَاهُ (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۴۶۹۴)

فی حاشية مسند احمد:إسناده صحيح من جهة حُسين بن محمد، وحسنٌ من جهة عبد الجبار ابن محمد، وعبد الجبار هذا روى عنه جمع، وذكره ابن حبان فی "الثقات"، وباقی رجال الإسناد ثقات رجال الشيخين .عبد الكريم :هو ابن مالك الجَزَرى.

وأخرجه ابن ماجه ۱۴۰۶ من طريق زكريا بن عدى، والطحاوی فی "شرح مشكل الآثار ۵۹۹ "من طريق على بن معبد، وابن عبد البر فی "التمهيد ۶/۲۷"من طريق حكيم بن سيف، ثلاثتهم عن عبيد الله بن عمرو، بهذا الإسناد .وفی رواية الطحاوی" :وصلاة فی المسجد الحرام أفضل من مئة صلاة فيما سواه "قال الطحاوی عقبه :كأنه يعنى مسجده عليه السلام .وقال السندی :قوله" :من مئة ألف صلاة "قيل :كذا فی بعض الأصول، وفی بعضها من مئة صلاة، وهاتان الروايتان فی ابن ماجه أيضاً، قلت :والتوفيق بينهما بحمل مئة صلاة على أنها مئة بالنظر إلى مسجده صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فصارت مئة ألف بالنظر إلى المساجد الأخرى، والله تعالى اعلم.

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ :حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ :حَدَّثَنَا رُزَيْقٌ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَلْهَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلَاةً، وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجَمَّعُ فِيهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفِ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفِ صَلَاةٍ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۱۴۱۳)

قال ابن الملقن:وفی إسناده رزيق -بتقديم الراء المهملة -الألهانی .قال أبو زرعة :فلا بأس به .نقله عنه الحافظ جمال الدين المزی مقتصرا، وقال ابن حبان فيما نقله عنه ابن الجوزی فی الضعفاء : ينفرد بالأشياء التی لا تشبه حديث الأثبات لا يجوز الاحتجاج به إلا عند الوفاق .وقال ابن الجوزی فی علله :إنه حديث لا يصح.وقال الخطيب :رزيق هذا فی عداد المجهولين(البدر المنير،لابن الملقن ،ج۹،ص۵۱۴)

اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کولیلۃُ القدر وغیرہ کی راتوں میں نفلی عبادت کرنے کے لیے مسجدِ نبوی میں آنے کی ترغیب نہیں دی۔

اسی وجہ سے فقہائے کرام نے فضیلت کی راتوں میں مسجدوں میں جمع ہونے کومکروہ فرمایا ہے۔ [1]

پھر دوسری بات یہ ہے کہ آج کل مسجد میں ایسے اجتماع منکرات سے خالی نہیں ہوتے لوگ مسجد میں لہوولعب، شوروشغب، دوسروں کی عبادت وآرام میں خلل، اور بعض دوسرے ایسے کام کرتے ہیں جومسجد کے احترام اورآداب اورشرعی تقاضوں کے خلاف ہوتے ہیں، جس سے ''نیکی برباد گناہ لازم'' کا مصداق ہوجاتا ہے۔

(۵)......بعض لوگ اورخاص کرعورتیں دوست احباب یارشتہ داروں کے گھر کسی ایک جگہ اس رات کی عبادت اورجاگنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اورپھر وقفہ وقفہ سے چائے اورقہووں کا دور چلتا ہے اورادھرادھر کی غپ شپ ہوتی ہے جس میں اکثر لطف اندوزی مقصود بن جاتی ہے، اوراصل عبادت ایک ضمنی عمل بن جاتا ہے۔

یہ بھی غلواورشریعت کے مزاج کے خلاف ہے، جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔

---

[1] ویکرہ الاجتماع علی احیاء لیلة من هذه اللیالی فی المساجد (البحرالرائق ج ۲ ص ۵۶، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

(ویکرہ الاجتماع علی احیاء لیلة من هذه اللیالی)المتقدم ذکرها (فی المساجد) وغیرها لانه لم یفعله النبی صلی الله علیه وسلم ولااصحابه فانکره اکثر العلماء من اهل الحجاز منهم عطاء وابن ابی ملیکة وفقهاء اهل المدینة واصحاب مالک وغیرهم وقالوا ذالک کله بدعة (مراقی الفلاح شرح نورالایضاح، ص ۱۵۱، کتاب الصلاة، باب فی النوافل)

والثانی انه یکرہ الاجتماع فیها فی المساجد للصلٰوة والقصص والدعاء ولایکرہ ان یصلی الرجل فیها لخاصة نفسه وهذا قول الاوزاعی امام اهل الشام وفقیههم وعالمهم وهذاهو الاقرب ان شاء الله تعالٰی (لطائف المعارف ص۱۳۷، وظائف شهر شعبان، المجلس الثانی فی نصف شعبان)

ویحصل القیام بالصلاة نفلا فرادی من غیر عدد مخصوص، وبقراء ة القرآن، والأحادیث وسماعها، وبالتسبیح والثناء، والصلاة والسلام علی النبی -صلی الله علیه وسلم -الحاصل ذلک فی معظم اللیل وقیل بساعة منه(ردالمحتار، ج۲ص ۲۶، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

پس صحیح طریقہ یہی ہے کہ اپنے یہاں رہ کر تنہائی میں جتنی عبادت اخلاص کے ساتھ ہو جائے غنیمت ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں گھنٹے شمار نہیں ہوتے بلکہ عبادت میں اخلاص شمار ہوتا ہے خواہ وہ اخلاص والی عبادت تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔

بعض لوگ اپنے گھروں میں تنہائی کے اندر عبادت کرنے میں یہ عذر کرتے ہیں کہ گھروں میں نیند آتی ہے، بچے تنگ کرتے ہیں، شور مچاتے ہیں۔

یہ بھی کوئی معقول عذر نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام نفل نمازوں کو گھر میں پڑھنے کو افضل قرار دیا ہے۔ [۱]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں یہ بات ملتی ہے کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور گھر کے بچے (حضرت حسن، حسین رضی اللہ عنہما وغیرہ) آپ کی کمر مبارک پر بیٹھ جاتے تھے۔ [۲]

لیکن اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کا عذر فرما کر گھر کی عبادت کو ترک نہیں فرمایا، تو کیا کوئی شخص اپنی عبادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل سمجھ سکتا ہے؟

جہاں تک گھروں میں بچوں کے رونے کا تعلق ہے تو بچوں کے رونے پر تو اللہ تعالیٰ کی رحمت

---

[۱] فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ(بخاری، رقم الحديث ۶۱۱۳،عن زيد بن ثابت)

[۲] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى ظَهْرِهِ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ، أَخَذَهُمَا بِيَدِهِ مِنْ خَلْفِهِ أَخْذًا رَفِيقًا، فَيَضَعُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ، فَإِذَا عَادَ عَادَا، حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ، أَقْعَدَهُمَا عَلَى فَخِذَيْهِ، قَالَ :فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ، أَرُدُّهُمَا، فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ، فَقَالَ لَهُمَا " :الْحَقَا بِأُمِّكُمَا . "قَالَ :فَمَكَثَ ضَوْؤُهَا حَتَّى دَخَلَا(مسند احمد، رقم الحديث ۱۰۶۵۹)

في حاشية مسند احمد: إسناده حسن من أجل كامل -وهو ابن العلاء أبو العلاء التميمي-، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح .أبو المنذر :هو إسماعيل بن عمر الواسطي، وأبو صالح :هو ذكوان السمان.

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِأَبِي العَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا(بخاری، رقم الحديث ۵۱۶)

متوجہ ہوتی ہے اللہ کی رحمت کو چھوڑ کر بھاگنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ بچوں کا کام رونا اور شور مچانا ہے، ان کا باقی دنوں کی طرح لیلۃُ القدر کا عمل بھی یہی ہے ان کو اپنا کام کرتے رہنے دیجئے اور آپ اپنا کام کیجئے۔

اندریں رہ می تراش و می خراش تادمِ آخر دمے فارغ مباش

ان علائق کے ساتھ رہ کر عبادت میں لگنا ہی اصل کامیابی ہے اسی وجہ سے اسلام میں رہبانیت اور مخلوق سے الگ تھلگ ہو کر عبادت کرنے کی اجازت نہیں۔

(۶)......بعض لوگ لیلۃُ القدر میں مسجدوں میں جمع ہو کر اور بھی دوسرے گناہ کرتے ہیں مثلاً اوپر کا اسپیکر چلا کر اس میں نعت خوانی، قرآن مجید کی تلاوت اور تقریروں کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں جس سے اہلِ محلّہ اور اہلِ علاقہ کو تکلیف ہوتی ہے اور عبادت میں خلل آتا ہے۔

(۷)......بعض لوگ اس رات میں خاص قسم کی عبادت کو لیلۃُ القدر کی خاص عبادت سمجھتے ہیں مثلاً بعض لوگوں نے مخصوص تعداد میں، مخصوص طریقہ پر نفلیں پڑھنے کو مقصود یا ضروری سمجھا ہوا ہے اور بعض لوگ اس رات میں باجماعت نفل نمازیں پڑھتے ہیں۔

جبکہ شریعت کی جانب سے کوئی خاص عبادت یا نفلوں کی خاص مقدار اور خاص طریقہ لیلۃُ القدر کے لئے مخصوص نہیں کیا گیا بلکہ اس کو ہر شخص کی اپنی سہولت اور طبیعت کے ذوق پر چھوڑ دیا گیا خواہ کوئی نفلیں پڑھے یا تلاوت کرے یا ذکر و تسبیح میں مشغول رہے یا درود شریف پڑھے یا استغفار یا دعا اور توبہ میں مصروف رہے۔

ہر طرح سے عبادت کی جاسکتی ہے۔

حدیث میں لیلۃُ القدر کی ایک دعا بھی آئی ہے جو پیچھے گزر چکی وہ بھی پڑھی جاسکتی ہے، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تلقین وتعلیم کئے جانے کی وجہ سے افضل ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی سہولت سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اس کو کسی خاص صورت میں مخصوص کر کے تنگی نہیں پیدا کرنی چاہئے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ نفل نماز باجماعت پڑھنا حنفیہ کے نزدیک ویسے ہی مکروہ ہے، اورعورتوں کا باجماعت نفل پڑھنا تواور بھی زیادہ براہے۔

(۸)......بعض لوگ لیلۃُ القدر کی اکثر یا ساری رات تو کسی نہ کسی طرح جاگ کر گزار دیتے ہیں لیکن صبح کی نماز قضاء کر دیتے ہیں یا جماعت چھوڑ دیتے ہیں یا پھر صبح کی نماز میں جھومتے رہتے ہیں اور اس طرح نماز کا خشوع ختم ہوجاتا ہے یا دن بھر کے اپنے فرائضِ منصبی (ملازمت وغیرہ) میں کوتاہی کرتے ہیں۔

یہ تمام باتیں حد سے تجاوز کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں ہر چیز کواپنے درجہ پر رکھنا ضروری ہے۔

لیلۃُ القدر میں جاگنا ضروری نہیں، وقت پر نماز پڑھنا، مَردوں کو جماعت کا اہتمام کرنا، نماز میں خشوع کا حاصل کرنا اور اپنے فرائضِ منصبی کو پورا کرنا، یہ تمام چیزیں ساری رات جاگنے سے زیادہ ضروری ہیں۔

(۹)......بعض مسجدوں اور گھروں پر لیلۃُ القدر کی آمد پر چراغاں (لائٹنگ) کی رسم بھی کی جاتی ہے، جس میں دوسری قوموں کے ساتھ مشابہت کے علاوہ فضول خرچی کا گناہ بھی پایا جاتا ہے۔

(۱۰)......آج کل بعض مسجدوں میں پہلے سے یہ اعلان یا اطلاع کر دی جاتی ہے کہ:

''شبِ قدر کی فلاں رات فلاں مسجد میں اجتماعی دعاء ہوگی سب لوگ اس میں شریک ہوں''

چنانچہ اس رات کو بڑے اہتمام سے اجتماعی دعا کی جاتی ہے اور دُور دَراز سے لوگ اس میں شرکت کے لئے آتے ہیں۔

قرآن وسنت سے اس طرز وطریقہ کا بھی ثبوت نہیں ہے۔

اپنے اپنے مقام پر رہ کر ہی ہر شخص کو دعا کرنا مناسب ہے۔

اس رات میں نفلی عبادت کے لئے جمع ہونا منع ہے، اور دعا عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز ہے، تو اس کے لئے جمع ہونا بھی یقیناً یہی حکم رکھتا ہے۔

(۱۱)...... بعض لوگ لیلۃ القدر کی بعض نشانیاں مقرر کر کے اس کی بے حد جستجو کرتے ہیں، اور لیلۃ القدر کے متعین ہونے کا اس پر دار ومدار رکھتے ہیں، مثلاً رات کا روشن ہونا وغیرہ اگر چہ بعض روایات سے بعض علامات کا ذکر ملتا ہے۔

اور بعض حضرات کو خاص انوار کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے۔

لیکن یہ چیزیں اوّل تو معیار نہیں۔

دوسرے ان کا ہر ایک پر ظاہر ہونا بھی ضروری نہیں۔

تیسرے بہت سی علامات جو مشہور کر دی گئی ہیں وہ خود ساختہ اور من گھڑت ہیں۔

چوتھے لیلۃ القدر کی برکات اور ثواب کا حاصل ہونا ایسے مشاہدات پر موقوف نہیں۔

اس لئے اس کی فکر میں نہ پڑنا چاہئے (معارف القرآن بتغیر واضافہ)

تراویح کی فضیلت

روزہ کے علاوہ رمضانُ المبارک کا ایک خاص عمل تراویح ہے، فرق یہ ہے کہ روزہ دن کا عمل ہے، اور تراویح رات کا عمل ہے، اور روزہ فرض ہے مگر تراویح سنت ہے۔

لیکن اس کے باوجود تراویح پر حاصل ہونے والا اجروانعام بہت عظیم ہے۔

اور تراویح پورے رمضان کی سنت ہے اور یہ مرد وعورت سب کے حق میں سنت ہے، جس کا ثبوت احادیث اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے علاوہ خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے بھی ہے، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر آج تک مسلمانوں کا متواتر اس پر عمل چلا آرہا ہے۔ [1]

---

[1] أَمَّا حُكْمُ الْمَسْأَلَةِ فَصَلَاةُ التَّرَاوِيحِ سُنَّةٌ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ وَمَذْهَبُنَا أَنَّهَا عِشْرُونَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيمَاتٍ (المجموع شرح المهذب للنووی الشافعی، ج۴، ص ۳۱، باب صلاة التطوع)

مَسْأَلَةٌ :قَالَ (وَقِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ عِشْرُونَ رَكْعَةً) . (يَعْنِى) (صَلَاةَ التَّرَاوِيحِ) وَهِيَ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ، وَأَوَّلُ مَنْ سَنَّهَا رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -يَرْغَبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ، فَيَقُولُ :مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ :صَلَّى النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّى مِنْ الْقَابِلَةِ، وَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنْ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ، فَلَمْ يَخْرُجْ إلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فَلَمَّا أَصْبَحَ، قَالَ :قَدْ رَأَيْت الَّذِي صَنَعْتُمْ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنْ الْخُرُوجِ إلَيْكُمْ إلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ قَالَ :وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ .رَوَاهُمَا مُسْلِمٌ.

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ :صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنْ الشَّهْرِ، حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ .فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَتْ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلَمَّا كَانَتْ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ .فَقُلْت :يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ؟ قَالَ :فَقَالَ :إنَّ الرَّجُلَ إذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ .قَالَ :فَلَمَّا كَانَتْ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَتْ الثَّالِثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسَ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ :قُلْت :وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ :السُّحُورُ .ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُد، وَالْأَثْرَمُ، وَابْنُ مَاجَهْ.

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فَإِذَا النَّاسُ فِي رَمَضَانَ يُصَلُّونَ فِي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور تراویح کی بیس رکعات ہیں اور یہ بیس رکعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں، اسی لئے حضرات تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک تراویح کی بیس رکعات ہیں اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے ایک قول کے مطابق بھی تراویح کی بیس رکعات ہیں، اور ایک روایت کے مطابق اس سے بھی زیادہ ہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ .فَقَالَ :مَا هَؤُلَاءِ؟ فَقِيلَ :هَؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِهِمْ، وَهُمْ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ .فَقَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :-أَصَابُوا، وَنِعْمَ مَا صَنَعُوا .رَوَاهُ أَبُو دَاوُد. وَقَالَ رَوَاهُ مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ.

وَنُسِبَتْ التَّرَاوِيحُ إلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -لِأَنَّهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَكَانَ يُصَلِّيهَا بِهِمْ، فَرَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدٍ الْقَارِي، قَالَ :خَرَجْت مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ: إنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِءٍ وَاحِدٍ، لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ :ثُمَّ خَرَجْت مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ .فَقَالَ :نِعْمَتْ الْبِدْعَةُ هَذِهِ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنْ الَّتِي يَقُومُونَ .يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ .أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ.

فَصْلٌ :وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، رَحِمَهُ اللَّهُ، فِيهَا عِشْرُونَ رَكْعَةً .وَبِهَذَا قَالَ الثَّوْرِيُّ، وَأَبُو حَنِيفَةَ، وَالشَّافِعِيُّ .وَقَالَ مَالِكٌ :سِتَّةٌ وَثَلَاثُونَ .وَزَعَمَ أَنَّهُ الْأَمْرُ الْقَدِيمُ، وَتَعَلَّقَ بِفِعْلِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، فَإِنَّ صَالِحًا مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، قَالَ :أَدْرَكْتُ النَّاسَ يَقُومُونَ بِإِحْدَى وَأَرْبَعِينَ رَكْعَةً، يُوتِرُونَ مِنْهَا بِخَمْسٍ (المغني لابن قدامة، ج۲ ص ۱۲۲، و۱۲۳، مَسْأَلَةٌ قِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ عِشْرُونَ رَكْعَةً)

(التَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ) مُؤَكَّدَةٌ لِمُوَاظَبَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ (لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ) إجْمَاعًا (الدرالمختار مع شرحه ردالمحتار، ج۲ص۴۳، باب الوتر والنوافل)

[1] وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ فَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يُصَلِّيَ إِحْدَى وَأَرْبَعِيْنَ رَكْعَةً مَعَ الْوِتْرِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ .وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً . وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ و قَالَ الشَّافِعِيُّ وَهٰكَذَا أَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً(ترمذی،تحت رقم الحديث ۸۰۶،ابواب الصوم،بَاب مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ)

وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَأَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قِيَامُ رَمَضَانَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ لَا يُقَامُ بِأَكْثَرَ مِنْهَا اِسْتِحْبَابًا.وَذُكِرَ عَنْ وَكِيْعٍ عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي الْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.وَهٰذَا هُوَ الْاِخْتِيَارُ عِنْدَنَا وَبِاللهِ تَوْفِيْقُنَا (الاستذكار الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار، ج۲ ص ۷۰، باب ماجاء فی قيام شهر رمضان)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تراویح کے تفصیلی فضائل واحکام اور تراویح کی بیس رکعات کے تفصیلی دلائل ہم نے اپنی دوسری مستقل کتاب ''نمازِ تراویح کے فضائل واحکام'' میں ذکر کردیے ہیں، یہاں اختصار کے ساتھ کچھ فضائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (بخاری) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ثُمَّ اِعْلَمْ اَنَّ الْحَدِيْثَ الَّذِىْ رَوَاهُ اِبْنُ عَبَّاسٍ فِىْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً الَّذِىْ ضَعَّفَهُ اَئِمَّةُ الْحَدِيْثِ هُوَ صَحِيْحٌ عِنْدَ هٰذَا الْعَبْدِ الضَّعِيْفِ عَفَا اللهُ عَنْهُ. لِمَا ذَكَرَهُ الْعَلَّامَةُ السُّيُوْطِىُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى فِى التَّدْرِيْبِ ، قَالَ بَعْضُهُمْ يُحْكَمُ لِلْحَدِيْثِ بِالصِّحَّةِ اِذَا تَلَقَّاهُ النَّاسُ بِالْقُبُوْلِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ. وَقَالَ اِبْنُ عَبْدِالْبَرِّ فِى الْاِسْتِذْكَارِ لِمَاحَكٰى عَنِ التِّرْمِذِىْ اَنَّ الْبُخَارِىَّ صَحَّحَ حَدِيْثَ الْبَحْرِ هُوَ الطُّهُوْرُ مَاءُهٗ وَاَهْلُ الْحَدِيْثِ لَايُصَحِّحُوْنَ مِثْلَ اِسْنَادِهٖ لٰكِنَّ الْحَدِيْثَ الَّذِىْ عِنْدِىْ صَحِيْحٌ لِتَلَقِّى الْعُلَمَاءِ بِالْقُبُوْلِ .وَقَالَ فِى التَّمْهِيْدِ رُوِىَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ اَلدِّيْنَارُ اَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ قِيْرَاطًا،قَالَ وَفِىْ قَوْلِ جَمَاعَةِ الْعُلَمَاءِ وَاِجْمَاعِ النَّاسِ عَلٰى مَعْنَاهُ غِنًى ، عَنْ اِسْنَادِهٖ ، وَنُقِلَ مِثْلُ ذٰلِكَ عَنْ اِبْنِ الْمُبَارَكِ وَالْاُسْتَادِ اَبِىْ اِسْحَاقَ الْاَسْفَرَايِيْنِىْ .اِنْتَهٰى.

فَاِذَاكَانَ الْحَدِيْثُ يُصَحَّحُ بِتَلَقِّى الْعُلَمَاءِ الصَّالِحِيْنَ فَكَيْفَ لَايُصَحَّحُ بِتَلَقِّى الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَجَمْهُوْرِ الْاَئِمَّةِ وَالْمُجْتَهِدِيْنَ ،وَمَارَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَاللهِ حَسَنٌ ،فَحَدِيْثُ اِبْنِ عَبَّاسٍ فِىْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً الَّذِىْ تَلَقَّاهُ الْخَلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ، وَالَّذِىْ اِسْتَقَرَّ عَلَيْهِ الْاَمْرُ فِىْ سَائِرِ الْبُلْدَانِ وَالْاَمْصَارِ اَحَقُّ بِالتَّصْحِيْحِ مِنْ حَدِيْثِ الْبَحْرِ وَاَجْدَرُ بِالتَّحْسِيْنِ مِنْ حَدِيْثِ الدِّيْنَارِ (التعليق الصبيح ج۲ ص۱۰۵ ،باب قيام شهر رمضان)

وهذا الاثر قد تأيد بمواظبة الخلفاء والصحابة فى ليالى رمضان على القدر الذى ذكرفيه، وقد قدمناه فى المقدمة ان المرسل ضعيف عند الشافعى ومن تابعه، ولكن اذا وافقه قول صحابى صارحجة عندالكل، وصرح بذلك ابن الهمام نفسه فى "الفتح" فقال: وقول الترمذى:"العمل عليه عند اهل العلم يقتضى قوة اصله وان ضعف خصوص هذا الطريق اهـ(۱ :۱۸۸)واى اهل العلم افضل من الخلفاء والصحابة؟فكيف لايكون عملهم دليلا على قوة اصله؟فالحق ان الاثر ان لم يكن صحيحا فلااقل من ان يكون حسنا.

واما قوله: مع مخالفته للصحيح اهـ، فقد اجبنا عنه آنفا، واثبتناان الاثر ليس بمخالف للصحيح (اعلاء السنن ج۷ص۸۳، باب التراويح)

[1] رقم الحديث ۳۷، كتاب الايمان،بَاب تَطَوُّعُ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ الْإِيمَانِ.

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان (کی رات) میں قیام کیا (یعنی تراویح پڑھیں) ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اخلاص کے ساتھ تو یہ عمل اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا

(بخاری)

اس حدیث میں رمضان میں ایمان ویقین اور اخلاص کے ساتھ قیام کرنے پر یہ فضیلت سنائی گئی ہے، کہ اس کی برکت سے سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور مراد صغیرہ گناہ ہیں، کیونکہ کبیرہ گناہوں کے معاف ہونے کے لئے توبہ ضروری ہے،، اور اس حدیث میں رمضان کے قیام سے مراد؛ تراویح کی نماز ہے، اور دوسری احادیث میں اس کے سنت ہونے کی بھی وضاحت ہے۔ [1]

حضرت عمرو بن مرۃ جہنی سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، أَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، وَصَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ ، وَأَدَّيْتُ الزَّكَاةَ ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ ، وَقُمْتُهُ ، فَمِمَّنْ أَنَا ؟ قَالَ: مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ (صحیح ابنِ حبان) [2]

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ذرا بتلایئے کہ اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ تعالیٰ کے

---

[1] قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (مَنْ قَامَ رَمَضَان إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا)مَعْنَى (إِيْمَانًا) تَصْدِيقًا بِأَنَّهُ حَقٌّ مُقْتَصِدٌ فَضِيْلَتَهُ ، وَمَعْنَى (اِحْتِسَابًا) أَنْ يُّرِيْدَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَحْدَهُ لا يَقْصِدُ رُؤْيَةَ النَّاسِ ، وَلَا غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يُخَالِف الْإِخْلَاصَ .وَالْمُرَادُ بِقِيَامِ رَمَضَانَ صَلَاةُ التَّرَاوِيحِ (شرح النووی علی مسلم، ج٦ ص ٣٩ ،باب الترغیب فی قیام رمضان)

[2] رقم الحدیث ٣٤٣٨، کتاب الصوم، باب فضل رمضان، ذِكْرُ كِتْبَةِ اللَّهِ جَلَّ وَعَلَا صَائِمَ رَمَضَانَ وَقَائِمَهُ مَعَ إِقَامَتِهِ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ مِنَ الصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ، واللفظ لهٗ؛ صحیح ابنِ خزیمة، رقم الحدیث ٢٢١٢.

فی حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

علاوہ کوئی معبود نہیں، اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور میں پانچ وقت کی نماز پڑھوں اور زکاۃ ادا کروں، اور رمضان کے روزے رکھوں، اور رمضان میں قیام کروں (یعنی تراویح پڑھوں) تو میں کن لوگوں میں شمار کیا جاؤں گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ صدیقین اور شہداء میں سے (ابنِ حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدیقین اور شہداء کا مقام حاصل ہونے میں ایمان کے بعد نماز، زکاۃ، اور رمضان کے روزوں کے ساتھ قیامِ رمضان یعنی تراویح کے عمل کو بھی دخل ہے۔[1] اور یہ فضیلت تراویح کے عظیمُ الشان عمل ہونے کا پتہ دیتی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ (سنن نسائی) [2]

---

[1] چنانچہ ابنِ خزیمہ نے اس حدیث پر مندرجہ ذیل باب قائم فرمایا ہے کہ:
باب فی فضل قیام رمضان واستحقاق قائمه اسم الصدیقین ، والشهداء إذا جمع مع قیامه رمضان صیام نهاره ، وکان مقیما للصلوات الخمس ، مؤدیا للزکاة ، شاهدا لله بالوحدانیة ، مقرا للنبی صلی الله علیه وسلم بالرسالة (صحیح ابن خزیمة، ج۳ص ۳۴۰، کتاب الصیام)

[2] رقم الحدیث ۲۲۱۰، کتاب الصیام، ثَوَابُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَصَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، واللفظ لهٗ، ابنِ ماجة، رقم الحدیث ۱۳۲۸، کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها، باب ما جاء فی قیام شهر رمضان.
قال المناوی: إسناده حسن (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۱۶۹۰)
وقال الذهبی: هذا حدیث حسن غریب (سیر اعلام النبلاء، ج ۱، ص ۷۱، تحت ترجمة عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف الزهری)
وقال الاعظمی: إسناده ضعیف ومعناه ثابت (صحیح ابن خزیمة)

ترجمہ: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض قرار دیے اور میں نے رمضان کی رات میں قیام (یعنی تراویح) کو سنت قرار دیا پس جس شخص نے رمضان کا روزہ رکھا اور رمضان میں قیام کیا (یعنی تراویح پڑھیں) ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اخلاص کے ساتھ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح سے نکل جائے گا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت تھا (نسائی)

معلوم ہوا کہ رمضان کے روزے تو فرض ہیں، اور تراویح سنت اور بہت فضیلت والا عمل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰى ذٰلِكَ (مسلم) ؎۱

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قیامِ رمضان (یعنی تراویح) کی ترغیب دیا کرتے تھے، اس کا وجوبی ولازمی حکم نہیں فرماتے تھے، پس آپ فرماتے تھے کہ جو شخص رمضان کا قیام کرے (یعنی تراویح پڑھے) ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے، تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک یہی عمل رہا اور حضرت ابو بکر کی خلافت

؎۱ رقم الحديث ۷۵۹ ''۱۷۴'' كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ، واللفظ لهٗ؛ ابو داؤد، رقم الحديث ۱۳۷۳؛ مؤطاامام مالك، الترغيب في الصلاة في رمضان، ترمذي، بَاب التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَمَا جَاءَ فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ.

وقال الترمذي بعد نقل هٰذا الحديث: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ النَّبِيِّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور حضرت عمر کی ابتدائی خلافت میں بھی یہی عمل رہا (مسلم)

پھر اس کے بعد باجماعت نماز کی شکل میں ایک امام کی اقتداء میں تراویح کا سلسلہ جاری ہوگیا، جس کی تفصیل آگے دوسری روایات میں آتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ النَّاسَ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ وَيَقُوْلُ مَنْ قَامَهُ إِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى الْقِيَامِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۷۸۸۱) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ لوگوں کو رمضان میں قیام (یعنی تراویح) کی ترغیب دیا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے، کہ جس نے رمضان میں قیام کیا، ایمان اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قیامِ رمضان (یعنی تراویح) کے لئے جمع نہیں فرماتے تھے (مسند احمد)

اس حدیث سے رمضان میں قیام اور تراویح کی فضیلت معلوم ہوئی۔ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[2] فَيَقُوْلُ: (مَنْ قَامَ رَمَضَانَ) وَهٰذِهِ الصِّيْغَةِ تَقْتَضِيُ التَّرْغِيْبُ وَالنُّدْبُ دُوْنَ الْإِيْجَابِ، وَاجْتَمَعَتْ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ قِيَامَ رَمَضَان لَيْسَ بِوَاجِب بَلْ هُوَ مَنْدُوْبٌ.

قَوْلُهُ: (فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ)

مَعْنَاهُ: اِسْتَمَرَّ الْأَمْرُ هٰذِهِ الْمُدَّةَ عَلٰى أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ يَقُوْمُ رَمَضَان فِيْهِ بَيْتَهُ مُنْفَرِدًا حَتّٰى اِنْقَضَى صَدْرٌ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، ثُمَّ جَمَعَهُمْ عُمَرُ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَصَلّٰى بِهِمْ جَمَاعَةً، وَاسْتَمَرَّ الْعَمَلُ عَلٰى فِعْلِهَا جَمَاعَةً، وَقَدْ جَائَتْ هٰذِهِ الزِّيَادَةُ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ فِيْ كِتَابِ الصِّيَامِ (شرح النووی علی مسلم، ج۶ ص۴۰، باب الترغیب فی قیام رمضان)

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرَغِّبُ النَّاسَ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيْمَةِ أَمْرٍ فِيْهِ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (نسائی) [1]

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قیامِ رمضان (یعنی تراویح) کی ترغیب دیا کرتے تھے، اس کا وجوبی ولازمی حکم نہیں فرماتے تھے، پس آپ فرماتے تھے کہ جو شخص رمضان کا قیام (یعنی تراویح کا عمل) ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے کرے تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے (نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ أَوْزَاعًا يَكُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ فَيَكُوْنُ مَعَهُ النَّفَرُ الْخَمْسَةُ أَوِ السِّتَّةُ أَوْ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَكْثَرُ فَيُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ. قَالَتْ فَأَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِّنْ ذٰلِكَ أَنْ أَنْصِبَ لَهُ حَصِيْرًا عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ فَفَعَلْتُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ قَالَتْ فَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ مَنْ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلًا طَوِيْلًا.

ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ وَتَرَكَ الْحَصِيْرَ عَلٰى حَالِهِ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ تَحَدَّثُوْا بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ كَانَ مَعَهُ فِي الْمَسْجِدِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَتْ

---

[1] رقم الحديث ۲۱۹۱، كتاب الصيام، ثَوَابُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَصَامَهُ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا.

وَأَمُسَى الْمَسْجِدُ رَاجًا بِالنَّاسِ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ دَخَلَ بَيْتَهُ وَثَبَتَ النَّاسُ قَالَتْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُ النَّاسِ يَا عَائِشَةُ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعَ النَّاسُ بِصَلَاتِكَ الْبَارِحَةَ بِمَنْ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ فَحَشَدُوْا لِذٰلِكَ لِتُصَلِّيَ بِهِمْ قَالَتْ فَقَالَ اطْوِ عَنَّا حَصِيْرَكِ يَا عَائِشَةُ قَالَتْ فَفَعَلْتُ وَبَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ غَافِلٍ وَثَبَتَ النَّاسُ مَكَانَهُمْ حَتّٰى خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصُّبْحِ فَقَالَتْ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَمَا وَاللّٰهِ مَا بِتُّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَيْلَتِيْ هٰذِهِ غَافِلًا وَمَا خَفِيَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنِّيْ تَخَوَّفْتُ أَنْ يُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَاكْلَفُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا (مسند احمد) [1]

ترجمہ: صحابۂ کرام مسجدِ نبوی میں رمضان میں رات کوتراویح کی نماز، چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی شکل میں ادا کیا کرتے تھے، جس کو قرآن مجید کا کچھ حصہ حفظ یاد ہوتا تھا، تو اس کے ساتھ پانچ چھ افراد یا اس سے کم وبیش جمع ہوجاتے، پھر مل کر جماعت کے ساتھ ہی تراویح کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دوران ایک رات حکم فرمایا کہ ان کے لئے اپنے حجرے کے دروازے کے قریب (باجماعت تراویح کے لئے) ایک چٹائی بچھادوں، میں نے یہ کام کردیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اس چٹائی کی طرف

---

[1] رقم الحديث ۲۶۳۰۷، واللفظ لهٗ، قيام رمضان لمحمد بن نصر المروزى رقم الحديث ۷.
فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن من أجل محمد بن إسحاق، وقد صرح بالتحديث، فانتفت شبهة تدليسه، وقد توبع، وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين.

تشریف لائے، اور مسجد میں موجود حضرات بھی جمع ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رات کے لمبے حصے تک تراویح کی نماز پڑھائی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس گھر میں تشریف لے آئے، اور چٹائی کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا (اور یہی عمل رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے دن بھی کیا)

پھر جب صبح ہوئی تو ان لوگوں نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزشتہ رات نماز میں شامل تھے؛ گفتگو کی، اور پھر شام ہونے کے وقت ہی مسجد لوگوں سے بھر گئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھائی، اور اپنے گھر میں تشریف لے آئے، اور لوگ وہیں موجود رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! لوگوں کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول لوگوں نے آپ کی کل گزشتہ نماز کے بارے میں ان لوگوں سے سنا، جو مسجد میں تھے، تو انہوں نے اس نماز کے لئے لوگوں کو جمع کرلیا، تاکہ آپ ان کو (تراویح کی) نماز پڑھائیں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! آپ اس چٹائی کو لپیٹ دیں، تو میں نے اس چٹائی کو لپیٹ دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غور فکر کے ساتھ یہ رات گزاری، اور لوگ اپنی جگہ موجود تھے۔

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت تشریف لائے، اور آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ کی قسم میں نے الحمدللہ یہ رات تمہاری طرف سے غفلت میں نہیں گزاری، اور تمہارا مسجد میں موجود رہنا مجھ سے خفیہ نہیں تھا، لیکن مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ تمہارے اوپر فرض نہ کردی جائے، پھر تم ایسے اعمال کے مکلّف نہ بن جاؤ، جن پر (فرضوں کی طرح) ہمیشگی کی تم میں طاقت نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) اس وقت تک نہیں رُکتے، جب تک تم خود ہی نہ (کسی عمل

سے) اُکتا جاؤ (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی شکل میں تراویح کی جماعت کی جاتی تھی، اور امام تراویح میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا، اور لوگ مقتدی بن کر سماعت کیا کرتے تھے، اور آپ نے بھی لوگوں کو ایک مرتبہ جماعت سے نماز پڑھائی، لیکن فرض ہونے کے خوف کی وجہ سے اس کو جاری نہیں رکھا۔

اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل تین رات تک جماعت سے تراویح کی نماز پڑھائی تھی، چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں اس کی وضاحت ہے۔

جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلَكِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ (بخاری) [1]

ترجمہ: پس تیسری رات میں مسجد میں بہت لوگ جمع ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس رات بھی نماز پڑھائی، پس جب چوتھی رات آئی تو مسجد میں لوگوں کا سمانا دشوار ہو گیا (اور اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تراویح کی نماز پڑھانے کے لئے تشریف نہیں لائے) یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے، جب آپ فجر کی نماز سے فارغ ہوئے، تو

[1] رقم الحدیث ۲۰۱۲، کِتَاب صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ، بَاب فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ.

لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا کہ امابعد! مجھ سے تم لوگوں کی (مسجد میں رات بھر) موجودگی پوشیدہ نہ تھی، لیکن مجھے خوف ہوا کہ کہیں تم پر یہ فرض نہ ہوجائے، اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہوجاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک یہی حالت رہی (بخاری)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَلَمَّا أَصْبَحَ ،قَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ :مَا زَالَ النَّاسُ يَنْتَظِرُوْنَكَ الْبَارِحَةَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ:أَمَا أَنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ أَمْرُهُمْ ، وَلٰكِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْهِمْ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: جب صبح ہوگئی (اور اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تراویح کی نماز پڑھانے کے لئے تشریف نہیں لائے تھے) تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! رات بھر لوگ آپ کے منتظر رہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے ان لوگوں کا معاملہ پوشیدہ نہ تھا، لیکن مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں ان پر یہ (تراویح) فرض نہ کردی جائے (مسنداحمد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے واضح ہوگیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء ومقصد کو پوری طرح سمجھ لیا تھا، اور پھر جب وہ وقت آ گیا کہ فرض ہونے کا خوف ختم ہوگیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء اور لوگوں کے شوق کی تکمیل کرتے ہوئے پھر مسجد میں ایک امام کی اقتداء میں تراویح کو جاری فرمادیا۔

یہ سب مزاجِ نبوت کو سمجھنے ہی کی برکت کا اثر تھا۔

چنانچہ صحیح ابنِ حبان کی روایت کے آخر میں ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۲۵۹۵۴، واللفظ لهٗ؛ مصنف عبدالرزاق رقم الحديث ۷۷۴۶.
في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ ، ثُمَّ کَذٰلِکَ کَانَ فِیْ خِلَافَۃِ أَبِیْ بَکْرٍ وَصَدْرٍ مِّنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ ، حَتّٰی جَمَعَهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی أُبَيِّ بْنِ کَعْبٍ ، فَقَامَ بِهِمْ فِیْ رَمَضَانَ، وَکَانَ ذٰلِکَ أَوَّلُ اجْتِمَاعِ النَّاسِ عَلٰی قَارِءٍ وَاحِدٍ فِیْ رَمَضَانَ (صحیح ابن حبان) [1]

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا، اور معاملہ اسی حالت پر رہا (کہ لوگ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی شکل میں یا تنہا تراویح کی نماز ادا کیا کرتے تھے) پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے ابتدائی زمانہ میں بھی یہی حالت رہی (کہ لوگ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی شکل میں اور کچھ لوگ تنہا تراویح کی نماز ادا کیا کرتے تھے)

یہاں تک کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب کی اقتداء میں سب لوگوں کو جمع کر دیا، پھر انہوں نے سب لوگوں کو رمضان میں تراویح پڑھائی۔

اور یہ رمضان میں ایک قاری کی اقتداء میں سب کے جمع ہونے کا پہلی مرتبہ اجتماع تھا (ابنِ حبان)

ان احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی خلافت کے زمانے سے پہلے بھی صحابۂ کرام میں تراویح کا معمول تھا، اور تنہا اور با جماعت تراویح اور امام کے قرآن مجید سنانے کا بھی معمول تھا، اور اس زمانے میں حفاظِ کرام کی کثرت تھی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دن تراویح با جماعت پڑھا کر چھوڑ دی تھی؛ اور اس

---

[1] رقم الحديث ۲۵۴۳، كتاب الصلاة، فصل فى التراويح، ذِكْرُ خَبَرٍ ثَانٍ يُصَرِّحُ بِصِحَّةِ مَا ذَكَرْنَاه.

فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

کے بارے میں ایک عذر بیان فرما دیا تھا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب وہ عذر ختم ہوگیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء کے مطابق ایک قاری امام کی اقتداء میں سب کو جمع فرمایا۔

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے کسی چیز کا بھی اضافہ نہیں کیا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء کے مطابق سنت کی تکمیل فرمائی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدُ القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِيْ رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِءٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ (بخاری) [1]

ترجمہ: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات میں مسجدِ نبوی کی طرف گیا، تو دیکھا کہ لوگ چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں متفرق ہوکر تراویح کی نماز پڑھ رہے ہیں، کوئی اپنی نماز الگ پڑھ رہا ہے، اور کسی کے ساتھ چند لوگ مل کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں ان سب کو ایک قاری کی اقتداء میں جمع کردوں، تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔

پھر غور فکر (اور مشورہ) کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا پختہ ارادہ کرلیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں سب

---

[1] رقم الحديث ٢٠١٠، كِتَاب صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ، بَاب فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ واللفظ لهٗ، معرفة السنن والآثار للبيهقي، رقم الحديث ١٤٤٢، مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٧٧٢٣.

کو جمع کر دیا، پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسری رات مسجد میں گیا، تو سب لوگ ایک قاری کی اقتداء میں تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ (ایک قاری کی اقتداء میں سب کو جمع کرنا) اچھی ایجاد ہے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک قاری کی اقتداء میں سب کو جمع فرمانے سے پہلے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف جماعتوں کی شکل میں اور بعض انفرادی طور پر تراویح پڑھا کرتے تھے، اور تراویح میں حسبِ توفیق قرآن مجید بھی پڑھا اور سنا کرتے تھے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قاری کی اقتداء میں سب کو جمع فرمادیا۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اچھی ایجاد ہونے کا مطلب یہی تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء کی تکمیل ہے۔

حضرت نوفل بن ایاس ہذلی فرماتے ہیں کہ:

كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِرَقًا فِيْ رَمَضَانَ فِي الْمَسْجِدِ إِلٰى هَاهُنَا وَهَاهُنَا فَكَانَ النَّاسُ يَمِيْلُوْنَ عَلٰى أَحْسَنِهِمْ صَوْتًا ، فَقَالَ عُمَرُ: أَلَا أُرَاهُمْ قَدِ اتَّخَذُوا الْقُرْآنَ أَغَانِيَ ، أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَأُغَيِّرَنَّ هٰذَا قَالَ :فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ حَتّٰى أَمَرَ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، فَصَلّٰى بِهِمْ ، ثُمَّ قَامَ فِيْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ فَقَالَ: إِنْ كَانَتْ هٰذِهِ بِدْعَةٌ لَنِعْمَتِ الْبِدْعَةُ (الصيام للفريابي) [1]

ترجمہ: ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے (ابتدائی) دورِ خلافت میں رمضان میں مسجد میں تراویح پڑھتے تھے، کچھ لوگ یہاں اور کچھ لوگ وہاں، الگ

[1] رقم الحديث ١٧٢، ص ١٢٨، الناشرى: الدار السلفية -بومباى، واللفظ لهٗ، الطبقات الكبرىٰ لابنِ سعد، ج٥ ص ٤٤، تحت ترجمة نوفل بن إياس الهذلي، خلق افعال العباد للبخارى، رقم الحديث ١٠٥، مختصراً الىٰ قوله فصلىٰ بهم .

الگ ہوکر تراویح پڑھا کرتے تھے، اور لوگ اچھی آواز والے امام کی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں ان کو نہیں دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے قرآن مجید کو گانا سمجھ لیا ہے (کہ صرف اچھی آواز کی طرف متوجہ ہوتے ہیں) اللہ کی قسم! اگر مجھے قدرت ہوئی تو میں اس طرزِ عمل کو بدل دوں گا۔

پس تین دن ٹھہرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب کو حکم فرمایا، پھر انہوں نے سب کو تراویح پڑھائی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (حکمت ومصلحت کے تحت) آخری صف میں موجود رہتے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ کسی کو نئی ایجاد معلوم ہوتی ہے، تو اچھی ایجاد ہے (الصیام للفریابی)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حالات کو بھانپ کر اور جائزہ لے کر خوب غور وفکر کرنے کے بعد سب کو ایک امام کی اقتداء میں جمع کیا تھا، اور اس پر کسی نے انکار نہیں کیا تھا، اور خود بھی تراویح کی جماعت میں شامل رہتے تھے۔

اس لئے تراویح کی نماز سنت اور انتہائی مبارک عمل ہے، ہر مسلمان کو اس کا حتی الامکان اہتمام کرنا چاہئے، اور کوئی عذر نہ ہو تو باجماعت تراویح پڑھنی چاہئے۔

تراویح میں قرآن مجید پڑھنے یا سننے کی فضیلت

اگر کوئی معقول عذر نہ ہو تو تراویح میں ایک مرتبہ قرآن مجید پڑھ کر یا سُن کر مکمل کرنا بھی سنت ہے، اور تراویح میں قرآن مجید پڑھنے اور سننے کی عظیم فضیلت ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا

يَكُونُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضانُ المبارک میں جب جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے تو آپ بہت زیادہ سخی اور فیاض ہوجاتے تھے اور جبریل آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید سننے سنانے کا عمل کیا کرتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی اور خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ فیاضی وسخاوت فرماتے تھے (بخاری؛ مسند احمد)

اس قسم کی اور احادیث بھی مروی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں قرآن مجید کے سننے سنانے کا حضرت جبریل کے ساتھ عمل کیا کرتے تھے، اور تراویح کی نماز کی شکل میں بھی قرآن مجید سننے سنانے کا عمل پایا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهٖ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ، يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِيْنَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهُ، لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهُ (مسلم) [2]

---

[1] رقم الحديث ٦، باب بدء الوحى، واللفظ لهٗ؛ نسائى، رقم الحديث ٢٠٩٥؛ مسند احمد، رقم الحديث ٢٦١٦.

[2] رقم الحديث ٢٦٩٩ "٣٨" كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر.

ترجمہ: اور جو شخص کسی راستے پر چلا، جس میں وہ علم کو تلاش کررہا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے ذریعہ سے جنت کی طرف راستے کو سہل بنادیتے ہیں، اور جو قوم بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر کتابُ اللہ کی تلاوت اور باہم درس وتدریس کرتی ہے، تو ان لوگوں پر سکینہ نازل ہوتا ہے، اور ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے، اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں، اور ان کا ذکر، اللہ تعالیٰ اپنے پاس کی مخلوق (یعنی فرشتوں) میں کرتے ہیں، اور جس کا عمل سست ہو، تو اس کو اس کا نسب آگے نہیں بڑھاتا (یعنی عمل خراب ہونے کی صورت میں حسب ونسب اور خاندان کا اچھا ہونا انسان کی نجات کا سامان نہیں کرتا) (مسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ، وَفِي الدَّارِ دَابَّةٌ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ، فَنَظَرَ فَإِذَا ضَبَابَةٌ، أَوْ سَحَابَةٌ قَدْ غَشِيَتْهُ، قَالَ: فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِقْرَأْ فُلَانُ، فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ عِنْدَ الْقُرْآنِ، أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ (مسلم) [1]

ترجمہ: ایک آدمی سورہ کہف کی قرائت کررہا تھا، اور گھر میں ایک چوپایہ تھا، جس نے بِدکنا شروع کیا، تو اس آدمی نے اچانک ایک سائے یا بادل کو دیکھا، جس نے اسے ڈھانپ لیا تھا، پھر اس آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فلاں شخص قرآن مجید کی قرائت کرتے رہو (کچھ اندیشہ نہ کرو) کیونکہ یہ سکینہ ہے، جو قرآن کے نزدیک یا قرآن کے لئے نازل ہوتا ہے (مسلم)

[1] رقم الحدیث ۷۹۵ "۲۴۱" کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر، واللفظ لہٗ، بخاری، رقم الحدیث ۵۰۱۱، ورقم الحدیث ۳۶۱۴، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۵۰۹.

اسی طرح کا واقعہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی آتا ہے کہ انہوں نے رات کو قرآن مجید کی قرائت کرنے کے وقت میں اپنے سر کے اوپر ایک سایہ دیکھا، جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد مرتبہ ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تِلْکَ الْمَلَائِکَۃُ کَانَتْ تَسْتَمِعُ لَکَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ یَرَاھَا النَّاسُ مَا تَسْتَتِرُ مِنْھُمْ (مسلم) [1]

ترجمہ: یہ فرشتے تھے، جو آپ کی قرائت کو سن رہے تھے، اور اگر آپ صبح تک قرائت کرتے رہتے، تو آپ پر سایہ کئے ہوئے بعض فرشتوں کو لوگ بھی دیکھ لیتے (مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی قرائت کرنا رحمت اور سکینہ اور فرشتوں کی حاضری کا سبب ہے۔ [2]

اور مذکورہ فضیلت اُن لوگوں کے حق میں بھی ثابت ہے جو تراویح میں قرآن مجید پڑھ اور سُن رہے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِیَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ مَنَعْتُہٗ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہٗ

---

[1] رقم الحدیث ۲۶۹۷ ''۲۴۲'' کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر۔

[2] وَفِی ھٰذَا الْحَدِیْثِ جَوَازُ رُؤْیَۃِ آحَادِ الْأُمَّۃِ الْمَلَائِکَۃَ وَفِیہِ فَضِیلَۃُ الْقِرَاءَ ۃِ وَأَنَّھَا سَبَبُ نُزُوْلِ الرَّحْمَۃِ وَحُضُورِ الْمَلَائِکَۃِ وَفِیہِ فَضِیلَۃُ اسْتِمَاعِ الْقُرْآنِ قَوْلُہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ فُلَانُ وَفِی الروایۃ الأخری اقرأ ثلاث مرات معناہ کَانَ یَنْبَغِی أَنْ تَسْتَمِرَّ عَلَی الْقُرْآنِ وَتَغْتَنِمَ مَا حَصَلَ لَکَ مِنْ نُزُوْلِ السَّکِیْنَۃِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَتَسْتَکْثِرَ مِنَ الْقِرَاءَ ۃِ الَّتِی ھِیَ سَبَبُ بَقَائِھَا (شرح النووی علی مسلم، ج۶ ص ۸۲، باب نزول السکینۃ لقراءۃ القرآن)

النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ قَالَ فَيُشَفَّعَانِ (مسند احمد)[1]

ترجمہ: روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے، روزہ عرض کرے گا کہ:

اے میرے رب! میں نے اس بندے کو دن میں کھانے پینے اور نفس کی خواہش پوری کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما) اور قرآن کہے گا کہ:

اے میرے رب! میں نے اس بندے کو رات کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ رحمت ومغفرت کا معاملہ فرما)

چنانچہ روزہ وقرآن دونوں کی سفارش اس بندے کے حق میں قبول فرمائی جائے گی (اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا) (مسند احمد)

اس حدیث میں ایک ساتھ روزہ اور قرآن مجید کی سفارش کا ذکر ہے کہ وہ قیامت کے روز بندے کی سفارش کریں گے اور اُن کی سفارش قبول کی جائے گی۔

---

[1] رقم الحديث ٦٣٣٧، المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ٨٨، مستدرک حاكم رقم الحديث ٢٠٣٦.

قال احمد بن أبي بكر بن إسماعيل البوصيري: رواه أبو يعلى الموصلي وفي سنده ابن لهيعة، لكن رواه أحمد بن حنبل والطبراني في الكبير ورجالهما رجال الصحيح ورواه ابن أبي الدنيا بإسناد حسن والحاكم وصححه. (اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، ج٣ص٦٧، باب في صوم شهر رمضان وفضله)

وقال الهيثمي : رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ ، وَرِجَالُ الطَّبَرَانِيِّ رِجَال الصحيح (مجمع الزوائد ج٣ص ١٨١)

وقال في موضع آخر: رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ عَلَى ضَعْفٍ فِي ابْنِ لَهِيعَةَ ، وَقَدْ وُثِّقَ (مجمع الزوائد، ج١٠ ص ٣٨١، بَابُ شَفَاعَةِ الْأَعْمَالِ)

وقال المنذري: رواه أحمد والطبراني في الكبير ورجاله محتج بهم في الصحيح ورواه ابن أبي الدنيا في كتاب الجوع وغيره بإسناد حسن والحاكم وقال صحيح على شرط مسلم (الترغيب والترهيب ج ٢ ص ٥٠)

وقال الالباني: وجملة القول أن الحديث حسن الإسناد (تمام المنة في التعليق على فقه السنة، ج١، ص٣٩٥، الناشر :المكتبة الإسلامية ، دار الراية للنشر)

اور جب رمضانُ المبارک میں دن کے وقت روزہ رکھا جائے اور رات کو تراویح میں قرآن مجید کی تلاوت یا اُس کی سماعت کی جائے، تو یہ دونوں مقصد ایک ساتھ حاصل ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید کی سفارش کرنے اور اُس کی سفارش قبول کیے جانے کا اور احادیث میں بھی ذکر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَحَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِہَا لَااَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِیْمٌ حَرْفٌ (ترمذی) ؎۱

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف بھی پڑھتا ہے اس کو اس کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے (بلکہ) الف ایک حرف، لام ایک حرف، اور میم ایک حرف ہے (ترمذی)

یہ حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ؎۲

؎۱ رقم الحديث ۲۹۱۰،ابواب فضائل القرآن، بَاب مَا جَاء فِيمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ الْقُرْآنِ مَالَهُ مِنْ الْأَجْرِ.
قال الترمذی: وَيُرْوَى هَذَا الحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الوَجْهِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ ، رَوَاهُ أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، رَفَعَهُ بَعْضُهُمْ وَوَقَفَهُ بَعْضُهُمْ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ "، :هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ سَمِعْت قُتَيْبَةَ بْنَ سَعِيدٍ، يَقُولُ :بَلَغَنِي أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ القُرَظِيَّ وُلِدَ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ يُكْنَى أَبَا حَمْزَةَ.

؎۲ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ، وَلَا أَقُولُ (الم ذَلِكَ الْكِتَابُ) (البقرة2 :) وَلَكِنَّ الْأَلِفَ حَرْفٌ، وَاللَّامَ حَرْفٌ، وَالْمِيمَ حَرْفٌ، وَالذَّالَ حَرْفٌ، وَاللَّامَ حَرْفٌ، وَالْكَافَ حَرْفٌ .لَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ، تَفَرَّدَ بِهِ :سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۳۱۴)

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ مَأْدُبَةُ اللَّهِ فَاقْبَلُوا مِنْ مَأْدُبَتِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ، إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ حَبْلُ اللَّهِ، وَالنُّورُ الْمُبِينُ، وَالشِّفَاءُ النَّافِعُ عِصْمَةٌ لِمَنْ تَمَسَّكَ بِهِ، وَنَجَاةٌ لِمَنْ تَبِعَهُ، لَا يَزِيغُ فَيُسْتَعْتَبَ، وَلَا يَعْوَجُّ فَيُقَوَّمُ، وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ، وَلَا يَخْلَقُ مِنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ، اتْلُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْجُرُكُمْ عَلَى تِلَاوَتِهِ كُلَّ حَرْفٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ، أَمَا إِنِّي لَا أَقُولُ الم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ وَلَامٌ وَمِيمٌ .هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِصَالِحِ بْنِ عُمَرَ (مستدرک حاكم، رقم الحديث ۲۰۴۰)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اُن کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ يَبْتَغِي بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمَحْوُ عَشْرِ سَيِّئَاتٍ (مصنف ابن أبی شيبة) [1]

ترجمہ: جس نے قرآن کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے (یعنی اخلاص کے ساتھ) پڑھا، تو اُس کو ہر حرف پر دس نیکیاں حاصل ہوں گی، اور دس گناہ مٹا دیے جائیں گے (ابنِ ابی شیبہ)

اس سے قرآن مجید اخلاص کے ساتھ پڑھنے کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٣٠٥٥٥، كتاب فضائل القرآن، باب ثواب من قرأ حروف القرآن.

[2] وعن ابن مسعود قال قال رسول الله من قرأ حرفا أى قابلا للإنفصال أو المراد به مثلا من كتاب الله أى القرآن فله به حسنة أى عطية والحسنة بعشر أمثالها أى مضاعفة بالعشر وهو أقل التضاعف الموعود بقوله تعالى من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها والله يضاعف لمن يشاء الأنعام وللحرم مزية على غيره والحرف يطلق على حرف الهجاء والمعانى والجملة المفيدة والكلمة المختلف فى قراء تها وعلى مطلق الكلمة ولذا قال عليه الصلاة والسلام لا أقول ألم حرف ألف بالسكون على الحكاية وقيل بالتنوين حرف ولام حرف وميم حرف قال الطيبى مسمى ألف حرف والاسم ثلاثة أحرف وكذا مسمى ميم وهو مه حرف لما تقرر أن لفظه ميم اسم لهذا المسمى فحمل الحرف فى الحديث على المذكورات مجازا لأن المراد منه فى ضرب الله مثلا كل واحد من ضه وره وبه وعلى هذا إن أريد بألم مفتتح سورة الفيل يكون عدد الحسنات ثلاثين وإن أريد به مفتتح سورة البقرة وشبهها بلغ العدد تسعين اه ولا يخفى أن الوجه الأول بعيد إذ الرواية ألم بالمد لا بفتح اللام وسكون الميم وعلى الوجه الثانى المناسب أن يقال فأحرف بدل ميم حرف إلا أن يقال أنه عليه الصلاة والسلام ذكر من ألم من كل كلمة حرفا وأن يلاحظ المسميات نظرا إلى أن ألم عبارة إجمالية عن تلك المسميات وليس المقصود أداء نفس الأسماء ويمكن أن يوجه الوجه الأول بأن مراده أن فى فاتحة سورة البقرة يكون عدد الحسنات تسعين وفى فاتحة سورة الفيل يكون عددها ثلاثين كما هو عبارة المختصر ولا يريد أن لفظ الحديث يحتملهما لأنه جاء صريحا فى رواية ابن أبى شيبة والطبرانى من قرأ حرفا من القرآن كتب له به حسنة لا أقول ألم ذلك الكتاب ولكن الألف واللام والميم والذال واللام والكاف اه وظاهره أن المعتبر فى الحساب الحروف المكتوبة لا الملفوظة وفى رواية للبيهقى لا أقول بسم الله ولكن باء وسين وميم ولا أقول ألم ولكن الألف واللام والميم رواه الترمذى والدارمى وقال الترمذى هذا حديث صحيح غريب إسنادا أى لا متنا تمييز عن نسبة غريب وقال ووقفه عليه بعضهم وعن الحارث الأعور تابعى من أصحاب على قال مررت فى المسجد أى بناس جالسين قال الطيبى فى المسجد ظرف والمرور به محذوف يدل عليه قوله فإذا الناس يخوضون أى يدخلون دخول مبالغة (مرقاة المفاتيح، ج٤ص ١٤٧١، ١٤٧٢، كتاب فضائل القرآن)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُقَالُ، يَعْنِي لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ بِهَا (ترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا کہ آپ (قرآن مجید کی) قراءت کیجئے، اور چڑھیے، اور قرآن مجید کو اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے، جس طرح آپ دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے، پس آپ کا مقام اُس آیت کے آخر پر ہوگا، جس کی آپ قراءت کریں گے (ترمذی)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِنَّ الْقُرْآنَ يَلْقٰى صَاحِبَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يَنْشَقُّ عَنْهُ قَبْرُهٗ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ، فَيَقُوْلُ لَهٗ: هَلْ تَعْرِفُنِيْ ؟ فَيَقُوْلُ: مَا أَعْرِفُكَ فَيَقُوْلُ: أَنَا صَاحِبُكَ الْقُرْآنُ الَّذِيْ أَظْمَأْتُكَ فِي الْهَوَاجِرِ وَأَسْهَرْتُ لَيْلَكَ، وَإِنَّ كُلَّ تَاجِرٍ مِنْ وَرَاءِ تِجَارَتِهٖ، وَإِنَّكَ الْيَوْمَ مِنْ وَرَاءِ كُلِّ تِجَارَةٍ فَيُعْطَى الْمُلْكَ بِيَمِيْنِهٖ، وَالْخُلْدَ بِشِمَالِهٖ، وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ، وَيُكْسٰى وَالِدَاهُ حُلَّتَيْنِ لَا يُقَوَّمُ لَهُمَا أَهْلُ الدُّنْيَا فَيَقُوْلَانِ: بِمَ كُسِيْنَا هٰذَا ؟ فَيُقَالُ: بِأَخْذِ وَلَدِكُمَا الْقُرْآنَ، ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ: اِقْرَأْ وَاصْعَدْ فِيْ دَرَجِ الْجَنَّةِ وَغُرَفِهَا، فَهُوَ فِيْ صُعُوْدٍ مَا دَامَ يَقْرَأُ، هَذًّا كَانَ، أَوْ تَرْتِيْلًا (مسند احمد) [2]

---

[1] رقم الحدیث ۲۹۱۴، ابواب فضائل القرآن؛ ابو داؤد، رقم الحدیث ۱۴۶۴.
قال الترمذی: "هَـٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيح حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[2] رقم الحدیث ۲۲۹۵۰؛ شرح السنة للبغوی، ج۴، ص۴۵۴، باب فضل سورة البقرة وآل عمران.
﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: اور قیامت کے دن جب انسان کی قبر شق ہوگی تو قرآن اپنے پڑھنے والے سے جو لاغر آدمی کی طرح ہوگا ملے گا اور اس سے پوچھے گا کہ کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ وہ کہے گا کہ میں تمہیں نہیں پہچانتا، قرآن کہے گا کہ میں تمہارا وہی ساتھی قرآن ہوں جس نے تمہیں سخت گرم دوپہروں میں پیاسا رکھا اور راتوں کو جگایا، ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہوتا ہے، اور آپ آج بھی اپنی تجارت کے پیچھے ہوگے چنانچہ اس کے دائیں ہاتھ میں حکومت اور بائیں ہاتھ میں ہمیشہ (جنت کا آرام وسکون) دے دیا جائے گا اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا اور اس کے والدین کو ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جن کی قیمت ساری دنیا کے لوگ مل کر بھی ادا نہ کرسکیں گے اس کے والدین پوچھیں گے کہ ہمیں یہ لباس کس سبب سے پہنایا گیا؟ تو جواب دیا جائے گا کہ تمہاری اولاد کے قرآن حاصل کرنے کی برکت سے پھر اس سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھنا اور جنت کے درجات اور بالاخانوں پر چڑھنا شروع کردو چنانچہ جب تک وہ پڑھتا رہے گا چڑھتا رہے گا خواہ تیزی کے ساتھ پڑھے یا ٹھہر ٹھہر کر (اس کی تلاوت اور قرائت کے مطابق ہی درجات حاصل ہوں گے) (مسند احمد)

ترتیل کے ساتھ یعنی ٹھہر ٹھہر کر قرآن مجید پڑھنا جس میں ہر حرف اور اُس کی حرکات وسکنات واضح ہوں، زیادہ اجر وثواب اور فضیلت کا باعث ہے۔

اور کچھ تیز پڑھنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ اتنا تیز نہ ہو کہ جس میں حروف کٹ جائیں یا اپنے مخارج سے نہ نکلیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال البغوی: هذا حديث حسن غريب.

وفی حاشية مسند احمد: إسناده حسن فی المتابعات والشواهد من أجل بشير بن المهاجر الغَنَوی، وباقی رجاله ثقات رجال الشيخين.

[1] قَوْلُهُ وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَ كَهَذِّ الشِّعْرِ كَأَنَّهُ يُشِيرُ إِلَى أَنَّ اسْتِحْبَابَ التَّرْتِيلِ لَا يَسْتَلْزِمُ كَرَاهَةَ الْإِسْرَاعِ وَإِنَّمَا الَّذِى يُكْرَهُ الْهَذُّ وَهُوَ الْإِسْرَاعُ الْمُفْرِطُ بِحَيْثُ يَخْفَى كَثِيرٌ مِنَ الْحُرُوفِ أَوْ لَا تَخْرُجُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

صاحبِ قرآن سے مراد وہ شخص ہے جو قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرتا ہو، اور اُس پر عمل کرتا ہو، جس کے اولین مصداق قرآن مجید کے حفاظ ہیں، جن کو وقار کا تاج پہنایا جائے گا، اور اُن کے والدین کو عمدہ ترین اور انتہائی عالیشان لباس پہنایا جائے گا۔

اور قرآن پڑھنے کے ساتھ چڑھتے جانے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ جس طرح کی قراءت کرے گا، اُسی طرح کا مقام حاصل ہوگا۔

پس جو اچھے طریقے سے قرائت کرے گا، اُس کو اُسی طرح کا مقام حاصل ہوگا، اور جو اچھی قرائت کے ساتھ قرآن مجید کے علوم سے بھی واقف ہوگا اور سمجھ کر تلاوت کرے گا، اُس کو اُس کے مطابق اجر حاصل ہوگا۔ [1]

اور جو بندہ اچھی آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھے گا، اس کو زیادہ شرفِ قبول حاصل ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مِنْ مخارجها (فتح البارى لابن حجر، ج۹، ص ۸۹، قَوْلُهُ بَابُ التَّرْتِيلِ فِي الْقِرَاءَةِ)

قوله " :أهَذًا "الألف فيه للاستفهام، أى :أتهذ هذا كهذ الشعر، والهذ سرعة القراءة، أى :بسرعة كسرعة من يسرع فى قراء الشعر .وقال الشيخ محى الدين :الهذ -بتشديد الذال -هو شدة الإسراع، والإفراط فى العجلة، ففيه النهى عن الهذ، والحث على الترتيل، والتدبر، وبه قال جمهور العلماء، قال القاضى :وأباحت طائفة قليلة الهذ، وقال فى " :كهذ الشعر "معناه فى تحفظه وروايته، لا فى إنشاده وترنمه، لأنه يرتل فى الإنشاد والترنم فى العادة (شرح ابى داوٗد للعينى، ج۵، ص ۳۰۱، كتاب الصلاة، باب تحزيب القرآن)

وَيُسَنُّ تَرْتِيلُ الْقِرَاءَةِ :قَالَ الله تعالى (ورتل القرآن ترتيلا) وَثَبَتَ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ أَنَّ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مُرَتَّلَةً وَاتَّفَقُوا عَلَى كَرَاهَةِ الْإِفْرَاطِ فِي الْإِسْرَاعِ وَيُسَمَّى الْهَذُّ (المجموع شرح المهذب، ج۲ ص ۱۶۵، باب ما يوجب الغسل)

[1] (وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :-يُقَالُ) ، أَىْ عِنْدَ دُخُولِ الْجَنَّةِ وَتَوَجُّهِ الْعَامِلِينَ إِلَى مَرَاتِبِهِمْ عَلَى حَسَبِ مَكَاسِبِهِمْ (لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ) ، أَىْ مَنْ يُلَازِمُهُ بِالتِّلَاوَةِ وَالْعَمَلِ لَا مَنْ يَقْرَؤُهُ وَهُوَ يَلْعَنُهُ (اقْرَأْ وَارْتَقِ) ، أَىْ إِلَى دَرَجَاتِ الْجَنَّةِ أَوْ مَرَاتِبِ الْقُرْبِ (وَرَتِّلْ) ، أَىْ لَا تَسْتَعْجِلْ فِي قِرَاءَتِكَ فِي الْجَنَّةِ الَّتِي هِيَ لِمُجَرَّدِ التَّلَذُّذِ وَالشُّهُودِ الْأَكْبَرِ كَعِبَادَةِ الْمَلَائِكَةِ (كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ) ، أَىْ قِرَاءَتَكَ، وَفِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ الْجَزَاءَ عَلَى وَفْقِ الْأَعْمَالِ كَمِّيَّةً وَكَيْفِيَّةً (فِي الدُّنْيَا) مِنْ تَجْوِيدِ الْحُرُوفِ وَمَعْرِفَةِ الْوُقُوفِ النَّاشِئِ عَنْ عُلُومِ الْقُرْآنِ وَمَعَارِفِ الْفُرْقَانِ (فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا) (مرقاة المفاتيح، ج۴ ص ۱۴۶۹، كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ، الفصل الثانى)

أَنَّــهُ سَـمِـعَ رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حُسْنَ الصَّوْتِ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ، يَجْهَرُ بِهٖ (مسلم) [1]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کسی چیز کو اس طرح کان لگا کر (یعنی توجہ کے ساتھ) نہیں سنتے جتنا خوش آواز نبی کے آوازِ بلند قرآن پڑھنے کو سنتا ہے (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کو خوش آوازی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں (بخاری)

قرآن مجید، اللہ کا کلام ہے، اس وجہ سے اس کو لاپرواہی یا بھونڈی آواز کے ساتھ پڑھنا پسندیدہ نہیں، بلکہ خوش آوازی کے ساتھ پڑھنا پسندیدہ ہے، بشرطیکہ خوش آوازی میں تجوید اور قرآن مجید کے الفاظ کی ترتیب وتنظیم کی رعایت کی جائے۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ٢٣٣"٧٩٢" كتاب صلاة المسافرين وقصرها، بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ؛ ابو داوٗد، رقم الحديث ١٤٧٣.

[2] رقم الحديث ٧٥٢٧، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى :وأسروا قولكم أو اجهروا به، إنه عليم بذات الصدور، ألا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير.

[3] (ليس منا) أى من العاملين بسنتنا الجارين على طريقتنا (من لم يتغن بالقرآن) يعنى لم يحسن صوته به لأن التطريب به أوقع فى النفوس وأدعى للاستماع والإصغاء وهى كالحلاوة التى تجعل فى الدواء لتنفيذه إلى أمكنة الداء وكالأفاوية التى يطيب بها الطعام ليكون الطبع أدعى قبولا له لكن شرطه أن لا يغير اللفظ ولا يخل بالنظم ولا يخفى حرفا ولا يزيد حرفا وإلا حرم إجماعا كما مر قال ابن أبى مليكة :فإن لم يكن حسن الصوت حسنه ما استطاع والقول بأن المراد يستغنى رده الشافعى بأنه لو أراد الاستغناء لقال من لم يستغن نعم اعترض التوربشتى الأول بعد ما رجح جانب معنى الاستغناء فقال :المعنى ليس من أهل سنتنا أو ممن تبعنا فى أمرنا وهو وعيد ولا خلاف بين الأمة أن قارء القرآن مثاب فى غير تحسين صوته فكيف يجعل مستحقا للوعيد وهو مأجور .قال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: زَيِّنُوْا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ، فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قرآن کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کیا کرو، کیونکہ اچھی آواز قرآن کے حسن کو زیادہ کرتی ہے (حاکم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: إِنَّ حُسْنَ الصَّوْتِ تَزْيِيْنٌ لِلْقُرْآنِ (مسند البزار) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ فرمان سُنا کہ اچھی آواز قرآن کی زینت ہے (بزار)

قرآن مجید کو تجوید کے قواعد کی رعایت کے ساتھ ساتھ خوش آوازی کے ساتھ پڑھنا قرآن مجید کے حُسن وخوبصورتی اور تزیین کا باعث ہے، جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے، اوراس طرح قرآن مجید کی تلاوت اور اُس کی سماعت دِلوں میں زیادہ اثر کرنے اور ایمان کی زیادتی اور قرآن مجید کے مضامین ومعانی میں تدبُّر اور غور وفکر کرنے کا ذریعہ ہے۔

مگر قرآن مجید میں خوش آوازی اُسی وقت تک مطلوب اور محمود و پسندیدہ ہے، جب تک اس کو اللہ کا کلام سمجھ کر پڑھا جائے، اور اس میں موسیقی اور گانے کے طرز وطریقہ سے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الطيبي: ويمكن حمله على معنى التغني أي ليس منا معشر الأنبياء من يحسن صوته بالقرآن ويستمع الله منه بل يكون من جملة من هو نازل عن مرتبتهم فيثاب على قراء ته كسائر المسلمين لا على تحسين صوته كالأنبياء ومن تبعهم فيه(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ٧٦٩٠)

[1] رقم الحديث ٢١٢٥، ج١ ص٧٦٨، كتاب فضائل القرآن.

[2] رقم الحديث ١٥٥٣، ج٤ ص٣٥٣، مسند عبدالله بن مسعود رضى الله عنه ؛ مختصر قيام الليل لمحمد بن نصر المروزى، رقم الحديث ١٥١.

بچا جائے۔ [1]

اسی وجہ سے کئی احادیث میں قرآن مجید کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھنے کی تفسیر اللہ کی خشیت وڈر سے کی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ، اَلَّذِیْ إِذَا سَمِعْتُمُوْہُ یَقْرَأُ، حَسِبْتُمُوْہُ یَخْشَی اللّٰہَ (سنن ابن ماجه) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں قرآن مجید کے ساتھ زیادہ اچھی آواز والا وہ شخص ہے کہ جب تم اُس کو قرائت کرتے ہوئے سُنو تو تم یہ سمجھو کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے (ابنِ ماجہ)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْسَنُ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ؟ قَالَ: مَنْ إِذَا سَمِعْتَ قِرَاءَ تَہٗ رَأَیْتَ أَنَّہٗ یَخْشَی اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ (المعجم الأوسط للطبراني) [3]

---

[1] (زينـوا بأصواتكم بالقرآن) أى الهجـوا بـقراء ته واشغلوا أصواتكم به واتخذوه شعارا وزينة لأصـواتكم (فإن الصوت الحسن يزيد القرآن حسنا) وفـى أدائه بحسن الصوت وجودة الأداء بعث لـلقلوب على استماعه وتدبره والإصغاء إليه قال التوربشتى :هذا إذا لم يخرجه التغنى عن التجويد ولـم يـصـرفه عن مراعاة النظم فى الكلمات والحروف فإن انتهى إلى ذلك عاد الاستحباب كراهة وأمـا مـا أحدثه المتكلفون بمعرفة الأوزان والموسيقى فيأخذون فى كلام الله مأخذهم فى التشبيب والـغـزل فإنه من أسوأ البدع فيجب على السامع النكير وعلى التالى التعزير وأخذ جمع من الصوفية مـنـه نـدب الـسمـاع من حسن الصوت وتعقب بأنه قياس فاسد وتشبيه للشىء بما ليس مثله وكيف يشبه ما أمر الله به بما نهى عنه(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۴۵۷۷)

[2] رقم الحديث ۱۳۳۹ ، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب فى حسن الصوت بالقرآن.

[3] رقم الحديث ۲۰۷۴، ج۲ص ۳۱۱، باب الالف؛ مسند الرويانى، رقم الحديث ۱۴۰۴ ،تاريخ أصبهان، ج ۱،ص ۳۵۶.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ قرآن مجید کے ساتھ زیادہ اچھی آواز والا کون شخص ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص ہے کہ جس کی قرائت کو آپ سُنیں تو آپ یہ سمجھیں کہ وہ اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے (طبرانی)

جب تلاوت کرنے والا قرآن مجید کو اللہ کی کتاب سمجھ کر اچھی آواز کے ساتھ پڑھتا ہے، تو اُس میں یقیناً اللہ تعالیٰ کی خشیت اور خوف ہوتا ہے، جو اُس کی آواز سے ظاہر ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے وہ قرآن مجید کو دوسرے کلام اور بالخصوص موسیقی کے طرز سے پڑھنے سے اجتناب کرتا ہے؛ اس لئے قرآن مجید کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھنے میں جب اللہ تعالیٰ کی خشیت کے آثار ظاہر ہوں گے، تو اس کو اُس اچھی آواز سے پڑھنا قرار دیا جائے گا، جو اللہ تعالیٰ کو پسند اور قرآن مجید کی زینت ہے۔ ١

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ حُمَيْدُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ خُوَارٍ، وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ، وَقَالَ: رُبَّمَا أَخْطَأَ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِ الْبَزَّارِ رِجَالُ الصَّحِيحِ(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١٦٩٧، بَابُ أَيِّ النَّاسِ أَحْسَنُ قِرَاءَةً)

وقال ابن حجر: هذا حديث حسن(نتائج الأفكار في تخريج أحاديث الأذكار، ج٣، ص ٢٢٠)

١ وَعَنْ طَاوُوسٍ مُرْسَلًا قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَيُّ النَّاسِ أَحْسَنُ صَوْتًا لِلْقُرْآنِ) قِيلَ: اللَّامُ لِلتَّبْيِينِ (وَأَحْسَنُ قِرَاءَةً)، أَيْ: تَرْتِيلًا وَأَدَاءً (قَالَ: مَنْ إِذَا سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ أُرِيتَ) بِصِيغَةِ الْمَجْهُولِ، أَيْ: حَسِبْتَهُ وَظَنَنْتَهُ (أَنَّهُ يَخْشَى اللَّهَ) وَتَأَثَّرَ قَلْبُكَ مِنْهُ، أَوْ ظَهَرَ عَلَيْهِ آثَارُ الْخَشْيَةِ كَتَغَيُّرِ لَوْنِهِ، وَكَثْرَةِ بُكَائِهِ، قَالَ الطِّيبِيُّ: وَكَانَ الْجَوَابُ مِنْ أُسْلُوبِهِ الْحَكِيمِ حَيْثُ اشْتَغَلَ فِي الْجَوَابِ عَنِ الصَّوْتِ الْحَسَنِ بِمَا يُظْهِرُ الْخَشْيَةَ فِي الْقَارِءِ وَالْمُسْتَمِعِ (قَالَ طَاوُوسٌ: وَكَانَ طَلْقٌ كَذَلِكَ): أَيْ بِهَذَا الْوَصْفِ، قَالَ الطِّيبِيُّ: هُوَ أَبُو عَلِيٍّ طَلْقُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَمْرٍو النَّخَعِيُّ الْيَمَامِيُّ، وَيُقَالُ أَيْضًا: طَلْقُ بْنُ يَمَامَةَ وَهُوَ وَالِدُ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ الْيَمَامِيِّ اهـ. وَذَكَرَهُ الْمُؤَلِّفُ فِي الصَّحَابَةِ، وَقَالَ: رَوَى عَنْهُ ابْنُهُ قَيْسٌ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ) (مرقاة المفاتيح، ج٤ ص ١٥٠٦، كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ)

(أحسن الناس قراءة) للقرآن القارء (الذى إذا قرأ رأيت) أى علمت (أنه يخشى الله) أى يخافه لأن القراءة حالة تقتضى مطالعة جلال الله وعرفان صفاته ولذلك الحال آثار تنشأ عنها الخشية من وعيد الله وزواجر تذكيره وقوارع تخويفه فمن تلبس بهذا الحال وظهرت عليه هيبة الجلال فهو أحسن الناس قراءة لما دل عليه حاله من عدم غفلة قلبه عن تدبر مواعظ ربه وخشية الله سبب لولوج نور اليقين فى القلب والتلذذ بكلام الرب ولم يكن كذلك فالقرآن لا تجاوز حنجرته (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٢٥٢)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ فِيْ لَيْلَةٍ، كُتِبَ لَهُ قُنُوْتُ لَيْلَةٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۰۵۸) [1]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے ایک رات میں سو آیتیں پڑھیں، اس کے لئے ساری رات عبادت کا ثواب لکھا جائے گا (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت میں سو آیات کی قرائت کرنے سے پوری رات عبادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اگر ایک دن کی تراویح میں ایک سپارہ بھی تلاوت کرلیا جائے تو اُس سے عموماً یہ تعداد پوری ہوجاتی ہے، اور مذکورہ فضیلت حاصل ہوجاتی ہے، اور حافظِ قرآن کی اقتداء میں تراویح پڑھنے والوں کو بھی امام کے واسطے سے یہ فضیلت حاصل ہوجاتی ہے۔

اور احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نماز باجماعت کا ثواب بغیر جماعت کے مقابلے میں پچیس گنا زیادہ ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز تمہارے کسی کے اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس جزء (یعنی درجے) افضل ہے (مسلم)

اور تراویح کے اندر جب باجماعت قرآن مجید پڑھا؛ یا سنا جائے گا تو ظاہر ہے کہ قرآن مجید کا ثواب بھی اسی حساب سے زیادہ ہوگا۔

---

[1] فی حاشية مسند احمد: حديث حسن بشواهده.

[2] رقم الحديث ۶۴۹ "۲۴۵" كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد فی التخلف عنها ،نسائی رقم الحديث ۸۲۹.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقِرَاءَ ةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَ ةٌ (سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا امام ہو، تو امام کی قراءت اُس کے لئے بھی قراءت ہے (ابنِ ماجہ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقِرَاءَ تُهُ لَهُ قِرَاءَ ةٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۴۶۴۳) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا کوئی امام ہو، تو اُس کی قرائت اُس کے مقتدی کے لئے بھی قرائت ہے (مسند احمد)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سند سے ہی ایک روایت ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقِرَاءَ تُهُ لَهُ قِرَاءَ ةٌ (مصنف ابنِ ابى شيبة) [3]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جس کا کوئی امام ہو، تو اُس امام کی قرائت کرنا اُس کے مقتدی کے لئے بھی قرائت کرنا ہے (ابنِ ابی شیبہ)

تراویح کی نماز میں حافظ جو قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، وہ مقتدی کی طرف سے بھی کافی ہوتی ہے۔ [4]

---

[1] رقم الحديث ۸۵۰، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا.

[2] فى حاشية مسند احمد: حسن بطرقه وشواهده.

[3] رقم الحديث ۳۸۲۳، كتاب الصلاة، باب من كره القراءة خلف الإمام.

[4] البتہ بعض فقہاء مقتدی کو سرّی یا جہری قرائت والی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیتے ہیں، لیکن سورہ فاتحہ کے علاوہ امام کی طرف سے باقی قرائت کو وہ بھی مقتدیوں کی طرف سے کافی قرار دیتے ہیں۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے معلوم ہوا کہ تراویح میں جو امام قرآن مجید کی قرائت کرتا ہے، وہ مقتدی کی بھی قرائت کہلاتی ہے، اور اس سے مقتدی کو بھی قرائت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

لہٰذا اگر امام نماز میں پورے قرآن مجید کی قرائت کرے گا، اور تجوید اور اچھی آواز کے ساتھ تلاوت کرے گا، تو اُس کے واسطے سے اس کا ثواب اور اس کے فضائل مقتدیوں کو بھی حاصل ہوں گے۔

کئی احادیث میں ایک مہینے میں قرآن مجید کی مکمل تلاوت کا حکم آیا ہے، اس لئے رمضانُ المبارک کے مہینے میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن مجید کی تراویح میں تلاوت مکمل کرلینی چاہئے۔ [1]

مذکورہ تفصیل سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کی تلاوت اور سماعت کا جو ثواب رمضانُ المبارک میں باجماعت تراویح کی شکل میں حاصل ہوتا ہے اس طرح کا ثواب کسی دوسرے طریقے سے قرائت کرنے اور سماعت کرنے سے حاصل نہیں ہوتا، اور اگر تراویح میں پورا قرآن مجید مکمل اور ختم کرلیا جائے، تو اس ختمِ قرآن کی جو فضیلت ہے، تو وہ کسی دوسرے طریقے سے ختم کر کے حاصل ہونا مشکل ہے۔

ایک تو اس وجہ سے کہ یہ رمضان کے بابرکت مہینے میں مکمل ہوتا ہے (اور رمضان میں ادا کیے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الفصل الثانی فی تنقیح المذهب وبسطها مع إبطال بعضها قد علم من هذهم القتارات وامثالها الواقعة من الثقات إنهم افترفوا فی باب الفاتحة خلف الإمام علی ثلاثة مسالک الاول مسلک الحنفية ومن وافقهم أنه لايقرأ الفاتحة خلف الإمام لا فی السرية ولا فی الجهرية الثانی مسلک الشافعية ومن وافقهم أنه يقرأ الفاتحة فی فی السرية والجهرية كليهما الثالث مسلک المالكية ومن وافقهم أنه يقرأ الفاتحة فی السرية دون الجهرية ثم تحت كل مسلک مذاهب متشتة ومسالک متفرقة (إمام الكلام فی القراء ة خلف الإمام لعبدالحی اللكنوی، ج۲، ص ۲)

[1] عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :صُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ، قَالَ :أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، فَمَا زَالَ حَتَّى قَالَ :صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَقَالَ :اقْرَإِ القُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ، قَالَ :إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ فَمَا زَالَ، حَتَّى قَالَ :فِي ثَلاَثٍ(بخاری، رقم الحديث ۱۹۷۸)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ قَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، فِي كَمْ أَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ :فِي شَهْرٍ، قَالَ :إِنِّي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ، يُرَدِّدُ الْكَلَامَ أَبُو مُوسَى، وَتَنَاقَصَهُ حَتَّى قَالَ :اقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ، قَالَ :إِنِّي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ، قَالَ : لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَهُ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ(سنن أبی داود، رقم الحديث ۱۳۹۰)

گئے عمل کو دوسرے دِنوں کے عمل پر عظیمُ الشان فضیلت حاصل ہے)

دوسرے اس وجہ سے کہ یہ باوضو پڑھ کر یا سُن کر مکمل کیا جاتا ہے (جس کی فضیلت بے وضو پڑھنے یا سُننے سے زیادہ ہے)

تیسرے اس وجہ سے کہ یہ نماز کی شکل میں مکمل ہوتا ہے (اور نماز میں پڑھے ہوئے قرآن مجید کی فضیلت غیر نماز سے افضل ہے)

چوتھے اس وجہ سے کہ کھڑے ہوکر پڑھا یا سُنا جاتا ہے (جس کی فضیلت بیٹھ کر پڑھنے یا سُننے سے زیادہ ہے)

پانچویں اس وجہ سے کہ باجماعت نماز کی شکل میں اس کی تکمیل ہوتی ہے (جس کی فضیلت یقیناً تنہا نماز سے زیادہ ہے)

چھٹے اس وجہ سے کہ عموماً مسجد میں اس کی تکمیل ہوتی ہے اور مسجد کا عمل یقیناً عظیم اہمیت کا حامل ہے۔

ساتویں اس وجہ سے کہ تراویح میں پڑھے ہوئے قرآن مجید میں غلطی بتلانے والے سامع کا بھی انتظام ہوتا ہے، اس لیے غلط پڑھے جانے سے حفاظت کا انتظام ہوتا ہے (جبکہ انسان اگر خود سے بیٹھ کر قرآن مجید پڑھے تو اس کا انتظام نہیں ہوتا)

آٹھویں جو لوگ قرآن مجید پڑھے ہوئے نہیں، وہ بھی تراویح میں شامل ہوکر پورے قرآن مجید کو مکمل کرنے کی سعادت حاصل کر لیتے ہیں، جو اُن کے لیے کسی اور شکل میں حاصل کرنا مشکل ہے۔

نویں اس وجہ سے کہ ہر آدمی کی قرآن مجید کی قرائت تجوید کے مطابق نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے وہ خود سے قرآن مجید تجوید کے ساتھ پڑھ کر مکمل کرنے کی سعادت حاصل کرنے سے محروم رہتا ہے، اور تراویح کی شکل میں تجوید کے ساتھ پڑھنے والے امام کی اقتداء میں تجوید کے ساتھ قرآن مجید مکمل کرنے کی سعادت حاصل ہو جاتی ہے۔

تراویح میں دینی فوائد کے علاوہ دنیاوی اور طبی فوائد بھی موجود ہیں، مثلاً سارے دن روزہ کی حالت میں کھانا نہ کھانے کی وجہ سے افطار کے وقت عام طور پر کھانا زیادہ کھایا جاتا ہے، جس سے جسم پر بوجھ ہو جاتا ہے، جو تراویح کی ورزش سے ہضم ہو جاتا ہے۔

اس لئے ہر مسلمان کو کم از کم رمضانُ المبارک میں ایک مرتبہ تو تراویح میں قرآن مجید پڑھ یا سُن کر قرآن مجید کے ساتھ اپنے تعلق ورشتہ کا ثبوت دینا چاہئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضانُ المبارک میں روزوں کے ساتھ ساتھ، تراویح اور اُس میں قرآن مجید پڑھنے اور سُننے کے فضائل سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

پھر تراویح کی نماز جس طرح مَرد حضرات کے لئے سنت ہے، اسی طرح خواتین کے لئے بھی سنت ہے۔

نمازِ تراویح کی بیس رکعات سنت ہیں، اور بیس رکعات سے کم تراویح کے سنت ہونے کا کوئی مستند ثبوت نہیں ہے۔

نمازِ تراویح رمضانُ المبارک کی تمام راتوں کی سنت ہے، جس کا آغاز رمضان کا چاند نظر آنے کی رات سے ہو جاتا ہے، اور رمضان کی آخری رات تک باقی رہتا ہے۔

بیٹھ کر تراویح پڑھنا جائز ہے، لیکن اگر کوئی عذر نہ ہو، تو کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، یہ بھی جائز ہے کہ کچھ رکعات یا رکعت کا کوئی حصہ کھڑے ہو کر اور کچھ رکعات یا رکعت کا کوئی حصہ بیٹھ کر پڑھے۔

تراویح کی بیس رکعات کو دو دو رکعات کر کے پڑھنا چاہئے، اور اگر چار چار کر کے پڑھے تو بھی جائز ہے۔

تراویح کی نماز کا وقت عشاء کی نماز کے فرض پڑھ لینے کے بعد سے شروع ہو کر طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے۔

تراویح کے تفصیلی فضائل واحکام اور نمازِ تراویح کی تعداد کے دلائل کے لئے ہماری دوسری کتاب ''نمازِ تراویح کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں۔

رمضان کے آخری عشرہ میں مسنون اعتکاف

یوں تو اعتکاف نفلی درجے کا بھی ہوتا ہے، جس کے لئے کسی مہینے، تاریخ اور وقت کی کوئی قید نہیں، بلکہ جب بھی اور جتنی دیر بھی چاہیں، کیا سکتا ہے۔

لیکن رمضان کے مہینے میں اعتکاف سنت ہے، اور وہ رمضان کے آخری مکمل عشرے کا اعتکاف ہے۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اِعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا وصال فرمادیا، پھر آپ کے بعد آپ کی ازواجِ مطہرات اعتکاف کرتی رہیں (بخاری؛ مسلم)

حضرت عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ

---

[1] مسنون، واجب اور نفلی اعتکاف کے تفصیلی فضائل واحکام ہم نے اپنی دوسری تالیف ''اعتکاف کے فضائل واحکام'' میں ذکر کردیے ہیں، یہاں طوالت سے بچنے کے لئے صرف مسنون اعتکاف سے متعلق مختصر مضمون تحریر کیا گیا ہے۔

قال القدوری :الاعتکاف مستحب، وقال صاحب الھدایة :الصحیح أنه سنة مؤکدة، قال ابن الھمام :والحق خلاف کل من الإطلاقین، وھو أن یقال الاعتکاف ینقسم إلی واجب وھو المنذور تنجیزا، أو تعلیقا، وإلی سنة مؤکدة، أی وھو اعتکاف العشر الأواخر من رمضان، وإلی مستحب وھو ما سواھما (مرقاة المفاتیح، ج۴ص ۱۴۴۶، کتاب الصوم، باب الاعتکاف)

[2] رقم الحدیث ۲۰۲۶ کتاب الاعتکاف ،باب الاعتکاف فی العشر الأواخر والاعتکاف فی المساجد کلھا، واللفظ لهٔ؛ مسلم، باب اعتکاف العشر الأواخر من رمضان؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۲۴۶۲، باب الاعتکاف.

رَمَضَانَ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ (ترمذی) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض فرمالی (ترمذی؛ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ (بخاری) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے (بخاری؛ مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول رمضانُ المبارک کے تیسرے یعنی آخری عشرے میں اعتکاف فرمانے کا تھا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہ:

اِعْتَكَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ الْأُوَلِ مِنْ رَمَضَانَ وَاعْتَكَفْنَا مَعَهُ، فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ، فَقَالَ: إِنَّ الَّذِىْ تَطْلُبُ أَمَامَكَ، فَاعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ، فَاعْتَكَفْنَا مَعَهُ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: إِنَّ الَّذِىْ تَطْلُبُ أَمَامَكَ فَقَامَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا صَبِيْحَةَ

---

۱ رقم الحديث ۷۹۰، ابواب الصوم، بَابُ مَا جَاءَ فِى الِاعْتِكَافِ؛ واللفظ لهٗ؛ ابوداوٗد، رقم الحديث ۲۴۶۲؛ مسند احمد، رقم الحديث ۷۷۸۴؛ واللفظ لهٗ؛ السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ۳۳۲۱؛ ابنِ حبان، رقم الحديث ۳۶۶۵، ذكر مداومة المصطفى صلى الله عليه وسلم على الاعتكاف فى العشر الأواخر من رمضان)

قال الترمذى: وَفِى البَابِ عَنْ أُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ، وَأَبِى لَيْلَى، وَأَبِى سَعِيدٍ، وَأَنَسٍ، وَابْنِ عُمَرَ :. حَدِيثُ أَبِى هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وفى حاشية مسند احمد: إسناداه صحيحان على شرط الشيخين.

۲ رقم الحديث ۲۰۲۵، كتاب الاعتكاف، بَابُ الِاعْتِكَافِ فِى العَشْرِ الأَوَاخِرِ، وَالِاعْتِكَافِ فِى المَسَاجِدِ كُلِّهَا؛ مسلم، رقم الحديث ۱۱۷۲ "۳" بَابُ اعْتِكَافِ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

عِشْرِيْنَ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ اِعْتَكَفَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلْيَرْجِعْ، فَإِنِّيْ أُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، وَإِنِّيْ نُسِّيْتُهَا، وَإِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، فِيْ وِتْرٍ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف فرمایا، اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ اعتکاف کیا، پھر آپ کے پاس جبریل تشریف لائے، اور فرمایا کہ وہ چیز جو آپ طلب کررہے ہیں (یعنی لیلۃ القدر) وہ آپ کے آگے (یعنی اگلے دِنوں میں) ہے، پھر آپ نے درمیانی عشرہ کا اعتکاف فرمایا، اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ اعتکاف کیا، پھر آپ کے پاس جبریل تشریف لائے، اور فرمایا کہ وہ چیز جو آپ طلب کررہے ہیں (یعنی لیلۃ القدر) وہ آپ کے آگے (یعنی اگلے دِنوں میں) ہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیسویں رمضان کی صبح کو کھڑے ہوکر خطبہ دیا، اور فرمایا کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو وہ (اپنی اعتکاف والی جگہ میں) لوٹ جائے، کیونکہ میں نے لیلۃ القدر کو دیکھا ہے، اور مجھے اُس کو بھلا دیا گیا ہے، اور وہ آخری عشرہ کی طاق رات میں ہوتی ہے (بخاری)

اور صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأُوَلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فِيْ قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلٰى سُدَّتِهَا حَصِيْرٌ، قَالَ، فَأَخَذَ الْحَصِيْرَ بِيَدِهٖ فَنَحَّاهَا فِيْ نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهٗ فَكَلَّمَ النَّاسَ فَدَنَوْا مِنْهُ فَقَالَ إِنِّيْ اِعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأُوَلَ أَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِيْتُ فَقِيْلَ لِيْ

---

[1] رقم الحديث ۸۱۳، كتاب الاذان، بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ، وَالسُّجُودِ عَلَى الطِّينِ.

إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ، فَاعْتَكَفَ النَّاسُ مَعَهُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرے کا اعتکاف فرمایا پھر ترکی خیمہ میں درمیان کے عشرے کا اعتکاف فرمایا، اس خیمہ کے دروازے پر ایک چٹائی لگی ہوئی تھی، آپ نے اپنے ہاتھ سے وہ چٹائی ہٹائی، اور خیمہ کے ایک کونے میں کردی۔

پھر اپنا سر نکالا اور لوگوں سے کلام فرمایا، تو لوگ آپ کے قریب آ گئے، تب آپ نے فرمایا کہ میں نے لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کے لئے پہلے عشرے کا اعتکاف کیا، پھر (اسی مقصد سے) دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا، پھر میرے پاس (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) یہ پیغام آیا کہ لیلۃ القدر آخری عشرے میں ہے۔

لہٰذا تم لوگوں میں سے جو شخص اعتکاف کرنا چاہے، تو وہ آخری عشرے کا اعتکاف کرے، پھر لوگوں نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا (مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَكَفَ أَوَّلَ سَنَةٍ الْعَشْرَ الْأُوَلَ، ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ، ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ، وَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِيهَا فَأُنْسِيتُهَا، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِيهِنَّ حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(المعجم الكبير للطبراني ،رقم الحديث ۹۹۴ ،ج۲۳ص ۴۱۲، مسند النساء) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سال رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف فرمایا، پھر درمیانی عشرہ کا اعتکاف فرمایا، پھر آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا اور پھر فرمایا کہ

---

[1] رقم الحديث ۱۱۶۷ "۲۱۵" ج۲ص ۸۲۵،باب فضل ليلة القدر.

[2] قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ (مجمع الزوائد ج۳ص ۱۷۳)

میں نے اس آخری عشرہ (کی مخصوص رات) میں لیلۃُ القدر کو دیکھا تھا، پھر مجھ سے وہ بھلا دی گئی، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ وفات تک آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے (طبرانی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی بعض روایات میں یہ وضاحت بھی پائی جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے عشرے کا اعتکاف بیس رمضان کا دن گزر کر اکیسویں رات سے شروع فرمایا۔ [1]

اور شرعی اعتبار سے رات اگلے دن کے تابع ہوتی ہے، اس حیثیت سے رمضان کا بیسواں دن گزرنے کے بعد آنے والی رات آخری عشرے کی رات کہلاتی ہے۔

جس کے پیشِ نظر فقہائے کرام نے فرمایا کہ آخری عشرے کے مسنون اعتکاف کا وقت رمضان کی اکیسویں رات سے (یعنی بیس رمضان کا سورج غروب ہونے پر) شروع ہوجاتا ہے۔ [2]

---

[1] كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ العَشْرَ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ، فَإِذَا كَانَ حِينَ يُمْسِي مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً تَمْضِي، وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَجَعَ إِلَى مَسْكَنِهِ، وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ، وَأَنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَأَمَرَهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ: كُنْتُ أُجَاوِرُ هَذِهِ العَشْرَ، ثُمَّ قَدْ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هَذِهِ العَشْرَ الأَوَاخِرَ، فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكَفِهِ (بخاری، رقم الحديث ۲۰۱۸)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي العَشْرِ الأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ، فَاعْتَكَفَ عَامًا، حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ، وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ مِنْ صَبِيحَتِهَا مِنَ اعْتِكَافِهِ، قَالَ: مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي، فَلْيَعْتَكِفِ العَشْرَ الأَوَاخِرَ، وَقَدْ أُرِيتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا، وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ مِنْ صَبِيحَتِهَا، فَالْتَمِسُوهَا فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ، وَالتَمِسُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ، فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ المَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ، فَوَكَفَ المَسْجِدُ، فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَبْهَتِهِ أَثَرُ المَاءِ وَالطِّينِ، مِنْ صُبْحِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ (بخاری، رقم الحديث ۲۰۲۷)

[2] وَقَدْ وَجَّهَ شَيْخُنَا الْإِمَامُ الْبُلْقِينِيُّ رِوَايَةَ الْبَابِ بِأَنَّ مَعْنَى قَوْلِهِ حَتَّى إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ أَيْ حَتَّى إِذَا كَانَ الْمُسْتَقْبَلُ مِنَ اللَّيَالِي لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَقَوْلُهُ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ الضَّمِيرُ يَعُودُ عَلَى اللَّيْلَةِ الْمَاضِيَةِ وَيُؤَيِّدُ هَذَا قَوْلُهُ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ لِأَنَّهُ لَا يَتِمُّ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

گزشتہ احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں لیلۃ القدر کی تلاش کے لئے رمضان کے پہلے اور دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا تھا، پھر آپ کو جب یہ بتلایا گیا کہ لیلۃ القدر آخری عشرے میں ہے تو آپ نے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ذَلِکَ إِلَّا بِإِدْخَالِ اللَّيْلَةِ الْأُولَى (فتح البارى لابن حجر، ج۴، ص۲۵۸، قَوْلُهُ بَابُ الْتِمَاسِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الاواخر)

(فإن قلت) يشكل على هذا رواية مالك من حديث أبى سعيد على ما يأتى فإن فيه كان "يعتكف فى العشر الأوسط من رمضان فاعتكف عاما حتى إذا كان ليلة إحدى وعشرين وهى الليلة التى يخرج من صبيحتها من اعتكافه "(قلت) معنى قوله "وهى الليلة التى يخرج من صبيحتها أى من الصبح الذى قبلها فيكون فى إضافة الصبح إليها تجوز ويوضحه أن فى رواية الباب الذى يليه "فإذا كان حين يمسى من عشرين ليلة تمضى وتستقبل إحدى وعشرين رجع إلى مسكنه (عمدة القارى، ج ۱۱، ص۱۳۳، كتاب الصوم، باب التماس ليلة القدر فى السبع الأواخر)

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَ فِي مُعْتَكَفِهِ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ لَمَّا أَرَادَ اعْتِكَافَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ كَذَلِكَ سُنَّتَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَنْ أَرَادَ اعْتِكَافَ أَيَّامٍ، أَنَّ عَلَيْهِ اعْتِكَافَ لَيَالِيهَا مَعَهَا، وَأَنَّهُ يَبْتَدِءُ فِي دُخُولِهِ فِي مُعْتَكَفِهِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الَّذِي قَبْلَهَا، فَلا يَزَالُ فِيهِ حَتَّى تَمْضِيَ الْأَيَّامُ الَّتِي أَوْجَبَ عَلَى نَفْسِهِ اعْتِكَافَهَا وَحَتَّى تَمْضِيَ لَيَالِيهَا.

فقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي مِثْلِ هَذَا فِي رَجُلٍ قَالَ :لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيَّ اعْتِكَافُ عَشَرَةِ أَيَّامٍ فَكَانَ بَعْضُهُمْ يَقُولُ :يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الَّذِي قَبْلَهَا، فَيُقِيمُ فِيهِ مُعْتَكِفًا إِلَى انْقِضَاءِ تِلْكَ الْعَشَرَةِ الْأَيَّامِ، فَيَكُونُ قَدِ اعْتَكَفَ عَشَرَةَ أَيَّامٍ وَعَشْرَ لَيَالٍ وَمِمَّنْ قَالَ ذَلِكَ مِنْهُمْ :أَبُو حَنِيفَةَ، وَأَبُو يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٌ فِيمَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَعَنْ عَلِيٍّ، عَنْ مُحَمَّدٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ :يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ الَّذِي يَعْتَكِفُ فِيهِ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ مِنَ الْيَوْمِ الْأَوَّلِ مِنْ تِلْكَ الْعَشَرَةِ الْأَيَّامِ فَيُقِيمُ فِيهِ حَتَّى تَنْقَضِيَ تِلْكَ الْعَشَرَةُ الْأَيَّامُ، فَيَكُونُ قَدِ اعْتَكَفَ عشرة أيام وتسع ليال، وَمِمَّنْ قَالَ ذَلِكَ زفر بن الهذيل، فِيمَا حَدَّثَنَا محمد، عَنْ يَحْيَى، عَنِ الحسن، عَنْ زفر قَالَ أحمد :وكَانَ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو حَنِيفَةَ، وَأَبُو يُوسُفَ، ومحمد فِي ذَلِكَ أحب إلينا، لأنه موافق لمَا رويناه عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِمَّا قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي هَذَا الباب، ولأنه قَدْ دلنا عَلَيْهِ كتاب الله عزّ وجلّ فِي الحكاية عَنْ نبيه زكريا عَلَيْهِ السلام، إذ قَالَ :(رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ إِلا رَمْزًا) وقَالَ :فِي موضع آخر :(ثَلاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا) فعقلنا بِذَلِكَ أن زكريا سأل ربه أن يجعل لَهُ آية فجعل لَهُ آية، واحدة كمَا سأله، ثُمَّ ذكرها لنا فِي كتابه فِي موضع بالأيام، وفِي موضع آخر بالليالى، وَسَوَّى بَيْنَ عدد الأيام وعدد الليالى فعقلنا بِذَلِكَ أَنَّهُ إِن كَانَ النَّبِى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَأمورا بالأيام، فقَدْ دخلت فِيهَا الليالى، وإن كَانَ مَأمورا بالليالى فقَدْ دخلت فِيهَا الأيام، ولمَّا استوى عدد الأيام وعدد الليالى فِي ذَلِكَ وجب أن يكون من أوجب عَلَى نفسه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور دیگر احادیث سے یہ معلوم ہو چکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصالِ مبارک تک آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے رہے، جس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اعتکاف سے متعلق اصل سنت، رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنے کی ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَسَافَرَ سَنَةً، فَلَمْ يَعْتَكِفْ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، اِعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، پھر ایک سال آپ سفر میں تھے، جس کی وجہ سے اعتکاف نہیں فرما سکے، پھر جب اگلا سال آیا، تو آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا (مسند احمد، ابنِ ماجہ)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا، فَلَمَّا كَانَ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ اِعْتَكَفَ عِشْرِينَ (ترمذی) [2]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

اعتكاف أيام، كَانَ عَلَيْهِ معها من الليالي مثل عددها، وإن أوجب عَلَى نفسه اعتكاف ليال، كَانَ عَلَيْهِ معها من الأيام مثل عددها، فثبت بِذَلِكَ مَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ، وَأَبُو يُوسُفَ، ومحمد مِمَّا ذكرنا عنهم فِي هَذَا المعنى تم كتاب الصيام، والاعتكاف، من كتاب أحكام القرآن العظيم، ولله الحمد والمنة وصلى الله عَلَى سيدنا محمد وعَلَى آله وصحبه وسلم(أحكام القرآن الكريم،للطحاوى ، ج ۱ ص ۴۸۴،۴۸۵، كتاب الاعتكاف)

[1] رقم الحديث ۲۱۲۷۷، واللفظ لهٗ؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۷۷۰، بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاعْتِكَافِ؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۲۴۶۳، باب الاعتكاف.

في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات.

[2] رقم الحديث ۸۰۳،ابواب الصوم، بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاعْتِكَافِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ.

قال الترمذى :هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ .

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، پھر ایک سال آپ نے اعتکاف نہیں کیا، پھر جب اگلا سال آیا، تو آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا (ترمذی)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ مُقِيْمًا اِعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ وَإِذَا سَافَرَ اِعْتَكَفَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا (سنن البيهقى، رقم الحديث ۸۵۶۵، كتاب الصيام، باب الاعتكاف)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (رمضان کے مہینے میں) مقیم ہوتے تھے، تو آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے، اور جب (رمضان کے مہینے میں) سفر میں ہوتے تھے، تو آئندہ سال بیس دن کا اعتکاف فرماتے تھے (بیہقی)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل معمول تو آخری عشرے کے اعتکاف کرنے کا تھا، لیکن اگر آپ کسی رمضان کو سفر میں ہوتے، جس کی وجہ سے آپ کو رمضانُ المبارک میں اعتکاف کا موقع نہ ملتا، تو آپ اگلے سال کے اعتکاف کے ساتھ گزشتہ سال کے دس دِنوں کے اعتکاف کو بھی شامل فرمالیتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے کسی عذر سے رمضان میں اعتکاف نہیں کیا، تو پھر آپ نے اس کے بدلے میں شوال کے مہینے میں دس دن کا اعتکاف فرمایا۔ [1]

---

[1] عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانِ، وَإِذَا صَلَّى الغَدَاةَ دَخَلَ مَكَانَهُ الَّذِى اعْتَكَفَ فِيهِ، قَالَ: فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ أَنْ تَعْتَكِفَ، فَأَذِنَ لَهَا، فَضَرَبَتْ فِيهِ قُبَّةً، فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةُ، فَضَرَبَتْ قُبَّةً، وَسَمِعَتْ زَيْنَبُ بِهَا، فَضَرَبَتْ قُبَّةً أُخْرَى، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الغَدَاةِ أَبْصَرَ أَرْبَعَ قِبَابٍ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟، فَأُخْبِرَ خَبَرَهُنَّ، فَقَالَ: مَا حَمَلَهُنَّ عَلَى هَذَا؟ آلْبِرُّ؟ انْزِعُوهَا فَلاَ أَرَاهَا، فَنُزِعَتْ، فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي رَمَضَانَ حَتَّى اعْتَكَفَ فِي آخِرِ العَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ (بخارى، رقم الحديث ۲۰۴۱، بَابُ الِاعْتِكَافِ فِي شَوَّالٍ)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کے شوق اور جذبہ کا عالَم تھا کہ آپ خود رمضان کے اعتکاف کو نہیں چھوڑتے تھے، اور اگر کبھی چھوٹ جاتا تھا، تو اس کی جگہ اگلے رمضان میں یا دوسرے دِنوں میں فرماتے تھے۔ [۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ فِیْ کُلِّ رَمَضَانٍ عَشَرَۃَ أَیَّامٍ، فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْہِ اِعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ یَوْمًا (بخاری) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن کا اعتکاف فرماتے تھے، پھر جب وہ سال آیا، جس میں آپ کا وصال ہوا، تو آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا (بخاری)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَعْتَکِفُ کُلَّ عَامٍ عَشْرَۃَ أَیَّامٍ، فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْہِ اِعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ یَوْمًا، وَکَانَ یُعْرَضُ عَلَیْہِ الْقُرْآنُ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَرَّۃً، فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْہِ عُرِضَ عَلَیْہِ مَرَّتَیْنِ (ابنِ ماجہ) [۳]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال دس دِنوں کا اعتکاف فرماتے تھے، پھر جب وہ سال آیا، جس میں آپ کا وصال ہوا، تو آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا، اور

---

[۱] والظاهر أن اعتكافه، صلى الله عليه وسلم، لم يكن في العام المقبل إلا لأنه قد عزم عليه، ولكنه لم يعتكف .ثم وفى لله، عز وجل، بما نواه من فعل الخير واعتكف في شوال، وهو اللائق في حقه .وقال ابن عبد البر :نكير أن يكون النبي صلى الله عليه وسلم قضى الاعتكاف من أجل أنه نوى أن يعمله، وإن لم يدخل فيه، لأنه كان أوفى الناس لربه فيما عاهده عليه .وقال شيخنا، رحمه الله: وعلى تقدير شروعه ففيه دليل على جواز خروج المعتكف المتطوع من اعتكافه (عمدة القاری، ج ۱۱، ص ۱۴۹، باب اعتكاف النساء)

[۲] رقم الحديث ۲۰۴۴، كتاب الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأوسط من رمضان.

[۳] رقم الحديث ۱۷۶۹، كتاب الصيام، بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاعْتِكَافِ.

آپ پر (مِن جانبِ اللہ) ہر سال ایک مرتبہ قرآن پیش کیا جاتا تھا، پھر جب آپ کے وصال والا سال آیا، تو اس میں آپ پر دو مرتبہ قرآن پیش کیا گیا (ابنِ ماجہ)

بعض احادیث میں ہے کہ رمضانُ المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریلِ امین کے ساتھ قرآن مجید سُننے سُنانے کا عمل کیا کرتے تھے، جس کو عربی میں ''مدارسۃ'' اور اردو میں ''دور'' کہا جاتا ہے۔

ممکن ہے کہ آخری سال میں آپ پر دو مرتبہ قرآن پیش کئے جانے کا عمل اس لئے کیا گیا ہو کہ عمر کے آخری حصے میں نیک عمل کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ وفيه اقوال اخر. [1]

---

[1] والأظهر فی الجمع بين الحديثين أنه كانت القراء ة معارضة ومدارسة بينه وبين جبريل - عليهما الصلاة والسلام - فمرة هذا يقرأ ومرة هذا يقرأ، وهو يحتمل احتمالين: أحدهما وهو الأظهر أن جبريل كان يقرأ أولا بعضا من القرآن ثم يعيده بعينه - صلى الله عليه وسلم - احتياطا للحفظ، واعتمادا للضبط، وثانيهما أن أحدهما يقرأ عشرا مثلا والآخر كذلك، وهو المدارسة المتعارفة بين القراء، ويؤيد ما قلنا أنه ورد فی بعض الروايات فی النهاية كان يعارضه القرآن، أی يدارسه من المعارضة المقابلة ومنه عارضت الكتاب بالكتاب، أی قابلته به، والله أعلم (وكان) ، أی غالبا (يعتكف كل عام عشرا) ، أی من آخر رمضان (فاعتكف عشرين) بكسر العين والراء، وفی نسخة بفتحهما على التثنية (فی العام الذی قبض) ، أی توفی فيه، ولعل وجه التضعيف فی العام الآخر من العرض والاعتكاف إعلامه بقرب وفاته، وتنبيه لأمته أن يتأكد على كل إنسان فی أواخر حياته أن يستكثر من الأعمال الصالحة، وأن يكون على غاية من الاستعداد للقائه تعالى، والقيام بين يديه، ويحتمل أنه وقع كل ختم فی عشر (رواه البخاری) قال ميرک: ورواه أبو داود وابن ماجه، وقد جعل المؤلف هذا والذی قبله حديثا واحدا، وليس كذلک بل هما حديثان، الأول متفق عليه، والثانی من أفراد البخاری قاله الجزری (مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۴۴۷، ۱۴۴۸، كتاب الصوم، باب الاعتكاف)

قَوْلُهُ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِی قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ قِيلَ السَّبَبُ فِی ذَلِکَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمَ بِانْقِضَاءِ أَجَلِهِ فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَكْثِرَ مِنْ أَعْمَالِ الْخَيْرِ لِيُبَيِّنَ لِأُمَّتِهِ الِاجْتِهَادَ فِی الْعَمَلِ إِذَا بَلَغُوا أَقْصَى الْعَمَلِ لِيَلْقَوُا اللَّهَ عَلَى خَيْرِ أَحْوَالِهِمْ وَقِيلَ السَّبَبُ فِيهِ أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ فِی كُلِّ رَمَضَانَ مَرَّةً فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِی قُبِضَ فِيهِ عَارَضَهُ بِهِ مَرَّتَيْنِ فَلِذَلِکَ اعْتَكَفَ قَدْرَ مَا كَانَ يَعْتَكِفُ مَرَّتَيْنِ وَيُؤَيِّدُهُ أَنَّ عِنْدَ ابن مَاجَهْ عَنْ هَنَّادٍ عَنْ أَبِی بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ فِی آخِرِ حَدِيثِ الْبَابِ مُتَّصِلًا بِهِ وَكَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ فِی كُلِّ عَامٍ مَرَّةً فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِی قُبِضَ فِيهِ عرضه عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ ابن الْعَرَبِیِّ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ سَبَبُ ذَلِکَ أَنَّهُ لَمَّا تَرَکَ الِاعْتِكَافَ فِی الْعَشْرِ الْأَخِيرِ بِسَبَبِ مَا وَقَعَ مِنْ أَزْوَاجِهِ وَاعْتَكَفَ بَدَلَهُ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ اعْتَكَفَ فِی الْعَامِ الَّذِی يَلِيهِ عِشْرِينَ لِيَتَحَقَّقَ قَضَاءُ الْعَشْرِ فِی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہرحال گزشتہ احادیث کے پیشِ نظر فقہائے کرام نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کوسنت قرار دیا ہے۔

لیکن کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود پابندی کے ساتھ اعتکاف فرمایا، مگر دوسرے سب لوگوں پر اس کی تاکید نہیں فرمائی۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رَمَضَانَ اھـ وَأَقْوَى مِنْ ذَلِكَ أَنَّهُ إِنَّمَا اعْتَكَفَ فِي ذَلِكَ الْعَامِ عِشْرِينَ لِأَنَّهُ كَانَ الْعَامَ الَّذِى قَبْلَهُ مُسَافِرًا وَيَدُلُّ لِذَلِكَ مَا أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَاللَّفْظ لَهُ وَأَبُو دَاوُد وَصَححهُ ابن حِبَّانَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيثُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَسَافَرَ عَامًا فَلَمْ يَعْتَكِفْ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ وَيَحْتَمِلُ تَعَدُّدَ هَذِهِ الْقِصَّةِ بِتَعَدُّدِ السَّبَبِ فَيَكُونُ مَرَّةً بِسَبَبِ تَرْكِ الِاعْتِكَافِ لِعُذْرِ السَّفَرِ وَمَرَّةً بِسَبَبِ عَرْضِ الْقُرْآنِ مَرَّتَيْنِ وَأَمَّا مُطَابَقَةُ الْحَدِيثِ لِلتَّرْجَمَةِ فَإِنَّ الظَّاهِرَ بِإِطْلَاقِ الْعِشْرِينَ أَنَّهَا مُتَوَالِيَةٌ فَيَتَعَيَّنُ لِذَلِكَ الْعَشْرُ الْأَوْسَطُ أَوْ أَنَّهُ حَمَلَ الْمُطْلَقَ فِى هَذِهِ الرِّوَايَةِ عَلَى الْمُقَيَّدِ فِى الرِّوَايَاتِ الْأُخْرَى (فتح البارى لابن حجر، ج۴ص ۲۸۵، قَوْلُهُ بَابُ الِاعْتِكَافِ فِى الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ)

قَوْلُهُ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً سَقَطَ لَفْظُ الْقُرْآنَ لِغَيْرِ الْكُشْمِيهَنِيِّ زَادَ إِسْرَائِيلُ عِنْدَ الْإِسْمَاعِيلِيِّ فَيُصْبِحُ وَهُوَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ غَرِيبَةٌ فِى حَدِيثِ أَبِى هُرَيْرَة وَإِنَّمَا هِىَ مَحْفُوظَة مِن حَدِيث ابن عَبَّاسٍ قَوْلُهُ فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِى الْعَامِ الَّذِى قُبِضَ فِيهِ فِى رِوَايَةِ إِسْرَائِيلَ عَرْضَتَيْنِ وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُ الْحِكْمَةِ فِى تَكْرَارِ الْعَرْضِ فِى السَّنَةِ الْأَخِيرَةِ وَيَحْتَمِلُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ السِّرُّ فِى ذَلِكَ أَنَّ رَمَضَانَ مِنَ السَّنَةِ الْأُولَى لَمْ يَقَعْ فِيهِ مُدَارَسَةٌ لِوُقُوعِ ابْتِدَاءِ النُّزُولِ فِى رَمَضَانَ ثُمَّ فَتَرَ الْوَحْىُ ثُمَّ تَتَابَعَ فَوَقَعَتِ الْمُدَارَسَةُ فِى السَّنَةِ الْأَخِيرَةِ مَرَّتَيْنِ لِيَسْتَوِىَ عَدَدُ السِّنِينِ وَالْعَرْضِ قَوْلُهُ وَكَانَ يَعْتَكِفُ فِى كُلِّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِى الْعَامِ الَّذِى قُبِضَ فِيهِ ظَاهِرُهُ أَنَّهُ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ وَهُوَ مُنَاسِبٌ لِفِعْلِ جِبْرِيلَ حَيْثُ ضَاعَفَ عَرْضَ الْقُرْآنِ فِى تِلْكَ السَّنَةِ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ السَّبَبُ مَا تَقَدَّمَ فِى الِاعْتِكَافِ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ عَشْرًا فَسَافَرَ عَامًا فَلَمْ يَعْتَكِفْ فَاعْتَكَفَ مِنْ قَابِلٍ عِشْرِينَ يَوْمًا وَهَذَا إِنَّمَا يَتَأَتَّى فِى سَفَرٍ وَقَعَ فِى شَهْرِ رَمَضَانَ وَكَانَ رَمَضَانُ مِنْ سَنَةِ تِسْعٍ دَخَلَ وَهُوَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهَذَا بِخِلَافِ الْقِصَّةِ الْمُتَقَدِّمَةِ فِى كِتَابِ الصِّيَامِ أَنَّهُ شَرَعَ فِى الِاعْتِكَافِ فِى أَوَّلِ الْعُشْرِ الْأَخِيرِ فَلَمَّا رَأَى مَا صَنَعَ أَزْوَاجُهُ مِنْ ضَرْبِ الْأَخْبِيَةِ تَرَكَهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا فِى شَوَّالٍ وَيَحْتَمِلُ اتِّحَادَ الْقِصَّةِ وَيَحْتَمِلُ أَيْضًا أَنْ تَكُونَ الْقِصَّةُ الَّتِى فِى حَدِيثِ الْبَابِ هِىَ الَّتِى أَوْرَدَهَا مُسْلِمٌ وَأَصْلُهَا عِنْدَ الْبُخَارِىِّ مِنْ حَدِيثِ أَبِى سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يجاور الشّعْر الَّتِى فِى وَسَطِ الشَّهْرِ فَإِذَا اسْتَقْبَلَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَجَعَ فَأَقَامَ فِى شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ الَّتِى كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا ثُمَّ قَالَ إِنِّى كُنْتُ أُجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشْرَ الْوَسَطَ ثُمَّ بَدَا لِى أَنْ أُجَاوِرَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فجاور الْعشر الْأَخير الحَدِيث فَيكون الْمُرَاد بالعشرين الْعشر الْأَوْسَط وَالْعشر الْأَخير (فتح البارى، ج۹ ص۴۶، قَوْلُهُ بَابٌ كَانَ جِبْرِيلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

اس لئے فقہائے کرام نے اعتکاف کو کفایہ درجہ کی سنت قرار دیا ہے۔ ۱
یعنی اگر کسی جگہ بعض لوگ اعتکاف کرلیں، تو اُس جگہ کے دوسرے لوگوں کی طرف سے یہ سنت ادا ہو جاتی ہے۔ ۲
اور اگر ایک مسجد میں ایک سے زیادہ افراد اعتکاف کریں، تو بھی باعثِ ثواب ہے، جیسا کہ ایک مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا۔

---

۱ المقام الثانی هل هو سنة مؤكدة أو غير مؤكدة وعرفت من المرغيناني والعينى والزيلعى لتصحيح أنه سنة مؤكدة واستدلوا عليه بان النبى صلى الله عليه وعلى آله وسلم قد واظب عليه رواه الشيخان فان قلت المواظبة دليل الوجوب قلت هذا إذا كان مع الانكار على الترك وأما المواظبة مع عدم الانكار على من تركه فهى دليل السنية ولم يثبت انكاره صلى الله عليه وعلى آله وسلم على من تركه من الصحابة فإن قلت لو كان سنة مؤكدة لما تركه الصحابة مع أنه لم يعتكف الخلفاء الأربعة قلت إنما تركوه الوجه آخر وهو ما قاله الإمام مالك لم يبلغنى أن أبا بكر وعمر وعثمان وإبن المسيب ولا أحدا من سلف هذه الامة اعتكف الا أبو بكر بن عبد الرحمن واراهم تركوه لشدته لأن ليله ونهاره سواء (الانصاف فى حكم الاعتكاف لعبد الحى اللكنوى، ص ١١ وص ١٢، مشمولة مجموعة رسائل اللكنوى، الناشر: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، كراتشى، باكستان)

۲ الاعتكاف على ثلاثة أقسام؛ الواجب :وهو اعتكاف النذر، ويجب فى النذر التلفظ باللسان ويجب قضاؤه بالإفساد.
والثانى :سنة مؤكدة على كفاية فلو أداها واحد من أهل مسجد فتأدت وإلا فأثم الكل، وهذا اعتكاف العشرة الأخيرة من رمضان، ولو لم يتم عشره بل نقصه من البين ما أتى بالسنة، ولكنه أحرز ثواب ما اعتكف.
والثالث :النافلة وهو غير هذين القسمين، وفيه اختلاف، قال الشيخ ابن همام :أن يشترط له الصوم، ثم يتأدى هذا النوع بمكث ساعة أيضاً، ولكنه يلزمه إتمام صوم ذلك اليوم إلى غروب ذكاء وتمسك الشيخ بعبارات عامة، وقال صاحب البحر :لا يشترط الصوم فى هذا النوع، وأتى بعبارة صريحة عن محمد بن حسن فالترجيح لصاحب البحر، وأما ما فى كتاب الدارقطنى من أنه لا اعتكاف إلا بالصوم فمخصوص بغير النافلة، فإن عدم اشتراط الصوم فى النافلة مؤيد بالوجوه الفقهية.
قوله :(صلى الفجر ثم دخل إلخ) أى :فى معتكفه المتخذ من الحصير أو غيره، وأما دخوله المسجد كما فى الروايات فكان قبيل غروب شمس العشرين من رمضان، والمعتكف لو أراد إتمام العشر الأواخر فعليه أن يدخل متصلاً بغروب شمس العشرين فى المسجد، وإلا فلا يتم العشر فإن الليالى الماضية تلحق بالأيام التالية بعدها (العرف الشذى، ج٢، ص ٢٠٠، كتاب الصوم، باب ما جاء فى الاعتكاف)

اور آخری عشرے میں جو اعتکاف سنت ہے، وہ مکمل عشرے کا ہے، یعنی بیس رمضان کے دن کا سورج غروب ہونے سے لے کر شوال کی رات (یعنی چاند رات) شروع ہونے تک۔

پس اگر شوال کا چاند انتیس دن گزرنے کے بعد نظر آ جائے تب بھی یہ مکمل عشرے کا اعتکاف ہی کہلائے گا۔

اور اعتکاف کے لئے مسجد کا ہونا ضروری ہے، مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ اعتکاف جائز نہیں۔

البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک خواتین کو اپنے گھر کی مساجد میں اعتکاف کرنا جائز ہے۔

کیونکہ ایک تو احادیث میں گھروں میں بھی مساجد بنانے کا حکم آیا ہے۔ [۱]

---

[۱] عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ أَبِيهِ سَمُرَةَ، أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِهِ :أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُنَا بِالْمَسَاجِدِ أَنْ نَصْنَعَهَا فِي دِيَارِنَا، وَنُصْلِحَ صَنْعَتَهَا وَنُطَهِّرَهَا(سنن أبى داود، رقم الحديث ۴۵۶)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ وَأَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ (ابوداوٗد، رقم الحديث ۴۵۵، بَابُ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ، واللفظ لهٗ؛ ترمذى، رقم الحديث ۵۹۴، بَابُ مَا ذُكِرَ فِي تَطْيِيبِ المَسَاجِدِ؛ سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۷۵۸؛ صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۱۶۳۴، ذِكْرُ الْأَمْرِ بِتَنْظِيفِ الْمَسَاجِدِ وَتَطْيِيبِهَا)

إسناده صحيح على شرط البخارى (حاشية ابنِ حبان)

حَدَّثَنَا إسحاق بن حمدان البلخى، حَدَّثَنا على ابن أبى عيسى، حَدَّثَنا عَبد اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ العدنى، حَدَّثَنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ أَمَرَ بِتَنْظِيفِ الْمَسَاجِدِ التى فى البيوت (الكامل لابن عدى، تحت ترجمة عَبد اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ ميمون بن عَبد الله العدنى مولى عثمان بن عفان مكى، ج۵، ص۴۰۷)

سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الأَنْصارِيَّ، ثُمَّ أَحَدَ بَنِي سَالِمٍ، قَالَ :كُنْتُ أُصَلِّي لِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ :إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي، وَإِنَّ السُّيُولَ تَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِي، فَلَوَدِدْتُ أَنَّكَ جِئْتَ، فَصَلَّيْتَ فِي بَيْتِي مَكَانًا حَتَّى أَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا، فَقَالَ :أَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ :أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟، فَأَشَارَ إِلَيْهِ مِنَ المَكَانِ الَّذِي أَحَبَّ أَنْ يُصَلِّيَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

دوسرے مرد حضرات کو گھروں میں غیر فرض نمازیں پڑھنے کا حکم آیا ہے۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فِيهِ، فَقَامَ، فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ (بخاری، رقم الحديث ۸۴۰، بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ رَدَّ السَّلاَمِ عَلَى الإِمَامِ وَاكْتَفَى بِتَسْلِيمِ الصَّلاَةِ، ورقم الحديث ۴۲۵، بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوت. وَصَلَّى الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ :فِي مَسْجِدِهِ فِي دَارِهِ جَمَاعَةً؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۴۸۲)

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ عَمِيَ، فَبَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ تَعَالَ فَاخْطُطْ فِي دَارِي مَسْجِدًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ قَوْمُهُ، وَبَقِيَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَيْنَ فُلَانٌ؟ ، فَغَمَزَهُ بَعْضُ الْقَوْمِ إِنَّهُ، وَإِنَّهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَلَيْسَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا؟ ، قَالُوا :بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَكِنَّهُ كَذَا، وَكَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۴۷۹۸)

فی حاشية ابن حبان: إسنادهُ حسن.

مذکورہ احادیث میں دور یا دیار کے الفاظ سے بعض حضرات نے قبائل مراد لیے ہیں، اور بعض حضرات نے بیوت مراد لیے ہیں؛ اور ہمارے نزدیک بیوت مراد ہونا راجح ہے، کیونکہ بعض روایات میں بیوت کی تصریح پائی جاتی ہے، نیز گھروں میں نماز پڑھنے کی بھی کئی احادیث میں ترغیب آئی ہے۔

قوله " :فی الدُور "قال سفيان بن عيينة :الدورُ :القبائلُ .وذكر الخطابیّ أنها البيوت، وحكی- أيضا -أنه يراد بها المحالّ التی فيها الدورُ. قلتُ :الظاهر أن المراد بها ما قاله الخطابی؛ لورُود النهی عن اتخاذ البيوت مثل المقابر(شرح سنن أبی داود للعينی، ج۲ ص ۳۵۹،باب :فِی المَسَاجِدِ تبنی فی الدُّور)

؎ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلاَتِكُمْ، وَلاَ تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا(بخاری، رقم الحديث ۱۱۸۷؛ مسلم، رقم الحديث ۷۷۷)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :لَا تَتَّخِذُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، صَلُّوا فِيهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۰۳۰)

فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

(وعن ابن عمر قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-(اجعلوا فی بيوتكم) ، بكسر الباء وضمه (من صلاتكم) ، أی :بعض صلاتكم التی هی النوافل مؤداة فی بيوتكم، وقوله :من صلاتكم مفعول أول، وفی بيوتكم مفعول ثان، قدم على الأول للاهتمام بشأن البيوت، وإن من حقها أن يجعل لها نصيبا من الطاعات لتصير منورة ;لأنها مأواكم ومنقلبكم، وليست كقبوركم التی لا تصلح

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور خواتین کو گھروں کی مساجد میں نماز پڑھنے کی زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ۱

گھر کی مسجد سے مراد یہ ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لئے مخصوص جگہ متعین کی جائے، اور اس کو پاک اور صاف رکھا جائے، جہاں مرد حضرات نفل نماز پڑھا کریں، اور خواتین فرض اور غیر فرض نماز پڑھا کریں، اور اسی جگہ میں خواتین اعتکاف کیا کریں۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لصلاتكم، ولذا قال :(ولا تتخذوها) ، أى :بيوتكم (قبورا) : بأن تتركوا الصلاة فيها كما تتركونها فى المقابر، شبه المكان الخالى عن العبادة بالمقبرة والغافل عنها بالميت، وقيل لا تجعلوا بيوتكم مواطن النوم لا تصلون فيها، فإن النوم أخو الموت، وقيل :إن مثل ذاكر الله ومثل غير ذاكر الله كمثل الحى والميت الساكن فى البيوت، والساكن فى القبور، فالذى لا يصلى فى بيته جعله بمنزلة القبر، كما جعل نفسه بمنزلة الميت، وقيل :معناه لا تدفنوا فيها موتاكم ;لئلا يكدر عليكم معاشكم ومأواكم(مرقاة المفاتيح، ج۲ص ۶۰۱، كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة)

قوله -صلى الله عليه وسلم - اجعلوا من صلاتكم فى بيوتكم ولا تتخذوها قبورا قلت هو محمول على النافلة(عمدة القارى، ج۲۲ص ۱۶۳، كتاب الادب،باب ما يجوز من الغضب والشدة لأمر الله)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِذَا قَضٰى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فِىْ مَسْجِدِهٖ، فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيْبًا مِنْ صَلَاتِهٖ، فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِىْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ خَيْرًا (مسلم، رقم الحديث ۷۷۸"۲۱۰")

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ :سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ تَطَوُّعِهِ؟ فَقَالَتْ :كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ، وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ، وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا، وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا، وَكَانَ إِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ(مسلم، رقم الحديث ۷۳۰"۱۰۵" واللفظ لهٗ، سنن ابى داوٗد، رقم الحديث ۱۲۵۱)

۱ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَآءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ (مسند احمد،رقم الحديث ۲۶۵۴۲)

فى حاشية مسند احمد: حديث حسن بشواهده.

۲ وَيُكْرَهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَةُ الْمَسْجِدِ إلَى مُتَوَضَّأٍ أَوْ مَخْرَجٍ أَوْ حَمَّامٍ لِأَنَّ فِيهِ تَرْكَ تَعْظِيمِ الْمَسْجِدِ وَأَمَّا مَسْجِدُ الْبَيْتِ وَهُوَ الْمَوْضِعُ الَّذِي عَيَّنَهُ صَاحِبُ الْبَيْتِ لِلصَّلَاةِ فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِمَسْجِدٍ حَقِيقَةً فَلَا يَكُونُ لَهُ حُكْمُ الْمَسْجِدِ (بدائع الصنائع ،ج۵ص ۱۲۶، كتاب الاستحسان)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سنت اعتکاف میں پیشاب، پاخانہ اور وضو کے لئے اور غسل واجب ہوجائے تو اس کے لئے اور کھانا لانے کے لئے اعتکاف گاہ سے نکلنا جائز ہے، اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔

اعتکاف کی حالت میں بعض کام جائز یا مستحب اور بعض کام مکروہ یا ممنوع ہیں، اور بعض چیزیں وہ ہیں جن سے اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے، ان چیزوں کی تفصیل ہم نے اپنی دوسری کتاب ''اعتکاف کے فضائل واحکام'' میں ذکر کردی ہے، وہاں ملاحظہ کرلی جائے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(قَوْلُهُ لَا يُكْرَهُ مَا ذُكِرَ) أَىْ مِنَ الْوَطْءِ وَالْبَوْلِ وَالتَّغَوُّطِ نَهْرٌ (قَوْلُهُ فَوْقَ بَيْتٍ إلَخْ) أَىْ فَوْقَ مَسْجِدِ الْبَيْتِ :أَىْ مَوْضِعٍ أُعِدَّ لِلسُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ ، بِأَنْ يُتَّخَذَ لَهُ مِحْرَابٌ وَيُنَظَّفُ وَيُطَيَّبُ كَمَا أَمَرَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَذَا مَنْدُوبٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ، كَمَا فِي الْكَرْمَانِيِّ وَغَيْرِهِ قُهُسْتَانِيٌّ ، فَهُوَ كَمَا لَوْ بَالَ عَلَى سَطْحِ بَيْتٍ فِيهِ مُصْحَفٌ وَذَلِكَ لَا يُكْرَهُ كَمَا فِي جَامِعِ الْبُرْهَانِيِّ مِعْرَاجٌ (ردالمحتار، ج ا ص ۶۵۷، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ،مطلب فى احكام المسجد)

(قَوْلُهُ الْخُرُوجُ) أَىْ مِنْ مُعْتَكَفِهِ وَلَوْ مَسْجِدَ الْبَيْتِ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ ط فَلَوْ خَرَجَتْ مِنْهُ وَلَوْ إلَى بَيْتِهَا بَطَلَ اعْتِكَافُهَا لَوْ وَاجِبًا وَانْتَهَى لَوْ نَفْلًا بَحْرٌ(ردالمحتار، ج ۲ ص ۴۴۵، كتاب الصوم، باب الاعتكاف)

مَوْضِعَ أَدَاءِ الِاعْتِكَافِ فِي حَقِّهَا الْمَوْضِعُ الَّذِي تَكُونُ صَلَاتُهَا فِيهِ أَفْضَلَ كَمَا فِي حَقِّ الرِّجَالِ وَصَلَاتُهَا فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا أَفْضَلُ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا (سُئِلَ عَنْ أَفْضَلِ صَلَاةِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ :فِي أَشَدِّ مَكَانٍ مِنْ بَيْتِهَا ظُلْمَةً) وَفِي الْحَدِيثِ أَنَّ (النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ الِاعْتِكَافَ أَمَرَ بِقُبَّةٍ فَضُرِبَتْ فِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ رَأَى قِبَابًا مَضْرُوبَةً فَقَالَ :لِمَنْ هَذِهِ فَقِيلَ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ فَغَضِبَ وَقَالَ :آلْبِرَّ يُرِدْنَ بِهِنَّ وَفِي رِوَايَةٍ يُرِدْنَ بِهَذَا ، وَأَمَرَ بِقُبَّتِهِ فَنُقِضَتْ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي ذَلِكَ الْعَشْرِ) فَإِذَا كَرِهَ لَهُنَّ الِاعْتِكَافَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ أَنَّهُنَّ كُنَّ يَخْرُجْنَ إلَى الْجَمَاعَةِ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ ؛ فَلَأَنْ يُمْنَعْنَ فِي زَمَانِنَا أَوْلَى ، وَقَدْ رَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهَا إذَا اعْتَكَفَتْ فِي مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ جَازَ ذَلِكَ ، وَاعْتِكَافُهَا فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا أَفْضَلُ ، وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ ؛ لِأَنَّ مَسْجِدَ الْجَمَاعَةِ يَدْخُلُهُ كُلُّ أَحَدٍ ، وَهِيَ طُولُ النَّهَارِ لَا تَقْدِرُ أَنْ تَكُونَ مُسْتَتِرَةً وَيُخَافُ عَلَيْهَا الْفِتْنَةُ مِنْ الْفَسَقَةِ فَالْمَنْعُ لِهَذَا ، وَهُوَ لَيْسَ لِمَعْنًى رَاجِعٍ إلَى عَيْنِ الِاعْتِكَافِ فَلَا يَمْنَعُ جَوَازَ الِاعْتِكَافِ وَإِذَا اعْتَكَفَتْ فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا فَتِلْكَ الْبُقْعَةُ فِي حَقِّهَا كَمَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ فِي حَقِّ الرَّجُلِ لَا تَخْرُجُ مِنْهَا إلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ فَإِذَا حَاضَتْ خَرَجَتْ وَلَا يَلْزَمُهَا بِهِ الِاسْتِقْبَالُ إذَا كَانَ اعْتِكَافُهَا شَهْرًا أَوْ أَكْثَرَ وَلَكِنَّهَا تَصِلُ قَضَاءَ أَيَّامِ الْحَيْضِ لِحِينِ طُهْرِهَا وَقَدْ بَيَّنَّا هَذَا فِي الصَّوْمِ الْمُتَتَابِعِ فِي حَقِّهَا .

وَمَسْجِدُ بَيْتِهَا الْمَوْضِعُ الَّذِي تُصَلِّي فِيهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ مِنْ بَيْتِهَا (المبسوط للسرخسى، ج۳ص ۱۱۹، كتاب الصوم، باب الاعتكاف)

چند قابلِ توجہ اور تحقیقی مسائل

آخر میں ماہِ رمضان اور روزہ سے متعلق چند قابلِ توجہ اور تحقیقی مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

رمضان اور زکاۃ

آج کل بہت سے لوگ رمضانُ المبارک کو زکاۃ کا مہینہ سمجھتے ہیں اور اپنی زکاۃ ہر حال میں رمضان کے مہینہ میں ادا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، خواہ کسی کا سال دوسرے مہینوں میں کیوں نہ پورا ہو رہا ہو اور خواہ غریبوں کو دوسرے مہینوں میں ہی ضرورت کیوں نہ ہو۔

خوب سمجھ لیجئے! کہ زکاۃ کا تعلق رمضان کے مہینہ سے نہیں ہے بلکہ سال پورا ہونے سے ہے لہٰذا جس صاحبِ نصاب کا سال جس قمری مہینہ اور چاند کی جس تاریخ میں مکمل ہو رہا ہو، اس کو اس مہینہ اور اس تاریخ میں زکاۃ دینا چاہئے، بلا عذر تاخیر کرنا اور صرف ثواب کی خاطر رمضان تک مؤخر کرنا مناسب نہیں اور اس میں کئی خرابیاں ہیں، جن کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)...... اگر کسی کے زکاۃ کا سال رمضان سے پہلے پورا ہو رہا ہے لیکن وہ اس وقت زکاۃ ادا نہیں کرتا اور رمضان کے انتظار میں رہتا ہے لیکن رمضانُ المبارک کے آنے سے پہلے فوت ہو جاتا ہے تو وہ گنہگار ہو کر فوت ہوگا اور اس کے ذمہ زکاۃ کا فریضہ باقی رہ جائے گا۔

(۲)...... اگر زکاۃ کا سال رمضان کے مہینے سے پہلے پورا ہو رہا ہے لیکن اس وقت زکاۃ ادا نہیں کی اور رمضان کا مہینہ آنے پر اس کا مال کسی طرح کم ہو گیا مثلاً اس نے خرچ کر لیا، اور پھر جب رمضان میں حساب کر کے زکاۃ ادا کی تو کم مال کی زکاۃ ادا کی اور جتنا مال سال پورا ہونے کے بعد خرچ ہو گیا اس کی زکاۃ ذمہ میں باقی رہی، اسی طرح اگر سال پورا ہونے کے بعد رمضان کے مہینے میں مال میں اضافہ ہو گیا تو زیادہ مال کی زکاۃ دینی پڑے گی، جو کہ اس کے ذمہ واجب نہیں تھی، اور اگر کوئی ہمیشہ اسی طرح کرتا رہا تو حساب کی اس خرابی کا

سلسلہ بھی ساتھ ساتھ چلتا رہے گا۔

(۳)...... ہر عبادت کو اس کے صحیح وقت پر ادا کرنے کا جو ثواب ہے اس سے محرومی ہوگی۔

شریعت میں ہر عبادت کو اس کے صحیح وقت پر ادا کرنے کا عظیم ثواب ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِيْنَ (سورۃ آلِ عمران، آیت ۱۱۴)

''اور یہ لوگ خیر کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں، اور یہ لوگ نیک لوگوں میں سے ہیں''

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

أُولٰئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ (سورۃ المومنون آیت ۶۱)

''یہ لوگ خیر کے کاموں میں جلدی کرنے والے ہیں، اور یہی لوگ خیر کے کاموں میں سبقت لے جانے والے (اور آگے بڑھنے والے) ہیں''

ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ. أُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ. فِيْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ (سورۃ الواقعۃ، آیت ۱۰ تا ۱۱)

''سبقت کرنے والے تو سبقت ہی کرنے والے ہیں، یہی لوگ مقرب ہیں، عیش وآرام والی جنتوں میں ہوں گے''

اور جب سال پورا ہونے کے بجائے اس کو کسی دوسرے مہینے کے لئے مؤخر کیا جائے گا؛ تو اس فضیلت سے محرومی ہوگی۔

(۴)...... جب سب لوگ رمضان میں زکاۃ ادا کریں گے اور دوسرے دنوں میں نہیں کریں

گے تو سال کے گیارہ مہینے غریبوں کو اپنی ضروریات پوری کرنا مشکل ہوگا۔ اور سال کے گیارہ مہینوں میں ان کی ضروریات کا انتظام مشکل ہوگا۔

(۵)...... رمضانُ المبارک کو زکاۃ کے لئے خاص کرلینے کی وجہ سے ایک خرابی یہ لازم آتی ہے کہ ہر شخص کو رمضان ہی میں جلد از جلد اپنی زکاۃ ادا کرنے کی فکر ہوتی ہے اور جب کوئی صحیح مصرف سامنے نہیں آتا تو کسی نہ کسی کو دے کر جان چھڑانے کی کوشش کی جاتی ہے خواہ وہ صحیح مستحق بھی نہ ہو۔

(۶)...... اس مہینے میں رسمی غریبوں اور بھکاریوں کا ایک سیلاب اُمڈ آتا ہے اور پھر لوگ ان ہی پیشہ وروں کو اپنی زکاۃ دیتے ہیں اور اس طرح اصل مستحق نظروں سے پوشیدہ اور محروم رہتے ہیں (ماخذہٗ اشرف الجواب ص ۱۲۶ للتھانوی رحمہ اللہ)

(۷)...... اس کے علاوہ سال بھر میں مستحقوں کو تلاش کرنا بھی آسان ہے اور صحیح وقت پر ادائیگی کا ثواب بھی حاصل ہوجاتا ہے۔

لہٰذا زکاۃ کے لئے ہر شخص کو رمضان کی تخصیص کرنا غلط ہے ہر شخص کو اپنے سال پورا ہونے پر زکاۃ صحیح صحیح مصرف میں خرچ کرنی چاہئے، اور اپنے سال پورا ہونے کی تاریخ کو محفوظ رکھنا چاہیئے، البتہ اگر کسی کا سال رمضان ہی میں پورا ہورہا ہو تو پھر رمضان میں دینے میں بھی حرج نہیں، بہتر یہ ہے کہ اس سلسلہ میں اپنے تفصیلی حالات اہلِ علم کے سامنے رکھ کر شرعی حکم معلوم کرلیا جائے۔

بعض روایات سے جو رمضان میں صدقہ وخیرات اور سخاوت کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے، اس سے زکاۃ مراد نہیں ہے۔

رمضان میں قضائے عمری کا غلط تصوّر

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں اعمال کی فضیلت میں اضافہ ہوجاتا ہے، اس لئے وہ رمضان کے مہینہ میں قضائے عمری کے نام پر مختصر نماز پڑھ کر تمام یا بہت سی قضا شدہ

نمازوں کی ادائیگی کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔

حالانکہ یہ نظریہ سراسر قرآن وسنت کے خلاف ہے۔

قضا نماز کے بارے میں کسی بھی جگہ اور کسی بھی زمانے کے بارے میں یہ تصور نہیں ہے کہ ایک نماز کئی نمازوں کے قائم مقام ہوجائے اور رمضان میں نیک اعمال کی فضیلت زیادہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ حقیقت میں وہ تعداد کے اعتبار سے کئی فرضوں کے قائم مقام ہوجاتی ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نیک اعمال کی فضیلت کو بڑھا دیا جاتا ہے، کسی عمل کے ثواب کا بڑھ جانا اور چیز ہے اور اس کا کئی اعمال کے برابر اور قائم مقام ہوجانا دوسری چیز ہے، اگر کوئی مالک اعلان کردے کہ جو لوگ فلاں دن کام پر آئیں گے ان کو اتنی زیادہ اجرت دی جائے گی، یا اتنا انعام دیا جائے گا، تو اس کے یہ معنٰی کبھی نہیں سمجھے جائیں گے کہ ایک دن کام کرنے کے بعد اب کئی دنوں کی چھٹی ہوگئی، یا یہ کہ یہ ایک دن کا کام کئی دنوں کے کام کے قائم مقام ہوگیا۔

غرضیکہ کسی عمل پر زائد مزدوری اور انعام ملنا اور بات ہے اور اس عمل کا کئی دن کے عمل کے قائم مقام ہونا دوسری بات ہے۔ [1]

رمضان کے مخصوص دن یا جمعۃ الوداع سے متعلق بعض کوتاہیاں

رمضانُ المبارک کے جمعہ یا آخری جمعہ یا چودھویں رمضان سے متعلق بھی کئی خرابیاں عام ہوگئی ہیں، مثلاً:

(۱)......بعض لوگ جمعۃ الوداع میں قضائے عمری کے نام سے چند رکعتیں پڑھتے ہیں اور

---

[1] وبالجملة فهذه الصلاة التى اخترعوها مشتملة على مفاسد كثيرة، واداء ها مع ما زعموا انه قضاء لما فات خلاف المعقول والمنقول، ومضاد للفروع والاصول ، والذى يدل على ان الصلاة المذكورة لا اصل لها خلوا اكثر الكتب المتعمدة عن ذكرها(ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان" مشموله مجموعة رسائل اللكهنوى، المجلدالثانى، صفحه ۱۳ ؛ مؤلفة: مولانا عبدالحيئ لكهنوى رحمه الله. الناشر: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، كراچى .باكستان)

سمجھتے ہیں کہ اس طرح قضاء شدہ نمازیں ذمہ میں سے ادا ہو جاتی ہیں، یہ سراسر غلط ہے، شریعت میں اس کا مستند ذریعہ سے کوئی ثبوت نہیں ہے، جس کی تفصیل پہلے گزری۔

(۲)...... بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رمضان یا آخری جمعہ کو جو کپڑا پہنا جائے وہ بے حساب ہو جاتا ہے، حالانکہ اس کا بھی شرعی اعتبار سے کوئی ثبوت نہیں۔

(۳)...... بعض لوگ صرف آخری جمعہ کا روزہ رکھ لیتے ہیں اور باقی روزوں کا اہتمام نہیں کرتے، اور سمجھتے ہیں کہ اس جمعہ کے دن کے روزہ کی فضیلت زیادہ ہے، لہٰذا اس جمعہ کے دن روزہ رکھ لینا دوسرے دنوں کی تلافی کے لئے کافی ہو جائے گا۔

یہ بھی سراسر غلط فہمی اور کم علمی پر مبنی ہے، رمضان کے ہر دن کے روزہ کا رکھنا فرض ہے، خواہ وہ جمعہ کا دن ہو، یا کوئی اور دن ہو۔

(۴)...... بعض لوگ صرف جمعہ کو مسجد یا دوسری جگہ ضرورت مندوں کو افطار کرانے اور افطاری بھیجنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں کھانا زیادہ ہونے کی وجہ سے ضائع چلا جاتا ہے، اور دوسرے دنوں میں غریبوں اور ضرورت مندوں کا خیال نہیں کیا جاتا، یہ بھی نامناسب طرزِ عمل اور حد سے تجاوز ہے۔

(۵)...... بعض حضرات جمعۃ الوداع کو نعتیہ انداز میں وداع وفراق کے مضامین بڑے اہتمام سے پڑھتے ہیں، اسی طرح آخری جمعہ کے خطبہ میں بھی اس قسم کے کلمات پڑھتے ہیں، جس کا کوئی شرعی ثبوت نہیں، لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔

(۶)...... کچھ لوگ جمعۃُ الوداع کو عیدُ الفطر کی طرح سمجھتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔

(۷)...... بہت سی عورتیں اور بعض مرد رمضان شریف کے چودھویں روزہ یا جمعہ کے دن کے روزہ کو دوسرے روزوں پر زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور اس دن کی افطاری میں زیادہ اہتمام کرتے ہیں اور چودہویں تاریخ کے روزہ کو منزلہ روزہ یا اسی طرح کا دوسرا نام دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چودھویں روزہ کو نچلے آسمان پر اتر آتے ہیں۔

حالانکہ خاص چودھویں اور جمعہ کے روزہ کی یہ اہمیت اور تخصیص شریعت سے ثابت نہیں، بلکہ پورے مہینہ کے روزوں کے رکھنے کا حکم ہے اور جس کام کو شریعت نے ثواب نہ کہا ہو یا اس کی خاص اہمیت نہ بتلائی ہو اس کو ثواب سمجھنا یا خاص کرنا گناہ ہے۔ ل

ل وَيَنْهَى النَّاسَ عَنْ كَتْبِهِمُ الْحَفَائِظَ فِي آخِرِ جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي حَالِ الْخُطْبَةِ وَذٰلِكَ يُمْنَعُ لِوُجُوهٍ :أَحَدُهَا :لِمَا احْتَوَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّفْظِ الْأَعْجَمِيِّ .وَقَدْ قَالَ مَالِكٌ - رَحِمَهُ اللّٰهُ -لَمَّا أَنْ سُئِلَ عَنْهُ وَمَا يَدْرِيك لَعَلَّهُ كُفْرٌ .الثَّانِي :أَنَّ فِيهِ اللَّغْوَ فِي حَالِ الْخُطْبَةِ.الثَّالِثُ :أَنَّهُ يَشْتَغِلُ بِالْكُتُبِ عَنْ سَمَاعِ الْخُطْبَةِ.الرَّابِعُ :أَنَّهُ يَشْتَغِلُ ببِدْعَةٍ وَيَتْرُكُ مَا اخْتَلَفَ فِيهِ النَّاسُ مِنَ الْإِصْغَاءِ فِي حَالِ الْخُطْبَةِ هَلْ هُوَ فَرْضٌ أَوْ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ .الْخَامِسُ: مَا أَحْدَثُوهُ عَنْ بَيْعِهَا وَشِرَائِهَا فِي الْمَسْجِدِ فَيَنْهَى عَنْ ذٰلِكَ وَيَزْجُرُ فَاعِلَهُ .وَبَعْضُ النَّاسِ يَكْتُبُهَا بَعْدَ صَلَاةِ عَصْرِ الْجُمُعَةِ وَذٰلِكَ بِدْعَةٌ أَيْضًا لٰكِنَّهَا أَخَفُّ مِنَ الْبِدْعَةِ الْمُتَقَدِّمِ ذِكْرُهَا إِذْ إِنَّهُ لَيْسَ ثَمَّ خُطْبَةٌ يَشْتَغِلُ عَنْهَا وَلَوْ كَتَبَهَا وَأَسْقَطَ مِنْهَا اللَّفْظَ الْأَعْجَمِيَّ وَلَمْ يَتَّخِذْ لِكِتَابَتِهَا وَقْتًا مَعْلُومًا لَكَانَ ذٰلِكَ جَائِزًا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ(المدخل لابن الحاج، ج ۲ ص ۲۳۳، ۲۳۴، فَصْلٌ رَفْعَ الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ)

ومن الامور المحدثة تسميتهم الجمعة الآخرة من جمعات رمضان بجمعة الوداع، وهذه التسمية وان لم يرد بها كتاب ولاسنة، لكن لاباس بذلک اخذا من تسمية آخر حجات النبی صلی الله عليه وسلم فی السنة العاشره من الهجرة بحجة الوداع، وليس فی امثال هذه التسمية ابتداء غير مشروع واختراع امر ممنوع.

ومن الامور المحدثة ماشاع فی اکثر بلاد الهند والدکن وغيرهما من قراء ة الخطباء فی خطبة آخر جمعات رمضان اشعارا فارسية وهندية مشتملة علی مضامين التحسر بذهاب رمضان، وهذا امر يجب علی العلماء الزجر عنه، فان خلط الخطبة بغير العربية ، وکذا قراءة کلها بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من عصر حضرة الرسالة والصحابة ومن بعدهم من ارباب الجلالة ، وقد حققت هذ المسئلة مع مالها وما عليها فی رسالتی ”آکام النفائس فی اداء الاذکار بلسان الفارس“ فلتطالع.

ومن الامور المحدثة ماذاع فی اکثر بلاد الهند والدکن وغيرهما من تسمية خطبة الجمعة الاخيرة بـ”خطبة الوداع“ وتضمينها جملا دالة علی التحسر بذهاب ذلک الشهر ، فيدرجون فيها جملا دالة علی فضائل ذلک الشهر ، ويقولون بعد جملة او جملتين :الوداع والوداع ، اوالفراق والفراق لشهر رمضان، او الوداع والوداع يا شهر رمضان، ونحو ذلک من الالفاظ الدالة علی ذلک .ومنهم من يقرأ خطبة الوداع يوم عيد الفطر، وهذا المحدث لا يدری من ای زمان حدث (”ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان“ مشموله مجموعة رسائل اللکهنوی، المجلدالثانی، صفحه ۲۴؛ مؤلفة: مولانا عبدالحیئ لکهنوی رحمه الله. الناشر: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، کراچی .باکستان)

حضرت سلمان فارسی کی طویل حدیث کی سند پر تحقیق

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک لمبی حدیث مروی ہے، جس میں رمضان میں نفل عبادت کی فضیلت فرض کے برابر اور فرض عبادت کی فضیلت ستر فرضوں کے برابر اور رمضان کے ابتدائی حصے کے رحمت، درمیانی حصے کے مغفرت اور آخری حصے کے جہنم سے آزاد ہونے کا ذکر ہے، اور بھی کئی باتیں ایسی مذکور ہیں جو دیگر صحیح احادیث میں مذکور نہیں ہیں، کئی اہلِ علم حضرات نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے، اور عوام الناس میں اس حدیث میں مذکور فضیلتوں اور باتوں کا بہت چرچا ہے، بلکہ بہت سے عوام کا ان چیزوں کے ثبوت پر پختہ یقین قائم ہے، اور ہم نے بھی پہلے اپنی بعض تحریرات میں اس حدیث کو اعتماد کی بنیاد پر نقل کیا تھا، اور اس کی سند پر زیادہ تحقیق کا موقع نہیں مل سکا تھا۔

اب اس حدیث کی سند کی تحقیق کی گئی، تو اس حدیث کی سند قابلِ اطمینان معلوم نہیں ہوئی۔

اس حدیث کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''شعب الایمان'' ''الدعوات الکبیر'' اور ''فضائل الاوقات'' میں ذکر کیا ہے۔ [1]

---

[1] أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّرِيرُ بِالرِّيِّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ الْأَزْرَقُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ، حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ عَبْدِ الْغَفَّارِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ .

ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرِ بْنُ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو إِسْمَاعِيلُ بْنُ نُجَيْدٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَوَّارٍ، أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ .

ح وحدثنا أَبُو سَعْدٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ الزَّاهِدُ، أخبرنا أَبُو عَمْرٍو مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مَطَرٍ، أخبرنا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ نَصْرٍ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ .

ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ الْمُزَكِّي، حَدَّثَنَا وَالِدِي، قَالَ :قَرَءَ عَلَى مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُجْرٍ السَّعْدِيَّ حَدَّثَهُمْ، حدثنا يُوسُفُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ، قَالَ :خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ " :يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، جَعَلَ اللهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً، وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا، مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگراس حدیث کی سند میں ایک راوی تو علی بن زید بن جدعان ہیں، جن کو اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ، وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ، وَشَهْرٌ يُزَادُ فِي رِزْقِ الْمُؤْمِنِ، مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ، وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ، وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ "قُلْنَا :يَا رَسُولَ اللهِ، لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفْطِرُ الصَّائِمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ": يُعْطِي اللهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ، وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ، وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ "زَادَ هَمَّامٌ فِي رِوَايَتِهِ " :فَاسْتَكْثِرُوا فِيهِ مِنْ أَرْبَعِ خِصَالٍ، خَصْلَتَانِ تُرْضُونَ بِهَا رَبَّكُمْ، وَخَصْلَتَانِ لَا غِنَى لَكُمْ عَنْهُمَا، فَأَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُونَ بِهَا رَبَّكُمْ :فَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَتَسْتَغْفِرُونَهُ، وَأَمَّا اللَّتَانِ لَا غِنَى لَكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْأَلُونَ اللهَ الْجَنَّةَ، وَتَعُوذُونَ بِهِ مِنَ النَّارِ "لَفْظُ حَدِيثِ هَمَّامٍ وَهُوَ أَتَمُّ(شعب الايمان،رقم الحديث ۳۳۳٦، كتاب الصيام، باب فضائل شهر رمضان ،واللفظ له،الدعوات الكبير، رقم الحديث ۵۳۲ ،فضائل الاوقات، رقم الحديث ۴۰)

[۱] قَال صَالِح بْن أَحْمَد بْن حنبل عَن أبيه :ليس بالقوى، وقد روى الناس عنه .وَقَال عَبد اللَّهِ بْن أَحْمَد بْن حنبل :سئل أبى :سمع الحسن من سراقة؟ قال :لا، هذا على بن زيد، يعنى :يرويه كأنه لم يقنع به .وَقَال أيوب بن إسحاق بْن سافرى:سألت أحمد بْن على بْن زيد، فقال :ليس بشىء .وَقَال حنبل بن إسحاق بن حنبل :سمعت أَبَا عَبد اللَّهِ يَقُول :على بن زيد ضعيف الحديث وَقَال عثمان بْن سَعِيد الدارمى ، عَنْ يحيى بْن مَعِين :ليس بذاك القوى.وَقَال معاوية بن صَالِح ، عَنْ يحيى بْن مَعِين: ضعيف.وَقَال أبو بكر بْن أَبي خيثمة، عَن يحيى بْن مَعِين :ليس بذاك.وَقَال مرة أخرى :ضعيف فى كل شيئ .وَقَال عَباس الدُّورِيُّ ، عَن يحيى بْن مَعِين :ليس بشىء .وَقَال فى موضع آخر :ليس بحجة.وَقَال فى موضع آخر:على بن زيد أحب إلى من ابن عقيل، ومن عاصم بن عُبَيد الله .وَقَال أحمد بن عَبْد اللَّهِ العجلى :يكتب حديثه، وليس بالقوى .وَقَال فى موضع آخر:كان يتشيع، لا بأس به.وَقَال يعقوب بْن شَيْبَة :ثقة، صالح الحديث، وإلى اللين ما هو .وَقَال إبراهيم بن يعقوب الجوزجانى :واهى الحديث ،ضعيف، فيه ميل عن القصد، لا يحتج بحديثه . وَقَال أَبُو زُرْعَة :ليس بقوى.وَقَال أَبُو حاتم :ليس بقوى، يكتب حديثه، ولا يحتج بِهِ، وهو أحب إلى من يزيد بن أَبى زياد، وكان ضريرا، وكان يتشيع .وَقَال التِّرْمِذِيّ:صدوق إلا أنه ربما رفع الشئ الذى لايرفعه غيره.وَقَال النَّسَائى :ضعيف.وَقَال أبو بكر بْن خزيمة :لا احتج به لسوء حفظه .وَقَال أبو أحمد بْن عدى :لم أر أحدا من البَصْرِيِّين، وغيرهم امتنعوا من الرواية عنه، وكان يغلى فى التشيع فى جملة أهل البصرة، ومع ضعفه يكتب حديثه.وَقَال الحاكم أبو أحمد :ليس بالمتين عندهم.وَقَال الدَّارَقُطْنِيّ:أنا أقف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض حضرات نے ان کی حدیث کو دوسرے شواہد وتائیدات کی صورت میں قبول کیا ہے۔ ۱؎

دوسرے اس حدیث کی سند میں بعض دیگر راوی بھی ایسے ہیں، جو ضعیف یا شدید ضعیف ہیں۔

چنانچہ بیہقی کی بعض سندوں میں اور صحیح ابنِ خزیمہ کی سند میں ایک راوی یوسف بن زیاد ہیں، جو محدثین کے نزدیک شدید ضعیف ہیں۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فيه، لا يزال عندى فيه لين.وَقَال معاذ بن معاذ عن شعبة :حَدَّثَنَا على بن زيد قبل أن يختلط .وَقَال أبو الوليد ، وغير واحد عن شعبة :حَدَّثَنَا على بن زيد، وكان رفاعا .وَقَال إبراهيم بن عبد الله بن الجنيد: قال رجل ليحيى بن مَعِين :وأنا أسمع على بن زيد اختلط؟ قال :ما اختلط على بن زيد قط، ثم قال يحيى :حماد بن سلمة أروى عن على بن زيد.وَقَال سُلَيْمان بْن حرب ، عَنْ حماد بن زيد : حَدَّثَنَا على بن زيد، وكان يقلب الأحاديث .وفى رواية:كان على بن زيد يحَدَّثَنَا اليوم بالحديث ثم يحَدَّثَنَا غدا، فكأنه ليس ذاك .وَقَال عَمْرو بْن على :كان يَحْيَى بن سَعِيد يتقى الحديث عن على بن زيد، فسألته مرة عن حديث حماد بن سلمة عَنْ على بْن زيد عَنْ عقبة بن صهبان عَن أبى بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم فى قوله عزوجل :(ثلة من الأولين)فقال :حَدَّثَنَا حماد بْن سلمة عن عَلِيّ بن زيد بن عقبة بن صهبان عَن أبى بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم، ثم تركه، وَقَال :دعه .وكان عبد الرحمن يحدث عن الثورى، وابن عُيَيْنَة، وحماد بن سلمة، وحماد بن زيد، عنه .وَقَال أبو معمر القَطِيعِيّ :كان ابن عُيَيْنَة يضعف ابن عقيل، وعاصم بن عُبَيد الله، وعلى بن زيد.وَقَال أيضا:قال ابن عُيَيْنَة :كتبت عن على بن زيد كتابا كبيرا، فتركته زهدا فيه .وَقَال على بْن المديني:عَن سفيان بْن عُيَيْنَة :وهبت كتاب ابن جدعان، فقيل لسفيان :لم وهبته؟ قال :قد كنت حفظته، ولم أرانى أنساه، وكنت أريد أتثبت منه.وَقَال محمد بن المنهال:سمعت يزيد بن زريع يقول :لقد رأيت على بن زيد، ولم أحمل عنه، فإنه كان رافضيا(تهذيب الكمال ج ۲۰ ص۴۳۷ تاص ۴۴۰)

۱؎ وقال ابن حجر:على بن زيد بن جدعان وفيه ضعف ولم يقل أحد إنه كان يتعمد الكذب حتى يحكم على حديثه بالوضع إذا انفرد وكيف وقد توبع من طريق آخر رجاله غير رجال الأول(القول المسدد فى مسند احمد، ج ۱ ص ۴۲)

۲؎ اوراسی وجہ سے ابنِ خزیمہ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ:

بَابُ فَضَائِلِ شَهْرِ رَمَضَانَ إِن صَحَّ الْخَبَرُ(ملاحظه هو:صحيح ابنِ خزيمة،رقم الحديث ۱۸۸۷، كتاب الصيام، جماع أبواب فضائل شهر رمضان وصيامه)

يوسف بن زياد البصرى أبو عبد الله :عن ابن أنعم الإفريقى وابن أبى خالد قال البخارى :منكر الحديث وقال الدار قطنى :هو مشهور بالأباطيل وكان ببغداد قاله البخارى وقال أبو حاتم :أيضاً منكر الحديث وبعض الناس فرق بين الراوى عن ابن أبى خالد وبين الراوى عن الإفريقى انتهى .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض راوی مجہول ہیں۔ ؎۱

اور امالی المحاملی میں علی بن زید کے ساتھ ایک اور راوی عبدالعزیز بن عبداللہ جدعانی ہیں، یہ راوی بھی ضعیف ہیں۔ ؎۲

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں رمضان کے مہینے کے پہلے حصے کو رحمت، اور درمیانے حصے کو مغفرت اور آخری حصے کو جہنم سے آزادی قرار دیا گیا ہے۔ ؎۳

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال النسائی فی الکنی لیس بثقة وضعفه الساجی وذکره العقیلی فی الضعفاء وقال لا یتابع علی حدیثه(لسان المیزان، ج۳ص۱۳۷)

یوسف بن زیاد:من أهل البصرة، کنیته أبو عبد الله، سکن بغداد، یروی عن إسماعیل بن أبی خالد روی عنه العراقیون، یتفرد عن إسماعیل بالاشیاء المقلوبة کأنه إسماعیل آخر، ومن غلب علی حدیثه قلة متابعة الثقات، والانفراد عن الاثبات بما لا یشبه حدیث الثقات صار ساقط الاحتجاج به(کتاب المجروحین لابن حبان، ج۳ص۱۳۳)

؎۱ مثلاً بیہقی کی ایک سند میں ابوبکر اسماعیل بن محمد ضریر اور ایاس بن عبدالغفار مجہول ہیں، اور ان کی حدیث کو بعض محدثین نے غیر محفوظ قرار دیا ہے۔

؎۲ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ ثنا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَوَابٍ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْجُدْعَانِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ :خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ يَوْمٍ فِي شَعْبَانَ أَوْ أَوَّلَ يَوْمٍ فِي رَمَضَانَ ,فَقَالَ :يَا أَيُّهَا النَّاسُ ,قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ الخ (امالی المحاملی روایة ابن یحییٰ البیع،رقم الحدیث ۲۹۳)

قَالَ الشیخ :وَعَبد العزیز بن عَبد اللَّهِ هَذَا عامة ما یرویه لا یتابعه علیه الثقات(الکامل لابن عدی، ج۵ص۲۹۳)

حدیث :خطبنا رسول الله (آخر یوم من شعبان ، وأول یوم من رمضان ، فقال :إنه قد أظلکم شهر عظیم ، شهر مبارک ، فیه لیلة خیر من ألف شهر ، افترض الله (، وجعل قیامه تطوعاً .رواه عبدالعزیز بن عبدالله القرشی :عن سعید بن أبی عروبة ، عن علی بن زید ، عن سعید بن المسیب ، عن سلمان الفارسی قال.وعبدالعزیز هذا ، لم یذکره المتقدمون بضعف ، ولم یتابعه أحد علی روایته له عن سعید .والله أعلم(ذخیرة الحفاظ،لمحمد بن طاهر المقدسی،ج۳،ص۱۲۸۹، تحت رقم الحدیث ۲۷۷۴)

؎۳ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، قثنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ,قَالَ :ثنا سَلَامُ بْنُ سَوَّارٍ، قثنا مَسْلَمَةُ بْنُ الصَّلْتِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَوَّلُ شَهْرِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر تحقیق کرنے سے اس حدیث کی سند بھی ضعیف معلوم ہوئی، جبکہ بعض نے اس حدیث کو غیر محفوظ قرار دیا ہے۔ [1]

لہٰذا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اس حدیث کو جس انداز میں ذکر کیا جاتا ہے، اور اس حدیث میں مذکور مضامین پر جس پختگی کے ساتھ عقیدہ ویقین رکھا جاتا ہے، اور جس پختگی اور وثوق کے ساتھ اس کو اور اس سے مستنبط مضامین ومسائل کو بیان کیا جاتا ہے، یہ طرزِ عمل درست معلوم نہیں ہوتا۔

صحیح احادیث سے جو بات معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ رمضان کا پورا مہینہ رحمت ہے، اور اس مہینے کے ہر روز بے شمار لوگوں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے، اور ہر روز بے شمار لوگوں کی مغفرت کی جاتی ہے، اور ان چیزوں میں رمضان کے ابتدائی، درمیانی اور آخری حصے کی کوئی تخصیص

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رَمَضَانَ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ (فضائل رمضان لأبن أبی الدنیا، رقم الحدیث ۳۷، الناشر: دار السلف، الریاض -السعودیة، واللفظ لهٗ؛ الفردوس بمأثور الخطاب، رقم الحدیث ۷۹؛ الضعفاء الکبیر للعقیلی، رقم الحدیث ۷۵۰؛ تاریخ دمشق لابن عساکر، تحت المادة رقم ۳۱۴۶)

[1] قَالَ ابنُ عَدِی وَهَذَا أَيضًا يَرْوِيهِ سَلامٌ عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ الصَّلْتِ ومسلمة لیس بالمعروف (الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۴، ص۳۲۵)

سلام بن سوار عن مسلمة بن الصلت ، عن الزهری ، شامی ، حدیثه غیر محفوظ ، ولا أصل له من حدیث الزهری ولا غیره. حدثناه أحمد بن داود قال :حدثنا هشام بن عمار قال :حدثنا سلام بن سوار قال :حدثنا مسلمة بن الصلت ، عن الزهری ، عن أبی سلمة ، عن أبی هریرة قال :قال رسول الله صلى الله علیه وسلم : أول شهر رمضان رحمة ، وأوسطه مغفرة ، وآخره عتق من النار وفی فضل شهر رمضان أسانید من غیر هذا الوجه أصلح من هذا الإسناد(الضعفاء الکبیر للعقیلی ،تحت ترجمة سلام بن سوار)

قال مُحَمَّد بْن عَمْرو العقیلی :لا یتابع عَلَی حدیثه.وَقَال أَبُو أحمد بْن عدی .هو عندی منکر الحدیث، وعامة ما یرویه حسان إلا أنه لا یتابع علیه .وَقَال عَبْد الرحمن بْن أَبِی حاتم .سمع منه أبی بدمشق فِی الرحلة الأولى وسئل عنه، فقال :لیس بالقوی .وَقَال النَّسَائی فِی "الکنى :"أخبرنا العباس بْن الْوَلِید، قال :حَدَّثَنَا سلام بْن سُلَیْمان، ثقة، مدائنی مات بدمشق، أَبُو العباس.مات بعد سنة عشر ومئتین(تهذیب الکمال ج۱۲ ص۲۸۷ ،تحت ترجمة "سلام بن سُلَیْمان بن سوار الثقفی، مولاهم، أَبُو العباس المدائنی الضریر ابن أخی شبابة بْن سوار")

وتقسیم نہیں ہے۔ ؎

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

جمعہ یا رمضان میں فوت ہونے پر عذابِ قبر کی تحقیق

عوام الناس میں کثرت سے اور بہت سے اہلِ علم حضرات میں یہ بات مشہور ہے کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا رمضان کے مہینے میں فوت ہو جائے، تو وہ تا قیامت عذابِ قبر وبرزخ سے مامون ومحفوظ ہو جاتا ہے، خواہ وہ متقی وپرہیز گار ہو یا فاسق وفاجر، اور جمعہ کے دن اور رمضان کے مہینے میں کسی کافر ومشرک کو بھی عذاب نہیں دیا جاتا، بلکہ بعض اہلِ علم حضرات کا خیال تو یہ ہے کہ جب بھی کسی عام دن میں کوئی فوت ہوتا ہے تو اگر مؤمن ہو تو جمعہ کا دن یا رمضان آنے پر اس سے تا قیامت ہمیشہ کے لئے اور کافر سے صرف جمعہ کے دن اور رمضان کے مہینہ میں عذاب اُٹھا لیا جاتا ہے، خواہ وہ شخص زندگی میں ان اعمال میں کیوں نہ مبتلا رہا ہو، جن پر آخرت اور برزخ کے ہولناک عذاب کا قرآن اور صحیح احادیث میں ذکر پایا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں احادیث وروایات اور محدثین کے اقوال وتشریحات کی روشنی میں جو تحقیق کی

؎ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَةٍ (ترمذی، رقم الحدیث ۶۸۲، بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ، عن ابی هريرة)

عَنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ (مسلم، رقم الحديث ۱۰۷۹ "۲")

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجِنَانِ كُلُّهَا فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ إِلٰى آخِرِ الشَّهْرِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ إِلٰى آخِرِ الشَّهْرِ وَسُلْسِلَتْ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ عِنْدَ وَقْتِ كُلِّ فِطْرٍ يَعْتِقُهُمْ مِنَ النَّارِ (المعجم الأوسط، رقم الحديث ۸۱۳۹، عن عائشة)

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجِنَانِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ الشَّهْرَ كُلَّهُ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ الشَّهْرَ كُلَّهُ، وَغُلَّتْ مَرَدَةُ الْجِنِّ، ثُمَّ يَكُونُ لِلّٰهِ عُتَقَاءُ يُعْتِقُهُمْ مِنَ النَّارِ عِنْدَ وَقْتِ كُلِّ فِطْرٍ عَبِيدٌ، وَإِمَاءٌ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۷۳۸۵، عن عبدالله بن عمر)

گئی، وہ ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

کئی روایات میں جمعہ کے دن فوت ہونے پر عذابِ قبر سے حفاظت کا ذکر ہے، لیکن بعض اہلِ علم حضرات نے ان احادیث کو سند کے اعتبار سے ضعیف اور غیر معتبر قرار دیا ہے، جبکہ بعض حضرات نے مجموعی طور پر ان روایات کو حسن اور قابلِ اعتبار قرار دیا ہے۔

مگر احادیث وروایات میں یہ ذکر نہیں پایا جاتا کہ جمعہ کے دن فوت ہونے والا صرف جمعہ کے دن تک عذاب سے محفوظ رہتا ہے، یا پھر تا قیامت محفوظ ہو جاتا ہے، اور محفوظ ہر طرح کے عذاب سے ہوتا ہے، یا مخصوص وشدید عذاب سے؟ اس لئے محدثین واہلِ علم حضرات کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

جہاں تک رمضان کے مہینے میں فوت ہونے والے کے عذابِ قبر سے محفوظ ہونے کا تعلق ہے، تو اس کا احادیث میں صراحتاً ذکر نہیں پایا جاتا، البتہ اہلِ علم حضرات سے اس سلسلہ میں مختلف اقوال مروی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ (ترمذی) [1]

ترجمہ: جو مسلمان بھی جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مر جاتا ہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ قبر کے فتنہ سے بچا لیتے ہیں (ترمذی)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے غریب قرار دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ اس کی سند متصل نہیں ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۰۷۴، ابو اب الجنائز، باب ما جاء فيمن مات يوم الجمعة، واللفظ لهٔ، مسند احمد، رقم الحديث ۶۵۸۲.

[2] هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ " .وَهَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ رَبِيعَةُ بْنُ سَيْفٍ، إِنَّمَا يَرْوِي عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَلَا نَعْرِفُ لِرَبِيعَةَ بْنِ سَيْفٍ سَمَاعًا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو (حواله بالا)

اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو منقطع قرار دیا ہے۔ [1]

اور بعض محدثین نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے۔ [2]

جس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی سند میں فی نفسہٖ ضعف پایا جاتا ہے۔ [3]

---

[1] هـذا حديث منقطع ,فإن ربيعة بـن سيف لم يلق عبد الله بن عمرو وإنما كان يحدث عن أبى عبـد الـرحمن الحبلى عنه (شرح مشكل الآثار، تحت رقم الحديث ٢٧٧ ،باب بيان مشكل ما روى عـن رسـول الله عليه السلام من قوله " :إن لـلـقبـر لـضـغطة لو نجا منها أحد نجا منها سعد بن معاذ رضى الله عنه)

[2] هشام بن سعد (عو، م) أبـو عباد المدنى، مولى بن مخزوم، يقال له يتيم زيد بن أسلم صحبه وأكثـر عـنـه، وروى عـن عـمرو بن شعيب، والمقبرى،ونافع.وعـنـه ابـن وهب، والقعنبى، وجماعة كثيرة.قال أحمد :لـم يكن بالحافظ.وكـان يحيى القطان لا يحدث عنه .وقال أحمد أيضا :لم يكن محكم الحديث.وقال ابن معين :ليس بذاك القوى، وليس بمتروك.وقال النسائى :ضعيف.وقال -مرة :ليس بالقوى.وقال ابن عدى :مع ضعفه يكتب حديثه.وأما أبو داود فقال :هو أثبت الناس فى زيد بن أسلم .وقال الحاكم :أخـرج له مسلم فى الشواهد.وقال أبو حاتم :هو وابن إسحاق عندى واحد.تـوفى فى حدود الستين ومائة.ومـن مـناكيره ما ساق الترمذى له عن سعيد بن أبى هلال، عن ربيعة بن سيف، عن عبدالله بن عمرو رفعه :من مات يوم الجمعة أو ليلتها غفر له أو كما قال(ميزان الاعتدال، تحت رقم الترجمة ٩٢٢٤)

[3] إسـنـاده ضـعيف، ربيـعة بـن سيف لـم يسـمـع مـن عبـد الـله بن عمرو، وهو وهشام بن سعد ضعيفان، وباقى رجاله ثقات رجال الشيخين، أبوعامر :هو العقدى عبد الملك بن عمرو.
ومن طريق أحمد أخرجه المزى فى "تهذيب الكمال "فى ترجمة ربيعة بن سيف ٩/١١٦ .
وأخـرجه الترمذى ١٠٧٤ ، والطحاوى فى "شرح مشكل الآثار٢٧٧ "من طريق أبى عامر العقدى، بهذا الإسناد.وأخـرجه الترمذى(١٠٧٤)أيضاً من طريق عبد الرحمن بن مهدى، عن هشام بن سعد، به .قال الترمذى :وهذا حديث غريب، ليس إسناده بمتصل، ربيعةُ بنُ سيف إنما يروى عن أبى عبد الـرحـمـن الـحُبـلـى، عـن عبـد الـلـه بـن عـمـرو، ولا نعرف لربيعة بن سيف سماعاً من عبد الله بن عمرو .وقـد ضعفه المنذرى فى "الترغيب والترهيب٤/٣٧٣ "ونـقل قول الترمذى هذا المزى فى "تـحفة الأشراف٢/٢٨٩ "وفى "تهـذيـب الكمال٩/١١٦ " وقال :رواه بشـر بـن عـمر الزهرانى وخالد بن نزار الأيلى، عن هشام بن سعد، عن سعيد بن أبى هلال، عن ربيعة بن سيف، عن عياض بن عقبة الفهرى، عن عبد الله بن عمرو .وعياض بن عقبة هذا لم نقع له على ترجمة فيما بين أيدينا من المصادر.قلنا :وذكر المناوى فى "فيض القدير٥/٤٩٩ "أن الطبرانى وصله أيضاً فرواه من حديث ربيـعة بـن سيف، عن عياض بن عقبة، عن ابن عمرو.ثـم قال المزى فى "التحفة :"ورواه الليث بن سـعـد، عـن سعيد بن أبى هلال، عن ربيعة بن سيف، أن ابناً لعياض بن عقبة تُوفى يوم الجمعة، فاشتد وجده عليه، فقال له رجل من صدف (قبيلة من حمُير نزلت مصر) : يا أبا يحيى، ألا أبشرك بشىء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ابویعلیٰ موصلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ:

مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وُقِيَ عَذَابَ الْقَبْرِ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی) [1]

ترجمہ: جو جمعہ کے دن فوت ہوجائے، وہ عذابِ قبر سے بچالیا جاتا ہے (ابویعلیٰ)

اس حدیث کی سند بھی فی نفسہٖ ضعیف اور بعض حضرات کے نزدیک شدید ضعیف ہے۔ [2]

اس حدیث کی سند میں واقد بن سلامہ اور یزید بن ابان رقاشی کو محدثین نے ضعیف اور واقد بن سلامہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ حدیث کو منقطع قرار دیا ہے، اور امام بخاری

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

سمعته من عبد الله بن عمرو بن العاص؟ ...فذكره.قلنا :وأخرجه الطحاوى فى "شرح مشكل الآثار ٢٧٩ "من طريق عبد الله بن وهب، عن الليث بن سعد، عن ربيعة بن سيف، أن عبد الرحمن بن قحُزم أخبره أن ابناً لعياض بن عقبة مات يوم جمعة، فاشتد وجدُه عليه، فقال له رجل من الصدف :يا أبا يحيى، ألا أبشرك بشىء سمعتُه من عبد الله بن عمرو؟ ...فذكره، فزاد فى إسناده عبد الرحمن بن قحزم، والرجل من الصدف (تحرف فيه إلى:الصدق) . وابن قحُزم مجهول الحال، ذكره الأمير فى "الإكمال٧/ ١٠١، ١٠٢ "والرجل الصدفى مبهم.ثم أخرجه الطحاوى ٢٨٠، والبيهقى فى "إثبات عذاب القبر ١٥٥ "من طرق عن الليث، عن خالد بن يزيد، عن سعيد بن أبى هلال، عن ربيعة بن سيف، أن عبد الرحمن بن قحُزم أخبره أن ابناً لعياض بن عقبة، ثم ذكر مثل سابقه .فزاد فى إسناده أيضاً خالد بن يزيد وسعيد بن أبى هلال بين الليث وبين ربيعة بن سيف، قال الطحاوى :وهو أشبه عندنا بالصواب.

وأخرجه البيهقى فى "إثبات عذاب القبر ١٥٦ "من طريق محمد بن إسحاق، حدثه سليمان بن آدم، عن بقية، حدثه معاوية بن سعيد التجيبى، عن أبى قبيل المصرى، عن عبد الله بن عمرو، به . وسليمان بن آدم لم نعرفه، لكن تابعه سريج بن النعمان فى الرواية الآتية برقم ٦٦٤٦، وإبراهيمُ بنُ أبى العباس برقم ٧٠٥٠، ويزيد بن هاورن فيما ذكره ابنُ حجر فى "النكت الظراف٦/ ٢٨٩ "وأبو قبيل -واسمه حيى بن هانىء -ضعفه الحافظ فى "تعجيل المنفعة "لأنه كان يكثر النقل عن الكتب القديمة .وأخرجه البيهقى أيضاً١٥٧ من طريق ابن وهب، عن ابن لهيعة، عن سنان بن عبد الرحمن الصدفى، عن ابن عمرو، موقوفاً(حاشية مسند احمد،تحت رقم الحديث ٦٥٨٢)

[1] رقم الحديث ٤١١٣، ج٧ص ١٤٦، مسند انس بن مالك .

[2] چنانچہ اس حدیث کی سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ سَلَامَةَ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسٍ،قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

رحمہ اللہ نے واقد بن سلامہ کی حدیث کو غیر صحیح فرمایا ہے۔ [1]

حسین بن علوان کی سند سے بھی یہ روایت مروی ہے، مگر وہ بھی شدید ضعیف ہے، حسین بن علوان کو بعض نے کذاب، بعض نے ضعیف جداً، اور بعض نے متروک قرار دیا ہے۔ [2]

ابونعیم اصبہانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ:

مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أُجِيرَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَجَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ طَابَعُ الشُّهَدَآءِ (حلية الاولياء، ج۳ص ۱۵۵)

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں فوت ہوگیا، تو وہ قبر کے عذاب سے بچالیا جائے گا، اور قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مہر ہوگی (حلیۃ الاولیاء)

ابونعیم اصبہانی نے اس حدیث کی سند کو غریب قرار دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ اس کی سند میں عمرو بن موسیٰ مدنی نے تفرد اختیار کیا ہے، جو کہ ضعیف ہیں۔ [3]

---

[1] من اسمه وافد وواقد ووالبة وافد بالفاء أو بقاف هو بن سلامة :عن يزيد الرقاشي ضعفوه قال البخارى :روى الليث عن ابن عجلان عن واقد بن سلامة لم يصح حديثه. قلت :سمع منه أيضاً بن وهب وتأخر وروايته عن أنس منقطعة(لسان الميزان، ج۳ص ۹۴)

يزيد بن أبان الرقاشي بتخفيف القاف ثم معجمة أبو عمرو البصرى القاص بتشديد المهملة زاهد ضعيف من الخامسة مات قبل العشرين(تقريب التهذيب، ج ا ص ۵۹۹)

[2] أنبأنا أبو محمد إسماعيل بن أبى القاسم وحدثنا أبى عنه أنبا عمر بن أحمد بن عمر نا محمد بن أحمد بن على انا الحسين بن موسى بن محمويه ثنا يوسف ابن محمد نا محمد بن محمد بن نوح نا نصر بن الأصبغ نا الحسين بن علوان عن أبان بن أبى عياش عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينجو من ضغطة القبر إلا شهيد أو مصلوب أو من مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة(تعزية المسلم لابنِ عساكر ص ۷۶)

الحسين بن علوان الكلبى :عن الأعمش وهشام بن عروة قال يحيى :كذاب وقال على :ضعيف جداً وقال أبو حاتم والنسائى والدارقطنى :متروک الحديث وقال ابن حبان :كان يضع الحديث على هشام وغيره وضعاً لا يحل كتب حديثه إلا على سبيل التعجب(لسان الميزان ج ا ص ۳۲۹)

[3] قال ابونعيم: غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ وَمُحَمَّدٍ تَفَرَّدَ بِهِ عُمَرُ بْنُ مُوسَى، وَهُوَ مَدَنِيٌّ فِيهِ لِينٌ(حواله بالا)

عمر بن موسیٰ کو امام بخاری نے منکر الحدیث اور ابنِ عدی اور ابوحاتم نے واضع الحدیث وذاہب الحدیث اور متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ [۱]

جس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث بھی فی نفسہٖ ضعف یا شدید ضعف سے خالی نہیں۔

عبدالرزاق نے ابنِ جریج سے اور انہوں نے ایک مبہم شخص سے، اور انہوں نے ابنِ شہاب زہری سے مرسلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس طرح روایت کیا ہے کہ:

مَنْ مَاتَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، أَوْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، بَرِءَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ أَوْ قَالَ: وُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ، وَكُتِبَ شَهِيدًا (مصنف عبدالرزاق) [۲]

ترجمہ: جو شخص جمعہ کی رات میں یا جمعہ کے دن میں فوت ہوگیا، تو وہ قبر کے فتنہ سے بری ہوگیا، یا یہ فرمایا کہ قبر کے فتنہ سے محفوظ ہوگیا، اور شہید لکھا گیا (عبدالرزاق)

یہ حدیث بھی فی نفسہٖ ضعیف ہے، کیونکہ مرسل ہونے کے علاوہ اس میں ایک راوی ''رجلِ مبہم'' ہیں، جن کا حال معلوم نہیں کہ وہ کون اور کیسے ہیں؟ [۳]

---

[۱] عمر بن موسى بن وجيه الميثمي الوجيهي الحمصي :عن مكحول والقاسم أبي عبد الرحمن وعنه بقية وأبو نعيم وإسماعيل بن عمر والبجلي وآخرون قال البخاري منكر الحديث وقال ابن معين ليس بثقة وقال ابن عدي هو ممن يضع الحديث متناً وإسناداً وهو عمر بن موسى بن وجيه الأنصاري الدمشقي ووهم من عده كوفيا (لسان الميزان، ج۲ ص ۲۴۹)

عمر بن موسى بن وجيه الوجيهي:يروى عن الزهري والقاسم، روى عنه ابن إسحق كان ممن يروى المناكير عن المشاهير، فلما كثر (في) روايته عن الثقات ما لا يشبه حديث الاثبات حتى خرج عن حد العدالة إلى الجرح فاستحق الترك(كتاب المجروحين لابنِ حبان، ج۲ ص ۸۶)

عبد الرحمن قال سألت ابى عن عمر بن موسى الوجيهي فقال متروك الحديث ذاهب الحديث كان يضع الحديث(الجرح والتعديل،لابن أبي حاتم ،ج۶،ص ۱۳۳)

[۲] رقم الحديث ۵۵۹۵،كتاب الجمعة، باب من مات يوم الجمعة.

[۳] وآخر من حديث جابر بن عبد الله عند أبي نعيم في "الحلية۳/ ۱۵۵"وقال :غريب من حديث جابر ومحمد بن المنكدر، تفرد به عمر بن موسى، وهو مدني فيه لين .قلنا :قال أبو حاتم: ذاهبُ الحديث كان يضع الحديث، وقال النسائي والدارقطني :متروك .وقال ابن عدي :هو ممن يضع الحديث متناً وإسناداً.وقد ذكرنا هذين الشاهدين الضعيفين، والثاني منهما ضعيف جداً، لأن المناوي عزا الحديث إليهما في "فيض القدير۵/ ۴۹۹"وقال :فلو عزاه المؤلف (يعني السيوطي)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور امام حصکفی نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سند سے ہیثم بن حبیب صیرفی سے، اور انہوں نے حضرت حسن سے، اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ:

مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وُقِيَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (مسند ابی حنیفة روایة الحصکفی، رقم الحدیث ٦٦، کتاب الصلاۃ)

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن فوت ہوجائے، وہ قبر کے عذاب سے بچالیا جاتا ہے (مسند ابی حنیفہ)

اس روایت کو بھی بعض حضرات نے حضرت حسن اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

بعض متاخرین اہلِ علم حضرات نے حمید بن زنجویہ کی الترغیب والترہیب کے حوالہ سے ایاس بن بکیر اور حضرت عطاء کی روایات ذکر کی ہیں، جن میں جمعہ کے دن فوت ہونے والے کو شہید کا اجر حاصل ہونا ذکر کیا گیا ہے۔

مگر ہمیں باسند طریقہ پر یہ روایات تاحال دستیاب نہیں ہوسکیں۔

اور حمید بن زنجویہ کی ترغیب وترہیب کا مطبوعہ نسخہ بھی دستیاب نہ ہوسکا۔

مذکورہ احادیث وروایات کو مجموعی طور پر بھی بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، اور ان میں ایک دوسرے کے شاہد ومؤید بننے کی صلاحیت کا انکار کیا ہے۔

جبکہ اس کے برعکس بعض حضرات نے ان میں سے بعض کو ایک دوسرے کا شاہد بنا کر حسن قرار

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

لهؤلاء كان أجود (يعني من عزوه إلى حديث ابن عمرو عند أحمد والترمذي) . قلنا :ليس العزو إليهما بأجود لأن إسناديهما كما قد رأيت.وله شاهد ثالث ضعيف أيضاً من حديث الزهري عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عند عبد الرزاق ٥٥٩٥، وهو معضل، وفيه عنعنة ابن جريج عن راو مبهم ورابع من قول عكرمة بن خالد المخزومي عند البيهقي في "إثبات عذاب القبر ١٥٨ "(حاشية مسند احمد،تحت رقم الحديث ٦٥٨٢)

دیا ہے۔ [1]

اب تک تو جمعہ کے دن فوت ہونے کی فضیلت سے متعلق احادیث وروایات ذکر کی گئیں۔

جہاں تک رمضان میں فوت ہونے پر عذابِ قبر سے مامون ومحفوظ ہونے کا تعلق ہے، تو اس سلسلہ میں کوئی صریح حدیث دستیاب نہیں ہوسکی۔

البتہ ابونعیم اصبہانی نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ:

مَنْ وَافَقَ مَوْتُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ رَمَضَانَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ وَافَقَ مَوْتُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ عَرَفَةَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ وَافَقَ مَوْتُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ صَدَقَةٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ (حلية الاولياء، ج۵ص۲۳)

ترجمہ: جس کی موت رمضان مکمل ہونے کے وقت واقع ہوئی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس کی موت وقوفِ عرفہ مکمل ہونے کے وقت واقع ہوئی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس کی موت صدقہ مکمل کرنے کے وقت واقع ہوئی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا (حلیۃ الاولیاء)

مگر اس حدیث کی سند بھی اولاً تو غیر معمولی ضعیف ہے۔ [2]

---

[1] أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَفِي إِسْنَادِهِ ضَعْفٌ وَأَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ نَحْوَهُ وَإِسْنَادُهُ أَضْعَفُ(فتح الباری لابنِ حجر، ج۳ص۲۵۳،قَوْلُهُ بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ)

فهذه الشواهد لا تصلح لتقوية الحديث، وقد أخطأ الألباني فى "الجنائز "ص۳۵، فحسنه أو صححه بها تقليداً للمباركفورى فى "تحفة الأحوذى."(حاشية مسند احمد،تحت رقم الحديث ۶۵۸۲)

[2] اس حدیث کی سند یہ ہے:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا ابْنُ سَعِيدٍ الْوَاسِطِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْوَاسِطِيُّ، ثَنَا نَصْرُ بْنُ حَمَّادٍ، ثنا هَمَّامٌ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، قَالَ :سَمِعْتُ خَيْثَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ابو نعیم اصبہانی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد غریب قرار دیا ہے۔ [1]

اس روایت کے ایک راوی نصر بن حماد پر محدثین نے غیر معمولی جرح فرمائی ہے، جس میں کذاب ہونے کی جرح بھی شامل ہے۔ [2]

اور دوسرے اس حدیث میں رمضان کے مکمل ہونے اور تیسرے جنت میں داخل ہونے کی قید لگی ہوئی ہے، جس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ کوئی شخص رمضان میں کسی بھی وقت فوت ہوجائے، تو اس سے ہمیشہ کے لئے قبر کا عذاب اٹھالیا جاتا ہے، بلکہ اس میں کئی

---

[1] چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

غَرِيبٌ مِنُ حَدِيثِ طَلُحَةَ، لَمُ نَكُتُبُهُ إِلَّا مِنُ حَدِيثِ نَصُرٍ، عَنُ هَمَّامٍ(حلية الاولياء)

[2] نصر بن حماد بن عجلان البجلى......قال عَبد اللَّهِ بُنُ أَحُمَد بُن حنبل :سمعت يحيى بُن مَعِين يَقُول :نصر بن حماد كذاب .وَقَال يعقوب بن شيبة:ليس بشيءٍ .وقَال البُخارِيُّ :يتكلمون فيه .وَقَال مسلم :ذاهب الحديث .وَقَال النَّسَائي :ليس بثقة.وَقَال أَبُو زُرُعَة، وصالح بن مُحَمَّد الحافظ :لا يكتب حديثه.وَقَال أَبُو حاتم، وأَبُو الفتح الأزدى :متروك الحديث .وَقَال ابن حبان: كان يخطء كثيرا، ويهم فِي الإسناد، فلما كثر ذلك منه بطل الاحتجاج بِهِ .وَقَال زكريا بُن يَحُيَى الساجى :يعد من الضعفاء .وَقَال الدَّارَقُطُنِيُّ :ليس بالقوى فِي الحديث.ورَوَى لَهُ أَبُو أَحُمَدَ بُنُ عدى:أحاديث عَنُ شُعُبَةَ، ثم قال :وهذه الأحاديث التى ذكرتها عَنِ نصر، عَنُ شُعُبَةَ، ولَهُ غيرها عَنُ شُعُبَةَ كلها غير محفوظة، ومع ضعفه يكتب حديثه (تهذيب الكمال ج۲۹ ص ۳۴۲تا۳۴۵)

ق -نصر "بن حماد بن عجلان البجلى أبو الحارث الحافظ الوراق البصرى روى عن شعبة ومسعر والمسعودى وهمام وموسى بن كردم وإسرائيل والربيع بن صبيح وأبى بكر الهذلى ومسلم بن خالد الزنجى ومقاتل بن سليمان وغيرهم وعنه أبناه أحمد ومحمد والحسن بن على الحلوانى ومحمد بن رافع النيسابورى وروح بن الفرج البزاز وهارون بن موسى المستملى ويحيى بن جعفر بن الزبرقان ومحمد بن إسحاق الصغانى ومحمد بن سعيد بن غالب وآخرون قال عبد الله بن أحمد عن يحيى بن معين كذاب وقال البخارى يتكلمون فيه وقال مسلم ذاهب الحديث وقال النسائى ليس بثقة وقال يعقوب بن شيبة ليس بشىء وقال أبو زرعة وصالح بن محمد لا يكتب(تهذيب التهذيب،لا بن حجر العسقلانى، ج١٠،ص٤٢٥)

نصر بن حماد البجلى أبو الحارث الوراق :من أهل بغداد، يروى عن شعبة وإسرائيل، روى عنه العراقيون كان من الحفاظ، ولكنه كان يخطء كثيرا ويهم فى الاسانيد حتى يأتى بالاشياء كأنها مقلوبة، فلما كثر ذلك منه بطل الاحتجاج به إذا انفرد(المجروحين لابى حاتم ،ج٣،ص ٥۴)

(حل) وكذا الديلمى (عن ابن مسعود) وفيه نصر بن حماد قال الذهبى :قال النسائى :ليس بثقة ومحمد بن حجاوة قال أعنى الذهبى :قال أبو عوانة الوضاح كان يغلو فى التشيع (فيض القدير ، تحت رقم الحديث ٩٠٧١)

احتمالات ہیں۔

جن احادیث وروایات میں جمعہ کے دن فوت ہونے والے کے لئے عذابِ قبر سے حفاظت کا ذکر ہے، اگران کو مجموعی طور پر حسن اور معتبر مانا جائے، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس سے کس قسم کے عذابِ قبر سے حفاظت مراد ہے؟

تو اس سلسلہ میں حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

(مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ) أَیْ مُؤْمِناً (وُقِیَ) بِصِيْغَةِ الْمَجْهُوْلِ، أَیْ حُفِظَ (عَذَابَ الْقَبْرِ) أَیْ مُطْلَقاً، أَوْ شِدَّتَهٗ، أَوْ بِخُصُوْصِهٖ، أَوْ كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ (شرح مسند ابی حنیفة، ص ۴۲۴)

ترجمہ: جو جمعہ کے دن فوت ہوگیا، یعنی ایمان کی حالت میں، تو اس کو بچالیا جائے گا، مجہول صیغہ کے ساتھ یعنی محفوظ کرلیا جائے گا، قبر کے عذاب سے، یا تو مطلقاً، یا قبر کے عذاب کی شدت سے، یا خاص اس جمعہ کے دن میں (جس دن کہ فوت ہوا) یا ہر جمعہ کے دن (شرح مسند ابی حنیفہ)

اور الکوکبُ الدری میں ہے کہ:

(مَنْ يَّمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ) قَوْلُهٗ (اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ) فَقِيْلَ هٰذَا الْيَوْمَ وَاللَّيْلَةَ فَقَطْ ثُمَّ يُعَذَّبُ لَيْلَةَ السَّبْتِ وَقِيْلَ لَا بَلْ خُلِّصَ فَخُلِّصَ، نَعَمْ يُحَاسَبُ فَيُجَازٰی بَعْدَ الْحَشْرِ (الکوکب الدری، ج۲ص ۲۰۹، ۲۱۰)

ترجمہ: جو جمعہ کے دن فوت ہوجائے، تو اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنہ سے محفوظ فرمالیتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ صرف (خاص جمعہ کے) اس دن اور اس رات میں محفوظ فرمالیتے ہیں (جس میں وہ فوت ہوا) پھر ہفتہ کی رات میں عذاب دیا

جاتا ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ اس کو ہمیشہ کے لئے (عذاب سے) خلاصی دے دی جاتی ہے، البتہ اس کا حساب کیا جائے گا، اور قیامت کے بعد اس کو (اس کے اچھے وبُرے عمل کا) بدلہ دیا جائے گا (الکوکبُ الدری)

اورالعرفُ الشذی میں ہے کہ:

مَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فِيْ فَضْلِ مَوْتِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَلَوْ صَحَّ بِالْفَرْضِ لَكَانَ الْفَضْلُ مِنْ عَدَمِ السُّؤَالِ لِمَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَا مَنْ مَاتَ قَبْلُ وَأُخِّرَ دَفْنُهُ إِلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ (العرف الشذى، ج۲ص ۱۳۵، باب ما جاء فيمن يموت يوم الجمعة)

ترجمہ: جمعہ کے دن فوت ہونے کی فضیلت کے بارے میں حدیث صحیح نہیں ہے، اور اگر بالفرض صحیح ہو، تو (قبر میں) سوال نہ کئے جانے کی فضیلت اس شخص کو حاصل ہوگی، جو جمعہ کے دن فوت ہو، نہ کہ اس شخص کو جو کہ جمعہ کے دن سے پہلے فوت ہو، اور اس کے دفن کو جمعہ کے دن تک مؤخر کیا جائے (العرف الشذی) [1]

معلوم ہوا کہ روایات میں جو جمعہ کے دن فوت ہونے پر قبر کے فتنہ یا عذاب سے بچاؤ و حفاظت کا ذکر آیا ہے، ان میں درجِ ذیل اقوال ہیں:

(۱)...... جمعہ کے دن فوت ہونے پر قبر کے فتنہ یا عذاب سے حفاظت کی روایات ضعیف، اور بعض شدید ضعیف ہیں، جبکہ بعض کے نزدیک مجموعی طور پر حسن ہیں (۲)...... اگر مجموعی طور پر ان احادیث کو حسن ومعتبر مانا جائے تو اس کے کئی معنیٰ ہوسکتے ہیں (۳)...... فتنۂ قبر یا عذابِ قبر سے محفوظ ہونے کے یہ معنیٰ ہوسکتے ہیں کہ ہمیشہ کے لئے قبر کے عذاب سے محفوظ کر دیا جاتا ہے (۴)...... یہ معنیٰ ہوسکتے

[1] مگر اس کے برعکس احسن الفتاویٰ میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا کہ عذابِ قبر دفن کے بعد شروع ہوتا ہے، اس لئے جو شخص جمعہ سے پہلے فوت ہو، مگر جمعہ کے روز دفن ہو، وہ بھی عذابِ قبر سے محفوظ ہوگا (ملاحظہ ہو، احسن الفتاویٰ ج۴ص ۲۰۹)

ہیں کہ قبر کے صرف سخت وشدید عذاب سے محفوظ کر دیا جاتا ہے، نہ کہ ہر طرح کے قبر کے عذاب سے (۵)...... یہ معنیٰ بھی ہو سکتے ہیں کہ جس جمعہ کو فوت ہوتا ہے، صرف اس جمعہ کو قبر کے عذاب سے محفوظ کر دیا جاتا ہے، نہ کہ آئندہ ہمیشہ کے لئے (٦)...... یہ معنیٰ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہر جمعہ کے دن قبر کے عذاب سے محفوظ کر دیا جاتا ہے، یعنی کسی بھی جمعہ کو عذاب نہیں دیا جاتا۔

لہٰذا اتنے سارے احتمالات کے ہوتے ہوئے خاص یہ سمجھنا یا پختہ عقیدہ بنالینا کہ جو متقی یا فاسق وفاجر شخص بھی جمعہ کے دن یا رمضان میں فوت ہو، وہ بہر حال تا قیامت قبر کے عذاب سے محفوظ کر لیا جاتا ہے، خواہ وہ قرآن اور صحیح احادیث سے عذابِ قبر پر مرتب ہونے والی بداعمالیوں کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو، درست نہیں ہے۔

اور حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ عقائد کی کتاب شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ:

وَاَمَّا مَاقَالَهُ الشَّيْخُ اَبُو الْمُعِيْنِ فِيْ اُصُوْلِهٖ عَلٰى مَانَقَلَ عَنْهُ الْقَوْنَوِيُّ مِنْ اَنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ حَقٌّ سَوَاءٌ كَانَ مُؤْمِنًا اَمْ كَافِرًا اَمْ مُطِيْعًا اَمْ فَاسِقًا وَلٰكِنْ اِذَا كَانَ كَافِرًا فَعَذَابُهٗ يَدُوْمُ فِى الْقَبْرِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُرْفَعُ عَنْهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَشَهْرَ رَمَضَانَ بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ مَادَامَ فِى الْاَحْيَاءِ لَا يُعَذِّبُهُمُ اللّٰهُ لِحُرْمَتِهٖ فَكَذٰلِكَ فِى الْقَبْرِ يُرْفَعُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَكُلَّ رَمَضَانَ لِحُرْمَتِهٖ فَفِيْهِ بَحْثٌ لِاَنَّهٗ يَحْتَاجُ اِلٰى نَقْلٍ صَحِيْحٍ اَوْ دَلِيْلٍ صَرِيْحٍ .... وَقَالَ الْقَوْنَوِيُّ وَاِنْ كَانَ عَاصِيًا يَكُوْنُ لَهٗ عَذَابُ الْقَبْرِ وَضَغْطَةُ الْقَبْرِ لٰكِنْ يَنْقَطِعُ عَنْهُ عَذَابُ الْقَبْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَلَا يَعُوْدُ الْعَذَابُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاِنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ يَكُوْنُ لَهُ الْعَذَابُ سَاعَةً وَاحِدَةً وَضَغْطَةَ الْقَبْرِ ثُمَّ يَنْقَطِعُ

عَنْهُ الْعَذَابُ وَلَا يَعُوْدُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِنْتَهٰى. فَلَا يَخْفٰى اَنَّ الْمُعْتَبَرَ فِيْ الْعَقَائِدِ هُوَ الْاَدِلَّةُ الْيَقِيْنِيَّةُ وَاَحَادِيْثُ الْاٰحَادُ لَوْ ثَبَتَتْ اِنَّمَا تَكُوْنُ ظَنِّيَّةً اَللّٰهُمَّ اِلَّا اِذَا تَعَدَّدَ طُرُقُهُ بِحَيْثُ صَارَ مُتَوَاتِرًا مَعْنَوِيًّا فَحِيْنَئِذٍ يَكُوْنُ قَطْعِيًّا.

نَعَمْ ثَبَتَ فِيْ الْجُمْلَةِ اَنَّ مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ يُرْفَعُ الْعَذَابُ عَنْهُ اِلَّا اَنَّهُ لَا يَعُوْدُ اِلَيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا اَعْرِفُ لَهُ اَصْلاً وَكَذَا رَفْعُ الْعَذَابِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَتِهَا مُطْلَقًا عَنْ كُلِّ عَاصٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَاِنَّهُ بَاطِلٌ قَطْعًا (شرح فقہ اکبر لملا علی القاری، صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲، الناشر: قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی)

ترجمہ: اور رہی وہ بات جو شیخ ابو معین نے اپنے اصول میں ذکر فرمائی ہے، جس کو ان سے قونوی نے نقل کیا ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے، چاہے مومن ہو یا کافر ہو، یا مطیع ہو یا فاسق ہو، لیکن اگر کافر ہو تو اس کا عذابِ قبر قیامت تک جاری رہتا ہے، اور اس کا عذاب جمعہ کے دن اور رمضان کے مہینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے روک لیا جاتا ہے، اس لئے کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات رہے، اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعظیم کی وجہ سے ان کو عذاب نہیں دیا، اسی طریقہ سے قبر میں کافروں سے جمعہ کے دن اور پورے رمضان میں آپ کی تعظیم کی وجہ سے عذاب کو روک لیا جاتا ہے۔

تو اس میں بحث ہے، کیونکہ یہ بات نقلِ صحیح یا دلیلِ صریح کی محتاج ہے۔............

اور قونوی نے فرمایا کہ اگر گناہ گار مومن ہوتا ہے، تو اسے قبر کا عذاب اور قبر کا بھینچنا ہوتا ہے، لیکن اس سے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں عذابِ قبر کو روک لیا جاتا ہے، اور پھر قیامت تک عذاب لوٹ کر نہیں آتا، اور اگر جمعہ کے دن یا جمعہ کی

رات میں فوت ہوجائے، تو اس کو ایک لمحہ کے لئے عذاب اور قبر کا بھینچنا ہوتا ہے، پھر اس کے بعد عذاب کو ہٹالیا جاتا ہے، اور پھر قیامت تک عذاب لوٹایا نہیں جاتا، قونوی کا کلام ختم ہوا۔

تو یہ بات مخفی نہیں کہ عقائد میں اعتبار یقینی دلائل کا ہوتا ہے، اور احادیثِ آحاد اگر ثابت ہوں، تو وہ صرف ظنی درجے کی ہوتی ہیں (ان سے قطعیت کا فائدہ حاصل اور یقین کا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا) مگر یہ کہ جب ان کی سندیں اتنی زیادہ ہوں کہ وہ تواترِ معنوی کے درجے میں آجائیں، تو پھر وہ قطعی بن جاتی ہیں۔

البتہ فی الجملہ (احادیث سے) یہ بات ثابت ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں فوت ہوجائے، تو اس سے عذاب کو اٹھالیا جاتا ہے، مگر یہ بات کہ قیامت تک اس کی طرف عذاب کو لوٹایا نہیں جاتا، مجھے اس کی اصل معلوم نہیں ہوسکی (اور اس سلسلہ میں مذکور روایات سے صراحتاً یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جمعہ کے دن یا رات میں کوئی مسلمان بھی فوت ہونے والا تا قیامت عذابِ قبر سے محفوظ کردیا جاتا ہے)

اور اسی طرح جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مطلقاً ہر گناہ گار سے عذاب کا رفع ہونا، اور پھر قیامت کے دن تک لوٹ کر نہ آنا، تو یہ بات قطعی طور پر باطل ہے (کیونکہ یہ دعویٰ احادیثِ صحیحہ کثیرہ کی دلالت کے خلاف ہے) (شرح فقہ اکبر)

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کی اس مدلل عبارت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱)...... شیخ ابو معین کا یہ قول کہ جمعہ کے دن اور رمضان کے مہینے میں کافروں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے قبر میں عذاب نہیں ہوتا۔

اس کے لئے نقلِ صحیح یا دلیلِ صریح کی ضرورت ہے، جو کہ موجود نہیں۔

(۲)...... یہ کہنا کہ گناہ گار شخص سے قبر کا عذاب جمعہ کے دن ہٹالیا جاتا ہے، اور

پھر قیامت تک عذاب نہیں لوٹایا جاتا، اور اسی طرح جو شخص جمعہ کے دن فوت ہوجائے، تو اس کو ایک ساعت کے لئے عذاب ہوتا ہے، اور پھر قیامت تک عذاب نہیں لوٹایا جاتا۔

یہ بات محلِ کلام ہے، کیونکہ عقائد میں دلائلِ قطعیہ کا اعتبار کیا جاتا ہے، اور خبرِ واحد ظنی ہوا کرتی ہے، البتہ اگر اخبارِ آحاد مختلف سندوں سے مروی ہوں کہ جو تواترِ معنوی کا درجہ حاصل کرلیں، تو پھر قطعیت کا درجہ اختیار کر لیتی ہیں (اور مذکورہ عقیدہ کے لئے اس طرح کا ثبوت نہیں)

(۳)...... احادیث سے اتنی بات ثابت ہے کہ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں فوت ہونے والے سے عذاب کو اٹھالیا جاتا ہے۔

لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ اس کے بعد پھر قیامت تک عذاب نہیں دیا جاتا، یہ درست نہیں، کیونکہ اس کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں (بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ صرف اس جمعہ کے دن یا آئندہ ہر جمعہ کے دن عذاب اٹھایا جاتا ہو، جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ذکر کیا گیا)

(۴)...... یہ کہنا کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں ہر گناہ گار سے مطلقاً عذاب کو اٹھالیا جاتا ہے (خواہ وہ کسی بھی دن فوت ہوا ہو) اور پھر اس کے بعد تا قیامت عذاب میں مبتلا نہیں کیا جاتا۔

یہ بات قطعی طور پر باطل ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ کی اس عبارت سے ابو معین کے کلام کا مرجوح ہونا معلوم ہوگیا۔

کئی عربی و اردو کتب میں ابو معین کے مذکورہ کلام کو نقل کیا گیا ہے، اور اس سے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن یا رمضان میں فوت ہونے والے یا ہر ایک سے جمعہ و رمضان آنے پر آئندہ ہمیشہ کے لئے عذاب اٹھالیا جاتا ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ کی مذکورہ تفصیل

سے اس کا بھی جواب معلوم ہوگیا، کہ یہ بات مرجوح ہے۔ ۱؎

۱؎ وَيَأْمَنُ الْمَيِّتُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمَنْ مَاتَ فِيهِ أَوْ فِي لَيْلَتِهِ أَمِنَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَلَا تُسَجَّرُ فِيهِ جَهَنَّمُ (الدر المختار)

والعاصي يعذب ويضغط لكن ينقطع عنه العذاب يوم الجمعة وليلتها ثم لا يعود وإن مات يومها أو ليلتها يكون العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر ثم يقطع، كذا في المعتقدات للشيخ أبي المعين النسفي الحنفي من حاشية الحنفي ملخصا (ردالمحتار، ج۲، ص۱۶۵، باب العيدين)

قال أبو المعين في أصوله قال أهل السنة والجماعة عذاب القبر وسؤال منكر ونكير حق لكن إن كان كافرا فعذابه يدوم في القبر إلى يوم القيامة ويرفع عنهم العذاب يوم الجمعة وشهر رمضان لحرمة النبي صلى الله عليه وسلم ثم المؤمن على ضر بين أن كان مطيعا لا يكون له عذاب القبر ويكون له ضغطة فيجد هول ذلك وخوفه لما أنه كان يتنعم بنعمة الله تعالى ولم يشكر النعمة وإن كان عاصيا يكون له عذاب وضغطة القبر لكن ينقطع عنه العذاب يوم الجمعة وليلة الجمعة ولا يعود العذاب إلى يوم القيامة وإن مات ليلة الجمعة أو يوم الجمعة يكون له العذاب ساعة واحدة وضغطة ثم ينقطع عنه العذاب ولا يعود إلى يوم القيامة من مجمع الروايات والتتارخانية كذا في الشرح وناقش فيه المنلا على وقال إن ذلك غير ثابت في الأحاديث (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، لأحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي الحنفي، ج۱، ص۵۲۴)

قوله ويأمن الميت فيه من عذاب القبر. أقول قال أهل السنة والجماعة عذاب القبر حق وسؤال منكر ونكير وضغطة القبر حق سواء كان مؤمنا أو كافرا مطيعا أو فاسقا لكن إذا كان كافرا فعذابه يدوم إلى يوم القيامة ويرفع العذاب عنهم يوم الجمعة وشهر رمضان بحرمة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فكذلك في القبر يرفع عنهم العذاب يوم الجمعة وكل رمضان بحرمته فيعذب اللحم متصلا بالروح والروح متصلا بالجسم فتتألم الروح مع الجسد وإن خارجا منه ثم المؤمن على وجهين إن كان مطيعا لا يكون له عذاب ويكون له ضغطة فيجد هول ذلك وخوفه وإن كان عاصيا يكون له عذاب القبر وضغطة القبر لكن ينقطع عنه عذاب القبر يوم الجمعة وليلة الجمعة ثم لا يعود العذاب إلى يوم القيامة. وإن مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة يكون له العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر ثم ينقطع عنه العذاب كذا في المعتقدات للشيخ أبي المعين النسفي الحنفي. قيل يشكل كلامه في حق الكفار لقوله تعالى فلا يخفف عنهم العذاب اللهم إلا أن يراد بالتخفيف رفع العذاب بالكلية (غمزعيون البصائر، ج۴، ص۷۲، القول في احكام يوم الجمعة)

حضرت مفتی محمودالحسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ نے فتاویٰ محمودیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ رمضان میں فوت ہونے والے سے عذابِ قبر کے مرتفع ہونے اور منکر نکیر کے سوال نہ ہونے کی کسی حدیث میں تصریح دیکھنا محفوظ نہیں (ملاحظہ ہو: فتاویٰ محمودیہ مبوب، ج۱ص۶۳۱، مایتعلق باحوال القبور والارواح)

البتہ مفتی صاحب موصوف نے ایک سوال کے جواب میں رمضان میں عذابِ قبر سے محفوظ رہنے پر اس طرح استدلال فرمایا ہے کہ رمضان شریف میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ کہ جمعہ کے دن فوت ہونے والے سے ہمیشہ کے لئے قبر کے عذاب کے مرتفع وختم ہونے کا صراحتاً کسی معتبر ومستند حدیث میں ذکر نہیں پایا جاتا، البتہ فی الجملہ جمعہ کے دن فوت ہونے والے کے عذابِ قبر سے محفوظ ہونے کا کئی احادیث وروایات میں ذکر پایا جاتا ہے، جو کہ بعض کے نزدیک ضعیف یا شدید ضعیف ہیں، جبکہ بعض کے نزدیک مجموعی طور پر حسن درجہ میں داخل ہیں، مگر اس کے باوجود بھی ان سے زیادہ سے زیادہ ظنیت کا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے، قطعیت اور یقین کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اور نہ ہی ان احادیث سے اس بات پر واضح دلالت ہوتی ہے کہ جمعہ کے دن فوت ہونے والے سے ہمیشہ کے لئے قبر کے عذاب کو ہٹالیا اور دُور کردیا جاتا ہے، بلکہ اس میں کئی قسم کے احتمالات ہیں، مثلاً یہ کہ عذاب میں تخفیف وکمی کردی جاتی ہو، یا صرف اس جمعہ کے دن یا رات میں عذاب نہ ہوتا ہو، یا کسی بھی جمعہ کے دن عذاب نہ ہوتا ہو، لہٰذا یہ سمجھ لینا بلکہ پختہ عقیدہ بنالینا کہ جمعہ کے دن یا ماہِ رمضان میں فوت ہونے والا شخص تاقیامت عذابِ قبر اور سوالِ قبر سے بھی مامون ومحفوظ ہوجاتا ہے، یہ درست نہیں یا کم ازکم خلافِ احتیاط ضرور ہے، بالخصوص جبکہ یہ عقائد کا معاملہ ہے، جس میں زیادہ احتیاط کا حکم ہے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ سے بندوں کے بارے میں حسنِ ظن کا معاملہ ہے، تو وہ ایک بالکل الگ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ جس سے معلوم ہوا کہ جو شخص رمضان شریف میں مرتا ہے، وہ بھی عذاب سے محفوظ رہتا ہے (ملاحظہ ہو: فتاویٰ محمودیہ مبوب، ج۱ص۶۳۰، ما یتعلق باحوال القبور والارواح)

لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ علت رمضان میں فوت ہونے والے کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اس علت کا تقاضا یہ ہے کہ غیرِ رمضان میں فوت ہونے والے سے بھی رمضان میں جہنم کے دروازے بند ہونے کی وجہ سے رمضان میں عذاب مرتفع ہوجائے۔

احسن الفتاویٰ ج۴ص۲۰۷اورص۲۰۹ پر رمضان اور جمعہ کے دن فوت ہونے والے سے ہمیشہ کے لئے عذابِ قبر مرتفع ہونے اور کسی بھی دوسرے اوقات میں فوت ہونے والے سے بروز جمعہ یا رمضان کی آمد پر شامی میں ابومعین کے حوالہ سے مذکور عبارت کی بنیاد پر ہمیشہ کے لئے عذاب مرتفع ہونے کا حکم مذکور ہے۔

اور ہم نے بھی پہلے اعتماد کی بنیاد پر اس مسئلہ کو اپنے بعض مضامین ورسائل میں ذکر کیا تھا، مگر اب تحقیق کے بعد اس پر اطمینان نہ رہا، لہٰذا اب اس سے رجوع کیا جاتا ہے۔ محمد رضوان۔

معاملہ ہے، اس کی بنیاد پر کوئی عقیدہ بنالینا درست نہیں۔ [1]

البتہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں فوت ہونے والے کے متعلق قبر کے فتنہ سے حفاظت کا بعض احادیث وروایات میں ذکر پائے جانے کی وجہ سے جمعہ کے دن فوت ہونے کی ایک درجہ میں فضیلت ثابت ہے، خواہ وہ فضیلت کسی بھی نوعیت کی ہو، اسی طرح رمضان کا مہینہ بابرکت اور مبارک اوقات میں سے ہے، جس میں جہنم کے دروازے بند رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اگر اس بابرکت وقت میں مومن یا کافر یا ہر دو قسم کے مُردوں سے عذاب کو مرتفع یا ہلکا فرمالیتے ہوں، تو یہ کوئی بعید نہیں، لیکن اس کا تعلق چونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور برزخ سے ہے، جو ہماری نظروں سے پردۂ غیب میں اور اوجھل ہے، اس لئے جمعہ کے دن یا رمضان کے مہینہ میں فوت ہونے والے سے ہمیشہ کے لئے یا پورے ماہِ رمضان عذابِ قبر و برزخ سے محفوظ ہونے کا قطعی حکم لگانے اور فیصلہ کرنے سے احتیاط برتنی چاہئے، بالخصوص جن گناہوں اور بداعمالیوں پر آخرت اور برزخ میں عذاب کا ذکر قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہو، ان کو نظر انداز کر کے اس طرح کا عقیدہ بنالینے سے سختی کے ساتھ بچنا چاہئے۔

فقط۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم

محمد رضوان

۲۹/ جمادی الاولیٰ/۱۴۳۳ھ 22 / اپریل/2012ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

---

[1] (لافی صفات اللہ) فان وجد حدیث ضعیف دل علی صفة من صفات اللہ تعالیٰ ولم یثبت ذلک بدلیل معتبر ، لم یعتبر به، فان صفات اللہ واسماء ہ لایجترأ علی القول بھا بدون دلالة دلیل معتمد، لانھا من باب العقائد لا من باب الاعمال، ویلتحق بھا جمیع العقائد الدینیة ، فلا ثبت الا بحدیث صحیح او حسن لذاته او لغیرہ. کیف وقد صرحوا بان اخبار الآحاد وان کان صحیحة ، لاتکفی فی باب العقائد، فما بالک بالضعیفة منھا؟ والمراد بعدم کفایتھا انھا لاتفید القطع ، فلایعتبر بھا مطلقا فی العقائد التی کلف الناس بالاعتقاد الجازم فیھا، لانھا لاتفید الظن ایضا، ولا انھا لاعبرة بھا رأسا فی العقائد مطلقا، کما توھمه من ابناء عصرنا...........(واحکام الحلال والحرام) فلایثبت بالحدیث الضعیف تحریم شیئ ولا تحلیله (ظفر الأماني فی مختصر الجرجانی فی مصطلح الحدیث،لمولانا عبدالحیئ اللکنوی ، ص ۲۰۰تا۲۰۴ ،ملخصاً)

ماہِ رمضان کے چند اہم تاریخی حالات وواقعات

(مرتب: مولانا طارق محمود: ادارہ غفران، راولپنڈی)

پہلی صدی ہجری سے پہلے کے اجمالی واقعات

(۱)......ہجرت سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے پہلے سال: رمضان میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ علق کی ابتدائی آیات پہلی وحی کے طور پر نازل فرمائیں، وحی کے نازل ہونے کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ بھینچا، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں وحی کو ضبط کرنے کی برداشت پیدا ہوجائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے۔

(عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص۲۵، البداية والنهاية ج۳ص ۶ ، باب كيفية بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، تحت "عمره صلى الله عليه وسلم وقت بعثته وتاريخها، المنتظم لابن الجوزى، ج ۲ ص ۳۴۸، سيرت ابن هشام ج ۱ ص ۲۳۶، ابتداء نزول جبريل عليه السلام)

(۲)......ہجرت سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے پانچویں سال: رمضان میں سورۂ نجم نازل ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی، وہاں جن وانس، کافر ومسلمان سب ہی موجود تھے، جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو سب حاضرین نے سجدہ کیا، لیکن امیہ بن خلف کافر نے سجدہ نہیں کیا، بلکہ زمین سے ایک مٹھی کنکریاں اٹھا کر اپنی پیشانی کو لگائیں اور کہا بس مجھے یہی کافی ہے، اللہ تعالیٰ کی شان کہ حاضرین میں تمام کفار کو آگے چل کر یکے بعد دیگرے اسلام کی دولت حاصل ہوئی، لیکن امیہ بن خلف جنگ بدر میں کفر کی حالت پر نہایت ذلت کی موت مرا۔

(عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص۴۰، البداية والنهاية ج۳ص ۹۰، ۹۱، "فصل ذكر مخالفة قبائل قريش بنى هاشم وعبدالمطلب فى نصر رسول الله "ولم يذكر فيه شهر)

(۳)...... ہجرت سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دسویں سال: ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ تھیں، نکاح کے پندرہ سال بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی، اور پیغامِ نبوت جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سنایا تو نہ صرف یہ کہ قبول کیا بلکہ خوف اور مصائب میں اور مشرکین کی طرف سے طرح طرح کی اذیتیں پہنچانے میں تسلی اور تشفی بھی دیتی رہیں، الغرض خوف اور مشکل وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد پچیس سال تک حیات رہیں، اور ۱۱/ رمضان المبارک ۱۰ نبوی (ہجرت سے تین سال پہلے) وفات پائی، اس وقت ان کی عمر ۶۴ سال چھ ماہ تھی، پہلے شوہر سے دولڑکے ہالہ اور ہند پیدا ہوئے، دوسرے شوہر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کا نام بھی ہند تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صاحبزادے حضرت قاسم اور عبداللہ اور چار صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن انہیں کے بطن سے تھے۔

(سیر الصحابہ ج۶ ص ۲۰، الاصابة ج ۷، كتاب النساء، حرف الخاء المعجمة، البداية والنهاية، ج۳ ص ۱۲۷، فصل في موت خديجة بنت خويلد، المنتظم لابن الجوزي، ج۳ ص ۱۱)

پہلی صدی ہجری کے اجمالی واقعات

(۴)...... ماہِ رمضان ۲ھ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔

آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے لئے تشریف لے جانے لگے تو آپ اس وقت بیمار تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تیمارداری کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں ٹھہرایا، چنانچہ جس دن قاصد غزوۂ بدر کی فتح کی خوشخبری لے کر آیا، اسی دن ان کا انتقال ہوا۔

(عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۱۴۲، البداية والنهاية ج۳ ص ۳۴۷، فصل جمل من الحوادث سنة ثنتين من الهجرة، المنتظم لابن الجوزي، ج۳ ص ۱۳۸، الاصابة، كتاب النساء، حرف الراء)

(۵)...... ماہِ رمضان ۲ھ: میں غزوۂ بدر کُبریٰ ہوا۔

اسے بدر عظمیٰ، بدر الثانیہ، بدر القتال اور یوم الفرقان بھی کہا جاتا ہے، یہ اسلامی تاریخ کا ایک تابناک اور عظیم الشان واقعہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت و رفعت عطا فرمائی، اور کفر اور کفار کا سارا غرور خاک میں ملا دیا، مقامِ بدر جہاں یہ جنگ ہوئی حرمین شریفین کے راستہ میں مدینہ طیبہ سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے اس غزوہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء یہ تھی کہ کفار کی اقتصادی کمر توڑنے کے لئے ان کے تجارتی قافلے پر حملہ کرنا چاہیئے، تاکہ کفار جنگی رسد و سامان میں ترقی نہ کرسکیں، اور ان کے پاس مسلمانوں سے لڑنے کی قوت اور طاقت باقی نہ رہے، لیکن قافلہ تو مسلمانوں کے ہاتھ سے بچ گیا مگر اس کی مدد کے لئے پہنچنے والے کفار کے لشکر سے مقابلہ ہو گیا، مسلمانوں کی تعداد مشہور یہی ہے کہ ۳۱۳ تھی، لیکن عین لڑائی کے وقت ۳۰۳ تھی، ۷ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں چھوڑا تھا، ایک زخمی حالت میں راستے سے واپس بھیجے گئے، اور ۲ جاسوسی کے لئے گئے ہوئے تھے، جب واپس آئے تو مسلمانوں کو فتح ہو چکی تھی، تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو اصحابِ بدر کے فضائل اور مالِ غنیمت میں باقاعدہ شریک کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اصحابِ بدر کے اگلے پچھلے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا ہے۔

(غزوات النبی ص ۶۴ تاریخ ملت ج ۱ ص ۶۱، البدایة والنھایة ج ۳، غزوہ بدر العظمیٰ یوم الفرقان یوم التقی الجمعٰن، سیرتِ ابنِ ھشام ج ۳)

(۶)...... ماہِ رمضان ۲ھ: میں غزوۂ بدر کے موقع پر یہ معجزہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھائی اور تین بار فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ (کفار کے چہرے بگڑ جائیں) پھر اسے کافروں کی طرف پھینکا، جس سے ان کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی، اور حق تعالیٰ کی طرف سے فتح اور نصرت نازل ہوئی۔

(عہدِ نبوت کے ماہ و سال ص ۱۵۱، البدایة والنھایة، ج ۳ ص ۲۸۴، المنتظم لابن الجوزی، ج ۱ ص ۲۲۸)

(۷)...... ماہِ رمضان ۲ھ: میں غزوۂ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

یہ معجزہ ہوا کہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاع دی گئی تو آپ نے کھجور کی شاخ مرحمت فرمائی اور فرمایا ''اس سے لڑو'' جب حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے اس کو ہاتھ میں لیا تو ان کے ہاتھ میں آتے ہی تلوار بن گئی، اور غزوۂ بدر کے ختم ہونے تک اس تلوار سے خوب لڑائی کی، اس کے بعد دیگر غزوات میں وہ اسی تلوار کے ساتھ قتال و جہاد کرتے تھے اور یہ تلوار ان کے انتقال تک ان کے پاس رہی۔

(عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص۱۵۲، البدایة والنهایة، ج۳ص ۲۹۱، کتاب المغازی، سیرت ابنِ هشام، ج ۱ ص ۶۳۷)

(۸)......ماہِ رمضان ۲ھ: میں غزوۂ بدر میں جب مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو ٹھیک اسی وقت یہ خبر آئی کہ رومی اہلِ فارس پر غالب آ گئے ہیں اس سے مسلمانوں کو فرحت پر فرحت ہوئی، ایک غزوۂ بدر میں کامیابی کی مسرت، اور دوسرے رومیوں کے اہلِ فارس پر غالب آنے کی مسرت، کیونکہ رومی اہلِ کتاب تھے اور اہلِ فارس آتش پرست، مسلمانوں کو رومیوں کے ساتھ اہلِ کتاب ہونے کی وجہ سے ایک گونہ محبت تھی، اور مشرکینِ مکہ کو اہلِ فارس کے ساتھ ان کے آتش پرست ہونے کی وجہ سے محبت تھی، اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے رومیوں کی فتح کا کافی عرصہ پہلے ہی وعدہ کر رکھا تھا۔

(عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص۱۵۳، المنتظم لابن الجوزی، ج ۲ ص ۳۸۷)

(۹)......ماہِ رمضان ۲ھ: میں غزوۂ بدر میں حضرت یزید بن اخنس سلمی، ان کے صاحبزادے معن بن یزید اور ان کے والد اخنس بن حبیب رضی اللہ عنہم تینوں شریک ہوئے ان کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جس کی تین پیڑھیاں جنگِ بدر میں شریک ہوئی ہوں۔

(عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص۱۴۴، البدایة والنهایة، ج۳ص ۳۲۵، باب الکنی، حرف الیاء، الاصابة، باب الالف بعدها الخاء)

(۱۰)......ماہِ رمضان ۲ھ: میں غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشہور

تلوار ذوالفقار حاصل ہوئی۔

یہ عاص بن منبہ یا نبیہ بن حجاج کافر کی تھی، یہ دونوں غزوۂ بدر میں قتل ہوئے، یہ تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں بھی شامل تھی، اور بعض کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دے دی تھی۔

(عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص۱۵۴، البداية والنهاية، ج۳ص ۳۰۲، وج۷ص ۳۳۶)

(۱۱)......ماہِ رمضان ۲ھ: میں غزوۂ بدر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چار بھائی شریکِ جہاد، ہوئے حضرت ایاس، حضرت عاقل، حضرت خالد، حضرت عامر رضی اللہ عنہم، حضرت ایاس رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے تھے، یہ اس وقت اسلام لائے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارِارقم میں فروکش تھے، اور باقی تینوں بھائی ان کے بعد غزوۂ بدر سے پہلے اسلام لائے، پھر چاروں بھائی غزوۂ بدر میں شریک ہوئے، اور حضرت عاقل رضی اللہ عنہ جنگِ بدر میں شہید ہوئے۔

(عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص۱۵۶، البداية والنهاية، ج۳ص ۳۲۰، حرف العين ،الاصابة فى تمييز الصحابة،باب الالف بعدها باء)

(۱۲)......ماہِ رمضان ۲ھ: میں غزوۂ بدر میں یہ واقعہ ہوا کہ تین مسلمان یعنی حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، حضرت علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم تین مشرکین یعنی عتبہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے مقابلہ میں نکلے، چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید کو قتل کر ڈالا، بعد ازاں دونوں حضرات عبیدہ کی مدد کو آگے بڑھے اور عتبہ کو واصل جہنم کیا۔

(عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص۱۶۱، البداية والنهاية، ج۳ص ۲۷۸ ،غزوة بدر العظمى يوم الفرقان يوم التقى الجمعان، المنتظم لابن الجوزى، ج۳ص ۱۰۷)

(۱۳)......ماہِ رمضان ۸ھ: میں فتح مکہ کا واقعہ ہوا۔

اس کا سبب یہ ہوا کہ کفارِ مکہ نے جب صلح حدیبیہ کی شرائط کی خلاف ورزی شروع کی تو حضور

صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار صحابہ کی جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے اور بغیر جنگ کے اللہ تعالیٰ نے فتح مبین عطا فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عاجزی سے مکہ میں داخل ہوئے اور سب لوگوں کے لئے عام معافی کا اعلان فرمایا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بوڑھے نابینا والد قحافہ کو اسلام قبول کرنے کی غرض سے لے کر حاضر ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ نے ان کو کیوں تکلیف دی ہم خود ہی حاضر ہو جاتے، ایک کافر قیدی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے کے دوران تھرتھرانے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈرو نہیں میں کوئی بادشاہ نہیں، ایک غریب عورت کا بیٹا ہوں جو ''قدید'' (عربوں کا ایک خاص قسم کا کھانا جو اتنا قیمتی نہیں ہوتا تھا) کھانے والا ہے، انصارِ مدینہ نے سوچا کہ اب تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم شاید اپنے قدیمی وطن مکہ میں ہی رہیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے'' ہم مدینہ واپس جائیں گے، چنانچہ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر نماز پڑھی۔

(عہد نبوت کے ماہ وسال ص۲۶۵، البدایۃ والنھایۃ ج۴ ص ۲۸۶، سنۃ ثمان من الھجرۃ، الحوادث المشھورۃ فی سنۃ ثمان والوفیات، العبر فی خبر من غبر، ج ۱ ص ۹)

(۱۴)...... ماہِ رمضان ۹ھ: میں رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد ''ثقیف'' نامی حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا، جس میں یہ حضرات شامل تھے (۱) عثمان بن ابی العاص ثقفی (۲) اوس بن ابی اوس ثقفی (۳) منیر بن خرشہ (۴) حکم بن عمر (۵) اوس بن اوس بن ثقفی (یہ پہلے والے سے الگ شخص ہیں)

(عہدِ نبوت کے ماہ وسال ص۲۸۹، البدایۃ والنھایۃ، ج۵ ص ۲۹، قدوم وفد ثقیف علی رسول اللہ فی رمضان سنۃ تسع، سیرت ابنِ ھشام، ج ۱ ص ۵۳۷)

(۱۵)...... ماہِ رمضان ۱۱ھ: میں حضرت فاطمۃ الزہرا خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے کم سن تھیں، آپ کی سنِ ولادت میں اختلاف ہے۔ ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ایک سال قبل

پیدائش ہوئی اور بقول ابنِ جوزی بعثت سے پانچ سال پہلے آپ کی ولادت ہوئی، ذی الحجہ ۲ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا، آپ کی پانچ اولادیں ہوئیں، حسن، حسین، محسن، ام کلثوم، زینب رضی اللہ عنہم اجمعین، محسن تو بچپن میں ہی فوت ہو گئے اور حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکاح فرمایا ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی، اور دوسری بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان سے اولاد بھی ہوئی اور باقی دو صاحبزادے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے حالات تو روزِ روشن کی طرح عام وخاص سب جانتے ہیں، حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حلیہ مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا جلتا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو، لب ولہجہ اور نشست وبرخاست کا طریقہ بالکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا تھا، اور رفتار بھی بالکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار جیسے تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کو چھ ماہ گزرے تھے کہ رمضان ۱۱ھ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی کہ ''میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے آ کر ملوگی'' پوری ہوئی۔

(المنتظم لابن الجوزی، ج۴ص ۵۹، الاصابۃ ج۸ کتاب النساء، حرف الفاء، سیر الصحابہ ج۶ص ۱۰۱)

(۱۶)......ماہِ رمضان ۳۲ھ: میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور بڑے جلیل القدر صحابی ہیں، آپ نے اسلام پہلے ہی قبول کر لیا تھا لیکن فتح مکہ سے کچھ عرصہ قبل اسلام کا اعلان کیا اور مدینہ منورہ ہجرت کی، آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ طائف اور غزوہ حنین میں شرکت کی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب مسجدِ نبوی میں توسیع ہو رہی تھی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر مسجدِ نبوی میں توسیع کے لئے ان کے حوالے کر دیا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۸۶ یا ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی، حضرت عثمان رضی اللہ

عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لحد میں اتارا۔

(الاصابة ج۳،حرف العين المهملة، العين بعد هاالباء، اسد الغابة، تحت ترجمة عباس بن عبدالمطلب)

(۱۷)......ماہِ رمضان ۴۰ھ: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سے عبداللہ بن سباء یہودی اور اس کے منافق ٹولے نے مسلمانوں اور اہلِ اسلام کو پے در پے نقصان پہنچائے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ تھی کہ ایک طرف تو اس ٹولہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں غلو کرنے والے تیار کئے، حتّٰی کہ ان میں سے بعض حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ خدا کہنے لگے اور دوسری طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں لوگ تیار کئے حتی کہ ان میں سے بعض حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ کافر کہنے لگے، جنہیں خارجی کہا جاتا ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم اسی مکروہ سیاست سے بُنے ہوئے جال کا حصہ تھا۔

(تاریخ ملت ج۱ص۴۰۲،سیرتِ علی ۵۲۱،البداية والنهاية ج۷ص ۳۳۰،صفة مقتله رضى الله عنه،الاصابة ج۴،حرف العين المهملة،العين بعدهااللام، العبر فى خبر من غبر، ج ۱ ص ۳۳)

(۱۸)......ماہِ رمضان ۵۸ھ: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔

مدینہ منورہ کے گورنر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، ان کی وصیت کے مطابق ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا، ان کی کوئی اولاد نہ تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجودیکہ بڑی محبت تھی، لیکن دوسری بیویوں کے شرعی حقوق میں کبھی ذرہ برابر فرق نہیں آنے دیا۔

۱۸ سال کی عمر میں بیوہ ہوئیں، علم وفضل اور فقہ میں بڑا مقام حاصل تھا، صحابۂ کرام اپنے مسائل کے حل کے لئے آپ کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے" ایک قول آپ کی وفات شوال کے مہینے میں ہونے کا ہے"

(البداية والنهاية ج۸ص ۹۴،ام المؤمنين عائشه بنت ابوبكر الصديق ،الاصابة ج۸،كتاب النساء، العين المهملة، العبر فى خبر من غبر ج ۱ ص ۴۶)

دوسری صدی ہجری کے اجمالی واقعات

(۱۹)......ماہِ رمضان ۱۰۵ھ: میں جراح بن عبداللہ حکمی اور ترک بادشاہ خاقان کے درمیان جنگ ہوئی، یہ جنگ کئی دن تک جاری رہی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو بری طرح شکست دی۔

(العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۹۷، لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی، تاریخ خلیفة بن خیاط ص ۳۳۱، شذرات الذهب ج ۱ ص ۱۲۸)

(۲۰)......ماہِ رمضان ۱۰۷ھ: میں جراح بن عبداللہ حکمی کو خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے آذر بائیجان اور آرمینیا کی امارت سے معزول کیا اور اس کے بھائی مسلمہ کو یہاں کا حکمران بنایا گیا جس نے جہاد کے ذریعہ قیساریہ اور عنوہ کے مقام کو فتح کیا۔

(تقویم تاریخی ص ۲۷، العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۱۳۱، تاریخ خلیفة بن خیاط ص ۳۳۷، شذرات الذهب ج ۱ ص ۱۳۴)

(۲۱)......ماہِ رمضان ۱۱۴ھ: میں حجاز کے فقیہ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویم تاریخی ص ۲۹)

آپ جلیل القدر تابعی ہیں، حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سماعت کی ہے، ابن جریج رحمہ اللہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ عطاء بیس سال تک مسجد میں رہے، امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عطاء رحمہ اللہ کی ایسی حالت میں وفات ہوئی کہ وہ زمین والوں کے لئے سب سے زیادہ پسندیدہ تھے، حضرت خالد بن ابی نوف فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے دوسو صحابۂ کرام کی زیارت کی ہے، تقریباً ۱۰۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۸۲، العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۱۰۸، شذرات الذهب ج ۱ ص ۱۴۷)

(۲۲)......ماہِ رمضان ۱۱۷ھ: میں حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت اسی رات کو ہوئی تھی جس رات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا اس لئے آپ کا نام انہی کے نام پر رکھا گیا، اپنے والد، اور حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، عبدالصمد، ابنِ شہاب زہری، سعد بن ابراہیم، منصور بن معتمر اور علی بن ابی حملہ رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ بہت عبادت گزار تھے دن رات میں ہزار رکعت نفل پڑھتے تھے۔

(المنتظم لابنِ جوزی ج۲ ص ۲۱۷، سیر اعلام النبلاء، ج۵ ص ۲۵۳)

(۲۳)......ماہِ رمضان ۱۲۴ھ: میں امام زہری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۳۱)

آپ کا پورا نام محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن حارث بن زہرہ تھا، لیکن آپ امام زہری کے لقب سے زیادہ مشہور ہوئے، حضرت ابنِ عمر، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بہت تھوڑا روایت کرتے ہیں، یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے صرف تین احادیث روایت کی ہیں، اس کے علاوہ آپ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث کی سماعت کی، آپ کا شمار تابعین کے اونچے طبقے میں ہوتا ہے، ۷۴ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج۵ ص ۳۵۰، تہذیب الکمال ج۲۶ ص ۴۴۲، العبر فی خبر من غبر، ج۱ ص ۱۲۱، شذرات الذهب ج۱ ص ۱۶۲، الطبقات الکبریٰ لابنِ سعد ج۵ ص ۳۴۸ تا ۳۵۷، طبقات الفقهاء ج۱ ص ۴۷، البداية والنهاية ج۹ ص ۳۴۰ الزهری، المنتظم لابن جوزی ج۲ ص ۴۱۲)

(۲۴)......ماہِ رمضان ۱۳۱ھ: میں حضرت ابوالزناد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کا پورا نام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن ذکوان قرشی مدنی تھا، آپ کی ولادت ۶۵ھ میں ہوئی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ بن سہل، ابان بن عثمان، عروہ، ابن مسیّب رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، صالح بن کیسان، ہشام بن عروہ، عبدالوہاب بن بخت اور عبیداللہ بن عمر رحمہم اللہ جیسے بڑے بڑے حضرات نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، حضرت سفیان رحمہ اللہ آپ کو امیر المومنین فی الحدیث کہا کرتے تھے، آپ کی وفات

اچانک غسل خانے میں ہوگئی تھی۔

(سیر اعلام النبلاء ج۵ص ۴۵۰،تهذيب الكمال ج۱۴ ص ۴۸۲،طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۶۳)

(۲۵)......ماہِ رمضان ۱۵۳ھ: میں حضرت معمر بن راشد ازدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۳۹)

آپ کا پورا نام ابوعروہ معمر بن راشد ازدی تھا، ابان بن عیاش، ابراہیم بن میسرہ، اسماعیل بن جابر حدانی، اشعث بن سوار، ایوب سختیانی اور ابوجبارۃ حسن رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں، ابان بن یزید عطار، ابراہیم بن خالد صنعانی، اسماعیل بن علیہ، حماد بن زید اور رباح بن زید صنعانی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ کا شمار طلبِ حدیث کے لئے یمن کی طرف سفر کرنے والوں میں پہلے نمبر پر ہوتا ہے، یمن میں آپ کی ملاقات ہمام بن منبّہ سے بھی ہوئی۔

(تهذيب الكمال، ج۲۸ص ۳۱۰،العبر في خبر من غبر ج ۱ ص ۱۶۹ ،شذرات الذهب ج ۱ ص ۲۳۵، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۸۹)

(۲۶)......ماہِ رمضان ۱۶۸ھ: میں رومیوں نے مسلمانوں کے ساتھ کئے گئے صلح کے معاہدے کو توڑا۔

یہ معاہدہ ہارون الرشید اور رومیوں کے درمیان ہوا تھا، معاہدے کی خلاف ورزی پر علی بن سلیمان اور یزید بن بدر نے ان پر حملہ کیا اور کامیاب ہوئے، اور بہت سارا مالِ غنیمت حاصل کیا۔

(الكامل في التاريخ لابن الاثير، ج۳ص ۷۶، ثم دخلت سنة ثمان وستين ومائة، المنتظم لابن الجوزي، ج۸ص ۲۹۳ ،تاريخِ طبری ج۴ص ۵۸۲، البداية والنهاية ج ۱۰ ثم دخلت سنة ثمان و ستين ومائة)

(۲۷)......ماہِ رمضان ۱۸۱ھ: امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص۴۶)

آپ کا پورا نام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک حنظلی تھا، آپ کے اساتذہ میں سلیمان تیمی، عاصم احول، حمید طویل، ہشام بن عروہ، اسماعیل بن ابی خالد، اعمش، خالد حذاء، یحییٰ بن سعید

انصاری اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ جیسے بڑے بڑے حضرات شامل ہیں، معمر، ثوری، ابواسحاق فرازی، بقیہ، ابنِ وہب، ابوداؤد، عبدالرزاق بن ہمام، عفان اور ابنِ معین رحمہم اللہ آپ قابلِ ذکر شاگرد ہیں، آپ بہت بڑے فقیہ، عابد اور زاہد انسان تھے، آپ کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے، آپ بہت بڑے تاجر بھی تھے اور ایک سال میں فقراء پر ایک لاکھ درہم خرچ کرتے تھے، ایک سال حج کرتے تھے اور ایک سال اللہ کے راستے میں جہاد کرتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء ج۸ص ۴۱۹، العبر فی خبر من غبر ج ا ص ۲۱۷، المنتظم لابن جوزی ج۹ ص ۶۳، شذرات الذهب ج ا ص ۲۹۵)

تیسری صدی ہجری کے اجمالی واقعات

(۲۸)...... ماہِ رمضان ۲۰۶ھ: حضرت عبداللہ بن نافع مدنی صائغ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ایک بڑے فقیہ تھے، اور مدینہ کے اکابر فقہاء میں شمار ہوتے تھے، محمد بن سعد فرماتے ہیں کہ آپ نے امام مالک رحمہ اللہ کی بہت زیادہ صحبت آئی، اور ان سے علوم کو خوب حاصل کیا، اور امام مالک رحمہ اللہ پر کسی کو ترجیح نہیں دیتے تھے، مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۰ ص ۳۷۳، تهذیب الکمال ج۱۶ ص ۲۱۱، العبر فی خبر من غبر، ج ا ص ۲۷۴، شذرات الذهب ج ا ص ۱۵، تقویمِ تاریخی ص۵۲)

(۲۹)...... ماہِ رمضان ۲۰۸ھ: میں سیدہ نفیسہ بنت امیر المومنین حسن بن زید بن سید حسن بن علی کی وفات ہوئی۔

منصور نے ان کے والد کو مدینہ کا گورنر بنایا تھا، اور کچھ عرصہ کے بعد معزول کر کے طویل مدت تک قید میں رکھا، اس کے بعد مہدی نے ان کو باعزت طریقے سے رہا کیا اور ان کے اموال ان کو واپس کئے اور ان کے ساتھ حج کیا، پھر نفیسہ اپنے شوہر اسحاق بن جعفر کے ساتھ مدینہ سے مصر تشریف لے گئیں، اور مصر میں ہی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۰ ص ۱۰۶، البدایة والنهایة ج۱۰ ثم دخلت سنة ثمان ومائتین، تقویمِ تاریخی ص۵۲)

(۳۰)...... **ماہِ رمضان ۲۱۸ھ:** میں حضرت ابوالہیثم معلیٰ بن اسد بصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ مشہور محدث بہز بن اسد رحمہ اللہ کے بھائی تھے، عبدالعزیز بن مختار، عبداللہ بن مثنیٰ، وہیب بن خالد، یزید بن زریع اور حماد بن زید رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ میں سرِ فہرست ہیں، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابنِ ماجہ رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں، بصرہ میں وفات ہوئی، امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کو ائمۂ اثبات میں شمار کیا ہے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۲۲۷، الطبقات الکبریٰ ج۷ ص ۳۰۶)

(۳۱)...... **ماہِ رمضان ۲۲۴ھ:** میں ابواسحاق ابراہیم بن مہدی کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۱۶۲ھ میں ہوئی، رنگ کالا اور بھاری جسم کے مالک تھے، عباسی خلفاء کی اولاد میں ان سے زیادہ فصیح اور اچھا شعر کہنے والا کوئی نہ تھا، مامون کے دورِ حکومت میں ان کے لئے خلافت کی بیعت ہوئی، اس وقت ان کی عمر ۳۰ سال دو مہینے پانچ دن تھی، معتصم نے نمازِ جنازہ پڑھائی (المنتظم لابن الجوزی ج ۱۱ ص ۸۹ تا ۹۱، سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۵۶۱)

(۳۲)...... **ماہِ رمضان ۲۳۴ھ:** میں حضرت ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبداللہ بن نمیر ہمدانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ امام احمد بن حنبل، علی بن مدینی رحمہما اللہ کے ہم عصر تھے، اپنے والد عبداللہ بن نمیر، مطلب بن زیاد، عمر بن عبید طنافسی رحمہم اللہ کی شاگردی اختیار کی، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، ابنِ ماجہ رحمہم اللہ نے آپ کی شاگردی اختیار کی، ابواسماعیل ترمذی فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ محمد بن عبداللہ بن نمیر کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے، ''بعض حضرات کے نزدیک شعبان میں وفات ہوئی'' (سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۴۵۷)

(۳۳)...... **ماہِ رمضان ۲۴۸ھ:** میں حضرت ابوعبدالملک قاسم بن عثمان عبدی دمشقی جوعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ کی صحبت میں طویل عرصہ تک رہے، سفیان بن عیینہ، ولید بن مسلم اور جعفر بن عون رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، ابوحاتم، جعفر بن احمد بن عاصم اور احمد بن انس رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ابوالرضا صیاد فرماتے ہیں کہ شام کے عبادت گزار لوگوں میں قاسم کا شمار ہوتا تھا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۷۹)

(۳۴)...... **ماہِ رمضان ۲۵۳ھ**: میں حضرت شیخ الاسلام ابوالحسن سری بن مغلس سقطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

فضیل بن عیاض، ہشیم بن بشیر، ابوبکر بن عیاش، علی بن غراب اور یزید بن ہارون رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، آپ کثرت سے عبادت میں مشغول رہتے تھے، اور حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کی صحبت پائی اور ان کے بڑے ساتھیوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا، جنید بن محمد، ابوالعباس بن مسروق، ابراہیم بن عبداللہ مخرمی اور عبداللہ بن شاکر رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، عبداللہ بن شاکر رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سری رحمہ اللہ نے فرمایا:

> میں ایک رات مسجد میں اپنے اوراد واشغال کر رہا تھا اور پاؤں محراب کی طرف پھیلائے بیٹھا تھا کہ غیبی آواز آئی، اے سری! اس انداز میں تو بادشاہ بیٹھتے ہیں، پس فوراً میں نے اپنے پاؤں سمیٹے اور جواب دیا کہ تیری عزت وجلال کی قسم (اے میرے رب) آئندہ نہیں پھیلاؤں گا (اس واقعہ سے بارگاہِ الٰہی میں ان کے مقام کی قربت کا انداز ہوتا ہے)

ابوبکر حربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے سری سقطی رحمہ اللہ سے سنا وہ فرما رہے تھے:

> ”میں نے ایک دفعہ ایک بات پر (بے موقع) الحمد للہ کہا تھا، پس اس تحمید پر تیس سال سے استغفار کر رہا ہوں، آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کیا واقعہ ہے؟ تو فرمایا کہ میری ایک دوکان تھی، ساز وسامان اس میں تھا تو وہ بازار جل گیا (جس میں دکان

تھی) مجھے ایک ملنے والے نے خبر دی کہ تجھے خوشخبری ہو تیری دکان جلنے سے بچ گئی، میں نے کہا الحمد للہ (بطورِ شکر کے) پھر میں نے غور کیا تو مجھے اپنی خطا کا احساس ہوا (کیونکہ اس میں ایک پہلو خود غرضی کا ہے کہ جب خود نقصان سے بچ گیا تو دوسروں کے نقصان کا کوئی غم نہ ہو)''

آپ بغداد کے امام شمار ہوتے تھے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۱۸۷)

(۳۵)...... ماہِ رمضان ۲۵۷ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن خشرم بن عبدالرحمٰن بن عطاء بن ہلال بن ہامان بن عبداللہ مروزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ بشر حافی رحمہ اللہ کے چچازاد بھائی تھے (بعض حضرات کے بقول آپ بشر حافی رحمہ اللہ کے بھانجے تھے) آپ کی ولادت ۱۶۰ھ میں ہوئی، اسماعیل بن علیہ، ابوضمرہ انس بن عیاض، بشر بن محمد کندی اور حجاج بن محمد اعور رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، امام مسلم، امام ترمذی، ابراہیم بن لیث نخشی، ابراہیم بن محمد سکری مروزی اور احمد بن عبد الرحمٰن بن بشار نسائی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۵۵۳، تہذیب الکمال ج ۲۰ ص ۴۲۳، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۷۸)

(۳۶)...... ماہِ رمضان ۲۶۴ھ: میں فقیہ الملۃ علامہ ابوابراہیم اسماعیل بن یحییٰ بن عمرو بن مسلم مزنی مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ امام شافعی رحمہ اللہ کے مشہور شاگرد ہیں، جس سال لیث بن سعد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی اسی سال (یعنی ۱۷۵ھ میں) آپ کی ولادت ہوئی، امام شافعی، علی بن معبد بن شداد اور نعیم بن حماد رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، آپ نے بہت کم حضرات سے استفادہ کیا لیکن اس کے باوجود آپ فقہ کے بہت بڑے عالم شمار ہوتے تھے، ابوبکر بن خزیمہ، ابوالحسن بن جوصا، ابوبکر بن زیاد نیشاپوری، ابوجعفر طحاوی اور ابونعیم بن عدی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، آپ ہی کے ذریعہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب سارے عالم میں پھیلا، آپ سے جب جماعت کی نماز فوت ہوجاتی تو آپ اس نماز کو ۲۵ مرتبہ پڑھتے

تھے(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۴۹۵)

(۳۷)...... ماہِ رمضان ۲۷۰ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن عبداللہ بن برقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ایک کتاب صحابہ کے طبقات، سوانح اور انساب پر ہے، آپ کا شمار ائمہ حدیث وآثار میں ہوتا ہے، عمرو بن ابی سلمہ، اسد السنۃ، ابنِ ہشام اور ابوصالح رحمہم اللہ سے حدیث کی روایت کرتے ہیں، احمد بن علی مدائنی، طحاوی اور بہت سے حضرات رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں(سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۴۷، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۷۰)

(۳۸)...... ماہِ رمضان ۲۷۰ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن مسلم بن عثمان بن عبداللہ رازی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

ابراہیم بن ابی اللیث، ابراہیم بن منذر حزامی، ابراہیم بن موسیٰ رازی، احمد بن صالح مصری اور احمد بن عبداللہ بن یونس رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، امام نسائی، احمد بن سلمہ بن عبداللہ نیشاپوری، ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم، ابوعمرو احمد بن محمد بن ابراہیم بن حکیم مدنی اور احمد بن محمد بن یزید زعفرانی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، عبدالمومن بن احمد بن حوثرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ محمد بن مسلم کے علاوہ کسی کے لئے مجلس میں کھڑے نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی کسی کو اپنی جگہ بٹھاتے تھے، اور میں نے خود ابوزرعہ رازی کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا‘‘ امام جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ’’تین آدمی حدیث کے معاملے میں زمانے کے علماء شمار ہوتے ہیں، اور تینوں کا تعلق علاقہ رَے سے ہے، پوری دنیا میں اس زمانے میں ان جیسا کوئی نہیں، اور وہ تین علماء یہ ہیں، ابوزرعہ، محمد بن مسلم بن وارۃ، ابوحاتم رازی۔

(تھذیب الکمال ج ۲۶ ص ۴۵۲، سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۱، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۷۶)

(۳۹)...... ماہِ رمضان ۲۷۳ھ: میں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن یزید ربعی قزوینی تھا، آپ ابوعبداللہ ابن ماجہ القزوینی کے نام

سے مشہور تھے، آپ کا تعلق عراق کے شہر ''قزوین'' سے تھا، آپ کی ولادت ۲۰۹ھ میں ہوئی، اپنے وقت کے عظیم علماء ومحدثین سے آپ نے علمِ دین حاصل کیا، اکیس سال کی عمر تک اپنے علاقے میں طلبِ علم کرنے کے بعد ۲۳ سال کی عمر میں دور دراز علاقوں کے سفر پر تشریف لے گئے، اور خراسان، عراق، حجاز، مصر، شام، رے، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ اور دمشق کے وغیرہ کی خاک چھانی، آپ کے اساتذہ میں حسن بن علی خلال حلوانی، ابوعبدالرحمٰن سلمہ بن شبیب نیشاپوری، محمد بن یحییٰ عدنی، محمد بن میمون خیاط اور یزید بن عبداللہ یمامی رحمہم اللہ سرِ فہرست ہیں، آپ کے شاگردوں کی فہرست بھی بڑی طویل ہے، صاحبِ تہذیب الکمال نے آپ کے چند شاگردوں کے نام اس طرح ذکر فرمائیں ہیں، علی بن سعید بن عبداللہ عسکری، ابراہیم بن دینار جرشی ہمدانی، احمد بن ابراہیم قزوینی، اسحاق بن محمد قزوینی اور جعفر بن ادریس رحمہم اللہ، ''سنن ابنِ ماجہ'' آپ کی مشہورِ زمانہ حدیث کی کتاب ہے جو صحاحِ ستہ میں بھی شامل ہے، جو آپ نے لاکھوں کی تعداد میں احادیث کے ذخیرے سے چار ہزار روایات کا انتخاب کر کے ترتیب دی ہے، عباسی خلیفہ معتمد علی اللہ کے عہدِ خلافت میں آپ کی وفات ہوئی۔

(تہذیب الکمال ج۲۷ ص ۴۱، سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۲۷۹، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۶۳۶، ظفر المحصلین ص ۱۴۰)

(۴۰)...... ماہِ رمضان ۲۸۶ھ: میں ابوبکر احمد بن معلّٰی بن یزید اسدی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ مشہور شخصیت قاضی ابوزرعہ رحمہ اللہ کی نیابت میں قاضی کے عہدے پر فائز ہوئے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ابراہیم بن علاء بن ضحاک زبیدی، احمد بن ابی الحواری، احمد بن عبدالواحد بن عبود، اسماعیل بن ابان بن حوی، ابوجعفر حماد بن مبارک ازدی صنعانی اور ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: امام نسائی، ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن صالح بن سنان قرشی، ابوالحسن احمد بن عمیر بن یوسف بن جوصی،

ابوعلی احمد بن محمد بن فضالہ اور اسحاق بن ابراہیم بن ہاشم اذرعی رحمہم اللہ۔
(تہذیب الکمال ج ۱ ص ۴۸۷، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۷۰)

(۴۱)......ماہِ رمضان ۲۹۷ھ: میں حضرت ابومحمد یوسف بن یعقوب بن اسماعیل بن حماد بن زید بن درہم ازدی بصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

مسلم بن ابراہیم، سلیمان بن حرب، عمرو بن مرزوق، محمد بن کثیر عبدی، مسدد بن ابراہیم اور ھدبہ بن خالد رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابوعمرو بن سماک، ابوسہل قطان، عبدالباقی بن قانع، دعلج بن احمد اور ابوبکر شافعی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، پہلے آپ بصرہ کے قاضی تھے اس کے بعد ۲۹۶ھ میں واسط شہر کے قاضی بنائے گئے، کچھ عرصہ آپ شرقی بغداد کے قاضی بھی رہے، آپ کے والد یعقوب رحمہ اللہ مدینہ کے قاضی تھے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۸۶، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۶۰)

(۴۲)......ماہِ رمضان ۲۹۷ھ: میں حضرت محمد بن داؤد بن علی ظاہری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ذہانت لوگوں میں ضرب المثل تھی، ''الزہرۃ فی الادب والشعر''، ''کتاب فی الفرائض''، آپ کی مشہور کتابیں ہیں، آپ کو علمِ حدیث اور اقوالِ صحابہ میں بڑی گہری نظر حاصل تھی، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: عباس دوری، ابوقلابہ رقاشی، احمد بن ابی خیثمہ اور محمد بن عیسٰی مدائنی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: نفطویہ، قاضی ابوعمر محمد بن یوسف رحمہا اللہ، ابومحمد بن حزم رحمہ اللہ نے ان بلند الفاظ میں آپ کی تعریف کی ہے: ''ابنِ داؤد لوگوں میں سب سے زیادہ صاحبِ حق ومال اور سب سے زیادہ اخلاقِ کریمانہ اور زباندانی میں سب سے بلیغ اور نظافت وصفائی میں بھی سب سے آگے اور دینداری وپرہیزگاری سے متصف اور اچھی صفات کے مالک اور لوگوں میں ہردلعزیز تھے، سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ یاد کیا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱۱۰)

چوتھی صدی ہجری کے اجمالی واقعات

(۴۳)......ماہِ رمضان ۳۰۱ھ: میں حضرت ابو محمد عبداللہ بن محمد بن ناجیۃ بن نجبۃ بربری بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابنِ ناجیہ کے نام سے مشہور تھے، سوید بن سعید، ابو معمر ہذلی، عبدالواحد بن غیاث، عبدالاعلی بن حماد نرسی، ابوبکر بن ابی شیبہ اور بندار رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابوبکر شافعی، ابوبکر جعابی، طبرانی، ابوالقاسم بن نخاس مقریؒ، اسحاق نعالی، محمد بن مظفر اور ابو حفص بن زیات رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۱۶۵، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۵۹، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۹۶)

(۴۴)......ماہِ رمضان ۳۱۵ھ: میں حضرت ابوالحسن محمد بن فیض بن محمد بن فیاض غسانی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۲۱۹ھ میں ہوئی، صفوان بن صالح مؤذن، ہشام بن عمار، ابراہیم بن ہشام بن یحییٰ بن یحییٰ غسانی، دحیم، محمد بن یحییٰ بن حمزہ، ولید بن عتبہ، احمد بن ابی الحواری اور احمد بن عاصم انطاکی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، موسیٰ بن سہل رملی، ابو عمر بن فضالۃ، جمح بن قاسم، ابوسلیمان بن زبر، محمد بن سلیمان ربعی، ابوبکر بن مقریؒ اور ابواحمد حاکم رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں (سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۴۲۷)

(۴۵)......ماہِ رمضان ۳۲۳ھ: میں حضرت ابوطالب احمد بن نصر بن طالب بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ بغداد کے محدث کے نام سے مشہور تھے، عباس بن محمد دوری، اسحاق دبری، ابراہیم بن برہ صنعانی، یحییٰ بن عثمان بن صالح اور احمد بن ملاعب رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابو عمر بن حیویہ، محمد بن مظفر اور ابوالحسن دار قطنی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۵ ص ۶۸، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۶۸، تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۸۳۳، تاریخِ دمشق ج ۶ ص ۵۳)

(۴۶)......**ماہِ رمضان ۳۴۰ھ:** میں حضرت شیخ العربیہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن اسحاق بغدادی نحوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ مشہور نحوی عالم ابواسحاق ابراہیم بن سری زجاج رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، اورانہیں کی نسبت کی وجہ سے ''زجاجی'' کے نام سے مشہور تھے، ابنِ درید، نفطویہ، ابوبکر محمد بن سری سراج اورابوالحسن اخفش رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدراساتذہ ہیں، احمد بن علی حبال، عبدالرحمٰن بن عمر بن نصر، عفیف بن ابونصر، احمد بن محمد بن شرام نحوی اورحسن بن علی سقلی رحمہم اللہ آپ کے مایہ نازشاگرد ہیں، طبریہ مقام میں آپ کی وفات ہوئی۔

(سیراعلام النبلاء ج۱۵ ص۴۷۶، العبر فی خبر من غبر ج۱ ص۱۳۷)

(۴۷)......**ماہِ رمضان ۳۴۵ھ:** میں حضرت ابوالقاسم اسماعیل بن یعقوب بن ابراہیم بن احمد بن عیسیٰ بن جراب بغدادی بزاز رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ولادت ۲۶۲ھ میں عراق کے شہر سامراء میں ہوئی، موسیٰ بن سہل وشاء، ابوبکر بن ابی الدنیا، احمد بن محمد برتی، عبداللہ بن روح مدائنی، جعفر بن محمد بن شاکراوراسماعیل القاضی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابن جمیع غسانی، حافظ عبدالغنی، عبداللہ بن سعید، حسین بن میمون صفار، حسین بن محمد بن رزیق مخزومی اورعبدالرحمٰن بن عمر بن نحاس رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں(سیراعلام النبلاء ج۱۵ ص۴۹۸)

(۴۸)......**ماہِ رمضان ۳۵۰ھ:** میں اندلس کے امیر ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان مروانی اندلسی کی وفات ہوئی۔

آپ کا لقب ناصرلدین اللہ تھا، آپ اندلس کے شہر ''الزہراء'' کے بانی تھے، آپ کی مدتِ خلافت ۵۰ سال تھی، اس دوران آپ نے کئی فتوحات کیں، ۲۲ سال کی عمر میں ۳۰۰ھ میں آپ کی خلافت کے لئے بیعت ہوئی، ۷۲ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔

(سیراعلام النبلاء ج۱۵ ص۵۶۴)

(۴۹)...... **ماہِ رمضان ۳۵۳ھ**: میں حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن حمزہ بن عمارہ اصبہانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابو اسحاق بن حمزہ کے نام سے مشہور تھے، ابو خلیفہ فضل بن حباب، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، محمد بن عبداللہ حضرمی، یوسف بن یعقوب القاضی، ابو شعیب حرانی، ابنِ ناجیہ، فریابی اور احمد بن یحییٰ بن زہیر تستری رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابو عبداللہ بن مندہ، ابو سعید نقاش، ابوبکر بن مردویہ، ابوبکر بن ابی علی، علی بن یحییٰ بن عبدکویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

امام ابو نعیم فرماتے ہیں کہ حافظہ میں ابراہیم زمانے میں یکتا تھے، ۸۰ سال کی عمر میں ۷ رمضان کو آپ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۸۴، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۷۳، تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۹۱۰)

(۵۰)...... **ماہِ رمضان ۳۵۶ھ**: میں حضرت ابو علی حامد بن محمد بن عبداللہ محمد بن معاذ ہروی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

عثمان بن سعید دارمی، فضل بن عبداللہ یشکری، محمد بن مغیرہ ہمزانی سکری، محمد بن صالح اشج، علی بن عبدالعزیز بغوی، محمد بن یونس کدیمی، ابراہم حربی، بشر بن موسیٰ، محمد بن ایوب بجلی اور داؤد بن حسن بیہقی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابو عبداللہ حاکم، قاضی ابو منصور محمد بن محمد ازدی، ابوالفضل محمد بن احمد جارودی، یحییٰ بن عمار واعظ، محمد بن عبدالرحمٰن دباس، ابو علی بن شاذان اور ابو سعید بن عباس قرشی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ہرات میں آپ کی اسناد بلند ہونے کی وجہ سے بہت مشہور ہوئیں، ہرات میں نوے سال سے زیادہ عمر میں ۲۷ رمضان کو آپ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۱۷، تاریخِ بغداد ج ۸ ص ۱۷۲)

(۵۱)...... **ماہِ رمضان ۳۶۳ھ**: میں حضرت ابوالعباس محمد بن موسیٰ بن حسن دمشقی سمسار رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابن السمسار کے لقب سے مشہور تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: محمد بن خریم،

ابوالحسن بن جوصا، ابوالجہم بن طلاب، قاضی ابوعبداللہ محاملی، ابنِ مخلد، ابن الدحداح دمشقی اور عبداللہ بن محمد بن سری حمصی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابوالحسن محمد (یہ آپ کے بھائی بھی ہیں) محمد بن عوف مزنی، تمام رازی اور مکی بن غمر رحمہم اللہ۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۳۲۵، تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۹۸۴)

(۵۲)......ماہِ رمضان ۳۷۱ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن خفیف بن اسفکشار ضبی فارسی شیرازی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

حماد بن مدرک، محمد بن جعفر تمار اور حسین محاملی رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابوالفضل خزاعی، حسن بن حفص اندلسی، ابراہیم بن خضر شیاح، قاضی ابوبکر بن باقلانی اور محمد بن عبداللہ بن باکو یہ رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ۹۵ سال کی عمر پائی، کہا جاتا ہے کہ آپ کے جنازہ میں ہزاروں لوگ جمع ہو گئے تھے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۳۴۷)

(۵۳)......ماہِ رمضان ۳۷۸ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن محمد بن علی بن شریعہ لخمی اشبیلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ابن الباجی کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت ۲۹۱ھ میں ہوئی، محمد بن عبداللہ بن قوق، عبداللہ بن یونس قبری، سعید بن جابر اشبیلی، محمد بن عمر بن لبابہ، اسلم بن عبدالعزیز اور محمد بن فطیس رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ۸۷ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۶ ص ۳۷۷، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۸۰، تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۰۰۵)

(۵۴)......ماہِ رمضان ۳۸۴ھ: میں حضرت ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح بن خلف بن معدان بن سفیان رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

آپ کا تعلق فقہ ظاہری سے تھا، اور کئی کتب کے مصنف ہیں، اس کے علاوہ بہت سے علوم وفنون میں آپ کو مہارت حاصل تھی، قرطبہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۱۸۴ تا ص ۲۱۱)

(۵۵)......ماہِ رمضان ۳۹۷ھ: میں حضرت ابومسعود سلیمان بن ابراہیم بن محمد بن

سلیمان اصبہانی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم جرجانی، ابوبکر بن مردویہ، ابنِ جولہ ابہری، ابوسعد احمد بن محمد مالینی، ابوسعید محمد بن علی نقاش، ابونعیم، ابوعلی بن شاذان، ابوبکر برقانی، ابوالقاسم بن بشران، ابنِ طلحہ منقی اور ابوالقاسم حرفی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابوبکر خطیب، اسماعیل بن محمد تیمی، احمد بن عمر غازی، ہبۃ اللہ بن طاووس مقری، ابوسعد بغدادی، محمد بن طاہر سوسی، شرف بن عبدالمطلب حسینی، محمد بن عبدالواحد مغازلی، رجاء بن حامد معدانی، ابوجعفر محمد بن حسن صیدلانی اور مسعود بن حسن ثقفی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۲۲)

پانچویں صدی ہجری کے اجمالی واقعات

(۵۶)...... ماہِ رمضان ۴۰۷ھ: میں حضرت ابوعبداللہ احمد بن محمد بن یوسف بن دوست بغدادی بزاز رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ابنِ دوست کے نام سے مشہور تھے، حسین بن یحییٰ بن عیاش قطان، محمد بن جعفر مطیری اور اسماعیل صفار رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ہبۃ اللہ الکائی، ابومحمد خلال، ابوالقاسم ازہری، ابوبکر خطیب اور رزق اللہ تمیمی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، آپ فقہ مالکی کے بڑے علماء میں شمار کیے جاتے ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۳۲۳، تاریخِ بغداد ج۵ ص ۱۲۴)

(۵۷)...... ماہِ رمضان ۴۲۱ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن ابوعلی حسن بن ابوعمرو احمد بن محمد بن احمد بن حفص بن مسلم بن یزید حرشی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ ماوراء النہر (وسطی ایشیا) کے مشہور شہر نیشاپور کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ابوعلی محمد بن احمد بن معقل میدانی، حاجب بن احمد طوسی، ابوالعباس اصم، ابوسہل بن زیاد قطان، ابوبکر بن ابی دارم کوفی، ابومحمد فاکہی مکی، بکیر بن احمد حداد

اور ابواحمد بن عدی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: امام حاکم، ابومحمد جوینی، ابوبکر بیہقی، ابوالقاسم قشیری، ابوبکر خطیب، ابوصالح مؤذن، حسن بن محمد صفار، محمد بن اسماعیل مقری، محمد بن مامون متولی، محمد بن عبدالملک مظفری، احمد بن عبدالرحمٰن کسائی اور محمد بن یحییٰ مزکی رحمہم اللہ (سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص۳۵۸، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج۴ ص۷)

(۵۸)...... ماہِ رمضان ۴۳۰ھ: میں حضرت ابوعمران موسیٰ بن عیسیٰ بن ابی حاج بربری فاسی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

عبدالوارث بن سفیان، سعید بن نصر اور احمد بن نصر قاسم تاہرتی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، حاتم بن محمد فرماتے ہیں کہ ابوعمران لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والے، اور حافظ تھے، اور فنِ حدیث اور فقہ کے معانی سب سے زیادہ جانتے تھے، اور مشرق ومغرب کے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا (سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص۵۴۶)

(۵۹)...... ماہِ رمضان ۴۴۹ھ: میں شیخ الاسلام حضرت ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن احمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن عابد بن عامر نیشاپوری صابونی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ صابونی کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت ۳۷۳ھ میں ہوئی، ابوسعید عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب، ابوبکر بن مہران، ابومحمد مخلدی، ابوطاہر بن خزیمہ، ابوالحسین خفاف، عبدالرحمٰن بن ابی شریح اور زاہر بن احمد رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، امام کتانی، علی بن حسین بن صصری، نجا بن احمد، ابوالقاسم بن ابی العلاء، بیہقی، عبدالرحمٰن بن اسماعیل اور ابوعبداللہ محمد بن فضل فراوی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔

عبدالغافر فرماتے ہیں کہ ابوعثمان صابونی شیخ الاسلام، محدث، مفسر، واعظ ہیں، اور مسلمانوں کو ۷۰ سال تک وعظ کہا، علم حاصل کرنے میں حریص تھے، نیشاپور، ہرات، سرخس، حجاز، شام، جبال، ہند، جرجان، شام وغیرہ سے تحصیلِ علوم کیا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۴۵)

(۶۰)...... ماہِ رمضان ۴۷۰ھ: میں حضرت ابوصالح احمد بن عبدالملک بن علی بن

احمد بن عبدالصمد بن بکر نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کی ولادت ۳۸۸ھ میں ہوئی، ابونعیم اسفراینی، ابوالحسن علوی، ابوطاہر بن محمش، ابوعبداللہ حاکم، حمزہ بن عبدالعزیز مہلبی، عبداللہ بن یوسف اصبہانی، ابوعبدالرحمٰن سلمی، ابوزکریا مزکی، حمزہ بن یوسف سہمی، ابوالقاسم بن بشران، ابونعیم، مسدد املوکی، عبدالرحمٰن بن طبیز حلبی، ابوذر ہروی، حسن بن اشعث، ابوعلی دقاق اور احمد بن نصر طالقانی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، اسماعیل بن احمد، زاہر بن شحامی، وجیہ بن شحامی، عبدالکریم بن حسین بسطامی، ابوعبداللہ محمد بن فضل فراوی، عبدالمنعم بن قشیری اور ابواسعد ہبۃ الرحمٰن بن عبدالواحد رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابوسعد سمعانی فرماتے ہیں کہ جس رات آپ کی وفات ہوئی، اس رات بعض نیک بزرگوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوصالح کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے، اوران سے فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے اچھی جزا عطا فرمائیں کہ اچھے طریقہ سے آپ نے میرا حق ادا کیا، اور اچھے طریقہ سے میری بات کو ادا کیا، اور میری سنت کو پھیلایا۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۲۱، تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۲۳۷، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۴۳۷)

(۶۱)...... **ماہِ رمضان ۴۸۸ھ**: میں حضرت ابوالقاسم فضل بن ابی حرب احمد بن محمد بن عیسیٰ جرجانی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۴۰۵ھ میں ہوئی، حمزہ مہلبی، ابنِ محمش، ابوعبدالرحمٰن سلمی، یحییٰ مزکی، عبدالرحمٰن بن محمد سراج، علی بن محمد بن سقاء اور ابوبکر حیری رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، احمد بن سعد عجلی، اسماعیل بن سمرقندی، ابوعثمان عصائدی، عبداللہ بن فراوی، عمر بن احمد صفار، صدقہ بن محمد سیاف، احمد بن قفرجل اور نصر بن نصر عکبری رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۴۱)

(۶۲)...... **ماہِ رمضان ۴۹۶ھ**: میں حضرت ابوداؤد سلیمان بن ابوالقاسم نجاح مولیٰ مؤید باللہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت ۲۱۳ھ میں ہوئی، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ابوعمرو دانی، ابوعمر بن عبدالبر، ابنِ دلہاث، ابوعبداللہ بن سعدون، ابوالولید باجی اورابوشاکر خطیب رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں، ابوعبداللہ محمد بن حسن بن غلام فرس، ابوعلی صدفی، ابوالعباس بن عاصم ثقفی، احمد بن سحنون مرسی، ابراہیم بن احمد بکری، جعفر بن یحییٰ، محمد بن علی نوالشی، عبداللہ بن فرج زہیری، ابوالحسن بن ہذیل اور ابوداؤد سلیمان بن یحییٰ قرطبی رحمہم اللہ۔

ابن بشکوال فرماتے ہیں کہ آپ بہترین لوگوں میں سے تھے، روایات اوراس کے طرق کے عالم تھے، ضبط بڑا اچھا تھا، حدیث کے معاملہ میں ثقہ تھے، آپ کی معانی القرآن میں تصانیف ہیں (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۱۶۹)

پانچویں صدی ہجری کے بعد کے چند اجمالی واقعات

(۶۳)...... **ماہِ رمضان ۵۴۴ھ**: میں ابوعبداللہ فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر بن حسین بن حسن بن علی رحمہ اللہ کی پیدائش ہوئی۔

آپ ابن الخطیب کے نام سے مشہور تھے، اور ہراتؔ کے شیخ الاسلام کے نام سے پکارے جاتے تھے، افغانستان کے شہر ''رے'' میں آپ کی پیدائش ہوئی، آپ کی مشہور تصنیف ''**المحصل**'' ہے جس میں آپ نے علمِ کلام کے اصول وقواعد بیان فرمائے ہیں، اس کے علاوہ بھی آپ کی کئی تصانیف مشہور ہیں۔

آپ کے زمانہ میں ایک فرقہ کرامیہ کے نام سے مشہور تھا جو آپ سے بغض وعناد رکھتا تھا، اسی فرقہ کے لوگوں نے آپ کو زہر دلوایا اور اس زہر کے اثر سے آپ کی وفات ہوئی (ظفر المحصلین ص ۴۳۱، ۴۳۷)

(۶۴)...... **ماہِ رمضان ۷۱۰ھ**: میں ابوالثناء قطب الدین محمود بن مسعود بن مصلح فارسی شیرازی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کی پیدائش ۶۳۴ھ میں ''شیراز'' کے مقام پر ہوئی، اورابتدائی تعلیم اپنے والداور چچا سے حاصل کی، اس کے بعد آپ روم تشریف لے گئے، اور کچھ عرصہ آپ ''ملیطہ'' کے قاضی بھی رہے، پھر آپ بغداد، دمشق اور شام تشریف لے گئے، اور آخر میں ''تبریز'' کے مقام پر مستقل سکونت اختیار کرلی۔

آپ کی مختلف فنون میں بہت سی تصنیفات ہیں جن میں زیادہ شہرت علمِ فلسفہ کی کتاب ''شرح حکمۃ الاشراق'' کوحاصل ہوئی (ظفر المحصلین ص۴۴۹)

(۶۵)......ماہِ رمضان ۷۵۱ھ: میں قاضی القضاۃ ابوالخیرشمس الدین محمد بن محمد بن محمد جزری رحمہ اللہ کی دمشق شہر میں پیدائش ہوئی۔

مختلف علاقوں سے علمِ دین اورخاص کرعلمِ قراءت حاصل کیا، اور تحصیلِ علم کے بعد آپ نے مصر میں دارالقرآن کے نام سے ایک مدرسے کی بنیاد ڈالی، اوردرس کا سلسلہ شروع کیا، کچھ عرصہ بعد آپ شام کے قاضی مقرر ہوگئے، جب آپ پر ظلم وزیادتی کی گئی تو آپ روم تشریف لے گئے اورروم کے شہر بروسا میں علمِ قرأت اورعلمِ حدیث کی اشاعت کی، تمام اسلامی مما لک میں خصوصیت کے ساتھ علمِ قرأت کے امام تسلیم کئے گئے، اورروم میں آپ کو امام اعظم کالقب دیا گیا۔

آپ کی تصنیفات کی تعداد کافی زیادہ ہے جن میں زیادہ شہرت ''مقدمہ جزریہ'' اور''طیبہ'' کو حاصل ہوئی، اوریہ دونوں کتابیں آج تک متداول ومروج اورداخلِ درس ہیں، ۸۲۷ھ میں آپ اپنے آبائی شہر''شیراز'' تشریف لے آئے اوریہی پر ۵/ ربیع الاول ۸۳۳ھ بروز جمعہ آپ کی وفات ہوئی، اوراپنے مدرسہ دارالقرآن میں دفن ہوئے (ظفر المحصلین ص۷۲،۷۴)

(۶۶)......ماہِ رمضان ۸۰۸ھ: میں قاضی القضاۃ ولی الدین ابوزید عبدالرحمٰن بن شیخ امام ابوعبداللہ محمد بن خلدون رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کی تاریخِ پیدائش یکم رمضان المبارک ۷۳۲ھ ہے، شروع میں اپنے والد سے تحصیلِ علم

کرنے کے بعد مزید علم کی تحصیل کے لئے آپ اپنے آبائی علاقے تونس سے مغربی علاقوں کی طرف نکل پڑے، اور تقریباً چھبیس سال کے بعد دوبارہ اپنے آبائی وطن پہنچے، لیکن کچھ عرصہ بعد دوبارہ مصر لوٹ آئے اور آخری عمر تک وہیں رہے۔

فنِ تاریخ میں آپ کی کتابیں ''مقدمہ ابنِ خلدون'' اور ''تاریخ ابنِ خلدون'' کے نام سے مشہور ہیں، ۷۴ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی اور قاہرہ میں باب النصر سے باہر مقبرہ صوفیہ میں تدفین ہوئی (ظفر المحصلین ص ۳۹۳،۳۹۷)

(۶۷)......ماہِ رمضان ۸۶۱ھ: میں کمال الدین محمد بن عبدالواحد رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ کے والد مشہور قاضی تھے، ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، اور اس کے بعد بڑے بڑے علماء سے علمِ دین حاصل کیا، فقہ میں بھی آپ کو بڑا مقام حاصل تھا، علامہ ابنِ نجیم رحمہ اللہ نے آپ کو اہلِ ترجیح میں شمار کیا ہے، تکمیلِ علوم کے بعد آپ آخری عمر تک اشاعتِ علم میں مشغول رہے، آپ نے بہت سی مفید و معتبر کتابیں تصنیف کیں جن میں سے ہر ایک علمی مباحث و فوائد پر مشتمل ہے، علم العقائد میں ''مسائرہ'' بہت عمدہ کتاب ہے، جو بہت عرصہ تک درساً پڑھائی جاتی رہی، شام کے شہر حلب کے مقام پر آپ کی وفات ہوئی (ظفر المحصلین ص ۲۳۲)

(۶۸)......ماہِ رمضان ۸۶۴ھ: میں علامہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ کی ولادت شوال ۷۹۱ھ میں قاہرہ میں ہوئی، آپ نے جمع الجوامع، ورقات، منہاج فرعی، بردہ وغیرہ کتابوں کی بہترین شروحات لکھیں۔

تفسیرِ قرآن میں قرآن مجید کے دوسرے نصف کو مکمل کر کے ابھی پہلے نصف کا ارادہ تھا کہ وفات ہوگئی، آپ کی وفات کے بعد آپ ہی کے ہم نام امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اول نصف کو مکمل کیا، اس لئے اس کو ''تفسیر الجلالین'' کہا جاتا ہے، اور یہ کتاب آج تک

درسِ نظامی میں شامل اور دینی مدارس کے طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے (ظفر المحصلین ص ۴۲)

(۶۹)...... **ماہِ رمضان ۸۹۹ھ**: میں صلاح الدین موسیٰ پاشا بن محمد بن محمود رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ قاضی زادہ رومی کے نام سے مشہور تھے، آپ نے ابتدائی علوم اپنے آبائی وطن روم میں حاصل کئے، اس کے بعد خراسان اور ماوراء النہر (وسطی ایشیا) کے علاقوں میں پہنچے، تحصیلِ علم کے بعد سمرقند کے ایک مدرسہ میں رئیس المدرسین مقرر ہو گئے، فنِ ریاضی میں آپ کی کتاب شرح چغمینی بڑی مشہور ہے (ظفر المحصلین ص ۳۸۲)

(۷۰)...... **ماہِ رمضان ۹۵۹ھ**: میں ابو المنصور جمال الدین حسن بن زین الدین بن علی بن احمد شامی رحمہ اللہ کی پیدائش ہوئی۔

آپ بہت بڑے فقیہ، اصولِ فقہ کے ماہر، محدث، ادیب اور شاعر تھے، ''معالم الاصول'' کی آپ کی مشہور تصنیف ہے (ظفر المحصلین ص ۴۴۷)

(۷۱)...... **ماہِ رمضان ۱۰۶۹ھ**: میں ابو الاخلاص حسن بن عمار بن علی شرنبلائی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

چھ سال کی عمر میں آپ کے والد صاحب آپ کو مصر لے آئے، یہاں کے مشہور علماء سے استفادہ کیا، آپ کا شمار اپنے زمانہ کے نامور فقہاء ومحدثین میں شمار ہوتا تھا، آپ کی تصانیف میں سے فقہ کی مشہور کتاب نور الایضاح کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی، اور آج تک دینی مدارس کے نصاب درسِ نظامی میں شامل ہے، ۷۵ سال کی عمر میں وفات ہوئی (ظفر المحصلین ص ۲۰۹)

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

باسمہٖ تعالیٰ

نمازِ تراویح

کے فضائل واحکام

رمضانُ المبارک کے ایک اہم عمل نمازِ تراویح کے تفصیلی فضائل واحکام
نمازِ تراویح اور اُس میں قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کی فضیلت واہمیت
نمازِ تراویح کی مسنون تعداد کے ثبوت پر تفصیلی دلائل اور شبہات کا ازالہ
تراویح کی نماز میں قرآن مجید کی قرائت، امامت واقتداء کے احکام
تراویح کی نماز ورکعت میں غلطی واقع ہوجانے کے احکام
تراویح کی نماز سے متعلق اہم مسائل پر تحقیقی کلام

مصنِّف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

نفل، سنت اور واجب

اعتکاف

کے فضائل واحکام

نفل ومستحب، مسنون اور واجب اعتکاف کے تفصیلی فضائل واحکام
نفل ومستحب اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام
مسنون اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام
واجب اعتکاف کی حقیقت اور اُس کی اقسام واحکام
اور متعلِّقہ تحقیقی مسائل پر مفصَّل ومدلَّل کلام

مصنِّف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان